

عام دنوں کی طرح وہ سکول سے واپس گھر آئی تو
فرح نے اس کے لیے پہلے سے روح افزا کا گلاس
ڈائننگ ٹیبل پہ رکھا ہوا تھا۔ اپنا بھاری بھر کم بیگ
چمیر پہ رکھتے وہ دوسری چمیر پہ بیٹھ گئی۔ پھر ادا سی

سے گلاس اٹھاتے لبوں سے لگا لیا۔۔ اس کی ماما اکثر
گھر نہیں ہوتی تھیں۔۔ انہیں گھر سے باہر گھومنے
پھرنے کا اتنا شوق تھا کہ وہ اپنی بیٹی کی بھی پرواہ
نہیں کرتی تھیں۔۔

گھومنے پھرنے کہاں جاتی تھیں۔۔ یہی بس اپنی
دوستوں کے ساتھ کبھی کسی ہوٹل کبھی کسی شہر کبھی
کہیں شاپنگ۔۔ ان کی اس عادت سے ساوری اور
شاہ ولی بہت تنگ تھے۔۔ لیکن کیا کر سکتے ہیں۔۔ شاہ

ولی روز صبح ساوری کو سکول ڈراپ کر کے آفس چلا
جاتا۔۔ واپسی پہ وہ سکول وین پہ ہی آتی تھی۔۔

شرbet کا گلاس ختم کر کے کچن میں آ کے سنک میں
رکھا۔۔ کھانا بھی بنا ہوا تھا۔۔ فرح غیر موجودگی میں
بھی اس کا خیال رکھتی تھی یہی بات اسے ماں سے
جوڑے ہوئے تھی۔۔

پہلے کپڑے چینج کیے پھر کھانا کھا کے وہ سو گئی تھی

--

تقریباً دو گھنٹے بعد اس کی آنکھ فرح کے جوتوں کی
آواز پہ کھلی۔۔

اٹھ جاؤ شاباش۔۔ تمہاری ٹیوشن والی ٹیچر آرہی ہیں
۔۔

ماما۔۔ وہ اس کا بیگ اٹھا رہی تھیں ساوری نے روکا۔۔
ہاں کیا ہوا۔۔ ٹھہر کے وہ واپس پلٹ کے اس کے
قریب آئیں۔۔

میرا بیگ میں اٹھا سکتی ہوں۔۔ ناراضگی سے انہیں
دیکھتے نظریں جھکائیں تو وہ مسکرا دی۔۔

اچھا۔۔ میری بیٹی تو بہت بہادر ہے پھر۔۔ مسکراہٹ
چھپاتے وہ قریب آ کے بیٹھی۔۔

ہاں جی۔۔ بہت بہادر ہوں۔۔ آپ کی غیر موجودگی
میں اکیلے گھر رہ لیتی ہوں۔۔

اوففف۔۔ ساوری۔۔ میری جان۔۔ تمہاری خالائیں
مجھے نہی چھوڑتیں میں کیا کروں۔۔ اسندہ نہیں جاؤں
گی اپنی بیٹی کو اکیلا چھوڑ کے۔۔ اس کے بال سمیٹ
کے پیار سے کہا۔۔ حالانکہ وہ خود جانتی تھی اس بات
پہ عمل کرنا ان کے لیے ناممکن ہے۔۔ ساوری سر

جھٹکتے اٹھ کے باتھ روم چلی گئی۔۔ اب وہ بڑی ہو
رہی تھی۔۔ جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھتے ہی اسے ماں
کے ساتھ کی ہر وقت ضرورت محسوس ہوتی تھی۔۔
لیکن اس کی ماں۔۔

پانی کھولتے منہ دھویا۔۔ جب تک وہ باہر آئی فرح جا
چکی تھی۔۔ چہرہ صاف کرتے وہ اپنا بیگ اٹھا کے باہر
لے آئی۔۔ ابھی تک ٹیچر نہیں آئیں تھی۔۔ لیونگ
روم سے گزرتے کچن کی طرف دیکھا فرح کچن میں
شام کا کھانا بنا رہی تھی۔۔

ساوری ڈرائنگ روم میں چلی آئی۔۔ پھر ان کے
آنے سے پہلے اس نے ان کا کل کا پڑھایا ہوا سبق
یاد کر لیا تھا۔۔

پڑھائی میں وہ اچھی تھی۔۔ سیون کلاس کی ایک
برلینٹ اسٹوڈینٹ تھی۔۔ متناسب جسامت بڑی بڑی
سر مئی آنکھیں۔۔ جو اس کے چہرے پہ پرومینٹ
رہتی تھی۔۔ گلابی لب اور چہرے پہ بلا کی معصومیت
۔۔ وہ اکلوتی اولاد تھی۔۔ بابا کی لاڈلی۔۔ اور ماما کی

جان۔۔ لیکن شاید فرح بس باتوں باتوں میں ہی اسے
جان کہا کرتی تھی۔۔۔

وہ اپنی بہت ساری باتیں ماما کو بتانے والی ہوتی تھی
وہ ٹائم نا دینے کی وجہ سے نہیں بتا سکتی تھی۔۔

زندگی ایسے ہی چل رہی تھی۔۔ اصل مسئلہ تب پیدا
ہوا جب شاہ ولی کو خبر ملی تھی کہ فرح شاہ کا کسی
کے ساتھ افیر چل رہا ہے۔۔ پہلے تو شاہ ولی کو یقین
نہیں تھا لیکن پھر ایک دن وہ رنگے ہاتھوں پکڑی

گئیں وہ بھی ہوٹل روم سے اسی کے جاننے والے
کے ساتھ۔۔

اس دن شاہ آفس سے جلدی گھر آگیا تھا۔۔ تین
بجے لبنا ساوری کو ٹیوشن پڑھانے آئی ہوئی تھی۔۔
اور ہمیشہ کی طرح فرح گھر نہیں تھی۔۔ اس کی
لوکیشن چیک کرتے وہ صوفے پہ بیٹھتے بیٹھتے رکا۔۔
ہوٹل کا نام دیکھ کے اسے کرنٹ لگا تھا۔۔ ساوری کو
بتا کے وہ فوراً گھر سے نکل آیا۔۔

سارے راستے وہ دعا کرتا آیا تھا ویسا کچھ نا ہو جیسا
وہ سوچ رہا ہے۔۔ ہوٹل پہنچ کے اس نے فیاض کا
روم نمبر پوچھا۔۔ فیاض اس کا کولیگ تھا۔۔ اور اس
نے آج اپنی کسی گرل فرینڈ سے ملنے جانا تھا۔۔ اس
سے اچھی گپ شپ ہونے کی وجہ سے ولی کو معلوم
ہو گیا تھا لیکن اس کی گرل فرینڈ اس کی اپنی بیوی
ہو گی یہ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔۔
دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے دروازہ ناک کیا۔۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تو اس کی سانس وہیں اٹک گئی

--

سامنے فرح کھڑی تھی وہ بھی نائٹ گاؤن میں۔۔
کون ہے فرح۔۔

فیاض پیچھے سے کہتے سامنے آیا تو اس کا رنگ بھی
اڑا۔۔۔

فرح شاہ۔۔ شاہ ولی اذیت سے مسکرایا تم اتنی گھٹیا
عورت ہو گی میں نے کبھی سوچا نہیں تھا۔۔

ت۔۔ تم غلط سمجھ رہے ہو۔۔۔ فرح حواس باختہ
ہوتے اس کی طرف لپکی لیکن شاہ ولی نے اسے دور
جھٹک دیا۔۔

میرا نہیں تم کم سے کم اپنی بیٹی کا ہی خیال کر لیتی
۔۔

م۔۔ معاف کر دو پلیز۔۔ م۔۔ میں تمہیں سچ بتاتی
ہوں۔۔

میں نہیں انا۔ یہ مجھے یہاں زبردستی لایا ہے۔۔ اس
نے فوراً پینترا بدلا۔۔ فیاض تو ہکا بکا کھڑا دیکھ رہا تھا
۔۔

اچھا۔۔ تو پھر تمہارے جسم پہ یہ سلیپنگ گاؤن کیا کر
رہا ہے۔۔

کیا یہ بھی زبردستی پہنایا ہے۔۔۔ اسے بازو سے
دبوچتے دور جھٹکا۔۔

میں تمہیں اب ایک منٹ بھی اپنے گھر نہیں
برداشت کروں گا۔۔ یہاں سے سیدھی اپنے باپ
کے گھر جانا۔۔

ولی۔ پلیز۔۔ پلیز۔۔ میں۔۔ تم سے معافی مانگتی ہوں
۔۔ ایک بار معاف۔۔

یہ غلطی نہیں ہے۔۔ جو معاف کر دوں۔۔ گناہ ہے
اور میں اپنی بیٹی پہ اب تمہارا سایہ بھی نہیں پڑے
دوں گا۔۔

جلدی تمہیں ڈیورس پیپر دینے آؤں گا۔ ایک
حقارت بھری نظر فیاض پہ ڈالتے وہ واپس پلٹ گیا

دل جو پہلے زور زور سے دھڑک رہا تھا اب بالکل
خاموش تھا۔

اسے اپنی بیٹی کی فکر تھی۔ گھر واپس آیا تو لبنا ابھی
تک یہیں تھی۔ اسے دیکھ کے وہ بھی گھر کے لیے
نکل گئی۔

کیا ہوا بابا۔۔۔ ماما نہیں آئیں۔۔۔ ساوری نے کتابیں
سمیٹتے پوچھا۔۔

نہیں۔۔ اب وہ آئیں گی بھی نہیں۔۔

کیوں۔۔ اس کے ہاتھ تھمے۔۔ کیوں نہیں آئیں گی ماما

تمہاری ماما نانا کے گھر چلی گئی ہیں۔۔ وہ ہمارے ساتھ
نہی رہنا چاہتیں۔۔

کیوں۔۔ وہ کیوں نہیں رہنا چاہتیں۔۔ ساوری پریشان ہوئی۔۔ اب تو شکل دیکھنے سے بھی رہ جائے گی وہ۔۔

بس نہیں رہنا چاہتیں۔۔ تم نے کام ختم کر لیا۔۔

جی۔۔ وہ بھی خاموش ہو گئی۔۔ وہ رات ان دونوں
کے لیے لمبی تھی۔۔ لیکن اس سے اگلی رات ان کے
لیے کبھی نا ختم ہونے والی رات تھی۔۔

اگلے دن صبح ساوری کے لیے ناشتا اس کے بابا نے
خود اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا جسے کر کے وہ سکول
کے لیے تیار ہوئی پھر اسے ڈراپ کر کے وہ وکیل
سے ملنے آیا تھا۔۔ شام تک کاغذات تیار کروا کے وہ
گھر جانے کی بجائے فرح کے پاس آیا۔۔

اس نے معافی مانگی تھی بہت لیکن اپنی بیٹی کے لیے
شاہ ولی کو یہ کڑوا گھونٹ پینا تھا۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا
اس کی بیٹی ایک بدکردار ماں کی تربیت حاصل
کرے۔۔ وہ اسے سب سے چھپا کے رکھنا چاہتا تھا
کسی پھول کی طرح ہمیشہ مہکتا ہوا رکھنا چاہتا تھا۔۔
سائن کر دو یہاں۔۔ نہیں تو میں زبان سے بھی طلاق
دے سکتا ہوں۔۔

پیپر اس کے سامنے پھینکتے اکڑو کھڑا ہوا۔۔
شاہ پلیز۔۔ میں اپنی بیٹی کے بنا نہیں رہ سکوں گی۔۔

تم اپنی بیٹی کے ساتھ بھی نہیں رہ سکو گی۔۔۔ جلدی
سائن کرو۔۔ اس کا لہجہ بے لچک تھا۔۔

میں نہیں کروں گی سائن۔۔ فائل اٹھا کے دور پھینکتے
وہ چلائی۔۔

ٹھیک ہے۔۔ نا کرو۔۔ آنکھوں میں بلا کی سختی تھی۔۔
میں شاہ ولی پورے ہوش و حواس میں تمہیں طلاق
دیتا ہوں۔۔۔

طلاق دیتا ہوں۔۔

طلاق دیتا ہوں۔۔

ش۔۔ش۔۔اہ۔۔فرح کے پیروں سے زمین نکل گئی
تھی۔۔بے جان ہوتے وجود کے ساتھ وہ زمین پہ
بیٹھتی چلی گئی۔۔

اس کی بیٹی اس سے ہمیشہ کے لیے چھین لی گئی تھی
۔۔اس کا شوہر اس کے لیے نا محرم بن گیا تھا۔۔

اسلام آباد ہائی وے پہ رات کے آخری پہر بھی کافی
ٹریفک تھی۔۔ہر طرف جلتی رنگ برنگی لائٹیں اور
گاڑیوں کے ہارن ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہے

تھے۔۔ ریش ڈرائونگ کرتے شاہ ولی نے گھڑی پہ
ٹائم دیکھا رات کے دو بج رہے تھے۔۔ سامنے ڈیش
بورڈ پہ ایک فائل پڑی تھی۔۔ جس کے اندر اس کی
ساری تکلیف چھپی ہوئی تھی۔۔ آنکھوں کو دھندلا
ہونے سے بچاتے اس نے انگلیوں کے پوروں سے
انہیں مسلا۔۔۔

وہ ایک باپ اب بھی تھا۔۔ شوہر ہونے کے عہدے
سے وہ برخاست بے شک ہو گیا تھا لیکن ایک بیٹی
کی ذمہ داری اس کے کاندھوں پہ ابھی بھی تھی۔۔

جان سے پیاری بیوی۔۔ جسے اس نے بڑی چاہ سے
رکھا تھا۔۔ اس کو چھوڑنا اس کے لیے آسان نہیں تھا
۔۔ لیکن اپنی بیٹی کے لیے اسے یہ سب کرنا ہی پڑا
تھا۔۔

مسلسل ڈرائیونگ کرتے وہ خیالوں کے بیچ کئی دوریں
الجھا چکا تھا۔۔ اگر خدا نخواستہ اسے کچھ ہو جاتا تو اس
کی بیٹی کا کیا ہوتا۔۔ پلکیں چھپکاتے دماغ کو حاضر رکھنا
چاہا۔۔

اس سے ڈرائیونگ نہیں ہو پا رہی تھی۔۔ لیکن پھر
بھی وہ تیزی سے گاڑی چلائے ہی جا رہا تھا۔۔
کئی گاڑیاں اس کے آگے پیچھے دوڑتی گزر رہی تھیں
۔۔

میری بیٹی کس کے پاس جائے گی میرے مرنے کے
بعد۔۔ اچانک زہنی روح میں خیال بھٹکا۔۔

ارحم۔۔ اس کا بھائی۔۔ نہیں نہیں۔۔ وہ اپنے بیوی
بچوں میں میری بیٹی کو وہ محبت نہی دے سکے گا۔۔
کلانی سے آنکھوں کی نمی ایک بار پھر رگڑی۔۔

زاہدہ پھپھو۔۔ وہ میری بیٹی کو۔۔ لیکن کیوں۔۔ وہ کیوں
سنجھالیں گی۔۔ ان کا وہ لفنگا بیٹا۔۔ نہیں نہیں۔۔

سالار۔۔ اس کا دوست۔۔ اس کا سراپا ذہن میں لہرایا
۔۔ اس کے بھی تو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔۔ وہ ان
کے ساتھ میری بیٹی کو بھی پال لے گا۔۔ ہاں۔۔ اس
کی تو بیوی بھی اس کے ساتھ نہیں رہتی۔۔ ہاں وہی
۔۔ اس نے بے اختیار موبائل اٹھایا۔۔ اس کا نمبر
ڈھونڈھا اور کال ملائی۔۔

بیل جا رہی تھی لیکن کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔۔ شاید وہ
سو رہا ہو گا۔۔ سوچتے کال کاٹ دی۔۔

وہ میری بیٹی کو اپنی بیٹی کی طرح رکھے گا۔۔ آنکھیں
بند کرتے دل کو تسلی دی لیکن پھر بھی کچھ تھا جو
اسے بے چین کر رہا تھا۔۔

وہ کیوں کرے گا ایسا۔۔ میری بیٹی نامحرموں کے بیچ
کیسے رہے گی۔۔

سالار بھی اور اس کا بیٹا جب جوان ہو گا وہ بھی۔۔
میں کیا کروں میرے اللہ جی۔۔ پلیر مدد کیجیے۔۔ جیسے
اسے یقین ہو چلا تھا آج اس کے آخری دنوں کا۔۔
ٹوں ٹوں۔۔ اس کی سوچیں پھیلتی جا رہی تھیں جب
فون نے اسے متوجہ کیا۔۔ اس نے تیزی سے کال
پک کی سالار خان تھا۔۔
سالار۔۔ میرے یار۔۔

خیریت ہے ولی۔۔ وہ پریشان ہوا۔۔ وہ دونوں بزنس
پارٹنر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے دوست بھی
تھے۔۔

یار۔۔ میں نے اپنی بیوی کو ڈیورس دے دی ہے۔۔
میری بیٹی کو سنبھالو گے تم۔۔ وہ کیا کہہ رہا تھا اسے
خود کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

میری بیٹی تم رکھ لو پلینز۔۔ یہ ایک باپ کی التجا ہے
۔۔ منہ میں بڑبڑاتے اس نے سامنے سے آتی گاڑی
کو دھندلی آنکھوں سے دیکھا۔۔ وہ تیزی سے اس

کے قریب آرہی تھی۔۔ اسے لگا جیسے اس کی موت
اس کے قریب آرہی ہے۔۔

سالار میری بیٹی کو ہو اسپتال لانا۔۔ میں ٹھیک۔۔۔ اس
کی بات ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی جب گاڑی
کسی بے جان چیز کی طرح اڑتی ہوئی دور اچھل کے
گھسٹتے ہوئے درخت سے جا ٹکرائی تھی۔۔

ولی۔۔ سالار۔۔ جلدی سے کمفرٹر سائڈ پہ کرتے اٹھا
۔۔ سلپرز پہنتے وہ سلیپنگ گاؤن میں ہی گاڑی تک

آیا۔۔ ساتھ ساتھ وہ فون پہ وقار کو آوازیں بھی
دے رہا تھا۔۔

میری بیٹی کو ساتھ لانا۔۔ سپیکر پہ کپکپاتی آواز گھونجی
تو سالار کا دل ساکت ہوا۔۔

کہاں ہو تم۔۔ گاڑی کا ہارن زور زور سے بجاتے گاڑ
کو اٹھایا۔۔ جس نے ہڑبڑا کے اٹھتے بھاگتے ہوئے
دروازہ کھول دیا۔۔

میں۔۔ گلبہرگ کے پاس۔۔ اس کی آنکھیں بند ہو
رہی تھیں۔۔ اور پھر اس کے ہاتھ سے موبائل
چھوٹ گیا۔۔

سالار۔۔ ریش ڈرائیونگ کرتے ساتھ ایمر جنسی کو کال
کر کے انفارم کر رہا تھا۔۔ اس وقت سب سے
ایمپورٹنٹ اس کی جان بچانا تھا۔۔

ہوسپٹل کی طرف گاڑی موڑتے اس نے ارحم کا
نمبر ملایا۔۔

وہ اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔۔ پھر کچھ سوچتے اس نے اپنی
گاڑی کا رخ موڑا اور ولی کے گھر کی طرف آیا۔

گھر کے باہر گاڑی کھڑی کرتے لینڈ لائن پہ کال کی
۔۔

بابا۔۔ پہلی بیل پہ ہی کال رسیو کر لی گئی تھی جسے
سامنے والے وجود میں پہلے سے بے چینی پھیلی ہوئی
ہو۔۔

بیٹا میں سالار انکل۔۔ آپ کے گھر کے باہر ہوں
آپ کو لینے آیا ہوں جلدی سے باہر آجاؤ۔۔ اپنی

پریشانی پہ قابو پاتے اسے باہر آنے کا کہا۔۔ وہ تیس
سیکنڈ میں بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی۔۔

انکل بابا نہیں آئے۔۔ گاڑی کے اندر جھانکتے پوچھا
۔۔

ہم ابھی وہیں جا رہے ہیں۔۔ آپ کے بابا کے پاس
آجاو۔۔ گاڑی کا دروازہ کھولتے اسے بیٹھنے کا کہا تو وہ
بیٹھ گئی۔۔

میرے بابا آپ کے گھر ہیں۔۔ اس کا چہرہ دیکھتے
ساوری نے بے چینی سے پوچھا۔۔ بڑی بڑی آنکھوں

میں تمام تر معصومیت سمیٹے وہ گھبرائی ہوئی تھی۔۔ بابا
نے جاتے ہوئے اسے کہا تھا اس کے لیے کچھ
سرپر ائز ہے۔۔ جو وہ اسے کل جاگنے سے پہلے مل
جائے گا۔۔ اسے نہیں پتہ تھا۔۔ اس کے بابا اس سے
راتوں کی نیندیں چھیننے والے تھے۔۔

نہیں۔۔ وہ ہو سپٹل میں ہیں۔۔ ان کا ایکسیڈینٹ ہوا
ہے۔۔ سالار نے سچ بتانا ٹھیک سمجھا۔۔ تاکہ وہ خود کو
تیار کر لے ہر قسم کے حالات کے لیے۔۔

ک۔۔ کیا۔۔ بابا میرے ٹھیک ہیں۔۔ وہ فوراً سے
رونے لگی تھی جیسے بچے اپنی پیاری چیزوں کے لیے
روتے ہیں۔۔ آنکھوں سے ابلتا پانی سفید گالوں کو
بھگوتے سرخ کرنے لگا تھا۔۔

آدھے گھنٹے میں وہ لوگ سٹی ہو سپٹیل پہنچ گئے تھے
۔۔

ابھی یہاں پیشنٹ لایا گیا ہے ایکسڈینٹ سے۔۔
جی۔۔ وہ آئی سی یو میں ہیں آپ ویٹ کریں۔۔
ریسپیشن گرل نے انہیں انفارم کیا۔۔

تین گھنٹے کا وہ لمبا انتظار تین صدیوں پہ محیط ہو گیا
تھا۔ ساوری مسلسل رو رہی تھی۔۔ اور سالار کو سمجھ
نہیں آرہا تھا وہ اسے کیسے چپ کروائے۔۔ اس کی
جگہ اپنی بیٹی ہوتی تو اب تک وہ اسے سینے سے لگا چکا
ہوتا۔۔ اس کا تو وہ ہاتھ بھی نہیں تھام سکتا تھا۔۔
آپ کے پیشنٹ کی حالت کافی کریٹیکل ہے۔۔ وہ
کسی سالار اور اپنی بیٹی سے ملنا چاہتے ہیں۔۔ نرس
انہیں دیکھتے ان کے پاس آئی۔۔

ساوری نے بے اختیار مضبوطی سے سالار کا ہاتھ تھاما
تھا۔۔

انکل۔۔ بابا۔۔ خوف سے اسے دیکھا۔۔ سالار نے چھوٹا
سا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ کے گرد بندھا دیکھا۔۔
کچھ نہیں ہو گا تمہارے بابا کو۔۔ پھر اسے لیے آئی
سی یو میں آیا۔۔

ولی ہوش میں تھا۔۔ لیکن اس کی چوٹیں اور جگہ جگہ
سے رستا خون کسی بھی وقت اس کی جان لے سکتے
تھے۔

س۔۔سا۔۔میری جان۔۔ساکت مشینوں میں جکڑا وہ
بس اتنا ہی کہہ پایا تھا۔۔نا سالار مکمل نا ساوری۔۔
ایک اس کا جان سے پیارا دوست تھا اور اس کی
جان ہی تھی اس کی بیٹی۔۔سالار چند قدم لیتا اس
کے بلکل قریب آیا۔۔

تم ہمت رکھو ولی۔۔ٹھیک ہو جاؤ گے۔۔سالار نے
اس کے ہاتھ کو ہلکے سے چھوا۔۔

ساوری ڈر کے وہیں کھڑی رہی۔۔اس کے بابا کو کیا
ہوا تھا۔۔

م۔۔ میری بیٹی سے شادی کر لو۔۔ سالار۔۔ اواز اتنی
دھیمی تھی کہ بس سالار سن سکا۔۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔۔ اسے جھٹکا لگا۔۔

پلیز۔۔ وہ چھوٹی سی ہے ابھی تیرہ سال کی۔۔ کہاں
جائے گی۔۔ اس کی آنکھوں میں بے بسی تھی۔۔

تیرہ سال کی بچی سے میں کیسے نکاح کر سکتا ہوں۔۔
سالار جان بھی دے دیتا لیکن ایک بچی سے شادی
جو اس کی بیٹی کی عمر کی تھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

پلیز سالار تمہیں ہماری دوستی کا واسطہ ہے۔۔

م۔۔ میری بات کا مان۔۔ میں مر رہا ہوں میری جان
آسانی سے نکل جائے گی پلیز۔۔ وہ اپنی بیٹی کی مکمل
زندگی ک فیصلہ کرنے جا رہا تھا۔۔

دوستی جائے بھاڑ میں۔۔ مجھے یہ منظور نہیں ہے۔۔
میں پاگل نہیں ہوں۔۔

پاس کھڑی ساوری شاہ باپ کی باتوں کو نا سمجھی سے
سن رہی تھی۔۔

اپنے مرتے ہوئے یار کی قسم ہے تجھے۔۔۔ تم میری
گڑیا سے ہی نکاح کرو گے۔۔

ہر گز نہیں۔۔ ماتھے پہ بیشمار شکنیں در آئیں۔۔ وہ
پینتیس سالہ مرد تیرہ سال کی بچی سے کیسے شادی کر
سکتا تھا۔۔

وعدہ۔۔ رہا۔۔ شاہ ولی نے اس کا ہاتھ تھماتے دم توڑ
دیا۔۔

سالار نے اذیت سے آنکھیں بند کرتے دوبارہ

کھولیں۔۔۔ شاہ ولی کی گڑیا بے یقینی سے اپنے مردہ

باپ کو دیکھتے سن ہو چکی تھی۔۔۔

کتنی دیر سالار سب کچھ سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔

پھر اس نے فیصلہ کیا تھا۔۔ وہ ساوری شاہ سے نکاح

کرنے کے لیے تیار تھا۔ اس کے ذہن میں کیا چل

رہا تھا اس سب سے بے خبر ساوری اپنے باپ کو

جھنجوڑ رہی تھی۔۔۔

تمہیں میرے ساتھ آنا ہے۔۔ سالار نے بے دردی
سے اس کا بازو پکڑ کے کھینچا تو وہ گھسٹتی ہوئی اس
کے پیچھے باہر نکلی۔۔

اگلے ساٹھ منٹ میں وہ ساوری شاہ سے ساوری سالار
خان بن گئی تھی۔۔

وہ دنیا کا پہلا شخص تھا۔۔ جس نے نائٹ گاؤن میں
رات کے آخری پہر نکاح کیا تھا۔۔ وہ بھی اپنے سے
بائیس سال چھوٹی لڑکی سے۔۔

ہر طرف اتنے لوگ تھے۔۔ پھر بھی وحشت سے
اس کا دل پھٹنے لگا تھا۔۔ عورتیں اس کی طرف ترس
اور رحم کی نگاہ سے دیکھ رہی تھیں چار پائی کے پاس
بیٹھے وہ خاموشی سے سہمی آنکھوں سے سب دیکھے جا
رہی تھی جب چاچی نے اسے اٹھا کے اپنے سینے سے
لگایا۔۔

میرا بچہ۔۔ اس کے سر پہ چومتے وہ رو رہی تھیں
۔۔ کتنی دیر وہ اسے دلا سے دیتی رہیں پھر بہانے سے
اٹھا کے اندر لے گئیں۔۔ اسے دروازے پہ چھوڑ

کے وہ واپس پلٹ گئی تھیں۔۔ وہ وہیں تھمی رہ گئی۔۔
پیچھے مڑ کے دیکھا۔۔ چار لوگ اس کے بابا کی چار
پائی اٹھا رہے تھے۔۔ جن میں سے وہ صرف دو کو
جانتی تھی ایک اس کے چاچو اور دوسرے اس کے
بابا کے دوست۔۔

اس کی ماما وہاں کہیں نہیں تھیں۔۔ وہ اکیلی تھی۔۔ بابا
کو بھی وہ لوگ لے گئے تھے۔۔ دھندلاتی آنکھوں
سے اس نے عورتوں کو آہ و بکا کرتے دیکھا۔۔ پھر
دروازے کے اندر ہوتے لاک کر لیا۔۔

دو آنکھوں نے اسے فکر مندی سے دیکھا تھا۔

ساوری کے بابا۔۔ اپنے جگری دوست کو وہ کندھا
دیئے چل رہا تھا مضبوطی سے۔۔ جب کسی نے اس
سے کندھا لیا وہ سائڈ پہ ہو گیا۔۔

اس سارے میں وہ ایک بار گھر گیا تھا چیخ کرنے
کے لیے۔۔۔

ولی کی تدفین کا سارا کام اسی نے ہی کروایا تھا۔
آدھے گھنٹے میں وہ لوگ اسے منوں مٹی تلے دفن
کر آئے۔۔

تین دن گھر میں سوگ رکھا گیا تھا اور پھر وہ لمحہ ایا
--- ساوری کہاں رہے گی۔۔۔

اس کی ماں کہاں تھی۔۔

وہاں سب بیٹھے ہوئے تھے سوائے سالار کے۔۔ ارحم
چاچو۔۔ اس کے پھپھو۔۔ اس کے دادا دادی۔۔

سب سے بہتر تو یہی ہوتا کہ وہ اپنے دادا دادی کے
پاس رہتی لیکن وہ لوگ اتنے لاغر تھے کہ اس کی
ذمہ داری نہیں اٹھا سکتے تھے۔۔ ارحم نے تو کہا تھا
لیکن چاچی جو تین دن پہلے چوم رہی تھیں وہ بھی

اب منہ پھیرے بیٹھی تھیں۔۔ بہت سوچ بچار کے
بعد بھی کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔۔

سارے اپنے گھر چلے گئے۔۔ ساوری کے پاس اس کی
پھپھو رکی ہوئی تھیں۔۔

سب کے جانے کے بعد وہ وہاں اکیلی بیٹھی تھی۔۔
صبا پھو روم میں اپنے بیٹے کو سلانے چلی گئیں تو
اس نے لینڈ لائن نمبر سے سالار کا نمبر تلاش کیا۔ وہ اس
سے پوچھنا چاہتی تھی شاید اس کے بابا نے انہیں بتایا
ہو ساوری نے کس کے پاس رہنا ہے۔۔

بیل جا رہی تھی۔۔ تیسری بل پہ کال ریسیو ہوئی۔۔
ہیلو۔۔ بھاری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو دل
سہم سا گیا۔۔

میں ساوری بات کر رہی ہوں انکل۔۔ ڈرتے ڈرتے
وضاحت دی۔۔

ساوری۔۔ پیشانی مسلتے سیدھا ہوا۔۔ وہ سٹڈی روم میں
سموکنگ کر رہا تھا۔۔

جی۔۔ آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔۔ ہمت کرتے کہا۔۔

کیا پوچھنا ہے۔۔ سگرت ایش ٹرے میں مسلتے کھڑا

ہوا۔۔

میرے بابا نے آپ کو بتایا تھا کیا میں نے کہاں رہنا

ہے۔۔ آستین سے آنکھیں رگڑتے اس نے جان لگا

دی یہ فقرہ ادا کرنے کے لیے۔۔ دوسری طرف

سالار کو لگا جیسے اس کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا

ہے۔۔

ولی نے بہت سوچ سمجھ کے فیصلہ کیا تھا۔۔ وہ ساوری
کو اس کے گھر نہیں اس کے دل میں چھوڑ کے گیا
تھا جہاں سے وہ کبھی بھی ناکالی جاسکے۔۔

میں لینے آرہا ہوں تمہیں۔۔ اپنی ضرورت کی تمام
چیزیں سمیٹ لو۔۔

لیکن انکل میرے چاچو مجھے۔۔

وہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے جو کہا ہے وہ کرو۔۔ میں آرہا
ہوں۔۔ سختی سے کہتے کال کاٹ دی۔۔

ساوری کو اب جلدی سے اپنی ساری چیزیں اکٹھی
کرنا تھیں۔۔

سالار انکل۔۔ گیٹ کھول کے دوڑتے ہوئے اس تک
آئی۔۔ یہاں مجھے کوئی بھی نہیں رکھے گا۔۔ بات سے
پہلے آنکھوں سے موتی نکلے تھے۔۔ اسے لگا صرف
وہی اس کا ہمدرد ہے اس کے بابا نے آخری وقت
جن دو لوگوں کا نام لیا تھا وہ وہی دونوں تو تھے۔۔

سالار نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے اسے دیکھا پھر دروازہ
کھول کے باہر آیا۔۔

گھر میں کون کون ہے۔۔ گیٹ کی طرف بڑھتے اس
کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ وہ اسی کی ذمہ داری تھی اب۔۔
کوئی اور رکھنا چاہتا بھی تو بھی وہ نہیں رکھ سکتا تھا
ساوری سالار کو۔۔

صرف پھپھو۔۔ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے جیسے وہ
محفوظ ہو گئی تھی۔۔

اپنا سامان پیک کر لیا ہے تم نے۔۔ پہلے اسے اندر کیا
پھر خود داخل ہوا۔۔

ہاں جی۔۔ کر لیا ہے۔۔ لیکن بیگ بہت بھاری ہے
اور۔۔ مجھ سے اٹھایا نہیں جا رہا۔۔ بیڈ سے بھی۔۔
اور۔۔

اور۔۔ وہ اسے سنتے اندر آیا۔۔

اور مجھ سے اوپر ہینگ کیے ہوئے کپڑے بھی نہیں
اتارے گئے۔۔ معصومیت سے کہتے ہاتھ چھڑوا گئی

میں اتار دیتا ہوں۔۔ ڈرائنگ روم کا بند دروازہ دیکھ
کے اسے افسوس ہوا۔ ایک عورت ساوری کے
ساتھ رکی تھی اور وہ بھی سو رہی تھی۔۔ تعاسف
سے سر ہلاتے ساوری کے روم میں چلا آیا۔۔
یہ والے سارے کپڑے نکال دیں۔۔ کبڈ کھولتے
ساوری نے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔۔ چھوٹا سا
بیگ وہ پہلے ہی بھر چکی تھی اور اب اس میں جگہ
بھی نہیں تھی کچھ اور ڈالنے کی۔۔

یہ سارے۔۔ سالار نے پوچھا تو اس نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔۔

یہ رکھنے کہاں ہیں بیگ تو بھرا ہوا ہے۔۔

مجھے کیا پتہ۔۔ وہ پریشان ہوئی۔۔ اس کے پاس تو
دوسرا بیگ بھی نہیں تھا۔۔

اچھا ایک کام کرتے ہیں۔۔ سالار نے خود سے سوچا
پھر ایک دوپٹہ جو ذرا بڑے سائز کا تھا وہ بیڈ پہ بچھایا

--

اس کے اندر رکھو جو جو بھی اور رکھنا ہے۔۔ اسے
کہتے خود اس کے سارے کپڑے اتار کے دوپٹے کے
اندر سیٹ کر کے رکھے۔۔

بس۔۔ کپڑے ہیں۔۔۔

پھر بھی دیکھ لو۔۔ بکس وغیرہ۔۔۔

سب بیگ میں ہے۔۔ وہ مطمئن تھی۔۔

چلو پھر ٹھیک ہے۔۔ دونوں نے مل کے دوپٹے کی
گھڑی باندھی۔۔

چلیں اب پھو جاگ جائیں گی۔۔ اسے لگ رہا تھا وہ
لوگ چھپ کے جارہے ہیں۔۔

لیکن سالار اسے ایسے لے جانے نہیں آیا تھا۔۔
اس کا سکول بیگ اپنے کندھے پہ ڈالتے ایک ہاتھ
میں گھڑی اور دوسرا بیگ اٹھایا۔۔

آجاؤ۔۔ باہر نکلتے اسے آنے کا کہا۔۔ لیکن ساوری
ایک بار پھر رک گئی تھی۔۔ پھر تیزی سے باہر نکلتے
مما اور بابا کے روم میں آئی۔۔ جہاں اب کوئی نہیں
تھا۔۔

خوشبو کا جھونکا ناک سے ٹکرایا تو ننھا سا دل بے چین
ہو اٹھا۔

ماما بابا۔۔ سسکی لیتے اس نے ان کی تصویر دیکھی۔۔ وہ
ساتھ تھے۔۔ تب وہ بہت چھوٹی تھی اور اب۔۔ وہ
بڑی ہو گئی تھی۔۔ بہت بڑی۔۔ ان کی تصویر اٹھاتے
آنسو صاف کیے۔۔ پھر ڈرار سے چابی نکال کے اپنے
چھوٹے سے پرس میں ڈالی جو اس نے کندھے اور
کمر کے گرد لٹکایا ہوا تھا۔۔ پھر ماما اور بابا کا روم لاک

کر کے باہر آئی تو سالار وہیں اس کا ویٹ کر رہا تھا
اسے دیکھ کے شرمندگی سے تصویر چھپالی۔

آجاو۔۔ اسے ساتھ لیے باہر چلا آیا گاڑی میں پہلے
سامان رکھا پھر اسے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا کے خود
دوسری طرف سے آ کے بیٹھا۔

ہم لوگ یہاں واپس آئیں گے نا۔

ہاں۔۔ ایک لفظی جواب دیتے گاڑی سٹارٹ کی اس
سارے دورانیے میں اس کے چہرے سے سنجیدگی
ایک منٹ بھی غائب نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔ ساوری

اپنے اور اس کے رشتے کے تقاضوں سے بے خبر
اپنے دکھ میں وہاں سے نکل آئی تھی

بیس منٹ کا سفر طے کر کے گاڑی سالار ولا کے
سامنے رکی۔۔۔ یہاں ساوری پہلے بھی کئی بار آ چکی
تھی بابا کے ساتھ۔۔

گاڑی کے ہارن پہ واچ مین نے دروازہ کھولا تو گاڑی
اندر آئی۔۔

ساوری۔۔ وہ گاڑی رکتے ہی اترنے لگی تھی جب

سالار نے اس کا ہاتھ تھاما

جی انکل۔۔ وہ ٹھہر گئی۔۔

فلحال کسی کو نہیں بتانا ہمارا نکاح ہوا ہے۔۔ مزاق میں

بھی نہیں۔۔ انڈر سٹینڈ۔۔

ٹھیک ہے۔۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔ اسے

نہیں معلوم تھا نکاح کیوں ہوتا ہے اور اس سے کیسے

اثرات پیدا ہو سکتے ہیں اس کی زندگی۔۔ بس وہ ایک

بار سالار کے کہنے پہ راضی ہو گئی تھی۔۔

ساوری گاڑی سے اتر کے کھڑی ہوئی تو سالار نے
اس کا سامان نکال کے باہر رکھا۔

میں یہاں ہادی اور زوہا کے روم میں رہوں گی نا۔
نہیں۔۔ میرے ساتھ میرے روم میں۔۔ اس کا چھوٹا
سابیگ ڈیش بورڈ سے اٹھاتے اسے تھمایا۔ پھر گاڑی
لاک کر کے وہ اسے اور اس کا سامان لیے اندر آیا
۔۔

بچوں کے روم کا دروازہ بند تھا لیکن لائٹ جل رہی
تھی۔۔

نہیں مجھے ان کے ساتھ رہنا ہے۔۔

ساوری۔۔ یہاں تم نے کوئی ضد نہیں کرنی۔۔ جو میں
کہوں گا بس ویسے ہی کرنا ہے۔۔۔

لیکن کیوں انکل۔۔ بابا نے آپ کو میرے بابا۔۔

چپ ہو جاؤ۔۔ اس سے پہلے کے وہ اور اناپ شناپ
بولتی ڈپٹا۔۔

میرے بابا مجھے نہیں ڈانٹتے تھے۔۔ اسے شدت سے
رونا آیا تھا لیکن وہ اس کے بابا بھی تو نہیں تھے نا۔۔
روہان سے ہوتے وہ اس کے ساتھ روم میں چلی آئی۔۔

سو جاؤ۔۔ دیر ہو گئی ہے پہلے ہی میں آتا یوں۔۔ اس
کا سامان ڈریسنگ روم میں رکھ کے اسے بیڈ کی
طرف بھیجا۔۔ پھر خود باہر نکل آیا۔۔

زوبا اور ہادی کے روم میں آتے دروازے پہ ناک کیا
تو اندر ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔۔

مطلب وہ اسے دیکھ کے کھیلنا بند کر گئے تھے۔۔

دروازہ کھولتے اندر آیا تو دونوں اپنے کمفرٹر میں

دبکے ایسے لیٹے تھے جیسے انہیں سوئے آدھی رات

گزر گئی ہو۔۔ ان سے باز پرست کرنے کا فلحال اس

کا کوئی موڈ نہیں تھا واپس دروازہ بند کر کے اپنے
روم میں آگیا۔۔ ساوری ابھی تک جاگ رہی تھی۔۔
کھانا کھایا تھا تم نے۔۔۔ کچھ سوچتے سالار نے بیڈ کے
کونے پہ ٹکتے جوتے اتارے۔۔
نہیں۔۔ مجھ سے کھانا نہیں کھایا گیا۔۔
کیوں۔۔ جوتے اتارتے اتارتے سیدھا ہوا۔۔
میرا دل نہیں کر رہا تھا۔۔ میری ماما مجھے لینے آئیں گی
تو میں ان کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔ جانے کیوں
اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا۔۔

کیوں۔۔۔ ماما کے ساتھ کیوں جانا ہے۔۔۔

کیونکہ کے آپ کو بھی اچھا نہیں لگتا میں آپ کے
بچوں کے ساتھ رہوں۔۔۔

سالار لب بھینج کے رہ گیا۔۔۔ وہ اب اسے کیسے
سمجھاتا۔۔۔

تم سو جاو۔۔۔ صبح ان سے بات کریں گے پھر دیکھتے
ہیں تم کہاں رہو گی۔۔۔

اوکے۔۔۔ وہ۔۔۔ میرے دوست ہیں وہ مجھے ساتھ رکھ
لیں گے۔۔۔

سالار کو اس کی فکر ہونے لگی تھی شاید رشتہ بنا تھا
اس لیے۔۔ ساوری بیڈ کے بالکل کونے پہ لیٹی تھی۔۔
سالار دوسری طرف آ کے بیٹھا تو وہ اٹھ کے بیٹھ گئی
۔۔

آپ یہیں سوئیں گے۔۔

ہاں تو۔۔ اور کہاں سونا ہے میں نے۔۔

نہیں۔۔ یہاں نہیں سونا آپ نے۔۔

کیوں۔۔ حیرانی سے گھورا۔۔

کیونکہ میں یہاں سو رہی ہوں نا۔۔

تو تم ایک طرف سوئی ہو سارے بیڈ پہ تھوڑی نا سو
رہی ہو۔۔ وہ سیدھا ہو کے لیٹ گیا۔۔

نہیں۔۔ بس اپ یہاں نہیں سوئیں گے۔۔
کیوں۔۔ وجہ تو بتاؤ۔۔

میں آپ کے نیچے اگئی تو۔۔ خوف سے اس کی وجیہہ
جسامت دیکھی۔۔

ساوری۔۔ سو جاؤ چپ چاپ۔۔ ورنہ ایک لگاؤں گا
اب میں تمہیں۔۔ اسے بازو سے پکڑتے بیڈ کے

درمیان میں گھسیٹا۔۔ جیسے وہ لیٹی تھی اگلے لمحے نیچے
گر جاتی۔۔

دیکھا دیکھا۔۔ پھر آپ اب ایک کروٹ لیں گے اور
ساوری کی چٹنی بن جائے گی۔۔ آپ وہاں جا کے
سوئیں۔۔ دوبارہ سے بیٹھتے اسے سرمئی آنکھوں سے
گھورا۔۔

ٹھیک ہے میں سو جاتا ہوں۔۔ اس کی ضد سے
ہارتے اپنا کمفرٹر اور تکیہ اٹھا کے وہ بیڈ کم صوفے پہ
آ کے ٹک گیا۔۔

پہلی ہی رات اسے اپنی چھٹانک بھر بیوی کی بات
ماننی پڑی تھی۔۔

ابھی وہ تازے تازے غم میں تھی۔۔ اس لیے سالار
اس سے زیادہ سختی سے پیش نہیں آرہا تھا۔۔

ساوری اس کے وہاں سے جاتے ہی سیدھی ہو کے
لیٹ گئی۔۔ جلدی ہی اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔

جبکہ سالار ادھی رات تک کروٹیں لیتا رہا تھا

اگلے دن صبح اس کی آنکھ باہر سے آنے والے شور
کی آواز پہ کھلی۔۔ رات کو لیٹ سونے کی وجہ سے وہ
کافی لیٹ ہو گیا تھا۔۔ اٹھ کے بنا ہاتھ منہ دھوئے
باہر آیا تو تینوں بچے ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھے ایک
دوسرے کو گھور رہے تھے۔۔

بابا آگئے ہیں۔۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں تم کیوں آئی
ہو ہمارے گھر۔۔

زوہا کو شاید اس کا وہاں آنا پسند نہیں آیا تھا۔۔

کیا تم سب فریش ہو کے روم سے نکلے ہو۔۔ نظریں
ساوری کے رات والے حلیے پہ ٹکی تھیں۔۔

جی بابا۔۔ ہادی نے اور زوہانے سر ہلایا جبکہ ساوری
کنفیوز سی دیکھتی رہی۔۔

ساوری تم نے۔۔ پھر اس سے پوچھا
نہیں۔۔

تو چلو۔۔ پہلے فریش ہو جاؤ پھر بات کریں گے۔۔
ہاتھ آگے کرتے اس کا ہاتھ تھام کے چٹیر سے کھڑا
کیا۔۔

لیکن بابا یہ آپ کے روم میں کیوں فریش ہوگی یہ
ہمارے۔۔

ہادی۔۔ آپ خاموش رہ سکتے ہیں کچھ دیر۔۔

جی بابا سوری۔۔ وہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔۔

سالار ساوری کو گھورتے اندر لایا تھا۔۔

کس نے کہا تھا تمہیں باہر جانے کے لیے دروازہ

لاک کرتے سنجیدگی سے دیکھا۔۔

ساوری سہم کے خاموشی سے کھڑی رہی۔۔

آئندہ تم مجھ سے پوچھے بنا کوئی کام نہیں کرو گی۔۔
سر جھٹکتے ڈرینگ روم میں چلا آیا۔۔ ساوری بھی اس
کے پیچھے پیچھے آئی تھی۔۔ لینے تو وہ اپنے کپڑے آیا
تھا لیکن ساوری کو پیچھے آتے دیکھ کے پہلے اس کا
بیگ نکال کے باہر بیڈ پہ رکھا۔۔

پھر زپ کھولتے سامان دیکھا۔۔ سب سے اوپر اس کی
چھوٹی چھوٹی جیلوری پڑی تھی ایک لپ سٹک بھی۔۔
پھر کپڑے جو ایسے ہی بنا تھے کیے ٹھونسے گئے اور
سب سے نیچے جوتوں کا ڈھیر جس میں سکول والے

جوتے بھی شامل تھے کچھ ہیلز والے کچھ سمپل
سینڈل۔۔ اس نے اپنی اتج کے مطابق سمجھداری
سے ہی پیکنگ کی تھی۔۔

یہ والے جوتے۔۔ خود ہی آگے ہو کے سلپرز نکالے
پھر کپڑے سلیکٹ کیے۔۔

میں جاؤں پہلے۔۔ اپنی چیزیں اٹھاتے اسے دیکھا۔۔
یہ سب کون سمیٹے گا۔۔

آپ۔۔ بے ساختہ کہا پھر زبان دانتوں تلے دباتے
سر مئی آنکھوں میں خوف ابھرا۔۔ سمیٹ دیں۔۔
تیسرے لمحے سر مئی آنکھیں نم ہوئیں۔۔

ٹھیک ہے۔ تم جاو۔۔ اس سے پہلے کے آنسو ٹپکتا
اسے وہاں سے بھگایا۔۔

پھر اس کے فریش ہونے تک سالار اس کا سارا
سامان اپنے سامان کے ساتھ سیٹ کر چکا تھا۔۔

ساوری باہر آئی تو کندھوں سے ذرا نیچے تک آتے
بال نچڑ رہے تھے۔۔ کپڑے بھی جگہ جگہ سے بھیکے

تھے سالار سے بے خبر وہ باہر جانے لگی تھی دوبارہ
جب سالار نے دوبارہ ٹوکا۔۔

کہاں۔۔

و۔۔۔ وہ باہر میں نے نہا لیا ہے۔۔

تو ایسے ہی جانا ہے۔۔ بال کون بنائے گا اور۔۔ وہ
بولتے بولتے رکا۔۔ صاف الفاظ میں اسے نہیں سمجھا
سکتا تھا اس لیے خود ہی اس کا چھوٹا سا دوپٹہ نکال
کے لے آیا۔۔

یہاں آؤ۔ آئے کے سامنے آتے اسے بلایا پھر اس
کے بال ٹاول سے خشک کیے۔۔

بال بنانے آتے ہیں۔۔ اس کے گیلے بالوں کی ہی
چٹیا کرتے آئے میں دیکھتے پوچھا۔

نہیں۔۔ ماما بناتی تھیں یا کبھی بابا۔۔ پونی اسے پکڑاتے
بتایا۔۔

ٹھیک ہے اور آئندہ تم دوپٹہ لو گی۔۔ دوپٹہ اس کے
گلے سے راؤنڈ کرتے کندھوں اور سینے پہ ایسے

پھیلا یا کے اس کے دونوں سائڈیں سامنے کی طرف
تھیں۔۔

اوکے۔۔

اب یہیں رکو۔۔ میں فریش ہو کے آؤں گا تو ساتھ
باہر جائیں گے۔۔ اسے تنبیہ کرتے وہ اپنے کپڑے
اٹھا کے چلا گیا۔۔

ساوری وہیں آئے کے سامنے کھڑی اس کی چیزیں
دیکھنے لگی تھی۔۔ ڈیفرنٹ پرفیوم دیکھتے اس کا دل کیا
وہ سپرے کرے اور پھر اس نے ایک پرفیوم اٹھاتے

خود پہ سپرے کر دیا تھا۔۔ اسے لگا تھا جیسے سالار کی
خوشبو اس کے اندر آ سہائی ہے۔۔ جلدی سے واپس
بند کر کے رکھتے وہ بیڈ پہ جا کے بیٹھ گئی۔۔ مبادہ
دوبارہ اس سے ڈانٹ نا پڑ جائے۔۔

سالار انکل نے اب ڈانٹنا بھی ہے ساوری آرام سے
بیٹھو۔۔ خود سے بات کرتے اپنا دوپٹہ ٹھیک کرنے
لگی۔۔

وہ ہو بہو اپنی ماما کی کاپی تھی۔۔ موم کی گڑیا جیسی۔۔
سر مئی کانچ سی آنکھیں۔۔ اور دھودھیا سفید رنگت

-- ابھی وہ اتنی پیاری تھی۔۔ جب بڑی ہوتی تو

قیامت ڈھاتی۔۔ اس کے بابا اگر اسے سب سے چھپا
کے رکھنا چاہتے تھے تو ٹھیک چاہتے تھے وہ چھپا کے
رکھی جانے والی ہی چیز تھی۔۔

سالار فریش ہو کے باہر آیا تو وہ شرافت سے بیڈ
کے کونے پہ ٹکی تھی۔۔ بال خشک کرنے کے لیے
اس نے ساوری والا ہی ٹاول یوز کیا تھا۔۔

اس کے پاس سے گزرتے خوشبو کا جھونکا ناک سے
ٹکرایا تو رک کے اسے دیکھا۔۔ یعنی وہ وہاں آرام
سے نہیں کام کر کے بیٹھی تھی۔۔

سالار کچھ کہے بنا تیار ہونے لگا۔ وہ پینتیس سال کا
تھا لیکن لگتا وہ تیس سے کم کا تھا۔ شہد رنگ گہری
آنکھیں جہاں ہمہ وقت سنجیدگی ڈیرہ جمائے رکھتی۔۔
مناسب بڑھی داڑھی اور مونچھیں اسے پروقار بناتی
تھیں۔۔ مہرون بھرے بھرے ہونٹوں پہ مسکراہٹ
شاید ہی ساوری نے کبھی دیکھی ہو۔۔ مضبوط کلائیوں

پہ ہاتھوں کی پشت کے شروع تک ہلکے ہلکے سیاہ بال
تھے۔۔ وہ تیار ہو رہا تھا اور ساوری اسے دیکھ رہی
تھی۔۔

انکل آپ کی وائف کہاں ہیں۔۔ اس نے ابھی تک
زوہا اور ہادی کی ماما کو نہیں دیکھا تھا۔۔
سالار نے آئے سے اسے دیکھا۔۔

وہ ہمارے ساتھ نہیں رہتیں۔۔ بال سیٹ کرتے اس
نے وہی خوشبو سپرے کی تھی جو ساوری نے خود پہ
ابھی چھڑکی تھی۔۔

کہاں رہتی ہیں پھر۔۔

کہیں بھی۔۔ تم زیادہ سوال نہیں پوچھتی۔۔ اٹھو۔۔

اسے گھورتے۔۔ اگے لگنے کا کہا۔۔ ساوری منہ بناتے

اٹھ کے باہر نکل آئی۔۔ زوہا اور ہادی دونوں ابھی

تک وہیں باتیں کر رہے تھے۔۔

بابا۔۔ ساوری آپ کے روم میں کیوں ہے۔۔ انہیں

اتے دیکھے بے چینی سے زوہا نے پوچھا۔۔

ناشتہ کریں پہلے۔۔ اس نے نا محسوس طریقے سے

ساوری کے لیے چئیر پیچھے کی۔۔ پھر اس کے بیٹھتے

چئیر آگے گسھیٹ کے ساتھ والی کرسی پہ خود بیٹھا
--

وہ لوگ بیٹھ گئے تو ملازمہ ان کے لیے ناشتہ لے
آئی۔۔

جب تک وہ رکھتی رہی وہ لوگ خاموش رہے۔۔
ساوری کے ماما بابا سیپرٹ ہو گئے تھے۔۔ سالار نے
بات شروع کی تینوں بچے اسے سن رہے تھے۔۔

پھر اس کے بابا کی حادثاتی موت۔۔ نے اسے بے
سہارا کر دیا۔۔ اس نے بہت ضبط سے اپنے دوست
کی موت کا ذکر کیا تھا۔۔

لیکن اس کے گرینڈ پیرنٹس بھی تو ہیں نا۔۔
ہاں جی۔۔ لیکن وہ لوگ اسے رکھنا نہیں چاہتے۔۔
اس لیے میں اسے اپنے ساتھ لے آیا ہوں اور یہ
اب ہمارے ساتھ ہی یہیں رہے گی۔۔

ٹھیک ہے بابا۔۔ ہادی خوش ہو گیا۔۔ ہادی ساوری سے
دو سال بڑا تھا اور زوہا ساوری کی ہم عمر تھی۔۔

آپ لوگوں نے دوست بن کے رہنا ہے ٹھیک ہے

--

ہم لوگ بہن بھائی ہیں۔۔ ہادی نے جلدی سے کہا تو
سالار نے لب بھینچے۔۔ وہ لوگ وہاں بہن بھائیوں
کی طرح رہنے والے تھے۔۔ ہر گز نہیں۔۔

ابھی کے لیے اتنا ہی۔۔۔ یہ آپ کی فرینڈ ہیں بہن
نہیں۔ لاسٹ میں بتانا ضروری سمجھا۔۔ زوہا کو سب برا
لگ رہا تھا۔۔

ابھی میں آفس جا رہا ہوں۔۔ کل سے تینوں کو
سکول ڈراپ میں خود کرنے جایا کروں گا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ تینوں نے سر ہلا دیا تینوں ایک ہی
سکول میں پڑھتے تھے۔۔

سالار ناشتہ کر کے چلا گیا تو تینوں بچے گھر میں اکیلے
رہ گئے

شاہ ہاؤس میں اگلے دن صبح گیارہ بجے سب دوبارہ
جمع ہوئے تو انہیں پتہ چلا ساوری تو گھر ہی نہیں ہے
۔۔ پورا گھر چھان مارا لیکن وہ کہیں نہیں ملی۔۔

بھائی اس کی الماری بھی خالی ہے ساری چیزیں اٹھا
کے لے گئی ہے منحوس ماری۔۔ شائلہ نے کوفت سے
کہا۔۔

واہ واہ واہ۔۔ تمہیں نہیں پتہ ساوری کہاں گئی ہے۔۔
ہوش کہاں تھے تمہارے۔۔ جب وہ یہاں سے سب

سمیٹ رہی تھی۔۔ صباء کی طرف گھومتے ارحم نے
کرخت انداز میں کہا۔۔

لوگ کیا کہیں گے۔۔ ایک دن بھی ہم اس کی
حفاظت نہیں کر سکے۔۔

لوگوں کو چھوڑیں یہ سوچیں وہ کمبخت گئی کس کے
ساتھ ہے۔۔ ابھی پاؤں زمین سے نکلے نہیں اور۔۔

چپ کر جائیں آپا۔۔ چھوٹی سی بچی ہے وہ۔۔ اتنی گھٹیا
باتیں نا کریں اس کے بارے میں۔ صباح نے انہیں
بیچ میں ٹوکا۔۔

اوہ پاک بیبی ہے نا وہ۔۔ اس کی ماں کے لچھن نہیں
دیکھے۔۔ اسی کی بیٹی ہے وہ بھی بھاگ۔۔

بس۔۔ چپ کر جاؤ تم لوگ۔۔ ختم کرو یہ بحث۔۔

ارحم شدید تنگ آتے چلا اٹھا۔۔

دونوں خاموش ہو گئیں تھیں۔۔

ہم لوگ پولیس میں رپورٹ کریں گے شام تک اگر

وہ گھر نا آئی تو۔۔ بس۔۔

پولیس والے جیسے عزت سے بات کریں گے پورے

شہر میں ہماری عزت کا فالودہ۔۔ نکلے گا۔۔

شبم ابھی بھی بد کلامی سے باز نہیں آرہی تھی۔۔

ارحم سر جھٹکتے وہاں سے باہر نکل آیا۔۔۔ آخر وہ

کہاں جا سکتی تھی۔۔۔ زاہدہ پھپھو کے گھر دیکھا وہاں

بھی نہیں تھی۔۔۔ یوں ساری چیزیں ساتھ لے کے

جانا صاف بتاتا تھا وہ اپنی رضا مندی سے ساتھ گئی

ہے۔۔

شام تک ان لوگوں نے بڑی مشکل سے انتظار کیا تھا

۔۔۔ پھر آخر پولیس کو انفارم۔۔۔ کر دیا۔۔

پولیس اسے ڈھونڈھنے کے لیے تیار ہی نہیں تھی۔۔
ان کے خیال سے جو خود گھر سے نکلا ہو وہ کبھی
واپس نہیں آتا۔۔

ارحم پریشان حال گھر واپس آیا تو اس کی بہنیں اور
بیوی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھیں۔۔
کیا ہوا بھائی۔۔ صبح نے پوچھا۔۔

کچھ نہیں ہوا۔۔ اور نا کریں گے وہ لوگ۔۔ بس دعا
کرو ہماری ساوری کسی غلط انسان کے ہاتھ نا چڑھے

ہو نہ۔۔ اے بڑے فقر کرنے والے۔۔ شبنم نے
غصے اے کہتے باہر کا رخ کیا۔۔

بھائی۔۔ اپ ولی بھائی کے دوست سے پتہ کریں۔۔
شاید انہیں کوئی آئیڈیا ہو۔۔ صباء نے کچھ سوچتے
ارحم کو دیکھا۔۔

اوہ۔۔ میرے زہن میں کیوں نہیں آیا۔۔ اپنی پاکٹ
سے موبائل نکالتے اسے صباء کی بات پسند آئی تھی
۔۔ سالار خان کا نبر ڈھونڈھا جو اسے جلدی مل گیا
تھا۔۔۔

بیل جا رہی ہے۔۔ ایک طرف ہوتے باقیوں کو بتایا

--

سالار جو ابھی افس میں ہی تھا ارحم کا نمبر دیکھ کے
سیدھا ہوا۔۔

ارحم بات کر رہا ہوں سالار بھائی۔۔ کال پک ہوتے
جلدی سے ارحم نے نام بتایا۔۔

ہاں سیو ہے نمبر۔۔ خیرت ہے۔۔ اسے اندازہ تھا کس
سسلے میں بات ہو سکتی ہے۔۔

وہ دراصل۔۔ ساوری کے۔۔

ساوری میرے پاس ہے۔۔ میں رات کو اوں گا اپ
لوگوں سے ملنے۔۔ اواز میں سنجیدگی ارحم دور سے
ہی محسوس کر سکتا تھا۔۔

اوہ۔۔ شکر اللہ کا۔۔ ہم لوگ پریشان تھے اپ اگر بتا
کے لے جاتے۔۔ وہ اس سے بڑا تھا۔۔ ارحم اسے
جھگڑ بھی نہی سکتا تھا۔۔

بات کرنی تھی لیکن۔۔ تمہارے خاندان کے حالات
ایسے نہیں ہیں شاید جو ساوری کو وہاں چھوڑا جائے

سوری بھائی۔۔ اپ رات کو ایئے گا۔۔ پلنز ساوری کو
بھی سات لانا۔۔

ہم۔۔ سالار نے بس اتنے پہ اکتفا کرتے کال کاٹ
دی۔۔

رات کو واپسی پہ وہ سیدھا وہیں آیا تھا۔۔ شاہ ولی کے
گھر جہاں سب اس کا انتظار کر رہے تھے۔۔ اتے ہی
اس نے دو فائلز سب کے سامنے رکھیں۔۔

ایک فائل میں فرح اور شاہ ولی کے ڈیورس پیپرز
تھے جبکہ دوسری فائل دیکھتے ارحم کا رنگ لٹھے کی

ماند سفید ہوا۔۔ اسے لگا اس نے کچھ غلط دیکھ لیا ہے

--

ب۔۔ بھائی یہ۔۔

کیا ہوا ارحم۔۔ شبنم نے اس کے ہاتھ سے فائل لی

--

بکو اس۔۔ یہ فائل جھوٹی ہے۔۔ ہمارا بھائی ایسا کر ہی

نہی سکتا۔۔ جبکہ وہ جانتا تھا میں نے اپنے زیب کے

لیے ساوری کا ہاتھ مانگا ہوا ہے۔۔

سالار کو۔ اندازہ تھا ان کے ایسے رنیکشن کا۔۔ لیکن
ساوری کا ہاتھ مانگا تھا۔۔ یہ بات اس کے عصابوں پہ
جا کے لگی تھی۔۔

ساوری کا ہاتھ مانگا تھا۔۔ یہ بات اس کے عصابوں پہ
جا کے لگی تھی۔۔

ساوری سالار اب میری بیوی ہے۔۔ اور میں ہر گز
برداشت نہیں کروں گا اسے کسی سے جوڑنے کی
بات کی جائے۔۔ انگلی اٹھاتے آنکھوں میں سرخی
بڑھنے لگی تھی۔۔

ہم نہیں مانتے اس نکاح نامے کو یہ جھوٹا ہے۔۔ اور
نا ہی یہ طلاق نامہ۔۔ شبہم نے دو موں فائلیں اٹھاتے
اس کی طرف زور سے پھینکی۔۔ سالار نے بمشکل
مٹھیاں سختی سے بھینچتے ضبط کیا۔۔

شاہو اور فرح میں اتنی محبت تھی وہ کیوں اسے
طلاق دے گا۔ اور پھر اس کا اتنا دماغ نہیں خراب
کے وہ اپنی چھوٹی سی بیٹی کو تم جیسے بوڑھے شخص
کے ساتھ بیاہ دے۔۔

ارحم۔۔ میں یہاں بس یہ دو فائلز دینے آیا ہوں۔۔
اور آپ سب کو بتانے آیا ہوں۔۔ ساوری اب
میرے پاس میری ملکیت میں رہے گی۔۔ اگر کسی کو
اعتراض ہے تو وہ قانونی طور پہ کارروائی کر سکتا ہے
۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔

اور۔۔ شبنم پیچ و تاب کھا رہی تھی جب سالار نے
آنکھیں تمسخر سے پھیلاتے اس عورت کو دیکھا۔۔ یہ
گھر اور شاہ کی جتنی بھی جمع پونجی ہے سب۔۔
ساوری کے اٹھارہ سال کے ہوتے ہی اس کے نام
لگ جائے گی۔۔

ت۔۔ تم۔۔ نے صرف اس گھر کے لیے ہماری بھائی
کو مار دیا ہے۔۔ شبنم کو تو جیسے سر پہ لگی تھی۔۔ ٹرپ
کے بولی۔۔ تو ارحم نے حیرت سے اپنی آپا کو دیکھا
وہ کیا کہہ گئی تھیں۔۔

ہاں۔۔ میں سچ کہہ رہی ہوں اس نے خود مارا ہو گا
اسے۔۔ اور اب اس کی بیٹی۔۔

میں چلتا ہوں۔۔ نکاح نامے والی فائل اٹھاتے اس
نے تیج سیٹ کیے پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل
آیا۔۔

ان لوگوں کی باتوں اور سوچ سے اسے کوئی فرق
نہیں پڑتا تھا۔۔ شاہ ولی اپنے خاندان سے واقف تھا
یقیناً۔۔ اسی لیے اس نے سالار پہ اعتبار کیا تھا اور
اب اس اعتبار کو ٹوٹنے نہیں دینا تھا۔۔

گاڑی میں بیٹھتے اس نے گہرا سانس لیا۔۔ پھر راستے
سے وہ بچوں کے لیے پزا اور فرینچ فرائز لایا تھا۔
آج اسے زیادہ دیر ہو گئی تھی۔۔ بے بی سٹر بھی جا
چکی تھی۔۔ گاڑی گیٹ سے داخل ہوئی تو زوہا بھاگتی
ہوئی باہر آئی۔۔ ہادی اور ساوری اندر ہی تھے شاید

--

گاڑی سے اترتے سالار نے کھانے کے پیکٹ نکالے

--

بابا آپ کو پتہ ہے آج ساوری نے کیا کیا۔۔۔ زوہا شاید
اس کی شکایتیں لیے کھڑی تھی۔۔۔

پہلے اندر چلیں پھر بات کرتے ہیں۔۔۔ ایک ہاتھ میں
پیکٹ پکڑے دوسرے ہاتھ سے اس کا بازو پکڑتے وہ
اندر آیا۔۔۔ ساوری صوفے پہ ایک طرف دہکی خوف
زدہ سی بیٹھی تھی جبکہ ہادی بھی پریشانی سے زوہا کو
دیکھ رہا تھا۔۔۔

کھانا کھا لیا آپ لوگوں نے۔۔۔ ساوری کو دیکھتے تینوں
سے پوچھا۔۔۔

ہم نے کھا لیا ہے۔۔ ہادی نے اسے دیکھتے بتایا۔۔

میرے بنا ہی۔۔ ساوری کے پاس بیٹھتے سامان ٹیبل پہ

رکھا۔ دوسری طرف آ کے زوہا اور ہادی بیٹھ گئے۔۔

انٹی نے گھر جانا تھا آپ آج لیٹ آئے ہیں بابا۔۔

ہادی نے انہیں بتایا۔۔

چلیں ٹھیک ہے۔۔ ساوری جاو کچن سے پلیٹیں نکال

کے لاؤ۔۔

سآوری اس کے ایک بار کہے پہ اٹھ کے کچن میں

آئی۔۔ شیف پہ برتنوں کا سٹینڈ رکھا تھا اور اس کا

ہاتھ اوپر والے حصے میں پلیٹوں تک پہنچا ہی نہیں۔۔
کچھ دیر ایسے ہی دیکھتی رہی۔۔

پھر نیچے والے کیبنٹ کو کھول کے اس کے دروازے
پہ پاؤں رکھتے اوپر ہوئی تو ہاتھ پلیٹوں تک پہنچ گیا تھا
۔۔ ایک ہی پلیٹ ایک وقت میں وہ نکال سکتی تھی
۔۔ جلدی سے اٹھاتے نیچے اتری۔۔

آپ لوگ باکس کھولو میں آتا ہوں۔۔ سالار زوہا اور
ہادی کو کہتے ساوری کے پیچھے کچن میں آیا تو وہ

دوسری پلیٹ اٹھانے کے لیے دوبارہ کیبنٹ کے
دروازے پہ چڑھی ہوئی تھی۔۔

اوہو۔۔ ساوری۔۔ تیزی سے آگے ہوتے اسے پکڑ
کے سہارا دیا۔۔

س۔۔ سوری انکل میرا ہاتھ نہیں پہنچ رہا تھا۔۔
شرمندہ ہوتے اس کے کندھے پہ بازو رکھتے اس نے
سارا وزن اس پہ چھوڑ دیا تھا۔۔

تو مجھے بتا دیتی میں آ جاتا۔۔ اسے اٹھا کے نیچے کھڑا
کیا۔۔ پھر خود دو اور پلیٹیں نکالیں۔۔

آپ نے پہلی بار کام کہا تھا۔۔۔ تو۔۔۔ اصل میں وہ
خود ڈری ہوئی تھی کہیں سالار زوہا کی شکایتوں کی
وجہ سے اسے ڈانٹ نا دے۔۔۔ پھر یہ پلیٹیں نا اٹھا پانا
اور سالار کو غصہ دلاتا۔۔۔

جب بھی کوئی کام نا ہو تو بتا دیتے ہیں یوں خود کو
مصیبت میں نہیں ڈالتے۔۔۔ اسے سمجھاتے وہ پلیٹیں
دھو رہا تھا پھر کپڑے سے صاف کرتے باہر آیا۔۔
ساوری بھی اس کے پیچھے پیچھے تھی۔۔ زوہا اور ہادی
پزے کا ڈبہ کھولے زبان ہونٹوں پہ پھیر رہے تھے

-- ساوری اور سالار دونوں واپس اپنی جگہ پہ آ کے بیٹھے۔۔ سالار نے تینوں کو برابر پیسز دیئے تھے۔۔

زوبا اور ہادی تو پرسکون ہو کے کھاتے رہے لیکن ساوری جھجک رہی تھی۔۔ آرام آرام سے کھاتے اس کا ابھی پورا پیس پڑا تھا اور وہ دونوں کھا چکے تھے۔۔ بابا فرینچ فرائز۔۔ اب وہ فرینچ فرائز لینا چاہتے تھے۔۔

ابھی میں کھا رہا ہوں۔۔ یہ کھالوں پھر ساتھ کھائیں گے۔۔ اس نے اپنی پلیٹ کی طرف اشارہ کیا جہاں ایک پورا اور ایک آدھا پیس پڑا تھا۔۔ اسے دیکھ کے

ساوری کو تسلی ہوئی یعنی صرف وہ ہی نہیں آہستہ کھا
رہی تھی سالار بھی آرام آرام سے کھا رہا تھا۔ اور
سالار صرف اسے کمفرٹ فیل کروانے کے لیے ایسا
کر رہا تھا۔ جب تک ساوری اپنا حصہ ختم نہیں کر
چکی وہ بھی کھاتا رہا۔ پھر فریج فرائز بھی سب کو
برابر ملے تھے۔

آج ساوری نے بہت شرارتیں کی بابا۔ زوہا جو ابھی
تک شکایت نہیں لگا سکی تھی۔ یاد آنے پہ دوبارہ
اسے بتایا۔

اچھا کون کون سی۔۔ سنجیدگی سے زوہا اور ہادی کو
دیکھا ساوری کا رنگ ایک دم پیلا پڑا تھا۔

اس نے آپ کے روم کی بیڈ شیٹ گندی کر دی تھی
۔۔

واٹ۔۔ اس نے پاس بیٹھی ساوری کو دیکھا۔۔ سرمئی
آنکھوں میں آنسو پہلے سے جمع تھے چہرہ بھی
شرمندگی سے سرخ ہوا۔

ہاں بابا۔۔ اس نے آپ کے روم کی بیڈ شیٹ گندی
کی وہاں اتنا پانی تھا۔۔ اس نے شاید سو سو کر دی۔۔

زوہا۔۔ سالار نے پلیٹ ٹیبل پہ رکھ دی۔۔

پانی تھا بابا۔۔ زوہا جھوٹ بول رہی ہے۔۔ ہادی کو بھی
برا لگا تھا۔۔

آپ کے گھر میں ساوری رہنے آئی ہے۔۔ اور آپ
اسے شرمندہ کر رہی ہیں۔۔ ابھی سوری کریں۔۔
نو۔۔ سوری کیوں کروں میں جبکہ سچ میں اس نے۔۔
سآوری بمشکل وہاں بیٹھی ہوئی تھی اتنی شرمندہ وہ
کبھی نہیں ہوئی تھی جتنی آج ہو رہی تھی۔۔

اپنے روم میں جاؤ آپ دونوں۔۔ سالار کے ماتھے پہ
بے شمار شکنیں ابھری ہوئی تھیں۔۔ وہ دونوں اٹھ
کے اندر چلے گئے۔۔ ساوری گود میں پلیٹ رکھے سر
جھکائے بیٹھی تھی۔۔

جلدی ختم کرو اسے۔۔ اپنی پلیٹ سالار نے ویسے ہی
واپس رکھ دی تھی۔۔ ساوری نے جلدی جلدی کھانا
شروع کیا۔۔ جب تک وہ کھا نہیں چکی سالار نے
اسے کچھ نہیں کہا تھا۔۔

روم میں چلو۔۔ خود برتن سمیٹتے اسے روم میں جانے
کہا وہ ٹرانس کی کیفیت میں اٹھ کے سالار کے روم
میں چلی گئی تو وہ برتن کچن میں رکھ کے زوہا اور
ہادی کے روم میں آیا۔۔

زوہا اور ہادی۔۔۔ مجھے آپ لوگوں سے بات کرنی ہے
۔۔۔ دونوں اپنے اپنے کمرے میں چھپے ہوئے تھے۔۔
ہادی پہلے باہر نکلا۔۔ پھر زوہا۔۔ سالار سنگل صوفے پہ
بیٹھ گیا۔۔

مجھے ساری بات بتاؤ کیا ہوا تھا۔۔

وہ بابا۔ ہم لوگ دن میں کھیل رہے تھے اور ساوری
سو رہی تھی۔۔ جب ہم آپ کے روم میں گئے تو
اس نے آپ کا بستر گیلا کر دیا ہوا تھا۔ بتاتے وہ
ہنسی۔۔

نہیں بابا۔۔ جھوٹ بول رہی ہے۔۔ ہادی نے اسے
گھورا۔

آپ بتاؤ کیا ہوا تھا۔۔ سالار نے زوہا کو سختی سے
گھورا۔۔

ہم لوگ دن میں کھیل رہے تھے تو ساوری اندر روم
میں چلی گئی۔۔ پتہ نہیں کیوں۔۔ کافی دیر تک وہ باہر
نہیں آئی تو ہم لوگ آپ کے روم میں گئے۔۔ اس
نے اپنا سارا سامان بکھیرا ہوا تھا۔۔ اور آپ کا بھی
۔۔۔ پھر دو بجے آنٹی آگئیں۔۔ تو انہوں نے ساوری
کو دیکھا۔۔ اس کی ہیلپ کی۔۔

اور بیڈ پہ پانی تھا۔۔

ہاں جی۔۔ لیکن وہ آنٹی نے گرایا تھا۔۔

سوسو کر دی تھی اس لیے تو گرایا تھا نا آنٹی نے۔۔

میری بات سمجھ لو آپ دونوں۔۔ ساوری کو اب
یہیں رہنا ہے ہمیشہ۔۔ تو جتنے جلدی آپ لوگ اس
کے ساتھ فرینڈ شپ کرو گے اتنا اچھا ہو گا۔۔ اور جو
ساوری کو تنگ کرے گا۔۔ میں اسے بورڈنگ بھیج
دوں گا۔۔ لاسٹ پہ وارننگ دی۔۔

کیوں۔۔ ہمیں کیوں۔۔ آپ ساوری کو ہی بھیج دیں
بورڈنگ وہ وہاں ٹھیک رہے گی بابا۔۔ زوہا کو زیادہ
کھجلی ہو رہی تھی شاید۔۔

سالار نے اسے گھورا۔ آئندہ میں نے ایسی کوئی
بات سنی زوہا تو میں سچ کہہ رہا ہوں آپ کو سزا ملے
گی۔۔۔ وہ ہمارے گھر رہنے آئی ہے اور آپ اسے
پریشان کر رہی ہو۔۔

کیوں رہنے آئی ہے۔۔ وہ اپنے دادا کے پاس چلی
جائے۔۔

زوہا۔۔ لمٹ میں رہو۔۔ سالار نے درشتگی سے اسے
ڈپٹا۔۔ آپ لوگوں کو جو کہا ہے وہ کرنا ہے نا کے مجھے
مشورے دیں۔۔ ورنہ میں آپ کو واقع سزا دوں گا

-- اٹھ کے کھڑے ہوتے دونوں کو سخت نظروں

سے دیکھا۔۔ زوہا منہ بسور کے رہ گئی جبکہ ہادی

مطمئن تھا کہ بابا نے ساوری کو ڈانٹنے کی بجائے زوہا

کو سمجھایا تھا۔۔ اسے بھی ڈر تھا کہیں بابا ساوری کو نا

ماریں۔۔

لیکن سالار نے ساوری کو کچھ نہیں کہا تھا۔۔

وہ اپنے روم میں آیا تو ساوری بیڈ کے پاس کھڑی بیڈ

کی طرف غور سے دیکھ رہی تھی۔۔

کھڑی کیوں ہو۔۔ بیٹھ جاؤ۔ اپنا کوٹ اتار کے سائڈ پہ
رکھتے کف لنکس نکالتے اسے سنجیدگی سے دیکھا۔
میں اپنے گھر چلی جاؤں گی انکل۔۔ وہ اسے بتا رہی
تھی۔۔ آپ ان سے کہیں وہ مجھے ہرٹ نا کریں۔۔
آنکھوں میں آنسو لیے وہ نیچے ہی دیکھ رہی تھی۔۔
یہ تمہارا ہی گھر ہے۔۔ ساوری۔۔ بار بار یہاں سے
جانے کی بات نا کرو۔۔

نہیں۔۔ یہ آپ کے بچوں کا گھر ہے۔۔ میرے بابا کا
گھر میرا ہے۔۔ وہ ضدی انداز میں بولی تو سالار ٹائی
نکالتے اس کے پاس آیا۔۔

کس نے ہرٹ کیا ہے میرے بے بی کو۔۔ اسے اوپر
اٹھاتے اپنی گود میں اٹھا لیا۔۔

اتنی محبت پہ بے اختیار اسے رونا آیا تو اس کی گردن
میں چہرہ چھپاتے وہ شدت سے رو دی۔۔ زوہانے۔۔
وہ کہتی ہے میں نے آپ کے بیڈ پہ سو سو کیا ہے۔۔
حالانکہ میں نے تو۔۔

بیڈ شیٹ گندی کیوں ہوئی تھی۔۔ اس کا چہرہ باہر
نکالتے اس کی نم آنکھوں میں دیکھا۔۔ وہ رو کے اور
پیاری لگ رہی تھی۔۔

میں آپ کو نہیں بتا سکتی۔۔ وہ دوبارہ سے چہرہ چھپا
گئی۔۔

کیوں۔۔ نہیں بتا سکتی۔۔ ایسا۔۔

آپ کو نہیں بتانا۔۔ ماما نے کہا تھا بابا کو کچھ باتیں
نہیں بتاتے۔۔ اب وہ کچھ ٹھیک فیل کر رہی تھی۔۔
میں تمہارا بابا نہیں ہوں۔۔ مجھے بتا سکتی ہو۔۔

نہیں۔۔ بابا مطلب۔۔ لڑکوں کو۔۔ آپ کو بھی نہیں
بتانا۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔ مت بتاؤ۔۔ لیکن زوہا کی وجہ سے
پریشان نا ہوا کرو۔۔ وہ بس تم سے شرارتیں کرتی
ہے۔۔۔

نہیں۔۔ وہ مجھے کہہ رہی تھی آپ پہ صرف اس کا
حق ہے۔۔ آپ اس کے بابا ہیں میرے نہیں۔۔
ہاں یہ تو وہ ٹھیک کہہ رہی تھی نا۔ وہ دھیمے سے
مسکرایا۔۔۔

پھر آپ مجھے میری ماما کے پاس ہی چھوڑ دیں نا۔
اس کی مسکراہٹ کو وہ سمجھ نہیں سکی تھی۔

نہیں تم یہیں میرے پاس رہو گی۔ جو حق تمہارا
ہے وہ زوہا کا نہیں ہے اور جو زوہا کا ہے وہ تمہارا
نہیں ہے۔ بیڈ پہ اسے لٹاتے اس نے اپنی گردن پہ
ہاتھ پھیرا جو اس کے آنسوؤں کی وجہ سے بھیگ سی
گئی تھی۔

میں چیلنج کر کے آتا ہوں سونا نہیں۔

ٹھیک ہے۔۔ ساوری اب مسکرا رہی تھی۔۔ سالار

نائٹ ڈریس اٹھا کے ہاتھ روم میں چلا گیا۔۔ ساوری

مسکراتے بیڈ پہ ہاتھ پھیر رہی تھی۔۔ اسے اچھا لگا تھا

سالار نے اسے ڈانٹا نہیں تھا۔۔ کچھ دیر بعد سالار باہر

آیا تو وہ بیڈ پہ چت لیٹی اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔

آج اپ یہاں بیڈ پہ سو جائیں میرے ساتھ۔۔ اسے

شرات سے دیکھتے ساوری نے کروٹ لی۔۔

اچھا۔۔ آج چٹنی نہیں بنے گی ساوری کی کیا۔۔

نہیں۔۔ آج ساوری سٹورنگ بن کے سوئے گی۔۔
مسکرا کے اسے دیکھا تو سالار بھی بے ساختہ مسکرا
دیا۔۔ اسے پیار کی ضرورت تھی جیسے ہر بچے کو ہوتی
ہے۔۔

ساوری جلدی سو گئی تھی۔۔ سالار اس کے سونے
تک وہیں لیٹا رہا پھر اٹھ کے سٹڈی روم میں چلا آیا
اسے آفس کا کچھ کام کرنا تھا۔۔

اسے کام کرتے ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی جب
اسے رونے کی ہلکی ہلکی آواز آئی۔۔ ساوری۔۔ لب

ذرا سے ہلے۔۔ تیزی سے اٹھ کے باہر آیا تو ساوری
وہیں سمٹ کے لیٹے رو رہی تھی۔۔

کیا ہوا۔۔ تیزی سے اس کے قریب آتے رخ اپنی
طرف موڑا۔۔ اسے دیکھ کے وہ ایک دم خاموش ہو
گئی تھی۔۔

کیا ہوا۔۔ کہیں درد ہو رہا ہے۔۔ اسے اٹھ کے سیدھا
کرتے اپنے ساتھ لگایا۔۔

سآوری۔۔۔ میں کچھ پوچھ رہا ہوں کیوں رو رہی ہو

وہ پھر بھی خاموش رہی۔۔ وہ اسے نہیں بتا سکتی تھی
اسے کہاں درد ہو رہا ہے۔۔

ماما بابا کی یاد آرہی ہے۔۔ سالار نے اندازہ لگاتے
سائڈ ڈرار سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا۔۔

جی۔۔ اب کی بار اثبات میں دوبارہ سر ہلاتے اس نے
ہچکی لی۔۔

سالار اسے بازو کے حصار میں لیے کمر ہلکی ہلکی سہلا
رہا تھا۔۔ دوسرے ہاتھ سے فرسٹ ایڈ باکس کھنگالا
کہ کوئی پین کلر مل جائے پر ندارد۔۔

تم یہاں لیٹو میں آتا ہوں۔۔ اسے سیدھا کر کے
لیٹاتے کمفرٹر اوڑھایا۔۔ اسے سمجھ اگئی تھی وہ کیوں
رو رہی ہے۔۔

کچن میں آ کے اس نے ایک انڈا بوائٹل کیا۔۔ ساتھ
ایک برتن میں پانی بوائٹل کر کے ٹکڑوں والی بوتل
ڈھونڈھی جو اسے تھوڑی محنت کے بعد مل گئی تھی۔
۔۔

جب تک انڈا اور پانی تیار ہوتا وہ دوبارہ کمرے میں
آیا۔۔ ساوری ابھی بھی تکلیف میں تھی۔۔

بس کچھ دیر درد ہو گا میری گڑیا۔۔ اس کی تکلیف
سے سالار کا دل بیٹھ رہا تھا۔۔ ساوری کو کسی پل
سکون نہیں مل رہا تھا۔۔ کبھی ایک طرف کروٹ
بدلتی کبھی دوسری طرف۔۔

سالار اسے دیکھ کے واپس نیچے آیا۔۔ انڈا کچھ دیر
گرم پانی میں ہی رہنے دیا اتنی دیر میں اس نے
دوسرا پانی بوتل میں ڈال کے بوتل بند کی تھی۔۔
پھر انڈا ٹھنڈا کر کے چھیلا۔۔ ساتھ گرم دودھ مگ
میں ڈالتے وہ تینوں چیزے لیے روم۔ میں آیا۔۔

سائڈ ٹیبل پہ چیزیں رکھتے اسے دوبارہ اپنے ساتھ
لگاتے بیٹھایا۔

یہ لو۔۔ ٹرے سے انڈے کا پیس اٹھاتے اس کے
منہ میں ڈالا جو اس نے بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ
بمشکل نگلا تھا۔۔ پھر نیم گرم دودھ کا گھونٹ لیتے
آنکھیں صاف کیں۔۔

کب سے درد ہو رہا ہے۔۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے نہیں تھا۔۔ اس کے ہاتھ سے
باقی دودھ لیتے خود پیا۔۔ انڈا اور دودھ ختم کر کے

اسے واپس لیٹنے دیا تھا پھر ٹکور والی بوتل اس کے
پیٹ پہ رکھتے ہلکا سا دبایا۔۔

اب درد ہو رہا ہے۔۔

ہاں۔۔ بہت ہو رہا ہے ابھی بھی۔۔

ابھی ٹھیک ہو جائے گا کچھ دیر میں۔۔ جھک کے اس
کے ماتھے پہ لب رکھتے اس نے پہلا بوسہ دیا تھا۔۔
ساوری اس کی گود میں سر رکھے کروٹ لے گئی

سالار اس کے دوبارہ پرسکون ہونے تک اس کے پاس بیٹھا رہا۔۔ جب وہ ٹھیک سے سو گئی تو اٹھ کے سٹڈی روم میں چلا گیا۔۔

اگلے دن صبح اس کی آنکھ کھلی تو سالار کہیں نہیں تھا۔۔ اٹھ کے بیٹھتے کچھ دیر نیند کا غلبہ اترنے کا انتظار کیا پھر بنا جوتوں کے ہی باتھ روم تک آئی وہاں سالار کے جوتے پڑے ہوئے تھے جنہیں پہن کے وہ اندر گھس گئی۔۔ سالار سٹڈی روم میں ہی سویا تھا

ساوری منہ ہاتھ دھو کے باہر آئی تو وہ سٹڈی روم
سے باہر نکل رہا تھا۔۔۔ اس کے پاؤں میں اپنے
جوتے دیکھ کے گھورا۔۔

سوری۔۔ میرے بیڈ کے نیچے چلے گئے تھے۔۔
شرمندہ ہوتے وہیں رک گئیں۔۔

طبعیت کیسی ہے اب۔۔ بیڈ کے پاس پڑے اس کے
جوتے اٹھا کے اسے دیے جنہیں پہن کے وہ اندر
آئی تھی۔۔

ٹھیک ہوں۔۔

چلیں اچھی بات ہے۔۔ پھر سکول کا یونی فارم پہنو۔۔

تب تک میں بھی فریش ہو جاؤں۔۔

اج میں سکول نہیں جاؤں گی۔۔

کیوں۔۔

بس ویسے ہی۔۔

تو گھر میں اکیلی کیسے رہو گی۔۔ زوہا اور ہادی کائیں

گے آج۔۔

میں اکیلی رہ لوں گی۔۔

نہیں۔۔ تیاری کرو۔۔ شاباش۔۔

انکل پلیر۔۔

انکل کہنا بند کرو ساوری۔۔ سالار نے کپڑے نکالتے
اسے گھورا۔۔

تو پھر آپ کا نام لوں۔۔ انکل ہی ہیں نا آپ۔۔
نہیں نام بھی مت لو۔۔ ہر بند ہوں میں تمہارا۔۔
وہ جو بابا ماما کے تھے۔۔

ہاں۔۔ وہی۔۔

تو ماما بابا کا نام لیتی تھیں۔۔ یا ساوری کے بابا کہتی
تھیں۔۔۔ میں آپ کا نام نہیں لے سکتی نا اپ بہت
بڑے ہیں تو انکل کہوں گی میں بس۔۔

تم ہی کہو گی مجھے۔۔ یہاں روم میں اور باہر کچھ بھی
نہیں کہو گی۔۔

اس کے پاس آتے اس کے کپڑے پکڑائے تاکہ وہ
چینج کر لے۔۔

اوکے۔۔۔۔ سادہ سے ڈھیلے ڈالے کپڑے پکڑتے وہ
خوش ہو گئی یعنی سالار نے اسے چھٹی کی اجازت

دے دی تھی۔۔ جب تک میں فریش ہوتا ہوں تم
چینج کر لو۔۔ پھر آنٹی کو کال کر کے کہہ دوں گا وہ
جلدی آجائیں گی آج۔۔

ٹھیک ہے ہب۔۔ بی۔۔ جھجھکتے پہلی دفعہ کہا۔ سالار
نے اسے اکورڈ فیل نہیں کروایا تھا۔ خاموشی سے
باتھ روم کی طرف چلا گیا۔۔ ساوری کو یہاں کی
زندگی بابا کے گھر جیسی نہیں لگی تھی۔۔ لیکن خیال
رکھنے والا وہاں بھی موجود تھا۔۔ جو اس کے بابا کی

طرح اس کا خیال رکھتا تھا اور ماما کی طرح فکر بھی
کرتا تھا۔۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے ارحم۔۔ ہم اپنے بھائی کی بیٹی کو
اس انجان غیر آدمی کے حوالے کریں گے اب۔۔
مجھے نہیں پتہ اسے گھر واپس لاو۔۔

ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔۔ ان کے ہاتھ میں لیگل
نکاح نامہ ہے۔۔ کورٹ کا۔۔ کسی عام قاضی کا نہیں

-- ہم لوگ کچھ نہیں کر سکتے۔۔ ارحم نے انہیں
سمجھانا چاہا۔۔

کر سکتے ہیں۔۔ بہت کچھ کر سکتے ہیں اور میں کروں
گی۔۔ میرے بیٹے کی منگ ہے وہ ایسے کیسے میں چھوڑ
دوں۔۔ پختگی سے کہتے وہ بڑی بے چین بیٹھی ہوئی
تھیں۔۔

نجانے وہ آدمی ہماری چھوٹی سی گڑیا کے ساتھ کیا
کرے گا۔۔ بھلا وہ بیوی بننے کے قابل ہے ابھی تو

آپا۔۔ وہ اتنا بے وقوف نہیں ہے جتنا آپ سمجھ رہی
ہیں۔۔ اور اگر بھائی کی خواہش پہ انہوں نے نکاح کیا
ہے تو بھائی نے کچھ دیکھا ہو گا ان میں۔۔۔ پلیز اب
اس معاملے کو ہوا مت دیں۔۔

ہونہ تم لوگوں کے تو خون سفید ہو گئے ہیں۔۔ مجھے
اپنی بچی سے ملنے جانا ہے ابھی اور اسی وقت۔۔ تپتی
دوپہر میں وہ اب وہاں جانے کی ضد کرنے لگیں
تھیں۔۔

صبر کر جائیں۔۔ شام کو جب سالار بھائی آئیں گے تو
سب ملنے چلیں گے ساوری سے۔۔

شام تک نہیں انتظار کر سکتی میں۔۔ مجھے اس بڈھے کا
ایڈریس دو ابھی جاؤں گی میں۔۔ اپنا دوپٹہ سیدھا
کرتے وہ اٹھنے لگی۔۔ جب صبا نے ان کا ہاتھ تھاما
۔۔

آپا آپا آپا۔۔ کیوں بچی بن رہی ہیں۔۔ یہ ایسے ہی
نبٹنے والا کام نہیں ہے۔۔ ہمیں صبر اور تحمل کے
ساتھ بیٹھ کے سوچنا ہے پھر اس مسئلے کا حل نکالنا

ہے۔۔ ہم بھی اس بات کے حق میں نہیں ہیں وہ
ایک ایجڈ آدمی کے ساتھ زندگی گزارے۔۔ ہمیں
مل بیٹھ کے اس کا حل ڈھونڈھنا ہے نا کہ یوں لڑائی
کرنی ہے۔۔

ہو نہ تم لوگ اور تمہارے حل۔۔ وہ پاؤں پٹختے
وہاں سے چلی گئیں۔۔

ارحم بھی گہرا سانس لے کے رہ گیا۔۔ ہمیں کچھ کرنا
چاہیے۔۔

ہاں۔۔ سالار بھائی سے بات کرتے ہیں۔۔ جب تک
وہ بیس سال کی نہیں ہو جاتی ہم اسے یہیں رکھیں
گے۔۔ پھر۔۔ وہ رک گئی۔۔

پھر۔۔ ارحم نے اسے دیکھا۔۔

پھر م انہیں ساوری کو ڈیورس دینی ہو گی۔۔

ہاں جیسے وہ دے دیں گے۔۔ جو اسے ہمارے پاس
چھوڑنے پہ راضی نہیں ہے وہ ڈیورس دے دے گا

نا۔۔

ہاں۔۔ ضرور دیں گے۔۔ لیکن ابھی تو ہم ساوری کو
اپنے ساتھ رکھنے کی بات کریں گے۔۔ صرف۔۔ یہ
سآوری کے لیے بھی بہتر ہو گا۔ وہ وہاں ان کی بیوی
کی موجودگی میں پتہ نہیں ٹھیک رہے گی بھی یا نہیں
۔۔

وہ تو ان کے ساتھ نہیں رہتی۔۔ اس کا مسئلہ نہیں
ہے اتنا۔۔ بس سالار بھائی اپنے رشتے کے تقاضوں
سے اوپر ساوری کی عمر کو رکھیں۔۔ اس سے وہ

فرائض پورے نا کریں جو ازدواجی زندگی کے ہوتے
ہیں۔۔

امید ہے وہ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔۔ ارحم نے
اسے تسلی دی۔۔ شام کو ان کی طرف جائیں گے۔۔
ساوری کے لیے کچھ اچھا سا بنا لو۔۔ خوش ہو جائے
گی۔۔

ہمم۔۔ صباء کچھ دیر وہاں بیٹھ کے اٹھ گئی۔۔ پھر کچن
میں آتے ساوری کے لیے اس نے دو تین میٹھی
ڈشز تیار کی تھیں۔۔ اسے ساوری سے کوئی بیر نہیں

تھانا شبہم آپا کی طرح کوئی مطلب وہ اس کے
مرحوم بھائی کی اکلوتی بیٹی تھی۔۔ اس کا خیال رکھنا
ان کا فرض بنتا تھا اب۔۔۔

ہادی اور زوہا کو سکول چھوڑنے جانا تھا اور بے بی سٹر
ابھی تک نہیں آئی تھی۔۔

یہ سکول کیوں نہیں جا رہی بابا۔۔۔ زوہا نے اپنا بیگ
دونوں کندھوں پہ ڈالتے اسے گھورا۔۔

اسے بخار ہے۔۔ اس لیے آپ لوگ تیار ہو تو آجاؤ
۔۔ اپنا والٹ اور گاڑی کی چابیاں ڈائنگ ٹیبل سے
اٹھاتے موبائل پہ ٹائم دیکھا۔۔ بے بی سٹر ابھی تک
نہیں آئی تھی۔۔ اسے کب کا فون کر کے کہہ چکا تھا
۔۔

ساوری تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔۔ پھر میں واپسی پہ
چھوڑ دوں گا۔۔ کچھ سوچتے اسے بھی ساتھ آنے کا
کہا ورنہ زوہا اور ہادی کو سکول سے لیٹ ہو جاتا۔۔

میں یہاں رہ لوں گی نا۔۔۔ پہلے بھی ماما بابا کے بنا
رہتی تھی۔۔

نہیں۔۔ چلو ساتھ۔۔ سالار نے اس کا ہاتھ پکڑتے
آگے لگایا۔۔ زوہارا اور ہادی بھی اس سے پہلے باہر
نکلے تھے۔۔ لیونگ روم لاک کرتے وہ گاڑی تک آیا
تو بچے بیٹھ چکے تھے۔۔ اگے زوہا تھی پیچھے ہادی اور
ساوری۔۔

ہادی آپ اگے آؤ۔۔ اپنی سیٹ پہ بیٹھتے انہیں دیکھا

لیکن کیوں بابا۔۔ میں نے آج بیٹھنا تھا۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔ اب وہ ان سے کیا بحث کرتا۔۔

خاموشی سے گاڑی باہر نکالی۔۔ گیٹ پہ رکتے واچ

مین کو بتا دیا تھا کہ بے بی سٹر آئے گی تو دروازہ

کھول دے۔۔

گاڑی گیٹ سے باہر نکلی تو سالار نے مرر سے

ساوری کو دیکھا جو باہر دیکھ رہی تھی۔۔

آج ہمارا ٹیسٹ تھا بابا۔۔ ساوری نے تیاری نہیں کی
ہو گی اس لیے بخار کا بہانا بنا رہی ہے۔۔ زوہا نے منہ
بگاڑتے کہا۔۔

سآوری نے اپنے ذکر پہ ان سب کی طرف دیکھا تھا
۔۔ وہ بہانہ تو نہیں کر رہی تھی۔۔ زوہا اس کے ساتھ
پہلے تو ایسے نہیں کرتی تھی اب پتہ نہیں کیوں وہ
اسے ڈانٹ پڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

سآوری کا ٹیسٹ میں خود لے لوں گا۔۔ آپ کی
تیاری کیسی ہے۔۔

میری تو بہت اچھی ہے بابا۔۔ آپ کو پتہ ہے۔۔
لاست منڈے میم نے مجھے ایکسیلنٹ بھی دیا تھا۔
واہ۔۔ میرا بچہ تو کافی انٹیلیجنٹ ہے۔۔ آج کے ٹیسٹ
میں بھی ایکسیلنٹ ہی آنا چاہیے۔۔

تھیک ہے بابا۔۔ میں بہت اچھا پڑھتی ہوں۔۔ سالار
بات گھما گیا تھا اور زوہا اپنے بارے میں بات کر کے
خوش ہو رہی تھی۔۔ ہادی خاموشی سے ان کی باتیں
سن رہا تھا۔۔

سالار نے گاڑی سکول کے سامنے روکی تو زوہا اور
ہادی اتر گئے۔۔۔

تم۔ اگے آ جاؤ۔۔ ساوری کو متوجہ کیا۔۔ جو کب سے
خاموش بیٹھی تھی۔۔

نہیں۔۔ منہ سے کہنے کی بجائے سر نفی میں ہلایا۔۔
میں سوچ رہا ہوں تمہارے لیے کچھ شاپنگ کر لی
جائے۔۔ کیا خیال ہے۔۔

نہیں۔۔ اس نے دوبارہ نفی میں سر ہلایا۔۔

وہ شاید بھول رہا تھا وہ اس کی بیوی ضرور ہے لیکن
ہے چھوٹی بچی جسے شاپنگ سے خوشی نہیں ہوتی نا
اس کا موڈ ٹھیک ہو گا شاپنگ کی بات پہ۔۔۔
پھر۔۔ میرے بے بی کا غبارہ کیسے ٹھیک ہو گا۔
گاڑی سٹارٹ کرتے واپس گھمائی۔۔
کون سا غبارہ۔۔ اب اس کی آواز نکلی تھی۔۔
یہ جو کسی کی گردن پہ لگا ہوا ہے بڑا سا پھولا ہوا۔۔
اس کے پھولے چہرے کی طرف اشارہ کیا تو جھینپ
سی گئی۔۔

چلو شاباش آگے آجاؤ۔۔ ہاتھ پیچھے کرتے اس کا ہاتھ

تھاما۔۔ تو وہ پچھلی سیٹ سے اٹھ کے آگے آگئی۔۔

آپ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں۔۔ جھپکتے اس کے

چہرے کی طرف دیکھا کہیں اسے برانا لگے۔۔

آج نہیں۔۔ پھر کبھی۔۔ اس نے آرام سے منع کر دیا

تھا۔۔ ساوری کے بابا بھی وہاں کام کرتے تھے۔۔

اگر وہ لوگ اسے دیکھتے تو یقیناً اس پہ افسوس کرتے

اور ساوری ابھی مشکل سے ان کے ساتھ سیٹ ہو

رہی تھی۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا اسے پھر سے تکلیف ہو

--

اس سے سارے راستے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتا رہا تھا

۔۔ ساوری اس کے ساتھ ریلیکس رہتی تھی لیکن

جب زوہا یا ہادی ساتھ ہوتے تو اسے ڈر لگتا تھا۔۔

سالار اسے گھر چھوڑنے آیا تو بے بی سٹر آچکی تھی

--

اس کا خیال رکھنا۔۔ اور دس بجے اسے پاستا وغیرہ بنا

دینا۔۔ اسے ہدایت دیتے کہا۔۔

جی سر۔۔ وہ سر ہلا گئی۔۔ سالار وہیں سے واپس چلا
گیا تھا۔۔ ساوری کچھ دیر وہیں باہر بیٹھی رہی تھی پھر
اٹھ کے اندر آگئی اس کے پاس کرنے کے لیے کچھ
بھی نہیں تھا۔۔ ایسے ہی بیڈ پہ لیٹ گئی۔۔

پہلے جب وہ چھٹی کرتی تھی تو اس کی ماما گھر ہوتی
تھیں اگر انہوں نے کہیں جانا بھی ہوتا تو اسے کام
بتا دیتی تھیں اور وہ کرتی رہتی تھی یا کوئی نا کوئی
مصروفیت مل جاتی۔۔

جب پچھلی دفعہ اس نے چھٹی کی تھی سکول سے تو
ممانے اور اس نے مل کے بریانی بنائی تھی وہ زیادہ
کام نہیں کرتی تھی لیکن ماما کی ہیلپ کرواتا تھی۔۔
مما کیوں نہیں ملنے آتیں مجھ سے۔۔ اس کی سوچ
ابھی ماما بابا تک تھی۔۔ وہ انہیں مس کرتی تھی جیسی
بھی تھی لیکن اس کی زندگی پہلے مکمل تھی۔۔
ساوری۔۔ اسے لیٹے ابھی کچھ دیر ہوئی تھی جب
آنٹی اسے بلانے آئیں۔۔

جی۔۔ وہ جلدی سے اٹھ کے سیدھی ہوئی۔۔

باہر آؤ۔۔ سالار سر کا فون ہے وہ تم سے بات کرنا
چاہتے ہیں۔۔

سالار انکل۔۔ انکھوں میں جیسے دیئے جل اٹھے۔۔
تیزی سے اٹھتے وہ ٹیلی فون تک آئی۔۔

ہیلو۔۔ میں بہت بور ہو رہی ہوں۔۔ اس کی بات سنے
بنا اپنی بات بتائی۔۔

اوہ۔۔ اچھا تو پھر کیا کرنا چاہیے۔۔ وہ ابھی میٹنگ سے
واپس آیا تھا۔۔ بس اس کی خیریت پوچھنے کے لیے
گھر کال کی تھی۔۔

مجھے ساتھ لے جائیں۔۔۔ یہ آنٹی بہت بور کر رہی ہیں
۔۔۔ ذرا نظر بچا کے آہستہ سے کہا تو سالار مسکرا دیا
۔۔۔

اس سے اچھا تھا میں سکول چلی جاتی۔۔۔
اچھا اچھا۔۔۔ سیڈ مت ہو۔۔۔ میں ابھی کام ختم کر
لوں پھر گھر آتا ہوں۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ پلیز جلدی آجائیں۔۔۔
اوکے اور طبعیت کیسی ہے میرے بے بی کی۔۔۔
طبعیت بھی ٹھیک ہے۔ اب درد نہیں ہو رہا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔ کچھ کھانے کے لیے لاؤں۔۔ لیپ ٹاپ
کھولتے سکرین پہ نظریں دوڑائیں۔۔

جی۔۔ چو کلیٹس اور کر کرے۔۔ وہ فون کو دونوں
ہاتھوں سے پکڑے کھڑی تھی۔۔

اور لیز۔۔

نہیں۔۔ لیز اچھے نہیں لگے مجھے۔۔ آپ چو کلیٹ
زیادہ لے کے آنا۔۔

اوکے۔ ٹھیک ہے۔۔ اب میں کام کر لوں۔۔ تاکہ
جلدی فری ہو سکوں۔۔

ٹھیک ہے۔۔ آپ ایک بار آنٹی سے کہہ دیں وہ مجھے
پاستا بنا دیں۔۔ مجھے لگتا ہے وہ بھول گئی ہیں۔۔

رازدارانہ انداز میں کہتے معصومیت سے کہا تو سالار
نے بے ساختہ لیپ ٹاپ سکرین پہ نیچے کی طرف
دیکھا۔۔ جہاں گیارہ بجنے والے تھے۔۔ لب بھینچتے
ماتھے پہ شکنیں ابھریں۔۔

ٹھیک ہے۔۔ دو آنٹی کو۔۔

او کے۔۔ اللہ حافظ۔۔ مس یو۔۔ ترتیب سے کہتے اس
نے پیچھے مڑ کے آنٹی کو آواز دی۔۔ وہ کچن میں تھی
۔۔

اس سے آ کے ایر پیس لیا۔۔

آپ سے کہا تھا ساوری کو پاستا بنا دینا۔۔

ایم سوری سر زہن سے نکل گیا تھا۔۔ ابھی بنا دیتی

ہوں۔۔

ٹھیک ہے۔۔ آئندہ ایسی کوتاہی برداشت نہیں کروں

گا۔۔۔

جی سر۔۔ اگین سوری۔۔

ساوری دے پاؤں سالار کے روم میں چلی گئی تھی
۔۔ بے بی سٹر نے کال بند کرتے بند دروازے کو
گھورا۔۔ پہلے دو بچے تھوڑے تھے تنگ کرنے کے
لیے اب تیسری نمونی بھی آگئی تھی۔۔

اسے غائبانہ کوستے کچن میں چلی گئی

اوتے۔۔ بات سنو۔۔ ہادی بریک ٹائم اپنے کلاس
میٹس کے ساتھ کھیل رہا تھا جب اسے اپنے سے

سینئر ایک لڑکے نے آواز دی۔۔ وہ گیم چھوڑ کے
اس کے پاس چلا آیا۔۔

جی۔۔ ہانپتے ہوئے کمر پہ ہاتھ رکھے۔۔

ساوری تمہارے گھر رہتی ہے نا۔۔ زیب نے اسے
گھورتے ہوئے پوچھا تو ہادی نے اثبات میں سر ہلایا
۔۔

ہاں جی۔۔

کیوں۔۔ وہ میرے ماموں کی بیٹی ہے تم لوگوں کے
گھر کیوں رہتی ہے۔۔

مجھے کیا پتہ۔۔ بابا لے کے آئے ہیں اسے۔۔

تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔ تمہیں پتہ ہے سب۔۔ وہ
غصے سے اس کی طرف بڑھا تو ہادی ڈر کے کچھ قدم
پیچھے ہوا۔

نہیں سچ میں اس کے بابا کی ڈیتھ ہو گئی ہے تو
ہمارے بابا اسے گھر لے آئے ہیں۔۔

تمارے بابا نے اس سے شادی کر لی ہے۔۔ وہ تم
لوگوں کی ماما ہے۔۔ زیب نے شدید تیش سے اسے

گھورا تھا ورنہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سالار کی
جگہ ہادی کو مار دے۔۔

ہاہاہا۔۔ بابا سے شادی وہ بھی ساوری کی۔۔ بابا کہتے ہیں
وہ ہماری دوست ہے۔۔ ماما نہیں۔۔ آپ کو کوئی غلط
فہمی ہوئی ہو گی۔۔ اسے اس کی بات پہ یقین نہیں
آیا تھا

ٹھیک ہے۔۔ تم اپنے بابا سے جا کے پوچھنا۔۔ پھر مجھے
بتانا وہ کیا کہتے ہیں۔۔

ٹھیک ہے۔۔ میں بابا سے پوچھوں گا۔۔ ایسا کچھ نہیں
ہے جیسا تم بتا رہے ہو۔۔ بابا نے تو اسے بیٹی بنا کے
رکھا ہوا ہے۔۔

تم پوچھنا نا۔۔ پھر تمہیں پتہ چلے گا۔۔ مجھے میری ماما
نے بتایا ہے۔۔ وہ خود بھی کنفیوز ہو گیا تھا۔۔

ہادی وہاں سے واپس چلا آیا۔۔ لیکن سارا دن اس
کے ذہن میں یہی گردش کرتا رہا۔۔ بابا نے ساوری
سے شادی کی ہے۔۔

وہ کیوں کریں گے اتنی چھوٹی سی لڑکی سے شادی وہ
بھی ان کے دوست کی بیٹی۔۔ وہ جان بوجھ کے ڈرا
رہا ہو گا۔۔ سوچوں کو جھٹکتے وہ بمشکل اپنا دماغ پڑھائی
کی جانب مبذول کروا پا رہا تھا۔۔

سالار ساڑھے بارہ بجے کام نیٹا کے گھر واپس چلا آیا
تھا۔۔ ساوری باہر لان میں اکیلی بیٹھی جانے کیا سوچ
رہی تھی۔۔ اس کی گاڑی دیکھ کے بھاگ کے اس
کے پاس آئی۔۔

پاستا بنا دیا تھا آنٹی نے۔۔ خوش ہو کے بتاتے وہ اس
کے اتر کے قریب آنے تک ذرا پیچھے ہوئی۔۔
سالار کے ہاتھ میں چو کلیٹس اور بہت ساری چیزوں
کے پیکیٹس تھے۔۔

کیسا بنا تھا۔۔ گاڑی بند کرتے وہ ایک ہاتھ سے اس
کے کندھوں کے گرد حصار بنایا۔۔
مزے کا تھا۔۔ لیکن جیسے ماما بناتی ہیں ویسا نہیں تھا۔۔
وہ دونوں چلتے ہوئے اندر آئے تھے۔۔

یہ سب میرے لیے ہے۔۔ اس کی نظریں چیزوں پہ
ہی تھیں۔

سب کے لیے ہیں۔۔ چیزیں ڈائمنگ ٹیبل پہ رکھتے
بے بی سسٹر کو دیکھا جو صامنے مودب طریقے سے
کھڑی تھی۔۔

آپ نے اگر گھر جانا ہے تو چلی جائیں۔۔ میں ہوں
اب اس کے ساتھ۔۔

ٹھیک ہے۔۔ میں نے کھانا بنا دیا ہے۔۔ دوپہر کو
ملازمہ آئے گی تو وہ دے دے گی گرم کر کے۔۔

ٹھیک ہے۔۔ اثبات میں سر ہلاتے سالار نے اپنے
کوٹ کے بٹن کھول کے ٹائی ڈھیلی کی۔۔ بے بی سٹر
چلی گئی تو اس نے لیونگ روم کا دروازہ بند کیا تھا۔۔
اب وہ دونوں اکیلے تھے۔۔ ساوری شاپر کھول کے
اندر رکھی چیزیں دیکھ رہی تھی۔۔

میں یہ نہیں کھاتی۔۔ چلی ملی کے پیکٹ اٹھا کے سائڈ
پہ رکھے۔۔ سالار نے ٹائی اور کوٹ اتار کے سائڈ پہ
رکھتے اسے دیکھا تھا جو اپنی مرضی کی چیزیں نکال
کے سائڈ پہ رکھ رہی تھی۔۔

یہ میں ویسے ہی دیکھ رہی ہوں۔۔ اس کی نظروں
سے جزر بزر ہوتے شرمندگی سے کہا تو سالار اس
کے پاس کی کرسی پہ بیٹھا۔۔

اس میں جو جو بھی تم نے لینا ہے نکال لو۔۔ باقی جو
بچے گا وہ ہم ہادی اور زوہا کو دے دیں گے۔۔ اس
کی شرمندگی کو ختم کرتے خود ہی اس کی الگ کی
ہوئی چیزیں ایک شاپر خالی کر کے اس میں ڈال دیں
۔۔

سچ میں۔۔ میں اور بھی لے لوں۔۔

ہاں۔۔ سالار نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ وہ کتنا خوش
ہو رہی تھی۔۔ اسے خوش ہی تو رکھنا تھا پر سکون۔۔
اور محفوظ۔۔

میرے بابا بھی ایسے چیزیں لاتے تھے۔۔ بلکہ ہم
ساتھ جاتے تھے۔۔ وہ چلی ملی نکال کے باقی سارا کچھ
اٹھا کے اپنے پاس رکھنے لگی تو سالار اس کی چالاکی پہ
مسکرایا۔۔

نیکسٹ پھر ہم ساتھ جائیں گے۔۔

اوکے۔۔۔ یہ کوکو مو آپ لے لیں۔۔ ایک پیکٹ
اپنے سے نکال کے اسے پکڑایا۔۔

ساوری۔۔ سالار نے اس کے ہاتھ سے پیکٹ لیتے
اسے اپنی گود میں بلایا۔۔ وہ جھجھکتے ہوئے اس کے
پاس آئی تھی۔۔

تمہیں پتہ ہے جب تمہارے بابا ہو اسپتال میں تھے۔۔
تب تمہارے بابا نے کیا کیا کہا تھا۔۔ اسے اپنے
دونوں تھائز پہ بیٹھاتے کمر اور پیٹھ کے گرد بازوؤں
سے حصار بنایا۔۔

ہاں۔۔ بابا نے کہا تھا آپ مجھ سے نکاح کر لیں اور
مجھے اپنے ساتھ لے جائیں۔۔

ہاں۔۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔ میں نے تم سے نکاح
تمہارے بابا کے کہنے پہ کیا ہے۔۔ اور۔۔ وہ اسے توجہ
سے سن رہی تھی۔۔

اور جب تمہارے چچا یا پھپھو تم سے پوچھیں گے میں
نے تم سے زبردستی نکاح کیا ہے تو تم نے انہیں خود
بتانا ہے۔۔ اس کے بال کھولتے اسے دھیرے سے
سمجھایا۔۔

تھیک ہے انکل۔۔ لیکن وہ کیوں کہیں گے ایسا یہ تو
اچھی بات ہے نا۔۔

ہاں۔ یہ ہم کہہ رہے ہیں اچھی بات ہے۔۔ لیکن
تمہاری پھپھو اسے اچھا نہیں سمجھیں گی۔۔ بس ان
سے تم نے بہادر بن کے کہنا ہے تم میرے ساتھ
رہو گی۔۔ سالار نے کوکو مو کا پیکٹ کھول کے اس
میں سے نکال کے اس کے منہ میں ڈالا۔۔۔

ٹھیک ہے انکل۔۔

اور اب دوبارہ انکل نہیں کہنا۔۔ اس کے بالوں میں
انگلیاں چلاتے ریلکس ہوتے کہا تو اس نے بے ساختہ
اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھے۔۔

اوکے۔۔ ہب۔۔ بی۔۔ مسکراتے کہا تو سالار نے اس
کے ٹھوڑی پکڑتے گال پہ لب رکھے۔۔ اس کی
خوبصورتی اور معصوم حرکتیں مسمرائز کر دینے والی
تھیں۔۔ لیکن وہ چھوٹی تھی بہت چھوٹی سی۔۔ جیسے
وہ بہت سنبھال کے رکھنا چاہتا تھا۔۔

ساوری نے گال پہ ہاتھ رکھتے زور سے رگڑا۔۔

آپ کو پتہ ہے میری ماما نے مجھے کہا تھا میں میٹھی
چیزیں نا کھاؤں میرے دانت خراب ہو جائیں گے
اور آپ نے مجھے اتنی چیزیں لا دیں ہیں۔۔۔ وہ
شرارت سے اسے بتا گئی تو سالار نے مصنوعی اسے
گھورا۔۔

یعنی اب اگلی دفعہ میں نالا کے دوں۔۔
نہیں نہیں۔۔ وہ کھکھلا کے ہنسی تھی اور عین اسی
وقت لیونگ روم کا دروازہ کھلا۔۔ اندر داخل ہونے
والی شبہم شاہ تھی۔۔

واہ واہ۔۔ سالار صاحب واہ۔۔ صدقے جاؤں آپ کے
کردار پہ۔۔ ایک چھوٹی سی بچی کے ساتھ۔۔

جسٹ شٹ اپ۔۔ اپنی بکواس بند کریں۔۔ ساوری کو
گود سے اتارتے وہ کھڑا ہوا۔۔

بکواس۔۔ ہاہا۔۔ ابھی بھی بکواس کہہ رہے ہیں۔۔ آپ
اس چھوٹی سی بچی کے ساتھ بہلا پھسلا کے کیا کرنا
چاہ رہے تھے ہیں۔۔ وہ اکیلی آئی تھیں۔۔ ان سے رہا
نہیں جا رہا تھا۔۔ آنا تو انہوں نے شام کو تھا پر اتنا

صبرِ شبنم کیسے کرتی۔۔ انہیں رنگے ہاتھوں پکڑنے کے
لیے وہ اس ٹائم آئی تھی۔۔

میری جان۔۔ میری گڑیا۔۔ ساوری کو اپنے سے
لیٹاتے وہ سالار کو غصے سے دیکھ رہی تھی۔۔ اس
ادمی نے تمہارے ساتھ کچھ کیا تو نہیں ہے۔۔
آپ کہنا کیا چاہتی ہیں۔۔ ساوری کو اس سے کھینچتے
اپنی طرف کیا۔۔

وہی جو یہاں ہو رہا تھا۔۔ بے شک تم نے نکاح کیا
ہے اس کا یہ مطلب تو نہیں کے اب تم اسے کوئی
جوان لڑکی سمجھ کے شروع ہو جاؤ۔۔

سالار کا دماغ اس کی باتوں سے بھڑک رہا تھا وہ
اسے اتنا گرا ہوا سمجھ رہی تھی۔۔

یہاں سے نکلیں ابھی اور اسی وقت۔۔ ساوری کے
سامنے وہ کچھ الٹا سیدھا نہیں کہنا چاہتا تھا لیکن وہ
عورت جیسے پوری تیاری میں آئی تھی۔۔

ہاں نکل جاؤں۔۔ اس معصوم کو تمہارے ساتھ چھوڑ
کے۔۔ میرے بیٹی کے ساتھ جانے تم کیا کرتے
رہے ہو۔۔ کیسے مرجھا گئی ہے۔۔ اس کے پاس آنا
چاہا تو سالار نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔ ساوری ہکا بکا
ان کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ آخر
پھپھو کیا کہہ رہی تھی۔۔ حالانکہ سالار انکل تو اس
سے پیار کر رہے تھے۔۔

ساوری۔۔ تم۔ اندر جاؤ۔۔ سالار نے سرخ ہوتی
آنکھوں کے ساتھ اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔۔

کیوں جائے۔۔ یہ بھی سنے تمہاری سچائی۔۔ ساوری
پھپھو کی بات پہ رک گئی

ساوری۔۔ سالار نے اب سختی سے کہا تو وہ تیزی
سے اندر چلی گئی۔۔ لیکن دروازہ کھلا رکھا تا کہ ان
کی باتیں سن سکے۔۔

جیسی گھٹیا آپ کی سوچ ہے نا آپ کو کچھ سمجھانے کا
بتانے کا فائدہ نہیں ہے۔۔ آپ اس چھوٹی سی بچی
کے ذہن میں کون سا خوف بٹھانے کی کوشش کر
رہی ہیں۔۔ جانتا ہوں میں اچھی طرح۔۔ آئندہ میری

ساوری کی طرف دیکھنے کی بھی کوشش کی تو میں
آپ کی جان نکال لوں گا۔۔۔ دہی آواز میں غراتے
وہ شبنم کا رنگ سفید کر گیا تھا۔

ت۔۔ تمہاری نہیں ہے وہ۔۔ جو اس پہ حق جمار ہے
ہو۔۔

میری ہی ہے میری بیوی ہے۔۔ میرے نکاح میں
ہے وہ۔۔ اس کے سارے فیصلے میں کروں گا اپ
نہیں۔۔ کن پڑیاں پھیرا رہی تھیں اس کی غصے کی
اور اشتعال سے۔۔

اگر زندہ رہنا چاہتی ہیں تو ابھی واپس چلی جائیں۔۔۔
دروازے کی طرف انگلی کرتے سالار نے دہکتی
انکھوں سے اسے دیکھا۔۔

م۔۔۔ میں چلتی ہوں۔۔ وہاں سے بھاگنے میں ہی
عافیت تھی۔۔ کپکپاتے جیسے آئی تھیں ویسے ہی باہر
چلی گئیں۔۔۔

ان کے جاتے سالار نے چمیر کو زور سے ٹھوکر ماری
تھی۔۔

وہ ان کی باتوں کو سمجھ رہا تھا لیکن ساوری۔۔ وہ تو
ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتی تھی۔۔ وہ کیوں اس کا
بچپنا ختم کرنا چاہ رہی تھیں۔۔ گردن پہ ہاتھ پھیرتے
وہ سرخ آنکھوں سے ہانپ رہا تھا۔۔

ہبی۔۔ ساوری کافی دیر تک باتوں کی آواز نا آنے پہ
باہر نکل کے اس کے پاس آئی۔۔

پھپھو بہت بری ہیں۔۔ آپ پریشان نا ہوں۔۔ اس کا
ہاتھ تھامتے اس نے خوف سے کہا تھا۔۔

اس کے ہبی کہنے پہ ہی سالار کا آدھا غصہ جھاگ گی
طرح بیٹھا۔

وہ پہلے بھی ایسے ہی کرتی ہیں۔۔ اس کا دوسرا ہاتھ
پکڑتے سرخ آنکھوں میں دیکھا۔ سالار نے نے
لب بھینچتے اسے دیکھا۔

چھوڑو انہیں۔۔ تم اپنی چیزیں اٹھاؤ اور اندر چھپا دو۔۔
ہادی لوگ آنے والے ہیں وہ دیکھ لے گیں تو لے
لیں گے تم سے۔۔

سالار ابھی اکیلے رہنا چاہتا تھا۔۔ اسے چیزیں اکھٹی کر
کے دے کے اندر بھیجا۔۔ اور خود وہیں صوفے پہ
ڈھے گیا۔۔ جتنا آسان سمجھ رہا تھا وہ اتنا آسان نہیں
تھا۔۔

ابھی تو بس ایک عورت آئی تھی۔۔ اور جانے کتنے
لوگ تھے جنہوں نے ان کے رشتے پہ اعتراض اٹھانا
تھا۔۔ صوفے کی بیک پہ سر ٹکاتے کن پٹی سہلائی۔۔
ساوری اندر سالار کے سٹڈی روم میں اپنی چیزیں
چھپا رہی تھی

میرے بھائی میں تمہاری بیٹی کے ساتھ یہ ظلم نہیں
ہونے دوں گی۔۔۔ شبنم خوف سے تیز تیز چلتی جا رہی
تھی۔۔۔ جس رکشے پہ وہ آئی تھی وہ تو واپس چلا گیا
تھا۔۔۔

میرے ہوتے ہوئے۔۔۔ ساوری پہ یہ سب نہیں
ہونے دوں گی۔۔۔ مین روڈ پہ آتے ٹیکسی رکوائی۔۔۔
پھر اسے ایک ایڈریس بتاتے وہ بہت کچھ پلین کر
چکی تھی۔۔۔

آدھے گھنٹے میں وہ شاہ ولی کے سسرال کے
دروازے کے سامنے اتری۔۔۔ پھر کرایہ دیتے۔۔
چہرے پہ ہاتھ پھیرا۔۔

فرح سے ملنے آئی تھی وہ۔۔ گردن اکڑاتے ڈور نیل
بجائی۔۔ کچھ دیر میں دروازہ کھلا تو فرح کی امی تھیں
۔۔

شبّٰنم بیٹا۔۔ اسے دیکھ کے مسکراتے اندر آنے دیا۔۔
شبّٰنم کو تھوڑا شک ہوا۔۔ اگر شاہ ولی نے اسے طلاق

دے دی تھی تو ان کا رویہ اس کے ساتھ نارمل
کیوں تھا۔

ان کے پیچھے اندر آئی تو سامنے ہی فرح ٹی وی دیکھ
رہی تھی۔۔

السلام و علیکم بھابھی۔۔ ہلکا سا مسکراتے وہ پاس آئی
فرح بھی اٹھ کے اس کے گلے لگی تھی۔۔

کیسی ہیں آپا۔۔ مسکرا کے ان کا ہاتھ تھامتے محبت
سے پوچھا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔ تم سے بہت شکوے ہیں۔۔

اوہو۔۔ سو سوری۔۔ آپ کو مجھ سے شکوے ہیں۔۔
کون کون سے بتائیں۔۔ میں ابھی دور کر دیتی ہوں
۔۔

میرا بھائی تمہارا سابقہ شوہر مر گیا اور تم جھوٹے منہ
بھی نہیں آئی۔۔ جیسے بڑی مشکل سے جان چھڑوائی
ہو۔۔

ک۔۔ کیا مطلب آپا۔۔ آپ مزاق کر رہی ہیں۔۔
فرح کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہے۔۔

کیا کیا۔۔ میرے بھائی کو مرے ایک تین ہفتے ہو گئے
ہیں اور تم نے ایک بار بھی فون کر کے بھی نا
پوچھا۔۔

آپ مزاق کر رہی ہیں تو بہت برا ہے۔۔ وہ اپنی جگہ
سے کھڑی ہوئی۔۔

مزاق نہیں۔۔ ایسا مزاق کروں گی میں تم سے۔۔
اب کی بار وہ بھی حیران ہوئی۔۔ مطلب اسے پتہ ہی
نہیں تھا اس کا شوہر مر گیا ہے۔۔

میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے کیا۔۔

سابقہ شوہر کا۔۔ شبنم نے تصحیح کی۔۔

سابقہ نہیں۔۔ مرحوم۔۔ میری بیٹی بیوہ ہو گئی ہے اور ہمیں معلوم ہی نہیں ہے۔۔ فرح اونچا اونچا رونے لگی تھی۔۔ جبکہ شبنم تو حواس باختگی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

کیا واقع۔۔ اس سالار خان نے ان سب سے جھوٹ بولا تھا۔۔

تمہیں میرے بھائی نے طلاق دے دی تھی نا۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ یہ کیا کہہ رہی ہو بیٹا تم۔۔

ہاں۔۔ تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو۔۔ بھائی نے تم
لوگوں کو ڈیورس دے دی تھی۔۔

نہیں۔۔ تم کیوں بکو اس کیے جا رہی ہو۔۔ یہ ابھی اس
کی بیوی ہے۔۔ آنٹی نے غصے سے کہا۔۔ تو فرح نے
سسکی لیتے شبنم کو دیکھا۔۔

میری بیٹی کہاں ہے۔۔ مجھے اس سے ملنا ہے۔۔
سیدھے ہوتے اس سے پوچھا۔۔

تمہاری بیٹی کا نکاح۔۔ سالار خان سے ہو گیا ہے۔۔
اب وہ وہاں رہتی ہے۔۔

واٹ۔۔ تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا شبنم۔۔ اتنی
فضول باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔

سہی کہہ دہی ہوں۔۔ لیکن اگر بھائی نے تمہیں طلاق
نہیں دی تھی تو پھر سب جھوٹ ہو گا۔۔ مجھے اس
آدمی پہ تو پہلے ہی شک تھا اس نے صرف میرے
بھائی کی دولت کے لیے یہ سب کیا ہے۔۔ کیا
مطلب تم کیا کہہ رہی ہو۔۔ انہیں کچھ سمجھ نہیں
آ رہی تھی۔۔

شبّنم نے پھر انہیں سب کچھ تفصیل سے بتایا تو فرح
کو بہت غصہ آیا تھا۔ اس کی چھوٹی سی گڑیا اس
حیوان کے پاس تھی وہ کیسے برداشت کرتی۔۔
مجھے ابھی اپنی بیٹی کو لے کے آنا ہے۔۔ چلیں آپا۔۔
ہم۔۔

نہیں فرح۔۔ ابھی نہیں۔۔ شبّنم خود ڈری ہوئی تھی
اب دوبارہ جاتی اس کے ساتھ تو سالار نے سچ میں
اس کی جان لے لینی تھی۔۔ اسے آرام سے روکا۔

ہم لوگ ابھی نہیں جائیں گے۔۔ کچھ دن ٹھہر کے
جائیں گے۔۔ بلکہ تم اکیلی۔۔ اپنی بیٹی سے ملنے جانا اور
اسے اپنے ساتھ گھر لے آنا۔۔ ایسے تو وہ نہیں آنے
دے گا۔۔

اوفف آپا۔۔ اتنا کچھ ہو گیا اور میں یہاں اتنی بے
خبر بیٹھی ہوں۔۔ اوفف فرح نے اپنے بال نوچے۔۔
شبم کتنی دیر اسے تسلیاں دیتی رہی۔۔ اس کے واپس
جانے کے بعد فرح سیدھی ہوئی۔۔

بس۔۔ اب ہو گیا ہمارا کام۔۔ فرح کی مہی نے نقلی
آنسو صاف کیے۔۔

اب تم اسی گھر واپس جاؤ گی اور شاہ ولی کی بیوہ بن
کے رہو گی۔۔

اوقف مہی۔۔ کتنا ڈرمہ کروایا ہے آپ نے۔۔ فرح
بھی مسکرا دی۔۔

شبیم بیچاری۔۔ وہ سمجھ رہی ہے سالار ان کا دشمن
ہے۔

ہاہا۔۔ اصل دشمن تو ہم ہیں۔۔ دونوں نے ایک
دوسرے کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا تھا۔۔

ہادی اور زوہا گھر آئے تو سالار لیونگ روم میں
صوفے پہ نیم دراز تھا۔۔

بابا۔۔ اپ واپس بھی آگئے۔۔

ہاں۔۔ بس سر میں درد تھا۔۔۔ انکھوں میں ابھی
بھی سرخی نمایا تھی۔۔

اپ لوگ چینج کر لو پھر کھانا کھاتے ہیں۔۔

ٹھیک ہے۔۔ وہ دنوں اندر چلے گئے تو سالار اٹھ کے
اپنے روم میں آیا۔۔

ساوری سٹڈی روم میں ابھی تک اپنی چیزوں کے
پاس بیٹھی تھی۔۔ ایک کر کرے کا پیکٹ ہاتھ میں
پکڑے کچھ سوچتے ساتھ ساتھ کھا رہی تھی۔۔

یہاں کیا کر رہی ہو۔۔ سالار اسے کمرے میں ناپا کر
وہاں چلا آیا۔۔

ہبی۔۔ میں سوچ رہی ہوں۔۔ پھپھو کو اچھا کیوں نہیں
لگا۔۔

تم ایسی باتیں مت سوچو اور نا تمہارے سوچنے والی
باتیں ہیں یہ۔۔ اجاو کھانا کھا لو۔۔ اس کے ہاتھ سے
کر کرے لے کے ڈرار میں رکھے۔۔

ابھی بھوک نہی ہے۔۔ اس نے منع کر دیا۔۔ کب
سے وہاں بیٹھی وہ کھا ہی تو رہی تھی۔۔۔۔

یہ ان اول فول چیزوں کی وجہ سے اب تم کھانا نہی
کھاو گی۔۔ مطلب میں یہ اٹھا کے ڈسٹ بین میں
پھینک دوں۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ ہی۔۔ میں کھاؤں گی۔۔ جلدی سے ہاتھ
جھاڑتے اسے روہانے ہوتے دیکھا۔۔

چلو۔۔ سالار نے نے ایک سنجیدہ نظر اس پہ ڈالی تھی
۔۔

ساوری اس کی سنجیدگی سے خائف ہوتے باہر چلی
ائی۔۔ اچھا بھلا موڈ تھا اس کے ہی کا۔۔ اور پھپھو
فسادن سب خراب کر کے چلی گئی تھی۔۔ منہ میں
بڑبڑاتے ڈانگ ٹیبل کے پاس چلی آئی۔۔

اچھا بھلا موڈ تھا اس کے ہبی کا۔۔ اور پھپھو فسادن
سب خراب کر کے چلی گئی تھی۔۔ منہ میں بڑبڑاتے
ڈائنگ ٹیبل کے پاس چلی آئی۔۔

ہادی اور زوہا بھی آرہے تھے۔۔ ہادی نے آج اسے
مسکرا کے نہیں دیکھا تھا۔۔ نا ہی کوئی بات کی
۔ خاموشی سے اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا۔۔

سالار باہر آیا تو تینوں اپنی جگہ پہ بیٹھ چکے تھے۔۔
اور ملازمہ کھانا لگا رہی تھی۔

بابا آج میرا ٹیسٹ بہت اچھا ہوا۔۔ کل میم چیک کر
کے ہمیں واپس دیں گی۔۔ زوہا نے اپنے ٹیسٹ کا بتایا
۔۔

گڈ۔۔ ایگزیمینز کب ہیں آپ لوگوں کے۔۔ سالار نے
زوہا کی پلیٹ میں سالن نکالا اور ایک چپاتی اٹھا کے
اس کے قریب پلیٹ میں رکھی۔۔

ابھی دو منٹھ ہیں۔۔ ابھی ہمارے رویشن اور ٹیسٹ
چل رہے ہیں۔۔ نوالہ لیتے زوہانے اسے بتایا۔۔
اور ہادی۔۔ آپ کے۔۔ نائنٹھ کلاس میں تھا۔۔
میرے ابھی بہت دور ہیں۔۔۔ مڈ ٹرمز ہونگے ابھی
کچھ دنوں میں۔۔

ہمم۔۔ پڑھائی میں کوئی کوتاہی نہی ہونی چاہی۔۔
جی بابا۔۔ وہ خود ہی اپنا کھانا نکالتا تھا۔۔

ساوری انتظار میں تھی اسے کب ملے گا۔۔ جب کافی
دیر تک اسے توجہ نامی تو خود ہی کھڑے ہوتے
پلیٹ اٹھائی۔۔ سالار نے گردن موڑتے اسے گھورا۔۔
مجھے سالن نکال دیں۔۔ معصومیت سے پلیٹ اس کے
سامنے کرتے کہا۔۔

تم نے تو کہا تھا بھوک نہیں ہے۔۔ اس نے اسے اسی
لیے نہیں ڈال کے دیا تھا۔۔ ورنہ کھانا ضائع ہو جاتا
۔۔

نہیں ہے لیکن آپ میری چیزیں۔۔

آدھی چپاتی دوں۔۔ اس سے پہلے کے وہ آگے بولتی
سالار نے اس کی بات کاٹتے ذرا سختی سے ٹوکتے
پوچھا۔۔ خود ہی اپنا بھانڈا پھوڑنے لگی تھی
بس تھوڑی سی۔۔ وہ خاموش ہوتے بیٹھ گئی۔۔ ہادی
انہیں دیکھ رہا تھا۔۔ بابا اسے سپیشل ٹریٹ کرتے اسے
پچھلے دو دن سے لگ رہا تھا لیکن آج اس پہ ایسے
توجہ نا دینا اور ڈانٹنا اسے نارمل لگا۔۔ وہ لڑکا جھوٹ
کہہ رہا تھا۔۔ سر جھٹکتے وہ کھانے کی طرف متوجہ ہو
گیا۔۔ خاموشی سے لپچ کر کے زوہا اور ہادی اٹھ گئے

تو ساوری بھی اٹھ کے سالار کے روم میں چلی گئی۔۔
سالار وہیں بیٹھا رہا۔۔

ہادی کافی دیر بعد باہر آیا تو سالار ڈائمنگ چئیر پہ ہی
بیٹھا ہوا تھا۔۔

کیا ہوا بابا۔۔ آپ پریشان ہیں۔۔ ان کے قریب
آتے فکر مندی سے پوچھا تو سالار نے اس کا چہرا
دیکھا۔۔

نہیں۔۔ بس آفس کی کچھ ٹینشنز تھیں۔۔ آنکھیں
مسلتے داڑھی تک ہاتھ پھیرا۔۔

بابا آپ سے ایک بات پوچھنی تھی۔۔ وہ ان کے
سامنے دوسری کرسی پہ بیٹھا۔۔

ہاں بولو میں سن رہا ہوں۔۔ سیدھے ہوتے سالار نے
اس کا چہرا دیکھا۔۔

بابا۔۔ مجھے نہیں پتہ یہ سچ ہے یا جھوٹ لیکن مجھے
میرے ایک سکول فیلو نے بتایا ہے آپ نے ساوری
سے شادی کی ہے۔۔

اس کی بات پہ سالار کا دل ساکت ہوا تھا۔۔ اس کا
بیٹا اس سے سوال کر رہا تھا۔۔

بتائیں نا بابا۔۔ یہ جھوٹ ہے نا۔۔ بھلا آپ چھوٹی سی
لڑکی سے کیسے شادی کر سکتے ہیں۔۔

نہیں۔۔ سالار نے نفی میں سر ہلایا۔۔

دیکھا۔۔ میں نے کہا تھا نا۔۔ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔
ہادی کی جیسے کب کی رکی سانس بہال ہوئی تھی
۔۔ وہ غلط۔ سمجھ گیا تھا۔۔

نہیں۔۔ نہیں۔۔ ہادی سنو۔۔ اس کا ہاتھ پکڑتے وہ
اس کی طرف ہلکا سا جھکا۔۔

جب ساوری کے بابا کی ڈیتھ ہوئی تھی۔۔ تو انہوں
نے مجھے کہا تھا میں ان کی بیٹی سے نکاح کر لوں
۔۔ اسے سکون سے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

لیکن آپ نے انکار کر دیا ہے نا۔۔ ہادی نے اگلی
بات خود جوڑی۔۔ آپ ساوری کو ہمارے گھر اس
لیے لائے ہیں تاکہ وہ ہمارے ساتھ دوستوں کی
طرح رہ سکے۔۔ ہے نا۔۔ وہ سالار کو بولنے کا موقع
دیئے بنا خود بولے جا رہا تھا۔۔

شاید وہ یہ سچائی سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔

اتنی دیر میں زوہا بھی کمرے سے باہر نکل آئی۔۔

بابا پھر ساوری آپ کے روم میں کیوں رہتی ہے وہ
ہمارے ساتھ رہے۔۔

ٹھیک ہے۔۔ سالار نے گہرا سانس لیا۔۔ وہ بھی بچے
تھے۔۔ سب سے زیادہ فکر اسے ساوری کی تھی۔۔

اگر ہادی اور زوہا کو پتہ چل جاتا ان کے نکاح کا تو وہ
ساوری کو برداشت نہیں کر پائیں گے۔۔

کیا ٹھیک ہے۔۔ وہ اب ہمارے روم میں رہے گی نا
۔۔ ہادی نے تصدیق کی۔۔

ہاں۔۔ لیکن ہادی آپ کا روم الگ ہو گا۔۔ زوہا اور
ساوری ایک روم میں رہیں گی۔۔ اس نے وہیں بیٹھے
بیٹھے فیصلہ کیا تھا۔۔

اور سکول میں کسی کی بھی ایسی باتیں سننے کی
ضرورت نہیں ہے۔۔

لیکن بابا اس نے مجھے کہا تھا میں آپ سے پوچھ کے
اسے بتاؤں۔۔ حالانکہ میں نے اسے کہا بھی تھا کہ
ایسا نہیں ہے آپ نے اسے بیٹی بنایا ہے۔۔

ٹھیک ہے ہادی۔۔ اب آپ جا کے اپنے روم کی
سیٹنگ کرو۔ ساوری زوہا کے ساتھ رہے گی۔۔

بابا۔۔ میں اسے اپنے روم میں نہیں رکھوں گی۔۔

ہادی بھیا کے روم میں بھیج دیں اسے۔۔ زوہا نے

چڑتے کہا۔۔ وہ کیوں ساوری کے ساتھ رہے۔۔

زوہا۔۔ میں نے آپ لوگوں یہ سیکھایا ہے کسی مہمان

کے ساتھ ایسے کرتے ہیں۔۔ ساوری جو دروازے کی

اوٹ سے سب سن رہی تھی اس کا دل بیٹھا۔۔ وہ

گھر اس کا نہی تھا وہ مہمان تھی وہاں۔۔۔ یہ اس کے
ہبی نے کہا تھا۔۔

سوری بابا۔۔ لیکن مجھے ساوری اچھی نہیں لگتی۔۔
اچھی نہیں لگتی تو اسے گھر سے نکال دیں کیا۔۔ سالار
کو اس پہ غصہ آیا۔۔

نکال دیں۔۔ لیکن میں اسے اپنے ساتھ نہیں رکھوں
گی۔۔ وہ میرا اور بھیا کا روم ہے۔۔ ضدی انداز میں
کہتے آنکھوں میں انسو بھر آئے۔۔

بھیا کو کبھی نا کبھی الگ روم میں شفٹ ہونا ہی ہے نا
تو ابھی ہو جائیں گے۔۔ ساوری اکیلی تو نہیں رہ سکتی نا
اب۔۔

بابا آپ کو زیادہ اس کی فکر ہے۔۔ آپ اسے اس کی
دادو کے پاس چھوڑ دیں۔۔ ہمیں نہیں رکھنا اسے
اپنے گھر۔۔ وہ سہی بحث کر رہی تھی سالار سے۔۔
زوہا۔۔ لمٹس کر اس مت کیا کرو۔۔ آپ لوگوں کو ہی
اعتراض ہے وہ میرے روم میں کیوں رہ رہی ہے۔

آپ لوگ خود بھی اسے رکھنے کو تیار نہیں ہیں تو وہ
کہاں جائے۔۔

اکیلی رہ لے۔۔ اتنے روم ہیں۔۔

جی بابا۔۔ اکیلی رہ لے۔۔ میں اور زوہا ایک روم میں
ٹھیک ہیں۔۔ ہادی نے بھی منع کر دیا۔۔

اکیلی نہیں رہے گی۔۔ پھر وہ میرے روم میں ہی
ٹھیک ہے۔۔ سالار نے انہیں سختی سے باور کروایا۔۔
لیکن پھر بھی زوہا تیار نہیں تھی۔۔

نہی۔۔ اکیلی رہ لے گی۔۔ وہ پہلے بھی تو رہتی تھی نا
بابا۔۔ آپ کو کیا ہے اس سے۔ آپ ہمارے بابا ہیں
اس کے نہیں۔ آپ اگر اس کے ساتھ سوئیں گے تو
میں اور بھیا ماما کے پاس چلے جائیں گے اور آپ
کے ساتھ کبھی نہیں رہیں گے۔۔ زوہا غصے سے کہتے
ہادی کا ہاتھ پکڑتے اپنے ساتھ لے گئی۔۔ سالار سر
تھام کے رہ گیا۔۔ ان بچوں کو ہینڈل کرنا زیادہ
مشکل تھا یا ساوری کے خاندان والوں کو اسے سب
برابر ہی لگے۔۔

ساوری شرمندگی سے وہیں کھڑی رہی۔۔۔ اس کے
ہبی نے کہا تھا یہ اس کا گھر ہے لیکن یہ تو ان کے
بچوں کا گھر تھا۔۔ وہ اپنی دادو کے پاس چلی جائے گی
۔۔ سوچتے واپس اندر چلی گئی۔۔ اس کا ڈل ٹوٹا تھا۔۔

آپ آپ سے تھوڑی دیر صبر نہیں ہوا۔۔ ہم لوگ
ساتھ جانے کے لیے تیار تھے نا۔۔ شبنم گھر داخل
ہوئی تو صبح نے انہیں تلخی سے دیکھا۔۔

ہاں۔۔ ابھی جو میں نے دیکھا ہے نا وہ شام کو نا دیکھ
پاتے تم لوگ۔۔ بہت اچھا کیا میں چلی گئی وقت سے
پہلے۔۔ اپنی چادر اتار کے سائنڈ پہ رکھتے صبا کو
گھورا۔۔۔

کیا دیکھ لیا ایسا آپ نے۔۔ ان کی چادر اٹھا کے سائنڈ
پہ ہک کے ساتھ لٹکائی۔۔

وہ مسٹنڈا۔۔ جس کا تم لوگ کہہ رہے تھے بڑا نیک
پاک ہے۔۔ وہ ہماری ساوری کو گود میں بٹھائے پتہ
نہیں کیا کیا کر رہا تھا۔۔ گھر میں اور کوئی تھا بھی

نہیں۔۔ منہ بھر کے کہتے وہ شاید اپنی عقل سمجھ کھو
چکی تھی۔۔ صباء کے تو حواس گم ہوئے۔۔

کیا کہہ رہی ہیں آپا۔۔ آپ اب ایسی باتیں۔۔
کیا ایسی باتیں کروں گی۔ دیکھ کے آئی ہوں اپنی
آنکھوں سے۔۔ اب تیار رہنا وہ تیرہ سال کی لڑکی
ماں بن جائے گی۔۔

توبہ توبہ آپا۔۔ آپ نے اگر دیکھا تو آپ ساوری کو
ساتھ کیوں نہیں لے آئیں۔۔ اسے وپیں کیوں چھوڑ
دیا اس کے پاس۔۔

کیسے لے کے آتی۔۔ اس نے جان سے مارنے کی
دھمکی دی ہے۔۔ ایسے دیکھ رہا تھا جیسے کچا چبا جائے
گا۔۔

اور ابھی تو تمہیں اور بھی بہت کچھ شک کر دینے
والا ہے۔۔

وہ جو ہمیں نکاح نامہ اور طلاق نامہ دیکھا کے گیا ہے
وہ دونوں جھوٹے لگتے ہیں۔۔

ہیں ہیں۔۔ صبا ان کے قریب بیٹھی۔۔

ہاں ہاں۔۔ میں فرح بھابھی کے پاس گئی تھی۔۔ وہ تو
بیچاری اتنا رو رہی تھی۔۔ کہتی ہمارا جھگڑا ہوا تھا
ناراض تھے لیکن طلاق تو نہیں دی تھی۔۔ منہ کے
زاویے بناتے ہاتھ نچا نچا کے اسے بتا رہی تھیں۔۔
فرح کا مانو رنگ سفید پڑ رہا تھا۔۔ ان کی آنکھوں
کے سامنے ان کی بھائی کی بیٹی کی زندگی اتنی بگاڑ دی
گئی تھی اور وہ سب سے بے خبر بیٹھے کچھ سوچ سمجھ
ہی نہیں پائے تھے۔۔

آپا ہو سکتا ہے فرح جھوٹ بول رہی ہو۔۔ صبح کو
ابھی بھی پورے دل سے یقین نہیں آ رہا تھا شاید۔۔
باولی ہو گئی ہو۔۔ کوئی عورت طلاق ہونے کے بعد
کہہ سکتی ہے اسے طلاق نہیں ہوئی۔۔ وہ۔ ایسا کیوں
کہے گی۔۔ وہ تو پاگل ہو گئی تھی یہ بھیانک خبریں سن
کے۔۔

صبا خاموش ہو گئی۔۔ اس نے آنکھوں سے تو کچھ
نہیں دیکھا تھا لیکن جیسے وہ بتا رہی تھیں وہ سب سچ
ہی لگ رہا تھا اسے۔۔ سالار نے وہ سب ان کے

ساتھ فراڈ کیا تھا۔۔ صرف ان کے بھائی کے گھر کے لیے۔۔ ان کی دولت کے لیے۔۔

میں تو کہتی ہوں ارحم کو بتاتے ہیں اور اس سالار کے بچے کو اریسٹ کرواتے ہیں۔۔ ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی۔۔ یہ نا ہو وہ ہماری ساوری کو مار کے پھینک دے اور ہمیں پتہ ہی نا ہو۔۔

بھابھی کیا کہتی ہیں ساوری کا۔۔ وہ اس سے ملیں گی

--

ظاہری سی بات ہے۔۔ وہ تو ابھی جانے کے لیے تیار
تھی وہ تو میں نے روک دیا کہیں سالار اسے بھی نا
دھمکیاں دے۔۔ ابھی وہ کل آئے گی تو پھر سب
کچھ سوچیں گے۔۔

ہممم۔۔ سوچیں گے کیا۔۔ ساوری اپنی ماں کے پاس
ہی رہے گی۔۔ اگر سالار نے کوئی اعتراض کیا تو ہم
اس پہ پولیس کیس کریں گے۔۔ پھر دیکھتے ہیں وہ
کیسے ہماری چھوٹی سی گڑیا ہمیں نہیں لوٹاتا۔۔

ہاں۔۔ بس اللہ ہی ہماری ساوری کو اس درندے سے
بچائے۔۔ ہاتھ اٹھاتے شبہم نے دل سے دعا مانگی تھی
۔۔

صبا کے چہرے سے بھی پریشانی محسوس کی جا سکتی
تھی۔۔

سالار کتنی دیر بعد روم میں آیا تو ساوری اپنے ماما بابا
کی تصویر پیٹ سے لگائے کروٹ کے بل سو رہی
تھی۔۔ اسے الگ دوسرے روم میں بھیجنا سالار کو

بہت مشکل لگ رہا تھا۔۔ پیٹ کی جیبوں میں ہاتھ
ڈالتے وہ اس کے پاس آ کے رکا۔۔

پونی سے نکلے ہوئے بال اس کے ماتھے پہ بکھرے
تھے۔۔ ہلکے ہلکے سانس لیتے وہ نیند میں بھی شاید
پر سکون نہیں تھی۔۔

ساوری۔۔ سالار نے ہولے سے پکارتے اس کے
ہاتھوں سے تصویر نکالی۔۔

وہ گہری نیند میں تھی یقیناً جو کسمائی بھی نہیں۔۔
سالار کچھ دیر دیکھتا رہا پھر اسے سویا چھوڑ کے اس کا

سامان اٹھا کے دوسرے روم میں شفٹ کرنے لگا۔

سامان کیا تھا سات آٹھ کپڑوں کے جوڑے جوتے

اور اس کی جیولری اور ان میں ایک لپ اسٹک

۔۔ سالار کا دل بے چین ہو رہا تھا اسے کچھ سمجھ

نہیں آرہی تھی وہ کیا کرے۔ ایک طرف اس کے

اپنے بچے تھے جو ضد باندھ کے بیٹھے تھے وہ انہیں

بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

اس کا سامان دوسرے روم میں سیٹ کر کے اے
سی اون کر دیا تاکہ جس وغیرہ ختم ہو اور کمرہ ٹھنڈا
ہو جائے۔۔

ساوری مغرب تک سوتی رہی تھی۔۔ اور سالار سٹڈی
روم میں کام کرتا رہا۔۔

رات کو جب کھانا کھانے کا وقت آیا تو ہادی اور زوہا
تو نارمل تھے لیکن ساوری خاموش تھی۔۔ کھانا بھی
اس نے خود ہی نکالا تھا۔۔

بابا سوری۔۔ ہادی نے کھانا ختم کرتے سالار سے کہا تو
سالار نے سر ہلا دیا۔۔

ساوری کھانا ختم کر کے اٹھنے لگی تو زوہانے اسے
مخاطب کیا۔۔

تم میرے ساتھ روم میں سو جاؤ آج۔۔ پھر کل الگ
روم میں۔۔ آج بھیا بھی ہمارے ساتھ سوئیں گے۔۔
نہیں۔۔ ساوری کا روم الگ کر دیا ہے میں نے۔۔
اور ہادی بھی الگ روم میں سوئے گا۔۔

بٹ کیوں بابا۔۔ میں اکیلی کیسے سوؤں گی مجھے ڈر لگے
گا۔۔ روہانے ہوتے سالار کو دیکھا۔۔

ایک دو دن فیل ہو گا پھر عادت ہو جائے گی۔۔

بابا۔۔ میں اکیلی نہیں سوؤں گی۔۔ آپ مجھے اپنے روم
میں سلا لیں۔۔۔

زوہا۔۔ ہمیشہ اپنی بات منوانی ہے آپ نے۔۔ پہلے
آپ کے کہنے پہ میں نے ساوری کو خود سے الگ کیا
ہے۔ اور اب۔۔۔

بابا آپ پھر وہی کر رہے ہیں۔۔۔

انکل۔۔ آپ مجھے دادو کے گھر چھوڑ دیں نا۔۔ یا
میرے بابا کے گھر۔۔ وہاں میں ٹھیک رہوں گی۔۔
ہاتھوں کو مسلتے وہ ان کی لڑائی سے گھبرا رہی تھی۔۔
جو بھی فیصلہ ہوتا رہنا ساوری کو اکیلے ہی تھا تو پھر وہ
اپنے بابا کے گھر چلی جائے یہی اچھا تھا۔۔

جو میں نے کہا ہے سب وہی کریں گے۔۔ سب الگ
الگ روم میں سوئیں گے۔۔ بس بات کو ختم کریں
اور اپنے اپنے روم میں جائیں۔۔ حتمی انداز میں کہتے

سالار نے اپنی پلیٹ سائڈ پہ کی اور اٹھ کے اپنے
روم میں چلا گیا۔

ساوری ان دو کے بیچ بھی اکیلی تھی۔۔ ہادی جس نے
یہ لڑائی شروع کی تھی وہ خود اس پہ شرمندہ تھا۔
بابا سے سوری کرنے کے بعد بھی مسئلہ حل نہیں ہوا
تھا۔

زوہا منہ پھلاتے اپنے روم میں چلی گئی تو ہادی نے
ساوری کو اداسی سے دیکھا۔

آئی ایم سوری ساوری۔۔ ہم تمہیں ہرٹ نہیں کرنا
چاہتے تھے لیکن تم ہمارے بابا کے روم میں رہتی ہو
ہمیں برا لگتا ہے۔۔

ساوری نے کچھ بھی نہیں کہا بس چہرہ اور سر
شرمندگی سے جھک گیا تھا۔۔ ماں باپ کے بنا بچوں
کو جتنی محفوظ جگہ پہ چھوڑ دیا جائے تب بھی ان پہ
کبھی نا کبھی کہیں نا کہیں کوئی کمی ضرور آجاتی ہے۔۔
شاید ساوری میں بھی اعتماد کی کمی آتی جا رہی تھی۔۔
اس گھر میں اسے لے کے بحث ہو رہی تھی۔۔ یہ

بات اسے اچھی کیسے لگ سکتی تھی۔۔ وہاں سے اٹھ
کے لیونگ روم کے صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔ پتہ نہیں
سالار انکل اس سے ناراض کیوں تھے۔۔ میں ان
سے سوری کہوں۔۔ سوچتے وہ تھوڑی دیر بعد اندر
آئی تو سالار بیڈ پہ چت لیٹا آنکھوں پہ بازو رکھے
ہوئے تھا۔۔ چہرے پہ بلا کی سنجیدگی تھی۔۔

سالار ان۔۔، بی۔۔ اسے بھول گیا تھا یاد آنے پہ فوراً
تصیح کی۔۔ آج ایم سوری۔۔ آپ میری وجہ سے سیڈ

مت ہوں۔۔ میں الگ روم میں رہ لوں گی۔۔ اس

کے قریب آتے بازو پہ چھوٹا سا ہاتھ رکھا۔

ساوری جاؤ یہاں سے فلحال میرا موڈ خراب ہے۔۔

کیوں سالار۔۔ میں سوری کہہ رہی ہوں نا۔۔ آپ

ٹھیک ہوں جائیں۔۔ دھیمی آواز میں اس کا نام لیتے

فکر سے کہا تو سالار نے بے اختیار اپنی آنکھوں سے

بازو اٹھایا۔۔ شہد رنگ آنکھوں میں سرخ ڈورے

نمایاں ہو رہے تھے۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ اٹھ کے بیٹھتے اسے اپنے ساتھ لگایا
۔۔ وہ اوپر ہو کے اس کے تھائز پہ بیٹھ گئی۔۔

آپ ہادی اور زوہا سے کچھ نا کہیں۔۔ ہم الگ الگ رہ
لیں گے نا۔۔ وہ اس کی پریشانی ختم کرنا چاہ رہی تھی
۔۔

سالار نے اس کے بال سمیٹتے ماتھے پہ پیار کیا۔۔
تم پریشان ہو ساوری۔۔ وہ اس کے چہرے سے خوف
بھانپ سکتا تھا۔۔ وہ اس کی پریشانی سے زیادہ اس
بات پہ پریشان تھی کہ وہ اکیلی کیسے سوئے گی لیکن

جیسے وہ سب لڑ رہے تھے ایسے میں وہ ان سے کیسے
کہتی۔۔

لیکن اب سالار کی ہمدردی پا کے پھر سے وہ کمزور
ہو رہی تھی۔۔

ہی۔۔۔ مجھے آپ کے ساتھ سونا ہے۔۔ نظریں
جھکاتے آنکھیں نمکین پانی سے بھر آئیں۔۔

میں اکیلی نہیں سو سکتی مجھے ڈر لگے گا۔۔ سرخ چہرہ
اوپر اٹھاتے رحم طلب نظروں سے اسے دیکھا تو
سالار نے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔

آپ میرے روم میں سو جائیں۔۔ سسکی لیتے اس کی
کمر کے گرد ساوری کا حصار تنگ ہو رہا تھا۔۔
ہم ساتھ سوئیں گے پریشان نا ہو تم۔۔
لیکن آپ کے بچے۔۔ وہ ہمیں ساتھ نہیں سونے
دیں گے۔۔

ان کی ایسی کی تیسی۔۔ جب وہ سو جائیں گے تم ہم
لوگ ایک بیڈ پہ لیٹ جائیں گے۔۔ اس کا چہرہ
صاف کرتے بالوں پہ لب رکھے۔۔ وہ اتنی پریشان ہو
جائے گی اس نے سوچا نہیں تھا۔۔

ٹھیک ہے ہی۔۔ میں آپ کے کفر ٹر میں چھپ کے
سوؤں گی انہیں پتہ ہی نہیں چلے گا۔

س کی بات پہ سالار مسکرا دیا۔۔ جیسے سارے دن کا
تناؤ چھٹ گیا ہو۔۔

انہوں نے دیکھ بھی لیا تو ہم انہیں ڈانٹ دیں گے

--

ٹھیک ہے۔۔ وہ لوگ ساوری کو آپ سے کبھی الگ
نہیں کر سکتے نارات کو نا دن کو۔۔ سمجھداری سے

کہتے اس کے سینے سے گال ٹکایا۔۔ سالار اس کی

اٹچمنٹ پہ پریشان نہیں پر سکون ہوا تھا۔۔ جو بھی تھا
کم سے کم ساوری اور سالار کا رشتہ ٹھیک رہنا چاہیے
تھا۔۔۔

زوہا۔۔ مجھے لگتا ہے تمہیں بابا سے اتنی بد تمیزی سے
بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔ ہادی نے روم میں
آ کے زوہا کو دیکھا۔۔ جو کمفرٹر میں دبکے اپنے بیڈ پہ
سونے کے لیے لیٹ چکی تھی۔۔

نہیں بھیا۔۔ وہ ساوری ٹاوری ہمارے بابا کے ساتھ
کیوں رہتی ہے۔۔ وہ ہمارے گھر میں بھی کیوں رہتی
ہے۔۔ کمفرٹر سے باہر آتے چڑتے ہوئے کہا۔۔
بابا کے دوست کی بیٹی ہے وہ اور اس کے بابا کی
ڈیٹھ ہو گئی ہے نا اس لیے وہ اسے اپنے پاس رکھ
رہے ہیں۔۔ وہ چلتا ہوئے اپنے بیڈ پہ جا کے بیٹھ گیا

--

بھیا۔۔ بہت سارے بچوں کے بابا کی ڈیٹھ ہوتی ہے
۔۔ ہمارے کلاس کے سعد کے بھی ممی بابا نہیں ہیں
۔۔ پھر بھی وہ اپنے دادا دادی کے پاس رہتا ہے نا۔۔
اس کے دادا دادی اچھے نہیں ہیں۔۔ اس لیے بابا
اسے وہاں نہیں چھوڑنا چاہتے۔۔ ہادی نے جواز پیش
کیا۔۔

تو یہ ہماری پروبلم نہیں ہے۔۔ میں ممما کو بتاؤں گی
بابا نے ہمیں ڈانٹا۔۔ وہ بھی اس لڑکی کی وجہ سے جو
ہماری کچھ نہیں لگتی۔۔

نہیں نہیں۔۔ انہیں نہیں بتانا۔۔ پھر بابا اور ہمیں
ڈانٹیں گے۔۔ ہادی نے اسے ٹوکا۔۔

پھر بھیا۔۔ وہ لڑکی ساری لائف ہمارے ساتھ رہے
گی۔۔

نہیں جب بڑی ہو جائے گی تو بابا اس کی شادی کر
دیں گے۔۔ تب تک ہمیں برداشت کرنا ہے۔۔ اور
تم اس سے زیادہ چڑتی کیوں ہو جبکہ وہ تو تمہیں کچھ
کہتی بھی نہیں ہے۔۔

وہ مجھے اچھی نہیں لگتی بس۔۔ اوپر سے ہمارے بابا کو
اپنی طرف کر لیا ہے۔۔۔

چھوڑ دو اس بات کو اور سوری کرتے ہیں ان سے
ہمارے بابا ہیں وہ۔۔ ہادی نے اسے ہاتھ پکڑ کے کھڑا
کیا زوہا اس کی زبردستی پہ اٹھ گئی تھی۔ پھر دونوں
ساتھ میں سالار کے روم میں آئی۔۔ دروازہ ناک کیا
تو ساوری جو سالار کی گود میں بیٹھی تھی اچھل کے
اتری۔۔

مجھے لگتا ہے وہ لوگ آگئے ہیں۔۔ جلدی سے سٹڈی
روم کی طرف بھاگتے اندر جا کے چھپ گئی۔۔ سالار
بھی سیدھا ہو کے لیٹ گیا۔۔

آجاؤ۔ پھر انہیں اجازت دی۔۔

بابا۔۔ ہم آپ سے سوری کہنے آئے ہیں۔۔ دونوں
نے اندر آتے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔۔ سالار کچھ
دیر انہیں دیکھتا رہا۔۔ پھر اٹھ کے دوبارہ بیٹھ گیا۔۔
تم لوگوں کو مجھے نہیں سآوری کو سوری کہنا چاہیے۔۔

ہم اسے بھی کہیں گے لیکن آپ ہمیں معاف کر
دیں۔۔ پلیز۔۔ ہادی نے سمجھداری سے کہتے انہیں
دیکھا۔۔

کوئی بات نہیں۔۔ بس میں چاہتا ہوں آپ سب اس
گھر میں دوست بن کے رہیں ہر ایک کی اپنی اپنی
جگہ ہے اپنا اپنا مقام ہے۔۔ ناساوری مجھے آپ
لوگوں سے زیادہ پیاری ہے اور نا آپ لوگوں سے
میری کوئی دشمنی ہے۔۔ میں آپ لوگوں سے بھی

بہت پیار کرتا ہوں۔۔ بھاری آواز میں کہتے سنجیدگی
سے انہیں دیکھا۔۔

بابا میں بھی سوری کرتی ہوں آپ سے۔۔ زوہانے
اس کی توجہ اپنی جانب دلائی تو سالار نے اسے
اٹھاتے اپنی گود میں بیٹھایا۔۔

میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔۔ بلکہ آپ تو
میرے دل کا ٹکڑا ہو۔۔ میری پیاری بیٹی۔۔ یہ لڑائی
کرنے سے کچھ نہیں ملے گا کسی کو۔۔ اس کے گال
پہ پیار کرتے محبت سے کہا تو وہ خوش ہو گئی۔۔

بس بابا۔۔ سوری نا۔۔ اب ہم کسی کو کچھ نہیں کہیں
گے۔۔ اور ساوری سے بھی سوری کریں گے کچھ دیر
وہ دونوں بیٹھے رہے تھے۔۔ پھر جب وہ چلے گئے تو
بھی ساوری باہر نہیں نکلی۔۔ سالار روم کا دروازہ
لاک کرے کے سٹڈی روم میں آیا تو وہ اس کی چیئر
پہ بیٹھی چو کلیٹ کھا رہی تھی۔۔
چلے گئے وہ لوگ۔۔

ہاں۔۔ آجاؤ باہر۔۔ ہونٹوں پہ گہری مسکراہٹ تھی
۔۔ شہد رنگ آنکھیں سرمئی آنکھوں سے ٹکرائیں تو
وہ جھینپ سی گئی۔۔

آپ نے انہیں نہیں بتایا میں یہاں ہوں۔۔
نہیں۔۔ چلو اب باہر آجاؤ۔۔ اس وقت میٹھی چیزیں
کھا رہی ہو۔۔ اس کے ہاتھ سے چو کلیٹ لے کے
سائڈ پہ رکھی۔۔

اب میں کہاں سوؤں گی۔۔ وہ اس کی بات مان لیتی
تھی۔۔ اس کے ساتھ باہر آئی۔۔

ابھی تو اپنے دوسرے روم میں سو جاؤ۔ پھر کل
سوچیں گے۔۔

آپ ہادی اور زوہا کو ان کی ماما کے پاس چھوڑ دیں
ورنہ وہ لوگ مجھے تنگ کریں گے۔۔

نو۔۔ وہ لوگ بھی یہیں ہمارے ساتھ رہیں گے۔۔

اوکے۔۔ وہ منہ پھلاتے باہر چلی گئی۔۔ سالار اس کے

پیچھے آیا تھا اسے سیٹ کر کے سلا کے پھر اپنے روم

میں آیا۔۔۔

ساوری کچھ دیر بعد سو گئی تھی۔۔ سالار دو تین چکر
لگا کے آیا تھا رات کو اس کے روم کے۔۔

وہ مطمئن ہو کے واپس آ کے اپنے روم میں سو گیا
۔۔

جھٹکا تو اسے تب لگا جب صبح اس کی آنکھ کھلی۔۔
ساوری اس کے کمفرٹ میں اس کے ساتھ لیٹی سو
رہی تھی۔۔

ساوری۔۔ اس کا بازو ساوری کی کمر کے نیچے آیا ہوا
تھا اور کندھے ماتھے سے لگ رہے تھے۔۔

ساوری۔۔ اٹھو یہاں سے۔۔

اس نے ایک دم بے چین ہوتے انکھیں کھولیں۔۔

سوری۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا تھا۔۔ سرمئی آنکھوں میں

خوف بھرتے اس نے سالار کی گردن کی طرف

کروٹ بدلی۔۔۔ سالار اس کی ان حرکتوں سے

پریشان ہو اٹھا۔۔

ڈر لگ رہا تھا تو اس کا مطلب یہ نہیں آکے میرے

ساتھ چپک جاؤ۔۔ اسے دور جھٹکتے وہ ایسے اٹھا جیسے

بچھو نے ڈنگ مار لیا ہو۔۔

ساوری اس کے اس رد عمل پہ ہکا بکا ہوئی تھی۔۔

ڈر لگ رہا تھا تو اس کا مطلب یہ نہیں آ کے میرے
ساتھ چپک جاؤ۔۔۔ اسے دور جھٹکتے وہ ایسے اٹھا جیسے
بچھو نے ڈنگ مار لیا ہو۔۔

ساوری اس کے اس رد عمل پہ ہکا بکا ہوئی۔۔

س۔۔ سوری سالار انکل وہ کھسک کے پیچھے ہو گئی
ایک دم سے سرمئی آنکھوں میں ڈھیروں پانی جمع
ہوا تھا۔۔

جا کے اپنے روم میں سو۔۔ اٹھ کے بیٹھتے رخ بدلا۔۔
اب وہ اسے کیسے بتاتا اپنے اور اس کے رشتے کی
نزاکتیں۔۔

ساوری بھرائی آنکھوں سے اسے دیکھتے وہاں سے اٹھ
گئی۔۔ روم کا دروازہ بند ہوا تو سالار نے پیچھے مڑ کے
دیکھا۔۔ وہ چلی گئی تھی۔۔ چہرا ہاتھوں میں چھپاتے

گہرا سانس لیا۔۔ اگر وہ ایک لمحے کے لیے بھی بہک جاتا تو۔۔ کس امتحان میں پھنس گیا ہوں میں۔۔ یا اللہ مجھے اس پہ ظلم کرنے سے بچانا۔۔ دل میں دعا کرتے اس نے ٹائم دیکھا صبح کے ساڑھے چار ہو رہے تھے ابھی۔۔ باہر یقیناً اندھیرا ہوتا۔۔

آنکھ تو کھل گئی تھی اب۔۔ اٹھ کے نماز ادا کی۔ پھر ساوری کے روم میں آیا۔ اس کے روم کی لائٹ جل رہی تھی یقیناً وہ جاگ رہی تھی۔۔

دروازہ کھولتے اندر آیا تو وہ کروٹ کے بل لیٹے اپنے
کپڑوں سے چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی شاید کچھ سوچ
رہی تھی۔۔

ساوری۔۔ اس کے پاس آتے پاؤں کی جانب بیٹھا تو
اس نے کروٹ بدل کے رخ دوسری طرف کر لیا
۔۔ اس کا چہرا آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔

سوری نامیرا بے بی۔۔ آگے ہو کے اس کا ہاتھ
تھامتے رخ اپنی جانب کرنا چاہا تو وہ اپنا چہرا تکیے کے
اندر چھپا گئی۔۔

سوری۔۔ سوری۔۔۔

میرے ماما بابا نہیں ہیں تو کیا ہوا اللہ تو ہے نا میرا
وہ مجھے ڈرنے نہیں دے گا۔۔۔ اس کی بھرائی ہوئی
آواز بمشکل حلق سے نکلی تھی۔۔

میں اب آپ کے پاس نہیں آؤں گی۔۔ آپ کو بھی
ساوری اچھی نہیں لگتی۔۔ چہرا چھپائے وہ سالار کا دل
کئی ٹکڑوں میں کاٹ گئی

میں اکیلی سو جایا کروں گی میرے بابا اللہ کے پاس
بھی میرا خیال رکھتے ہیں۔۔ آپ اپنے بچوں کی بات

مانیں۔۔ ہچکی لیتے اس کے کئی آنسو تکیے میں جرب
ہوئے۔۔

اس کا دل پھٹنے لگا تھا بے اختیار اس کا چہرا باہر
نکالتے اس کے ہونٹوں پہ لب رکھے ورنہ آج اس
کی ان باتوں سے سالار کا دل پھٹ جاتا۔۔
آئی ایم ویری سوری۔۔۔۔۔ اسے خود سے لگاتے زور
سے بھیج لیا۔۔

مجھے چھوڑیں۔۔ مجھے نہیں رہنا آپکے ساتھ۔۔ روتے
ہوئے اسے دور کرنے لگی لیکن سالار نے اسے دور

نہیں کیا تھا۔۔ بلکہ اٹھائے اٹھائے اپنے روم میں لے
آیا۔۔ ساوری اس کے کندھے پہ چہرا ٹکائے مسلسل
رو رہی تھی۔۔

چپ۔۔ اسے بیڈ پہ بیٹھاتے اپنے گود میں سیدھا کر
بیٹھایا۔۔ اگر اب تم روئی تو میں بھی رونے لگوں گا
۔۔ اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں
ساوری نے نظریں اٹھا کے اسے روتے ہوئے دیکھا

--

آپ مجھے یہاں کیوں لے کے آئے ہیں۔۔ اپنے انسو
جلدی سے صاف کیے مبادہ سالار بھی نارونا شروع
ہو جائے۔۔

بس۔ اب بہت ہو گئی سب کی ضد۔۔ میں کسی کی
بھی بات نہیں مانوں گا سوائے اپنی ساوری کے۔۔
نہیں۔۔ آپ ان کی مان لیں۔۔ میں اپنے بابا کے
پاس چلی جاؤں۔

ساوری۔۔ سالار نے غصے سے لب بھینچے۔۔ بس بہت
ہو گیا۔۔ جو منہ میں آئے بول نہیں دیتے۔۔ اسے

گود سے اتارتے سامنے کھڑا کیا۔۔ وہ بیٹھا ہوا تھا اور
ساوری کھڑی تھی دونوں برابر لگتے تھے۔۔

غلطی ہو گئی مجھ سے معاف کر دو۔۔ آئندہ نہیں
کروں گا۔۔ اپنے کان پکڑتے ساتھ اسے گھورا تو
ساوری منہ بسور گئی۔

ایسے تو نہیں مانوں گی میں۔۔ گردن اکڑاتے وہ
شارٹ فرائیڈ اور چوڑی دار پجامہ پہنے بہت کیوٹ
لگ رہی تھی۔۔ سرخ ہوتی رنگت اور بھیگی بھیگی سر
مئی آنکھیں جیسے رنگین ڈوبتی شام کا منظر ہو۔۔

اچھا پھر کیسے مناؤں میں اپنی چھوٹی سی پرنسز کو۔۔
پریشانی چہرے پہ لاتے فکر سے پوچھا۔۔

پرنس کو پرنسز کے ساتھ ڈانس کرنا پڑے گا۔۔ اپنا
ہاتھ آگے گرتے وہ مسکرائی تو سالار نے کچھ سوچتے
اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

اوکے۔۔ کھڑے ہوتے وہ ساوری کے پیچھے روم کے
درمیان تک آیا۔۔

یہ آپ کی سزا ہے ہی۔۔ اب آپ اپنے بے بی کے
ساتھ ڈانس کریں گے۔۔ وہ اس کی کمر تک آتی تھی

-- سالار نے اپنا ایک بازو کمر کے پیچھے رکھا اور

دوسرے سے ساوری کا بازو اونچا کرتے اسے راؤنڈ
راؤنڈ گھمایا۔۔

گھومتے گھومتے وہ اس کے بازو پہ گری تو سالار نے
اسے تھام لیا۔۔

واؤ، بیبی آپ کو تو ڈانس بھی کرنا آتا ہے۔۔ آپ
ہادی اور زوہا کی ماما کے ساتھ کرتے ہونگے نا۔۔

دوبارہ سے گھومتے پوچھا تو سالار نے نفی میں سر ہلایا

نہیں کبھی ایسا موقع ہی نہیں آیا۔۔

ہاہا۔۔ موقع خود بناتے ہیں نا۔۔ دیکھیں۔۔ اب ہم نے
بنا لیا۔۔

ہاں وہ بھی صبح صبح جب آدھی دنیا سو رہی ہے۔۔
شرارت سے کہتے اسے کمر کی دونوں جانب سے
پکڑتے اوپر اٹھا لیا۔۔ پھر ہوا میں خود گھومتے ساتھ
اسے بھی گھما دیا۔۔

ہاہا۔۔۔ وہ کھلکھا کے ہنس رہی تھی۔۔

اب فائنلی میں پیپی ہوں اور آپ سے صلح بھی کر
رہی یوں۔۔ اس کے دونوں کندھوں پہ ہاتھ رکھتے
ساوری نے خوشی سے کہا۔۔

ہاں۔۔ راضی ہی رہنا۔۔ مجھ سے کبھی ناراض نا ہونا
ساوری سالار۔۔ اسے وہ تیرہ سال کی لڑکی سکون
دینے لگی تھی۔۔ اسے نیچے اتارتے چہرہ اوپر کیا۔۔
مجھے ساوری سے کبھی لڑائی نہیں کرنی۔۔ بلکہ ہمیشہ
محبت کرنی ہے۔۔ اسے نرمی سے دیکھتے پر اعتماد کیا۔۔
اور ساوری خوشی سے سرخ ہوئی تھی۔۔ اس سے

محبت کرنے والے ختم نہیں ہوئے تھے کیا تھا اگر
سالار نے اسے ڈانٹا تھا۔۔ اب پیار بھی تو کیا تھا اتنا
زیادہ۔۔

تھینکو ہبی اور سوری بھی۔۔

سوری کیوں۔۔

سوری اس لیے کہ میں نے آپکو ہرٹ کیا۔۔ اور
تنگ بھی۔۔

کوئی نہیں۔۔ اب ساوری اپنے سالار کو تنگ نہیں
کرے گی تو کسے کرے گی۔۔ ہلکے پھلکے انداز میں
کہتے اس کا بھی گلٹ ختم کیا۔۔

چلو اب سو جاؤ۔۔ پھر سات بجے اٹھ کے سکول جانا
ہے۔۔ اسے بیڈ کی طرف بھیجا تو ساوری جا کے لیٹ
گئی۔۔ وہ ایک ہی رات میں واپس اس تک آہی گئی
تھی

فرح دو دن بعد واپس شاہ ولی یعنی اپنے سابقہ شوہر
کے گھر اس کی بیوہ بن کے آئی تھی۔۔

سب نے اعتراض تو کیا تھا لیکن وہ ماننے کے لیے
تیار ہی نہیں تھی کہ شاہ ولی نے اسے طلاق دی
ہے۔۔ یہ بات صرف چار لوگ جانتے تھے جن میں
سے ایک مر گیا تھا اور دو کی بات پہ کسی نے یقین
نہیں کرنا تھا چوتھی وہ خود تھی اور وہ مکر گئی تھی۔۔

صبا اور ارحم کی بیوی اس سے ملنے آئیں تو وہ کچن
میں چائے بنا رہی تھی۔۔ انہیں دیکھ کے شکل پہ
اداسی سجائی۔۔

ان سے ملتے وہ آبدیدہ تھی لیکن دل میں تھوڑا سا
خوف بھی تھا کہیں وہ لوگ اس پہ یقین نہ کریں۔۔
آپ اتنی بے خبر کیسے ہو سکتی ہیں بھابھی کے بھائی
کی موت کا بھی نہیں پتہ چلا آپ کو۔۔۔

نہیں پتہ چلانا۔۔ میرے ماموں بیمار تھے میں ان کے
پاس کراچی گئی ہوئی تھی اور اس سے پہلے میری اور
شاہ ولی کی لڑائی ہوئی تھی گھریلو ایشو کی وجہ سے۔۔
پھر بھی بھا بھی۔۔ یہ اتنی چھوٹی خبر نہیں تھی۔۔ خیر
۔۔ صبا کو اس پہ یقین نہیں تھا لیکن پھر بھی مان لیا
۔۔ کچھ دیر وہ بیٹھ کے چلی گئیں تو فرح نے اپنی ممی
کو کال کر کے گھر بلایا۔۔ اسے اپنی بیٹی سے ملنے جانا
تھا اور اسے واپس گھر لانا تھا۔۔

اس کی مہی کو آنے میں بیس منٹ لگے تھے۔۔ پھر وہ
دونوں ماں بیٹی دوپہر بارہ بجے ٹیکسی لے کے سالار
ولا پہنچی تھیں۔۔

وہاں کا وایچ مین فرح کو جاننا تھا اس لیے اسے اندر
آنے کی اجازت تو مل گئی تھی لیکن گھر میں کوئی
نہیں تھا سوائے بے بی سسٹر کے وہ روز بارہ بجے
آتی تھی۔۔ یا کبھی سالار اگر پہلے آنے کا کہتا تو آجاتی

بچوں کو انے میں کتنا ٹائم ہے۔۔ فرح نے حال چال
پوچنے کے بعد بے بی سٹر سے ان کے آنے کا ٹائم
پوچھا۔۔

وہ لوگ ڈیڈھ بجے آتے ہیں۔۔ ابھی تو ایک گھنٹہ
ہے۔۔

اوہ۔۔ چلو پھر اتنی دیر ہم یہ گھر کا راوند لگاتے ہیں
۔۔ وہ لوگ کچھ دیر بیٹھ کے اٹھ گئی تو بے بی سٹر
نے سالار کو کال کر دی۔۔

اسلام و علیکم سر۔۔ پہلی بل پہ کال ریسیو ہو گئی تھی

--

وعلیکم اسلام۔۔ خیریت ہے۔۔ وہ کام کر رہا تھا۔۔

لیپ ٹاپ پہ نظریں گاڑے مصروف انداز میں پوچھا

--

جی سر۔۔ وہ دراصل فرح میڈم اور ان کی ممی آئی

ہیں ساوری سے ملنے۔۔ جھجکتے اسے بتایا سالار کے

تیزی سے چلتے ہاتھ رکے۔۔۔

انہیں واپس نکالو۔۔ لیپ ٹاپ سائڈ پہ کرتے ڈرار
سے کیز نکالیں۔۔ پھر ٹائم دیکھا ابھی آدھا گھنٹہ تھا
بچوں کی چھٹی میں۔۔ اور اسے وین سے پہلے پہنچنا تھا
۔۔

سر وہ کہہ رہی ہیں جب تک ساوری سے مل نہیں
لیتیں وہ واپس نہیں جائیں گی۔۔

ہاں جیسے اس کے باپ کا گھر ہے۔۔ منہ میں
بڑبڑاتے اس نے کال کاٹ دی۔۔ پھر اپنا کام آدھا
چھوڑ کے وہ بچوں کو خود لینے آیا تھا صرف ساوری

کی وجہ سے۔۔ اور بچے اسے دیکھ کے خوش ہو گئے
تھے۔۔

بابا آپ نے آنا تھا ہمیں لینے۔۔ ہمیں پتہ ہی نہیں
تھا۔۔ زوہا اسے دیکھ کے خوشی سے اچھلی وہ کبھی کبھی
ہی انہیں لینے اتا تھا۔۔

چلو بیٹھو۔۔ ایک نظر ساوری کو دیکھا جو اپنی خوشی کا
اظہار نہیں کر پائی تھی۔۔

میں آگے بیٹھوں گی۔۔ زوہا نے فرنٹ سیٹ سنبھالی
تو سالار گہرا سانس لے کے رہ گیا۔۔ پھر ان کے

درمیان بحث ہو جاتی بہتر تھا خاموش رہا جائے۔۔
ویسے بھی ساوری ایک طرف ہو کے بیٹھتی تھی۔۔
ابھی بھی ایسے بیٹھ گئی۔۔

بابا۔۔ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔ ہادی نے پانچ
منٹ بعد اسے مخاطب کیا۔۔

ہوں۔۔ کہو۔۔ سن رہا ہوں۔۔

مجھے بانک لینی ہے۔۔ میری عمر کے سارے لڑکوں
کے پاس ہے صرف میرے پاس نہیں ہے۔۔

نہیں۔۔ باتک نہیں لینی تم گر جاؤ گے۔۔ ابھی تم
پندرہ کے ہو جب اٹھارہ سال کے ہو جاؤ گے پھر۔۔
بابا تین سال۔۔ مجھے نہیں پتہ ابھی لینی ہے۔۔ وہ تین
سال انتظار کرتا۔۔

بابا اٹھارہ سال کے جب بھیا ہو جائیں گے تو کیا نہیں
گریں گے۔۔ زوہانے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔۔
گرنے کی کوئی عمر نہیں ہوتی بیٹے لیکن لائسنس اٹھارا
سال کے بعد بنتا ہے جب آئی ڈی کارڈ بن جائے۔۔

لائسنس ہو تو اور بہت سی پریشانیوں سے انسان بچ
جاتا ہے۔۔

بابا۔۔ میں گھر میں ہی پریکٹس کروں گا۔۔ یا دادا کے
گھر چلے جائیں گے گاؤں۔۔ پر آپ پلیز لے دیں۔۔
اچھا ٹھیک ہے سوچتا ہوں۔۔ گھر آنے والا تھا تو بات
سمیٹ دی۔۔

بابا بھیا تو اٹھارہ سال کے بعد بانک لے لیں گے میں
کیا کروں گی۔۔

شادی۔۔ آپ کی شادی کر دیں گے۔۔ ٹرن لیتے
گاڑی گھمائی۔۔

میری نہیں۔۔ میں تو جب بہت بڑی ہونگی تب شادی
کروں گی۔۔ آپ اس کی کر دینا۔۔ یہ ہمارے گھر
سے چلی جائے گی۔۔ زوہانے اگے ہوتے راز داری
سے سالار کے کان میں کہا۔۔ ساوری سالار کے پیچھے
سیٹ پہ بیٹھی تھی اس کی آواز صاف صاف اس کے
کانوں تک گئی تھی۔۔

پتہ نہیں ایسی باتیں وہ کیوں سن لیتی تھی یا زوہا جان
بوجھ کے اسے سناتی تھی۔۔ سالار نے مرر سے اس کا
جھکا ہوا سر دیکھا۔

زوہا اپنی جگہ پہ بیٹھیں۔۔ گاڑی گیٹ سے اندر داخل
ہوئی۔۔ سامنے ہی فرح اور اس کی ممی کھڑی پودے
دیکھ رہی تھیں۔۔

بابا۔۔ ساوری کی ممالینے آئیں ہیں اسے۔۔ زوہا نے
دیکھتے ہی فوراً کہا۔۔ ابھی تک گاڑی سے کوئی نہیں

اترا تھا۔۔ ساوری نے ہتھیلیاں رگڑتے باہر دیکھا۔۔
پھر جلدی سے اتر گئی۔۔

ماما۔۔ انہیں دیکھ کے خوشگوار سی حیرت ہوئی تھی
اسے۔۔ اسے تو سر پر اتر مل گیا تھا۔۔ ان کے گلے
لگتے سکون کا سانس خارج کیا۔۔

کہاں تھیں آپ مجھے ملنے نہیں آئیں۔۔

ملنے کیا لینے آئی ہوں اپنی بیٹی کو۔۔ اس کا چہرہ
چومتے ایک ماں نے اپنی تشنگی مٹائی تھی سالار نے

زوہا اور ہادی کو اندر بھیجا اور خود ان کی طرف آیا

--

انکل میری ماما مجھے لینے آئی ہیں۔۔ ساوری سالار کی
بتائی ہوئی ساری باتیں بھلاتے خوشی سے جیسے اس
کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئی تھی۔۔ سالار
نے نامحسوس انداز سے اس کا ہاتھ پکڑتے اپنی
طرف کیا۔۔۔

خیریت سے آنا ہوا محترمہ۔۔

ہاں۔۔ خیریت ہی ہے سالار بھائی۔۔ بس اپنی بیٹی

سے ملنے آئی ہوں اور اسے لے جانے بھی۔۔

اچھا۔۔ چہرے پہ سنجیدگی سجائے آئی برو اچکائے۔۔

جیسے اس کی بات کو خوب انجوائے کیا تھا اس نے۔۔

اور بیٹی کو کس حق سے لے کے جانا ہے۔۔ آپ کی

تو ڈیورس ہو گئی تھی اور ساوری اپنے بابا کے پاس ہی

رہنے والی تھی۔۔۔

ڈیورس۔۔ ڈیورس تو نہیں ہوئی تھی بس ہمارا

جھگڑا۔۔ وہ ہکلائی۔۔

ساوری اندر جاؤ۔ سالار نے اسے ہلکا سا پیش کرتے
اندر بھیجا۔ سوری انہیں دیکھتے اندر چلی گئی۔

جھگڑا ہوا تھا۔ اور کس بات پہ ہوا تھا یہ بھی میں
جانتا ہوں۔ اور آپ ڈیورسٹ ہیں یہ بھی اچھے سے
جانتا ہوں۔

سہی سالار بھائی۔ ہماری ڈیورسٹ سے آپ کا کیا لینا
دینا۔ میری بیٹی تو میری بیٹی ہی رہے گی نا۔

وہ اب میری بیوی ہے۔۔ صرف آپ کی بیٹی نہیں
۔۔ اور وہ میرے پاس رہے گی اپنے ہر بینڈ کے گھر
۔۔ آپ ایسے نہیں لے کے جا سکتیں۔

بکواس۔۔ مجھے سب بتا چکی ہیں شبنم آپا تم کیسے میری
بیٹی کے ساتھ اپنی ناجائز خواہشات پوری کر رہے
ہو۔۔

سالار ان کی بات پہ مٹھیاں بھینچ کے رہ گیا۔۔ ماتھے
اور کنپٹیوں کی رگیں ایک دم سے ابھرائی تھیں۔۔

دوسری عورت تھی جو اس کے کردار پہ انگلی اٹھانے
آئی تھی۔۔

ٹھیک ہے۔۔ اپ کو اگر ایسا لگتا ہے تو لگتا رہے۔۔
اگر ایسا کر بھی رہا ہوں تو کوئی گناہ نہیں کر رہا وہ
میرے نکاح میں ہے۔۔ میں جو چاہے اس کے ساتھ
کروں جیسے چاہے اس کے ساتھ پیش آؤں۔۔ آپ
مجھ سے سوال کرنے والی کوئی نہیں ہوتیں۔۔ غضب
ناک ہوتے سرخ چہرے سے وہ غرایا۔۔

میں اس کی ماں ہوں۔۔ اور آپ مجھ سے یہ حق
نہیں چھین سکتے۔۔ میں اسے اپنے ساتھ لے کے
جاؤں گی اور آپ مجھے روک کے دیکھائیں۔۔
دیکھیں مس۔۔ میں آپ کے ساتھ بتمیزی نہیں کرنا
چاہتا۔ اس لیے بہتر ہے آپ آرام سے واپس چلی
جائیں۔۔ ورنہ۔۔

کیا ورنہ ہاں۔۔ کیا ورنہ۔۔ میں اپنی بیٹی کو لے کے
ہی جاؤں گی چاہے آج تم میری لاش گرا دو۔۔

سالار نے اس کا بھڑکنا آنکھیں سکیڑتے دیکھا۔۔ بند
مٹھیاں ایک دم کھلیں تھیں۔۔ وہ عورت اسے تیش
دلا رہی تھی بس۔۔ ورنہ وہ ساوری کو اپنے ساتھ لے
کے جانا نہیں چاہتی تھی۔۔

اسے اس کے ساتھ کی سمجھ آگئی تھی۔۔

اوکے

ٹھیک ہے۔۔ آپ ساوری کو لے جائیں۔۔ ایک دم
سینے پہ بازو باندھے اس نے راستہ چھوڑ دیا۔۔

فرح کا رنگ بدلا تھا۔۔ وہ جو بس تماشا کر کے جانا
چاہتی تھی۔۔ اس کے ایک دم بدل جانے پہ حیران
ہوئی۔۔

ہاں۔۔ ایسے کیا دیکھ رہی ہیں لے جائیں اپنی بیٹی
کو۔۔۔

میں لے جاؤں گی۔۔ اچھا۔ اس کے پاس سے گزرتے
وہ تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

کیا آپ سے ہی آپ کی بیٹی نے تربیت لی ہے۔۔
آئی برو اچکائے سالار نے فرح کی ممی کو استہزایہ
دیکھا تو وہ ڈھیٹ بن کے مسکرا دیں۔۔

فرح دندناتی ہوئی اندر آئی تھی۔۔ تینوں بچے سامنے
ہی لیونگ روم میں بیٹھے تھے

ساوری بچے۔۔ چلو میرے ساتھ۔۔ ساوری کا ہاتھ
پکڑتے اپنے ساتھ گھسیٹا۔۔

مما۔۔ میں آپ کے ساتھ جا رہی ہوں کیا۔۔

ہاں۔۔ تم میرے ساتھ جا رہی ہو۔۔

انہوں نے اجازت دے دی۔۔ ڈرتے ڈرتے ان کی
وہشت ناک آنکھوں میں دیکھا۔۔ اسے امید نہیں
تھی شاید سالار اجازت دے دے گا۔۔

انہوں نے کہنوں نے۔۔ سالار چاچو کہو۔۔ چاچو
لگتے ہیں تمہارے۔۔ بازو کو جھٹکا دیتے اسے باہر لائی
۔۔

سالار جو دروازے کی جانب ہی دیکھ رہا تھا تھوڑا سا
پریشان ہوا۔۔

آئیں۔۔ فرح نے مٹی کو آواز دی اور خود باہر کی
طرف چل دی۔۔ سالار نے ان کے گیٹ سے باہر
نکلنے تک پرسکون ہو کے صبر کیا تھا۔۔

انکل۔۔ پلیز مجھے نہیں جانا۔۔ ساوری نے سسکتے سوچا
تھا لیکن وہ ماما کو کہتی تو ماما ڈانٹ دیتیں۔۔

تمہارے ساتھ سالار کیسے رہتے ہیں۔۔۔ گیٹ سے
باہر نکلتے ہی فرح نے ساوری سے پوچھا۔

بہت اچھے ایٹ لیسٹ آپ کی طرح وہ مجھے اکیلے
نہیں چھوڑ دیتے۔۔ وہ میری فکر کرتے ہیں۔

ہوں۔۔۔ فرح نے دانت پیسے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ تم
واپس چلی جاؤ ان کے پاس۔ اور وہ پوچھیں تو کہنا تم
ان کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔

پھر وہ خوش ہو جائیں گے۔۔ اگلا ٹکڑا اس کی نانو نے
لگایا۔۔

ان ک باتوں سے ساوری کو کوئی مطلب نہیں تھا
اس کی جان میں جان آئی تھی کے فرح اسے ساتھ
نہیں لے کے جائے گی۔۔

ہم لوگوں کو جانے دو پہلے۔۔ وہ دونوں سڑک
کنارے ہوتے آگے چل دیں۔۔ تیزی سے ایسے
چل رہی تھیں جیسے کچھ چرا کے بھاگ رہی ہوں۔۔
ساوری نے پلٹ کے گیٹ پہ ہاتھ رکھا تو کھلتا چلا گیا
سامنے سالار کھڑا تھا۔۔

ساوری۔۔ آگے ہو کے اسے اوپر اٹھا لیا۔۔ مجھے پتہ
تھا وہ تمہیں ساتھ نہیں لے کے جائیں گی۔۔ فکر
سے اس کے گال پہ محبت بھرا لمس چھوڑتے جیسے
دل کے اندر تک سکون اتر گیا تھا۔۔

فرح کے پاس یہ بہانہ تھا کہ سالار سے لڑ جھگڑ کے
بھی وہ ساوری کو واپس نہیں لا سکی۔۔ کیونکہ سالار
نے ساوری کو جانے کون سی پٹی پڑھائی ہے جو ان
کے ساتھ آنے کو تیار ہیں نہیں تھی

تم نے ایسا کر کے اسے یقین دلا دیا ہے کہ تم
سآوری کے ساتھ سنسیر نہیں ہو۔۔

سنسیر تو میں ہوں مٹی۔۔ میری بیٹی ہے میرے جگر
کا ٹکڑا۔۔ لیکن کیا کروں۔۔ یہ جو دل ہے نا یہ فیاض

پہ آیا ہوا ہے اور فیاض کو حاصل کرنے کے لیے
مجھے بیٹی سے آزادی چاہیے۔۔

ویسے بھی اس کا باپ اس کا اپنے دوست کے ساتھ
نکاح کر گیا ہے اب جو چاہے وہ کرے اس کے
ساتھ ہمارا کیا لینا دینا۔۔

ہاں۔۔ اور اپنے باپ کو کیا جواب دو گی۔۔ اس نے تو
سب کے سامنے کہہ دیا ہے تم طلاق لے چکی ہو۔۔
ابا کو آپ سمجھا لینا۔۔ اور اب میں آپ کے گھر
آؤں گی بھی نہیں۔۔ اب میں یہیں رہوں گی اور

اپنی نندوں کو تنگنی کا ناچ نچاؤں گی۔۔ سوچتے مسکرائی
۔۔ وہ لوگ واپس گھر آئیں تو شبنم آیا پہلے ہی ان
کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔۔

کیا ہوا۔۔ لے کے نہیں آئی ساوری کو۔۔ انہیں ایسے
ہی اتے دیکھ کے پریشانی سے پوچھا۔۔

کیا بتاؤں آپا۔۔ وہ تو میرے گلے پڑ گیا۔۔ میرے
اندر جاتے ہی اس نے میرا گریبان پکڑ لیا تھا اور
اتنی بتمیزی کی کہ بس۔۔ میری بیٹی بھی خوف زدہ
ہو گئی۔۔

دیکھا۔۔ وہ درندہ ہماری ساوری کو مار دے گا ایک
دن اور ہم۔۔ اللہ جی ہم کیا کریں۔۔ وہ منہ پہ کپڑا
رکھ کے فوراً رونے لگی تھیں۔۔ عز رہ بیگم (فرح کی
ممی) کو کوفت ہونے لگی تھی۔۔

شببم بیٹا۔۔ رونا بند کرو ہماری بیٹی کی حفاظت اللہ
کرے گا۔۔ اسے تسلی دیتے اس کا رونا بند کروایا۔۔
شببم کچھ دیر وہاں بیٹھ کے واپس چلی گئی تھی

کیا ہوا بابا۔۔ یہ واپس کیوں آگئی ہے۔۔ سالار اندر
داخل ہوا تو ساوری کو اس کے ساتھ دیکھ کے زوہا کو
برا لگا۔۔

کیونکہ اس کی ماما سے ساتھ نہیں لے کے جانا
چاہتیں۔۔ اور اب ہم لوگ اس بارے میں کبھی کوئی
بات نہیں کریں گے۔۔

سآوری کا بھی یہ گھر اتنا ہی ہے جتنا آپ دونوں کا
ہے۔۔

میں ماما۔۔

جیسے اعتراض ہے وہ بے شک ماما کے پاس چلا جائے
مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔ سالار نے اس ننھی چڑیل
کو گھورا جو ساوری کے پیچھے ہاتھ دھو کے پڑ گئی تھی
۔۔

اور ہادی بورڈنگ سکول جا رہا ہے۔۔ ساتھ ہادی کی
طرف دیکھا جو جربزر ہو کے پہلو بدل گیا۔۔
بابا۔۔ مجھے ساوری سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔

مجھے نہیں رہنا۔۔۔ اپنے باپ کا بدلتا رویہ زوہا کو
ہرٹ کر گیا تھا۔ وہ اس سے زیادہ ساوری کو پسند
کرنے لگے تھے شاید۔۔

ٹھیک ہے میں ماما کے پاس چلی جاؤں گی۔۔ وہ اٹھ
کے اپنے روم میں چلی گئی۔۔

اگر زوہا گئی تو تمہیں بھی بورڈنگ جانا پڑے گا۔۔
اب اسے منانا تمہارا کام ہے۔۔

بابا۔ ہادی دانت پیس کے رہ گیا۔۔ زوہا کی وجہ سے
اسے بورڈنگ جانا پڑے یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا تھا
۔۔ جلدی سے سر ہلا دیا۔۔

سالار نے سمجھداری سے بچوں کو ایک دوسرے کو
راضی کرنے پہ لگا دیا تھا اور خود ساوری کو لیے اپنے
روم میں لے آیا۔۔

تھینکیو ہی۔۔ ساوری نے اس کے بازوؤں سے نکلتے
کہا۔۔ مجھے سپورٹ کرنے کے لیے اور میری بات
ماننے کے لیے۔۔

مجھے ساری زندگی تمہاری بات ماننی پڑے گی ساوری
سالار۔۔ اس کی چھوٹی سی ناک دباتے مسکراہٹ
دبائی۔۔

اب مما مجھے لینے نہیں آئیں گی کبھی بھی۔۔ کیونکہ
انہوں نے خود مجھے بھیجا ہے واپس۔۔

کیا واقع۔۔ سالار کو امید نہیں تھی وہ اتنے کھلے انداز
میں ساوری کو واپس جانے کا کہے گی۔۔

جی۔۔ جب میں گیٹ سے باہر نکلی تو انہوں نے مجھ
سے پوچھا۔۔ آپ مجھے مارتے تو نہیں ہیں تو میں نے

کہا نہیں۔۔ بلکہ فکر کرتے ہیں میری۔۔ پھر انہوں نے
خود کہا مجھے تم چلی جاو۔۔

اب میں ہمیشہ اپ کے پاس رہوں گی۔۔ خوشی سے
اسے بتاتے بیڈ پہ ٹک گئی۔۔ سالار جوتے اتار رہا تھا
۔۔

انشاء اللہ۔۔ سکول میں کیسا گزرا دن۔۔۔ کف لنکس
نکالتے وہ اس کی طرف رخ کر کے کھڑا ہوا۔۔

بس ٹھیک ہی گزرا۔۔۔ سب بابا کے ساتھ آئے تھے
۔۔۔ مجھے بہت سیڈ فیل ہوا۔۔۔ وہ پھر سے اداس ہوئی

--

بس ایک دن ہی ہونا تھا۔۔۔ اسندہ نہیں آئیں گے۔۔
اپنی روٹین کی سٹڈی شروع کرو۔ زوہا سے زیادہ
مارکس لینے ہیں تم نے۔۔۔ اسے تنبیہ کرتے وہ اپنے
کپڑے نکالنے چلا گیا تھا۔۔

ساوری ٹھیک ہے کہہ کے وہیں بیٹھی رہی۔۔

تم بھی جا کے چینج کرو۔۔ سالار نے اسے وہاں سے
اٹھایا تو وہ اٹھ کے اپنے روم میں چلی گئی۔۔

شام کو جب سو کے اٹھی تو ہادی سالار اور زوہا تینوں
لیونگ روم میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔۔

سب جائیں گے بابا۔۔۔ زوہا شاید کہیں جانے کے لیے
ایکسانڈر تھی۔۔ ساوری دھیمے سے چلتے سالار کی لفٹ
سانڈ پہ آ کے کھڑی ہوئی۔۔

ہاں بالکل۔۔ ساوری بھی ہمارے ساتھ جائے گی۔۔

کہاں۔۔۔ ہی۔۔۔ بے دھیانی میں منہ سے نکلا۔۔

ہی۔۔۔ ہادی کو تو معلوم تھا ہی کسے کہتے ہیں۔۔۔

ہیبی۔۔۔ حیبی۔۔۔ سالار نے جلدی سے اسے گھورتے
لفظ مکمل کیا۔۔۔

حیبی۔۔۔۔۔ کون سی جگہ ہے۔۔۔ ساوری کو لگا شاید جگہ
ہے۔۔۔ تو پوچھا۔۔۔

حیبی جگہ نہیں دوست کو کہتے ہیں۔۔۔ لب بھینچتے
اسے گھورا۔۔۔

آوہو۔۔۔ ساوری آپکو حیبی کہتی ہے۔۔۔ زوہا ہنستے اس
کی طرف گھومی تو ساوری شرمندہ سی ہو گئی۔۔۔

جبکہ ہادی پھر سے مطمئن ہو گیا۔

یہ جو ساوری کی زبان پھسلتی تھی نا یہ کسی دن سالار
کو مرواتی۔۔ اس کی ایک بار پھر سے کلاس لینی
پڑے گی۔۔ سوچتے کن اکھیوں سے ہادی کو دیکھا۔
جو آئی پیڈ پہ مصروف تھا۔

میں بھی ساتھ چلوں گی کہاں۔۔ ساوری کو بات گھوم
جانے پہ ہلکا سا غصہ آیا تو پاؤں پٹختے سالار کے پاس
آ کے بیٹھ گئی۔

ہاں۔۔ ہم لوگ ویکشنز پہ گاؤں جائیں گے دادا ابو
کے پاس۔ پھر تمہیں بھی ساتھ لے کے جائیں گے
۔۔

او کے ٹھیک ہے۔۔ وہ خوشی سے سیدھی ہوئی۔۔
سالار کے بغل میں اس کی چھوٹی سی بیوی بیٹھی ہوئی
تھی۔۔ اگر کوئی دیکھتا تو کبھی یقین نہ کرتا۔۔ وہ دنوں
ہر بند وائف ہیں۔۔

رات کے کھانے تک وہ لوگ وہیں بیٹھے رہے تھے
سالار انہیں اپنے بچپن کی باتیں بتاتا رہا۔۔

رات کو ساوری اپنے الگ روم میں سوئی تھی۔۔

دو ہفتے بعد

وہ سکول کے لیے تیار ہو رہی تھی جب اس کے
روم کا دروازہ ناک ہوا۔۔

دوپٹہ گلے میں سیٹ کرتے وہ باہر آئی تو ہادی کھڑا
تھا۔۔

مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے ساوری لیکن بابا کو نہیں
بتانا۔۔ دروازہ بند کرتے وہ اندر چلا آیا۔۔

پوچھیں ہادی بھیا۔۔ وہ زوہا کے پیچھے پیچھے اسے بھیا
کہنے لگی تھی۔۔

تمہاری بابا سے شادی ہوئی ہے نا۔۔ اسے دو دن سے
پھر زیب تنگ کر رہا تھا۔۔ آخر تنگ آ کے اس نے
ساوری سے پوچھنا بہتر سمجھا۔۔ اگر بابا سے پوچھتا تو
بابا نے دھلائی کر دینی تھی۔۔

شادی نہیں ہوئی۔۔ نکاح ہوا ہے۔۔

اس کی بات پہ ہادی کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ اسے
ساوری اچھی لگتی تھی۔ لیکن سٹیپ مدر کے روپ
میں زہر لگی۔

سرمئی آنکھوں میں ہلکی ہلکی شوخی تھی یا خوشی
ہادی سمجھ نہیں پایا۔ اس کا تو دماغ سنسنا اٹھا تھا فوراً
اپنی جگہ سے اٹھتے وہ باہر چلا گیا۔ ساوری سمجھ نہیں
پائی اسے کیا ہوا ہے۔ کندھے جھٹکتے وہ واپس تیار
ہونے لگی۔ بال وہ سالار سے ہی بنواتی تھی۔۔۔

ساری تیاری مکمل کر کے بیگ اٹھائے سالار کے روم

میں آئی تو سالار بھی افس کے لیے تیار ہو رہا تھا

آجاؤ جلدی سے۔۔۔

ساوری آ کے ڈریسنگ ٹیل کے سامنے بیٹھ گئی تو سالار
نے اس کی پونی بنائی تھی۔۔۔

پڑھائی اچھے سے کرنا اور ٹیسٹ آ کے مجھے دکھانا۔

-

جی ہبی۔۔ سر ہلاتے اس نے سکارف سر پہ درست

کر کے لیا۔۔

ناشتے کی ٹیبل پہ ہادی کا منہ بنا ہوا تھا۔۔ سالار نے
بھی نوٹ کیا لیکن پوچھا نہیں۔۔

سکول پہنچ کے ہادی نے زیب کو بتا دیا تھا کہ وہ سچ
کہہ رہا ہے اور اس کے بعد جو ساوری کے ساتھ ہوا
وہ صرف ساوری ہی جانتی تھی۔۔ پورے سکول کے
سامنے زوہا اور ہادی نے مل کے اس کا مزاق بنایا تھا
۔۔

تمہاری شادی ہمارے بابا سے ہوئی ہے۔۔ تم ہماری
مما ہو۔۔۔

وہ جو اپنی دوستوں کے ساتھ بریک ٹائم گھاس پہ
بیٹھی باتیں کر رہی تھی ان کی بات پہ حیران ہوئی
--

ہاں۔۔ تمہاری شادی ہمارے بابا سے ہوئی ہے۔۔
ہاہاہاہاہاہا۔۔ ان کے ساتھ زیب بھی مل گیا تھا۔۔
ن۔۔ نہیں۔۔ بس نکاح ہوا ہے۔۔ سرمئی آنکھوں
میں خوف ابھرا۔۔

نکاح اور شادی ایک ہی ہوتے ہیں۔۔ زیب نے
اسے بتایا تو اس کی جیسے جان نکل گئی تھی۔۔

نکاح۔۔ الگ ہوتا ہے جی۔۔ تم لوگ جھوٹ بول
رہے ہو۔۔ میرے ہی ہیں وہ۔۔ میرے۔۔ روہانے
ہوتے آنکھوں سے پانی نکلا۔۔

اوہو۔۔ میرا بے بی رو رہا ہے۔۔ ہادی نے قریب
آتے اس کے انسو صاف کیے۔۔ جب ہمارے بابا
کے ساتھ ہوتی ہو تو ہمیں بھی رونا آتا ہے۔۔

کیا یہ تمہارے بابا کے روم میں سوتی ہے جیسے ماما
سوتی ہیں۔۔ ایک ففتھ کلاس کی بچی نے تماشا دیکھتے
ہوئے پوچھا۔۔

ہاں۔۔ سوتی تھی۔۔ ہم لوگوں نے زبردستی اسے بابا
سے الگ کیا۔۔ زوہا نے حقارت سے اسے دیکھا تھا۔۔
ساوری ان سب کی باتیں سمجھ نہیں پا رہی تھی اس
کی سوئی بس یہیں اٹکی تھی اس کی سالار سے شادی
ہوئی تھی یا نکاح۔۔ بریک ٹائم ختم ہوا تو سب
کلاسوں میں چلے گئے۔۔ اس کے کلاس میٹ باقی
سارا دن اسے مزاق اڑاتی نظروں سے دیکھتے رہے
تھے اور ساوری کا ننھا سا دل ڈوب جاتا۔۔

چھٹی ٹائم بھی سارے راستے وہ چپ رہی تھی۔۔
آنکھوں میں نمی سوکھ گئی تھی لیکن سرخ پن جیسے
پھیلتا ہی جا رہا تھا۔۔

رات تک وہ اپنے روم سے باہر نہیں آئی۔۔
رات کو جب سالار آیا تو اس سے بھی وہ ملنے باہر
نہیں آئی تھی۔۔ ہادی اور زوہا بڑے مطمئن انداز
میں اس کے ساتھ بیٹھے رہے اس سے ملے تھے۔۔
ساوری کہاں ہے۔۔ کافی دیر تک بھی وہ نا آئی تو
سالار نے ان دونوں سے پوچھا۔۔

پتہ نہیں۔۔ شاید سو رہی ہو۔۔ ہادی نے جھوٹ بولا
۔۔ سالار کچھ دیر ان کے ساتھ بیٹھ کے اس کے روم
میں آیا تو وہ اپنے مخصوص انداز میں بیڈ پہ سمٹ
کے لیٹی ہوئی تھی۔۔

ساوری۔۔ اس کے قریب آتے سرہانے کی طرف
بیٹھا۔۔

وہ ویسے کی لیٹی رہی۔۔ سالار نے اس کا رخ اپنی
جانب پھیرا تو دل دھک سے رہ گیا۔۔

ساوری۔۔ اس کے قریب آتے سرہانے کی طرف
بیٹھا۔۔

وہ ویسے ہی لیٹی رہی۔۔ سالار نے اس کا رخ اپنی
جانب پھیرا تو دل دھک سے رہ گیا۔۔

ساوری۔۔ میرا بے بی۔۔ اس کے چہرے سے بال
پیچھے کرتے اوپر اٹھایا۔۔

کیا ہوا۔۔ سالار کا دل تھم سا گیا تھا۔۔ وہ چھوٹی سی
لڑکی سرخ چہرہ لیے رو رہی تھی۔۔ اس کے دوست
کی گڑیا۔۔ جسے اس لیے سونپا گیا تھا کہ وہ اس کی
حفاظت کرے اور وہ تکلیف میں تھی۔۔

ساوری۔۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔۔ اسے بازوؤں میں
اٹھاتے اس کی ٹانگیں اپنے تھائیز پہ رکھیں۔۔ وہ سر
جھکائے مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔۔

یہاں سونے سے ڈر لگتا ہے۔۔ اسے اوپر اٹھتے وہ
کھڑا ہوا۔۔

کہیں درد ہو رہا ہے۔۔ اس نے ڈیٹ یاد کی لیکن وہ
دن بھی نہیں تھا۔۔

وہ بس روئے جا رہی تھی۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہی
تھی وہ سالار سے کیسے پوچھے اسے کیسے بتائے اس
کے سکول میں آج اس کے ساتھ سب نے کیا کیا
تھا۔۔

ساوری۔۔ مجھے بتاؤ گی نہیں تو کیسے پتہ چلے گا۔۔ وہ
اسے اٹھائے اٹھائے اپنے روم میں آیا۔۔

مجھے نہیں کرنی آپ سے بات۔۔ سوں سوں کرتے
کہا۔۔

اوہو۔۔ تو میرا بے بی مجھ سے ناراض ہے۔۔ میری
کوئی بات بری لگی۔۔

نہیں۔۔ اس نے پھر سے نفی میں گردن ہلائی۔۔ مجھے
کسی سے بات نہیں کرنی اس کی گود سے زبردستی
اترتے دور جا کے کھڑی ہوئی۔۔

ہوا کیا ہے ساوری۔۔۔ مجھے بتاؤ شاباش۔ سالار نے
اب کی بار زرا سختی سے پوچھا لیکن وہ ہنوز منہ سنیے

کھڑی رہی۔۔ سالار کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔۔ پھر
اسے ایسے ہی چھوڑ کے اپنا موبائل اٹھائے اور
ٹیرس پہ چلا گیا۔۔ اسے ایک ضروری کال کرنی تھی
۔۔

بس اتنا سا پوچھنا تھا۔۔ ساوری نے منہ بسورا۔۔ وہ جو
سوچ رہی تھی وہ سب کی شکایت لگائے گی سالار نے
تو اس سے پوچھا ہی نہیں تھا بس ایک دو بار اوپر
اوپر سے۔۔ اس کے دماغ میں یہی چل رہا تھا۔۔
سالار ٹیرس سے واپس آیا تو وہ ویسے ہی دیوار کے

ساتھ کندھا اور بازو لگائے ڈھیلی کھڑی تھی۔۔ پونی
سے کئی بال نکل کے چہرے اور گردن کو مس ہو
رہے تھے۔۔

یہاں میرے پاس آؤ۔

سالار نے اسے کہنی سے پکڑتے اپنے تھائیز پہ بیٹھایا
۔۔

کیا ہوا ہے میرے بچے کو۔۔ اس کا پھولا ہوا منہ
دیکھتے فکر مندی سے پوچھا۔۔

بس مجھے سکول نہیں جانا پلینز ہی۔۔ سب میرا مزاق
اڑاتے ہیں۔۔ سرمئی آنکھوں میں نمی ابھری۔۔ اس
نے بتانے کا فیصلہ کر لیا کہیں پھر سے سالار پوچھنا نہ
چھوڑ دے۔۔

کون اڑاتا ہے اور کیوں۔۔ اس کے بالوں کو سمیٹتے
چہرا اوپر اٹھایا۔۔

ہادی اور زوہا۔۔ ہتھیلی سے آنکھیں رگڑتے روہانسی
ہوئی۔۔۔

کیا کہتے ہیں میرے بے بی کو۔۔ سالار نے اس کے
ہاتھ پکڑے ورنہ وہ آنکھوں کا حشر کر دیتی۔۔

وہ کہتے ہیں میں آپ کی بیٹی نہیں بیوی ہوں۔۔ جبکہ
ہمارا بس نکاح ہوا ہے۔۔ کسماتے اس کے سینے پہ
سر ٹکا لیا ساوری نے۔۔ اپنی سمجھ کے مطابق اس نے
بڑی فکر مندی سے سمجھایا۔۔

گھنی موچھوں تلے بے ساختہ لب مسکرائے۔۔ یہ تو
وہ لوگ غلط کہتے ہیں۔۔ انہیں سبق سکھانا پڑے

گا۔۔

ہاں ہم ان سے فائٹ کریں گے۔۔ وہ روتے روتے
ہنس دی۔۔

بہت زیادہ والی۔۔ اس کے ٹھوڑی سے پکڑتے
ہونٹوں سے ہونٹ مس کیے تو وہ بے چینی سے پیچھے
ہوئی۔۔

م۔۔ میں سونا ہے۔۔ اس کی گود سے اترتے وہ دور
کھڑی ہوئی۔۔

سالار نے گہری مسکراہٹ چھپائی۔۔

آج یہیں سونا ہے۔۔ اس نے اٹھتے کف لنکس نکالے

--

ن۔۔ نو ہبی میں نے صبح سکول جانا ہے۔۔

اچھا ابھی تو کوئی کہہ رہا تھا وہ سکول نہیں جائے گا۔

سالار نے آئی برو اچکائے۔۔

ہبی پلیز آپ تنگ مت کریں۔۔ اسے شرٹ اتارتے

دیکھ کے نظریں چرائیں۔۔

ایک شرط پہ۔۔ وہ اس کا دماغ پھیر رہا تھا۔۔ اور
ساوری رونا بھول کے ہونٹ کاٹتے اسے دیکھ رہی
تھی۔۔

کونسی۔۔

یہاں کس کرو۔۔ اپنی شرٹ اتارتے اپنے چوڑے
سینے کی طرف اشارہ کیا تو اس تیرہ سالہ لڑکی کے
ہوش اڑے۔۔ بھلا وہ اسے کیسے کس کر سکتی ہے۔۔

ساوری۔۔ یہاں آو۔۔ سالار نے اسے اٹھا کے بیڈ پہ
کھڑا کیا تو وہ مسکرائی۔۔ آنکھوں میں شریر سی روشنی
مچلی تھی۔۔۔

میرے بابا کہتے تھے میرے دانت ڈریکولا جیسے ہیں
۔۔ میں کس نہیں کاٹی کروں گی۔۔ اسے ڈراتے اس
کے کندھوں پہ ہاتھ رکھے تو سالار نے آنکھیں
اچکائیں۔۔

کیا واقع۔۔ چلو کاٹ کے دیکھو میری میاؤں۔۔

پر میری بھی ایک شرط ہے۔۔ کچھ سوچتے اس کے
کندھوں سے ہاتھ اٹھاتے اپنے بازو رکھے۔۔

حکم کیجیے مائے پر نسر۔۔ سالار نے اس کی کمر کو اپنے
دونوں بازوؤں میں سمیٹا۔۔

آپ مجھے بتائیں۔۔ نکاح اور شادی الگ الگ ہوتے
ہیں نا۔۔ وہ اس کی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھ رہی
تھی۔۔

ہاں۔۔ الگ ہوتے ہیں۔۔ نکاح کرنے سے ہم ایک
دوسرے کے ساتھ ہمیشہ کے لیے جڑ جاتے ہیں۔۔

ایک دوسرے کے محرم بن جاتے اور جب شادی
ہوتی ہے تو پھر ہم ساری زندگی ایک ساتھ ایک جگہ
گزارتے ہیں۔۔ وہ اسے اس کی اتج کے حساب سے
سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

ایسے تو پھر ہماری شادی ہوئی ہے ہی۔۔ ہم دونوں
ساتھ رہتے ہیں۔۔ اس کا دل ٹوٹ گیا تھا جیسے۔۔
نہیں۔۔ شادی جب ہوتی ہے تو بہت دھوم دھام
سے ہوتی ہے بہت سارے لوگ جمع ہوتے ہیں۔۔
لوگ خوشیاں مناتے کھانے کھاتے ہیں پارٹیاں کرتے

ہیں۔۔ اور پھر لڑکی جو ہوتی ہے وہ اپنے ہی کے
ساتھ اس کے گھر شفٹ ہوتی ہے۔۔

اوکے۔۔ اس کے کندھے پہ ماتھا ٹکاتے وہ مسکرائی۔۔
آپ پھر مجھ سے شادی کریں گے۔۔ وہ اتنی آہستہ
آواز میں بولی تھی کے سالار کے کان اگر اس کے
چہرے کے قریب نا ہوتے تو سن نا پاتا۔۔

تم مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو۔۔ سالار کو اس کی
سانسیں ڈسٹرب کر رہی تھیں اسے پیچھے کرتے چہرہ
سامنے کیا۔۔

ہاں جی۔۔ میں صرف آپ سے شادی کرنا چاہتی
ہوں، یہی۔۔ میں آپ کے ساتھ دھوم دھام سے
شفٹ ہونا ہے۔۔ آنکھوں میں کئی دیپ جل رہے
تھے۔۔

لیکن شادی تو ہم اتج سے ہوتی ہے نا۔۔ تم مجھ سے
بہت چھوٹی ہو۔۔۔ بالکل چھوٹی سی۔۔ جب تم بڑی ہو
گی۔۔ میں بوڑھا ہو جاؤں گا۔۔

نہیں۔۔ کوئی بات نہیں ہی۔۔ میں پھر بھی آپ کے
ساتھ شادی کرنی ہے۔۔ ضدی انداز میں کہا تو سالار
نے اسے فکر مندی سے دیکھا۔۔

تمہارے ساتھ میں اچھا نہیں لگوں گا نا۔۔ لوگ
ہنسیں گے۔۔ وہ کہیں گے اتنی چھوٹی سی لڑکی کے
ساتھ اتنے بوڑھے آدمی نے شادی کر لی۔۔

نہیں نا۔۔ مجھے تو اچھے لگتے ہیں نا آپ۔۔ میں اپ
سے پیار کرتی ہوں۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔ ہم شادی کریں گے۔۔

ہرےےےےے۔۔ ہم شادی کریں گے۔۔ وہ
بے انتہا خوش ہو گئی تھی۔۔

چلو اب۔۔ اپنے ہی کی بات مانو اور کھانا کھالو۔۔
آجاو۔۔ اسے اٹھا کے نیچے اتارا تو ساوری نے اپنے
سلیپرز پہنے۔۔

رات کو اتنی دیر بعد ان دونوں نے ساتھ بیٹھ کے
کھانا کھایا تھا۔۔ جبکہ ہادی اور زوہا اندر خواب خرگوش
کے مزے لے رہے تھے

وہ سکون اور گولیاں لیتے بیڈ پہ لیٹی۔۔ لندن کی
سرڑکوں پہ چاروں طرف اندھیرا اور ٹھنڈک پھیل
چکی تھی۔۔

تمہیں یقین ہے وہ تم سے فائلز لے کے گیا تھا۔۔
موبائل کی بیپ ہوئی تو اس نے موبائل اٹھا کے
دیکھا۔۔

عینی کالنگ۔۔ ساتھ ہی کال آنا شروع ہوئی۔۔
ہیلو۔۔ پک کرتے اس نے بیک کراؤن سے ٹیک لگا
لی۔۔

طبعیت سیٹل ہوئی کچھ۔۔

ہاں ٹھیک ہوں میں۔۔ تم بتاؤ۔۔ بوس نے کوئی مسئلہ
تو نہیں کیا۔۔

نہیں۔۔ ابھی تو انہیں اس بلند ر کا پتہ ہی نہیں ہے
۔۔ جب پتہ چلے گا پھر ہی سب کی شامت آئے گی
۔۔

ہوں۔۔ اس نے لب بھینچے۔۔ کل شام سے اس کی
یہی حالت تھی۔۔ اصل میں ان کے آفس سے ایک
غلط فائل پیچھے ہیڈ آفس کی طرف ٹرانسفر ہو چکی

تھی جس میں ان کی کمپنی کی کافی سیکرٹ ڈیٹیلز
تھیں۔۔ وہ اگر میٹنگ کے دوران وہاں باس کے پاس
پہنچتی تو انہیں فائر بھی کیا جاسکتا تھا۔۔ اس وقت اسما
کے پاس اور کوئی جاب بھی نہیں تھی جو اسے اس
جاب کے جانے کا دکھ ہوتا۔۔ اور پاکستان وہ جانا
نہیں چاہتی تھی۔۔ اس جاب کے چلے جانے کے بعد
اس کے پاس اور کوئی آپشن ہی نا بچتا۔۔

فکروں میں گھری وہ سو گئی تھی۔۔ اگلے دن صبح صبح
اسے میل پہ فائر کا نوٹس مل گیا تھا۔۔ جس کا اسے
ڈر تھا وہی ہوا تھا۔۔

اوقف اب تو وہ اپنے اس فلیٹ میں بھی نہیں رہ
سکتی تھی۔۔ اپنے شوہر کے سامنے جو بھرم تھا وہ
سب ٹوٹ جاتا۔۔ پریشانی سے بیڈ پہ گرتے اس نے
آنکھیں موند لیں۔۔

کاش وہ سالار کو چھوڑ کے لندن نا آتی تو آج واپس
جاتے ہوئے اسے اتنی شرمندگی نا ہوتی۔۔

اگلے دن صبح ناشتے کی ٹیبل پہ ہادی اور زوہا دونوں
اس کا انتظار کر رہے تھے۔۔ ساوری بھی سالار کے
پیچھے پیچھے وہاں آئی تو ہادی نے ان دونوں کو غصے
سے گھورا۔۔

بابا۔۔ میں بورڈنگ جانا چاہتا ہوں۔۔ اسے ساوری کے
ساتھ وہاں رہنا پسند نہیں تھا چاہے پھر بورڈنگ میں
اس کی چٹری ادھیڑ دی جاتی۔
اور مجھے بھی ماما کے پاس جانا ہے۔۔

آر یو شیور۔۔ ساوری کے لیے چئیر پیچھے کرتے ان
دونوں سے پوچھا۔۔

یس۔۔ زوہا البتہ کافی دل برداشتہ لگ رہی تھی ہادی
پر سکون تھا۔۔

زوہا اور ہادی۔۔ آپ لوگ بس ساوری کی وجہ سے یہ
کر رہے ہیں۔۔

افکورس بابا۔۔ ہم۔ لوگ اپنی سٹیپ مدر کی وجہ سے
یہ کر رہے ہیں۔۔ ہادی نے مضبوط انداز میں جواب
دیا۔۔

اوکے۔۔ تو پھر میں سوچ رہا ہو ساوری کو ہو سٹل بھیج
دوں۔۔ یہ آپ لوگوں کا گھر ہے آپ لوگ یہاں
انجوائے کریں۔۔ ناشتہ کیے بنا وہ اٹھ گیا۔۔ ساوری
نے پریشانی سے اپنے ہی کو دیکھا۔۔ اس نے اسے
ہو سٹل بھیجنے کا فیصلہ کیوں کیا تھا۔۔

بابا۔۔ آپ نے ساوری سے شادی کیوں کی۔۔ اس
سے پہلے کے سالار لیونگ روم سے باہر نکلتا ہادی نے
انہیں روکا۔۔۔۔

سالار نے پیچھے پلٹ کے اسے دیکھا۔ کیا آپ
لوگوں کو میری بات پہ یقین آئے گا جو میں آپ کو
بتاؤں۔۔ طنزیہ ہادی کو دیکھا۔ کیونکہ وہ پہلے ایک بار
اسے بتا چکا تھا۔۔

اگر آپ سچ بتائیں گے تو ہم یقین کریں گے۔۔
ہوں۔۔ گہرا سانس خارج کرتے وہ واپس آ کے بیٹا۔۔
ساوری سے شادی میں نے اپنی خوشی سے نہیں کی
۔۔ بلکہ میرے دوست کی خواہش پہ کی ہے۔۔

اور یہ آپ لوگوں کی سٹیپ مدر نہیں ہے بلکہ آپ
لوگوں کی طرح ایک چھوٹی بچی ہے جیسے ویسا ہی
ماحول چاہیے جیسا آپ دونوں کو۔۔ آپ لوگوں کا
رویہ اسے توڑ رہا ہے اور مجھے شرمندہ کر رہا ہے
ہادی اور زوہا۔۔

آپ لوگوں کو کون سی تکلیف دے رہی ہے ساوری
۔۔ وہ بیچاری تو خاموشی سے سارا دن گزار دیتی ہے
اس کی شرارتیں ختم ہو گئی ہیں۔۔ جیسے زوہا اور آپ
اس گھر میں حق سے رہتے ہو ویسے یہ نہیں رہتی

حالانکہ اس کا حق آپ لوگوں سے زیادہ بنتا ہے۔۔
میں پھر بھی آپ لوگوں سے زیادہ پیار کرتا ہوں
زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔۔

سوری بابا۔۔ لیکن۔۔ ہماری ماما کو برا لگے گا آپ نے
۔۔

ہو نہیہ۔۔ وہ استہزایہ مسکرایا۔۔ آپ لوگوں کی ماما کو
جو برا لگنا چاہیے وہ تو لگتا نہیں ہے یہ کیسے لگے گا۔۔
زوبا اٹھ کے ساوری کے پاس آئی تھی۔۔ اسے اس
سے ویسے کوئی دشمنی نہیں تھی بس ایک بچوں والی

ضد بنالی تھی جو اب سالار سے بات کر کے ٹوٹ
گئی تھی۔۔۔

کیا تم میری دوست بنو گی۔۔ ہاتھ آگے کرتے اس
کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔ ساوری نے جھکتے سالار
کو دیکھا تو اس نے سر ہلا دیا تھا۔۔ ساوری نے
دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔
آئی ایم سوری کل کے لیے۔۔۔ زوہانے آگے ہو
کے اسے گلے لگا لیا تھا۔۔ ہادی اور سالار دونوں
مسکرائے۔۔۔

زوہا جتنی شدت سے اپنی نفرت کا اظہار کر رہی تھی
اتنی ہی شدت سے محبت کا اظہار بھی کر گئی۔۔

اور ہادی آپ کے بورڈنگ جانے کا فیصلہ مجھے اچھا لگا
ہے۔۔

بٹ بابا۔۔ میں تو ناراضگی میں۔۔ وہ سٹپٹایا۔۔

نہیں نہیں۔۔ اب اس گھر میں میری ایک چھوٹی
سی بیوی بھی ہے۔۔ اور میں نہیں چاہتا وہ تم سے
ڈرے۔۔

میں مہا بول دوں گا آپ کی بیوی کو۔۔ ہادی نے بھی
ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو سآوری نے دونوں کو
گھورا۔۔

میں آپ کی مہا نہیں ہوں۔۔ میں آپ کی دوست
ہوں۔۔ اور۔۔۔ کچھ کہتے کہتے خاموش ہوئی۔۔
اور۔۔ سالار نے اسے آگے بولنے کا اشارہ کیا۔۔
اور میری اور ان کی شادی نہیں ہوئی۔۔
ان کی کن کن کی۔۔ ہادی نے مسکراہٹ ضبط کرتے
سآوری کے گلابی چہرے کو دیکھا۔۔

جبکہ سالار اس کی ان کہنے پہ مسکراہٹ چھپا گیا تھا
۔۔ وہ چھوٹی سی لڑکی اس کا بے بی واقع بی بے ہی
تھا۔۔ لوگ پیار سے اپنی بیویوں کو بے بی شونا مونا
کہتے ہیں اور اسے اپنی ننھی سی بیوی کے لیے بے بی
کے علاوہ اور کوئی لفظ سوٹ ایبل لگتا ہی نہیں تھا۔۔
وہ واقع اس کا بے بی تھا چھوٹا سا۔۔ حالات کی
سنگینیوں سے بے خبر ابھی وہ اپنے اور سالار کے
رشتے کی خوبصورتی دیکھ رہی تھی۔۔ ابھی تو کتنے
کھٹن راستے تھے جو ان کے منتظر تھے۔۔۔

چلیں بابا۔۔ آج سے ہم سب دوست بن کے رہیں
گے اور میں بورڈنگ جانے کے لیے ریڈی ہوں۔۔
ہر سپر ڈے سنڈے آپ لوگ مجھ سے ملنے ایئے گا
۔۔

ڈن بھیا۔۔ میں اور ساوری روم بھی شئیر کر لیں گے
۔۔

نہیں۔۔ میں اپنے ہی کے ساتھ سوؤں گی۔۔ بے
اختیار ساوری نے کہا تو زوہا نے پریشانی سے سالار کو
دیکھا۔۔

ایک تو ان کے سونے کا ایک بہت بڑا مسئلہ تھا

-- سب ایک ہی روم میں سوتیں گے -- زوہا کا بیڈ

بھی ہمارے روم میں رکھ لیتے ہیں -- سالار نے کچھ

سوچتے حل پیش کیا تو دونوں خوش ہو گئیں --

اب کوئی لڑائی کوئی جھگڑا نہیں کرنا ٹھیک ہے --

سالار نے ناشتہ کرنے کا اشارہ کرتے سختی سے تاکید

بھی کر دی -- سب راضی ہو گئے تھے -- ساری مس

انڈر سٹینڈ نیک کلر ہو گئی تھیں --

پھر ناشتہ کر کے سالار انہیں سکول ڈراپ کر کے
آفس چلا گیا تھا

میرے ہی جب شام کو آئیں گے تو ان سے کہیں
گے وہ ہمیں مووی دیکھانے لے چلیں۔۔ سکول سے
واپس آ کے وہ لوگ لنچ کر رہے تھے۔۔ انہیں سکول
میں پروجیکٹ ملا تھا اور پروجیکٹ یہ تھا کہ ایک
اینفارمیٹیو مووی دیکھنی تھی اور اس میں سے اپنے
اپنے پوائنٹس بنانے تھے۔۔ ابھی زوہا اور ساوری یہی

بات ڈسکس کر رہی تھیں۔۔ جبکہ ہادی اپنے ٹیب پہ
ساتھ ساتھ گیم کھیلنے میں مصروف تھا۔ اس کے مڈ
ٹرمز کے بعد اس نے ویسے ہی سکول چھوڑ دینا تھا تو
اب وہ کم ہی محنت کر رہا تھا۔

میں بابا سے ابھی بات کر لیتی ہوں وہ شام کو جلدی
آجائیں گے۔۔

زوہا کھانا کھا چکی تھی تو نیپکین سے ہاتھ اور چہرا
صاف کرتے اٹھ گئی پھر لینڈ لائن پہ سالار کا نمبر
ملایا۔۔

سالار سائڈ پہ آیا ہوا تھا۔۔۔ موبائل نکال کے
سکرین دیکھی جہاں گھر کا لینڈ لائن نمبر شو ہو رہا تھا
۔۔۔ کال پک کرتے کان سے لگایا۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔ بابا میں زوہا بات کر رہی ہوں۔۔۔ آج
آپ جلدی گھر آجائیں گے۔۔۔

کیوں خیریت ہے۔۔۔ ایک طرف ہوتے وہ توجہ سے
سن رہا تھا۔۔۔

جی بابا۔۔ آج ہم نے مووی دیکھنے جانا ہے ہمیں میم
نے کہا ہے۔۔

ہم ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں۔۔
تھینکیو بابا۔۔۔

ساوری کہاں ہے۔۔ وہ کال بند کرنے لگی تو سالار
نے اس سے پوچھا۔۔

ساوری بھی یہیں ہے کھانا کھا رہی ہے۔۔
اوکے اسے دو فون۔۔

جی بابا۔۔

ایر پیس رکھتے وہ ڈائمنگ ٹیبل کے پاس آئی۔۔

ساوری تمہارے ہی تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔

اسے بتاتے وہ خود اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی۔۔ ساوری

سمائل پاس کرتے ایر پیس کے پاس آئی۔۔

جی ہی۔۔ مسکراتے کہا تو سالار بلا وجہ مسکرا دیا۔۔

کیا کر رہی تھیں۔۔ اس پاس دیکھتے دھیمے لہجے میں

پوچھا۔۔

کھانا کھایا ہے ابھی۔۔ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔ اس

نے بھی واپس پوچھا۔۔

میں۔۔ سائنڈ پہ آیا ہوا ہوں کام تھا کچھ۔۔

اوکے۔۔ وہ خاموش ہو گئی اور کیا بات کرتی۔۔

کچھ منگوانا ہو تو بتانا۔۔ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد

سالار نے اسے خود ہی کہا۔۔

میرے لیے موبائل لا دیں ایک۔۔ کچھ سوچتے

ساوری نے کہا تو سالار نے حیرت سے اتنی برو

اچکائے۔۔

موبائل کیوں چاہیے۔۔

میں نے آپ سے بات کرنی ہوتی ہے۔۔ وجہ بیان
کی۔۔

تو یہ کس پہ کر رہی ہو۔۔۔ وہ چلتا ہوا مینجر کے پاس
آیا۔۔

یہ والا نہیں جیسا ہادی بھیا کے پاس ہے ویسا آئی پیڈ
ہی لے دیں۔۔

ساوری۔۔ تمہیں لے کے دیا تو زوہا بھی ضد کرے
گی۔۔

ہم دونوں ایک ہی شئیر کر لیں گے ہی۔۔ پلیر لا
دیں۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ دیکھتا ہوں میں۔۔
تھینکیو۔۔ تھینکیو۔۔

چلو اب کال بند کرو۔۔ میں شام کو جلدی آجاؤں گا
تیار رہنا آپ لوگ اور زوہا سے پوچھ کے بتاؤ کہاں
جانا ہے مووی دیکھنے۔۔

جی ہی۔۔۔ وہ ایئر پیس رکھ کے زوہا کے پاس آئی
اور سالار کا پیغام اسے دیا۔۔

پھر زوہا نے اسے جا کے بتایا تھا کہاں جانا ہے۔۔۔ کال
بند ہونے کے بعد ساوری اور زوہا دونوں ایک ساتھ
زوہا کے روم میں چلی گئیں تھیں۔۔۔ وہ پہلا دن تھا جو
ساوی کا اس گھر میں ایک عام فرد کی طرح گزرا تھا
۔۔۔

شام کو جب سالار آیا تو وہ دونوں اس کے ساتھ
مووی دیکھنے گئیں تھیں ہادی گھر پہ ہی رہا تھا۔۔۔
سالار نے انہیں راستے سے ان کی پسند کی چیزیں بھی
کھلائیں تھیں۔۔۔

کیا کیا نوٹس بنائے ہیں دونوں مجھے دکھا کے سوئیں گی
-- سالار نے گھر پہنچتے ہی دونوں کی تنبیہ کی --

ٹھیک ہے بابا -- آپ اور بھیا کھانا کھا لیں تب تک
ہم دونوں ڈسکس کر لیتے ہیں --

ہم سالار ساوری پہ اچھتی سی نظر ڈال کے اپنے روم
میں چلا گیا -- ساوری اور زوہا دونوں پھر سے زوہا کے
روم میں چلی آئیں --

میرے ہی آپکی ماما کے ساتھ بھی ایسے ہی بیپی
رہتے تھے۔۔ ڈسکشن کے دوران اچانک سے ساوری
نے زوہا سے پوچھا۔۔

ہماری ماما ہمیں بہت پہلے چھوڑ کے چلی گئی تھیں۔۔
کیوں۔۔ ہی اور ان کا جھگڑا ہوا تھا کیا۔۔

ہاں۔۔ بہت بڑا۔۔ بہت بڑے والا۔۔ میری ماما اچھی
نہیں ہیں۔۔ وہ اداس ہوئی۔۔ وہ کہتی تو تھی وہ ماما
کے پاس چلی جائے گی لیکن اس کی ماما اسے رکھتی
بھی یا نہیں یہ تو اسے معلوم ہی نہیں تھا۔۔

اوہ۔۔ میری بھی ماما اچھی نہیں ہیں۔۔ ساوری بھی
اداس ہوئی۔۔

چلو آجاؤ۔۔ سالار نے اچانک سے دروازہ کھولتے
انہیں بلایا تو دونوں نے اپنے نوٹس سمیٹے۔۔

پہلے زوہا نے اپنے چیک کروائے تھے پھر ساوری نے
۔۔ زوہا کے زیادہ اچھے تھے جبکہ ساوری کے کچھ
کمزور پوائنٹس تھے۔۔ زوہا پڑھنے میں اپنے بابا کی
طرح تھی جلدی چیزیں پک کر لینے والی اور ہمیشہ

زہن میں رکھنے والی۔۔ سالار بھی اپنے بچپن میں ایسا
ہی تھا۔۔

جبکہ ساوری کا مائنڈ لیول کیا تھا ابھی تک تو وہ خود
بھی ٹھیک سے نہیں جانتا تھا۔۔ وہ پڑھائی میں بہتر
تھی لیکن کس حد تک یہ اس کے رزلٹ کے بعد ہی
وہ اندازہ لگا سکتا تھا۔۔

زوہا کو پرائز ملے گا جبکہ ساوری کو سزا ملے گی۔۔
دونوں کے نوٹس انہیں دیتے دونوں کو دیکھا۔۔

کیوں۔۔ ساوری کا چہرہ مرجھایا جبکہ زوہا خوشی سے
مسکرائی۔۔

یہ زوہا کے لیے۔۔ اس نے اپنے لیپ ٹاپ بیگ سے
آئی پیڈ نکال کے زوہا کو دیا۔۔

جبکہ ساوری نے آئی پیڈ مانگا تھا۔۔ اسے دیتے دیکھ
فوراً آنکھوں میں آنسو آئے۔۔ ایک شکوہ بھری نگاہ
سالار پہ ڈالی۔۔

واو بابا۔۔ آپ نے میرے لیے یہ لیا ہے۔۔ زوہا تو
خوشی سے جھوم اٹھی۔۔۔

تھینکیو بابا۔۔ اس کے گلے میں بازو ڈالتے چہرے پہ
لمس چھوڑا۔۔ ساوری منہ بسورے آنکھیں دیکھ رہی
تھی۔۔

اور تمہاری سزا۔۔ سالار اب اس کی طرف گھوما۔۔
ساوری نے اپنی ہتھیلیاں مسلیں۔۔

زوہا کے پاس تو اپنا آئی پیڈ آگیا ہے۔۔ وہ اسے یوز
کرے گی اور تم میرا موبائل یوز کرو گی۔۔ اپنا
موبائل اس کے سامنے رکھا۔۔ لیکن صرف رات کو

ہی۔۔ ساوری کو بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔۔ جبکہ
زوہانے اسے ہنستے ہوئے چڑایا۔۔

ہونہہ میں نہیں بات کروں گی آپ دونوں سے۔۔
وہ رخ پلٹ گئی۔۔۔

یہی تو سزا ہے نابابا کی۔۔ زوہا اس کے گال پیار
کرتے اپنے روم میں چلی گئی۔۔

سآوری۔۔ ابھی تک رخ پھیرے بیٹھی تھی۔۔ سالار
نے اپنا موبائل اٹھاتے واپس پاکٹ میں رکھا اور
اسے ایسے ہی بازوؤں میں اٹھا لیا۔۔

تمہیں میری چالاکی کی سمجھ نہیں آئی چھوٹی بلی۔۔ اس
کے ماتھے سے ماتھا رگڑتے وہ اپنے کمرے میں داخل
ہو گیا۔۔ ساوری نے اپنی سرمئی آنکھوں سے اسے
گھورا۔۔

کون سی چالاکی۔۔

چالاکی یہ کہ اب وہ اپنا آئی پیڈ یوز کرے گی اکیلی
۔۔ اور آپ میرا موبائل۔۔ تو ہم دنوں ساتھ ہونگے
ہمیں ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے کے لیے مل جائے گا۔۔

اس کی ناک پہ لب رکھتے جرب سے کہا تو اس نے
سالار کے گلے میں بازو ڈال لیے۔۔

آپ بہت چالاک ہیں ہی۔۔ لیکن پھر میں آپ کے
موبائل میں بہت ساری موویز اور گیمنز انسٹال کروں
گی۔۔

اوکے ڈن۔۔ سالار نے اسے بیڈ پہ بیٹھایا۔۔ یہ میرا
موبائل ہے اور اس کا پاسورڈ صرف ساوری اور
سالار کو پتہ ہو گا۔۔

ٹھیک ہے ہبی۔۔ وہ خوشی سے کھل اٹھی اس کا
موبائل لیتے پاسورڈ پوچھ کے کھولا۔۔ سالار اسے
موویز ڈاؤنلوڈ کرنے کا طریقہ بتا کے خود فریش ہونے
چلا گیا تھا۔۔

شبّہم لان میں اکیلی بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی جب
زیب بیٹ بال اٹھائے ان کے پاس دھپ سے
آ کے بیٹھا۔۔

کیا کر رہی ہیں ماما۔۔

کچھ نہیں بس ایسے بیٹھی ہوں۔۔۔۔ تم بتاؤ کون جیتا

--

ہم لوگ ہار گئے۔۔ اداسی سے کہا۔۔

ہاں تم تو ہمیشہ ہار کے ہی آنا۔۔ سارا سارا دن اس پہ
ضائع کر دیتے ہو اور واپسی ہار اپنے گلے میں لٹکائی
ہوتی۔۔

اوہو۔۔ کیا ہو گیا ہے ممما۔۔ ہار جیت تو چلتی رہتی ہے
۔۔ آپ کسی اور وجہ سے غصہ ہیں تو بتا دیں۔۔

غصہ ہونہ۔۔۔ میرے غصہ ہونے سے کیا ہوتا ہے
۔۔ تمہارے مامو اور خالہ کو تو جیسے کوئی فرق نہیں پڑ
رہا۔۔ ایک میں ہی ہوں جو کڑھ کڑھ کے ادھ موئی
ہو گئی ہوں۔۔

آپ کیا چاہتی ہیں یہ بتائیں مجھے۔۔ میں تو آپکے
ساتھ ہوں نا آپکو اور کیا چاہیے۔۔

میں چاہتی ہوں میرے بھائی کی جائیداد وہ مستند انا
کھائے۔۔ میرا بھائی اتنی محنت کر کے جو جمع کر گیا
ہے وہ یا تو اس کی وہ نیک پروین فرح کے ہاتھ لگے

گایا اس کلموئے سالار کے۔۔ اگر ساوری کی شادی تم
سے ہو جاتی تو ہی وہ سب ہمیں ملتا۔۔

مما۔۔ آپ کا بیٹا بڑا شاطر ہے۔۔ اس کے پاس ایک
پلین ہے۔۔

کیا۔۔ شبنم نے اسے گھورتے پوچھا۔۔

میرے دوست کے بابا ایجنسی میں ہیں۔۔ ہم ان کو

ساتھ ملا کے ساوری کو اغوا کروا لیتے ہیں۔۔ جب

تک وہ اٹھارہ سال کی نہیں ہوتی وہیں رہے گی۔۔

جب وہ بڑی ہو جائے گی تو ہم اسے سالار انکل سے

زبردستی ڈیورس کروا کے میرے ساتھ شادی کروا
لیں گے۔۔

ہاں۔۔۔ تم پرچے میں لکھتے جاؤ اور ہوتا جائے گا۔۔
شبہم نے گردن ہلاتے اس کا مزاق اڑایا۔۔

مما۔۔ ہو سکتا ہے۔۔ بس آپ میرا ساتھ دیں میں سچ
میں کر کے دکھاؤں گا۔۔ ساوری کو کچھ عرصے کے
لیے سالار انکل کے سامنے سے غائب کر دیتے ہیں
۔۔ پھر جب سب بھول بھال جائیں گے تب ہم اپنا
کام کریں گے۔۔

اتنا آسان نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو میرے بچے
۔۔ وہ انسان جو ساوری کی طرف دیکھنے بھی نہیں دیتا
وہ بھول جائے گا نا اسے۔۔

بھول جائے گا۔۔ لوگ اچھے اچھوں کو بھلا دیتے ہیں
وہ تو پھر یتیم لڑکی ہے جس کے سر پہ باپ نہیں ماں
ہے تو وہ بھی چال باز۔۔

تمیز سے۔۔ چل جا اب کام کر اپنا۔۔ سوچ کے بتاؤں
گی۔۔

ٹھیک ہے ماما۔۔ لازمی بتانا۔۔ وہ اپنا بلا کندھے پہ
رکھتا اٹھ کے مدرسے چلا گیا۔۔

شبہنم پر سوچ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔۔ اگر
اس کے کہے کے مطابق کر دیا جاتا تو واقع اسے
ساوری سے دور کیا جا سکتا تھا۔۔۔۔۔

دن تیزی سے گزر رہے تھے۔۔ ساوری اور زوہا میں
اچھی دوستی بھی ہو گئی تھی۔۔

وہ دونوں سکول میں بھی تقریباً ساتھ رہنے لگی تھی
۔۔ ابھی بھی وہ کلاس میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ ابھی
ابھی پریڈ ختم ہوا تھا اور ابھی دوسری ٹیچر کلاس روم
میں نہیں آئی تھیں۔۔ جب ساوری کو باہر سے کسی
لڑکے نے آواز دی۔۔

وہ لوگ تیسری رو میں بیٹھی ہوئی تھیں۔۔ ساوری
نے پیچھے مڑ کے دیکھا۔۔

دوبارہ اسے آواز کا انتظار ہی تھا کہ میم روم میں
داخل ہو گئیں۔۔ سب بچوں نے کھڑے ہو کے میم
کو سلام کیا تھا۔۔

ساوری۔۔ کلاس میں خاموشی چھائی تو باہر سے دوبارہ
اسے آواز آئی سب لڑکیوں اور میم نے اسے دیکھا
تھا۔۔

میم ساوری کو باہر کوئی بلا رہا ہے۔۔ ایک کلاس میٹ
نے میم کو بتایا۔۔
کون ہے ساوری۔۔

میں م پتہ نہیں۔ اسے خود نہیں معلوم تھا۔۔

جاؤ دیکھو۔۔ میں نے اسے بھیجا تو وہ اٹھ کے باہر آئی

۔۔ کلاس کے باہر ہی زیب اپنے کچھ دوستوں کے

ساتھ کھڑا تھا۔۔

کیا ہوا زیب بھائی انہیں دیکھ کے حیرانگی سے پوچھا

۔۔

آج ماما کہہ رہی تھی تمہیں ساتھ گھر لے آؤں۔

۔۔ اس لیے چھٹی ٹائم تم میرے ساتھ گھر چلنا۔۔

نہیں بھیا۔۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔

کیوں۔۔ ماما تمہیں مس کر رہی تھیں۔۔ زیب نے
اسے گھورا۔

میں سالار انکل اور ہادی بھیا سے پوچھوں گی پھر آپ
کے ساتھ آؤں گی۔۔ اسے صاف جواب دیتے
مضبوطی سے کہا۔۔

سالار انکل سے امی نے پوچھ لیا ہے وہ کہتے ہیں
ساوری کو ساتھ لے جانا۔۔ جلدی سے جھوٹ بولا تو
ساوری کنفیوز ہو گئی۔۔

اب جاؤ کلاس میں اور چھٹی ٹائم میرے ساتھ گھر
چلنا۔۔

اچھا۔۔ وہ بے دلی سے کہتے واپس روم میں آئی۔۔
کون تھا ساوری۔۔۔ بھیا تھے میرے۔۔ اس کا چہرا
اترا ہوا تھا۔۔

ٹھیک ہے بیٹھ جاؤ۔ میم نے زیادہ پوچھنا مناسب نہیں
سمجھا۔۔ ساوری اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی۔۔

زوہانے میم سے نظر بچا کے اسے اشارہ کر کے
ہو چھا کہ کیا ہوا ہے۔۔ اس نے نفی میں سر ہلا دیا
۔۔ بعد میں بتاؤں گی۔۔

ابھی بتاؤ۔ زوہانے اپنے سامنے کھلے رجسٹر پہ لکھتے
اسے گھورا۔۔

ساوری نے واپس اسے دیکھتے منہ پھلایا۔۔ پھر اپنی
پینسل نکالتے اس کے لکھے ہوئے کے نیچے لکھا۔۔
بھیا کہہ رہے ہیں میں ان کے ساتھ ان کے گھر
جاؤں۔۔

پھر۔۔ تم نے کیا کہا۔ میم کی طرف دیکھتے ساتھ لکھا۔

--

میں نے کہا کے ہی سے پوچھوں گی اور ہادی بھیا
سے بھی۔۔ ساوری نے نظر بچا کے تیزی سے رجسٹر

پہ لکھا۔

پھر۔۔۔

پھر۔۔ زیب بھائی کہتے ہیں وہ ہی سے پوچھ چکے ہیں

۔۔ جبکہ مجھے پتہ ہے وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔

تو بس تھیک ہے تم ہمارے ساتھ ہی چلنا۔۔ ان کے
ساتھ نہیں۔۔ زوہانے اسے تسلی دی۔۔

ساوری بھی نہیں جانا چاہتی تھی وہاں۔۔ سو زوہا کے
کہنے پہ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ نہیں جائے گی۔۔
چھٹی ٹائم جب زیب اسے لینے آیا تو اس نے اسے
صاف منع کر دیا۔۔

مجھے آپکے ساتھ نہیں جانا بھیا۔۔

تمہیں ماما مس کر رہی ہیں۔۔ آجاؤ۔۔ زیب نے
اسے غصے سے دیکھا۔۔

شام کو میں سالار انکل کے ساتھ آؤں گی۔۔ پھر میں
اپنی ماما سے بھی ملوں گی۔۔ اسے کچھ سوچتے اسے
جواب دیا۔۔ ان کی بس جانے کے لیے تیار تھی وہ
بھاگتے ہوئے اس پہ سوار ہو گئی۔۔ زیب غصے سے
زمین پہ ٹھوکر مار کے رہ گیا۔۔ وہ چھٹانک بھر لڑکی
اس سے قابو نہیں ہوئی تھی۔۔۔ خیر اسے بھی کوئی
جلدی نہیں تھی آج نہیں تو کل کسی بہانے سے وہ
اسے اپنے ساتھ لے جائے گا۔۔ پکا تہیہ کرتے وہ
اپنے دوستوں کی طرف بڑھ گیا

سالار آفس میں میٹنگ کی فائل دیکھ رہا تھا۔ ان کی
کمپنی کے پروجیکٹس کافی پاپولر ہو رہے تھے۔ شاہ
ولی کی موت کے بعد ایک بہت بڑا جھٹکا لگا تھا ان
کے کام کو لیکن پھر بھی اس نے کافی حد تک کام منج
کر لیا تھا۔

اس کی کمپنی کے آدھے شیئرز سادری کے تھے۔ جو
اس کے اٹھارہ سال کے ہوتے وہ اس کے نام کر
دیتا۔

فائل بند کرتے اس نے موبائل اٹھایا تو وہاں لندن
سے میسج آیا ہوا تھا۔

ملائکہ واپس آرہی تھی۔ ایک دم اس کے ماتھے پہ
شکینیں در آئیں تھی۔ اسی نمبر پہ کال کرتے فون
کان سے لگایا۔

مجھے امید تھی تم کال کرو گے۔ ملائکہ ابھی گھر ہی
تھی بس اس کے ایکسپریشن جاننا چاہتی تھی اس کا
موڈ کیا ہے اگر وہ واپس جائے تو اسے سالار ایکسیپٹ
کرے گا یا نہیں۔۔۔

واپس آنے کی وجہ پوچھ سکتا ہوں۔۔۔ سنجیدگی سے کہتے
وہ ملائکہ کی خوشی ہوا کر گیا۔۔

نہیں آرہی۔۔۔ بس ایسے ہی تمہیں چیک کر رہی تھی
۔۔۔ تم کیساری ایکٹ کرتے ہو۔۔۔ دل برداشتہ ہوتے
اس نے سر صوفے کی بیک پہ گرایا۔۔

اچھی بات ہے۔۔۔ صاف انداز میں جواب دیتے اس
نے کال بند کر دی تھی۔۔۔

اس کے اور ملائکہ کے رشتے میں کبھی کچھ اچھا نہیں
رہا تھا۔۔۔ ان کی اریخ میرج تھی۔۔۔ کبھی ان دونوں

کے درمیان وہ محبت پنپ ہی نہیں سکی جو کسی کیل
میں ہوتی ہے۔۔ شادی کے پہلے تین چار سال اچھے
تھے۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو سمجھ رہے تھے۔۔
لیکن سمجھنے کے دوران سالار نے ایک غلطی کر دی
تھی۔۔

ساری زندگی لندن میں رہنے والی ملائکہ پاکستان میں
خوش نہیں تھی۔۔ اسے واپس لندن جانا تھا اور وہ
سالار کو ساتھ لے کے جانا چاہتی تھی۔۔ جبکہ سالار
یہاں اپنا بزنس اپنے ماں باپ سب کچھ چھوڑ کے

کیسے جا سکتا تھا۔۔ پھر ان کے درمیان جھگڑے ہونے لگے۔۔ ملائکہ نے اپنے بچوں کا بھی خیال نہیں کیا تھا۔۔ وہ انہیں سالار کے حوالے کر کے خود واپس لندن چلی گئی۔۔ کبھی بچوں سے بات کر لیتی تھی۔۔ اور کبھی سالار کا دل جلانے کے لیے سٹرائیک لگاتی رہتی تھی۔۔ پر سالار کو اس سے کوئی فرق نہیں ہڑتا تھا۔۔ شروع شروع میں تھوڑی مشکل ہوئی تھی لیکن پھر عادت ہو گئی۔۔ بچوں کے لیے بے بی سٹر رکھ لی تھی باقی گھر کے کاموں کے لیے ایک ملازمہ اور

گیٹ پہ واپس مین۔۔ جب وہ گئی تھی تب زوہا دو سال
کی تھی۔۔ اور ہادی چار سال کا۔۔ اب اتنے عرصے
بعد اسے واپس آنے کی خواہش کیوں ہوئی تھی جبکہ
وہ سب اپنی زندگیوں میں خوش تھے۔۔

سر جھٹکتے وہ فائل اٹھائے باہر نکلا تو پی اے اسی کی
طرف آرہی تھی۔۔

سر ٹائم ہو گیا ہے سب میٹنگ روم میں جمع ہو گئے
ہیں۔۔ اسے دیکھتے بتایا۔۔ سالار سر ہلاتے اس کے
آگے آگے چلتا میٹنگ روم میں داخل ہو گیا۔۔ وہ

بہت کچھ پیچھے چھوڑ آیا تھا۔۔ اسے واپس پیچھے نہیں
جانا تھا

گھر آ کے وہ لوگ کھانا کھا کے کچھ دیر کے لیے سو
جاتی تھیں۔۔۔ ہادی اپنے روم میں ہوتا تھا۔۔ ساوری
اپنے روم میں اور زوہا اپنے روم میں۔۔
کھانا کھا کے ساوری اوپر آئی۔۔

ابھی سونے کے لیے لیٹی تھی جب اسے خیال آیا
اس نے آج ہی کے ساتھ پھپھو کے پاس جانا ہے

ان سے ملنے۔۔ ایکسائٹمنٹ میں اٹھ کے اپنے ڈریسنگ
روم میں چلی آئی۔۔ پھر اپنے کپڑوں میں سے کپڑے
دیکھے جو سب سے اچھے تھے وہ نکال کے بیڈ پہ لا
کے رکھے۔۔

پھر اپنی تھوڑی سی جیولری جس میں دو تین رنگز
ایک نیکلس جو صرف زنجیر تھی اور اس کے اندر
ایک چھوٹا سا نگ لگا ہوا تھا۔۔ دو تین بالیوں کے
جوڑے اور چند چوڑیاں۔۔

ساتھ اس کی لپسٹک بھی تھی۔۔ ایک رنگ لاکٹ
چوڑیاں اور بالیاں نکال کے ڈر سینگ تنیل پہ رکھ
لیں۔۔

پھر جوتے بھی نکال کے کپڑوں کے ساتھ بیڈ کے
نیچے رکھے۔۔ اسے ابھی سالار سے پوچھنا بھی تھا وہ
اسے پھپھو سے ملوانے لے کے جائیں گا یا نہیں۔۔
اپنی تیاری مکمل کر کے وہ باہر آئی۔۔ سامنے کوئی
نہیں تھا لینڈ لائن کے پاس آتے سالار کا نمبر ڈائل
کیا۔۔ بیل جا رہی تھی لیکن وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔۔ دو

تین بار اس نے کال کی لیکن سالار نے کال نہیں
اٹھائی۔۔ وہ بجھے دل کے ساتھ وہیں لیونگ روم میں
صوفے پہ نیم دراز ہو گئی۔۔ وہیں لیٹے لیٹے اس کی
آنکھ لگ گئی تھی۔۔ جب دوبارہ آنکھ کھلی تو کافی دیر
ہو چکی تھی۔۔ جلدی سے اٹھ کے لینڈ لائن کے
پاس آئی۔۔ سالار کی کالز آئی ہوئی تھیں۔۔ جلدی
سے واپس کال کرتے اتر پیس کان سے لگایا۔۔
ہیلو۔۔ کال ریسیو ہوئی تو جلدی سے کہا۔۔

اسلام و علیکم۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔ہی۔۔کیسے ہیں۔دونوں ہاتھوں سے
ایر پیس پکڑتے فکر سے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں تم سناؤ۔۔سالار دوسرے روم میں
ہونے کے وجہ سے پہلے اس کی کالز نہیں اٹھایا تھا
واپس آ کے دیکھا تو گھر کال کی لیکن کسی نے اٹھایا
ہی نہیں تھا۔

میں بھی ٹھیک ہوں ہی۔۔آپ سے کچھ پوچھنا ہے
۔۔

ہاں ہو چھو میں سن رہا ہوں۔۔

ہی۔۔ آج میں پھپھو سے ملنے جاؤں۔۔ بالوں کو
ایک ہاتھ سے پیچھے کیا جو گالوں پہ مس ہو رہے
تھے۔۔

کیوں۔۔ سالار نے لیپ ٹاپ پہ ٹائم دیکھا ساڑھے
چار ہونے والے تھے۔۔

کیونکہ زیب بھائی نے کہا تھا پھپھو مجھے مس کر رہی
ہیں۔۔

دیکھیں گے۔۔ سالار کو اسے صاف منع کرنا اچھا
نہیں لگا تو بات ٹال دی۔۔

میں تیار ہو جاؤں گی ہبی پلیر جلدی آجانا۔۔ ورنہ
پھپو ہمیں ڈانٹیں گی

سالار کے ہونٹوں کو بے ساختہ مسکراہٹ چھو گئی۔۔

اوکے۔۔ میں کوشش کروں گی جلدی آؤں۔۔

اوکے۔۔ بائے۔۔ ساوری کے پاس اور کوئی بات نہیں

بچی تھی تو کال بند کر دی۔۔

پھر کچھ دیر لگا کے سکول کا کام کیا۔۔ زوہا شاید اپنا

ٹیبل یوز کر رہی تھی۔۔

کام سے فارغ ہوتے اسے ساڑھے پانچ ہو گئے تھے
۔۔ سالار تقریباً سات بجے کے اگے پیچھے واپس اجاتا
تھا۔۔۔

سکول کا کام کر کے وہ ایک بار پھر باہر چلی آئی۔۔
لیونگ روم میں ہادی ٹیوی دیکھ رہا تھا۔۔
کیا ہوا۔۔ اسے دیکھا کے پوچھا۔۔

کچھ نہیں۔۔ میں کچن میں جا رہی تھی۔۔ چپکے سے
سیدھی چال چلتے وہ کچن میں گھس گئی۔۔ پھر اپنے
مطلوبہ کین سے لذیذہ کھیر کا ڈبہ اٹھا کے کھولا اس

کے اندر سے پستے اور بادام کے چھوٹے چھوڑے
ٹکڑے نکال کے جلدی سے کھائے اور باقی واپس
رکھ دیئے۔۔ اسے دوسرے باداموں سے زیادہ لذیذ
کھیر کے ڈبے کے اندر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے زیادہ
مزے کے لگتے تھے۔۔ ہادی اس کی چال سے سمجھ
گیا تھا وہ کوئی شرارت کرنے جا رہی تھی۔۔ وہ اٹھ
کے اس کے پیچھے آیا تو اس نے خوف سے پیچھے مڑ
کے دیکھا۔۔

کیا کر رہی ہو۔۔

ک۔۔ کچھ نہیں۔۔ پیکٹ تیزی سے پیچھے چھپایا۔۔
لیکن ہادی دیکھ چکا تھا۔۔

کیا تم کھیر بنانے کی کوشش کر رہی ہو۔۔

نہیں۔۔ ہاں۔۔ میں نے ہی کے لیے بنانی ہے انہیں
میٹھا پسند ہے نا۔۔ جلدی سے جھوٹ بولا۔۔ ہادی اس
کی بات پہ ہنسا۔۔ ہاہاہا۔۔ پاگل ہو گئی ہو۔۔

تم کھیر نہیں بنا سکتی۔۔ یہ تو بڑے لوگ بناتے ہیں یا
آنٹی کو کہتیں وہ بنا دیتیں۔۔

بس میں ٹرائے کر رہی ہوں نا۔۔ اسے گھورتے وہ
وہاں جم کے کھڑی تھی۔۔

اچھا۔۔ ابھی نا بنانا۔ میں آنٹی کو بلا کے لاتا ہوں ان
کے ساتھ مل کے بنا لینا۔ ہادی نے اسے سمجھایا
۔۔ ورنہ وہ کوئی نقصان کر لیتی۔۔ ساوری نے اثبات
میں سر ہلایا تو وہ باہر چلا گیا۔۔

پیچھے اس نے جلدی سے پیکٹ ڈبے میں ڈالا اور
واپس اپنی جگہ پہ رکھتے اپنے روم میں بھاگ آئی۔۔

پہلے بھی وہ کھاتی رہی تھی وہاں۔۔ لیکن پکڑی آج
پہلی بار گئی تھی۔۔

اپنے روم میں آ کے اس نے جلدی سے اپنا چہرا
صاف کیا۔۔ چاولوں کا سفید پاؤڈر ہلکا ہلکا لگا ہوا تھا۔۔
میں ہی سے کہوں گی وہ مجھے بادام لا کے دیں
آگے۔۔ سوچتے اس نے کپڑے اٹھائے اور نہا کے
چنچ کیے۔۔ ڈارک پریل کلر کی شوٹ فرائیڈ کے
ساتھ سفید رنگ کا پجامہ پہنے باہر آئی۔۔۔ کمر تک

آتے بال پانی سے نچڑ رہے تھے۔۔ انہیں جھٹک کے
کچھ حد تک خشک کیا۔۔ پھر چہرے پہ کریم لگائی۔۔
اسے زیادہ تیار ہونا تھا آج۔۔ جلدی سے ساری
چوڑیاں اٹھا کے پہن لیں۔۔ لاکٹ اور بالیاں سائڈ
پہ رکھیں کیونکہ وہ اس نے سالار سے پہنوائی تھیں
۔۔ بالوں کو کھلا چھوڑتے خشک ہونے دیا۔۔ البتہ اس
نے اپنی ریڈ لپ اسٹک اٹھا کے اپنے گلابی ہونٹوں
کی زینت بنائی جو ہلکی ہلکی سائڈوں پہ بھی بکھری
تھی۔۔

سالار ٹائم سے تھوڑا پہلے آگیا تھا۔۔ ہادی اور زوہا سے
مل کے اپنے روم میں آیا۔۔ چیلنج کر کے وہ ساوری
کے روم میں ایسا تو وہ بیڈ پہ بیٹھی اپنے کپڑوں سے
کھیل رہی تھی۔۔

ساوری۔۔ سالار نے اسے متوجہ کیا تو وہ جلدی سے
اٹھ کے اس کے سامنے آئی۔۔ سالار وہیں مجمند ہو
گیا تھا۔۔ بکھرے بھگے بال اور سرخ ہونٹ اس کا
ایمان ڈمگانے کے لیے کافی تھے۔۔

ہی میرے بال بنا دیں۔۔ ساوری نے اس کے
قریب آتے ہاتھ پکڑ کے اندر کھینچا۔۔ سالار کسی
ٹرانس کی سی کیفیت میں اس کے ساتھ اندر آیا۔۔
یہ لیں۔۔ اس نے ہتیر برش اٹھا کے اسے پکڑایا تو
اس نے خاموشی سے پکڑ لیا۔۔ پھر وہیں کھڑے
کھڑے اس کے گیلے بالوں کی ہی اونچی کر کے پونی
بنا دی۔۔

یہ بھی۔۔ بال بنوانے کے بعد اس نے بالیاں اور
لاکٹ اس کے سامنے کیا۔۔

یہ بھی پہنا دیں۔۔۔ لاکٹ اسے پکڑا یا۔۔۔ سالار اسے
منع نہیں کر پایا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ سے لاکٹ لیتے
اس کی صراحی دار اونچی گردن کی زینت بنائی۔۔۔ پھر
بالیاں پہناتے وہ اس پہ اپنی سانسوں کا لمس چھوڑ رہا
تھا۔۔۔ اور وہ بے خبر خوشی سے تیار ہو رہی تھی۔۔۔
چلیں۔۔۔ جب وہ فائنلی تیار ہو گئی تو سالار کو دیکھا۔۔۔
اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔ سالار سفید ٹی شرٹ
اور ٹراؤزر میں تھا۔۔۔ وہ کہیں جانے کے لیے تیار

نہیں ہوا تھا۔ لیکن ساوری کے ساتھ باہر نکل آیا

--

سآوری اپنا چھوٹا سا بیگ ساتھ لیے ہوئے تھی اور
اس کے اندر اس کی چھوٹی سی لپ اسٹک بھی رکھی
ہوئی تھی۔ گرے آنکھوں کی چمک دیکھنے والی تھی

--

شہد رنگ آنکھوں میں اسے دیکھ کے جو جذبات
جاگے تھے اگر ساوری سمجھ سکتی تو شاید حواس کھو
دیتی۔

آپ سے زیب بھائی نے پوچھا تھا مجھے لے جانے
کے لیے۔۔

نہیں۔۔ اس نے مضبوط ہاتھ اسٹیرنگ پہ جماتے نفی
میں سر ہلایا۔۔

پھر انہوں نے ایسا کیوں کہا کے وہ مجھے ساتھ لے
جائیں آپ نے اجازت دے دی ہے۔۔ وہ پریشان
ہوئی۔۔

جھوٹ بولا ہو گا۔۔

نہیں۔۔ وہ سچ میں کہہ رہے تھے۔۔

سالار نے اس کا چہرہ دیکھا۔۔ وہ اپنی معصومیت

سمیت فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

ہم لوگ تمہاری پھپھو کی طرف نہیں جائیں گے۔۔

سالار نے اسے بتایا۔۔

کیوں۔۔ پھر ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔

کیونکہ تمہاری پھپھو تمہیں مس نہیں کرتیں۔۔ ہاں

اگر تمہیں ماما سے ملنا ہو تو وہاں جا سکتے ہیں۔۔

نہیں۔۔ بس ماما کے پاس بھی نہیں جانا پھر۔ اس کا

موڈ ہی خراب ہو گیا۔۔

سالار گھر جانے کی بجائے پارک آیا تھا۔۔ ہر طرف

جھولے اور بچے کھیلتے ادھر ادھر جا رہے تھے

مجھے جھولوں پہ بیٹھنا اچھا نہیں لگتا۔۔ سالار نے

گاڑی روکی تو ساوری نے منہ پھلایا۔۔

کیوں۔۔ سب بچوں کو اچھا لگتا ہے تمہیں کیوں نہیں

لگتا۔۔ سالار نے اتر کے اس کی طرف کا دروازہ کھولا

تو اس نے پہلے اپنا چھوٹا سا پرس اسے پکڑا یا پھر نیچے

اتری۔۔۔

جھولے اچھے ہوتے ہیں لیکن مجھے اچھے نہیں لگتے۔۔
اس کا ہاتھ پکڑتے وہ اس کے ساتھ چلتی اندر آئی
۔۔ سالار نے ایک جگہ رک کے اپنی اور اس کی
ٹکٹ لی تھی۔۔

ہارر ہاؤس چلیں۔۔ پارک کے اندر آتے ساوری نے
دور سے ہارر ہاؤس دیکھا تو سالار سے پوچھا۔۔
نہیں۔۔ وہ بچوں کے لیے نہیں ہوتا۔۔

وہ بچوں کے لیے ہی ہوتا ہے آپ کو کیا پتہ۔۔
ہاں۔۔ تم تو دادی اماں ہونا۔۔

ہاں۔۔ ہوں تو۔۔ آپکے بچوں کی ماما تو ہوں نا دادی
اماں نہیں ہوں تو۔۔ سامنے دیکھتے مزے سے کہا تو
سالار اس کی بات پہ کھل کے مسکرایا۔۔

ہاں چھوٹی سی ماما جس کے بچے اس سے بڑے ہیں
۔۔

ہاں۔۔ میرے ہی بھی تو مجھے بہت بڑے ہیں نا۔۔
پاس سے گزرتے کپل کو دیکھا۔۔ وہ بھی ایک
دوسرے کا ہاتھ پکڑے چل رہے تھے۔۔

سالار اور ساوری نے پورا گھنٹہ مختلف جگہیں دیکھیں
تھیں۔۔ ساوری نے ہارر ہاؤس جانے کی ضد کی لیکن
سالار لے کے نہیں گیا۔۔

جب تم بڑی ہو جاؤ گی پھر جائیں گے۔۔

میں جب بڑی ہو جاؤں گی میں نے آپ کے ساتھ
رہنا ہی نہیں ہے۔۔ غصے سے ناک سرخ کرتے وہ
اس سے ہاتھ چھڑوا کے آگے چلنے لگی۔۔ سالار نے
اسے روکنے کی کوشش میں تیز تیز قدم اٹھائے تھے
لیکن پھر بھی وہ تیزی سے آگے بھاگ گئی۔۔

آگے جنگل والا ایریا تھا اور وہاں شیر بنا پنجرہوں کے
گھوم رہے تھے۔۔

ساوری۔۔ رکو۔۔ سالار نے تقریباً بھاگتے ہوئے اسے
پکڑ کے اوپر اٹھا لیا۔۔

کیا ہے ہی۔۔ وہ ایک دم اونچا چیخا۔۔ آس پاس سے
گزرتے لوگوں نے رک کے انہیں دیکھا۔۔

کیا ہوا بیٹا۔۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی ان کے قریب چلا
آیا۔۔ کہیں یہ آدمی بچی کو اغوا کر کے ہی نالے جا
رہا ہو۔۔

میرے ہی مجھے تنگ کر رہے ہیں۔۔ ساوری نے پہلے
سے تھوڑی دھیمی لیکن اونچی آواز میں انہیں بتایا تو
وہ حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگے۔۔
ہبی۔۔

ہاں۔۔ یہ میری بیوی ہے چھوٹی سی۔۔ سالار نے
مسکراہٹ دباتے اس کی گردن میں منہ گھسایا اور
اسے ہنساتے ایک طرف چل دیا۔۔ ساوری اس کی
داڑھی چبنے سے بے چین ہوتے ہنستے ہوئے پیچھے
ہوئی۔۔

کے سامنے (Lion) ساوری کو ابھی میں نے لائن

پھینکا نا تو پھر مزا آئے گا

سالار ساوری کو ایسے پھینکے گا ہی نہیں۔۔ وہ لوگ

واپس آرہے تھے۔۔

ہاں۔۔ کتنا اعتبار ہے نا بے بی کو اپنے ہی پہ۔۔ اسے

کندھے سے لگاتے سالار نے وہاں کھڑے واچ مین

کو سر ہلایا۔۔ پھر اپنی گاڑی کی چابی نکالتے دروازے

کھولے۔۔

چلیں۔۔ اب دیر ہو رہی ہے۔۔ اس کے لے دروازہ
کھولتے اندر بٹھایا۔۔

چلیں۔۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ راستے سے ہادی اور
زوبا کے لیے انہوں نے کھانا پیک کروا لیا تھا
ساوری کو وہ شام سالار کے ساتھ گزار کے بہت
اچھا لگ رہا تھا۔۔

زوبا اور ہادی کو پتہ ہی نہیں تھا وہ لوگ کہاں کہاں
سے ہو کے ائے تھے۔۔۔

صبح سویرے ہی اسے فلیٹ خالی کرنے کا آرڈر مل گیا
تھا۔۔۔ وہ بے دلی سے اپنی پیکنگ کر رہی تھی۔۔
ابھی فلحال اس کا ارادہ تھا زبدہ آنٹی کے پاس رکنے
کا وہاں رہ کے وہ کوئی جاب تلاش کرے گی اگر
ایک مہینے میں اچھی جاب مل گئی تو ٹھیک ہے ورنہ
پاکستان۔۔

پیکنگ کر کے اس نے زبدہ آنٹی کو کال کر کے اپنے
آنے کا بتا دیا۔

انہوں نے ایک ماہ رینٹ پہ اسے رکھنے کی ہامی تو
بھری لیکن پہلے ایڈوانس مانگا تھا اور اس کے پاس
ایک روپیہ بھی نہیں تھا سیونگ کے نام پہ جو وہ
انہیں کچھ رقم دے سکتی۔

کچھ سوچتے سالار کو کال کی۔۔ لندن میں سات بجنے
والے تھے اور پاکستان میں گیارہ بجنے میں دس منٹ
باقی تھے۔۔ سالار اس وقت اپنے آفس میں تھا۔

کال پک کرتے فون کان سے لگایا۔

کہیں کیسے یاد کیا۔۔ دو تین دن سے دوبارہ اس کے
فون آرہے تھے۔۔

مجھے کچھ رقم چاہیے۔۔ لمبی تمہید باندھنے کی بجائے
اس نے ڈائریکٹ سوال کیا۔۔

کیوں۔۔

یہ پوچھنے کا حق نہیں ہے تمہارے پاس۔۔ وہ چڑی۔۔

اور مجھ سے پیسے مانگنے کا حق بھی نہیں ہے۔۔ اسی

کے انداز میں جواب دیتے اس نے سامنے کھڑی پی

اے کو اشارہ کیا۔۔ تو وہ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی
۔۔

شوہر ہو میرے۔۔ میرا نان نفقہ تمہاری ذمہ داری
ہے۔۔

بلکل۔۔ آپ کی ذمہ داری میں بھی بہت کچھ تھا جو
پورا نہیں ہوا۔۔ اس بارے میں کیا خیال ہے آپ کا
۔۔ پی اے کو بینک کی ڈیٹیلز لانے کا کہا۔۔

تمہارے پاس چوائس تھی۔۔ تم نے مجھے چنے کی
بجائے پاکستان کو چنا۔۔

اور تم نے لندن کو۔۔۔ سنجیدگی سے کہتے اس نے پیچھے
ٹیک لگائی۔۔

میرا تم سے بحث کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔ میں
میسج کر رہی ہوں دیکھ لینا۔۔ تیزی سے کہتے کال بند
کر دی۔۔

سالار بھی کندھے اچکا کے رہ گیا۔۔۔۔۔ یہ اچھا تھا۔۔
مطلب اب ہیلپ بھی تڑی سے لینی تھی۔۔

اس کا میسج سین کرتے پی اے کو ٹرانسفر کر دیا
۔۔ اس نے اپنے بینک کی ڈیٹیلز بھیجیں تھی اور
اماؤنٹ بتائی تھی۔۔

جب اس کی شادی ہوئی تھی تب وہ اٹھارہ سال کا تھا
اور ملائکہ بیس۔۔ وہ اس سے دو سال بڑی تھی۔۔
ان کی شادی ماں باپ کی مرضی سے ہوئی تھی۔۔
ملائکہ اس کی دور کی کزن تھی۔۔ لیکن وہ پڑھائی
کے سلسلے میں لندن گئی اور وہیں کی ہو کے رہ گئی۔۔

سالار سے شادی اس نے ماں باپ کے کہنے پہ مجبوراً
ہی کی تھی۔۔۔

تھینکس۔۔ دوبارہ سے اس کے نمبر سے میسج موصول
ہوا۔۔ سین کرتے موبائل واپس رکھ دیا اور دوبارہ
کام میں مصروف ہو گیا۔۔ اسے کوئی غرض نہی تھا وہ
کیا کر رہی ہے۔۔

ساوری بریک ٹائم روم سے باہر آئی تو زوہا باقی
لڑکیوں کے ساتھ پیٹھو کھیل رہی تھی۔۔ اس نے

اسلامیات کا سبق یاد کرنا تھا جو کل سالار کے ساتھ
جانے کی وجہ سے یاد نہیں کر سکی تھی۔۔

ساوری۔۔ وہ واپس جانے لگی تھی جب زیب نے
اسے پکارا۔۔

جی بھائی۔۔ وہ رک گئی۔۔

تم کب آؤ گی ہمارے گھر۔۔ وہ نارمل انداز میں پوچھ
رہا تھا۔۔

پتہ نہی۔۔ سالار انکل نے کہا ہے نہیں جانا آپکے گھر

ہاں وہ تو نہیں آنے دیں گے۔۔ لیکن آج ممانے
تمہارے بابا کے لیے قرآن خوانی رکھی ہے۔۔ اور
ممانے کہا ساوری کو لازمی لے کے آنا۔۔

اچھا۔۔ بابا کے نام پہ اس کا دل مچلا۔۔ اسے اب تو
جانا چاہیے تھا۔۔

میں سالار انکل سے پوچھ کے آؤں؟ پھر کچھ سوچتے
اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

نہیں۔۔ ان سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے

تمہیں۔۔ اپنی پھپھو کے گھر جانا ہے تم نے۔۔۔ تم

اپنے بابا کو خوش نہیں کرنا چاہتی کیا۔۔

چاہتی ہوں۔۔ میرے بابا جنت میں خوش ہیں۔۔ اسے

گھورا۔۔

ہاں۔۔ لیکن تم آجانا چھٹی ٹائم میں گیٹ پہ انتظار

کروں گا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ ساوری نے وہیں کھڑے اسے دیکھا وہ
واپس چلا گیا تو وہ بھی واپس آگئی۔۔ ویسے بھی بریک
ختم ہونے میں تھوڑا سا ٹائم تھا۔۔

بریک بند ہوئی تو زوہا باقی لڑکیوں کے ساتھ کلاس
میں آئی۔۔

تم بایر کیوں نہیں آئی۔ اس کے ساتھ ٹکنتے گھورا۔۔
آئی تھی۔۔ تم کھیل رہی تھیں۔۔

تم بھی آجاتی۔۔ تمہاری جگہ رکھی ہوئی تھی۔۔
بس میرا دل نہیں کر رہا تھا۔۔

اچھا۔۔۔ زوہا خاموش ہو گئی۔۔۔

زیب بھائی نے کہا ہے میں ان کے ساتھ گھر جاؤں
انہوں نے بابا کی قرآن خوانی رکھی ہے۔۔۔ ساوری
نے دل کی بات اس سے شیر کر دی۔۔۔

تم جاؤ گی۔۔۔ زوہا نے اپنی بک نکالتے پوچھا۔۔۔

دل کر رہا ہے چلی جاؤں لیکن ہی ڈانٹیں گے۔۔۔

یہ بھی ہے۔۔۔ ہادی بھیا سے پوچھ کے چلی جاؤ پھر وہ
بابا سے بات کر لیں گے۔۔۔ اسے مشورہ دیتے زوہا نے
اپنا بیگ سائنڈ پہ رکھا۔۔۔

اوکے۔۔ میم آگئیں تو دونوں ان کی طرف متوجہ ہو
گئیں۔۔

چھٹی ٹائم ساوری گیٹ پہ زیب کو ڈھونڈتے اس
کے پاس آئی۔۔

تم چل رہی ہو۔۔ زیب دل میں مسکرایا۔۔ آج وہ
اس کے جھانسنے میں پھنس ہی گئی تھی۔۔

جی بھیا۔۔ بیگ کندھوں پہ ڈالے اس نے اپنا سکارف
درست کیا تھا۔۔ وہ اس کے ساتھ جا تو رہی تھی

لیکن ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔ کہیں سالار اسے ڈانٹے
نا۔۔

ٹھیک ہے رکو۔۔ زیب اسے وہاں کھڑا کر کے خود
اپنے دستوں کے پاس چلا گیا۔۔ کچھ دیر بعد آیا تو
اس کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جو اس کا دوست
تھا۔۔

آجاؤ۔۔ ساوری ہم لوگ اس کی گاڑی میں جائیں گے
۔۔ اسے ڈرائیور لینے آتا تھا۔۔

اوکے بھیا۔۔

ساوری زیب کی تقلید کرتے باہر نکل آئی اسے ہادی
سے پوچھنے کا یاد ہی نہیں رہا تھا۔

زیب کا دوست ڈرائیور سے فون لے کے سائڈ پہ جا
رہا تھا۔ ساوری خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی
۔۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا اس کے
ساتھ اگلے کچھ گھنٹوں میں کیا ہونے والا ہے۔

سر مئی آنکھوں میں اداسی سی تھی۔۔ اسے بے چینی
ہو رہی تھی لیکن کس لیے۔۔ وہ نہیں سمجھ سکتی تھی

زیب کا دوست کچھ دیر بعد آیا اور فون ڈرائیور کو
دیا۔۔

بابا آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔ ساوری خاموشی
سے انہیں دیکھ رہی تھی ڈرائیور نے کچھ دیر اس
سے بات کی پھر فون بند کرتے پیچھے مڑ کے بچی کو
دیکھا۔۔ وہ جو تمام تر معصومیت سمیٹے ڈھیلی ڈھالی
بیٹھی تھی اس کے دیکھنے پہ جربزر ہوتے سمٹ سی گئی
۔۔

چلو۔۔ سمیر نے ڈرائیور سے کہا تو وہ سر جھٹکتے گاڑی
سٹارٹ کر گیا۔۔

دس منٹ ٹھیک روٹ پہ چلنے کے بعد گاڑی شہر کے
باہر کی طرف گھومی۔۔ سآوری نے زیب کو دیکھا۔۔
بھائی ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔ وہ تھوڑا سا پریشان
ہوئی۔۔

سمیر کا گھر ہے اس طرف اسے ڈراپ کر کے پھر
ڈرائیور انکل ہمیں گھر ڈراپ کر دیں گے فکر نہیں
کرو۔۔ زیب نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

ٹھیک ہے بھائی۔۔ وہ مطمئن ہو گئی تو باہر دیکھنے لگی
۔۔ آدھا گھنٹے تک مسلسل گاڑی اونچے اونچے راستوں
سے ہوتے جنگل کی طرف جاتی رہی۔۔

پھر اچانک سے گاڑی ایک جگہ رک گئی تھی۔۔
کیا ہوا۔۔ سمیر نے ڈرائیور سے پوچھا۔۔

مجھے لگتا ہے گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا ہے۔۔

ڈرائیور سائڈ مرر سے ٹائر دیکھتے نیچے اترا۔۔ سمیر اور
زیب بھی اس کے پیچھے اتر گئے۔۔

ساوری اترنے لگی تو زیب نے اسے روک دیا۔۔

یہیں بیٹھو باہر بہت دھوپ ہے۔۔ آنکھیں نکالتے
اسے وہیں بیٹھنے کا کہا۔۔

ساوری اس کی بات مانتے وہیں ٹکی رہی۔۔

وہ شاید ٹائر اتار رہے تھے اس لیے نیچے بیٹھ گئے۔۔

کچھ دیر ایسے ہی گزر گئی۔۔ تو وہ سیٹ پہ سرکتے

لفٹ سائڈ پہ آئی وہاں کوئی نہیں تھا۔۔

بھائی۔۔ اس کا دل کانپا۔۔ گاڑی کے شیشے بند تھے۔۔

اس کی آواز بھی نہیں جا رہی تھی۔۔

اس نے اوپر ہو کے نیچے دیکھنے کی کوشش کی لیکن
اسے کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ پھر سیٹ پہ گھٹنے رکھتے
اس نے بیک سائڈ پہ دیکھا۔ وہاں بھی دور دور تک
کوئی نہیں تھا۔۔۔

زیب بھائی۔۔ خوف سے لب پھڑپھڑائے۔۔ سانس
جیسے اکھڑنے لگی تھی۔۔ جلدی سے اگلی سیٹ پہ
آتے اس نے شیشہ کھولنے کی کوشش کی۔۔ لیکن وہ
کھل ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

سالار انکل مجھے ڈانٹیں گے۔۔ سرمئی آنکھوں میں
آنسو جمع ہونے لگے۔۔

دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔ اسے محسوس ہو
رہا تھا وہ وہاں پھنس گئی ہے۔ روہانے ہوتے وہ باہر
دیکھ رہی تھیں۔۔ جب اسے لگا باہر سے کسی نے
گاڑی کا دروازہ کھولا ہے۔۔ وہ تیزی سے دروازے
کے پاس آئی۔۔ لیکن شاید اس کا وہم تھا۔۔

زیب بھائی۔۔ کہاں ہیں۔۔ زور سے آواز دی لیکن
اس کی آواز صرف اسی کے کانوں نے سنی تھی۔۔

پریشانی اور خوف سے اس کی آنکھوں سے پانی بہنا
شروع ہوا۔۔ آہستہ آہستہ اس کی آواز اونچی ہو رہی
تھی۔۔ لیکن سننے والا کوئی نہیں تھا۔۔

بابا۔۔ ٹانگیں اوپر کرتے وہ ایک بار پھر کھڑی ہوئی
۔۔ اس کی سانس بند ہو رہی تھی۔۔ مجھے بچالیں۔۔
زیب بھائی۔۔ وہ ایک دم دروازے سے جا کے لگی
۔۔ کہ دروازہ کھلتا چلا گیا وہ سر کے بل پیچھے پتھرلی
زمین پہ گری تھی۔۔ جلدی سے اٹھتے آس پاس دیکھا
کوئی بھی نہیں تھا۔۔ زیب بھائی۔۔ خوف سے زیب کو

آواز دیے جا رہی تھی۔۔ لیکن وہاں کوئی ہوتا تو
سنتا۔۔ وہ اکیلی وہاں کھڑی آوازیں دے رہی تھی۔۔
کبھی زیب بھائی کبھی بابا۔۔

میں یہاں رہ گئی ہوں۔۔ مجھے ساتھ لے جائیں زیب
بھائی۔۔ ایک طرف چلتے وہ زیب پکار رہی تھی۔۔

ماما۔۔ زیب گھنٹے بعد گھر پہنچا تو اس کی حالت کافی
خراب تھی۔۔ حواس باختہ ہوتے شبنم کا ہاتھ تھاما۔۔
سانس چڑھی ہوئی جیسے بہت دور کے آیا ہو۔۔

کیا ہوا۔۔۔ شبنم نے پریشانی سے اس کا چہرا پکڑا جہاں
سے خوف ٹپک رہا تھا۔۔۔

مما۔۔۔ میں ساوری کو گاڑی میں چھوڑ آیا ہوں۔۔۔

کہاں۔۔۔۔۔ شبنم کو پریشانی ہوئی۔۔۔

کہاں چھوڑائے ہو۔۔۔

آپکو بتایا تھا نا کہ میرے دوست کے بابا اٹکینسی کے

لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔۔۔ وہیں۔۔۔

ک۔۔۔ ون کون تھا ساتھ وہ اسے پکڑے اندر کمرے

میں لے گئی۔

مجھے بتاؤ۔۔۔

مما۔۔ زیب نے ساری بات انہیں بتا دی۔۔

تم پاگل ہو گئے ہو۔۔ اگر وہ گاڑی میں ہی مر گئی
تو۔۔

نہیں مرتی۔۔ اسے اٹھا کے لے جائیں گے۔۔

اوقف زیب۔۔ تم نے کیا کر دیا۔۔ اگر کسی کو پتہ
چل گیا تو۔۔

مما۔۔ اپ اور جان نکالیں۔۔ پہلے ہی میں مرنے والا
ہوں۔۔

اچھا چلو تم نہا کے کپڑے بدل لو جلدی سے۔۔ شبنم
خوش بھی تھیں اور ڈری بھی ہوئی کہیں سالار کو پتہ
چل گیا کے کن کا ہاتھ ہے تو پھر ان کی خیر نہیں
تھی۔۔

زیب ان کے پاس سے اٹھ کے اندر چلا گیا۔۔
جلدی سے نہا دھو کے کپڑے چنچ کر کے آیا تو
شبنم نے اسے اپنی دوست کے گھر بھیج دیا۔۔ اگر
اس کے پاس کوئی آتا بھی ہے تو اسے زیب نہیں

ملے گا۔۔ زیب کھانا کھا کے گھر سے بھی چلا گیا تھا

--

ساوری کہاں ہے۔۔ وین میں سوار ہوتے ہادی نے

زوہا سے پوچھا

اس نے آپ سے پوچھا نہیں۔۔ زوہا نے حیرانگی سے

اسے دیکھا۔۔ اس نے تو کہا تھا ہادی بھائی سے پوچھ

کے جانا۔۔

نہیں۔ بتاؤ کہاں ہے ساوری۔۔

وہ اپنے زیب بھائی کے ساتھ اپنی پھپھو کے گھر چلی
گئی ہے۔۔

کیا۔۔ بابا سے پوچھا ہے اس نے۔۔ ہادی نے پریشانی
سے اسے دیکھا۔۔

نہیں۔۔ بس مجھے بتایا۔۔ اس کے زیب بھائی نے اسے
کہا تھا وہ ان کے ساتھ ان کے گھر چلے آج اس کے
بابا کی قرآن خوانی ہے۔۔

اچھا۔۔ فکر مندی سے ٹائم دیکھا۔۔ گھر جا کے پہلے وہ
بابا کو بتائے گا۔۔ یہ نا ہو کوئی مسئلہ بن جائے۔۔

آدھے گھنٹے بعد گاڑی ان کے گھر کے سامنے رکی تو
وہ دونوں اتر گئے۔۔

بابا کو بتا دینا بھیا۔۔ بابا نے ہمیں ڈانٹنا ہے وہ کہیں
گے ہم نے اسے جانے کیوں دیا۔۔ زوہا بھی فکر مند
سی تھی۔۔

ہادی سر ہلاتے سیدھا ٹیلی فون کے پاس آیا۔۔ سالار
کا نمبر ملاتے پک ہونے کا ویٹ کیا۔۔

لینڈ لائن نمبر سے زیادہ تر سالار کو ساوری ہی کال
کرتی تھی۔۔ ابھی بھی سالار نے کال پک کرتے سلام
کیا۔۔

وعلیکم اسلام بابا۔۔

ہادی۔۔ خیریت ہے۔۔ لیپ ٹاپ بند کرتے وہ آگے
ہو کے بیٹھا۔۔

جی بابا۔۔ آپ کو کچھ بتانا تھا۔۔

ہاں بولو سن رہا ہوں۔۔ اس کی سنجیدہ آواز سالار کو
پریشان کر گئی۔۔ ابھی دس منٹ میں اس کی بہت
امپورٹنٹ میٹنگ بھی تھی۔۔

وہ ساوری اپنی پھپھو کے گھر چلی گئی ہے۔۔ زیب
کے ساتھ۔۔

کیوں۔۔ اور جانے کیوں دیا۔۔ ماتھے پہ ایک دم
شکینیں جمع ہوئی۔۔ ٹائم دیکھا تو دو بجنے والے تھے۔۔

اس کے بابا کی قرآن خوانی تھی۔۔ اس وجہ سے وہ
سکول سے ہی ان کے گھر چلی گئی۔۔ ہادی نے پوری
بات بتائی۔۔

ہم ٹھیک ہے میں بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں
ساوری سے۔۔ کال بند کرتے اس نے ارحم کا نمبر
ملایا تھا۔ وہ کال ہی نہیں اٹھا رہا تھا۔۔

ارحم کے علاوہ اس کے پاس کسی کا بھی نمبر نہیں تھا

--

سر۔۔ ابھی وہ سوچ رہا تھا کہ پی اے نے دروازہ
ناک کیا۔۔

سر میٹنگ گا ٹائم ہو گیا۔۔

ہمم۔۔ آتا ہوں۔۔ موبائل اور فائل اٹھاتے وہ باہر
نکل آیا۔۔ ساتھ ساتھ وہ ارحم کو کال کر رہا تھا۔۔

شاید وہ بہت زیادہ مصروف تھا۔۔ میٹنگ روم میں
داخل ہوتے اس نے موبائل کی سکرین آف کر دی

--

اگلے دو گھنٹے کی میٹنگ میں سالار بے چین ہی رہا تھا
۔۔ اگر ضروری میٹنگ نا ہوتی تو کبھی نا جاتا۔۔ میٹنگ
ختم ہوتے ہی وہ باہر نکل آیا تھا۔۔ دوبارہ ار حم کا نمبر
ملایا وہ ابھی بھی انویلڈ تھا۔۔ پتہ نہیں کہاں مصروف
تھا۔۔

تیزی سے گاڑی میں بیٹھتے سٹارٹ کی۔۔ بیس منٹ کا
سفر دس منٹ میں طے کر کے وہ ار حم کے گھر پہنچا
تھا۔۔ وہاں پتہ کیا تو انہیں قران خانی کا پتہ ہی نہیں

تھا۔۔ سالار کو گڑبڑ کا احساس پہلے ہی ہو رہا تھا اب
یقین ہو گیا۔۔

شبّٰنم کا گھر کہاں ہے۔۔ ارحم کی بیوی سے ہو چھا تو
انہوں نے ایڈریس سمجھایا۔۔

سالار دو منٹ کے اندر اندر ان کے گھر پہنچا۔۔۔
ساوری۔۔ گیٹ کھلتے ہی وہ بھاگتے ہوئے اندر آیا۔
چہرے پہ انجانا سا خوف تھا جیسے ساوری اسے وہاں
نہیں ملے گی۔۔

ساوری۔۔۔ اونچی اونچی آوازیں دیتے وہ لیونگ روم
کا دروازہ کھولتے اندر آیا تو سامنے ہی شبنم صوفے پہ
نیم دراز تھیں۔۔۔ اسے دیکھ کے جلدی سے سیدھی
ہوئی۔۔۔

اوائے اوائے۔۔۔ یہ کیا بتمیزی ہے۔۔۔ ایسے ہی اندر
گھسے آرہے ہو۔۔۔

ساوری کہاں ہے۔۔۔ ان کی بات کا جواب دیتے بنا
اس نے اپنا سوال کیا۔۔۔

ساوری یہاں کہاں سے آگئی۔۔ وہ تو تمہارے پاس
تھی۔۔۔

بکو اس نہیں کریں۔۔ بتائیں کہاں ہے ساوری۔۔ وہ
آگے پیچھے دیکھتے بند دروازوں کی طرف
بڑھا۔۔ سارے کمرے کھنگال لیے ساوری کہیں نہیں
تھی۔۔ پورے جسم میں جیس تو انائی درائی تھی۔۔
تم آخر کر کیا رہے ہو۔۔ ساوری یہاں کیسے ہو سکتی
ہے وہ تمہارے ساتھ تھی نا۔۔

آپ کا بیٹا اسے لے کے آیا ہے۔۔ آپ کے گھر
قرآن خوانی کی وجہ سے۔۔ اگر ساوری کو کچھ بھی ہوا
نا تو یقین مانیں میں آپکو چھوڑوں گا نہیں۔۔ آنکھوں
میں پہلے ہی سرخی تھی اب لہو اتر آیا تھا۔۔
م۔۔ میرے بیٹا نہیں کر سکتا ایسا۔۔

زیب کہاں ہے۔۔ ضبط سے ہونٹ بھینچتے دھاڑا۔۔
گھر نہیں آیا ابھی۔۔ اب تو مجھے بھی فکر ہونے لگی
ہے۔۔ ایک دم سے اس نے پینترا بدلا۔۔ سالار اس
کا ڈرامہ دیکھنے کی بجائے باہر نکلا۔۔ لیونگ روم سے

گاڑی تک پہنچتے پہنچتے شبنم کا پورا گھر اس کے دماغ
میں گھوما تھا اور پھر ایک جگہ سٹک ہوا۔۔ اس نے
ابھی ایک روم میں سکول بیگ دیکھا تھا۔۔

یعنی شبنم اس سے جھوٹ بول رہی تھی۔۔ وہیں سے
تیری کی تیزی سے وہ واپس پلٹا۔۔

کہاں ہے زیب۔۔ شبنم جو سکون کا سانس لیتے ابھی
بٹھنے لگی تھی دوبارہ سیدھی ہوئی۔۔

بتایا تو۔۔ ہے۔۔

جھوٹ نہیں۔۔ ہر گز نہیں۔۔ وہ عورت تھی اور

سالار اس پہ ہاتھ بھی نہیں اٹھا سکتا تھا۔۔

س۔۔ سچ میں نہیں پتہ مجھے کہاں ہے زیب۔۔۔

وہ گھر آیا تھا۔۔ کہاں بھیجا ہے اسے۔۔ سالار دھاڑا۔۔

ک۔۔ کہیں نہیں۔۔ وحشت سے شبہ کی چیخ نکلتے نکلتے

رکی تھی۔۔ ورنہ اس کی دھاڑ سے درو دیوار ہل گئے

تھے۔۔

اگر مجھے زیب مل گیا تو اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا
۔۔ یقین مانیں۔۔ ابلی آنکھوں سے ان کے قریب
ہوتے دیکھا۔۔

شبم خاموشی سے خوف زدہ کھڑی رہی۔۔
بتا دیں۔۔ ابھی بھی موقع ہے۔۔ زیب کہاں ہے۔۔
اس کی لاش آئے گی تو آپ بہت پچھتائیں گی۔۔
م۔۔ میری دوست کے گھر۔۔ اسے دولت سے زیادہ
پیارا اپنا بیٹا تھا۔۔ جلدی سے بتایا۔۔

کون سی۔۔ اس کے کندھے سے پکڑتے اپنے آگے
لگایا۔۔ شبّٰنم اس کے سامنے سے بھاگتے ہوئے باہر
نکلی تھی۔۔

گیٹ سے باہر نکلتے کئی لوگوں نے انہیں دیکھا تھا۔۔
سالار کے ماتھے پہ پسینے کی ننھی بوندیں چمک رہی
تھی۔۔ گلے اور کنپیوں کی رگیں پھڑپھڑاتے اس کے
اشتیاں کا پتہ دیتی تھیں۔۔۔ زیب ایک گھر میں
داخل ہوتے شبّٰنم نے آواز دی۔۔

آپا زیب تو کب کا چلا گیا ہے۔۔ اندر سے شبنم کی
دوست نکلی اور اسے بتایا۔۔ سالار باہر ہی رکا ہوا تھا
۔۔

شبنم وہیں سے باہر نکل کے آئی۔۔ وہ یہاں نہیں
ہے۔۔

شبنم بیگم۔۔ سالار نے ایک آخری نظر اس پہ ڈالی
۔۔ اور کون کون لوگ تھے اس کے ساتھ۔۔۔
ک۔۔ کوئی نہیں۔۔ م۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔

سالار وہاں وقت ضائع کرنے کی بجائے سکول کی
طرف نکل گیا تھا۔ وہیں سی سی ٹیوی سے اسے کچھ
معلوم ہو سکتا تھا۔ اس کے ساتھ اور کون کون تھا

ساوری اپنا بیگ گاڑی میں ہی چھوڑ آئی تھی اور
پیدل چلتے چلتے کافی راستہ بھی عبور کر لیا تھا۔
زیب بھائی کا بتاؤں گی ہی کو۔ انہوں نے مجھے راستے
میں ہی ڈراپ کر دیا ہے۔۔ غصے سے سوچتے وہ چلتی

جا رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ
سنائی دی۔۔۔

زیب بھائی۔۔۔ پیچھے پلٹ کے دیکھا۔۔۔ تو ساکت رہ
گئی۔۔۔

میری ننھی پری۔۔۔ آجاو ہمارے ساتھ تمہیں
تمہارے زیب بھائی کے پاس چھوڑ دیں گے۔۔۔
نہیں۔۔۔ آپ لوگ زیب بھائی کو میرے پاس بھیج
دیں۔ اس نے سمجھداری سے کہتے قدم پیچھے سرکائے

--چار لوگ تھے جو بلیک پینٹ شرٹ اور ماسک میں
چہرہ چھپائے اسے گھیرے ہوئے تھے--

نہیں نہیں۔ وہ یہاں نہیں آ سکتا۔ ایک آدمی نے
آگے ہو کے اسے پکڑ لیا۔ ساوری نے بے چینی
سے خود کو چھڑوانا چاہا تو گرفت میں اور سختی آگئی۔
اس کے ہی اسے کتنی نرمی سے اٹھاتے تھے۔
آنکھوں میں بے تحاشہ آنسو آئے۔ وہ چھوٹی سی
لڑکی ان چار توانا مردوں سے خود کو کیسے چھڑوا سکتی
تھی۔

میرے ہی مجھے خود ڈھونڈھ لیں گے آپ لوگ
چھوڑ دیں مجھے انکل۔۔ اس نے ٹانگیں مارتے اس
آدمی کو جھنجھنا دیا۔۔

اس لڑکی کو قابو کرو میں گاڑی یہیں لاتا ہوں۔۔ اس
آدمی نے دوسرے کو کہا۔۔

دوسرے آدمی نے بڑھ کے ساوری کو اپنے کندھے
پر اٹھاتے آدھا پیچھے کی طرف لٹکا دیا تھا ساوری کو لگا
جیسے وہ الٹی لٹک گئی ہے۔۔

چھوڑ دو مجھے پاگل انکل۔۔ میرے سالار انکل تم
لوگوں کو چھوڑیں گے نہیں۔۔۔

بیٹا بیٹا۔۔ تمہارے سالار انکل تمہیں اور ہمیں
ڈھونڈھ سکیں گے تو چھوڑیں گے نا۔ ہم تو تمہیں
اپنے گھر لے جا رہے ہیں۔۔ ایک نے سفاکیت کی
حد کرتے اس کی جان کالی۔۔

۔۔ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو۔۔ میرے ہی بہت بریو
اور جینٹیس ہیں وہ ڈھونڈھ لیں گے۔۔ اس آدمی کی
پیٹھ پہ مکے مارتے وہ اونچا سا چلائی۔۔۔

اتنی دیر میں گاڑی قریب آگئی تھی۔۔

اجاو۔۔ ایک ماسک مین نے گاڑی کا دروازہ کھولتے
ساوری کو اس سے کھینچ کے اٹھایا اور گاڑی میں پٹخ
دیا۔۔ یہ وہی گاڑی تھی جو زیب کے دوست کی تھی
۔۔

وہ لوگ اسے گاڑی میں ڈال کے گاڑی زن سے بھگا
لے گئے۔۔ سارے راستے ساوری ان سے الجھتی آئی
تھی۔۔

مطلوبہ جگہ پہنچتے اسے دوبارہ اٹھا لیا گیا تھا۔۔

کیا آفت ہے یہ لڑکی۔۔ مجھے لگا تھا اسے باندھنے کی
ضرورت نہیں ہے لیکن یہ۔۔ توبہ توبہ۔۔۔ ماسک مین
نے اسے سرخ آنکھوں سے گھورا۔

آپ لوگ میرے دوست بن جاؤ پھر تنگ نہیں
کروں گی۔۔ ساوری نے اس کے کندھے پہ دانت
گاڑتے اگر کی تو وہ بلبلا اٹھا۔

ہاں۔۔ ہاں۔۔ ٹھیک یے ہم دوست ہیں۔۔ جس کو
دانت لگے تھے وہ تڑپ کے چیخ اٹھا۔۔

باس۔۔ یہ رہی لڑکی۔۔ ایک بڑے روم میں داخل

ہوتے ساوری کو سامنے کھڑا کیا۔۔ جہازی سائز

صوفے پہ ایک بوڑھا آدمی سگار پی رہا تھا دائیں بائیں

بلیک سوٹوں میں ملبوس دو لوگ با ادب کھڑے

بندوقیں اٹھائے ہوئے تھے۔۔

د۔۔ دوست۔۔ ساوری خوف سے اس آدمی کے پیچھے

ہوئی۔۔

واہ میرا بچہ۔۔ کتنا پیارا ہے۔۔ باس نے ایک اچھلتی

نگاہ اس پہ ڈالتے مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔۔

ساوری خوف سے خاموش کھڑی رہی۔۔

میرا خیال ہے اسے لڑکیوں کے کمرے میں چھوڑ دو
۔۔۔ دو تین دن تک اس کی خوب سیوا کرو پھر اسے
دوسرے ایریا میں شفٹ کر دیں گے۔۔

اوکے باس۔ اس کے ساتھ کھڑے آدمی نے سر
ہلایا۔۔

ساوری کی جان نکلنا شروع ہو چکی تھی۔۔ وہ جو اس
کا زبردستی کا دوست بنا تھا اسے اٹھائے ایک کمرے
کی طرف چل دیا۔۔

انکل پلنز مجھے مارنا نہیں۔۔ میرے ہی مجھے لے
جائیں گے۔۔ خوف سے کہتے اس کے کندھوں پہ سر
رکھا۔۔

کچھ نہیں ہو گا۔۔ اب تمہیں ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔۔
اس آدمی نے اسے نرمی سے بتاتے کمرے کے اندر
چھوڑ دیا۔۔

جہاں بہت ساری موٹی موٹی لڑکیاں تھیں۔۔
یہ بچی تین دن تک تم لوگوں کے حوالے۔۔۔ اسے
خوش کر دو۔۔

وہ سادی کی ساری عورتیں پریگنٹ تھیں۔۔ وہ وہاں
کیوں جمع تھیں صرف باس یا اس کے کچھ خاص
ادمی ہی جانتے تھے

ماسک مین نے سب کو متوجہ کرتے ساوری کو
انٹرڈیوس کروایا۔۔

م۔۔ مجھے نہیں۔۔ اس کی بات ابھی زبان پہ ہی تھی
جب دروازہ بند کر دیا گیا۔

بیٹا۔۔ تم یہاں کیسے آگئی ہو۔۔ ایک لڑکی جو اس کی
مما کی اتج کی تھی اس کے قریب آئی۔۔ اس کا اور
باقی لڑکیوں کا پیٹ بہت بڑا تھا۔۔

وہ۔۔ حیرانگی سے سب کو دیکھتے سمجھنے کی کوشش کر
رہی تھی۔۔ سرمئی آنکھوں میں خوف لمحہ باللمحہ
بڑھتا ہی جا رہا تھا

فون کان سے لگائے وہ گاڑی سے اترے۔۔ اس کا رخ
سکول گیٹ کی جانب تھا۔۔ جہاں گارڈ کھڑا تھا۔۔

مجھے ہیلپ چاہیے تیری واصف۔۔ بنا گارڈ کا لحاظ کیے
وہ تیز تیز قدموں سے اندر داخل ہوا۔۔ اس وقت
بہت سارے بچے ٹیوشن کے لیے رکتے تھے۔۔
پرنسپل کے دفتر میں داخل ہوتے فون جیب میں
ڈالا۔۔

مجھے سی سی ٹیوی فونج دیکھنی ہے گیٹ کی۔۔
لیکن کیوں۔۔ پرنسپل اسے جانتا تھا اچھے سے۔۔ لیکن
سی سی ٹیوی فونج ایسے ہی نہیں دکھا سکتا تھا۔۔

میری بیوی کو تمہارے سکول کے لڑکے نے اغوا کیا
ہے۔۔ مجھے جاننا ہے اس کے ساتھ اور کون کون
شامل ہیں۔۔ میرے پاس وقت نہیں بے جلدی کرو
۔ اس کا لیپ ٹاپ اپنی طرف گھماتے تیزی سے
انگلیاں چلائی دومنٹ میں فوٹیج سامنے آگئی تھی۔۔
ٹائم سلیکٹ کرتے سکرین تھوڑی سی زوم کی۔۔
یہ بد تمیزی برداشت نہیں کریں گے سر۔۔ آپکی
مسسز یہاں کیا کر رہی تھیں۔۔

کیا مطلب کیا کر رہی تھیں۔۔ اسٹوڈینٹ ہے وہ
سیونٹھ سٹینڈرڈ کی۔۔

واٹ۔۔ پرنسپل کا دماغ بھک سے اڑا۔۔ شاید وہ
مزاق کر رہا تھا۔۔

س۔۔۔ سر آپ کی بیٹی زوہا کی بات کر رہے ہیں۔۔
میں ساوری شاہ کی بات کر رہا ہوں۔۔ مرحوم شاہ ولی
کی بیٹی اور میری منکوحہ۔۔ آج ڈیڑھ اور دو کے
درمیاں تمہارے سکول کے دو لڑکوں نے اسے اغوا

کیا ہے۔۔ فوٹج اس کی طرف گھماتے اسے دیکھایا

جہاں سمیر اور زیب اسے لے جا رہے تھے۔۔

اس لڑکے کا سارا ڈیٹا دو۔۔

سمیر پیرزادہ۔۔ اس کو تو میں اچھے سے جانتا ہوں۔۔

سکرین پہ نظریں جماتے فکر مندی سے کہا۔۔

مجھے بھی جان جاؤ گے۔۔ اگر ذرا سی بھی دیر کی تو

۔۔ آواز میں اتنی سنجیدگی تھی کہ پرنسپل ہونے کے

باوجود وہ خوف زدہ ہوا تھا۔۔

پھر جلدی سے سمیر کا ایڈریس اسے نکال کے دیا۔۔

اگر میری ساوری کو ذرا سی بھی کھروچ آئی نا تو آپ
کا سکول دو سٹوڈنٹ سے محروم ہو جائے گا۔ اس کی
آنکھوں میں سرد آنکھیں گاڑتے وہ واپس پلٹ گیا

زیب مل گیا ہے۔۔ اسی اثناء میں اسے میسج موصول
ہوا۔۔

میں ارہا ہوں۔۔ واپس ٹائپ کرتے گاڑی میں بیٹھا
اور زن سے بھگالے گیا۔۔

زیب کو ایک پرانے گھر سے پکڑا گیا تھا اسی علاقے
کے۔۔۔

واصف۔۔

اسے صبح تمہارا شکریہ۔۔ موبائل پینٹ کی جیب میں
ڈالتے وہ اندر داخل ہوا۔۔ سامنے زیب دیوار کے
ساتھ لگا کھڑا تھا۔۔

تمہارا کیا خیال تھا تم بھاگ کے بچ جاو گے۔۔ کف
لنکس فولڈ کرتے وہ چلتا ہوا اس کے سامنے ا کے رکا

-- بلیک پینٹ اور گرے شرٹ میں وہ غضبناکی سے
اسے دیکھ رہا تھا۔

مجھے نہیں پتہ ساوری کہاں ہے۔۔

ابھی تو پوچھا ہی نہیں ہے۔۔ اور تم پہلے ڈر گئے ہو

--

دور رہے مجھ سے اسے مسلسل قریب اتے دیکھ کے
وہ چیخا۔۔

شرافت سے بتا دو۔۔ ارام سے اس کا گریبان راوند
کر کے پکڑتے اسے اوپر کھینچا اتنا کے زیب کے
پاؤں زمین سے اوپر اٹھ گئے تھے۔۔

کہاں ہے ساوری۔۔۔ سترہ سالہ لڑکے کا گریبان
پکڑے اس کی انکھیں سرخ لہو تھیں۔۔

ساوری نہیں ملے گی اب اب اپ کو۔۔ وہ ہنسا۔۔ چاہے
اب مجھے جتنا مرضی دھمکائیں

کیوں اپنی موت کو دعوت دیتے ہو بچے۔۔۔ تمہاری
اوقات نہیں ہے مجھ سے ٹکر لینے کی۔۔

لے لی ہے اب تو۔۔ کر لیں جو کرنا ہے۔۔ دھیمی
اواز میں کہتے وہ طنزیہ مسکرایا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ سالار نے اس کا گریبان جھٹکتے دور پھینکا
۔۔ ساوری کو ڈھونڈھ لو گا میں۔۔ اپنی زندگی کے
آخری لمحے انجوائے کر لو۔۔ زرا اگے ہو کے کرخت
اواز میں کہتے وہ تیزی سے واپس پلٹ گیا۔۔

اس کا رخ پرنسپل کے دیئے گئے ایڈریس کی طرف
تھا۔۔ شہر کے مین ایریا کے اس بنگلے کو ڈھونڈھنے
میں اسے دس منٹ بھی نہیں لگے تھے۔۔ بے چین
دل کے ساتھ اس نے نارمل انداز میں بیل بجائی۔۔
واچ مین گیٹ کے اندر ہی تھا۔۔ پانچ سیکنڈ میں
دروازہ کھلا۔۔

جی سر۔۔

مجھے اندر جانا ہے۔۔ چہرے پہ اتنی سنجیدگی تھی کے
سامنے والے کو وحشت ہونے لگتی۔۔ وہ بے ساختہ
دو قدم پیچھے ہٹا۔۔ سالار اندر داخل ہوا۔۔

صاحب۔ آپ ایسے اندر نہیں جاسکتے۔۔ واج مین کو
ہوش آیا تو بھاگتا ہوا اس کے پیچھے لپکا۔۔ لیکن سالار
تیز تیز چلتے اندر داخل ہو چکا تھا۔۔

سمیر پیرزادہ۔۔ ایک ہی دھاڑ سے سارے گھر کی
دیواریں ہل گئی تھیں۔۔۔

کون ہے۔۔ ایک ادھیڑ عمر عورت باہر نکلی۔ جو یقیناً
اس کی ماں تھی۔۔

سمیر۔۔ باہر نکلو۔۔ سالار نے اسے کوئی جواب دیئے
بنا دوبارہ دل دہلا دینے والی آواز سے سمیر کو آواز
دی تو وہ سیکنڈ فلور کے روم سے جن کی طرح حاضر
ہوا۔۔

کہاں ہے میری ساوری۔۔

کون ساوری۔۔ وہ شاید سو رہا تھا جس نے انگڑائی
لیتے اسے جواب دیا۔۔ سالار کا خون کھول اٹھا تھا

اس کی اس حرکت پہ۔۔ دو سینڈ میں سیڑھیاں
پھلانگتے اس کے سر پہ پہنچا۔

جسے تم سکول سے اغوا کر کے لائے ہو۔۔ وہ ساوری
۔۔

اوہو۔۔ اچھا اچھا آپکی بیوی۔۔ وہ کوئی ڈھیٹ ہڈی تھا
۔۔ سالار نے اس کے ہنسنے پہ ایک رکھ کے جھانپڑ
اس کے چہرے کی زینت کیا تو وہ لڑکھڑاتا ہوا دور
جاگرا۔۔

آرام سے بتا دو کہاں ہے ساوری۔۔ اس کی آواز میں
کسی قسم کی نرمی نہیں تھی۔۔ اسے دوبارہ اوپر اٹھاتے
سامنے کھڑا کیا۔۔ قسم سے زندہ نہیں چھوڑوں گا میں
تمہیں اگر اسے ذرا سی کھروچ بھی آئی ہوئی تو۔
میرا اس سے کیا تعلق۔۔ وہ زیب کی کچھ لگتی۔۔
میرے پاس تمہارے بکو اس سننے کا وقت نہیں ہے
۔۔ اسے گھسیٹتے وہ نیچے لے آیا۔۔ جلدی بتاؤ نہیں تو
جان سے جاؤ گے۔۔ اس کی ماں خوف سے چیختی
بھاگتے ہوئے ان کے قریب آئی۔۔

چھوڑو جاہل انسان میرے بیٹے نے کچھ نہیں کیا۔

دور رہیں آپ۔۔۔ یلخت پلٹ کے انہیں دیکھا سرخ
لہو شہد رنگ آنکھوں میں دیکھتے وہ وہیں ساکت ہو
گئیں۔۔

م۔۔ میں بتاتا ہوں۔۔ سالار نے جو نہی اسے مارنے
کے لیے مکا ہوا میں لہرایا تو وہ خوف سے ہکلا یا۔۔
و۔۔ وہ ایجنسی کے لوگ لے گئے ہیں۔۔۔

واٹ۔۔

م۔۔ مجھے زیب نے کہا تھا ساوری کو کچھ سالوں کے
لیے غائب کرنا ہے۔۔ میں اس کے کہنے پہ۔۔
کہاں ہے ساوری۔۔ دل جیسے کسی گہرے کنوئیں میں
ڈوبتا چلا گیا تھا۔۔

و۔ وہ مجھے نہیں پتہ اب۔۔ کہاں ہو گی ہم اسے جنگل
میں چھوڑ کے آئے تھے گاڑی میں۔۔۔ سالار کے
چہرے پہ پھیلتی اذیت اور کھنچاؤ دیکھ کے وہ خاموش
ہوا۔۔

میرے ساتھ چلو گے تم۔ اس کا گریبان جھٹکے سے
پکڑتے اسے اپنے آگے لگایا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا اس
کے آگے چلنے لگا تھا۔ اس کی ماں نے پیچھے آنا چاہا
تو سالار نے زور سے لیونگ روم کا دروازہ بند کر دیا
۔۔

گیٹ سے باہر نکلتے اسے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولتے
پھینکا اور دوبارہ دروازہ بند کر دیا۔ سمیر تیزی سے
سیدھا ہوا کہیں ہاتھ پاؤں ہی ناٹوٹ جائیں۔۔
سالار نے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھتے گاڑی سٹارٹ کی۔۔

ش۔ شہر سے باہر۔۔۔ پہاروں والی سائڈ پہ۔۔۔ سمیر

نے سیدھے ہوتے باہر دیکھتے اسے بتایا۔۔۔ گاڑی

جلدی ہی ہوا قس سے باتیں کرنے لگی تھی۔۔۔ شہر

سے نکلتے ہی اونچا نیچا راستہ شروع ہو جاتا تھا۔۔۔ جہاں

گاڑی کو سپیڈ پہ رکھنا کافی مشکل تھا لیکن سالار بنا

پرواہ کیے گاڑی کو تیزی سے بھگا رہا تھا۔۔۔

گاڑی لاک تھی یا کھلی۔۔۔ اچانک سالار نے اسے

پوچھا۔۔۔

بند۔۔۔۔ تم لوگوں کا دماغ خراب ہے۔۔ اگر اسے
کچھ بھی ہوا تو سب کی جان لے لوں گا۔۔ سٹیرنگ
پہ زور بڑھاتے ایک قہر بھری نگاہ اس پہ ڈالی۔۔ سمیر
پہلے ہی خوف زدہ تھا۔۔ اب دعا مانگ رہا تھا کہ
ساوری کو کچھ نا ہو۔۔ کاش وہ اپنے دوست کی مدد نا
کرتا۔۔

ی۔۔۔ یہاں سے دائیں جانب۔۔ درختوں کے پاس
سے نیچے جاتی ڈھلوان کی طرف اشارہ کیا۔۔ وہاں
سے خطرناک جنگل شروع ہو جاتا تھا۔۔

سالار ابھی اس کا دماغ درست کرتا تو ٹائم لگ جاتا

--

جلدی وہ لوگ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سمیر لوگ
ساوری کو چھوڑ کے گئے تھے۔

م۔۔ مجھے لگتا ہے وہ لوگ لے گئے ہیں ساوری کو۔
گاڑی وہاں نا دیکھ کے سمیر کا رنگ زرد ہونے لگا۔
ک۔۔ کہاں۔۔ سالار کو لگا اس کا دل بند ہو جائے
گا۔۔ وہ ساوری کو نا ڈھونڈھ پایا تو پھر؟

م۔۔ مجھے نہیں معلوم۔۔ کسی کو نہیں پتہ ہو گا۔۔

وحشت سے اسے دیکھتے وہ رو دینے والا تھا۔۔ سالار
نے سختی سے مٹھیاں بھینچی۔۔ پتھر یلی زمین پہ ٹائروں
کے نشان بھی نہیں تھے۔۔ جو وہ اس کے نشان دیکھتا
۔۔

ساوری۔۔ میرا بے بی۔۔ وہیں کھڑے کھڑے وہ
پوری شدت سے چیخا۔۔ کہاں ہو اپنے ہی کے پاس
واپس آ جاؤ پلیز۔۔

س۔۔ سالار انکل۔۔ سوری۔۔ مجھے نہیں معلوم تھا۔۔
اس کی حالت پہ سمیر کو جیسے اپنی جان جاتی ہوئی لگ
رہی تھی۔۔

کوئی بات نہیں۔۔ غلطی تو انسان سے ہی ہوتی ہے۔
سالار نے بھاری ہوتی آواز کے ساتھ اسے دیکھا۔
تم جیسے لوگوں کا ایک ہی علاج ہے۔۔۔ جب کسی کو
پھنساتے ہیں تو پھر اپنے گرنے کی بھی تیاری کر لیتے
ہیں۔۔۔ وہ واپس پلٹ کے اپنی گاڑی کے پاس آیا۔
اور اسٹیرنگ کے نیچے لگا جی پی ایس اتارا۔۔

ساوری کو تو میں نکال لوں گا۔۔۔ سمیر کا ہاتھ پکڑتے
شرٹ اٹھائی اور انڈر آرم وہ چپ لگا دی۔۔

یہ۔۔ یہ کیا۔۔ وہ ابھی سمجھ نہیں پایا تھا کہ کئی بھاری
ہاتھ اسے اپنے ہوش اڑاتے ہوئے محسوس ہوئے
۔۔ یکے بعد دیگرے سالار نے سات آٹھ مکے اس
کے چہرے کی نظر کیے تھے اور وہ ڈھیر ہو گیا تھا۔
اسے وہیں چھوڑ کے اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا وہ
اندر بیٹھا۔ گاڑی کی سپیڈ حتی المقدور بڑھاتے وہ
وہاں سے نکل آیا۔۔ مین سڑک پہ آتے گاڑی روکی

اور موبائل اون کرتے اس نے پرنسپل کا دیا ہوا
فون نمبر نکالا۔۔ اس نمبر کا ڈیٹا نکالا تو آئی ڈی کارڈ
نمبر بھی سامنے آگیا۔۔

پھر آئی ڈی کارڈ پہ اور جتنے نمبر تھے وہ نکالے۔۔ دو
نمبر تھے جن کے ہندسے سات سات تھے۔۔ ان
میں سے ایک پہ کال کرتے اس نے کندھے اور
کان کے درمیان موبائل پھنسایا۔۔

ایک لڑکا اٹھانا ہے۔۔ آواز میں تھوڑا ڈھیلا پن پیدا
کیا۔۔

کہاں سے۔۔

شہر سے باہر جاتے جنگل پہ دیکھا ہے۔۔ لڑکی سمگل
کر کے لے جا رہا تھا۔۔۔ لڑکی کو بچا لیا ہے لڑکا
وہیں بے ہوش پڑا ہے۔۔

اوکے۔۔ فون بند کر دیا گیا۔۔ اسے امید تھی کام
آسانی سے ہو جائے گا۔۔ ایجنسی کے لوگ زیادہ
ڈیٹیل فون پہ نہیں پوچھتے تھے انہیں ٹریس ہونے کا
خطرہ ہوتا تھا۔۔

کال بند ہوتے اس نے موبائل پہ جی پی ایس کی
لوکیشن ٹریس کی۔۔ وہ ابھی تک وہیں پڑا ہوا تھا۔
گاڑی میں بیٹھے بیٹھے اسے بیس منٹ گزرے تھے
جب سمیر اٹھا۔۔ اسے جو لوگ اٹھانے آئے تھے وہ
گاڑی میں ڈالتے اپنے راستے ہو لیے تو سالار نے جی
پی ایس کو ٹریس کرنا شروع کیا۔۔ وہ اسی جنگل کے
آخری حصے میں تھے۔۔ ان کے پڑاؤ کی جگہ اسے
مل گئی تھی اور یقیناً ساوری بھی وہیں تھی۔۔ دل
جیسے دوبارہ زندہ ہونے لگا تھا۔۔

ہال نما اس بڑے سے کمرے میں بہت سارے بیڈ
لگے ہوئے تھے۔۔ جہاں کچھ عورتیں درد اور تکلیف
کی شدت سے کراہ رہی تھیں۔۔

مجھے واپس جانا ہے۔۔ اتنی ساری موٹی عورتوں کو
دیکھ کے اسے گھبراہٹ ہونے لگی تو وہ دروازے کی
طرف سرکی۔۔

تمہیں اب کبھی گھر نہیں جانا ننھی پری۔۔ ان
عورتوں میں سے ایک عورت مسکراتے ہوئے اس
کے قریب آئی۔۔

م۔۔ مجھے میرے ہی لینے آئیں گے۔۔ میں چلی
جاؤں گی۔۔ آنکھوں میں نمی لیے وہ دھیمی لیکن
مضبوطی سے بولی۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ اب یہاں آؤ میرے پاس۔۔
اتنا بڑا پیٹ ہونے کے باوجود وہ عورت دونوں گھٹنے
زمین پہ ٹکیتے بیٹھ گئی۔۔

تمہیں ایک کہانی سناؤں۔۔۔

نہیں سننی مجھے۔۔۔ اسے ان سے عجیب سا خوف آرہا
تھا۔۔

ہم سب کی کہانی ہے۔۔۔ ایک اور لڑکی آگے آئی

۔۔۔

تمہارے بھی یہی ہو گی میری جان۔۔ ایک اور لڑکی
جو عمر میں شاید اس سے کچھ سال ہی بڑی تھی اس
کے پاس آ کے کندھے پہ ہاتھ رکھا جیسے حوصلہ دیا
ہو۔۔

میں بھی یہاں تمہاری عمر کی تھی تب لائی گئی تھی
۔۔ اور اب تک یہ میرا آٹھواں بچا ہو گا۔۔ ہر سال
مجھے ایک بچہ ہوتا ہے۔۔

م۔۔ میں کیا کروں پھر۔۔ تلخی سے کہتے وہ اپنا کندھا
جھٹک گئی۔۔ وہ عورتیں اسے کیوں بتا رہی تھیں۔۔

تمہارا دماغ بچوں والا کیوں ہے۔۔ ایک ادھیڑ عمر
عورت نے اسے آنکھیں سکیڑتے پوچھا۔۔ جیسے تم
کوئی سات آٹھ سال کی بچی ہو۔۔

میں بے بی ہی ہوں اپنے ہی کا۔ لیکن میں باقیوں
کے لیے بڑی ہوں۔ اس نے انہیں آنکھیں
دکھاتے غصے سے گھورا۔

اچھا۔۔ تو ہی کے سامنے تم بے بی ہو۔
سامنے نہیں۔۔ میں سچ میں ان کا بے بی ہوں۔
اسے ان کی باتوں پہ غصہ آرہا تھا۔ ننھی سی ناک
شدید سرخ تھی۔

مجھے تو تم پاگل لگ رہی ہو۔ کہیں پیچھے سے آواز
آئی تو ساوری کا دل کیا وہ اس کا منہ نوچ لے

تم پاگل ہو۔۔ سب پاگل ہو مجھے یہاں سے نکالو نہیں
تو میرے ہی تم لوگوں کو مار دیں گے۔۔ ساوری
آنکھوں میں غصہ لیے دروازے کے پاس آئی۔۔ اور
اسے کھولنے کی کوشش کرے لگی۔۔ لیکن وہ باہر
سے لاک تھا۔۔

بیٹا۔۔ بیٹا۔۔ بات سنو۔۔ وہی عورت جو پہلی بار اس
کے قریب آئی تھی اس نے اسے واپس پکڑا۔۔
یہاں آرام سے بیٹھ جاؤ۔۔ جتنی تم اچھلنے کی کوشش
کرو گی۔۔ اتنی جلدی ماں بنو گی۔۔

ماں۔۔ اس کی بات پہ وہ ہکا بکا ہوئی۔۔

ہاں۔۔ ماں۔۔ تم اگر چلاؤ گی رو گی تو یہاں سے دو
بڑے آدمی تمہیں اٹھا کے لے جائیں گے۔۔ اور پھر
تم ماں بن جاؤ گی۔۔ وہ اسے ڈرا رہی تھیں پر ساوری
کو ان کی باتوں کا کوئی مطلب سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔
ماں بننا تو اچھا ہوتا ہے۔۔ میری ماما بھی ماں بنی ہیں
۔۔ میرے ہی کی فرسٹ وائف بھی ماں بنی ہیں۔۔
اس کے چہرے پہ کوئی ڈر کے آثار قائم نہیں ہوئے

تھے اس بات پہ۔۔ اسے بس سالار کے پاس جانے
کی بے چینی تھی۔۔

تم اسے سیدھے لفظوں میں سمجھاؤ۔۔ ایک نے
دوسری کو ٹھوکا دیا۔۔

کیا سیدھے لفظوں میں سمجھائیں۔۔ یہ چھوٹی سی ہے
اسے کچھ نہیں آئے گی سمجھ۔۔ پتہ نہیں کیوں اتنی
اتنی لڑکیوں کو کڈنیپ کرواتے ہیں لوگ۔۔

ہوں۔۔ ہماری زندگی تو برباد ہو ہی گئی ہے اس بچی پہ
ہی رحم کر لیں یہ لوگ کاش۔۔

تمہارا نام کیا ہے۔۔ اسی عورت نے افسوس سے اسے
دیکھتے نام پوچھا۔۔

ساوری سالار خان۔۔ اپنے ہی کا بے بی۔۔

یہ لڑکی سچ میں پاگل ہے یا اس کو ہی کا مطلب
نہیں پتہ۔۔

مجھے مطلب پتہ ہے۔۔ ہی شوہر کو کہتے ہیں۔۔ اسے
غصے سے ٹوکا۔۔

تو تمہارا شوہر بھی ہے۔۔

ہاں۔۔ میرا نکاح ہوا ہے سالار انکل سے۔۔۔ وہ
میرے ہی ہیں۔ ہم لوگ ایک گھر میں ہی رہتے
ہیں۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔ وہ سب خاموش ہو گئیں۔۔ ساوری
انہیں دیکھتی رہی۔۔ آخر وہ لوگ اسے جانے کیوں
نہیں دے رہے تھے۔۔ وہ عورتیں آپس میں کھٹ
پٹ کرتے آگے پیچھے ہو گئیں تو وہ خاموشی سے
ایک طرف ہو کے کھڑی ہو گئی۔۔ اسے انتظار تھا

سالار کا اسے یقین تھا اس کے ہی اسے وہاں سے
لے جائیں گے

ٹریس کرتے وہ ان کی گاڑی کے پیچھے تھا۔ اس کے
وہم و گمان میں بھی نہیں تھا ایک گاڑی اس کے
پیچھے بھی ہے جو اسے فالو کر رہی ہے۔ جنگل کے
آخری کونے میں پہنچتے اس نے دور سے سیمنٹ کی
اینٹوں کا بنا گھر دیکھا۔

گاڑی کی رفتار لمحہ بالمحہ بڑھ رہی تھی جب ایک دم
سے کئی گاڑیاں اس کے دائیں بائیں آکے اس کا
حصار تنگ کر گئی۔۔

سالار نے بریک لگاتے چاروں طرف نظر گمائی۔۔
بلیک کرولا سے بلیک پی پینٹ شرٹ پہنے بہت
سارے ماسک مین شیشوں سے کمر تک باہر نکلے
ہوئے تھے۔۔

سالار گہرا سانس لیتے گاڑی سے باہر نکلا۔۔ اس کے
پاس کچھ بھی نہیں تھا۔۔ ناگن نا کچھ اور جو وہ ان
سب پہ تان لیتا۔۔

وہ سب گاڑیوں سے اترتے اس کے آگے پیچھے آکے
کھڑے ہوئے۔۔

اس ایریے میں کیا کرنے آئے ہو۔۔ ان میں سے
ایک نے گن اپنے کندھے پہ رکھتے اسے گھورا۔۔

اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں۔۔ اس کے لہجے اور انداز
میں کسی قسم کا خوف نہیں تھا۔۔ ان کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈالتے جواب دیا۔۔

تمہاری بیوی۔۔

ہاں۔۔ چھوٹی سی لڑکی ہے تیرہ سال کی۔۔ اسے کسی
نے اغوا کروا کے تم لوگوں کے حوالے کیا ہے۔۔
اس کی بات پہ سوال کرنے والے نے ساتھ والے
کی آنکھوں میں دیکھتے کچھ اشارہ کیا۔۔

کہیں تم ساوری سالار کی بات تو نہیں کر رہے۔۔

ہ۔۔ہاں۔۔۔ وہ تم لوگوں کے پاس ہے۔۔۔ اسے
میرے حوالے کر دو میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔
آہاں۔۔۔ یہاں سے اب تم واپس نہیں جا سکتے۔۔۔ جو
ایک بار آگیا بس آگیا۔۔۔ دو نے ایک دم آگے بڑھ
کے اسے بازوؤں سے پکڑا۔۔۔ اور گھسیٹتے ہوئے گاڑی
میں پھینکا۔۔۔

یہ ساوری سالار کا ہی ہے۔۔۔ جس گاڑی میں اسے
ڈالا تھا اسی میں وہی سوال پوچھنے والا اس کے ساتھ
فرنٹ سیٹ پہ آ کے بیٹھے تھے۔۔۔

م۔۔ میری ساوری کیسی ہے۔۔

تمہاری ساوری پتہ نہیں اب تک زندہ بھی بچی ہوگی
یا نہیں۔۔

اس کے ساتھ کیا کیا ہے تم لوگوں نے۔۔ اس کے
ہاتھ باندھ دیے گئے تھے ورنہ دونوں کا منہ توڑ دیتا
۔۔

آرام سے آرام سے۔۔ ابھی ابھی بھیجا ہے اسے۔۔
اگر تم ٹائم پہ پہنچ گئے تو شاید اسے بچا لو۔۔

ڈرائیونگ کرنے والے نے کہتے سپیڈ سلو کر دی۔۔ وہ

اسے ٹیس کر رہے تھے۔۔ سالار کا دماغ سائیں سائیں
کر رہا تھا۔۔

پلیز گاڑی جلدی چلاؤ۔۔ دھاڑتے اس نے کندھا
ڈرائیور کو مارا۔۔

اوی۔۔ ساتھ بیٹھے آدمی نے پھرتی سے گن نکالتے
اس کی کنپٹی پہ رکھی۔۔ تمادی کھوپڑی میں ساری
اتار دوں گا۔۔ اس کی آنکھیں ابلنے والی تھی۔۔

سالار نے ضبط سے جبرے بھینچے۔۔ اگر بات اس کی
ہوتی تو وہ ان کو اب تک مار دیتا۔۔ لیکن ساوری۔۔

وہ اس کا انتظار کر رہی ہو گی اس کے پاس پہنچنے سے
پہلے وہ مرنا نہیں چاہتا تھا۔۔

گاڑی کی سپیڈ اتنی آہستہ تھی کہ پیدل چلنے والا ان
سے آگے نکل جاتا۔۔ سالار بڑی بے چینی سے بیٹھا
تھا۔۔ شہد رنگ آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی اور سرخی
پھیلی تھی۔۔

یار تجھے ضرورت کیا تھی اس بچی سے شادی کرنے
کی۔۔ دیکھو اب اس کے چاہنے والے نے اسے

ہمارے حوالے کر دیا۔۔ تمہاری وجہ سے وہ لڑکی
مصیبت میں پڑ گئی

میری وجہ سے وہ مصیبت سے آزاد ہو گی۔۔ تم لوگ
گاڑی جلدی نہیں چلا سکتے۔۔
نہی۔۔

سالار نے دانت بھینچے۔۔

اچھا یہ بتاؤ۔۔ تم اس لڑکی کو کیسے بچاؤ گے۔۔ وہ اسے
تنگ کر رہے تھے۔۔

ایک بار وہ مجھے مل جائے۔۔۔ تم سب کی گرم
کھوپڑیاں ٹھنڈی کروں گا۔

اچھا۔۔ سامنے والا پورا پلٹ کے گھوما۔۔ بڑی تڑی
دکھا رہے ہو۔۔

گاڑی تیز چلاؤ۔۔ سالار اس کی بات کو نظر انداز
کرتے تڑخا۔۔ ڈرائیور نے اس کی حالت پہ رحم
کھاتے گاڑی کی سپیڈ تھوڑی سی تیز کی۔۔
کتنا عرصہ ہو گیا تم لوگوں کی شادی کو۔۔
سالار نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

بتاؤ۔۔ کتنا عرصہ ہو گیا ہے تم لوگوں کی شادی کو۔۔
نہیں۔۔۔

بتاؤ۔۔ اس کی بات ابھی زبان پہ ہی تھی کے سامنے
والے نے پھر سے گن اس کی طرف گھمائی۔۔
دو تین ماہ۔۔ سالار نے ضبط کرتے اسے جواب دیا۔۔
اوہو۔۔۔ تم نے پہلے شادی شدہ ہونے کے باوجود
دوسری شادی کر لی۔۔۔ وہ بھی اپنے بچوں کی عمر کی
لڑکی سے۔۔

اس کی اپنی ایک بیٹی اور بیٹا بھی ہے۔۔ بیٹا اس کی بیوی سے بڑا ہے یہ اس کی شادی کروا دیتا۔۔

ہاہا۔۔ پھر یہ خود کیسے اپنی ہوس پوری کرتا۔۔ دوسرا ہنسا۔۔ سالار کو ان کی باتوں سے آگ لگ رہی تھی۔۔ لیکن وہ کچھ کر نہیں پا رہا تھا۔۔

ابے سالے تو بیٹے سے کروا دیتا نا اس کی شادی۔۔ اس کے ہاتھوں کی رگیں ابھر رہی تھیں۔۔ پیچھے بندھے ہاتھ اس نے ہلاتے کھولنے کی کب سے کوشش کر رہا تھا۔۔ ایک دم پیچھے ٹیک لگاتے اس

نے اپنے دونوں پاؤں اٹھاتے دونوں کے منہ پہ ایک
ساتھ مارے۔۔ دونوں اچانک حملے پہ سامنے ڈیش
بورڈ سے جا کے لگے تھے۔۔

آرام سے گاڑی چلاؤ زیادہ بک بک نہیں
کرو۔۔ دوبارہ سیدھے ہو کے بیٹھتے انہیں گھورا۔۔
لیکن اب وہ کیسے برداشت کرتے۔۔ جس کے ہاتھ
میں گن تھی اس نے واپس مڑتے سیدھے اس کے
پاؤں پہ گولیاں چلا دیں۔۔ ایک دم خون کا فوارہ نکلا
تھا سالار نے دوسرا پاؤں اوپر رکھتے خون روکا۔۔ پر

تکلیف کی شدت سے اس کا رنگ لمحے کے لیے زرد
پڑا تھا۔

اوئے۔۔ یہ کیا کیا ہے۔۔ ڈرائیونگ کرنے والے کو
سمجھ آئی تو فوراً سالار کے پاؤں کو دیکھا۔۔ پھر جلدی
سے جوتا اتارتے اس نے پاؤں دیکھا گولی دونوں
طرف سے آر پار ہوتے سوراخ کر گئی تھی۔۔
پاگل ہو گیا ہے تو۔۔ وہ خوف سے کوئی کپڑا ڈھونڈھ
رہا تھا۔۔ پھر اپنی شرٹ اتارتے اس کے پاؤں پہ
باندھی۔۔۔

باس تمہیں بتائیں گے۔۔ اس کا پاؤں سختی سے
باندھتے وہ سیدھا کر کے سیٹوں کے درمیان بنے
باکس پہ رکھا۔۔

پ۔۔ پانی دو۔۔ سالار نے گہرے سانس لیتے مانی مانگا
۔۔

دیتا ہوں تمہیں پانی۔۔ جس نے گولی چلائی تھی وہ
ابھی بھی آرام سے بیٹھا تھا۔۔ گاڑی اب ہواؤں سے
باتیں کر رہی تھی۔۔ گھنٹے بھر میں وہ لوگ جنگل سے
باہر نکلے تھے۔۔ جنگل سے آگے بس پہاڑ ہی پہاڑ

تھے۔۔ اسے نیچے اتارتے وہ لوگ ایک غار نما پہاڑ
کے اندر اسے لے آئے۔۔ وہ مصنوعی پہاڑ تھا۔۔ بلکہ
گھر تھا اور اسے پہاڑ کی شکل میں بنایا گیا تھا۔۔
سالار کو سہارے سے اندر لاتے صوفے پہ ڈالا۔۔
کیا ہوا ہے اسے۔۔ وہاں موجود ایک گارڈ نے ان
دونوں کو گھورا۔۔
کیا ہونا ہے۔۔ دماغ خراب کر دیا تھا کمینے نے۔۔ تو
چلا دی گولی۔۔

اوففف۔۔۔ گارڈ تیزی سے سالار کے پاس آیا۔۔ اس
ک خون نہیں رک رہا۔۔۔ ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔

میں بلاتا ہوں۔۔۔ ڈرائیور جلدی سے باہر نکلا کچھ
سیکنڈ بعد آیا تو اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی
تھا جس نے سالار کے پاؤں پہ سٹیچیز لگاتے پٹی
باندھی تھی۔۔

باس نے تم لوگوں کی ٹانگیں توڑ دینی ہیں۔۔
اچھا۔۔ ڈراؤ نہیں۔۔ گولی چلانے والے نے چڑ کے کہا
۔ وہ پہلے ہی ڈرا ہوا تھا۔۔ انہیں سختی سے منع کیا جاتا

تھا کہ کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچانا۔۔ جو جیسے
پکڑتے ہو ویسے ہی ایجنسی تک آئے۔۔ کسی قسم کی
کھروج بھی آئی تو ایجنسی کا مالک انہیں موت سے
آشنا کروا دیتا تھا۔۔

سالار کو دو گھنٹے بعد ہوش آیا تو آس پاس دیکھا۔۔
وہی کالی وردیوں والے گھوم رہے تھے۔۔

م۔۔ مجھے ساوری کے پاس جانا ہے۔۔ اٹھ کے
سیدھے ہوتے پکارا۔۔

ساوری یہاں نہیں ہے۔۔ آرام سے لیٹے رہو۔۔۔۔

کیوں نہیں ہے۔۔۔ تم لوگ اسے۔۔

کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔ آرام کرنا تجھے کیا تکلیف ہو
رہی ہے۔۔۔۔ کیوں ہمیں مروانے کی ٹھانی ہوئی ہے
تو نے۔۔ گارڈ نے پاس آتے اس کے کندھے پہ
جھانپڑ رسید کیا۔۔ سالار نے جبرے بھینختے پیچھے ٹیک
لگالی۔۔ اسے وہاں سے بھاگنا تھا۔۔ جس طرح ان
لوگوں نے اسے وہاں لا کے رکھا تھا اسے نہیں امید
تھی کی وہ اسے ساوری تک لے کے بھی جاتے۔۔

کچھ دیر اسے انہیں سمجھنا تھا۔ آنکھیں بند کرتے

اس کے سامنے ساوری کا سراپا لہرایا۔

وہ صرف اس سے لاڈ کرتی تھی۔ اس کی معصومیت

صرف اس کے سامنے عروج پہ ہوتی تھی۔ وہ اسے

باپ کی طرح سمجھتی تھی۔

میں اگر تمہیں شیر کے سامنے پھینک دوں تو۔۔

آپ نہیں پھینکیں گے۔ اسے سالار پہ بھروسہ تھا

اور وہ بھروسا ٹوٹ رہا تھا۔ بے چینی سے وہ واپس

اٹھ کے بیٹھا۔ گارڈ چلتے چلتے دوسری طرف جا رہا

تھا۔۔ سالار سے ایک منٹ بھی صبر نہیں ہو رہا تھا

۔۔ نظریں بچا کے وہ صوفے سے اٹھا۔۔ اور پاؤں

گھسیٹ کے چلتے ایک طرف ہوا۔۔ گارڈ دوسری

طرف رخ کیے جا رہا تھا۔۔

سالار کو کچھ پتہ نہیں تھا باہر کیا ہے۔۔ دھیرے

دھیرے چلتے وہ دروازے کے پیچھے ہوا۔۔ سامنے

کوئی بھی نہیں تھا۔۔ شاید وہ لوگ سونے چلے گئے

تھے۔۔ آدھی رات کو اس گارڈ کے علاوہ اور کوئی

نہیں تھا۔۔ سالار دھیرے دھیرے چلتے باہر نکل گیا

--

رات کے آخری پہر اس کی آنکھ کھلی تو اپنے پاس
ایک موٹی عورت کو لیٹے دیکھ کے خوف سے پیچھے
کھسکی۔۔ وہ خراٹے لے رہی تھی ہلکے ہلکے۔۔ ساوری
نے سیدھے ہوتے پاؤں زمین پہ رکھے۔۔ ساری
عورتیں سو رہی تھیں۔۔

وہ اٹھ کے دروازے کے پاس آئی تو دروازہ کھلا ہوا
تھا۔۔ کلک کی ہلکی سی آواز آئی تو پیچھے پلٹ کے
دیکھا کہیں کوئی جاگ نا رہا ہو۔۔۔ لیکن سب سو رہی
تھیں۔۔ وہ باہر نکل آئی۔۔ باہر بالکل اندھیرا تھا
۔۔۔ اسے ڈر بھی لگ رہا تھا لیکن اسے اپنے ہی کے
پاس واپس جانا تھا۔۔

ایسے ہی چلتے چلتے وہ ایک کمرے میں داخل ہوئی۔۔
سامنے ایک دیو ہیکل آدمی بیٹھا کچھ کھا رہا تھا۔۔ وہ
کچھ پل اسے دیکھتی رہی اس موٹے آدمی نے اسے

دیکھا نہیں تھا۔۔۔ وہ ہنوز کچھ پینے میں مصروف تھا

--

ساوری واپس پلٹنے لگی تو کسی چیز سے ٹکرائی

شور پیدا ہونے کی آواز پہ اس دیو ہیکل آدمی نے

اسے دیکھ لیا۔۔۔

اے لڑکی۔۔ کیا کر رہی ہو۔۔ پینے والی چیز وہیں چھوڑ

کے اٹھ کے اس کے پاس آیا اور اسے بازوؤں سے

دبوچتے اوپر اٹھایا۔۔

اوقف ساوری کو اس سے اتنی گندی سمیل آئی کے
بے ساختہ پیچھے ہوئی۔۔

انکل مجھ سے دور رہیں۔۔ اسے غصے سے گھورتے
نیچے اترنا چاہا۔۔

انکل تیرا باپ ہو گا۔۔ چل یہاں آ۔۔ دروازہ بند
کرتے اسے بیڈ کی طرف اچھالا۔۔

انکل۔۔ ی۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ وہ جلدی سے
بیڈ سے نیچے اتری۔۔ جب اسے پیچھے سے کسی اور

نے پکڑا۔۔۔ یعنی اس کے علاوہ وہاں کوئی اور بھی تھا
۔۔ ایک دم سے کمرے کی فل لائٹ روشن ہوئی۔۔
ساوری نے دونوں کو روشنی میں دیکھا تو بے اختیار
ہنسنے لگی۔۔

ہاہا ہا۔۔ انکل آپ کتنے فنی لگ رہے ہیں۔۔
تیرا فنی ہم نکالتے ہیں۔۔ جس نے پکڑا تھا اس نے
اٹھا کے اسے بیڈ پہ واپس دھکیلا۔۔ ساوری بس ہنسنے
جا رہی تھی جب ایک نے پکڑ کے اس کی شرٹ
اتارنی چاہی۔۔۔ ساوری کا دل دھک سے رہ گیا۔۔

ا۔ انکل۔۔ میرے کپڑے کیوں کھینچ رہے ہیں۔۔۔
بیچے سرکتے وہ دیوار کے ساتھ لگی۔۔

ہم گیم کھیل رہے ہیں۔۔ موٹے آدمی نے اپنے پیلے
دانتوں کی نمائش کرتے اسے بتایا۔۔۔

ک۔۔ کون سی۔۔۔ گیم ہے یہ مجھے نہیں کھیلنی۔۔

ہم تمہارے پیٹ میں ایک بے بی ڈالیں گے۔۔

ایسی گیم ہے۔۔ چلو ادھر آؤ۔۔ وہ دونوں بیڈ کے

پاس کھڑے اسے اپنی طرف بلا رہے تھے۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ مجھے نہیں کھیلنا۔۔ اسے گھورتے وہ

دوسری سائڈ سے سرک کے نیچے اتری۔۔

م۔۔ میں جا رہی ہوں۔۔ انہیں پورے رعب سے

گھورتے وہ جو نہی دروازے کی طرف بڑھی تو ایک

آدمی نے اسے پکڑ کے دبوج لیا۔۔

ہمارے ساتھ کھیلو گی تم۔۔ ہم تمہارے ساتھ

کھیلیں گے۔۔ اس کے چہرے سے خباثت ٹپک رہی

تھی۔۔ ساوری کا دل خوف سے کانپ اٹھا وہ اچھے

لوگ نہیں تھے۔۔

انکل پلیر۔۔ مجھے نہیں کھیلنا۔۔ وہ رونے لگی۔۔

اے اے۔۔ چپ۔۔ اس کی آواز اونچی ہوئی تو ایک
نے اسے غصے سے ڈپٹا لیکن ساوری اور اونچا رونے
لگی۔۔

چل دفعہ ہو۔۔ جس نے شراب نہیں پی تھی اس
نے اسے دروازہ کھول کے باہر دھکیل دیا۔۔ ساوری
جان چھوٹنے پہ جلدی سے واپس اسی روم میں آگئی
جہاں وہ موٹی عورتیں تھیں۔۔

شکر ہے مجھے رونے کا آئیڈیا آگیا تھا۔۔ خود کو دلاسا
دیتے واپس وہیں جا کے لیٹ گئی۔۔ جہاں پہلے سوئی
تھی۔۔ اگلی صبح ہو گئی تھی لیکن اسے سالار نہیں لینے
آیا تھا۔۔ باقی کی رات اس نے جاگ کے ہی گزاری
تھی۔۔ اگلے دن ناشتہ اسے انہیں عورتوں کے ساتھ
ہی دیا گیا تھا۔۔ عجیب و غریب تھا اسے پسند نہیں آیا
لیکن اسے سالار کے لیے خود کو ٹھیک رکھنا تھا۔۔
دو دن اسے وہاں ایسے ہی گزر گئے تھے۔۔ وہ موٹا
آدمی اسے جہاں دیکھتا غصے سے گھور دیتا۔۔

ساوری سب سے چھپتے چھپاتے خاموش رہتی تھی
۔۔۔ اسے بس سالار کا انتظار تھا۔۔۔ اسے یقین تھا وہ
اسے لینے آئے گا۔۔۔ اس نے اس کے بابا سے وعدہ
کیا تھا۔۔۔ وہ ساوری کی حفاظت کرے گا

پچھلے تین دن سے وہ اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈھ
رہا تھا۔۔۔ اس کے سارے دعوے جھوٹے تھے۔۔۔ وہ
ساوری کی حفاظت نہیں کر پایا تھا۔۔۔ بکھری شیو اور
شکن زدہ لباس میں وہ پہاڑ کی چوٹی پہ کھڑا شخص۔۔۔

جس نے کبھی خود کو ہارنے نہیں دیا تھا۔۔ آج ایک
چھوٹی سی لڑکی کو ہار گیا تھا۔۔ وہ ان پہاڑوں کے
بیچ تین دن سے چھپا ہوا تھا۔ وہاں لوگ اسے
ڈھونڈھ رہے تھے لیکن خود کو بنا کھائے پیئے زخمی
حالت میں چھپائے رکھنا بھی کسی جنگ سے کم نہیں
تھا۔۔ آج تیسری شام ڈھلنے والی تھی اور وہ ساوری
کو ڈھونڈھ نہیں پایا تھا۔ گھر ہادی اور زوہا کا کیا حال
تھا اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا۔۔

چوٹی پہ کھڑے ہوتے اس نے دور دیکھا۔۔۔ شام
ڈھلے وہاں سے سب چلے جاتے تھے۔۔ ابھی بھی اس
پاس کوئی نہیں تھا۔۔ پاؤں کا زخم بھی اب کچھ ٹھیک
تھا۔۔

یا اللہ مجھے ساوری واپس چاہیے۔۔ کمر پہ ہاتھ رکھتے
اس نے دور دیکھا۔۔ وہاں ایک سفید رنگ کا گھر تھا
۔۔ اس گھر میں کیا تھا وہ نہیں جانتا تھا لیکن اتنا وہ
جانتا تھا وہاں بھی ایجنسی والوں کا ڈیرہ ہے۔۔۔ واپس

نیچے اترتے اس نے نیچے پہاڑی غار کے اندر چھپائے
فون کو نکالا۔۔

یہ فون بھی اس نے آج صبح ہی ایک ماسک مین کا
نکالا تھا وہ بھی بڑی مشکل سے۔۔ لیکن اس کا کوڈ
اسے نہیں پتہ تھا۔۔

فون کو واپس رکھتے باہر نکل آیا۔۔ آہستہ آہستہ چلتے
چھپتے چھپاتے وہ اس سفید گھر کی طرف چل پڑا۔۔
فاصلہ بہت زیادہ تھا اور اسے پیدل چل کے جانا تھا
۔۔ اونچے نیچے راستوں سے ہوتے رات کے گیارہ

بجے وہ اس سفید گھر کے قریب پہنچا۔۔ ہر جگہ دو دو
گارڈ کھڑے تھے۔۔ ایک جگہ ایک سگریٹ پی رہا تھا
۔۔ سالار کو اندر جانا تھا اور اس سے پہلے وہاں کے
لوگوں کا دھیان بھٹکانا تھا۔۔ کچھ دیر بعد اس آدمی
کے سگریٹ ختم ہونے کا انتظار کیا ان کا رخ دوسری
جانب تھا اور سالار ان کے پیچھے کی طرف کھڑا تھا
۔۔ پانچ منٹ میں سگریٹ ختم کر کے اس نے پھینکی
۔۔ تو سالار نے فوراً آگے ہو کے اسے اٹھایا۔۔ اور
منہ سے لگاتے سٹہ بھرا۔۔ وہ جس نے کبھی اپنی

بیوی کا جھوٹا نہیں کھایا تھا۔۔۔ وہ ساوری کے لیے
کسی کا جھوٹا پھینکا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔

دو بار ناک سے دھواں نکالتے اس نے سگریٹ کو

جلائے رکھا۔۔۔ پھر تھوڑا دور آ کے جلدی سے

تھوڑے پتے اور گھاس جمع کیا اور جلدی ہوئی

سگریٹ اس پہ پھینک دی۔۔۔ کچھ دیر تو وہ بس

دھواں چھوڑتے رہے۔۔۔ جب تپش بڑھنے لگی تو خود

ہی آگ لگ گئی۔۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے آگ تیز ہوتے

آگے پیچھے پھیلنے لگی۔۔۔ سالار تھوڑا دور ہی چھپ گیا

تھا۔۔ جیسے ہی ان آدمیوں میں سے کسی نے دیکھا تو
اس نے فوراً چلانا شروع کر دیا۔۔

ا۔۔ آگ لگ گئی۔۔ آگ لگ گئی۔۔ آگ سوکھی
گھاس اور پتوں پہ تیزی سے پھیل رہی تھی۔۔ سالار
موقع دیکھ کے اندر داخل ہوا۔۔ اندر سے دو آدمی
بھاگتے ہوئے آرہے تھے وہ تیزی سے پیچھے ہوتے
چھپا۔۔ ان کے جانے کے بعد واپس نکلتے بھاگتے
ہوئے اندر داخل ہو گیا۔۔ وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔۔
بس کچھ دروازے تھے۔۔ جو بند تھے۔۔۔

ایسے ہی سامنے والے دروازے کو ہلکا سا پیش کیا تو
وہ کھلتا چلا گیا۔۔ سامنے اس کی ساوری بیڈ پہ بیٹھی
دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

سس ساوری۔۔ اندر داخل ہوتے دروازہ بند کیا۔۔
ہبی۔۔ ساوری کہنی کے بل اوپر اٹھی۔۔

سالار نے تیزی سے اس کے پاس آتے اسے اوپر
اٹھتے سینے سے لگا لیا تھا۔۔ میرا بچہ ٹھیک ہے۔۔ سر
پہ بے شمار پیار کرتے فکر سے پوچھا تو اس نے اثبات
میں سر ہلایا۔۔

سر مئی آنکھوں میں عجیب سا خوف تھا۔

میری جان۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ اسے
اٹھائے اٹھائے وہ واپس باہر نکلا۔۔۔ لیکن باہر بہت
سارے دیو ہیکل آدمی کھڑے ان کا انتظار کر رہے
تھے۔۔

ساوری خوف سے اس کے اندر گھسی جا رہی تھی۔۔
سالار کی تو جیسے جان اسے دیکھ کے واپس آگئی تھی

--

پکڑو انہیں اور اتنا مارو کہ ان کی شکل نا پہچانی جائے

-- یہاں سے آج تک کوئی واپس نہیں جاسکا اور

یہ لینے آیا ہے اپنی دو فٹی بیوی کو۔۔ باس ہنسا۔۔

یہاں سے آج تک کوئی واپس نہیں گیا۔۔ لیکن میں

تمہیں واپس جا کے دیکھاؤں گا۔۔ ساوری کو خود میں

بھیجتے بے لچک انداز میں کہا۔۔

اچھا۔۔ باس نے ساتھ ہی آدمیوں کو اشارہ کیا کہ وہ

ان دونوں کو پکڑ لے۔۔

سالار نے اس کے قریب آتے ایک ہاتھ سے گھما
کے اسے مکا رسید کیا وہ بلبلاتا ہوا دور جا کے گرا۔
میرے راستے میں جو آئے گا اسے موت سے آشنا
کروا دوں گا۔۔۔ باقی تم لوگوں کی مرضی ہے۔۔
مضبوطی سے قدم اٹھاتے وہ ان لوگوں کو چیرتے
ہوئے آگے بڑھا۔۔۔ وہ سب پیچھے ہوتے گئے تھے
کیونکہ ان کے پاس نے انہیں کوئی حکم نہیں دیا تھا
۔۔ جو نہی وہ گیٹ عبور کرنے لگا پیچھے سے ایک چاقو
اڑتا ہوا اس کی کمر پہ آ لگا۔ ایک لمحے کے لیے

سالار کے ہاتھ سے ساوری چھٹنے لگی تھی لیکن پھر
اتنی ہی شدت سے اس نے قدم اٹھایا۔

جب بہت ساری بندوقوں کے کلچ لگے تھے اور ان کا
رخ سالار ساوری کی طرف تھا۔

ساوری میرا بے بی۔۔ آنکھیں بند کر لو۔۔ سالار نے
بہت آہستہ آواز میں ساوری سے کہا۔۔ ساوری نے
اس کی بات مانتے فوراً آنکھیں بند کر لیں۔۔
سالار وہیں رک گیا تھا۔

کیوں ہمارے قہر کو للکار رہے ہو۔ اگر زندگی چاہتے
ہو تو خود کو ہمارے حوالے کر دو۔

زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔ جس نے
مجھے یہاں تک پہنچایا ہے وہی مجھے یہاں سے نکالے
گا۔۔

باس اس کی جواب پہ جزبزر ہوتے اس کے قریب
چلا آیا۔۔

اچھا ایک بات بتاؤ۔۔ وہ طنزیہ مسکراتے اس کے پاس
آیا۔۔

سالار خاموشی سے اسے دیکھتا رہا ساوری نے اپنا گال
اس کے کندھے پہ ٹکاتے اپنا چہرہ اس کی گردن میں
چھپایا ہوا تھا۔

تم نے اس چھوٹی بچی سے شادی کیوں کی۔۔ کیا
تمہیں کوئی اپنی ہم عمر عورت نہیں ملی تھی۔۔
اس سے شادی کرنا میری مجبوری بن گئی تھی۔۔ اس
کا باپ میرا دوست تھا اور اس نے اسے میرے
حوالے کیا تھا۔

تم اس کا نکاح اپنے بیٹے سے کر دیتے۔۔ ان لوگوں
کو اس کے بارے میں سب معلوم تھا۔۔

مجھے اپنے بیٹے پہ بھی اعتبار نہیں تھا۔۔ سفاکیت سے
انہیں گھورا۔۔

واہ۔۔ پہلا باپ دیکھا ہے جسے اپنے بیٹے پہ بھی
بھروسا نہیں ہے۔۔

آج ساوری آپ لوگوں کے پاس ہے۔۔ اگر یہ
میرے بیٹے کے نکاح میں ہوتی تو کیا میرا بیٹا یہاں
کھڑا ہوتا۔۔ ہر گز نہیں۔۔ سالار کی آنکھوں میں

ایک عجیب سی لو تھی۔۔ جس سے سامنے والا بھی
قائل ہو گیا۔۔۔

میرا مرتا ہوا دوست جانتا تھا میرا بیٹا ہے لیکن اس
نے اس بات پہ ہی ترجیح دی۔۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا
کہ میں بوڑھا ہو رہا ہوں اور اس کی بیٹی ابھی بچی
ہے۔۔

اگر اس نے اسے میرے حوالے کیا ہے تو بہت کچھ
سوچ کے۔۔ وہ بول رہا تھا اور ساوری اس کی باتیں
مسکراتے سن رہی تھی۔۔ اس کا سالار اس کا ہی

اسے لینے آیا تھا جیسے موویوں میں ہیرو اپنی ہیروئن
کو لینے آتے ہیں۔۔ وہ اس کا ہیرو تھا۔۔

ہو سکتا ہے تمہارے دوست کے پاس وقت کم ہو اور
اس نے اچانک یہی سوچا ہو بس۔۔

میں جانتا ہوں اپنے دوست کو۔۔ وہ مر گیا ہے اور
سکون سے مرا ہے۔۔ آپ کو اب کیا مسئلہ ہے مجھے
وہ بتائیں۔۔

مسلمہ ہمیں نہیں تمہیں ہو گا۔۔ جب یہ لڑکی جوان
ہو گی اسے کوئی اور بھائے گا تو تم پھر منہ دیکھتے رہ
جاؤ گے۔۔ باس ہنسا۔۔

اسے کوئی پسند آئے گا تو میں اسے چھوڑ دوں گا
۔۔۔ دل میں جیسے ٹیس سی اٹھی تھی۔۔

میں سالار کو پسند کرتی ہوں اور انہیں کبھی نہیں
چھوڑنے دوں گی ساوری نے بے ساختہ پیچھے مڑتے
باس کو گھورا۔۔ مطلب اسے اس کی باتیں اچھی نہیں

لگئیں تھیں۔۔۔ سالار کا دل جیسے ایک ہی لمحے میں
پر سکون ہوا۔۔

میری توبہ تم لوگوں کو الگ کرنے کی کوشش کروں
جو۔۔ باس نے ایک دم ان کے آگے ہاتھ جوڑے
۔۔

انہیں گھر چھوڑ کے آؤ۔۔ پھر اونچی آواز میں کہتے وہ
پیچھے ہٹ گیا۔۔

وہاں کھڑے ان سب کالی وردی والوں نے دیکھا تھا
۔۔ کیسے ایک سالار نے ساوری کے لیے اپنی زندگی

کو داؤ پہ لگایا تھا۔۔ اس کی جان کے لیے اپنی جان
ہتھیلی پہ رکھی تھی۔۔ گولی کھا کے جب لوگ خوف
سے دوبارہ وہاں بھٹکتے بھی نا ہوں تب سالار پاؤں
گھسٹتے چل کے ساوری تک پہنچا تھا۔۔ ان کی زندگی
کو بخش دیا گیا تھا ایک دنیا نے دیکھا تھا۔۔

ساوری اس کے کندھے سے لگی تھی اور سالار واپس
دروازے کی طرف مڑتے باہر نکل آیا۔۔ انہیں ایک
آدمی ان کی اپنی بلیک کرولا پہ جنگل سے باہر شہر کی
میں سڑک پہ چھور کر آیا۔۔ سالار کی گاڑی اور

موبائل دونوں انہوں نے خود ہی رکھ لیے تھے۔۔
سالار کو وہ چاہئے بھی نہیں تھے اسے چاہیے تھی تو
بس ساوری سالار جو اسے مل گئی تھی

جنگل سے باہر شہر تک وہ لوگ چھوڑ کے واپس چلے
گئے تو سالار نے سوئی ہوئی ساوری کو دیکھا وہ اس
کی دونوں کلائیوں پہ پڑی ہوئی تھی۔۔ کچھ راستہ اس
نے پیدل چلتے عبور کیا پھر اسے آگے ٹیکسی مل گئی
تھی۔ پہلے تو ٹیکسی والا اس کی حالت دیکھ کے انہیں

گھر چھوڑنے کے لیے تیار ہی نہیں تھا۔۔ پھر سالار
نے جیسے تیسے کر کے اسے منا ہی لیا۔۔

صبح ساڑھے سات بجے وہ لوگ سالار کے گھر پہنچے
تھے۔۔ گارڈ سے پیسے لے کے ٹیکسی والے کو کرایہ
دے کے بھیجا۔۔ اندر آتے سامنے لیونگ روم میں
زوہا اور ہادی سو رہے تھے اور بے بی سٹر کچن میں
ناشتہ بنا رہی تھی۔۔

شکر ہے بے بی سٹر ان کے ساتھ تھی۔۔

خاموشی سے انہیں بناء ڈسٹرب کیے پہلے ساوری کو
اپنے روم میں آتے بیڈ پہ ڈالا تو وہ کسمسا کے کروٹ
بدل گئی۔۔

اے سی اون کرتے کھڑکیاں بند کیں۔۔ پھر خود
کپڑے لیے فریش ہونے چلا گیا۔۔ اس کے واپس
آنے تک ساوری سوتی رہی تھی تھی۔۔

واپس باہر آتے کچن میں آیا۔۔ بے بی سٹر ناشتہ تیار
کر چکی تھی۔۔

کھینکس بچوں کا خیال رکھنے کے لیے۔۔ شیو اس نے
ابھی نہیں بنائی تھی شاید۔۔

بے بی سٹر بس سر ہلا گئی۔۔ سالار پانی پی کے واپس
باہر نکلا۔۔

میں کام سے جا رہا ہوں کچھ دیر تک آجاؤں گا۔۔
اوکے سر۔۔

وہ باہر نکلتے گیراج میں کھڑی سوزوکی ہیوی بانک کے
پاس آیا۔۔ جس پہ گرد جمع ہوئی تھی۔۔ سائڈ پہ

رکھے کپڑے سے اسے پہلے جھاڑا پھر سٹارٹ کرتے
باہر نکالی۔۔

واچ مین نے اسے دیکھتے دروازہ کھول دیا تھا۔۔ بایک
باہر نکالتے ہیلمٹ پہنا۔۔ اس کا رخ شبنم کے گھر
کی طرف تھا۔ اتنا سب کچھ جس کے پیچھے ہوا تھا وہ
اسے سکون سے تھوڑی رہنے دیتا۔۔ بایک شفاف
سڑک پہ ہواؤں سے باتیں کرنے لگی تھی صبح کی
ٹھنڈی ہوا اور دل میں اترتا سکون بڑا ہی بھلا لگ رہا
تھا۔۔۔

یہ تین چار دن جتنی بے سکونی اور پریشانی میں
گزرے تھے وہی جانتا تھا۔۔۔ سپیڈ بڑھاتے وہ جلدی
ہی شبہم کے گھر پہنچ گیا۔۔

دروازے پہ دستک دی تو کسی نے بھی نہیں کھولا
۔۔ یقیناً وہ لوگ سکون سے سو رہے تھے۔۔ اور سالار
ان کا سکون برباد کرنے ہی تو آیا تھا۔۔ دو جھٹکوں
سے دروازہ کھولتے اندر آیا۔۔ لیونگ روم کا دروازہ
کھلا ہوا تھا۔۔

شبّہم باجی۔۔ باہر تو آئیں۔۔ صوفے پہ تسلی سے بیٹھتے
اونچی آواز میں شبّہم کو پکارا۔۔ وہ چند سیکنڈ میں دوڑتی
ہوئی باہر نکلی۔۔

ڈھونڈ لیا ہے میں نے ساوری کو۔۔ اسے بتاتے
تاثرات دیکھے۔۔ اب آپ اپنے بیٹے کو خود ڈھونڈیں
گی یا اسے بھی میں ہی ڈھونڈھوں۔۔
و۔۔ وہ نہیں ہے گھر۔۔۔

جہاں بھی ہے۔۔۔ جلدی بلائیں اسے۔۔۔

ز۔۔ زیب۔۔ اس کے منہ سے مری ہوئی آواز نکلی
تھی۔۔

ایسے کون آئے گا۔۔ ذرا روتے ہوئے بلائیں۔۔
پ۔۔ پلیر معاف کر دو اسے بچہ ہے۔۔ غلطی ہو گئی

ایسی غلطیاں بچے ایسے ہی نہیں کرتے۔۔ انہیں
بڑوں کی شہ ملتی ہے تبھی وہ یہ کارنامے سرانجام
دیتے ہیں۔۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتیں اگر ساوری

کو کچھ ہوتا تو کیا ہو سکتا تھا۔۔ ابھی تو وہ مجھے ٹھیک
واپس مل گئی ہے۔۔۔ لیکن۔۔ وہ رکا۔۔

لیکن اس سب کی سزا زیب کو ملے گی اور میں اس
کا حلیہ اتنا بگاڑوں گا آپ بھی نہیں پہچان سکیں
گیں۔۔ اپنی جگہ سے اٹھتے وہ اس کے روم میں آیا
۔۔ اوندھے منہ پڑے زیب کو گریبان کے پیچھے سے
پکڑتے ایسے اٹھایا جیسے کوئی بے جان چیز ہو۔۔

ک۔۔ کون ہے۔۔ زیب کی نیند تو اڑن چھ ہوئی ہی
ساتھ حواس بھی جاتے رہے۔۔ خود کو ہوا میں
محسوس کرتے وہ پھڑپھڑایا تھا۔۔

میں ہوں بچے۔۔ سالار لہجے میں چاشنی سموئے اس
کے کان میں غرایا تو اسکی رہی سہی جان بھی نکل
گئی۔۔ وہ جو یہ سمجھ رہا تھا کہ سالار بھی ایجنسی والوں
کے ہتھے چڑھ گیا ہے وہ سب غلط تھا۔۔

ہوش اسے تب آیا جب سالار کے بھاری ہاتھ اس
کے چہرے پہ کئی نشان چھوڑ گئے تھے۔۔

تم شادی کرنا چاہتے ہو ساوری سے۔۔ تم پہ زور دیتے
ایک اور مکا جڑتے اسے دور پھینکا تو وہ بلبلا اٹھا۔
کچھ ہی مکوں سے اس کی جان ہوا ہو گئی تھی۔۔
ن۔۔ نہیں انکل۔۔ ان کے سامنے ہاتھ جوڑتے وہ
پیچھے سرکا۔۔ شبنم بے بسی سے اسے بچانے کی
کوشش کر رہی تھیں لیکن سالار اسے چھوڑنے والا
کہاں تھا۔۔

ایک دو سال جیل میں سڑو گے نا تو ٹھیک سے دل و
دماغ سے ساوری نکلے گی ساوری تو کیا ساوری سالار
کا نام بھی بھول جاؤ گے۔۔ سرخ دہشت سے بھری
آنکھیں اس پہ گاڑتے وارن کیا۔۔

وہ روتے ہوئے خود کو سمیٹے اس سے بچنے کی کوشش
میں تھا۔۔ سالار نے پاؤں سے ٹھوکر لگاتے اسے
پرے پھینکا۔۔ وہ۔ نیم۔ مردہ حالت میں لڑکھڑاتے
ہوئے دور جا کے گرا تھا۔۔

سنجھالیں اپنے لاڈلے کو۔۔ اور تمیز سکھائیں آپ خود
بھی عورت ہیں۔۔ واپس مڑتے شبنم پہ ایک قہر
بھری نظر ڈالی۔۔

شبنم بھاگ کے زیب کے پاس گئی تھیں صبح صبح ہی
زیب کو مار پڑ گئی تھی۔۔

سالار لمبے لمبے ڈگ بھرتے گیٹ عبور کر گیا۔ بانک
سنجھالتے، سیلیٹ لگایا اور اسی سپیڈ سے واپس گھر آیا
۔۔ بچے ابھی تک سو رہے تھے۔۔

ناشتہ وہ بچوں کے ساتھ کرنا چاہتا تھا لیکن بھوک
سے پیٹ بھی سکڑ گیا تھا اس کا۔۔ بے بی سٹر پتہ
نہیں کہاں تھی۔۔ سالار نے خود ہی اپنے لیے کھانا
نکالا اور ڈائمنگ ٹیبل پہ آکے بیٹھ گیا۔۔ چہرے پہ
کہیں بھی تھکن کے نشان نہیں تھے۔۔

ناشتہ کر کے جو نہی فارغ ہوا تو زوہا جاگ گئی۔۔
بابا۔ وہ خوشی سے اتنا اونچی چینی تھی کہ ہادی بھی
جاگ گیا۔۔

آپ کہاں گئے تھے۔۔ وہ بھاگتے ہوئے اس کے گلے
سے لپٹ گئی۔۔ سالار اسے کوئی جواب دیے بنا بس
گال پہ بوسہ دے گیا۔۔ پھر ہادی اس سے ملا۔۔
ساوری نہیں آئی بابا۔۔ زوہانے اگے پیچھے دیکھتے اسے
تلاشا۔

آئی ہے وہ سو رہی ہے۔۔

کیسی ہے وہ۔۔ ہادی نے پوچھا۔

ہاں۔۔ ٹھیک ہے۔۔ آپ لوگ فریش ہو جاؤ۔۔ میں
اسے اٹھا کے لاتا ہوں۔۔۔ زوہا کے گال پہ دوبارہ
بوسہ دیتے انہیں اندر بھیجا۔۔

وہ دونوں سر ہلاتے اندر چلے گئے تو سالار اپنے روم
میں آیا۔۔ ساوری ہمیشہ کی طرح سمٹی ہوئی کروٹ
کے بل سو رہی تھی۔۔ اس کے قریب بیٹھتے ماتھے
سے بال ہٹائے۔۔ اس کا ماتھا ہلکا ہلکا گرم ہو رہا تھا۔۔
ساتھ ہی جھک کے اس کے گال پہ لب رکھے۔۔ تو
مونچھیں چھبنے سے وہ ہلکا سا کسمسائی۔۔

ساوری۔۔ اسے ہولے سے پکارا۔۔

جی ہی۔۔ اس کی طرف کروٹ لیتے اس نے آنکھیں
کھولیں۔۔

تم جاگ رہی ہو۔۔ سالار نے اسے ہلکا سا گھورا تو وہ
مسکرائی۔۔

نہیں۔۔ ابھی ابھی جاگی ہوں۔۔ آنکھیں پٹیٹاتے
جواب دیا تو سالار نے آئی برو اچکائے۔۔

اچھا ابھی جب میں نے پیار کیا تو تم سو رہی تھی۔۔
اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ناک سے ناک رگڑی تو وہ
کھکھلا دی۔۔

میں ڈرامہ کر رہی تھی سونے کا۔۔

اچھا وہ کیوں۔۔ اس کا سر ابھی بھی سالار کے ہاتھ
میں تھا۔۔۔

تاکہ آپ اور بھی پیار کر لیں۔ مسکاتے سرمئی
آنکھوں میں شوخی تھی۔۔

ہاں جب میں نے پیار کیا تو تم سے برداشت نہیں ہو
گا۔۔ سالار نے اس کے سر کو تکیے پہ رکھ دیا۔۔
ساوری جلدی سے اٹھ کے نیچے اتری۔۔

آپ مجھ سے پیار کر لیں میں برداشت کر لوں گی
۔۔ اس کے سامنے کھڑے ہوتے ذرا آگے ہوئی اور
تیزی سے اس کے گال پہ اپنے نرم چھوٹے چھوٹے
لب رکھ دیے۔۔ سالار اس کی حرکت پہ ساکت رہ
گیا تھا۔۔ وہ اس کے اور اپنے رشتے کو سمجھ نہیں سکتی
تھی لیکن وہ تو فیل کرتا تھا۔۔ اس کی کمر کے گرد

ہاتھ باندھتے اپنے دونوں گھٹنوں کے درمیان کھڑا
کرتے قریب کیا۔۔

آئی لو یو۔۔ سالار ہی۔۔ ساوری اس کی گردن میں
باہیں ڈالتے اسے منجمد کر گئی۔۔

ہاں سچ میں۔۔ ساوری نے آگے ہو کے اس کی بیرڈ
پہ ماتھا ٹکایا۔۔

سالار کے ہاتھ اس کی کمر سے نیچے گر گئے تھے۔۔
لب سختی سے بھینچتے اسے خود سے دور کیا۔۔

تم فریش ہو جاؤ۔ پھر ناشتہ کرنا ہے۔۔ اس کے بازو
اور ہاتھ بھی گرم ہو رہے تھے۔۔

ٹھیک ہے۔۔ آپ میرے کپڑے لادیں گے۔۔ اپنے
جوتے ڈھونڈتے پہنے۔۔

سالار اسے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ چھوٹی تھی۔۔ اگر تھوڑی
سی بھی بڑی ہوتی تو یقیناً وہ اپنی معصومیت کھو چکی
ہوتی۔۔

جائیں نا ہی۔۔ وہ چلتے ہوئے ہاتھ روم کے دروازے
تک پہنچ گئی لیکن وہ ہنوز اسی پوزیشن پہ بیٹھا تھا۔۔

اوکے۔۔ سر ہلاتے وہ اٹھ کے باہر نکل گیا۔۔

ساوری اندر چلی گئی تھی۔۔ سالار کچھ دیر بعد اس کے کپڑے لیے ہاتھ روم کے دروازے تک آیا۔۔

ساوری کپڑے لے لو۔۔ دروازہ ہلکا سا ناک کیا۔۔

دیں۔۔ اس نے دروازہ کھولتے ہاتھ آگے بڑھایا۔۔

سالار نے پہلے ہی رخ پھیر لیا تھا اندازے سے

پکڑاتے واپس پلٹ آیا۔۔ ساوری شاہور لے کے باہر

آئی تو سالار وہاں نہیں تھا۔۔

میرے ہی اتنے بورنگ کیوں ہیں۔۔ سوچتے اس نے
اپنے بال جھٹکتے دوسرے جوتے پہنے پھر اپنا دوپٹہ
لے کے باہر چلی آئی۔۔ ہادی اور زوہا اس کا ویٹ کر
رہے تھے۔۔ زوہا تو اس سے گلے ملی تھی۔۔ ہادی نے
اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔

تم نے زیب بھائی کو مارنے کی کوشش کیوں نہیں کی
ساوری۔۔ تم انہیں مارتی اور بھاگ آتی۔۔

وہ مجھے وہاں دوست کے گھر لے جا رہے تھے لیکن
جنگل میں لے گئے اور۔۔

جنگل میں کس کا گھر ہوتا ہے ساوری۔۔ سالار جو
چائے کی چسکی لے رہا تھا اسے گھورا۔۔ ابھی تو اسے
ڈانٹنا باقی تھا۔۔

مجھے کیا پتہ تھا وہاں گھر نہیں ہو گا۔۔ وہ لوگ مجھے
وہاں گاڑی میں بند کر کے چلے گئے تھے۔۔

اوہ پھر۔۔ زوہا کو وہ ٹریجڈک سٹوری سننی تھی۔۔

پھر میں وہاں چیختی رہی کوئی نہیں تھا وہاں۔۔ میں
اکیلی بیٹھی تھی۔۔ میرا سانس بھی رک رہا تھا۔۔

پھر باہر کیسے آئی۔۔ ہادی نے پوچھا۔۔

پتہ نہیں خود ہی دروازہ کھل گیا۔۔۔ میں نے سب کو
بہت ڈھونڈھا لیکن نہیں ملا کوئی بھی پھر ایک گاڑی
میں انکل آئے اور مجھے زبردستی اٹھا کے لے گئے۔۔
ساوری نے نوالہ لیتے انہیں بتایا۔۔۔ سالار خاموشی
سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ اس کی آنکھوں گرد سرخی
پھیل رہی تھی۔۔

آپ لوگوں نے سکول نہیں جانا اج۔۔ سالار نے زوہا
اور ہادی کا دھیان دوسری طرف مبذول کروایا۔۔

نہیں۔۔ ہم لوگ تین دن سے سکول نہیں جا رہے
۔۔ زوہا نے بتایا۔۔

کیوں۔۔ سالار نے دونوں کو گھورا۔

بس ایسے ہی بابا ڈر لگ رہا تھا۔۔

سہی ہے۔۔ سالار نے زیادہ کچھ نہیں کہا ان کے دن
بھی تو پریشانی میں ہی گزرے ہونگے۔۔۔ وہ ناشتہ کر
کے فارغ ہوئے تو اٹھ کے اپنے روم میں چلے گئے
۔۔ ساوری بھی اٹھنے لگی تو سالار نے اسے روکا۔۔۔ تم
میرے ساتھ آؤ۔۔ اپنی جگہ سے اٹھتے اسے اپنے

پیچھے آنے کا کہا۔۔ ساوری اپنا دوپٹہ سر پہ جماتے اس
کے پیچھے باہر آئی۔۔

کہاں جانا ہے۔۔ اسے بال چھنے لگے تھے۔۔ دوپٹہ
ایک ہاتھ سے ٹھوڑی کے نیچے سے پکڑے وہ اس
کے ساتھ گیراج تک آئی۔۔ سالار نے بانک باہر
نکالتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

تو وہ بمشکل قابو ہوتے بیٹھ گئی۔۔ وہ چھوٹے ہونے
کے باوجود سالار سے تھوڑی سی اونچی لگ رہی تھی

جانا کہاں ہے ہبی۔۔ اس کے کمر کو دونوں طرف
سے پکڑتے اپنا دوپٹہ چھوڑ گئی تھی۔۔۔

ہوسپٹل۔۔ اس کے جسم کی حدت محسوس کرتے
اسے بتایا۔۔ بانک گیٹ سے باہر نکالتے ساوری کے
دونوں ہاتھوں کو پکڑتے مضبوطی سے اپنے گرد
باندھا تو وہ اور شدت سے اس میں سمائی۔۔

کیوں جانا ہے۔۔۔ ٹھوڑی اس کے کاندھے پہ ٹکاتے
پھر سے پوچھا۔۔

تمہاری میڈیسن لینے۔۔ بانک آہستہ آہستہ چلاتے وہ
سامنے دیکھ رہا تھا۔۔ مین سڑک پہ آتے اس نے
سپیڈ بڑھائی تو ساوری کا دوپٹا اڑ کے سائڈ پہ لہرانے
لگا۔۔ سالار نے سائے میں اس کا اڑتا ہوا دوپٹہ
دیکھا۔۔

ساوری دوپٹہ سنبھالو۔۔

میں ہاتھ نہیں کھولنے۔۔ اسے شاید ڈر لگ رہا تھا جو
اسے کس کے پکڑا ہوا تھا۔۔

دوپٹہ اڑ جائے گا۔۔ سالار نے سپیڈ تھوڑی ہلکی کی
پھر خود اس کا دوپٹہ پکڑ کے گول مول کر کے اپنے
تھائیز کے نیچے دبایا۔۔

میرے بال سوکھ جائیں گے ساوری کے کھلے بال ہوا
میں لہرا رہے تھے۔۔ سالار نے اسے آنے میں گھورا
۔۔ جلدی وہ لوگ ہو سہیل پہنچ گئے تھے۔۔ ریسپشن
پہ ڈاکٹر کا پوچھ کے وہ اندر چلا آیا۔۔

وہاں اس نے ساوری کے کچھ ٹیسٹ کروائے تھے۔۔
اسے ابھی ہلکا ہلکا بخار ہو رہا تھا۔۔ ڈاکٹر نے دوائی

دے دی تھی باقی ٹیسٹس کی رپورٹس کا شام تک
کہا تھا۔۔

ہوسپٹل سے باہر نکلتے سالار نے ساوری کو دوپٹہ
کرواتے ٹھوڑی کے نیچے گرہ لگائی۔۔

پیچھے سے بال نظر آرہے تھے۔۔

مجھے شاپنگ کرنی ہے۔۔ ہوسپٹل مین شہر میں تھا اور
اسے سامنے جیولری والی دکانیں نظر آرہی تھیں۔۔

اوکے سالار نے بانک سٹارٹ کرتے اسے پیچھے بیٹھنے
کا اشارہ کیا وہ پھر سے بیٹھ گئی۔۔

ویسے ہی آپ کی گاڑی کہاں ہے۔۔ اسے اچانک یاد
آیا تو پوچھا۔۔

گاڑی خراب ہو گئی ہے۔۔

پھر اسے ٹھیک کروالیں نا۔۔

ٹھیک نہیں ہو گی۔۔ نیو لوں گا۔۔ جھوٹ بولا۔۔

پھر آپ نالیں۔۔ یہ بانک ٹھیک ہے نا کتنا مزہ آتا
ہے۔۔۔

ہاں تمہیں مزہ آرہا ہے لیکن میری حالت کا پتہ
نہیں ہے نا۔۔۔

اسے لیے وہ اندر آیا۔۔

کیا کیا لینا ہے۔۔ جیولری والی سائڈ پہ آتے اسے اوپر

اٹھایا۔۔ سامنے شیشوں میں جیولری لگی ہوئی فھی۔۔

ایک نیکلس۔۔ سامنے والے آدمی کو بتاتے وہ شیشے

کے اندر دیکھ رہی تھی۔۔

نیکلس دیکھاؤ۔۔ سامنے والے نے ان کے کہتے نیکلس

کے کیس نکال کے سامنے رکھے۔۔ ان میں سے

ساوری نے ایک چین نکالی تھی۔۔

اور کیا چاہیے۔۔۔

رنگ۔۔ اور کانٹے بھی۔۔

اوکے۔۔ جو جو وہ بتاتی جا رہی تھی سالار خریدتا جا رہا

تھا۔۔ آخر میں اس نے کپڑے لیے تھے وہ بھی

سالار کے بتانے پہ۔۔

دو گھنٹے بعد ان کی واپسی ہوئی تھی۔۔ سالار آفس چلا

گیا تھا اور ساوری دوبارہ میڈیسن لے کے سو گئی

تھی۔۔۔

میرا بے بی ہو گا ہی۔۔ اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھتے اس
نے سالار کو دیکھا۔۔ وہ لوگ ابھی ڈنر کر کے آئے
تھے۔۔

نہیں۔۔ سالار نے اسے گھورا۔۔ اسے ایسا کیوں لگا تھا
بھلا۔۔

لیکن انہوں نے کہا تھا وہ میرے پیٹ میں بے بی
ڈال رہے ہیں۔۔ ساوری نے ہونٹ دانتوں میں
دباتے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔۔ سالار کے
چہرے کے تاثرات بدل رہے تھے

ساوری۔۔ اسے سختی سے ڈپٹا۔۔ خاموش ہو جاؤ۔۔

وہاں بہت ساری آنٹیاں تھی جن کے بے بی تھے۔۔

ساوری چلتی ہوئی اس کے قریب آ کے کھڑی ہوئی

--

تم نے ہوم ورک کر لیا ہے۔۔

وہ مجھے الگ روم میں لے گئے اور میرے پیٹ میں

بے بی بھی ڈالا۔۔ اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔۔

انہوں نے تمہیں چھوا تھا۔۔ سالار کے ہاتھ تھمے۔۔ وہ

موبائل کی سیٹنگ کر رہا تھا۔۔

ہاں۔۔ وہ میرے ساتھ گیم کھلتے رہے۔۔

سالار نے افیت سے لب بھینچے۔۔

پہلے انہوں نے میرے ساتھ چھپن چھپائی کھیلی پھر

روم کی لائٹ بند کر دی اور۔۔

اور میرے پیٹ میں بے بی ڈالنے لگے۔۔

مجھے درد ہو رہا تھا۔۔ میں بہت روئی لیکن وہ لوگ

۔۔ زبردستی میرے بازو پکڑے میرے ساتھ گیم

کھیل رہے تھے۔۔

ساوری۔۔ یہ سچ میں تھا۔۔ سالار نے اسے گھورا۔
۔۔ کیونکہ اسے اس کی آنکھوں میں شرارت صاف
نظر آرہی تھی۔۔

نہیں۔۔۔ دوست ماسک مین نے مجھے ایسا کہنے کو کہا
۔۔۔ ساوری ایک دم کھکھلا کے ہنسی۔۔

ڈرامے باز لڑکی۔۔ سالار نے موبائل رکھتے اسے
دونوں بازوؤں سے سختی سے پکڑا۔۔

ابھی تو تم نے یہ اب مجھ سے کہا ہے۔۔ لیکن آئندہ
ایسی کوئی بات ناسنو میں۔۔ یہ سب گندی باتیں
ہوتی ہیں۔۔

اچھا۔۔ لیکن وہاں تو سب ایسی ہی گندی باتیں کر
رہے تھے وہ موٹی آنٹیاں بھی۔۔ ان سب کے پاس
اپنا بے بی بھی تھا۔۔

وہ بڑی ہیں وہ کر سکتی ہیں تم ابھی چھوٹی ہو۔۔ اور جا
کے اپنا بیگ کھولو میں ٹیسٹ لوں گا تمہارا سب
بھول گئی ہو گی۔۔ اسے چھوڑتے سختی سے کہا۔۔

مجھے بخار ہے اور آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔۔ وہ منہ
بسورتے ذرا سا پیچھے ہٹ گئی۔

ڈانٹ نہیں رہا میری۔۔ کہتے کہتے رکا۔۔ اچھا جاؤ اپنا
بیگ لے کے آؤ۔۔

نہیں لے کے آؤں گی۔۔ میں آپ سے ناراض ہو
گئی ہوں۔۔ آپ نے مجھے کیوں ڈانٹا۔۔ سینے پہ بازو
باندھتے وہ واپس مڑ گئی اور کمرے سے باہر نکل گئی
۔۔ سالار نے گہرا سانس لیتے دوبارہ موبائل اٹھا لیا
ساوری واپس ہی نہیں آئی تھی۔۔

سالار اپنا نیو موبائل سیٹ کر کے کافی دیر بعد اس
کے روم میں آیا تو وہ سو چکی تھی۔۔۔ اسے بنا
ڈسٹرب کیے واپس اپنے روم میں چلا آیا۔
رات کے تقریباً ایک بجے وہ واشروم جانے کے لیے
اٹھا تو ساوری کو دیکھنے چلا آیا۔
وہ سو رہی تھی۔ قریب آتے ماتھے پہ انگلیوں کے
پور رکھے تو بے ساختہ پورا ہاتھ لگا گیا۔ وہ بخار میں
پھنک رہی تھی۔۔

ساوری۔۔۔ اسے پکارتے سیدھا کیا۔۔۔ ساتھ لائٹ
بھی اون کر دی۔۔۔ گلابی چہرا اور بھیگی آنکھیں جیسے
اس کا دل چیر گئی تھیں۔۔۔

ساوری میرا بے بی اسے بازوؤں میں اٹھاتے اپنے روم
میں لایا پھر روم ریفریجیٹر سے ٹھنڈا پانی نکالتے اپنا
ہاتھ گیلا کیا اور ساوری کے چہرے اور گردن پہ
تھپتھپایا۔۔۔

م۔۔۔ ماں بننا تو اچھا ہوتا ہے نا۔۔۔ میں بھی ماں بنوں
گی۔۔۔ وہ کچھ بڑبڑا رہی تھی۔۔۔

سالار کو سمجھ نہیں آیا۔۔

ساوری۔۔ آنکھیں کھولو میرا بچہ۔۔ اسے کے ماتھے پہ

بار بار ہاتھ بھگو کے لگاتے وہ بخار کم کرنے کی

کوشش کر رہا تھا۔۔ اس وقت تو اس کے پاس ڈاکٹر

کا نمبر بھی نہیں تھا۔۔ اسے بیڈ پہ سیدھا کر کے

ڈالتے کبڈ سے اپنی ٹائی نکالی اور اسے بھگو کے اس

کے ماتھے پہ رکھنا شروع کیا۔۔ آدھا گھنٹہ مسلسل

پٹیاں رکھنے سے اس کے بخار کا زور ٹوٹا تھا۔۔ چہرے

کا رنگ سرخ سے زردی مائل ہو گیا تھا۔۔

سالار انکل میں ماں نہیں بننا چاہتی۔۔ وہ لوگ مجھے
۔۔ منہ میں کہتے وہ بولے جا رہی تھی جب سالار نے
اسے اوپر اٹھاتے لبوں کو قید کیا۔۔

میری جان۔۔ اس کے نیم وا ہونٹوں پہ اپنے ہونٹوں
کا لمس چھوڑتے تھوڑا سا پیچھے ہوا تو ساوری مسکرائی
۔۔

آپ کی مونچھیں چبتی ہیں۔۔

اچھا۔۔ اب تم ٹھیک ہو۔۔ میں دوائی لاتا ہوں
۔۔ اسے وہیں لٹا کے خود کچن میں آتے اس کے

لیے دودھ نکالا ساتھ سیرپ بھی جو وہ صبح لائے
تھے۔۔

روم میں آتے پہلے اسے دودھ پلایا۔۔ پھر میڈلسن
دی جو اس نے ناک بھوں چڑھا کے ہی لی تھی۔۔
باقی رات سالار نے اس کے ساتھ جاگ کے ہی
گزاری تھی۔۔ صبح پھر اسے دیکھنے کے لیے ڈاکٹر آیا
تھا۔۔ اور جو خبر ڈاکٹر نے اسے سنائی تھی سالار کا دل
دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔

ساوری۔۔ لب کھلے تھے۔۔۔

ساوری سرمئی آنکھوں میں معصومیت بھرے اسے
دیکھ رہی تھی۔۔ اس بات سے بے خبر کے وہ جان
لیوا مرض میں مبتلا ہو چکی ہے۔۔

آپ بچی کے یہ ٹیسٹ کروائیں۔۔ مجھے لگتا ہے انہیں
استمنا مائٹر اٹیک ہوا ہے۔۔ ڈاکٹر نے ایک پرچی پہ
انہیں کچھ ٹیسٹ لکھ کے دیئے

استمنا۔۔ اسے سانس کی پروبلم ہوئی تھی۔۔ سالار نے
کاغذ پکڑتے تیزی سے پاکٹ میں ڈالا۔۔ اسے خود
گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔

باقی رہا بخار تو ہو سکتا ہے شام تک دوبارہ ہو۔۔ یہ
میڈیسنز منگوا لیں۔۔ تین ٹائم لازمی دینی ہے۔۔ سالار
کو ہدایت دیتے وہ ساوری کی طرف متوجہ ہوا۔۔

اور بیٹا۔۔ آپ کو سانس لینے میں کوئی دقت تو نہیں
ہوتی۔۔ ڈاکٹر نے جھکتے مسکراتے ساوری سے پوچھا تو
اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔

آپ لیٹی ہوں تو سانس ٹھیک سے آتا ہے۔۔
جی۔۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

ہو سکتا ہے مجھے غلط فہمی ہوئی ہو۔۔ آپ لوگ ایک
بار ٹیسٹ وغیرہ کروائیں پھر ہی پروپر علاج شروع
ہو گا۔۔

ہم سالار سینے پہ ہاتھ باندھے پاؤں تھوڑے کھولے
اکڑو کھڑا تھا۔

چلیں مجھے اجازت دیں۔ اپنا بیگ سمیٹتے ڈاکٹر نے
اجازت چاہی تو اس نے محض گردن ہلانے پہ اکتفا
کیا۔ وہ باہر نکل گیا تو سالار نے ساوری کے پاس
اتے اپنے گلے سے لگایا۔ ساوری سے زیادہ اسے
تکلیف ہوئی تھی۔

وہاں کوئی ایسی ویسی چیز تو نہیں کھلائی تھی انہوں نے
تمہیں۔۔ فکر مندی سے چور لہجے میں اس کے بالوں
پہ لب رکھے۔۔

نہیں۔۔ میں بس موٹی عورتوں کے ساتھ ہی کھانا
کھاتی تھی بہت برا ہوتا تھا لیکن ہیلدی کھانا تھا۔۔ وہ
اپنے چھوٹے ہاتھوں سے اس کی پشت تھپ تھپا رہی
تھی

ہمم۔۔ اچھا اب تم آرام کرو میں فریش ہو جاؤں
ہمر ہو سیٹل چلیں گے۔۔ پیچھے ہوتے اپنی انکھوں کی
سرخی چھپائی۔۔

ہو سیٹل اب روز جایا کریں گے کیا کل بھی تو گئے
تھے نا۔۔

نہیں نہیں اللہ نا کرے اسے کوئی نوبت آئے۔ بس
آج ٹیسٹ کروائیں گے میڈیسن لیں گے اور واپس
آجائیں گے۔۔ اس کے پاس سے اٹھتے کپڑے نکالے

اوکے۔۔ اسے استما کے بارے میں اتنا نہیں پتہ تھا
اسی لیے پرسکون تھی۔۔ سالار فریش ہو کے آیا تو وہ
کروٹ کے بل لیٹی تھی۔۔ اسے بنا ڈسٹرب کیے تیار
ہوا۔۔۔ ناشتہ وہ کر چکی تھی

اس لیے وہ اکیلا ہی باہر چلا آیا۔۔ ہادی اور زوہا بھی
سکول جانے کے لیے تیار ہو چکے تھے آج کل دوبارہ
سے وہ لوگ سکول وین پہ ہی آ جا رہے تھے۔۔
ناشتہ کر کے وہ لوگ باہر چلے گئے۔۔ تو سالار سآوری
کے پاس چلا آیا۔۔

آجاؤ۔۔ وہ جاگ رہی تھی اسے دیکھ کے سیدھی ہوئی
۔۔

انہیں کپڑوں میں چلوں۔۔ اپنے کپڑوں کو دیکھتے
پوچھا تو سالار نے ایک نظر اس کے کپڑوں پہ ڈالی
۔۔ شکن زدہ تھے لیکن صاف تھے۔۔

آجاؤ ٹھیک ہیں۔۔ ہاتھ بڑھاتے اسے اوپر کھڑا کیا۔۔
پھر اسے لیے وہ باہر آیا۔۔

پھر وہ لوگ ہو سپٹل آئے تھے۔۔ بانیک پارکینگ
میں کھڑی کرتے ساوری کو اترنے دیا پھر خود اتر کے
اس کا ہاتھ تھاما۔۔

استما کے ٹیسٹ کروانے ہیں۔۔۔ راہداری میں چلتے
ساوری نے پوچھا۔۔۔

ہاں۔۔ لیکن امید ہے تمہیں نہیں ہو گا۔۔ اس نے
ساوری سے زیادہ خود کو تسلی دی تھی۔۔

آدھے گھنٹے میں اس کے ٹیسٹ ہوئے تھے او
رپورٹس بھی پندرہ منٹ بعد مل گئیں۔۔

اسے استما کا چھوٹا سا اٹیک ہوا تھا کچھ دن پہلے۔۔
یعنی گاڑی میں جب گاڑی کے شیشے بند تھے اگر کچھ
دیر بھی اور وہ گاڑی میں بند رہتی تو اب شاید ان
کے درمیان نا ہوتی۔۔۔

سالار ڈاکٹر سے ڈسکشن کر رہا تھا۔۔ سب سے پہلے تو
این ہیلر جو اسے ہمیشہ اب اپنے ساتھ رکھنا تھا وہ دیا
گیا۔۔

اس کے بعد باقی احتیاطی تدابیر سالار کو ڈاکٹر نے
بتائی تھیں۔۔۔

یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے ساوری۔۔ بانک
پہ بیٹھتے سالار کا موڈ کافی خراب تھا۔۔

میں نے کیا کیا ہے مجھے تھوڑی پتہ تھا وہ لوگ گاڑی
میں بند کر دیں گے مجھے۔۔

لیکن تمہیں یہ تو پتہ تھا نازیب کے ساتھ جانا ٹھیک
نہیں ہے۔۔ ساری زندگی کی مشکل اپنے سر لٹکالی
ہے اب۔۔ سالار کی آواز میں فکر اور غصہ دونوں
تھا۔۔ ساوری نے مضبوطی سے اس کی شرٹ دونوں

طرف سے تھامی ہوئی تھی۔۔ سالار کے اس انداز پہ
چھوڑ دی۔۔

میری اجازت کے بغیر تم گئیں تھیں۔۔

میں نے جان بوجھ کے تو نہیں لگائی نا۔۔ ہاتھ چھوڑ
کے وہ اپنا گال اس کی پیٹھ پہ ٹکائی۔۔ بانک آہستہ
آہستہ چل رہی تھی۔۔ سالار نے کچھ نہیں کہا۔۔ بس
سامنے دیکھتے چلاتا رہا۔۔

مجھے نہیں رہنا آپکے ساتھ۔۔ سالار کی خاموشی اسے
بہت بری لگ رہی تھی۔۔ سالار نے اس کا ہاتھ
پکڑتے اپنی کمر کے گرد باندھا۔۔

میرے پاس ہی رہنا ہے تم نے۔۔ اس کا ہاتھ
مضبوطی سے پکڑتے اپنے سینے سے لگایا ہوا تھا۔۔
گھر آ کے اس نے مختلف جگہوں پہ ساوری کے لیے
ان ہیلر رکھ دیئے تھے۔۔ کچن میں الگ ڈائننگ ٹیبل
پہ الگ اپنے روم میں ساوری کے زوہا کے۔۔ ساوری
کے چھوٹے سے بیگ میں جہاں ابھی اس نے لپ

سٹک رکھنی تھی وہاں ان ہیلر نے جگہ بنالی تھی۔۔
کام دونوں کا ہونٹوں سے لگنا تھا لیکن ایک خوشی دیتا
تھا اور دوسرا جان نکالتا تھا۔۔

ساوری کے لیے ہر چیز سالار نے خود سیٹ کی تھی
اس گھر میں ڈسٹ کا ایک دانہ بھی نہیں آنے دیا
جاتا۔۔ کرٹنز گدے کمفرٹر ہر چیز ایک دم صاف
ستھری ہوتی۔۔ ان کا گاؤں جانے کا پلین بھی کینسل
ہو گیا تھا کیونکہ وہاں مٹی دھول ہوتی ہے۔۔ ساوری
کی وجہ سے زوہا اور ہادی بھی نہیں جا پائے تھے۔۔

سمر ویکیشن کے بعد ہادی بورڈینگ چلا گیا تو پیچھے
زوبا اور ساوری اکیلی رہ گئیں۔۔ دونوں صبح سکول
جاتیں ڈھائی بجے واپسی ہوتی تین بجے تک کھانا کھا
کے اکیڈمی چلی جاتیں۔۔ وہ تین افراد کا بچا کچھا گھر
ایسے ہی چار سال ساتھ ماہ تک پرسکون چلتا رہا۔۔
اور پھر وہ ہو گیا جس کی کسی کو امید نہیں تھی۔۔
سالار کی پہلی بیوی جو اپنے بچوں کو چھوڑ کے چلی گئی
تھی اچانک سے آگئی۔۔ ملائکہ کو اس وقت تو جاب
مل گئی تھی لیکن اس میں اس کا بجٹ پورا نہیں ہوتا

تھا۔۔ پھر جاب چینج کی۔۔ ایسے اس نے کئی جگہیں
خود آزمائی کی تھی۔۔ چار سال بھٹکنے کے بعد اسے لگا
اسے پاکستان واپس آ جانا چاہیے۔۔ اب اس کے پاس
کچھ نہیں بچا تھا۔۔ کچھ مہینے تو مانگ تاں گ کے گزار
کیا لیکن جب قرض بڑھنے لگا تو وہ پاکستان چلی آئی
۔۔ سالار نے اسے آفر کی تھی وہ اس کے سارے
قرض اتارے گا وہ وہیں رہ سکتی ہے۔۔ لیکن وہ پھر
بھی نہیں مانی۔۔ اور واپس آنے کا ارادہ کر لیا۔۔

میں سوچ بھی نہیں سکتی سالار تم اتنا گر سکتے ہو۔۔
ایک چھوٹی سی بچی۔۔ وہ اپنے روم میں آیا ہی تھا کہ
ملائکہ اس سے بحث کرنے کے لیے تیار کھڑی تھی

کیا چھوٹی سی بچی۔۔ لیپ ٹاپ اور فائلز رکھے کہنی
سے کوٹ اتار کے صوفے پہ رکھا۔۔

انجان مت بنو۔۔ تم نے ساوری سے شادی کی ہے
--

نہیں۔۔

جھوٹ۔۔ جھوٹ کیوں بول رہے ہو مجھے سب پتہ
چل گیا ہے۔۔

ہاں سچ میں شادی نہیں کی۔۔ وہ اپنے کپڑے نکالنے
ڈریسنگ روم میں چلا گیا تھا۔۔ ملائکہ اس کے اتنے
پر سکون ہونے پہ تل ملا کے پاس آئی۔۔
بکو اس کر رہی ہوں میں جو تمہیں فرق نہیں پڑ رہا
۔۔

ہاں۔۔۔ شرت نکال کے بازو پہ ڈالتے مزے سے
جواب دیا۔۔۔

تم نے شادی کی ہے جھوٹ مت بولو۔۔

شادی نہیں بس نکاح کیا ہے۔۔۔

واہ۔۔ وہ غصے سے ہنسی۔۔ نکاح اور شادی میں کیا

فرق ہے۔۔

یہ تم ساوری سے جا کے پوچھو۔۔ اس کی آنکھوں

میں آنکھیں ڈالتے مسکراہٹ سے نوازا۔۔

کسی اٹھارہ پلس لڑکی سے ہی کر لیتے۔۔ کچھ سینس تو

بنتا۔۔

بس۔۔ کیا کر سکتے ہیں دل ہی انڈر ایسٹین لڑکی پہ آیا

کے۔۔ گردن کو ہلکا سا خم دیتے وہ باتھ روم کی

طرف چلا گیا۔۔ ملائکہ یاوں پٹخ کے رہ گئی۔۔۔ حلانکہ

وہ چھوٹی سی لڑکی اس کا کیا بگاڑ سکتی تھی بھلا۔۔

سالار فریش ہو کے باہر آیا تو وہ ہنوز اسی جگہ کھڑی

حق

تمہارے بچوں کو پتہ ہے اس بات کا۔

ہاں۔۔ اور وہ بہت خوش ہیں اپنی نئی ممی کے ساتھ
۔۔ بال ٹاول سے رگڑتے ٹاول اس کی طرف اچھالا

--

بٹ میں خوش نہیں ہوں۔۔

مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔ وہ ایک دم سنجیدہ ہوا۔۔ وہ اتنا
ہائپر کس خوشی میں ہو رہی تھی جبکہ ان کے ساتھ
تو اس کا تعلق باس نام تک کا تھا۔۔
پر مجھے تو پڑتا ہے نا۔۔

میں بھی خوش نہیں تھا۔۔ لیکن تمہاری خوشی کے
لیے تمہیں جانے دیا تھا لندن۔۔ اب میری خوشی
کے لیے تم اسے برداشت کرو۔۔

آئی ایم سوری۔۔ میں نہیں کر سکتی برداشت۔۔ اسے
نہیں دہنے دوں گی یہاں۔۔

تم نے ایسی کوئی حرکت کی نا ملائکہ تو اسی وقت
فارغ کروں گا یاد رکھنا۔۔

تم اس لڑکی کے لیے مجھے دھمکا رہے ہو۔۔ اسے
جیسے یقین نہیں آیا تھا۔۔

دھمکا نہیں رہا۔۔۔ بتا رہا ہوں۔۔۔ وہ لڑکی میری بیوی
ہے۔۔۔ اس گھر کی اتنی ہی مالک ہے جتنی تم ہو۔۔۔
اچھا۔۔۔ لیکن جو حق میرا ہے وہ اس کا تو نہیں ہے
میں تمہارے بچوں کی ماں ہوں۔۔۔

وہ میرے دل کی مالک ہے ہتیر برش ڈریسنگ ٹیبل پہ
رکھتے اسے قہر بھری نظروں سے دیکھا اور باہر چلا
گیا۔۔۔

اسے واقع کوئی فرق نہیں پڑتا تھا ملائکہ اس کے اور
ساوری کے رشتے کے متعلق کیا سوچتی ہے

مہندی رنگ کے شلوار قمیض پہ سرخ رنگ کا دوپٹہ
سر پہ اوڑھنے کے باوجود ایک طرف سے ڈھلکائے
وہ لان میں بیٹھی ڈانگرا م بنا رہی تھی شولڈر کٹ بال
دونوں طرف سے گالوں کو چھو رہے تھے۔۔ سامنے
ٹیبل پہ بک کھلی ہوئی تھی اور گود میں نوٹ بک
تھی۔۔ تقریباً جھکے آس پاس سے بے خبر وہ مگن تھی

جب کسی نے پیچھے اسے آتے اسے بھاؤ کیا۔۔ وہ
اچھل کے سیدھی ہوئی۔۔

ہیبی۔۔ ساوری نے پیچھے مڑ کے اسے گھورا۔۔۔
کیا ہو رہا ہے۔۔ سالار اس کے بال بکھیرتے سامنے
آ کے بیٹھا۔۔

کچھ نہیں۔۔ یہ ڈنگرام بنانے کی پریکٹس کر رہی ہوں
۔۔ اس کے سامنے نوٹ بک کرتے منہ

بسورا۔۔ جہاں عجیب و غریب جسامت کا مینڈک بنا
ہوا تھا۔۔

یہ تو سیم ٹو سیم ساوری کی طرح دکھ رہا ہے۔۔ سالار
نے کچھ دیر اسے بغور دیکھا پھر بڑی فکر مندی سے
سآوری کو بتایا۔۔

ہاں۔۔ اور ابھی جو آپ بنا کے دیں گے۔ وہ سیم تو
سیم آپ کی طرح دکھے گا۔۔ چھوٹی سی ناک سکیڑتے
وہ اسے گھورے گئی۔۔

اور تمہیں کس نے کہا ہے میں بنا کے دوں گا۔۔
سالار نے اس کے ہاتھ سے لیڈ پینسل اور نوٹ بک

پکڑی پھر بک پہ ایک نظر ڈالتے پہلے صفائی سے
مینڈک کے پاؤں بنائے۔۔

ساوری اگے ہو کے دیکھنے لگی۔۔

میں نے بھی پہلے پاؤں بنائے تھے۔۔۔ ساتھ اسے
بتایا۔۔۔

تمہارے والی کے پاؤں ٹیڑھے ہیں۔۔ میرے دیکھو
۔۔ نوٹ بک کی طرف اشارہ کیا لیکن سوری ذرا سی
نیچے جھکتے اس کے پاؤں دیکھنے لگی۔۔
ہاں آپ کے تو سیدھے ہیں بالکل۔۔

پڑھائی کے ٹائم پہ مستیاں نہیں۔۔۔ سالار نے اس
کی شرارت پہ سر پہ ہلکی سی چپت لگائی۔۔

اوکے اوکے۔۔ سوری، بیبی جان۔۔ ہونٹ پھیلاتے
خاموشی سے دونوں ہتھیلیوں پہ چہرا ٹکاتے بک دیکھنے
لگی۔۔

تھوڑی دیر گزری تو زوہا بھی آگئی۔۔ تب تک سالار
ڈانگرا م بنا چکا تھا۔۔

بابا ہم لوگوں نے آج شاپنگ کرنے جانا تھا نا۔۔ آپ
نے کہا تھا فرامڈے کی شام کو چلیں گے۔۔

ہاں۔۔ کہا تو تھا۔۔ لیکن اب ٹائم نہیں ہے۔۔

ٹائم ہے۔۔ بس آپ چلیں۔۔ سآوری نے جلدی سے
اپنی چیزیں سمیٹیں ویسے بھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی
عصر کی آذان ہوئی تھی۔۔

لینا کیا کیا ہے۔۔ سالار نے سآوری سے بیگ پکڑتے
خود زپ بند کی۔۔ زوہا اٹھ کے کھڑی ہو چکی تھی۔۔
بہت کچھ۔۔ سب کچھ۔۔ چہکتے بتایا۔۔

ٹھیک ہے آپ لوگ ریڈی ہو کے آؤ۔۔ میں بانک
کی چابی لے کے آتا ہوں۔۔

ٹھیک ہے۔۔

سالار اس کا بیگ اٹھائے اندر چلا گیا تو ساوری بھی
ان کے پیچھے اندر آئی۔۔

اپنے روم میں آتے کپڑوں میں سے اپنا دوسرا دوپٹہ
نکال کے کیا۔۔ پھر جوتے چینج کر کے اپنا پنک کلر
کا فلفی سا بیگ اٹھاتے کندھے اور کمر کے گرد سے
گزرا۔۔۔ جب تک وہ باہر آئی زوہا اور سالار بانک پہ
بیٹھ چکے تھے۔۔

میں کہاں بیٹھوں اب۔۔

تم رہنے دو۔۔ سالار نے مزاق میں اسے چڑایا تو وہ
منہ بنا گئی۔۔ زوہا نے آگے سرک کے اس کے لیے
جگہ بنائی۔۔

میں درمیان میں بیٹھوں گی۔۔ ہر بار زوہا ہی بیٹھ جاتی
تھی۔۔

نہیں بابا میں نے ہی بیٹھنا ہے۔۔ زوہا نے بھی ضدی
انداز میں کہا۔۔ سالار کبھی کبھی ان دونوں میں
پھنس جاتا تھا ایک طرف بیٹی تھی تو دوسری طرف

بیوی۔۔ اس کی طرف داری کرتا تو اسے غصہ آتا
اس کی کرتا تو اسے۔۔

اب بھی یہی سیچویشن بن رہی تھی جب لیونگ روم
کا دروازہ کھولے ملائکہ باہر آئی۔۔

کیا ہوا لڑکیوں رہے ہو میری بیٹی سے زوہا سالار
سے چپکی بیٹھی تھی اور ساوری ابھی نیچے ہی کھڑی
تھی۔۔

دیکھیں نا ماما۔ مجھے آج بھی بابا کے ساتھ ہی بیٹھنا ہے

تو بیٹھو نا بیٹا۔۔ ساوری پیچھے بیٹھ جائے گی۔۔ ساتھ

سآوری کو گھورا۔۔ ساوری کو ملائکہ سے بہت ڈر لگتا

تھا عجیب سا۔۔ اس کی ایک گھوری سے ہی جلدی

جلدی وہ زوہا کے پیچھے ہی بیٹھ گئی۔۔

سالار نے ملائکہ کو گھور کے دیکھا۔۔ ابھی زوہا جا رہی

ہے واپسی پہ ساوری بیٹھے گی۔۔

ٹھیک ہے۔۔ لیکن ساوری ناراض تھی۔۔ شاپنگ

کرتے ہوئے بھی اس نے منہ بنائی ہی رکھا تھا۔۔

بابا اب گاڑی لے لیں۔۔ کب تک ہم بیچاروں کو
بانیک پہ گھمائیں گے۔۔

تم لوگ خرچے کم کرو تو میں کچھ بچت کروں۔۔
وہاں ہادی کی یونیورسٹی کے خرچے نہیں ختم ہوتے
اور یہاں تم لوگوں کے۔۔

میں تو زیادہ خرچہ نہیں کرواتی۔۔ سآوری نے منہ میں
بڑبڑاتے زوہا کو سنائی۔۔

ہاں۔۔ دیکھ لیں بابا۔۔ آپ کی بیوی میرے اوپر نظر
رکھتی ہے۔۔ اسے اب پسند نہیں آتا میں کیوں

آپکے پیسے خرچ کرواتی ہوں۔۔ جبکہ میں بس اپنی
ضرورت کی چیزیں لیتی ہوں۔۔

تم لوگوں نے اگر لڑنا ہے تو یہی اتار دوں گا دونوں
کو۔۔

میں جھوٹ تو نہیں بول رہی نا۔۔ پچھلی بار بھی اس
نے کہا تھا کچھ نہیں لوں گی پھر بھی اتنا کچھ لے کے
گئی تھی۔۔

زوہا خاموش ہو گئی لیکن ساوری کی زبان پہ ابھی بھی
کھجلی ہو رہی تھی۔۔

آرام سے بیٹھو ساوری۔۔ سالار نے اسے ڈپٹا۔۔

ہاں آپ کو تو ہمیشہ میں ہی غلط لگتی ہوں۔۔ وہ
خاموش ہو گئی۔۔

دس منٹ بعد وہ مال کے سامنے رکے۔۔ ساوری نے
ان دونوں کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔۔ خاموشی
سے اندر چلی گئی۔۔

آپ کی بیوی کچھ زیادہ نک چڑی نہیں ہوتی جارہی

--

ہاں مجھے بھی لگتا ہے۔۔ سالار نے موبائل پاکٹ سے نکالتے ٹائم دیکھا۔۔

اچھا اپنا کریڈٹ کارڈ تو دیں۔۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو ساوری سامنے کہیں نہیں تھی۔۔ سالار نے سامنے سامنے چاروں طرف دیکھا ساتھ زوہا کو کریڈٹ کارڈ نکال کے پکڑایا۔۔

میں اسے ڈھونڈھ کے آتا ہوں تم لو جو لینا ہے۔۔

ٹھیک ہے۔۔ وہ پکڑ کے ایک طرف چلی گئی تو سالار
اسے ڈھونڈتے ہوئے آگے آیا۔ اس کا رخ جیولری
سائڈ پہ تھا۔۔ وہ وہیں پائی جاتی یقیناً۔۔

ساوری کو پتہ تھا وہ اسے سب سے پہلے وہیں آئے گا
۔۔ وہ مرر کے سامنے کھڑی جھمکہ کان سے لگا کے
دیکھ رہی تھی۔۔

سالار جب تک اس کے پاس پہنچا وہ دوبارہ اسے
باکس میں ڈالتے واپس شاپ کیپر کو پکڑانے کے
لیے مڑ گئی۔۔

ساوری۔۔ سالار نے تیزی سے مڑتی ساوری کی گلائی
گرفت میں لیتے روکا۔۔

کیا ہے دل نے زور کی بیٹ مس کی۔۔ چھوڑیں۔۔ اپنا
ہاتھ دوسرے ہاتھ سے کھولنے کی کوشش کرتے
گھورا۔۔

میں گاڑی لوں گا تو آگے تمہیں ہی بیٹھایا کروں گا
۔۔ اسے سامنے کرتے شہد رنگ آنکھیں اس کی
آنکھوں میں گاڑھیں۔۔

ہاں۔۔ ٹھیک ہے۔۔ سنجیدگی سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔

مجھے یہ پیک کر دیں۔۔ کاونٹر پہ جاتے جیولر کو کہا تو
وہ جھمکے اٹھا کے پیک کرنے لگا۔۔

اتنی چھوٹی سی بات پہ ناراض ہو چلا نکہ لاسٹ ٹائم۔۔
کیا لاسٹ ٹائم۔۔ آپ ہمیشہ ایسے ہی کرتے ہیں۔۔
ہمیشہ زوہا ہمارے درمیاں کیوں آتی ہے۔۔ ہلکی آواز
میں بپھرتے اسے دیکھا۔۔

وہ نہیں آتی بس تمہیں لگتا ہے۔۔

ٹھیک ہے کر لیں اسی کی سائنڈ۔۔ اپنی بیٹی جو ہے۔۔
تڑختے وہ اپنا پیکٹ اٹھاتے واپس مڑ گئی۔

وہ ناراض تھی اور سالار اسے منانے کے لیے پورے
مال میں ساوری کے پیچھے پیچھے پھرتا رہا تھا۔۔ وہ
چیزیں کم لیتی تھی۔۔ اوپر سے اسے پسند بہت مشکل
سے آتی تھی چیز۔۔ صرف دو چیزوں کے لیے اسے
گھنٹہ گھنٹہ لگ جاتا۔۔ اسی چکر میں زوہا بہت کچھ لے
لیتی تھی اور ساوری کو لگتا وہ بہت خرچہ کرتی ہے
۔۔ ساڑھے سات بجے جا کے ان کی شاپنگ ختم ہوئی
تو سالار ان کے بیگ اٹھائے باہر آیا۔۔

اتنا کچھ کون اٹھائے گا۔۔ زوہا کا سامان دیکھتے اس سے
کریڈٹ کارڈ بھی لیا۔۔ ساوری کی پیمینٹ اس نے
ایسے ہی کر دی تھی۔۔

اب کچھ کھلا دیں بابا۔۔ زوہا نے باہر نکلتے سالار سے
کہا۔۔۔

گھر جا کے۔۔ اتنا کچھ کہاں کہاں لڑکھاتے پھریں گے
۔۔ بانک پہ بیٹھتے بانک سٹارٹ کی۔۔ کچھ بیگز اس نے
آگے سٹینڈ پہ لٹکا لیے تھے۔۔

سالار کے پیچھے پھر زوہا اور لاسٹ پہ ساوری تھی

بس اب میں گاڑی لے ہی لوں۔۔ انہیں مشکل سے
بیٹھتے دیکھ کے سوچا۔۔

گھر پہنچ کے دونوں اپنے اپنے روم میں چلی گئیں تو
سالار وہیں لیونگ روم میں صوفے پہ ہی نیم دراز ہو
گیا۔۔ اس کے روم میں ملائکہ تھی اور اس سے منہ
ماری کرنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔

میرے لیے کیا لے کے آئے ہیں۔۔ رات کو وہ
لوگ ڈنر کرنے بیٹھے تو ملائکہ نے سالار کو دیکھتے
پوچھا۔۔

اپنی بیٹی سے پوچھو۔۔ میں نے تو کسی کے لیے کچھ
نہیں خریدا۔۔

اچھا۔۔ مجھے ابھی تمہارے پاکٹ میں کچھ نظر آیا ہے
۔۔ ملائکہ نے پر اعتماد اسے دیکھا۔۔ ساوری نے بے
ساختہ اس کی پینٹ کی طرف دیکھا جہاں سے سفید
ریپر کی جھلک دکھ رہی تھی۔۔

وہ میری اپنی چیز ہے۔۔ آپ کھانا کھائیں۔۔ سنجیدگی
سے اسے دیکھتے وہ کھانے میں مصروف رہا۔۔

یقیناً میرے لیے لائے ہوں گے۔۔ ملائکہ بڑبڑائی
ساوری نے ناچاہتے ہوئے بھی اس کی بات سنی تھی
۔۔ سالار نے سنتے ہوئے بھی اگنور کر دیا۔۔ کھانا کھا
کے ساوری اور زوہا وہاں سے چلی گئیں تو ملائکہ
مسکرائی۔۔

مجھے دیکھاؤ تو سہی کیا لائے ہو آخر میرے لیے۔۔
اس کے پاس آ کے بیٹھتے ہاتھ آگے بڑھایا۔۔

اپنی حد میں رہو تو اچھا ہے۔۔ ورنہ واپس لندن بھجوا
دوں گا۔۔

اوہو۔۔ تم تو ناراض ہی ہو جاتے ہو یا۔۔ اب تم مجھ
سے تو شیئر کر ہی سکتے ہو نا اپنی چیزیں۔۔ آخر کو
تمہاری بیوی ہوں تمہارے بچوں کی ماں ہوں۔۔
سالار نیپکین سے چہرا صاف کرتے اٹھ گیا۔۔

پرسوں عید ہے اور میں نے بھی شاپنگ کرنی ہے۔۔
کل مجھے لے جانا۔۔ ملائکہ نے اونچی آواز میں کہا۔۔
سالار کچھ بھی کہے بنا اپنے روم میں آ گیا۔۔ اسے وہ

ایسے ہی اگنور کرتا تھا۔۔ پھر بھی وہ ڈھیٹ عورت
ان کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔۔

ساوری ابھی تک ناراض تھی اس سے اسے بھی منانا
تھا۔۔ پاکٹ سے پیکٹ نکال کے لا کر میں رکھا اور
کبڈ لاک کر دی۔۔

پھر کپڑے چینج کر کے ساوری کے روم کی طرف آیا
تو اس کا ڈور لاکڈ تھا۔۔

واہ واہ۔۔ واپس اپنے روم سے آ کے ڈپلیٹ چابی نکالی
اور دوبارہ اس کے روم میں آیا۔۔ دروازہ کھولا تو وہ

دوپٹے سے بے نیاز آئنے کے سامنے کھڑی اپنی

جیولری باکس میں سیٹ کر کے رکھ رہی تھی۔۔

دروازہ کھلنے پہ ایک دم پلٹ کے اسے دیکھا۔۔

سالار نظریں اس کے چہرے پہ بمشکل چارتے قریب

آیا۔۔

ناراضگی ختم کرو بیڈ سے دوپٹہ اٹھاتے اسے پکڑا یا تو

ساوری نے تیزی سے پکڑتے کندھوں پہ پھیلاتے سر

پہ لیا۔۔

اتنے بڑے ہو گئے ہیں لیکن کسی کے روم میں جانے
کے مینرز نہیں آئے ابھی تک۔۔ ناک چڑھاتے واپس
پلٹ گئی۔۔۔

ناک کرتا تو کسی نے کھولنا ہی نہیں تھا ڈور۔ اسی کے
انداز میں کہتے سامنے آیا۔۔ ساوری نے نظر اٹھا کے
اسے دیکھنے سے گریز کیا۔۔

اپنی بیٹی کے پاس جائیں اپنی بیوی کے پاس جائیں
جس کے لیے تحفے لاتے ہیں۔۔ سر جھکائے آخری
میں اس کی آواز میں نمی گھلی۔۔

اسی کے پاس آیا ہوں۔۔ سالار نے اسکا چہرہ اپنی
انگلیوں سے پکڑتے اوپر کیا۔۔ سرمئی آنکھوں میں
شفاف پانی تیر رہا تھا۔۔ وہ بہت قریب کھڑے تھے
اور دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔

کیا لائے ہیں ملائکہ کے لیے۔۔ مجھے بھی دکھا دیں۔۔
ساوری۔۔ اسے آنکھوں میں دیکھتے بے ساختہ وہ
قریب ہوا ساوری پیچھے بھی نا ہو سکی تھی۔۔

میں ملائکہ کے لیے کچھ نہیں لاتا نا ہی اس سے میرا
کوئی قلبی تعلق ہے۔۔ میرا جو کچھ بھی ہے وہ صرف

تم تک ہے۔۔ اور صرف تم ہو۔۔ کنپٹی کی طرف جاتا
آنسو بے ساختہ اس نے اپنے ہونٹوں سے چنا۔۔
ساوری سمٹ کے پیچھے ہو گئی تھی۔۔

جائیں یہاں سے۔۔ رخ پھرتے جلدی سے آنسو
صاف کیے۔۔ اس کی ساری دنیا اسی گھر میں ہی تھی
بس ایک وہی شخص جو اس کا محرم تھا جس کے
ساتھ اس کا زندگی بھر کا ساتھ ہونا تھا۔۔

جب تک تم راضی نہیں ہو جاتی اپنے ہی سے میں
نہیں جانے والا۔۔۔ وہ بھی کندھے اچکاتے اس کے
سامنے جا کے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔۔

ٹھیک ہے بیٹھے رہیں مجھے کیا۔۔۔۔۔ ساوری نے دوبارہ
سے جیولری کی طرف رخ کیا اور اسے سیٹ کرنا
شروع کر دیا۔۔

کل چاند رات ہے۔۔ اور میں چاہتا ہوں میری
ساوری مجھے چاند بن کے ملے۔۔ بازو پیچھے پھیلا کے

رکھتے اس نے اس کی پونی سے جھولتے بالوں کو
دیکھا جو کمر تک آکے ختم ہوتے تھے۔۔

اپنی ملائکہ کو کہیں۔۔ وہ آپکی خواہشات پوری کریں
گی۔۔

ہاہاہا۔۔ سالار گہری سانس لیتے اٹھ گیا۔۔ اللہ نے دو
بیویاں دی ہیں۔۔ ایک مجھے نہیں پسند اور ایک کو
میں نہیں پسند۔۔

ساوری نے اسے شیشے سے گھورا۔۔ سالار سر جھٹکتے
واپس چلا گیا۔۔ منانے آیا تھا اور خود ناراض ہو کے
جا رہا تھا۔۔ ساوری اپنے کام میں مگن ہی رہی

مہندی نہیں لگانی۔۔ وہ بیڈ پہ الٹے لیٹے بک ریڈ کر
رہی تھی جب زوہا اس کے روم میں داخل ہوئی۔۔
نا۔۔ بک الٹی رکھتے وہ سیدھی ہوئی۔۔
کیوں یار۔۔ بابا کے ساتھ چلے چلتے ہیں۔۔ زوہا چلتے
ہوئے اس کے پاس دھپ سے لیٹی

میرا دل نہیں کر رہا۔۔ ویسے بھی بکرا عید ہے اور
اس عید پہ کہیں آنا جانا تو ہو گا نہیں۔۔

جو بھی بس مجھے لگوانی ہے مہندی۔۔ کبھی کبھی تو
موقع ملتا ہے۔۔

تو تم چلی جاؤ ان کے ساتھ۔۔

وہ مجھے اکیلے نہیں لے کے جائیں گے۔۔ بک اٹھاتے
بیچ مکس کر دیے۔۔

یار۔۔ نہیں کرو۔۔ اس سے کتاب چھینی۔۔ تم اپنی ماما
کے ساتھ چلی جاؤ۔۔ مجھے نہیں جانا۔۔ مطلوبہ تیج
ڈھونڈتے صاف انکار کیا۔۔

تھینکس مشورے کے لیے۔۔ ہمیشہ سڑی ہی رہنا
۔۔ تکیہ اٹھا کے اسے مارتے اٹھ کے باہر چلی گئی۔۔
ساوری کو لگا تھا وہ جانے کا پلین کینسل کر دے گی
لیکن وہ ملائکہ کے ساتھ جانے کا پلین بنانے پہنچی۔۔
ماما۔۔ آپ کیا کر رہی ہیں۔۔ ان کے کمرے میں
جھانکتے پوچھا۔۔

کچھ نہیں تمہارے بابا کا ویٹ۔۔ کیوں خیر ہے۔۔

جی۔۔ وہ میں سوچ رہی تھی مہندی لگوانے چلتے ہیں۔

پر ساوری جانے کے لیے ریڈی نہیں ہے۔۔ سوچا

آپ سے پوچھ لوں اگر آپ چلیں ساتھ تو۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ وہ تو فوراً تیار ہوئی سالار کے

ساتھ جانے کے لیے۔۔

لیکن درمیان میں میں ہی بیٹھوں گی۔۔ اس کے

واپس باہر نکلنے سے پہلے باور کروایا۔۔

ٹھیک ہے ماما۔۔ وہ جیسے آئی تھی وہی باہر چلی
گئی۔۔

اس کے جانے کے بعد ملائکہ اٹھ کے تیار ہونے لگی
تھی۔۔ سٹیپ کٹنگ بالوں کو برش کرتے کھلا چھوڑا
۔۔ اس کا جسم تھوڑا بھاری تھا۔ سفید سلک اور ریشم
کے کمینشن سے بنے سوٹ کے ساتھ ملٹی کلر کا
دوپٹہ گلے میں ڈالا اور ہائی ہیل پہنتے خود کو آنے
میں دیکھا۔۔

سالار انے والا تھا۔۔ یقیناً اسے دیکھ کے ایمپریس
ہوتا۔۔ تیار ہو کے موبائل لیا اور صوفے پہ بیٹھ کے
انتظار کرنے لگی۔۔ کچھ دیر بعد وہ آیا تو جلدی سے
اٹھ کے قریب آئی۔۔۔

جلدی سے فریش ہو جاؤ پھر ہم نے مہندی لگوانے
جانا ہے۔۔ اس سے لیپ ٹاپ پکڑتے پہلے سے نکالا
ہوا سالار کا سفید کرتا اور ٹراؤزر پکڑایا۔۔

مجھے کام ہے میں نہیں جا رہا۔۔ وہ پہلے ہی تھکا ہوا تھا
آج آفس کا کام ختم کیا تھا سارا اس کے بعد تین

دن عید کی چھٹیوں کی وجہ سے وہ کر نہیں پاتا
۔۔۔ ابھی وہ آرام کرنا چاہتا تھا پر یہاں نیا ہی مسئلہ
شروع تھا۔۔۔

زوہانے مہندی لگوانی ہے۔۔۔ بچی ہے اگر اس کا دل
کر رہا ہے تو چلے چلتے ہیں۔۔۔ اس کا چہرہ اپنی طرف
پھیرتے ذرا سا اوپر ہوتے اس کے ہونٹوں پہ ہونٹ
رکھنے چاہے۔۔۔ سالار کے وہم و گمان میں بھی نہیں
تھا وہ ایسی کوئی حرکت کرے گی۔۔۔ پیچھے ہوتے
ہوتے بھی وہ اسے چھو گئی تھی۔۔۔

کیا بتمیزی ہے یہ۔۔ ایک جھٹکے سے اسے پکڑتے
پیچھے دھکیلا۔۔

یہ بتمیزی نہیں پیار ہے جو میں تم سے کرتی ہوں
سالار خان۔۔ اور تم ہو کے سمجھتے ہی نہیں ہو۔۔۔
اس کے جھٹکنے کو نظر انداز کرتے وہ پھر اس کی
جانب بڑھی اور پوری شدت سے اس کے ہونٹوں پہ
اپنے ہونٹ رکھتے لمس محسوس کیا۔۔

عین اسی وقت وہ سالار کے روم سے اپنا ان ہیلر
لینے آئی تھی اس کا اپنا خراب ہو گیا تھا۔۔ اندر کا

سین دیکھ کے اس کا دل جیسے بے جان ہو کے سکڑا
تھا۔۔

واپس قدم موڑتے وہ ہانپتے ہوئے کچن میں آئی اور
ڈرار سے ان ہیلر نکالتے ہونٹوں سے لگایا۔ آنکھوں
میں تیزی سے نمی ابھر رہی تھی۔ گہرے گہرے
سانس لیتے اپنا تنفس بحال کرنے کی کوشش کر رہی
تھی۔ لیکن وہ سالار اور ملائکہ کے قربت کے لمحات
اس کی آنکھوں کے سامنے ناچ رہے تھے۔۔

کتنی دیر وہ وہاں بیٹھی رہی۔۔ آدھا پونے گھنٹہ بعد
ملائکہ روم سے نکلی تو اس کا حلیہ بدلا ہوا تھا۔۔ اسے
ایسے دیکھ کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔۔ اسے اچھا
کیوں نہیں لگ دہا تھا سالار کا ملائکہ کے قریب ہونا
۔۔ گہرے گہرے سانس لیتے وہ واپس اپنے روم میں
چلی آئی۔۔ پتہ نہیں سالار اس کے ساتھ ہمیشہ رہتا
بھی یا نہیں۔۔ ڈبڈبائی آنکھوں سے وہ بیڈ پہ اوندھے
منہ گری۔۔ وہ جو چاند بننے کا سوچ رہی تھی ارادہ

ترک کرتے کمفرٹر اپنے اوپر کھینچ لیا۔۔ اسے کیا فرق
پڑتا ہے وہ جو مرضی کریں۔۔

سالار اس کی اتنی بے باقی پہ جھلس گیا تھا۔۔ پانی
سر سے اونچا ہوتا جا رہا تھا۔۔ وہ اگر وہاں تھی صرف
زوبا کی وجہ سے۔۔ ورنہ سالار کو اس کے ہونے نا
ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔ بے چینی سے
اپنے ہونٹوں کو رگڑا۔۔ پھر اچھی طرح دھوتے باہر
آیا تو ملائکہ جا چکی تھی۔۔ پتہ نہیں وہ واپس کیوں

آگئی تھی۔۔ اچھی بھلی ان کی زندگی گزر رہی تھی
۔۔ غصے سے کف فولڈ کرتے لیپ ٹاپ اٹھایا اور
سٹڈی روم میں چلا آیا۔۔

ریواننگ چیئر پہ بیٹھتے پہلے ڈرار سے سگریٹ نکال
کے سلگائی۔۔ جلتے ہونٹوں کو اسے اور جلانا تھا۔۔ پھر
لیپ ٹاپ کھولا۔۔ اسے کچھ فائلز بنانی تھیں۔۔ لیپ
ٹاپ پہ نظریں مرکوز کرتے وہ کام کی طرف متوجہ
ہو گیا۔۔ کافی دیر بعد وہ فائلز بنا کے باہر آیا تو
پورے گھر میں خاموشی چھائی تھی۔۔ اسے لگا شاید

ساوری بھی ان کے ساتھ چلی گئی ہے۔۔ بیڈ پہ لیٹتے
اس نے موبائل اون کر لیا۔۔

ساوری کچھ دیر تو ایسے ہی سن ہوتے وجود کے ساتھ
لیٹی رہی پھر اٹھ کے تیار ہونے لگی۔۔ اگر ملائکہ
سالار کے قریب جا سکتی تھی تو وہ کیوں نہیں۔۔
آنکھوں میں اڈتی نمی کو واپس دھکیلتے اس نے اپنا
سفید ٹراؤزر اور سفید ٹی شرٹ نکالی۔۔ پھر چینج کر
کے سفید چوڑیاں اور سفید چمکتا سٹون گلے میں پہنا

-- شولڈر کٹ بالوں کو برش کرتے خود کو آسنے میں
دیکھا۔۔ پھر ہلکی ہلکی پنک لپ اسٹک لگاتے اپنی
آنکھوں میں جھانکا۔۔

کاجل کی بجائے آئی لائنر نفاست سے لگاتے آنکھوں
کو اور پرکشش کیا۔۔ پھولے پھولے گال ویسے ہی
گلابی تھے ان پہ بلش لگانے کی ضرورت ہی نہیں تھی
۔۔ مکمل تیار ہو کے کبڈ سے سفید ستاروں والا

اور گینزا کا دوپڑہ نکال کے گلے میں ڈالا۔۔ سفید
پینٹ اور ٹی شرٹ کے ساتھ دوپٹہ لیے وہ شولڈر

کٹ بالوں میں بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔۔ چوڑیاں
چھنکاتے وہ باہر آئی۔۔ اس کا رخ سالار کے روم کے
طرف تھا۔۔ دروازے کے سامنے پہنچتے ناک کیا۔۔

سالار نے موبائل سے نظر ہٹاتے دروازے کی
طرف دیکھا۔۔ اس کا چاند اندر داخل ہو رہا تھا
۔۔ اسے دیکھ کے بے ساختہ نرم سی مسکراہٹ
ہونٹوں کو چھو گئی۔۔

ساوری جو پہلے تو بہادر بن کے آئی تھی اس کے
پاس پہنچ کے ساری ہوا نکل گئی۔۔ اندر داخل ہوتے
اسے دیکھا۔۔

کیا کر رہے ہیں۔۔ اپنا دوپٹہ دونوں کندھوں پہ
پھیلائے اس نے اپنا سینا ڈھکا ہوا تھا۔۔

کچھ نہیں۔۔ آؤ۔۔ بیٹھے بیٹھے ہاتھ آگے بڑھاتے اسے
بلایا

نہیں۔۔ ساوری نے وہیں کھڑے کھڑے سر ہلایا۔۔
وہ تو اس سے ناراض تھی۔۔

کچھ پوچھنا ہے ہی۔۔ آنکھوں میں نمی اتری۔۔

ہاں پوچھو۔۔ اس کے نا کرنے پہ اس نے ہاتھ کھینچ
لیا تھا۔۔

آپ اپنی وائف کو کس کر رہے تھے۔۔ اس کی
سانس تیز ہونے لگی تھی۔۔

تم نے کہاں دیکھا۔۔ سالار کا دل بیٹھا۔۔

میں جب آپ سے ان ہیلر لینے آئی تھی۔۔ آپ ان
کے ہونٹ بات مکمل کی ہی نہیں گئی اس سے۔

میں نہیں وہ کر رہی تھی۔۔ اسے سچ بتایا۔۔

آپ منع بھی تو کر سکتے تھے۔۔ وہ غصے سے چلتی ہوئی
اس کے قریب آئی۔۔

کیا تھا لیکن وہ زبردستی کر رہی تھی۔۔

آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔ ساوری نے منہ پھلایا
۔۔ آپ انہیں دھکا دے دیتے۔۔

دیا تھا۔۔ تمہیں جیلیسی ہو رہی ہے۔۔ سالار نے اسے
آنے میں دیکھا۔۔۔

نہیں۔۔ سر جھلاتے وہ واپس پلٹنے لگی تھی کہ سالار
نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اوپر اٹھایا اور
اپنے تھائز پہ بیٹھا لیا۔۔

میں جیلز نہیں ہو رہی تھی لیکن مجھے غصہ آرہا تھا
۔۔

کیوں۔۔ وہ۔ میری وائف ہے وہ کس کر سکتی ہے۔۔
اس کے بال گردن سے ہٹاتے انگلیاں مس کیں۔۔
تو پھر میں بھی آپ کی وائف ہوں میں بھی کر سکتی
ہوں نا۔۔ وہ اس کی مونچھوں پہ اپنی شہادت کی انگلی

پھیرتے بولی۔۔ آنکھوں میں شرارت نے نمی کو پیچھے
دھکیل دیا۔۔

ہاں۔۔ کیوں نہیں۔۔

پھر میں ابھی کروں۔۔ وہ مسکائی۔۔

ہاں۔ سالار نے گال آگے کیا تو ساوری کے آگے
آتے ہونٹ رک گئے۔۔

نہیں۔۔ یہاں نہیں۔۔

تو کہاں۔۔

آپ کے لپس پہ کرنی ہے۔۔۔ سرمئی آنکھیں اس
کے ہونٹوں پہ جمی تھیں۔۔

میں کر لوں۔۔ کہتے ساوری نے اپنے نرم ہونٹ اس
کے ہونٹوں سے لگاتے پیچھے کیے۔۔

بس۔۔ سالار نے گھورا۔ اتنی چھوٹی سی کا فائدہ۔۔
ہاں۔۔ ہو گئی ہے نا۔۔

نہیں میں بتاتا ہوں کیسے کرتے ہیں۔ اسے اٹھا کے
بیڈ پہ لٹاتے وہ اسکے ہونٹوں پہ جھکا تھا۔۔

ساوری اس کے چوڑے وجود کے اندر چھپ سی گئی
تھی۔۔ سالار نے نرمی سے اس کے ہونٹوں پہ لمس
چھوڑتے اپنے ہونٹوں کی جلن کم کی۔۔ ساوری لمحے
میں ہی بے چین ہوتے اوپر سرک گئی۔۔۔

بس ہو گیا۔۔ اس کے کندھوں پہ چوڑیوں والے ہاتھ
رکتے اسے پیچھے دھکیلا تو وہ پیچھے ہوتے سیدھا ہو گیا
۔۔ ساوری تیزی سے اٹھ کے کھڑی ہوئی۔۔

میرا چاند بن کے آئی ہو بے بی تو پھر قیمت وصول
کرو۔۔۔ اس کی نرم و نازک سی انگلیاں اپنی انگلیوں

میں لیتے پر حدت نظروں سے دیکھا۔ ساوری کی
پلکیں لڑیں۔۔

ابھی آپ کی ملائکہ آگئیں تو انہوں نے باتیں کرنی
ہیں۔۔ منہ پھلاتے اسے گھورنا چاہا پھر اس کی
آنکھوں میں دیکھنا کہاں ممکن تھا۔ سالار نے اسے
واپس کھینچتے بیڈ پہ لٹایا۔۔

پھر چوڑیاں پیچھے کرتے وہاں جلتے ہوئے لب رکھے
۔۔ ساوری نے اپنی کلائی کھینچنی چاہی پر گرفت مضبوط
تھی۔۔ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ وہ تیز تیز

سانس لی۔۔ چہرا شرم و حیا کی لالی سے سرخ ہو گیا
تھا۔۔

میری چاند رات کو سپیشل بنانے کی ہمت کر سکتی ہو
۔۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا تو اس نے جلدی
سے نفی میں سر ہلایا۔۔

اچھا۔۔ تیار ہو سکتی ہو لیکن میری چاہت پوری نہیں
ہو سکتی۔۔ اس کے نیکلس پہ نظریں مرکوز کرتے
اسے انگلیوں سے مس کیا تو وہ سمٹ سی گئی۔۔

سالار۔۔ کوئی آجائے گا۔۔ وہ اس کی قربت کی
چھاؤں میں پگھل رہی تھی۔۔

تو پھر کب۔۔ کب میں اپنی آگ بجھاؤں گا۔۔ اس کی
شہہ رگ پہ ہونٹ رکھتے جزیبوں سے بھاری ہوتی
آواز کے ساتھ بڑبڑایا۔۔ ساوری کی سانس وہیں تھم
گئی۔۔ سینہ اوپر اٹھا تھا تو وہیں رہ گیا۔۔ چند سیکنڈ تک
کوئی حرکت نا ہوئی تو سالار نے چہرہ اوپر اٹھاتے
اسے دیکھا۔۔ اس کی سانس رک رہی تھی۔۔

ساوری۔۔ تیزی سے اوپر ہوتے سائڈ ڈرار سے ان
ہیلر نکلاتے اس کے نیلے پڑتے ہونٹوں سے لگایا۔۔
کچھ سانس بہال ہوا تو ساوری نے اس کی گود میں
ہی ان ہیلر رکھ دیا۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔ آنکھوں میں فکر اور خوف لیے اس
سے پوچھا۔۔

آپ جب مجھ سے شادی کریں گے تب۔۔ ساوری
نے اس کے "تو پھر کب" کا جواب دیا۔ سالار اتنی
ٹینشن میں بھی مسکرا دیا۔۔

تم اٹھارہ کی ہو جاؤ پھر شادی بھی کر لیں گے۔۔ اس
کے بالوں پہ انگلیاں چلاتے جواب دیا۔۔
نہیں۔۔ ابھی کر لیں۔۔ عید کے بعد۔۔ میں اتنا ویٹ
نہیں کر سکتی۔۔ اس کی گود میں چہرہ چھپاتے مزے
سے کیا۔۔

کس چیز کے لیے صبر۔۔ سالار نے اس کا چہرہ واپس
سیدھا کرتے نظریں اس پہ فوکس کیں تو وہ جزر بزر
ہوتے چہرے پہ ہتھیلیاں رکھ گئی۔۔

بس کسی بھی چیز کے لیے۔۔ مجھے یہاں شفٹ ہونا
ہے آپ کے روم میں۔۔

میرے روم میں شفٹ ہونے کے لیے اتنا خرچہ
کرواؤ گی لڑکی۔۔ سالار نے اس کی دکھتی رگ چھیڑی
تو وہ اٹھ کے فوراً سیدھی ہوئی۔۔

جب زوہا خرچہ کرواتی ہے۔۔ بلکہ جب اس کی شادی
ہو گی تب سارے خرچے جو ہونگے وہ بھی ایسے ہی
گنیں گے۔۔

نہیں نہیں۔۔ وہ تو میری بیٹی ہے نا اس کا تو مجھے کرنا
پے۔۔

ہاں۔۔ کاش میرے بابا زندہ ہوتے۔۔ وہ بھی اپنی بیٹی
کو دھوم دھام سے رخصت کرتے۔۔ افسردہ
ہوتے ایموشنل بلیک میل کرنا چاہا۔۔

اگر ولی زندہ ہوتا تو ہماری شادی نا ہوتی۔۔

ہونہہ۔۔ منہ بناتے وہ جانے لگی تو سالار نے واپس
اسے بیڈ پہ بٹھایا۔۔

اب اتنا تیار ہو کے آئی ہو تو کچھ دیر تسلی سے دیکھنے
تو دو۔۔

جی نہیں ہی جان۔۔ آپ پھر بہک جائیں گے۔۔
اسے سرمئی آنکھوں سے گھورا۔۔

سب سے پہلے تو تمہاری یہ چھوٹی چھوٹی وجہ بے وجہ
کی گھوریاں مجھے گھائل کرتی رہتی ہیں۔۔ پھر جب
میں گھائل ہو جاتا ہوں تو تم اس پہ اور ستم کرتی ہو
ناراض ہو جاتی ہو۔۔

تو پھر کس سے ناراض ہوں۔۔ آپ کے علاوہ اور
کوئی مناتا بھی تو نہیں ہے نا ہی۔۔

سالار اس کے لاڈ بھرے انداز پہ دل سے مسکرایا
۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ تم ناراض ہوا کرو میں منایا
کروں گا۔۔ اس کی ناک دباتے پھر سے چوڑیاں
چھیڑیں۔۔

آپ کل کیا پہنیں گے۔۔ ساوری کچھ دیر اس کے
سامنے بیٹھنے کے بعد اٹھ کے ڈریسنگ روم میں چلی

گئی۔۔ جب واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں گرے کمر
کا کرتا اور شلوار تھا۔۔

یہ پہنیں گے۔۔

ٹھیک ہے۔۔ سالار نے ہامی بھر لی۔۔ ساوری اس کی
باقی کی چیزیں بھی نکال کے رکھنے لگی۔۔ سالار بیڈ پہ
بیٹھے اسے دیکھ رہا تھا جو سفید پینٹ شرٹ پہ بمشکل
دوپٹہ سنبھالتے کبھی ادھر جا رہی تھی کبھی

ادھر۔۔ چوڑیاں کی چھن چھن پورے کمرے میں
گوونچ رہی تھی۔۔ جب دروازہ کھلا۔۔

ملائیکہ نے ساوری کو ایسے دیکھتے غصہ ضبط کیا۔۔

اپنی عمر دیکھو اور حرکتیں دیکھو۔۔ اس کے ہاتھ سے
گھڑی چھینتے طنز کا تیر چلایا۔۔ ساوری کا دل بے چین
ہوتے ٹوٹ گیا۔۔ سالار نے ملائیکہ کو قہر بھری
نظروں سے دیکھا۔۔ پھر اٹھ کے اس کے ہاتھ سے
گھڑی واپس چھینی۔۔

تم اپنے روم میں جاؤ۔۔ ساوری کو ایک نظر دیکھا۔۔
اس کے چہرے کا رنگ بھی کپڑوں کی ماند سفید ہو

رہا تھا۔۔۔ ساوری تقریباً بھاگتے ہوئے باہر نکل آئی

--

اس کی زندگی میں ہمیشہ ایک خوف سا رہتا تھا۔۔۔ یہ
خوف جانے کب ختم ہو گا۔۔

سالار نے ملائکہ کو غصے سے دیکھتے باہر جانے کا کہا

--

پر وہ ٹس سے مس نا ہوئی

ٹھیک ہے پھر۔۔ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔ سالار
نے بنا کسی لحاظ کے اس کے منہ پہ جیسے تھپڑ دے
مارا تھا۔۔ ملائکہ ساکت ہوتے وہیں ٹھہر گئی۔۔

سالار نے ملائکہ کو غصے سے دیکھتے باہر جانے کا کہا

--

پر وہ ٹس سے مس نا ہوئی

ٹھیک ہے پھر۔۔ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔ سالار
نے بنا کسی لحاظ کے اس کے منہ پہ جیسے تھپڑ دے
مارا تھا۔۔ ملائکہ ساکت ہوتے وہیں ٹھہر گئی۔۔

تمہیں طلاق

بابا۔۔ عین اسی وقت زوہا روم میں داخل ہوئی۔۔
اندر کا ماحول دیکھ کے تو اس کے ہوش اڑے تھے

--

طلاق دیتا ہوں۔۔ سالار زوہا کی طرف متوجہ ہی نہیں
تھا۔۔ اس سے پہلے کے وہ تیسری بار کہتا زوہا نے
بھاگ کے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھا۔۔

بابا۔ کیا کر رہے ہیں۔۔ میری ماما کو آپ ڈیورس نہیں
دے سکتے۔۔ کپکپاتے ہاتھ سالار کے ہونٹوں پہ
رکھے ہوئے تھے۔۔

اس عورت سے کہو میری نظروں سے دور ہو جائے
۔۔ میری طرف سے فارغ ہے یہ۔۔ زوہا کا ہاتھ
جھٹکتے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔۔

کیا ہو گیا ہے ماما۔۔ کیوں بابا اتنے غصے میں ہیں
۔۔ اس کے جانے کے بعد زوہا ملائکہ کے پاس آئی
جو ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

ا۔ اس دو گز کی لڑکی کے لیے مجھے بچ۔۔ چھوڑ۔۔
سکی لیتے رکی۔۔

س۔۔ ساوری نے کچھ کیا ہے۔۔ زوہا نے اس کے
کندھے پہ رکھا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔۔

اور کیا۔۔ ہماری غیر موجودگی میں وہ تمہارے بابا کے
ساتھ تھی۔۔ میں تمہیں بتا نہیں سکتی کیسی حالت۔۔

تو ماما۔۔ زوہا ہلکی آواز میں چیخی۔۔

مجھ سے برداشت نہیں ہوا اور۔۔۔

اور۔۔ پھر سے ہچکی لی۔۔۔

اور میں نے اسے سالار کے سامنے غلط بول دیا۔۔

اور۔۔

زوہا آگے سنے بنا ہی باہر چلی گئی۔۔ جو بھی تھا کہیں نا کہیں ان کا رشتہ ابھی بھی باقی بچ گیا تھا۔۔۔

زوہا جتنی تیزی سے باہر نکلی تھی اتنی ہی تیزی سے تھم گئی۔۔ ساوری اسی کی طرف آرہی تھی۔۔

کیا ہوا زوہا۔۔ اسے دیکھ کے پوچھا۔۔

کچھ نہیں۔۔ اس کے ہاتھ میں ان ہیلر دیکھ کے وہ
خاموش ہو گئی۔۔

نہیں تم پریشان لگ رہی ہو۔۔

نہیں تو۔۔ پریشان کیوں ہونا ہے۔۔ بس ابھی ہم
لوگ مہندی لگا کے آئے ہیں تو کچھ شاپنگ بھی کی
تھی۔۔ ماما سے وہی لینے جا رہی تھی۔۔ لیکن لگتا ہے
ماما اور بابا سو گئے ہیں۔۔ غلط بیانی کرتے وہ آگے بڑھ
گئی۔۔ ساوری کا دل جیسے دھڑک کے بند ہوا تھا۔۔

ملائکہ سالار کے روم میں اس کے ساتھ سو رہی تھی
۔۔ ان ہیلر کو بے دھیانی میں دیکھتے وہ واپس اپنے
روم میں چلی آئی۔۔

اتنی بھی کیا جلدی تھی سونے کی۔۔ آج تو چاند رات
تھی لوگ کتنی دیر تک جاگتے ہیں۔۔ انجوائے کرتے
ہیں۔۔

ک۔۔ کیا پتہ سالار اور ملائکہ نے روم میں ہی کچھ
پلیننگ کی ہو۔۔ پریشانی سے سوچتے وہ اپنے بستر پہ
لیٹ تو گئی تھی لیکن سکون نہیں مل رہا تھا۔۔ آدھی

رات تک وہ مسلسل ان کے بارے میں ہی سوچتی
رہی تھی۔۔

سالار بھی تو اسے خود سے دور نہیں کرتے نا۔ اس
نے انہیں کس کرتے دیکھا تھا اور اب دل اسی بات
سے خوف زدہ تھا کہیں ان کا ریلیشن کہیں زیادہ بڑھ
نہ جائے۔۔

رات کے درمیانے پہر سوچتے سوچتے اچانک سے
اس کے ذہن میں آیا کیوں نا وہ ان کے روم میں جا
کے دیکھے۔۔ پھر جلدی سے اٹھ کے باہر آئی تو ان

کے روم کی لائٹ جل رہی تھی۔۔۔ شک یقین میں
بدل گیا۔۔

میں کیسے جاؤں وہاں۔۔ ایسے جاؤں گی تو کتنا برا لگے
گا۔۔ ہی مجھے ڈانٹیں گے بھی۔۔

اوقف اللہ میں کیا کروں۔۔ انگلیاں چٹختے سامنے
دروازے کے سائڈ پہ بڑا اپنا

ان ہیلر نظر آیا۔۔ جلدی سے اسے اٹھاتے سوچا
کے وہ یہ لینے کے بہانے ان کے روم کے آس پاس

جاتی ہے۔۔ لیکن اس کا بھی کیا فائدہ۔۔ باہر سے تو وہاں سے بھی دیکھ رہی تھی۔۔

اوقف۔۔ رات کے آخری پہر وہ اپنے شوہر کے روم میں جانے کے لیے پلین کر رہی تھی اور پھر اس کے دماغ میں کلک ہوا۔۔ کیوں نا وہ نیند میں چلنے کا بہانہ کر کے جائے۔۔

چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ آ کے معدوم ہوئی۔۔ جلدی سے ان ہیلر کو ہاتھ میں پکڑتے آنکھیں ایک ہی جگہ ساکت کرتے کھولیں۔۔ دونوں ہاتھوں کو

نارمل رکھتے وہ دھیرے دھیرے چلتے ان کے روم
تک آئی۔۔

آرام سے دروازہ کھولا۔۔ تو وہ لاک تھا۔۔

ساوری کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔۔ اگر سالار کو
پتہ چل گیا تو کتنی شرمندگی ہو گی۔۔

گہرا سانس لیتے اس نے دروازہ ناک کیا۔۔ دو منٹ
بعد دروازہ کھلا تو سالار نائٹ ڈریس میں سامنے کھڑا
تھا۔۔ دل نے بیٹ مس کی۔۔ مطلب ملائکہ بھی پھر
اندر ہو گی۔۔

وہ نیند میں چل رہی تھی۔۔ اس لیے سالار کو اگنور کرتے وہ اس کے پاس سے گزرتے اندر آئی۔۔ پہلی نظر اس کی بیڈ کی دوسری طرف گئی تھی وہاں کوئی نہیں تھا اور نا ہی کسی کے لیٹنے کے آثار تھے۔۔

سالار دروازہ بند کرتے وہیں سے پلٹ کے اسے دیکھنے لگا۔۔ وہ چلتے ہوئے اس کے بستر پہ جا کے بیٹھ گئی۔۔ پھر جوتے اتارتے۔۔ پاؤں سمیٹ کے اوپر لیٹتے اور کمفرٹر اوپر اوڑھتے اس میں گم ہو گئی۔۔ سالار حیرت سے اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ بولی

نہیں تھی اس نے پلکیں نہیں چھپکائیں تھیں مطلب
کچھ گڑبڑ تھی۔۔

اس کے قریب آتے کمفرٹر ہٹایا تو وہ آنکھیں بند
کیے سو رہی تھی۔۔

ساوری۔۔ سالار نے دھیرے سے اسے پکارا۔۔

وہ کچھ نہیں بولی بس ان ہیلر آگے کرتے اسے
دکھایا۔۔

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔۔ اس کے بال سیدھے
کرتے فکر مندی سے دیکھا۔۔

وہ سوتے میں مسکرائی اور دوبارہ آنکھیں موند لیں

--

سالار کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر دوسری طرف سے
آکے لیٹتے اس کی طرف کروٹ لی۔۔ ساوری کا دل
سرپٹ دوڑ رہا تھا۔۔ آنکھیں سختی سے بند کیے وہ
کفرٹر کے اندر بمشکل سانس لے رہی تھی۔۔ دیکھتے
ہی دیکھتے سانس لیتا وجود کفرٹر کے اوپر سے بے
ہنگم ہونے لگا۔۔

ساوری۔۔ سالار کچھ دیر تو اسے ایسے ہی دیکھتا رہا پھر
بے اختیار اس کا کمفرٹر ہٹایا تو سانس اکھڑنے کی وجہ
سے آنکھوں کی نمی کنپٹیوں میں جرب ہو رہی تھی
۔ اس کے ہاتھ میں پکڑا ان ہیلر لیتے جلدی سے اس
کے ہونٹوں سے لگایا۔۔

تم سو رہی ہو۔۔ اس کی سانسیں نارمل ہوئیں تو سالار
نے ذرا اونچی آواز میں پوچھا تو اس نے آنکھیں اٹھا
کے اسے دیکھا۔۔ اس کی بات پہ اس نے پلکیں ہلکی

سی چھپکیں تو سالار کو جھٹکا لگا۔ مطلب وہ ایکٹینگ
کر رہی تھی بس۔۔

تم سو رہی ہو۔۔ دوبارہ پوچھا۔۔ اب کی بار اس کی
پلکیں ساکت رہیں۔۔ سنجیدگی سے اسے دیکھتے سالار
نے جھک کے اس کے ماتھے پہ لب رکھے تو وہ سرخ
گلال ہوئی۔۔۔

جاگ رہی ہو۔۔ سالار نے دل میں سوچا۔۔ لبوں پہ
ہلکی سی سہائل آئی۔۔ وہ یہ سب کیوں کر رہی تھی وہ

نہیں جانتا تھا لیکن اس کی موجودگی دل کو سکون
دے رہی تھی۔۔

ساوری ہنوز آنکھیں وا کیے سونے کی ایکٹنگ کر رہی
تھی۔۔ سالار نے کچھ سوچتے اپنے گاؤن کی ڈوری
کھولی۔۔

ساوری کھلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ سالار
نے گاؤن لاگ کرتے اس کا کمفرٹر سائڈ سے نکالتے
اپنے اوپر بھی لیا۔۔ ساوری کا سانس ایک جگہ اٹک
چکا تھا۔۔

چلو آج سوئے میں کرتے ہیں۔۔ کبھی جاگتے ہوئے
کرنے کا موقع بھی ملے گا۔۔ اسے کمر سے پکڑتے
اٹھا کے بازو پہ ڈالا۔۔ ساوری کی گردن اس کے
ہونٹوں سے ٹچ ہوئی تو اس نے بے ساختہ آنکھیں
بند کیں۔۔ اب وہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔۔ اس
کے کان کی لو کو دانتوں سے کاٹتے سالار نے اس
کے تھائز پہ ہاتھ رکھا ہوا تھا۔۔

میرے روم میں خود دے چل کے آئی ہو ساوری
سالار۔۔ اس کی گردن سے لب مس کرتے وہ اپنی

شدتیں اس پہ نچھاور کر رہا تھا۔۔ ساوری سانس لیتے
آنکھیں موندے ہوئے اس کا لمس محسوس کرتے
بے چینی سے مٹھیاں بھی بند کر گئی۔۔ سالار کے
ہونٹ دھیرے دھیرے پیچھے کی طرف سرک رہے
تھے۔۔ پھر ہاتھ بڑھا کے سامنے سے اس کے گلے
سے بٹن کھولتے کالر سے پکڑتے شرٹ کو پیچھے سے
نیچے کی طرف کھینچا۔۔

ہ۔۔ ہی۔۔ اس کا لمس پھیلتا ہی جا رہا تھا ساوری نے
بے اختیار اس کا پیٹ پہ دھرا ہاتھ تھاما۔۔

م۔۔ میں جاگ گئی ہوں۔۔ اس کی طرف رخ کرتے
پلٹی تو سالار کی آنکھوں میں عجیب سی لو دہک رہی
تھی۔۔ ساوری کا بلی بٹن شرٹ اوپنی ہونے کی وجہ
سے واضح ہو رہا تھا۔۔

ہبی۔۔ میں جاگ گئی ہوں۔۔ اس کی نظروں سے
نظریں چراتے وہ اٹھ کے پیچھے ہو گئی۔۔ جلدی سے
شرٹ نیچے کی تو سامنے سے کلیوج ظاہر ہونے لگی۔۔
یہ ناٹک کس لیے تھا۔۔ سالار نے مسکراہٹ دباتے
اسے نظر بھر کے دیکھا۔۔

کون سا میں سچ میں سو رہی تھی۔۔ آپ بس موقع کا
فائدہ اٹھانے لگے تھے۔۔ زرا سا آگے کھسک کی ان
ہیلر اٹھایا۔۔ سالار کی نظریں اس کے سینے پہ ہی
تھیں۔۔ وہ اٹھا کے پیچھے ہوئی۔۔

صبح عید ہے اور آپ ابھی تک جاگ رہے ہیں۔۔ بیڈ
سے نیچے اترتے اسے گھورا۔۔

صبح عید ہے اور میری عید بیکار جانے والی ہے میں
جانتا ہوں۔۔ سالار نے رخ پھیرتے اداس چہرا بنایا

کیوں بیکار جائے گی۔۔ سب تیاری مکمل تو ہے۔۔

ہاں۔۔ لیکن جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ تو نہیں ہے نا

--

آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔۔ مجھے بتائیں۔۔ ساوری اپنا

دوپٹہ اٹھا کے درست کر رہی تھی۔۔

وہ کل رات کو بتاؤں گا۔۔ اگر ایسے ہی سوئے سوئے

چلی آئی تو۔۔ سالار نے اسے چھیڑا۔۔

جی نہیں میں واقع سو رہی تھی۔۔

اوکے اوکے۔۔ اب جاؤ روم میں میں۔۔ ٹائم دیکھتے
سالار نے اسے جانے کا کہا۔۔ ساوری کا دل نہیں
کر رہا تھا لیکن جانا تو تھا۔۔ سو اپنا ان ہیلر لیتے باہر
چلی گئی۔۔

سالار بھی اسکے بعد جلدی ہی سو گیا تھا

اگلے دن صبح عید تھی اور گھر میں زوہا اور ملائکہ کی
تیز تیز بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔۔ وہ شور کی

وجہ سے اٹھ کے باہر آیا تو دونوں اسے دیکھ کے
ایک دم خاموش ہو گئیں۔۔

بابا دیکھیں ماما کو۔۔ آج عید کے دن مجھے چھوڑ کے جا
رہی ہیں۔۔ وہ روہانسی ہوتی اس کے قریب آئی۔۔
پہلے بھی تو اتنی عیدیں ان کے بغیر گزاری ہیں نا زوہا
۔۔

پہلے اور بات تھی بابا۔۔ تب میں چھوٹی تھی۔۔
وہی بات ہے۔۔ بس اس وقت سمجھنے سے سمجھ جاتی
تھی لیکن اب تم میری بات نہیں مانتی زوہا۔۔ جو

عورت تمہارے پاس تب نہیں تھی جب تمہیں اس
کی ضرورت تھی تو وہ اب ہونا ہو تمہیں فرق نہیں
پڑنا چاہیے۔۔ ملائکہ کو نظر انداز کرتے سنجیدگی سے
بے لچک انداز میں کہا۔۔

بس۔۔ بس۔۔ اسی لیے میں یہاں نہیں رہنا چاہتی۔۔
تم۔ میرے بچوں کو میرے خلاف کرتے ہو۔۔ میں
ہمارا رشتہ ہونے کے باوجود ختم کر رہی ہوں۔۔ میں
یہاں اب ایک منٹ بھی نہیں رہوں گی۔۔

نہیں ماما۔۔ پلیز۔۔ زوہا بھاگ کے اس کے قریب
آئی۔۔ اج رک جائیں۔۔ پلیز۔۔

ایک منٹ بھی نہیں کا مطلب ہے ایک منٹ بھی
نہیں رکنا۔۔ اسے خود سے دور جھٹکتے وہ باہر کی
طرف بڑھ گئی۔۔

سنو۔۔ وہ دروازہ کھولنے لگی تھی جب سالار نے اسے
روکا۔۔ ملائکہ کے چہرے پہ بڑی شاطرانہ مسکراہٹ
آئی تھی۔۔ یعنی سالار نے اسے روک لیا تھا۔۔ وہ

چاہتا تھا وہ وہیں رکے ان کے ساتھ عید کرے۔۔

پھر بھی تاثرات نارمل رکھتے وہ واپس پلٹی۔۔

میں نہیں چاہتا تم ایسے جاؤ۔۔ میری بیٹی کا دل توڑ

رہی ہو۔۔ اسے عید والے دن چھوڑ کے جانا اچھی

بات نہیں ہے۔۔ لیکن۔۔ اس کی آواز کے ساتھ

ساتھ ملائکہ کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔۔

میں چاہتا ہوں کہ تم ایسے جاؤ کہ کبھی واپس نا

آؤ۔۔ اس لیے۔۔ میں سالار خان پورے ہوش و

حواس میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔ وہ جو ابھی خوش
ہو رہی تھی دھڑام سے منہ کے بل گری۔۔

زوہا حیرت سے دیکھ رہی تھی اسے بھی یہی لگا تھا
سالار اسے روک رہا ہے۔۔ لیکن وہ تو اسے پکا بھیج
رہا تھا۔۔

بابا یہ کیا کیا آپ نے۔۔ انکھیں پھاڑے وہ وہیں
ساکت تھی۔۔

کاش یہ میں بہت پہلے کر دیتا۔۔ لیکن خیر۔۔ دیر تو
اب بھی نہیں ہوئی۔۔

تم اب جا سکتی ہو۔۔ ایک نظر اس پہ ڈال کے واپس
پلٹ آیا۔ عید کی نماز سات بجے تھی اور ابھی
سارھے پانچ ہو رہے تھے۔۔

یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے زوہا۔۔ ملائکہ کو
ہوش آیا تو وہ بھری ہوئی شیرنی کی طرح زوہا کی
طرف لپکی وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

مما مجھے کیا پتہ تھا بابا آپ کو تیسری طلاق بھی دے
دیں گے۔۔ وہ تو خود کافی پریشان تھی اسے کیا جواب
دیتی۔۔

ہونہ۔۔ بھاڑ میں جاؤ تم لوگ۔۔ دیکھ لوں گی میں تم
سب کو اور۔۔ اس ساوری کو۔۔ جس کی وجہ سے یہ
سب ہو رہا ہے۔۔ پھنکارتے وہ ٹک ٹک کرتے خالی
سوٹ کیس ہی گھسیٹ کے باہر چلی گئی۔۔

زوبا سر تھام کے بیٹھ گئی۔۔ ان لوگوں نے سوچا تھا
سالار زوبا کے لیے اس سے دوبارہ نکاح کر لے گا
لیکن وہ تو اسے بالکل ہی چھوڑ گیا تھا

اک بار اجازت دے۔۔ تیری روح میں بس جاؤں
بن کے تیری سانسیں۔۔ دھڑکن میں ٹھہر جاؤں۔۔
وہ دھیمے انداز میں گنگناتے باہر آئی تو سالار تیار ہو
کے اسی کی طرف آرہا تھا۔۔ اسے دیکھ کے ساوری
نے بے وجہ گھورا۔۔ سالار کو ایسا لگا تھا۔۔

ہبی۔۔ غصے سے دانت کچکچاتے وہ تیزی سے درمیانہ
فاصلہ طے کرتے اس تک پہنچی۔۔ میں نے آپ سے
کہا تھا ڈنر سوٹ پہننا ہے۔۔ ساوری نے منہ پھیلاتے
اسے دوبارہ گھورا۔۔

نماز پڑھ کے آؤں پھر دیکھتا ہوں۔۔ سالار نے اس
کے کندھے کے گرد بازو حائل کرتے اپنے ساتھ
لگایا۔۔

نہیں۔۔ ابھی۔۔ پھر کون سا کسی نے دیکھنے ہیں۔۔
تم دیکھ لو گی یہ کافی نہیں ہو گا۔۔
نہیں نا۔۔

دیکھو میری عمر نہیں ہے میں نوجوان لڑکوں کی
طرح تیار ہو کے ایسے جاؤں۔۔ بوڑھا ہو رہا ہوں

میں۔۔ وہ لوگ چلتے ہوئے ساوری کے روم میں
داخل ہوئے۔۔

ہاں بس باتوں سے ہی ظاہر کیا کریں۔۔ دیکھنے میں تو
اتنے ہوٹ لگتے ہیں۔۔ بے دھیانی میں بولتے زبان
دانتوں تلے دبائی۔۔

کیا لگتا ہوں۔۔ سالار نے اس کی آنکھوں میں دیکھا
۔۔

میرا مطلب ہے کہ اچھے لگتے ہیں۔۔۔

ہمم۔ تم کیا پہن رہی ہو۔۔ بیڈ پہ پھیلے کپڑے دیکھ
کے پوچھا۔۔ ساتھ دو تین ڈریس اٹھا کے دیکھے۔۔
میں وائٹ ساڑھی باندھوں گی۔۔ ساوری نے ایک
طرف صوفے پہ پڑی اپنی چیزوں کی طرف اشارہ
کرتے بتایا۔۔ جہاں اس کی جیولری ساڑھی اور جوتے
رکھے ہوئے تھے۔۔

خود ابھی تم بچی ہو اور رنگ میری عمر کے لوگوں
والا پہننا ہے۔۔ اور سونے پہ سہاگہ مجھے ڈنر سوٹ
میں دیکھنے کی خواہش ہے میرے بے بی کی۔۔

ہیں۔۔ بلکل ایسا ہی ہے۔۔ ساوری ساتھ ساتھ سر
ہلاتی رہی۔۔ سالار اس کی حرکت پہ دھیرے سے
مسکرا دیا۔۔

اپ اپنے بالوں پہ کلر کر لیتے۔۔ ساوری کی نظر اس
کے چند سفید بالوں پہ گئی تو دوبارہ گھوری سے
نوازا۔۔

آہاں۔۔ اب اتنی خواہشیں مت پالو ساوری۔۔ میں
اپنی حقیقت نہیں چھپا سکتا۔۔

پلیز ہی جان۔ آپ میرے لیے نہیں کر سکتے۔۔ میں
نہیں چاہتی میری فرینڈز آپ کو بوڑھا کہیں۔۔
میں ہوں۔۔ سالار نے دونوں لفظوں پہ زور دیا۔۔
نہیں ہیں۔۔ مجھے پتہ ہے نا۔۔ بس آپکے جو یہ تین
چار بال سفید ہو رہے ہیں انہیں کلر کر لیں۔۔ یا میں
انہیں توڑ دوں۔۔ اس کا سر نیچے کرتے خود تھوڑا
اوپر ہونے لگی تو سالار نے اسے کہنیوں سے پکڑتے
روکا۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔ واپس آ کے کر لوں گا۔۔ ابھی میں

جاؤں دیر ہو رہی ہے۔۔ رست واپچ پہ ٹائم دیکھتے

اس سے اجازت چاہی

ٹھیک ہے۔۔ اگر آپ نے ناکیے تو میں نے سچ میں

توڑ دینے ہیں۔۔ ساوری اسے باہر تک چھوڑنے آئی

--

او کے مائے لٹل بے بی۔۔ اس کے ماتھے پہ لمس

چھوڑتے وہ چلا گیا۔۔

سالار کے جانے کے بعد وہ اپنے کپڑے لے کے
باتھ روم گھس گئی۔۔۔

نماز پڑھ کے سالار گھر آیا اور چیلنج کر کے واپس
نکل گیا۔ ساوری تیار ہو رہی تھی اسے پتہ ہی نہیں
چلا۔۔۔ کچھ دوستوں سے مل کے ایک دوست کے
گھر سارا انتظام کیا تھا ان کا جانور بھی وہیں ذبح ہونا
تھا۔۔

ساوری تیار ہو کے کتنی دیر اس کا ویٹ کرتی رہی۔۔
آنٹی نے میٹھے چاول اور سوئیاں بنائی تھیں جو اس

نے دونوں کھا کے پیٹ پوجا بھی کر لی تھی۔۔ البتہ
زوہا ابھی تک سو رہی تھی یا وہ اپنے روم سے ہی باہر
نہیں نکلی۔۔

ساوری کو پتہ تھا سالار نے جانا ہے اس لیے وہ
پر سکون ہوتے لیٹ گئی۔۔ گوشت وغیرہ کا سارا کام
آنٹی اور سالار خود نے دیکھنا تھا۔۔

دو ڈھائی بجے وہ لوگ سارے کام سے فارغ ہوئے
تھے۔۔ سب غریبوں اور حق داروں میں بانٹ بٹا

کے جو ان کے حصے میں گوشت بچا تھا وہ لیے واپس
آیا۔

آئی دوپہر کا کھانا بنا رہی تھی۔۔ سارے تھیلے اس
سے پکڑ کے شلف پہ رکھے۔۔

اب باقی کام آپ کا۔۔ انہیں باور کرواتے اپنے روم
میں آیا۔۔ اس بار تو ہادی بھی نہیں آیا تھا اس کے
ایگزیمز سٹارٹ ہونے والے تھے۔۔ ورنہ وہ کافی مدد
کرواتا تھا۔۔

روم میں آ کے نہادھو کے واپس چنچ کیا پھر بال
سیٹ کرتے ساوری کے روم میں آیا۔۔ وہ سو رہی
تھی وہ بھی مکمل تیار ہو کے۔۔

سفید ساڑھی کا پلو سیٹ کر کے خود پہ پھیلائے وہ
بے خبری میں بھی سالار کو بہت حسین لگی
۔۔۔ دروازہ بند کرتے اس کے پاس آیا۔۔

عید مبارک میرا بے بی۔۔ اس کے قریب بیٹھتے
دونوں گلابی گالوں پہ لب رکھے۔۔

ساوری نے اس کے لمس پہ کسمساتے آنکھیں پٹ
سے واکیں۔۔

آگئے آپ۔۔ اٹھ کے پیچھے ہوتے گھورا۔۔

ہاں ابھی ابھی آیا ہوں۔۔

میں ناراض ہوں۔۔ کب سے تیار ہو کے بیٹھی تھی
آپ نہیں آئے۔۔ اور اب کپڑے بھی چینج کر لیے
ہیں۔۔ ہم لوگ دونوں وائٹ میں ہوتے تو کتنے اچھے
لگتے۔۔

ہاں۔۔ لیکن شام کو چینج کروں گا اب۔۔

ٹھیک ہے۔۔ ساوری آسانی سے مان گئی۔۔ میری
عیدی۔۔ ساتھ ہی ہاف وائٹ چوڑیوں سے بھرا ہاتھ
پھیلا یا۔۔

عیدی۔۔ سالار نے پرسوج نظروں سے اسے دیکھا
اور پھر اس کی ہتھیلی تھامتے ہونٹوں سے لگائی۔۔
ٹھیک ہے۔۔ شہد رنگ آنکھیں مسکرا رہی تھیں لیکن
سرمتی آنکھوں میں ایک دم حیرانگی آئی۔۔
یہ عیدی تھی۔۔ اپنا ہاتھ کھینچتے سرخ ہوئی۔۔

ہاں۔۔ اس سے قیمتی چیز تمہیں دنیا میں نہیں مل سکتی

نہیں۔۔ مجھے یہ نہیں چاہیے۔۔ بچوں کی طرح ضدی
انداز میں کہا۔۔

تو کیا چاہیے میرے بے بی کو۔۔ سالار نے ابھی اس
کی کھل کے تعریف کرنی تھی لیکن پہلے وہ اسے
خوش کر لے۔۔

وہی جو آپ کل ڈنر پہ کہہ رہے تھے

میں نے کیا کہا تھا۔ آنکھیں سکیڑیں۔ کیا واقعہ اسے
یاد نہیں نہیں تھا۔

آپ جان بوجھ کے ناک کر رہے ہیں نا۔

نہیں۔۔ مجھے اپنے بے بی کی طرح ڈرامے کرنے کی

عادت نہیں ہے۔ سالار نے مسکراتے اپنی پاکٹ

سے ایک کیس نکالا اور اسے کھول کے سامنے کیا۔

واؤ۔۔ ساوری کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ

گئیں۔۔ ایک چین تھی جس میں ساوری سالار لکھا تھا

اور ڈائمنڈ سے لکھا تھا۔

یہ آپ نے اس دن ہمارے سامنے تو نہیں لیا تھا۔

ہاں یہ میں نے بنوایا ہے سیشل تمہارے لیے۔۔ وہ

اس کی آنکھوں کا چمکنا دیکھ رہا تھا۔۔ اسے بہت شوق

تھا اپنا نام اور سالار کا نام ساتھ لکھنے کا۔۔ پہلے اس

کی بکس ڈائریز۔۔ جانے کہاں کہاں ساوری سالار لکھا

پایا جاتا تھا۔۔ پھر ایک دفعہ اس نے ایک چین لی

تھی اور اس میں سالار کا نام لکھا تھا۔۔

جسے وہ ہمیشہ پہن کے رکھتی تھی۔۔ بد قسمتی سے وہ

اس سے گم ہو گئی تھی۔۔ اس وقت وہ بہت روئی

تھی تب سالار نے اسے کہا تھا وہ اسے دوبارہ بنوا
کے دے گا۔۔ اور بہت پیارا بنا کے دے گا۔۔

تھینکیو سو مچ ہی۔۔ بے اختیار آگے ہوتے وہ اس
کے گلے سے لگی۔۔

مجھے تھینکس نہیں چاہیے۔۔ اس کے بالوں پہ انگلیاں
چلاتے گردن پہ لب رکھے۔۔

ساوری اس کی سانسوں کی تپش سے بے چین ہوتے
پیچھے ہٹی۔۔ تو پھر کیا چاہیے۔۔ نظریں لاکٹ پہ
مرکوز کرتے اسے دوبارہ چھوا۔۔

سالار نے خاموشی سے اسے دیکھا۔۔ وہ ابھی چھوٹی
تھی۔۔

تم مجھ سے شادی کرو گی۔۔ سوچوں کو جھٹکتے پوچھا۔۔
ایک بار ساوری نے پوچھا تھا اب سالار پوچھ رہا
تھا۔۔

ہاں۔۔ ساوری نے بلا سوچ بچار کے فوراً سر اثبات
میں ہلایا۔۔

تو اب ہم جلدی کر لیں شادی۔۔ اس کا رخ پلٹتے بال
اکھٹے کر کے اس کے ہاتھ میں پکڑائے۔۔

نہیں پہلے زوہا کی۔۔ پھر میری۔۔ گردن پہ اس کی
انگلیوں کا لمس محسوس کرتے جیسے وہ اترائی تھی۔۔
نا۔۔ ایک شرط تم نے رکھی ہے اب دوسری میری
مانو۔۔ سالار نے لاکٹ پہناتے ہک بند کیا۔۔

نہیں۔۔ نہیں نہیں۔۔ آپ کو بس میری باتیں ماننی
ہیں۔۔ ساوری نے دوبارہ اس کی طرف رخ پلٹا۔۔
اس کی سفید گردن پہ جھلملاتا ان کا نام شاندار لگ
رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے پھر۔۔ جلدی ہی میں زوہا کے لیے رشتہ
دیکھتا ہوں۔۔ اسے سنجیدگی سے دیکھتے وہ سائنڈ پہ
ہوتے کھڑا ہوا۔۔

ہی۔۔ میری بات سنیں ساوری بھی اس کے پیچھے بیڈ
سے اترتے کھڑی ہوئی۔۔ دونوں کا عکس آئے میں
منعکس ہوا تھا۔۔

سنائیں۔۔

آپ پلیر ابھی زوہا کے لیے کچھ نہیں سوچیں گے اور
میں جب بائیس سال کی ہو جاؤں گی تب آپ
سوچیں گے ایسا کچھ۔۔

آئی ایم سوری سوری۔۔ میں اب اور ویٹ نہیں کر
سکتا۔۔ اس کی کلائی تھامتے اپنے قریب کیا۔۔
آپ کو پتہ ہے ابھی میں تیار نہیں ہوں۔۔ سانسیں
بے ہنگم ہونے لگی تھیں۔۔

میں کر لوں گا تیار۔ ڈونٹ وری۔۔ کمر کے گرد
دونوں بازو باندھتے وہ اسے بہت قریب کر گیا تھا۔

دھڑکنیں جیسے دونوں کی ایک ہی تال پر دھڑک
رہی ہوں۔۔

ا۔۔ اچھا ابھی نہیں۔۔ ساوری نے اس کے کندھوں
پر ہاتھ رکھتے پیش کیا تاکہ وہ ٹھہر جائے پر سالار نے
اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی کمر نکالتے بازو
پکڑے اور انہیں اس کے پیچھے کمر کے ساتھ لگایا۔۔
اب اتنی بھی چھوٹی بچی نہیں ہو تم۔۔ اس کی
گھبراہٹ سالار کو اور اکسا رہی تھی۔۔

سالار ابھی نہیں نا۔۔ ساوری نے روہانے ہوتے اسے
دیکھا پر سالار اس کی سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔
دونوں ہاتھوں کو ایک ہاتھ میں پکڑتے اس کے سر
کے پیچھے ہاتھ رکھتے چہرا اونچا کیا۔۔

آج تو مجھے میری عیدی وصول کرنی ہے۔۔ اس کے
ہونٹوں پہ نرمی سے ہونٹ جمائے۔۔ ساوری کی
سانس رکی تھی لیکن سالار کی سانسوں کے ساتھ
ملتے ہی ترتیب نہیں ہوئی تھی۔۔ البتہ دھڑکنوں کا
شور وہ اپنے کانوں میں سن رہی تھی۔۔

سالار نرمی سے اس کے ہونٹوں کے ساتھ کھیل رہا
تھا اور وہ بے بسی سے ہونے دے رہی تھی۔۔

ساوری۔۔ سانس لینے میں مسئلہ تو نہیں ہو رہا۔۔ سالار
نے پیچھے ہوتے فکر سے پوچھا۔۔

نہیں۔۔ وہ ہاں میں سر ہلا رہی تھی اور لب نہیں کہہ
رہے تھے۔۔ سالار نے مسکراہٹ چھپاتے اپنا گال
اس کے گال سے رگڑا تو وہ بے چین ہو اٹھی۔۔

اوففف اتنی زور کی چبھی ہے آپ کی بیرڈ۔۔ وہ ہلکا
سا منمنائی۔۔

تم دنیا کی واحد عورت ہو جس کے سامنے سالار خان
کا دل اور دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔۔ اسے ڈھیلا
چھوڑتے سرمئی آنکھوں میں جھانکا۔۔ ساوری سرخ
گلال ہوتے سمٹ سی گئی۔۔ اتنی قربت وہ نازک وجود
کیسے جھیلتا جو اتنے سے ہی ادھ موئی ہو رہی تھی۔۔
ہ۔۔ ہی پلیز۔۔ باقی کل کریں گے۔۔۔
میں چاہو تو تمہیں وقت دے سکتا ہوں ساوری۔۔
لیکن میں بوڑھا ہو رہا ہوں اور میں نہیں چاہتا کہ
تمہاری کوئی خواہش ادھوری رہ جائے۔۔

م۔۔ میں نے رومینس کی خواہش کب کی۔۔

لیکن جب تم کرو گی تم میں نارہوں تو۔۔۔

ہی پلیز۔۔ ایسی باتیں نا کریں۔۔ ساوری نے اس کا

چہرہ تھاما۔۔ مجھے آپ ہر حال میں اچھے لگتے ہیں۔۔

آپ بوڑھے ہو جائیں پھر بھی ساوری آپ سے محبت

کرنا نہیں چھوڑے گی اور میری کوئی خواہش ایسی

ہے ہی نہیں جو آپ پوری نہیں کر سکیں گے۔۔ اب

اتنا فٹ ہی ہر کسی کو تھوڑی ملتا ہے۔۔ اس کے

مسلز کو اپنے ہاتھوں سے دباتے مسکرائی۔۔

تو پھر اجازت ہے۔۔ سالار نے اس کے کندھے سے
سٹیپ نیچے سرکایا۔۔ ساوری کی سانسیں رک سی
گئیں تھیں۔۔۔

تو پھر اجازت ہے۔۔ سالار نے اس کے کندھے سے
سٹیپ نیچے سرکایا۔۔ ساوری کی سانسیں رک سی
گئیں تھیں۔۔۔

ن۔۔ نہی۔۔ ساوری نے اسے روکنا چاہا پر سالار اس
کے سکڑٹ کا ہک کھولتے اسے اپنے قریب کر گیا۔۔
نہیں نہیں کرتے میں بوڑھا ہو جاؤں گا۔۔ اس کی
کمر پہ ہاتھ ڈالتے کندھے پہ نرمی سے لب رکھے۔۔
سآوری کا دل دھڑ دھڑا رہا تھا اس کی قربت پہ۔۔
بے قراری سے اس کی پیٹھ پہ ہاتھ رکھتے وہ اس سے
لیٹ گئی۔۔

سالار کے دہکتے ہونٹ اس کے کندھے اور گردن پہ
رینگ رہے تھے۔۔

ساوری کا جسم ہولے ہولے لرزے لگا تو سالار نے
اس کا گلال ہوتا چہرہ دیکھا۔ وہ آنکھیں بند کیے ضبط
کر رہی تھی۔۔

تمہیں میرے چھونے سے اذیت ہو رہی ہے۔ اسے
الگ کرتے ٹھوڑی کے نیچے شہادت کی انگلی رکھتے
اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

ن۔۔ نہیں۔۔ لیکن گدگدی ہو رہی ہے ہبی۔۔۔ شرم
سے اس کے گال دہک رہے تھے۔ سالار نے
دھیرے دھیرے اس کے گال پہ انگھوٹا مس کرنا

شروع کیا۔۔ نیم وا ہونٹ سوکھنے لگے تھے۔۔ گدگدی
کو فیل کرو۔۔ اسے دوبارہ سے قریب کھینچتے گردن
پہ عین ٹھوڑی پر لب رکھتے چوما۔۔

میری بات سنیں۔۔ ساوری نے بے چین ہوتے اس
کا انگوٹھا پکڑا۔۔

سنائیں۔۔ سالار کا ہاتھ اس کی کمر پہ رینگ رہا تھا۔۔
ایسے نہیں کریں نا۔۔ ہم شادی کریں گے پھر۔۔

شادی کے بعد بھی کریں گے۔۔ ابھی مجھے عیدی
وصول کرنے دیں۔۔ اس کا لاکٹ کھول کے الگ کیا
۔۔

ساوری کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اسے کیسے روکے۔۔
سالار کا بہکتا انداز اس کی جان نکال رہا تھا۔۔ اپنی
شرٹ اتارنے کے لیے وہ کھڑا ہوا تو ساوری کھسکتے
دور ہوئی۔۔

آج عید کا دن تو نا خراب کریں میرا۔۔ خوف سے
اسے دیکھتے جلدی سے پلو سیدھا کیا جو کندھے سے
ڈھلک کے نیچے گرا ہوا تھا۔۔۔

یا تو آپ کا خراب ہو گا یا میرا۔۔۔ یہ ٹھیک ہے۔۔
کف لنکس نکالتے اس کے ہاتھ رک گئے۔۔

پہلے مجھ سے شادی کریں پھر۔۔ وہ جوتے پہن رہی
تھی۔۔ جبکہ سالار اسے ابھی دیکھنے میں محو تھا۔۔ اور
وہ موقع کا فائدہ اٹھاتے دروازے کی طرف لپکی۔۔
سکرٹ کی کھلی ڈور یا کمر پہ جھول رہی تھیں۔۔

ساوری۔۔ سالار نے دانت پیسے۔۔ یہ لڑکی اب اس
سے بھاگنا شروع ہو گئی تھی۔۔ اتنے سال پورے حق
سے اس کے جذبات سے کھیلتی رہی تھی اب جب
اس کے کھیلنے کی باری آئی تو وہ اس سے دور بھاگنے
لگی تھی۔۔

ساوری باہر نکلتے سیدھی ڈرائنگ روم میں آئی۔۔ وہاں
کوئی نہیں ہوتا تھا۔۔ اندر داخل ہوتے دروازہ بند کر
دیا۔۔ پھر اپنی کھلی ڈوریاں بند کرتے حالت درست
کی۔۔ مسکراہٹ اس کی آنکھوں میں رقص کر رہی

تھی۔۔ اسے پتہ تھا سالار نے اسے پکڑ ہی لینا ہے
۔۔ لیکن ابھی تو وہ بچ گئی تھی نا۔۔ وہیں صوفے پہ جا
کے بیٹھ گئی۔۔ سالار باہر آیا تو وہ غائب ہو چکی تھی
۔۔ وہ اسے ڈھونڈھنے کی بجائے اپنے روم میں چلا آیا
۔۔ اسے بھی پتہ تھا۔۔ اگر وہ اسے ڈھونڈنے نہیں
جائے گا تو وہ خود اس کے پاس آجائے گی۔۔ ابھی
بھی یہی سوچتے وہ اپنے روم میں آ کے لیٹ گیا۔۔
ساوری کچھ دیر انتظار کرتی رہی۔۔ پر اسے کوئی ہلچل
محسوس نہیں ہوئی تو حیرانگی سے باہر نکل آئی۔۔

اسے ڈھونڈتے اس کے روم میں چلی آئی

-- دروازہ ناک کیا تو اندر سے سالار کی کوئی آواز

نہیں آئی خود ہی کھول کے اندر داخل ہوئی--

سالار سامنے ہی بیڈ پہ نیم دراز اسے ہی دیکھ رہا تھا

--

آپ مجھے ڈھونڈھنے نہیں آئے--

نہیں-- اور اب ہم دو دن بعد ریسپشن کر رہے ہیں

-- سالار نے سنجیدگی سے اسے گھورا-- وہ اس کی

خواہش ادھوری نہیں چھوڑنا چاہتا تھا--

نہیں نا۔۔۔

کیا نہیں نا۔۔ ہر بات پہ نہیں نہیں سن کے میرا دماغ
پک گیا ہے۔۔ کرنی تو مجھ سے ہی ہے شادی تو دو
دن بعد ہی کر لیں۔۔۔ اچھا ہے تمہاری نہیں نہیں
نہیں سنی پڑے گی مجھے۔۔

کیا پتہ مجھے کوئی اور اچھا لگ جائے۔۔ مجھے کسی اور
سے محبت ہو جائے۔۔ مسکراتے وہ اس کے پاس
آتے رکی۔۔ سالار آنکھیں جھکائے اپنا موبائل دیکھ

رہا تھا۔۔ دل کے اندر کہیں ٹیس سی اٹھی
۔۔ اسے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

ابھی آپ سے کر لوں گی پھر کوئی اور پسند آگیا تو
۔۔ پھر میں کیا کروں۔۔

بکو اس بند کرو ساوری۔۔ اس سے پہلے کے میرا دماغ
شواٹ کر جائے اور میں تمہارا حشر نشر کر دوں۔۔

اک دم کھڑے ہوتے اسے کہنی سے پکڑتے اپنی
جانب گھسیٹا۔۔ ساوری اس کے اتنے واٹلڈ ری ایکشن
پہ ساکت ہوئی۔۔ سالار نے کبھی اتنے غصے سے اسے

نہیں دیکھا تھا جیسے ابھی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئی
تھیں

حد میں رہ کے بات کیا کرو۔۔ اس کی گرفت سخت
ہوتی جا رہی تھی ساوری نے اپنا بازو چھڑوانے کی
کوشش کی لیکن سخت گرفت میں ہونے کی وجہ سے
نکال نہیں پائی۔۔

س۔۔۔ سوری۔۔ میں مزاق کر رہی تھی۔۔ سرمئی
آنکھوں میں ایک دم نمی ابھری تو سالار اسے
چھوڑتے پیچھے ہوا۔۔ اسے اتنا غصہ کیوں آیا تھا

--حلانکہ اس نے پہلے ہی سوچا ہوا تھا اگر ساوری کو
کوئی اور پسند آیا تو وہ اس کی شادی کروا دے
گا۔۔ لیکن اب اس کے منہ سے یہ بات اس سے
برداشت نہیں ہوئی تھی۔۔

م۔۔ میں تو ویسے ہی آپ کو تنگ کر رہی تھی۔۔
تنگ کرنے کی اور بھی وجوہات ہیں۔۔ ان سے کر لو
۔۔ لیکن دوبارہ یہ بات میں تمہارے منہ سے نا
سنوں۔۔ مٹھیاں بھینچتے جیسے وہ خود پہ کڑا ضبط کر
رہا تھا۔۔

ا۔ آئی ایم سوری۔۔ ساوری نے آگے ہو کے اس
کے گلے سے لگی۔۔ سالار نے گہرا سانس لیتے
آنکھیں موند لیں۔۔

میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں اور آپ چاہے
جو بھی کرنا چاہیں میرے ساتھ میں راضی ہوں۔۔
آنکھیں سختی سے میچتے وہ اس کے کان کے قریب
منمنا رہی تھی۔۔۔

مطلب تم تیار ہو۔۔؟

جی۔۔ ہولے سے گردن ہلائی۔۔ ویڈینگ ڈے منانے
کے لیے۔۔ میں تیار ہوں۔۔ وہ اپنے دل کو ڈپٹ کے
خاموش کروا رہی تھی۔۔ سالار نے اسے ایسے ہی
اوپر اٹھا لیا۔۔

ڈرنا نہیں ہے۔۔ اسے بیڈ پہ ڈالتے گھٹنے اس کے
دائیں بائیں ٹکائے۔۔۔ ساوری آنکھیں کھولے اس
کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ پھر
ناکام ہوتے اس کے سینے کی طرف دیکھنا شروع کر
دیا۔۔ وہ اپنی شرٹ اتار کے سائڈ پہ رکھ رہا تھا۔۔

ساوری سمٹتے پیچھے سر کی۔۔ سالار شرٹ سائڈ پہ رکھتے

آگے جھکا۔۔ وہ پورا اس پہ چھایا ہوا تھا۔۔ چوڑے

وجود کے نیچے چھتے اس نے چہرے پہ ہاتھ رکھے۔۔

سالار نے اس کی ساڑھی پیٹ سے اٹھاتے بلی بٹن
کو ہلکا سا رب کیا۔۔

وہ سانس روکے اس کا لمس محسوس کر رہی تھی۔۔

پھر جھکتے پیٹ پہ لب رکھے تو وہ کروٹ لے گئی۔۔

اگر آپ نے مجھ سے شادی نا کی تو۔۔ ساوری نے
اپنی نروس نیس کم کرنے کی کوشش کرتے سانس
لیا۔۔

نا بھی کی تو سب کو پتہ ہے ہم دونوں کا رشتہ کیا ہے
۔۔ سالار نے اس کا پورا بدن گلال ہوتے دیکھا۔۔ پھر
سائڈ پہ ہوتے اس کے ہک کھولے جہاں سے ریشمی
ڈوریا لچک کے نیچے گریں۔۔

وہ اس پہ حاوی ہونے لگا تھا۔۔ شدت سے ہونٹ
اس کی پشت پہ رکھتے جیسے وہ اسے پی جانا چاہتا تھا۔۔

ساوری بے ہنگم ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اس کا
لمس اپنے اندر اتارتے ادھ موئی ہوئی جب سالار کا
بھاری ہاتھ اس کی کمر سے سرکتے سینے تک آیا۔۔
س۔۔ سالار۔۔ وہ کروٹ لیتے اس کی طرف گھومی۔۔
آنکھیں کھولے وہ گہرے گہرے سانس لے رہی
تھی۔۔

کیا ہوا۔۔ سالار بھی اس کی حالت کے مد نظر ٹھہر گیا

--

آپ کو یہ سب کس نے سکھایا ہے۔۔ اتنی بے تکی
بات پہ سالار کا دماغ بھک سے اڑا۔

ہر کسی کو خود ہی آ جاتا ہے۔۔ اسے گھورتے چت
لیٹا اور ساوری کو اٹھا کے اپنے اوپر کیا۔۔

مجھے کیوں نہیں آتا۔۔ وہ اپنی دونوں ہتھلیاں اس
کے سینے پہ رکھتے پیش کرنے لگی تو سالار نے بمشکل
ہنسی کنٹرول کرتے اس کی کلائیاں پکڑیں۔۔

میں سکھا دوں گا۔۔ ابھی تم بس دیکھو اور فیل کرو
۔۔ اس کی گردن پہ ہتھیلی جماتے ٹھوڑی کو پکڑتے

چہرہ نیچے کیا۔۔ اس کے ہونٹ اپنے ہونٹوں سے
چھوتے لمس کی۔۔

ساوری کی آنکھیں مکمل کھلی تھیں۔۔ اسے محسوس
کرنا تھا لیکن اسے فیل کیوں نہیں ہو رہا تھا۔۔

سالار نے دوبارہ اس کا چہرہ نیچے کرتے اپنے ہونٹوں
سے اس کے ہونٹ لاک کیے۔۔ نرمی سے رب
کرتے اس کے ہاتھ ساوری کی کمر اور پشت پہ
حرکت کر رہے تھے۔۔ ساوری اس پہ جھکے سب

ہونے دے رہی تھی۔۔ پھر اس کے کندھوں پہ زور
دیتے اٹھی۔۔

آپ ملائکہ کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔۔

ساوری۔۔ اگر تم میرا موڈ خراب کرنا چاہتی ہو تو بتا

دو سیدھا میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔ اسے گھورتے اپنے

اوپر سے اتارا۔۔

نہیں۔۔۔ میں بس پوچھ رہی ہوں۔۔

تو ایسا سوال کرنے کی کیا تک بنتی ہے ابھی جب
ہمارے موینٹس ہیں تو کسی تھرڈ پرسن کا ذکر کیوں
کرنا چاہتی ہو۔۔

اچھا سوری۔۔ آپ کریں۔۔ اس کا موڈ خراب ہوتا
دیکھے وہ خود ہی سیدھی ہو کے لیٹ گئی۔۔
نہیں۔۔ بس اب جاؤ تم۔۔ سالار آگے ہوتے کھڑا ہو
گیا۔۔

سوری ہی۔۔ میں آپ کا موڈ نہیں خراب کرنا
چاہتی تھی۔۔ بس ویسے ہی پوچھا۔۔ وہ اٹھ کے بیٹھتے

فکر مند ہوئی۔۔ اپنی حالت سے بے نیاز وہ کسی کا
بھی ایمان ڈگمگا سکتی تھی یہاں تو پھر اس کا حلال
شوہر تھا۔۔۔ وہ کیسے نا بہکتا۔۔

سالار نے اسے پیچھے مڑ کے دیکھا ہی نہیں اپنی
شرٹ اٹھاتے پہنے لگا تو ساوری نے تیزی سے اٹھ
کے اسے روکا۔۔

ہبی۔۔ بیڈ پہ کھڑے ہوتے پیچھے سے اس کے
کندھوں پہ ہاتھ رکھتے کان کی لو ہونٹوں سے
چھوئی۔۔

ساوری۔۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔۔۔ میں نرمی سے کر رہا تھا
لیکن تم۔۔

تو نا کریں نرمی۔۔ اس کا رخ اپنی جانب پھیرتے
کندھوں پہ کہنیاں ٹکائیں۔۔ سالار اس کا چمکتا چہرا
دیکھ رہا تھا۔۔ ساڑھی کا پلو کہاں لڑکھ رہا تھا اسے پتہ
ہی نہیں تھا۔۔

پلیز۔۔ وہ اس کی ناراضگی سے خوف زدہ تھی شاید جو
یوں خود سے بے باک ہو رہی تھی۔۔

ساوری۔۔ دور رہو مجھ سے۔۔ میری شدتیں برداشت
نہیں کر سکو گی۔۔

جب پہلے کر رہے تھے تب بھی تو برداشت کر رہی
تھی نا۔۔

اس کے گلے میں بازو ڈالے وہ بچوں کی طرح
روہانسی ہوئی۔۔

اوکے۔۔ اب مجھ سے کسی قسم کے رحم کی امید نا
رکھنا۔۔ اسے کمر سے پکڑتے بیڈ پہ گرایا۔۔ شرٹ
کے بٹن پہلے ہی کھلے تھے اسے اتارے وہ واپس اس

پہ جھکا۔۔ ساوری کو امید نہیں تھی سالار اتنی بے
باک جان لیوا شرارتیں کرے گا۔۔

کبھی سمٹتے کبھی لجاتے ساوری اسے اپنے اندر شدت
اور جنون سے اترتا محسوس کر رہی تھی۔۔ سالار۔۔
اس کی آہوں اور آنسوؤں کو نظر انداز کیے جگہ جگہ
اپنی مہر ثبت کرتا اس پہ بادلوں کی طرح برستا ہی
چلا گیا۔۔ جب تک وہ اپنی شدتیں اسے سونپ
نہیں چکا اس نے ساوری کو خود سے الگ نہیں کیا تھا

ساوری بے چینی سے اس میں سما سی گئی تھی۔۔ اس
کے چوڑے سینے میں چہرہ چھپاتے وہ آخر کار رونے
لگی۔۔

میں نے پہلے ہی کہا تھا رحم کی امید مت رکھنا۔۔ اس
کا پسینہ اور آنسوؤں سے بھیگا چہرہ باہر نکالتے لبوں پہ
لب رکھے۔۔ اس کا پورا وجود دھک رہا تھا۔۔ سالار
نے اس کے ماتھے سے چپکے بالوں کو الگ کیا۔۔

اب مجھ سے بات بھی نہیں کرنا آپ۔۔ ساوری نے
بھیگی آنکھوں سے اسے گھورا۔۔ ساتھ ہی اس کے

پاس سے اٹھنے لگی تو سالار نے اس کی کوشش ناکام
بنا دی۔۔

آج ہم نے گولڈن مونیٹس سپینٹ کیے ہیں۔۔
ہاں جو آئندہ کبھی نہیں کریں گے۔۔ واپس اس کے
سینے میں گھستے بڑبڑائی تو سالار پر سرار سا مسکرا
دیا۔۔ وہ چھوٹی سی لڑکی اب بڑی ہو گئی تھی

سالار نے دپہر کو کھانا اکیلے کھایا تھا۔۔ زوہا ویسے
ناراض تھی اور ساوری بھی ناراض ہو گئی تھی۔۔

دونوں کی ناراضگی خود ساختہ ہی تھی۔۔ سالار کھانا کھا
کے باہر چلا گیا۔۔

زوہا سارے دن کی کمرے میں بند شام کو تنگ آ کے
باہر نکلی تو کوئی بھی نظر نہیں آیا۔۔ وہ تو تیار بھی
نہیں ہوئی تھی ہوتی بھی کیوں جس کی ماں کو عید
کے دن طلاق ہوئی ہو وہ بھلا کیسے خوشیاں منا سکتی
تھی۔۔ اسے ساوری پہ بھی غصہ آرہا تھا جو اس کی
مما اور بابا کے درمیان آئی ہوئی تھی۔۔

آنٹی کھانا لگا دیں۔۔ ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھتے آنٹی کو
اواز دی۔۔

اوکے۔۔ کچھ دیر بعد کھانا آیا تو وہ کھانا کھا کے سالار
کے روم میں آئی۔۔ وہ اپنے روم میں نہیں تھا۔۔ کچھ
سوچتے ساوری کے روم میں چلی آئی۔۔

روم اندر سے لاکڈ تھا۔۔ دستک دیتے کھلنے کا انتظار
کیا۔۔ چند سیکنڈ بعد ساوری نے دروازہ کھول دیا۔۔
سفید ساڑی میں وہ ابھی تک ویسے ہی تیار بیٹھی تھی
۔۔ اسے دیکھ کے زوہا کا دل جل اٹھا۔۔ ایک اس کی

ماں تھی جو اس کے باپ کی وجہ سے اسے چھوڑ گئی
تھی اور ایک یہ مہارانی جو تیار ہو کے اس کے باپ
کو ایمپریس کرنے کے چکروں میں لگی تھی۔۔

اتنا جو تیار ہوئی ہو بابا کو تو دیکھا چکی ہو گی اپنی
ادائیں۔۔ انداز نارمل رکھتے گہرا طنز کیا۔۔ ساوری نے
حیرت سے اسے دیکھا۔۔ زوہانے اس سے ایسے تو
کبھی بات نہیں کی تھی۔۔

ایسے کیوں کہہ رہی ہو۔۔ وہ پہلے ہی سالار کے
رویے کی وجہ سے اپ سیٹ تھی اب زوہا اس سے
ایسے بات کر رہی تھی۔۔ دل جیسے بیٹھا۔۔

کل جب میں اور ماما مہندی کے لیے گئے تھے۔۔ تم
تب بھی میرے بابا کو اپنی ان اداؤں میں پھنسا رہی
تھی نا۔۔ اس کے حلیے کی طرف اشارہ کرتے حقارت
سے پوچھا۔

ن۔۔ نہیں تو۔۔ ایسا کیوں لگا۔۔

جھوٹ۔۔ کیونکہ تمہیں میری ماما نے دیکھ لیا تھا بابا
کے ساتھ۔۔ تمہیں پتہ ہے۔۔ وہ لب بھینچے اس کے
قریب ہوئی۔۔ تمہاری وجہ سے بابا نے ممّا کو ڈیورس
دے دیا ہے۔۔

ک۔۔ کیا۔۔ اسے تو کچھ پتہ ہی نہیں تھا۔۔
ہو نہہ اب ڈرامے کرنا بند کرو۔۔ تم نے وہ کر دیا جو
سب کرتی ہیں۔۔ تم نے اپنی جلن اور نفرت میں
میری اور ہادی بھیا کی زندگی تباہ کر دی ہے تمہاری
وجہ سے ہم اپنے ماں باپ کو کھو دیں گے۔۔ دفعہ

کیوں نہیں ہو جاتی میرے بابا کی زندگی سے۔۔ جان
چھوڑ دو اب ہم سب کی۔۔ اس کے سامنے ہاتھ
جوڑتے زوہا چیخ پڑی۔۔

ساوری کا دل سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔۔ وہ
ان کی زندگیوں میں آگ لگا رہی تھی۔۔ آنکھیں
ڈبڈبائیں۔۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔ خدا کا واسطہ ہے۔۔ تمہارا
باپ خود تو مر گیا ہے لیکن تمہیں عذاب کی طرح
ہمارے متھے مار گیا ہے۔۔

وہ کیسی باتیں کر رہی تھی۔۔ ساوری کا سانس رکنے
لگا۔ شاید وہ اپنے والدین کی طلاق کا غصہ اس پہ
نکال رہی تھی۔۔ ساوری نے دل کو مضبوط رکھنے کی
کوشش کی لیکن وہ کانچ کی طرح چٹ رہا تھا۔

م۔۔ میں نے کسی کو کچھ نہیں کہا۔۔ میں تو۔۔ بس
کر دو۔۔ بس کر دو۔۔ پہلے تو تم بچی تھی۔۔ لیکن اب
تو بڑی ہو گئی۔۔ اب کیوں نہیں چھوڑ دیتی تم بابا کو
۔۔ ویسے بھی وہ تم سے بہت بڑے ہیں۔۔ تم ابھی تو
پراپر ینگ بھی نہیں ہوئی۔۔ اپنی باقی زندگی تم کسی

ہم عمر کے ساتھ گزارو۔۔ میرے بابا کے ساتھ کیوں
خود کو برباد کر رہی ہو۔ آخر میں اس کا انداز کچھ
نرم پڑا تھا۔۔ ساوری سالار کو چھوڑ دیتی یہ کیسے
ممکن تھا۔۔ لیکن اس کی وجہ سے ان سب کی زندگی
خراب ہو رہی تھی۔۔ یہ گلٹ اسے کھانا شروع ہوا
۔۔

بس ذہن میں ایک ہی بات دوڑ رہی تھی۔۔ اسے
سالار کی زندگی سے دفعہ ہونا ہے۔۔ تاکہ وہ سب
خوش رہ سکیں۔۔ زوہا اور کیا کہہ رہی تھی اسے بالکل

بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔ وہ اپنے دل سے جنگ لڑ
رہی تھی۔۔ زوہا بول بول کے تھک گئی تو خود ہی چلی
گئی۔۔

یہ میری سانس بند کیوں نہیں ہو رہی۔۔ بیڈ پہ
گرتے اس نے اپنے ناک اور ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے
زور سے دبایا۔۔ اس کی سانسیں بند ہوتیں تو شاید
سب خوش رہتے۔۔ سالار بھی تو اس سے خوش
نہیں تھا۔۔ آنکھوں سے بہتا گرم سیال گال جلا رہا تھا
۔۔ وہ وہیں بیڈ پہ آڑی تر چھی لیٹ گئی۔۔ کتنی دیر وہ

ایسے ہی پڑی اپنی قسمت پہ ماتم کرتی رہی۔۔ پھر آنکھ
لگ گئی تو وہ سو گئی۔۔

اگلے دن صبح وہ اپنے روم سے باہر نکلے تو سالار
اسے دیکھنے اس کے روم میں چلا آیا۔۔

کیا ہوا۔۔ میرا بے بی ابھی تک سو رہا ہے۔۔۔ ہونٹ
پھیلاتے چہرے پہ ایک شریر سی مسکراہٹ تھی۔۔
ساوری نے نا محسوس طریقے سے خود کو کمفرٹر کے
اندر چھپایا۔۔۔ کل دوپہر سے وہ ابھی تک اس کا

سامنا نہیں کر پائی تھی۔۔ کل سے دل ایک نئی لے
پہ دھڑک رہا تھا۔۔

میرا بے بی جان۔۔ اس کے تکیے کے قریب بیٹھتے
چہرے سے کمفرٹر ہٹایا تو پلکیں ہولے ہولے لرز رہی
تھیں۔۔ سالار نے جھک کے اس کے ماتھے پہ نرمی
سے ہونٹ رکھے۔۔

اٹھ کے ناشتہ کر لو۔۔ ماتھے سے بال سیٹ کرتے
پیچھے کیے۔۔ اس کے شولڈر کٹ بال بہت کم بندھے
ہوتے تھے۔۔ ابھی بھی کھلے کچھ تکیے اور کچھ گردن

اور ماتھے سے چپکے اٹکلیاں کرنے میں مصروف تھے

--

ساواری۔۔ سالار نے تیسری بار پکارا۔۔ بٹ ساواری
نے نہیں اٹھنا تھا۔۔ کل جو سب ہوا تھا اس کے بعد
وہ سالار سے کیسے آنکھیں ملا سکتی تھی۔۔ وہ اسکے اتنا
قریب تھا۔۔ اس کے اندر ہی سما گیا تھا بلکہ کل کے
لمحات یاد کر کے چہرہ گلال ہوا جو سالار بڑی فرصت
سے دیکھ رہا تھا۔۔

تمہاری کمر کے عین بیچ میں ایک تل ہے۔۔ جسے

میں دوبارہ چھونا چاہتا ہوں۔۔ سالار نے ذرا نیچے

ہوتے وسپرنگ کی تو ساوری نے فوراً آنکھیں کھولیں

--

ا۔۔ آپ نے دیکھا۔۔

ہاں۔۔ میں نے تو سب کچھ دیکھا ہے چھوا ہے

محسوس بھی کیا ہے۔۔ اس کے گال سے انگلی کی

پشت مس کرتے مسکراہٹ دبائی۔۔

آپ کو اگر ذرا سی بھی شرم آتی ہے تو دوبارہ کچھ
بھی یاد نہیں کروائیں گے۔۔ اس کے ہاتھ اپنے گال
پہ روکتے مان سے دیکھا۔۔ سالار نے اثبات میں سر
ہلا دیا۔۔ وہ اپنی ساوری کو شرمندہ تھوڑی کرنا چاہتا
تھا۔۔ وہ بس اسے تنگ کر رہا تھا۔۔ ساوری تیز ہوتی
دھڑکنوں کے ساتھ اس کے پاس سے اٹھ گئی۔۔ پھر
فریش ہو کے چیلنج کیا جب تک باہر آئی سالار وہیں
بیٹھا رہا۔۔ تیار ہو کے وہ دونوں ساتھ باہر آئے تھے

-- زوہا ان سے پہلے ہی وہاں بیٹھی ناشتے کا ویٹ کر
رہی تھی۔۔

ان دونوں کو ساتھ آتے دیکھ کے ایک حقارت
بھری نظر ساوری پہ ڈالی۔۔ جو کل اتنی باتوں کے
باوجود بھی ڈھیٹ بنی سالار کے ساتھ چپکی ہوئی تھی
۔۔

بابا۔۔ میں ماما کے پاس جانا چاہتی ہوں۔۔ جلے ہوئے
دل کے ساتھ سالار کو انفارم کیا۔۔ سالار اپنے لیے
چائے نکال رہا تھا۔۔ ٹھہر کے اسے دیکھا۔۔۔۔

ملنے جانا ہے تو چلی جاؤ۔۔۔ سالار نے اجازت دی۔۔

نہیں۔۔ میں اب ان کے ساتھ ہی رہنا چاہتی ہوں
۔۔ نوالہ لیتے وہ پرسکون بیٹھی تھی۔۔ ساوری خاموشی
سے بس دونوں کو سن رہی تھی۔۔ کل سے زوہا کا
موڈ بنا ہوا تھا اور وجہ سالار اور اس کی ماما کی
ڈپورس تھی۔۔

ہمیشہ کے لیے۔۔ سالار بد مزہ ہوا۔۔

ہاں جی۔۔ اور واپس کبھی نہیں آنا۔۔

میں اس فیصلے کی وجہ پوچھ سکتا ہوں۔۔ سالار کھانا
کھاتا رہا۔۔

آپ کی بیوی ساوری۔۔ جس کی وجہ سے میری ماما ہم
سے دوبارہ دور ہوئی ہیں۔۔

سالار کا نوالہ لیتا ہاتھ رکھا۔۔ ایک نظر ساوری کو
دیکھا جو سر جھکائے کھانا کھانے میں مصروف تھی۔۔
سآوری کا اس بات سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔

اسی کا تو ہے سارا۔۔ بابا آپ نے کہا تھا آپ اس
کے بڑے ہونے کے بعد اسے طلاق دے دیں گے

-- اور اس کی شادی کسی اور سے کر دیں گے۔۔
لیکن۔۔

تم کب نکلو گی۔۔ سالار نے کوئی لمبا چوڑا جواب نہیں
دیا۔۔ لیکن جو کہا وہ ساوری اور زوہا دونوں کو ساکت
کر گیا تھا۔۔

ہبی۔۔ ساوری نے اسے حیرت سے دیکھا۔۔

ساوری تم کچھ نہیں بولو گی۔۔ جسے تم سے مسئلہ ہے
وہ بے شک چلا جائے۔۔

ہاہا۔۔ مجھے پتہ تھا ایسا ہی کچھ ہو گا۔۔ آپ اسے اب
کیوں چھوڑیں گے۔۔ آپ کی حسرتیں۔۔

زبان سنبھال کے بات کرو زوہا۔۔ یہ تم بھی اچھی
طرح جانتی ہو کون غلط ہے اور کون ٹھیک۔۔
تمہاری ماں میرے ساتھ خود نہیں رہنا چاہتی تھی ورنہ
اتنا عرصہ میں نے اسے کچھ نہیں کہا اپنی مرضی سے
ائی اور گئی۔۔۔۔ میرے سامنے زیادہ زبان درازی
کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔ وہ اپنی جگہ سے
اٹھتے ضبط سے بولا

میری تو اب آپ کو زبان درازی ہی لگے گی۔۔ آپ
کو تو اتنی عمر میں ایک جوان لڑکی جو مل گئی ہے۔۔
زوہا۔۔ لب بھینچتے ہاتھ ہوا میں تھا کے ساوری نے
اٹھتے اسے تھاما۔۔ سالار کی آنکھیں غصے سے لال ہو
رہی تھیں۔۔ اس لڑکی سے کہو ابھی سامان اٹھائے
اور چلی جائے اپنی ماں کے پاس۔۔

ہی پلیز نہیں۔۔ ساوری جیسے اس کے ساتھ چپک سی
گئی۔۔ اس کا مضبوط ہاتھ اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں
لیے وہ سہمی۔۔ اتنے برے حالات بن گئے تھے اس

کی وجہ سے کہ ایک باپ کو بیٹی پہ ہاتھ اٹھانا پڑ گیا
تھا۔۔ ابھی تو اس نے سالار کے ساتھ تعلق بنایا تھا
۔۔ وہ ٹوٹنے کے دہانے پہ کیوں کھڑا کر دیا گیا تھا

واہ بابا۔۔۔ آج تو آپ نے اس کے پیچھے اپنی بیٹی پر
ہاتھ۔۔

شٹ اپ زوہا۔۔ سالار نے ساوری کا بازو جھٹکتے زوہا کو
قہر بھری نظروں سے دیکھا۔۔ اپنا سامان اٹھاؤ اور

بے شک چلی جاؤ ماں کے پاس۔۔ دیکھتا ہوں میں
بھی کتنے دن وہ تمہیں ساتھ رکھے گی۔۔

سالار نے ضبط سے اسے دیکھا۔۔ جسے بچپن سے لے
کے اب تک کبھی ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی
تھی آج وہ کچھ مہینوں کے بدلے اسے اس عورت
کے لیے چھوڑ کے جا رہی تھی۔۔ جس کی خواہش وہ
منہ سے ادا ہونے سے پہلے پوری کرتا تھا۔۔ آج وہ
اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔ اسے افسوس تھا اپنی
تربیت پہ۔۔

زوہا کی آنکھوں میں زرا بھی شرمندگی نہیں تھی۔
ایک حقارت بھری نظر ساوری پہ ڈالتے وہ وہاں سے
چلی گئی۔۔۔

سالار غصے سے مٹھیاں بھینچتے اپنے روم میں واپس
چلا گیا۔۔

ساوری وہیں اکیلی کھڑی تھی۔۔ زوہا اس کے ساتھ
ایسا کیوں کر رہی تھی۔۔ ان میں تو اتنی اچھی دوستی
ہو گئی تھی پھر۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا
کرے۔۔ سالار کے علاوہ اس کے پاس اور سہارا

نہیں تھا۔۔ اگر وہ بھی چھوٹ گیا تو وہ کہاں جائے گی
۔۔ آنکھیں رگڑتے وہ وہیں واپس بیٹھ گئی۔۔

گڑبڑ پر سوں رات سے شروع ہوئی تھی۔۔ شروع
سے ہی غلطی اس کی تھی۔۔ کیا تھا وہ سالار کے روم
میں نا جاتی۔۔ گال ٹیبل پہ ٹکاتے خود کو کوسا۔۔

کچھ دیر گزری تھی کے زوہا اپنا سوٹ کیس گھسیٹتے
اپنے روم سے باہر نکلی۔۔ اسے ایسے دیکھ کے طنزیہ
ہنسی۔۔ ساوری اسے دیکھ کے کھڑی ہوئی۔۔

یہ ڈھونگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ساوری۔۔ تم
جو چاہتی ہو وہ ہو رہا ہے۔۔ رہو بابا کے ساتھ اس
گھر میں اکیلی۔۔ راج کرو۔۔ جب دل کرے میرے
بابا کا استعمال کرو۔۔

زوہا۔۔ ساوری نے بے چینی سے اسے روکا۔۔ وہ
ایسی باتیں کیوں کرتی تھی۔۔ وہ ہی کا استعمال کیوں
کرے گی بھلا۔۔

کیوں۔۔ اب سچ سنا نہیں جا رہا۔۔

میں چلی جاتی یوں یہاں سے۔۔ پلیز تم مت جاؤ۔۔
زبان لڑکھڑائی۔۔ سانس کے ذریعے آتی جاتی ہوا کا
لیول خراب ہو رہا تھا۔۔

بس بس۔۔ میرے سامنے یہ بیچارہ بننے کا ناطک نا ہی
کرو تو بہتر ہے۔۔ اچھے سے سمجھتی ہوں تمہیں۔۔
پلیز زوہا۔ تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو میں نے ایسا کچھ
نہیں چاہا جیسا تم سوچ رہی۔۔ میں تو۔۔۔

تو تم کیا۔۔ وہ چیخ پڑی۔۔ کیا آخر تم کیا چاہتی ہو
ہمیں سمجھاؤ۔۔ پہلے بھائی کو نکلوا یا۔۔ ہھر ممّا اور اب
میں۔۔ جا رہی ہوں صرف تمہاری۔۔

ی۔۔ یہ کیا کہہ رہی ہو۔۔ اس کی باتوں سے ساوری
کا پورا جسم لرز گیا تھا۔۔ وہ اتنی گھٹیا نہیں تھی جتنا
اسے سمجھا جا رہا تھا۔۔

مبارک ہو تمہیں۔۔ تم جیت گئی۔۔ اسے نفرت سے
دیکھتے باہر کی جانب بڑھی۔۔

ز۔۔ زوہا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ لیونگ روم کا دروازہ
عبور کرتی اسے روکا۔۔

تم مت جاؤ۔۔ میں جاتی ہوں۔۔ خود کو مضبوط کرتے
اسے دیکھا۔۔ سانس بے ہنگم تھی
بس رہنے دو۔۔

پلیز۔۔ پلیز زوہا۔۔ ہبی کو ہرٹ ہو گا۔۔ آنکھیں بند
کرتے اس نے گہرا سانس لیا۔۔ اس کی سانسیں اکھڑ
رہی تھیں۔۔

ٹھیک ہے نکلو پھر۔۔ زوہا کے دماغ میں جانے کیا آیا
تھا کے فوراً واپس پلٹ آئی۔۔

م۔۔ میں جاتی ہوں۔۔ وہ تیزی سے واپس پلٹتے اپنے
روم میں آئی۔۔ سالار کا دیا ہوا وہ لاکٹ اٹھایا۔۔
جس پہ ساوری سالار ایک ساتھ لکھا تھا۔۔ لاکٹ کو
چومتے اس کا دل کیا وہ چیخ چیخ کے روئے۔۔ اس کا
ٹھکانا کوئی نہیں تھا۔۔ لاکٹ اٹھاتے وہ باہر آئی۔۔
اسے یاد ہی نہیں رہا تھا ان ہیلر بھی اٹھانا ہے۔۔

زوبا وہیں کھڑی تھی اسے خالی آتا دیکھ کے استہزایہ
دیکھا۔۔

ارادہ بدل گیا۔۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ میں کچھ نہیں لے کے جا رہی۔۔ پلیز
ہبی کا خیال رکھنا۔۔ دل ڈول رہا تھا۔۔ لیکن وہ اپنی
وجہ سے بیٹی اور باپ کا رشتہ نہیں توڑنا چاہتی تھی
۔۔ خاموشی سے باہر نکل آئی۔۔ کسی نے اسے نہیں
روکا تھا۔۔ مین گیٹ عبور کرتے ایک بار پلٹ کے
گھر کو دیکھا۔۔ اس کے ہاتھ میں ڈائمنڈ کا لاکٹ تھا

جسے مٹھی میں دبائے وہ نکل تو آئی تھی۔۔ اب آگے
کہاں جانا تھا۔۔ اسے معلوم نہیں تھا۔۔

سالار باہر سے بے خبر اپنے سٹڈی روم میں سموکنگ
کر رہا تھا جب اس کے موبائل میں بیپ ہوئی۔۔ غیر
ارادی طور پہ نظر سکرین پہ پڑی تو دل ساکت ہوا

--

ڈائمنڈ کا نیکلس جو اس نے ساوری کو دیا تھا۔۔ اس
کے اندر جی پی ایس لگا تھا۔۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی

اس کا نوٹیفیکیشن اسے موبائل پہ ملا تھا۔۔۔ اٹھ کے
ٹیرس پہ آیا۔۔ سامنے گیٹ کے پار اسے ساوری نظر
آئی۔۔

وہ کیوں باہر نکلی تھی وہ بھی لاکٹ لے کے۔۔
سگریٹ انگلیوں میں دبائے وہ باہر لپکا۔۔ زوہا اپنے
روم میں داخل ہو رہی تھی۔۔

کہیں زوہا کی جگہ ساوری۔۔ دماغ میں کلک ہوا
۔۔ قدموں میں اور تیزی آئی تھی چند سیکنڈ میں وہ
ساوری کے سر پہ تھا۔۔

کہاں۔۔ اسے پکڑتے اپنے سامنے کیا۔۔ اسے یوں

دیکھ کے ساوری کا دل دھک سے رہ گیا۔۔

ک۔۔ کہیں نہیں۔۔ تیز تیز سانس لیتے اس کے

ہونٹ نیلے پڑنے لگے۔۔

س۔ ساوری۔۔ سالار اس کی حالت دیکھتے پیروں تلے

سے جیسے زمین نکل گئی تھی۔۔ جلدی سے اسے

بازوؤں میں اٹھاتے اندر کی طرف بھاگا۔۔

زوہا۔۔ ساوری کا ان ہیلر دو۔۔ چیتے زوہا کو پکارا۔۔ وہ
ابھی روم میں جا کے بیٹھی بھی نہیں تھی تیزی سے
باہر نکلی۔۔

ک۔۔ کیا ہوا بابا۔۔ ساری ناراضگی جھاگ کی طرح
بیٹھی۔۔

ساوری کا ان ہیلر۔۔ اسے صوفے پہ ڈالتے وہ خود ہی
بھاگ کے ڈائننگ ٹیبل سے ان ہیلر اٹھا لایا۔۔ اس
کے ہونٹوں سے لگاتے پمپ کیا۔۔ ساوری نے دو
جھٹکے لیتے بند ہوتی سانسوں کو دوبارہ بہال کیا تھا۔۔

آنکھیں نیم وا تھیں۔۔ جب دماغ گہرے اندھیرے
میں ڈوبتا چلا گیا۔۔

سالار کی آنکھیں اذیت سے سرخ پڑ رہی تھی
۔۔ ساوری کے ہونٹوں سے زیادہ اس کا دل نیلا پڑا
تھا جیسے۔۔

اس کی یہ بیماری کسی دن سالار کی جان لے لیتی۔۔
زوہا پریشانی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔ ساوری ہوش
و حواس سے بیگانی پڑی تھی لیکن سانس نارمل تھا۔۔

سالار نے زوہا سے دوبارہ کوئی بات نہیں کی تھی نا
پوچھا تھا وہ کیوں رک گئی تھی اور ساوری کیوں جا
رہی تھی۔۔ اس کا دل پھٹ جاتا سچائی جان کے۔۔
اس لڑکی نے تو اسے محبت کرنا سکھایا تھا۔۔ ورنہ وہ
کب کسی سے سیدھے منہ بات کرتا تھا۔۔ اس کی
زندگی بس چند لوگوں کا محور تھی اگر ان میں سے
ایک بھی نکلتا تو دائرہ خراب ہو جاتا۔۔ اس دائرے
کا سب سے مضبوط حصہ ساوری تھی جو بس ذرا سا
ہلی تھی اور سالار کا دل دھڑکنا چھوڑ گیا تھا۔۔

بابا سوری۔۔ کافی دیر بعد زوہا کی آواز آئی تو شہد
رنگ آنکھوں نے نمی واپس دھکیلی۔۔ اسے زوہا کا
انداز تکلیف دیتا تھا جب وہ ساوری کے لیے ایسے بی
ہیو کرتی تھی۔۔۔

سالار نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔۔ بس خاموشی
سے ساوری کو دیکھتا رہا۔۔

م۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ ساوری خود آپکو چھوڑ
کے جانا چاہتی ہے۔۔ زوہا کو لگا اگر اس نے سچ نا بتایا
تو اس کا باپ اس سے اور زیادہ نفرت کرنے لگا تھا

-- لیکن اس کی بات پہ سالار کا دل جیسے کسی نے
مٹھی میں دبایا۔

ساوری خود چھوڑنا چاہتی ہے۔۔ سالار کے دماغ نے
دوبارہ فقرہ دہرایا۔

میں جا رہی تھی لیکن اس نے روک دیا۔۔ ورنہ۔۔
زوہا چلی جاؤ یہاں سے۔۔ سالار کا دماغ اور کچھ سننا
چاہتا ہی نہیں تھا۔

ساوری ان دونوں سے بے خبر ابھی تک بے ہوش
تھی۔۔ سالار اسے وہیں چھوڑ کے واپس روم میں چلا
آیا۔۔

سب اسے مجبور کر رہے تھے اس لیے وہ اس کے
ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔ دل نے ساوری کی طرف
داری کی تو اس نے مقام دل پہ ہاتھ رکھتے ہتھیلی
مسلی۔۔

باہر ساوری کو جب ہوش آیا تو وہ صوفے پہ پڑی
تھی آس پاس کوئی بھی نہیں تھا۔۔

آنکھیں کھولتے دوبارہ بند کر لیں۔۔ دماغ بالکل ماؤف
ہو چکا تھا۔۔ اس کے زہن میں بس یہی تھا وہ وہاں
کیوں آئی تھی اور کیسے آئی تھی۔۔

اٹھ گئی ہو تم۔۔ زوہا شاید پانی لینے کے لیے باہر نکلی
تھی اسے جاگتے دیکھ کے پاس آتے مسکرائی۔۔

ہ۔۔ ہاں۔۔ مجھے کیا ہوا تھا۔۔ اٹھ کے بیٹھتے پوچھا
۔۔ پھر ایک دم جیسے پوری فلم دماغ میں گھوم گئی
۔۔ وہ تو گھر چھوڑ کے جا رہی تھی۔۔

آگیا یاد۔۔۔ زوہا اس کے ایکسپریشن سے اندازہ لگاتے
بولی تو ساوری کا رنگ زرد پڑنے لگا۔۔۔ سالار کو کیسے
پتہ چلا وہ جا رہی ہے۔۔۔ کہیں زوہا نے تو۔۔۔ آنکھیں
اٹھا کے اسے دیکھا۔۔۔

ہبی کو تم نے بتایا ہے۔۔۔ اپنے شک کو دور کرنے کے
لیے فوراً پوچھا۔۔۔

نہیں تو۔۔۔ مجھے لگا تم نے خود انہیں۔۔۔

جی نہیں۔۔۔ ساوری پریشانی سے کھڑی ہوئی۔۔۔ میں جا

رہی ہوں پلیز مت بتانا انہیں۔۔۔ اپنا دوپٹہ اٹھاتے

جوتے اڑیسے۔۔ سالار کب پیچھے آ کے کھڑا ہوا تھا
اسے معلوم ہی نہیں تھا۔۔

م۔۔ نہیں رہوں گی ان کے ساتھ۔۔ دوپٹہ لپیٹتے وہ
واپس پلٹی اور وہیں دم بخود رہ گئی۔۔ اوپر کی سانس
اوپر اور نیچے کی نیچے ہی جیسے ساکت ہو گئی تھی۔۔
سالار جیبوں میں ہاتھ ڈالے سنجیدگی سے اسے دیکھا
رہا تھا۔۔ آنکھوں میں پھیلے ڈورے اس کے ٹھیک
نہ ہونے کا پتہ دیتے تھے۔۔

تم مجھے چھوڑ رہی ہو ساوری۔۔ دو قدم آگے آتے
اس کے جھکے سر کو دیکھا۔۔ زوہا ایک طرف کھڑی
خاموشی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

ساوری کچھ نہیں بولی بس سر جھکائے کھڑی رہی۔۔
تم مجھے چھوڑ کے جانا چاہتی ہو ساوری اس کا چہرہ
انگلیوں سے اٹھاتے لفظوں پہ زور دیا۔۔ ساوری کا
چہرہ اتنا اٹھ گیا تھا پر آنکھیں ہنوز جھکی تھیں۔۔۔

خاموشی آدھا اقرار ہوتی ہے بابا۔۔۔ وہ آپ کا دل

تم چپ رہو زوہا۔۔ ایک قہر بھری نظر زوہا پہ ڈالی تو
وہ خاموش ہو گئی۔۔

اگر تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو میں چھوڑ
دوں گا۔۔ بس شرط ہے کہ تم اپنی زبان سے کہو
میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بولو ساوری
۔۔ کہ تم سالار کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تم اپنے
ہبی جان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی یقین مانو وجہ
نہیں پوچھوں گا۔۔ بس تمہاری خواہش کا احترام
کروں گا۔۔

دوسرا ہاتھ بھی پاکٹ سے نکالتے اس کا ہاتھ پکڑا۔

میں آپ کو چھوڑ کے نہیں جانا چاہتی۔۔ دل کر لایا

میں تو بس آپ کے ساتھ ہی رہنا چاہتی ہوں یہی جان

۔۔ پر میری وجہ سے آپ کے باقی رشتے آپ کو

چھوڑ دیں گے۔۔ ایک میرے لیے میں سب کیسے

قربان ہونے دوں۔۔ نظریں جھکائے سوچا۔۔ لیکن

بولا کچھ نہیں۔۔

سالار اس کے لفظوں کا منتظر تھا۔

ساوری بولو۔۔ انکے درمیان ایک قدم کا فاصلہ تھا

م۔۔۔ میں آپ کو چھ۔۔ چھوڑنا چاہتی ہوں۔۔

آنکھیں کھولتے شہد رنگ آنکھوں میں دیکھا۔

سرمئی آنکھیں نم تھیں۔۔ اور اس نمی کی وجہ یا تو

اپنا دل تکلیف میں تھا یا سالار کا درد اسے تکلیف دیتا

--

دونوں صورتوں میں وہ اسی کی تھی۔۔ جسے اس کی
تکلیف سے تکلیف ہو رہی تھی وہ اس سے کیسے دور
رہ سکتی تھی۔۔

ٹھیک ہے۔۔ تمہارے ہی جان نے تمہیں چھوڑ دیا
۔۔ وہ جانتا تھا اور سمجھ بھی رہا تھا اچھے سے ساوری
جھوٹ بول رہی ہے۔۔ اس کی آنکھیں چیخ رہی
تھیں وہ اس کے ساتھ رہنا چاہتی تھی لیکن کیوں۔۔
وہ کیوں یہ سب کر رہی تھی نہیں جانتا تھا۔۔

اپنی پیکنگ کر لو۔۔ میں تمہیں تمہارے بابا کے گھر
چھوڑ آتا ہو۔۔۔

ساوری نے اذیت کی شدت سے لب بھینچتے محض
سر ہلایا۔۔ اور اپنے روم کی طرف چلی گئی۔۔ سالار کی
آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔۔ دوبارہ جیبوں میں ہاتھ
ڈالتے زوہا کا چہرہ دیکھا۔۔ جو انجانی خوشی سے چمک
رہا تھا۔۔

روم میں آ کے وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔۔ مجھے
بابا کے گھر نہیں بابا کے پاس جانا ہے شدت سے
اپنے بالوں کو نوچتے وہ زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔۔ اس
نے تو کسی کو کچھ نہیں کہا تھا پھر کیوں ہمیشہ اس کے
ساتھ ہی ایسا ہوتا تھا۔۔ اسے سب کو چھوڑنا پڑتا تھا
۔۔

کتنی دیر وہ وہاں بیٹھی روتی رہی۔۔ دروازے پہ
دستک ہوئی تو وہ تیزی سے سیدھی ہوئی۔۔ سالار اندر

داخل ہوا تو اسے اس حالت میں دیکھ کے دل اذیت
سے سکڑ گیا۔۔

پینک کر لی ہے۔۔ اسے دیکھتے پوچھا جو نظریں زمین
پہ گاڑے کھڑی تھی۔۔

ساوری۔۔۔ سالار نے اس کے پاس آتے کندھوں
سے تھاما۔۔ آواز میں انتہا کی بے بسی تھی۔۔

کیوں کر رہی ہو ایسے۔۔ اس کے بالوں کو دیکھتے
سوال کیا۔۔ سآوری کا دل بند ہونے لگا تھا۔۔ وہ اس
کے سامنے پاس کھڑا اس سے پوچھ رہا تھا اور اس

کے پاس کوئی جواب نہیں تھا جو تھا وہ شاید سالار
سمجھنا پاتا۔۔

میں بس آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔۔ جھکے سر
کے ساتھ کہا۔۔

کیوں۔۔ وہی تو پوچھ رہا ہوں کیوں نہیں رہنا چاہتی
۔۔

ک۔۔ کیونکہ آپ مجھ سے بہت بڑے ہیں۔۔ اور
پتہ نہیں کب آپ۔۔

مر جاؤں۔۔ سالار نے کمال ضبط سے اس کی بات
کاٹی۔۔ اور تم اکیلی رہ جاؤ اس سے پہلے اپنے لیے
کوئی اور سہارا ڈھونڈھنا چاہتی ہو۔۔

ساوری محظ سر جھکانے کے اور کوئی جواب دے سکی
۔۔

سالار کو اس کی خاموشی کھل رہی تھی۔۔ جواب دو
۔۔ اس کے کندھوں پر گرفت سخت کرتے جھٹکا دیا
تو اس نے سر اٹھا کے اسے دیکھا۔۔ سو جی ہوئی

آنکھوں سے بہتا پانی جیسے سالار کا دل بہا کے لے
گیا تھا۔۔

میں جانتا ہوں تم یہ سب زوہا کے لیے کر رہی ہو۔۔
اگر تم ایسے ہی کرتی رہی تو وہ تمہیں کھا جائے گی
۔۔ سالار کو ایک دم اس کے آنسوں پہ غصہ آیا۔۔
جبرے بھینچتے اشتعال سے اسے گھورا۔۔
نہیں کر رہی اس کے لیے۔۔

اچھا۔۔ تو پھر وہ جا رہی تھی نا تمہیں کیوں شوق چڑھ
گیا اچانک۔۔

و۔۔ وہ الگ بات ہے میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں
۔۔ جلدی سے جھوٹ بولتے خود کو اس سے چھڑوایا
۔۔ دل پکڑے جانے پہ دھڑ دھڑانے لگا تھا۔۔

میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا ایسی بکو اس نہیں
سنوں گا۔۔ اس کا چہرہ دبوچتے کمر سے پکڑتے اوپر
اٹھایا۔۔ مجھے چھوڑ کے جانے کی کوئی بھی وجہ استعمال
کر سکتی ہو تم لیکن سوچنا بھی مت میں تمہارے کسی
کچھ لگتے کی وجہ سے چھوڑ دوں گا۔۔ سرد آنکھیں
اس کی آنکھوں میں گاڑتے وہ دھاڑا۔۔ اس کے

انداز پہ ساوری کی ریڑھ کی ہڈی سنسا اٹھی تھی۔۔
کیکپاتا وجود اسی دشمن جان کے سہارے ٹھہرا ہوا تھا
۔۔

تم پہ تمہارے دل پہ اور تمہارے پورے وجود پہ
صرف میرا حق ہے۔۔ سمجھی۔۔ صرف سالار خان کا
حق۔۔ اور میں اپنا حق کبھی کسی کو نہیں دیتا۔۔ اس
کی گرفت کی سختی کی وجہ سے ساوری کو لگا اس کے
جبرے ٹوٹ جائیں گے۔۔ آنکھیں ابلنے کو تھیں جب
سالار نے جھکتے اس کے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ رکھ

دیئے۔۔ وہ اس حملے کے لہے تیار نہیں تھی۔۔ بے
چینی سے اس کا کالر تھاما۔۔

میں تم پہ اپنے نام کی مہر لگا چکا ہوں۔۔ اس کی
سانسیں اکھڑنے سے پہلے چھوڑ دیا۔۔ یاد رکھنا۔۔ تم
میرے علاوہ کبھی کسی کی نہیں ہو سکتی۔۔ اسے
وارننگ دیتے ڈھیلا چھوڑ دیا۔۔ اس کے سہارے کھڑا
ساوری کا جسم جیسے تھکاوٹ سے چور ہو گیا تھا۔۔
ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

چلو۔۔ سالار نے اس کی کلائی اپنے مضبوط ہاتھ میں
تھمتے اپنے آگے لگایا۔۔

مجھے نہیں جانا۔۔ اس کے لب پھڑپھڑائے۔۔ لیکن
سالار نے سنا کہاں تھا۔۔ اسے لیے پہلے اپنے روم
میں آیا اور اپنا پیک کیا ہوا سامان دوسرے ہاتھ میں
پکڑا۔۔۔

ا۔۔ آپ کہاں۔۔

تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔۔ جہاں تم جاؤ گی میں
بھی وہیں جاؤں گا۔۔ اپنی چیزیں اٹھاتے کچھ اسے

پکڑائیں۔۔ ساوری کا ایک ہاتھ ابھی تک اس کے
ہاتھ میں تھا۔۔ بیگ اٹھاتے وہ اس کے ساتھ روم
سے نکلا۔۔

ایک بار وہ اس کے ساتھ آئی تھی اور ایک بار سالار
اس کے ساتھ جا رہا تھا۔۔

ہبی۔۔ زوہا کیا سوچے گی۔۔ اسے لگے گا میں آپ کو
اپنے ساتھ لے گئی ہوں۔۔

ہاں تو۔۔ سالار نے اسے گھورا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔ اس نے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا۔۔ میں
نہیں جا رہی۔۔

جا رہی ہو اب تم۔۔ سالار نے اس کا بازو چھوڑنے
کی بجائے اور سختی سے تھاما۔۔

مجھے نہیں جانا آپ کو چھوڑ کے۔۔ ساوری اس کی
گرفت سے عاجز ہوتے چیخ پڑی۔۔

باہر سے آتی آواز پہ زوہا باہر آئی۔۔

کیا ہوا بابا۔۔ انہیں ایسے ایک دوسرے سے گھلتے دیکھ
کے وہ اندر تک جل گئی تھی۔۔

کچھ نہیں۔۔ اب کہہ رہی ہے نہیں جانا۔۔ لیکن اب
اسے میں چھوڑ کے ہی آؤں گا۔۔ چاہے مجھے دس
دن کیوں نا لگ جائیں۔۔ اسے گھورتے سختی سے جھٹکا
۔۔ ساوری کا دل حلق میں آیا۔۔ وہ اب ضد کر رہا
تھا۔۔ جبکہ ساوری نے اسے کہہ تو دیا تھا وہ نہیں جانا
چاہتی۔۔ پر سالار اس کے ساتھ اب زبردستی کیوں
کر رہا تھا۔۔

زوہا کا دل خوشی سے اچھلنے کو کر رہا تھا۔۔ جو نہی
سالار اسے لے کے باہر نکلا وہ ہوا میں ہاتھ پھیلاتے
خوشی سے گھوم گئی۔۔

پہلا سٹیپ تو ہو گیا۔۔ اب بھائی کو بلانا ہے اور پھر ماما
واپس آئیں گی اس گھر میں۔۔ ہم سب ساتھ خوش
رہیں گے۔۔ کای ساوری کا نام و نشان نہیں ہو گا۔۔
خوشی سے سوچتے وہ مسلسل گول گول گھوم رہی تھی
۔۔ پھر چکرا کے صوفے پہ گر گئی۔۔ خود کو ڈھیلا

چھوڑتے سکون کا سانس لیا۔۔ جیسے پانچ سال بعد
آزادی ملی ہو

گاڑی میں سامان رکھتے رکھتے اسے پچھلی سیٹ پہ
دھکیلا۔۔ سفید ٹراؤزر اور ٹی شرٹ میں دوپٹہ گلے
میں ڈالے چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی۔۔ اوپر سے
شولڈر کٹ بال اور روئی نم آنکھیں۔۔

ہی۔۔ معاف کر دیں پلیز مجھے نہیں جانا آپ کو چھوڑ
کے۔۔ تیزی سے شیشے سے سر باہر نکالتے اسے رحم
طلب نظروں سے دیکھا۔۔

سالار سنجیدگی سے گھوم کے فرسٹ سیٹ پہ آیا اور
گاڑی سٹاٹ کی۔۔

ساوری شیشے سے اندر ہوتے اس کی سیٹ کے پیچھے
آئی پھر اگے کو ہوتے اس کے کندھوں پہ ہاتھ
رکھے۔۔

مجھے نہیں جانا نا پلینز۔۔۔ پلینز کچھ تو کہیں۔۔۔ وہ
روہانسی ہوئی۔۔۔

ساوری۔۔۔ میں ڈرائیو کر رہا ہوں نا۔۔۔ سالار نے اسے
ڈپٹا۔۔۔

مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے۔۔۔ نہیں تو میں تنگ
کروں گی۔۔۔ اس کے کندھے پہ زور دیتے وہ جو نہی
آگے جھکی سالار نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے
اپنی گود میں گھسیٹا۔۔۔

پھر کہو گی مجھے چھوڑنا ہے۔۔۔ اس کی کمر پہ انگلیوں
کی گرفت سخت ہوئی تو ساوری نے بے بسی سے نفی
میں سر ہلایا۔۔

نا کبھی بڑا بننے کی کوشش کرنی ہے۔۔ دباؤ تھوڑا اور
بڑھایا۔۔

اوکے۔۔ نہیں کرتی۔۔

آئندہ ایسا کچھ ہوا تو بہت برا پیش آؤں گا۔۔ اس
کی آنکھوں میں دیکھتے باور کروایا۔۔

سامنے دیکھیں۔۔ وہ لوگ گھر کی ہی سڑک پہ تھے
ابھی جہاں رش نا ہونے کے برابر تھا۔۔

میں سنجیدہ ہوں ساوری۔۔ اگر تم نے دوبارہ ایسا سوچا
بھی تو تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔۔
کمر پہ ہتھیلی رب کرتے جیسے درد زائل کرنے کی
کوشش کی گئی۔۔

اب اتنا ظلم کریں گے ننھی سی جان پہ۔۔ ساوری کا
سر اس کی گود میں تھا۔۔

مزاق نہیں۔۔

بائیس سال بڑے ہیں۔۔ اس کا مطلب یہ نہیں کے
ہر وقت رعب جھاڑتے رہیں۔۔ اس کے بار بار
ڈانٹنے پہ ساوری اٹھ کے سیدھی ہوئی۔۔

بائیس سال چھوٹے ہونے کے باوجود مجال ہے کے
تم میرے رعب میں آجاؤ۔۔ اسی کے انداز میں کہتے
ناک چڑھائی۔۔

میں سیریس ہوں ہی۔۔ اب کی بار اس نے سنجیدگی
سے دیکھا تو سالار بے ساختہ انڈ آنے والی مسکراہٹ
چھپا گیا۔۔

ویسے کہاں چھوڑنے جا رہے ہیں۔۔ کچھ دیر کی
خاموشی کے بعد ساوری نے دوبارہ مخاطب کیا۔۔
تربیلا۔۔۔

وہاں کیوں۔۔

گاؤں میں۔۔

مجھے نہیں جانا وہاں۔۔ وہاں میں کیا کروں گی۔۔

کچھ نہیں۔۔ اپنے ساس سسر کے ساتھ رہنا انجوائے

کرنا۔۔ کچھ دن ان مسللوں سے بھی جان چھوٹے گی

۔۔ گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔۔

آپ بھی ساتھ رہیں گے نا۔۔ بیلٹ لگاتے اسے دیکھا

--

نہیں۔۔ میں واپس آ جاؤں گا۔۔ دو گھنٹے کا سفر تھا۔۔

کیوں۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔ آپ بھی وہاں رہیں گے۔۔

ساوری۔۔ ہر بات پہ ضد مت کرنا مت شروع کر دیا

کرو۔۔ میں یہاں فری نہیں ہوتا کام کرتا ہوں۔۔

کام کر کے کیا کرنا ہے کچھ دن میرے ساتھ رہ لیں

گاؤں۔۔ میں وہاں بور ہو جاؤں گی۔۔

تمہارے خرچے کون اٹھائے گا۔۔ یہ جو ہر ہفتے لذیذہ
کھیر کے ڈبے آرہے ہوتے ہیں۔۔ کبھی کر کرے اور
چو کلیٹس۔۔ تمہارا میک اپ الگ۔۔ یہ سب لانے
کے لیے پیسے چائیں اور پیسے کمانے کے لیے کام کرنا
پڑتا ہے۔۔ تمہارے اخراجات تو رکیں گے
نہیں۔۔ تفصیل سے اسے سنائی۔۔ ساوری اسے تحمل
سے سن رہی تھی۔۔

ہاں اور ایک دن آپ کو میرے لیے جائیداد بیچنی پڑ
جائے گی۔۔ تپے ہوئے انداز میں مسکرائی۔۔

تمہارے لذیذہ کھیر کے ڈبوں کے لیے بیچ ہی دوں
گا۔۔

ویری فنی۔۔ ساوری نے منہ ٹیڑھا کیا۔۔

سچ میں۔۔ ٹرن لیتے سالار نے سامنے دیکھا۔۔ ساوری
بھی سامنے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

آپ نے بات بدل دی ہے۔۔ لیکن آپ کو واپس
نہیں آنے دوں گی بتا رہی ہوں۔۔

تم وہاں کم سے کم تین چار ماہ تو رہو گی اور اتنا
عرصہ میں نہیں رہ سکتا۔۔

ہیبی۔۔ وہ خفگی سے اس کی طرف رخ موڑتے چیخی
۔۔ میں ابھی آپ کے ساتھ ہی واپس آؤں گی دیکھنا
آپ۔۔

سالار پر سکون بیٹھا ڈرائیو کر رہا تھا۔۔
وہاں زوہا اکیلی ہے۔۔

تو میں کیا کروں۔ جتنا اچھا وہ میرے بارے میں
سوچتی ہے میں بھی اس کے بارے میں اب ویسا ہی
سوچوں گی۔۔ گردن اکڑائی۔۔

تو پہلے منہ اٹھا کے باہر کیوں چلی گئیں تھیں۔۔ اگر
مجھے پتہ نا چلتا اور تمہارے پیچھے نا جاتا تو ابھی تمہارا
جنازہ اٹھا رہا ہوتا۔۔

مار دیں۔۔ اتنی سڑی ہوئی باتیں کرتے ہیں کہ توبہ
۔۔ ساوری نے گردن جھٹکی۔۔

تم حرکتیں بھی تو ایسی کرتی ہو۔۔۔

میں چھوٹی بھی تو ہوں نا۔۔ جزباتی ہوں۔۔

یہ جزبات کبھی روم میں نہیں دکھائے۔۔ سالار نے

پینترا بدلا

م۔۔ مطلب۔۔۔ وہ جو پوری سپیڈ سے اس کے ساتھ
بحث کر رہی تھی ایک دن زبان لڑکھڑائی۔۔ اس دن
کے لمحات ابھی بھی پورے بدن پہ تازہ تھے جیسے۔۔
مطلب کبھی مجھے خوش بھی کر دیا کرو۔۔ وہ اسے
دیکھ نہیں رہا تھا ورنہ اس کے چہرے پہ بھائے رنگ
اسے مبہوت کر دیتے۔۔ کافی دیر تک جب جواب نا
آیا تو اسے دیکھا۔۔ وہ سرخ گلال ہوتے سمٹ رہی
تھی۔۔

ملائکہ اور اس میں یہی تو فرق تھا۔۔ وہ بہت بولڈ
قسم کی تھی شاید آزاد معاشرے کی تربیت کا اثر تھا
۔۔ اور ساوری کی تربیت اس نے خود کی تھی۔۔ شاید
وہ پہلا شوہر تھا جس نے اپنی بیوی کی تربیت اس
کے بچپن کے زمانے سے کی تھی۔۔ جب اسے ماں
اور باپ کی ضرورت تھی تب اس کے سر پہ اس
کے، مہبی جان کا سایہ تھا۔۔۔

باقی کا راستہ سانوری ریزرو ہی رہی کیا پتہ سالار پھر
کوئی ایسی بات کر دیتا۔۔

گاؤں کی حدود میں داخل ہوتے ہی ساوری کی
ایکسائٹمنٹ بڑھ گئی تھی۔۔۔ کچی پکی سڑک کے
دونوں اطراف کھیت تھے اور دور سے نظر آتے
اونچے اونچے پہاڑ منظر کو حسین بنا رہے تھے۔۔
گاڑی کے شیشے کھول دیں۔۔ باہر دیکھتے ساوری نے
سالار کو کہا۔۔

ہوا برداشت کر لو گی تو کھول دیتا ہوں۔۔ اس کی
طرف سے تھوڑا سا شیشہ کھولا۔۔

ساوری ایک دم ہوا اندر آنے سے زرا پیچھے ہوئی۔۔
جیسے ساری ہوا ناک میں ہی گھسی تھی۔۔

نارمل ہونے میں چند لمحے لگے تھے سالار اسے ہی
دیکھ رہا تھا۔۔

بس آگے دو منٹ کا ہی سفر تھا۔۔

آپ نے بھی یہیں رہنا ہے۔۔ گاڑی گیٹ کے سامنے
رکی تو ساوری نے اسے باور کروایا۔۔

سالار کوئی جواب دیئے بنا اتر گیا۔۔ ساوری بھی اپنی
طرف سے دروازہ کھولتے باہر آئی۔۔

سامنے گھر سے ایک عورت بچے کو ڈانٹتے اسے گھر
لے جا رہی تھی۔۔

ہبی۔۔ ساوری سالار کے قریب آئی۔۔ وہ سامان نکال
رہا تھا۔۔

یہ پکڑو۔۔ اپنی پاکٹ سے اس کا ان ہیلر نکال کے
دیا۔۔

اوہ۔۔ تھینکیو۔۔ پکڑتے کھسیانی ہوئی۔۔ اسے یاد ہی
نہیں رہا تھا۔۔

بیل بجاؤ۔۔ وہ اس کے پاس ہی کھڑی دیکھ رہی تھی
۔۔ سالار نے اسے بھگایا۔۔

وہ سر ہلاتے دوسری طرف مڑ گئی تو سالار نے سوٹ
کیس کی زپ کھولتے اس میں باقی کے دو ان ہیلر
ٹھونسے۔۔

تب تک گارڈ نے دروازہ کھول دیا تھا۔۔

سلام صاحب۔۔ اسے دیکھ کے مسکراتے سلام لینے
کے لیے آگے بڑھا۔ سالار نے بھی مسکراہٹ
چہرے پہ سجائی۔۔

کیسے ہیں لالا۔۔ مصافحہ کرتے سالار نے اس سے
پوچھا۔۔

جی اللہ کا کرم ہے۔۔ اس کا سامان پکڑتے اندر کی
جانب بڑھ گیا۔۔

ساوری اندر داخل ہوئی تو سالار نے لالا کو گاڑی
اندر لانے کا اشارہ کیا۔۔

آپ کی امی گھر پہ ہی ہونگی۔۔ ساوری ججھک بھی
رہی تھی لیکن خوش بھی تھی۔۔ اس سے آگے آگے
چلتے وہ برآمدے میں داخل ہوئی۔۔

سامنے کوئی بھی نہیں تھا۔۔

گھر پہ کوئی نہیں ہے۔۔ سالار نے گاڑی کی چابیاں
اور وائلٹ پاکٹ سے نکالتے دیوار کے ساتھ لگی
ٹوکری میں رکھے۔۔

کیا۔۔ کہاں گئے۔۔ ساوری جو گھر کو دیکھ رہی تھی
رک کے اسے دیکھا۔۔

بابا جان اپنے بھائی کے گھر کراچی گئے ہوئے ہیں
-- ساتھ امی بھی --

تو کیا میں یہاں اکیلی رہوں گی -- اس کا دل ہولا --
ہاں -- لالا ہیں نا -- وہ تمہارا خیال رکھیں گے -- چار
پائی پہ بیٹھتے اس کی کلائی پکڑی اور اپنے پاس ہی
بٹھایا --

لالا میرے ہی نہیں ہیں -- ساوری نے پر شکوہ
نگاہوں سے دیکھا --

امی لوگ آجائیں گے ایک دو ہفتے تک۔۔ پھر تو ان
کے ساتھ ہی۔۔

مجھے نہیں رہنا آپکے بنا یہاں۔۔ منہ پھلاتے بالوں کو
جھٹکا۔۔

ملکانی جی کہاں ہیں۔۔ ساوری ناراض ہو کے اندر چلی
گئی تو واجد لالا سالار کے قریب آیا۔۔
جی وہ تو چھٹی پہ چلی گئی ہیں۔۔

اوکے۔۔ تم جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔۔ میں کچھ دن
رہوں گا یہاں۔۔ جب تک امی ابو نہیں آتے۔۔

جی سالار صاحب۔۔ آپکا بہت شکریہ۔۔ اسے تشکر
سے دیکھتے وہ واپس پلٹ گیا۔۔

سالار وہیں پیچھے ہو کے لیٹ گیا۔۔ ساوری جب تک
سارا گھر گھوم کے آئی گاڑ بھی جا چکا تھا۔۔

مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔ وہ اس کے ساتھ والی چار
پائی پہ آ کے بیٹھی۔۔ سالار گرے شرٹ اور بلیک
پینٹ میں لیٹا موبائل دیکھ رہا تھا۔۔

تمہارا اپنا گھر ہے بناؤ خود بھی کھاؤ اور مجھے بھی
کھلاؤ۔ موبائل سے نظر ہٹاتے اس کا مومی چہرا

دیکھا۔۔ ماتھے پہ بال آئی بروز تک آتے ختم ہو
جاتے تھے۔۔

میں کھانا بناؤں گی یہاں۔۔ ساوری کی آنکھیں باہر
آئیں۔۔

ہاں۔۔

ہسببی۔۔ میں کیسے کھانا بناؤں۔۔ مجھے تو ٹھیک سے
بنانا آتا ہی نہیں ہے۔۔

ٹھیک سے بنانے کا کون کہہ رہا ہے۔۔ بس اتنا کر دینا
کے میرا اور تمہارا پیٹ بھر جائے۔۔

ہی۔۔۔ وہ روہانسی ہوئی۔۔

بے بی۔۔ سالار موبائل سائنڈ پہ رکھتے اس کی طرف

جھکا۔۔ جب شادی کی شرطیں رکھی ہیں تو تھوڑی گھر

داری بھی سیکھ لو۔۔ اگر جہیز لینا ہے تو نوکر نہیں

رکھ کے دوں گا۔۔ کھانا بنانا گھر کے سارے کام خود

کرنے پڑیں گے۔۔ اس لیے ابھی پریکٹس کر لو۔۔

اس کے تھائیز پہ ہاتھ رکھے نرمی سے مسلا۔۔

ساوری اسے آنکھیں کھولے دیکھ رہی تھی۔۔ جیسے

اسے سالار کی باتوں پہ یقین نا آرہا ہو۔۔

آپ مجھ سے حساب کتاب کریں گے اب۔۔ آنکھوں
میں انتہا کا دکھ اٹھ آیا۔۔

کیا میں نہیں کر سکتا۔۔ اس کا ہاتھ سرکتا ہوا کمر تک
آیا۔۔ پر ساوری تو صدمے میں تھی۔۔ اگر وہ جہیز
مانگتی تو اسے گھر کے کام کرنے پکڑتے۔۔

ٹھیک ہے۔۔ میں جہیز نہیں لوں گی۔۔ اس کے محلے
ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتے روکا

گڈ ڈسجین۔۔ سالار اپنا ہاتھ کھینچتے واپس چار پائی پہ
سیدھا ہوا۔۔

ساوری برے برے منہ بناتے اسے گھور رہی تھی۔۔
اپنی بیٹی کو اگر سب کچھ دیا تو میں بتاؤں گی پھر آپ
کو۔۔ جھٹکے سے اٹھتے اسے وارن کیا۔۔

مجھے بھوک لگی ہے اب کہیں سے کچھ کھانے کو لا
دیں۔۔ اس کے بازو پہ بیٹھتے پورا زور ڈالا۔۔ سالار
کراہ کے رہ گیا۔۔

پاگل لڑکی میرا بازو ٹوٹ جائے گا۔۔ دوسرے ہاتھ
سے اسے سائنڈ پہ کھینچنا چاہا پر وہ پورا زور لگا کے
بیٹھ رہی تھی۔۔

ساوری۔۔ اٹھو۔۔ ہلکی آواز میں چیختے اس نے دانت
پیسے۔۔ ساوری مزے سے کمر ہلاتے اسے اور تکلیف
دے رہی تھی۔۔ سالار کو لگا اس کا بازو ٹوٹ ہی گیا
۔۔

آخر ساوری اس پہ رحم کھاتے اٹھ گئی۔۔

سارا خون ایک دم دوبارہ گردش میں آیا تو پورا بازو
سفید سے سرخ ہوا۔۔

ساوری جو اٹھتے اس کی طرف واپس گھومی تھی اس کا
ہاتھ دیکھ کے منمجب ہوئی۔۔ اس نے کبھی اتنا

خوبصورت ہاتھ نہیں دیکھا تھا۔۔ نسیم ایک دم سے
خون کے پریشر سے ابھر گئی تھیں۔۔ ناخنوں کے
پاس سے تمام انگلیاں سرخ و سفید تھیں۔۔ بے
اختیار اس نے گھٹنے زمین پہ ٹکاتے چار پائی کے سائڈ
پہ رکھے ہاتھ پہ لب رکھے۔۔ سالار کو لگا جیسے آگ
پہ کسی نے ٹھنڈی پھوار ڈال دی ہو
آئی ایم سوری۔۔ اس کا ہاتھ اپنی ہتھیلی میں لیتے فکر
مندی سے دیکھا۔

پہلے سوچنا تھا۔۔ میری ہڈیاں بھی چٹخ گئی ہیں۔۔ سالار
نے دوسرا بازو فولڈ کرتے مسکراہٹ دبائی۔۔ اس
کے لیے پریشان ہوتی ساوری اسے اپنے دل کے
قریب لگی تھی۔۔

مجھے کیا پتہ تھا میرا تھوڑا سا وزن آپ برداشت نہیں
کر پائیں گے۔۔

ک۔۔۔ کیا ا۔۔۔ تھ۔۔ تھوڑا سا وزن۔۔ سالار جان بوجھ
کے ہکلا یا۔۔۔ اسی من کی ہو تم اور میرا نازک سا
بازو۔۔ اب پتہ نہیں ہلنے کے قابل بھی رہا ہے یا

نہیں۔۔ پورا زور لگاتے بازو اٹھانے کی کوشش کی پر
وہ نہیں اٹھا۔۔

مجھے لگتا ہے ٹوٹ گیا ہے۔۔ تھوڑا لیفٹ ہوتے
پریشانی سے بازو کو دیکھا۔۔

ساوری اس کی آنکھوں میں مچلتی شوخی کو پھانپتے
کلس گئی۔۔ وہ اس کا مزاق بنا رہا تھا۔۔ غصے سے اپنے
ہاتھ پہ رکھا اس کا ہاتھ اٹھا کے پورا جھٹکے سے اوپر
کر دیا۔۔

اہہہ۔۔ سالار کی آواز پاس والے گھروں نے تو سنی
ہو گی۔۔ کراہتے وہ تیزی سے چار پائی سے اٹھ گیا۔۔
اب اصلی والا درد ہو گا۔۔ اسے آنکھیں سکیڑ کے
دیکھتے تڑی سے کہا اور اپنا دوپٹہ لہراتے رفوچکر ہو
گئی۔۔ سالار اپنا بازو سہلاتے شرٹ اتارنے لگا تھا۔۔
پہلے تو نہیں۔۔ لیکن اب ضرور کوئی ہڈی کر یک ہو
گئی تھی

سفید ڈریس شرٹ اور بلیک پینٹ میں وہ چلتا ہوا لابی
کی طرف جا رہا تھا۔۔ کف فولڈ کیے ہاتھ میں فائل
تھی۔۔۔ چھ فٹ سے نکلتا دراز قد بالوں کو نفاست
سے سیٹ کیے وہ انیس سالہ لڑکا جتنا لمبا تھا اتنا ہی
کمزور تھا۔۔۔

اپنی کلاس میں انٹر ہوتے ہی وہ اپنی جگہ پہ بیٹھا
موبائل نکالا تاکہ اسے آف کر سکے۔۔ لیکن سامنے
زوہا کے ڈھیروں میسج تھے۔۔۔ وہ اس سے بات کرنا

چاہتی تھی۔۔ ہادی نے دیکھتے اگنور کیا اور موبائل
آف کر دیا۔۔

کلاس ختم ہونے کے بعد سب سے پہلے اس نے زوہا
کو ہی کال کی۔۔

بھائی۔۔ کہاں تھے یار۔۔ نا سلام نا دعا پہلے سوال کیا
۔۔

بزی تھا بتاؤ۔ کیا کام تھا۔۔ وہ اپنے روم کی طرف جا
رہا تھا۔۔

گھر واپس آ جائیں نا۔۔ کتنے دن ہو گئے ہیں آپ
نہیں ائے ملنے۔۔ وہ لیونگ روم ہی بیٹھی تھی۔۔
فری ہو کے آؤں گا۔۔ ابھی تو ایگزیمز چل رہے
ہیں۔۔۔ ختم ہو گئیں تو ہی کچھ سوچوں گا۔۔
پلیز بھائی۔۔ کسی طرح ٹائم نکال کے آجائیں۔۔
خیریت ہے۔۔ موبائل دوسرے ہاتھ میں شفٹ
کرتے دروازہ کھولا۔۔

نہیں۔۔ بابا نے ماما کو ڈیورس دے دی ہے اور
ساوری کو بھی گھر سے نکال دیا ہے۔۔

واٹ۔۔ مزاق کر رہی ہو۔۔

نہیں۔۔ سچ میں۔۔ پھر اس نے ساری بات تفصیل
سے اسے بتائی تھی۔۔ ہادی نے اسے کہا تھا وہ جلدی
ہی آنے کی کوشش کرے گا۔۔ ہادی نے اس سے
بات ختم کر کے سالار کو کال کی تھی۔۔

وہ جو ساوری کو کچن میں کھڑا کیے چائے بنوا رہا تھا
۔۔ اس کی کال دیکھ کے ریسو کی۔۔

حال چال کے بعد اس نے اس سے وہ سب پوچھا جو
زوہانے اسے بتایا تھا۔۔

ایک دم اتنا کچھ ہو گیا اور مجھے پتہ ہی نہیں ہے بابا۔
اتنا بے خبر رکھا ہوا ہے مجھے گھر سے۔۔

نہیں۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔۔ بس تمہارے ایگزیمز
کی وجہ سے ٹینشن نہیں دینا چاہتا تھا۔۔ اس نے وجہ
بتاتے ساوری کو دیکھا جو پتی ڈال رہی تھی۔۔
ہممم۔۔۔ وہ خاموش ہو گیا۔۔

اب آگے کیا کرنا ہے۔۔ ساوری کو تو نا چھوڑتے۔۔
اس بیچاری کا کیا قصور۔۔

قصور ہے نا اس کا بھی۔۔ کسی بات کو سمجھتی نہیں
ہے بس اپنی کرنی ہے۔۔ کچھ دن مجھ سے دور رہے
گی تو ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔۔ وہ جو خاموشی سے
ان کی بات سن رہی تھی اپنے ذکر پہ سالر کو کڑی
تیوریوں سے گھورا۔۔ سالار نے چلتے ہوئے اسے پیچھے
سے ہگ کیا تو وہ کسمسا کے رہ گئی۔۔ بول بھی نہیں
سکتی تھی ہادی کی کال چل رہی تھی
اور سناو ایگزیمز کیسے چل رہے ہیں۔۔ اس کے پیٹ
پہ ہاتھ رکھتے بلی بٹن پہ انگلی گھمائی۔۔

ساوری شاک کیفیت میں اس کی حرکتیں برداشت
کر رہی تھی۔

سالار کچھ دیر اس کے بلی بٹن سے کھیلتا رہا پھر
اسے پلٹاتے چہرہ اپنی جانب کیا۔ سوری سرخ چہرا
لیے اسے دیکھ بھی نہیں پائی۔

ہادی سے لمبی باتیں چھیڑتے اسے کمر پھر کان کے
قریب ہونٹ لاتے موبائل دور کیا۔ سوری آنکھیں
کھولے ساکت ہوئی۔

ہم یہاں ہنی مون کے لیے آئے ہیں۔۔ اس کی کمر
پہ ہتھیلی جماتے بلکل پاس کیا۔۔

ساوری کا دل یک بارگی دھڑکا۔۔ سانس جیسے اندر
گہرائی سے کھینچ کے نکالی۔۔

سالار نے موبائل شلف پہ رکھتے اس کی گردن پہ
لب رکھے۔۔

ہادی اس سے کیا باتیں کر رہا تھا وہ کچھ نہیں سن رہا
تھا۔۔ ساوری کے بالوں کو گردن سے پیچھے سرکاتے
کان کے نیچے لب رکھے۔۔

میرے بے بی کو چائے بنانی تو آتی نہیں ہے۔۔ پیار
کرنا ہی سیکھا دیتا ہو۔۔ ایک ٹانگ کے نیچے ہتھیلی
جمائی اور دوسرا کمر میں ڈالتے اس نے ساوری کو
اوپر اٹھا لیا۔۔

آ۔۔ آتی ہے۔۔ وہ ابھی ابل جائے گی۔۔ اس کے
کندھے پہ ہاتھ رکھتے اس سے فاصلہ بنانا چاہا پر اس کا
سینہ سالار کے چہرے سے ٹچ ہو رہا تھا۔۔ سانس
روکے وہ بات کر رہی تھی

خاموش۔۔ اس کے سینے سے ماتھا رب کرتے اس کی
دھڑکیں چھیڑیں۔۔ ساوری نے بے چینی سے ہاتھ
بڑھاتے شلف پہ رکھا موبائل اٹھایا اور کال بند کر
دی۔۔

ہبی۔۔ چھوڑیں میں گر جاؤں گی۔۔
نہیں گرتی۔۔ گرفت اور سخت کرتے اسے اپنے اندر
بھینچا۔۔

آپ نے واپس جانا تھا نا۔۔ اب جائیں۔ میں اکیلی رہ
لوں گی۔۔

ہاں چلا جاؤں گا۔۔ وہ اسے ایسے ہی اٹھائے اٹھائے
باہر لے آیا۔۔ چار پائی پہ ڈالتے اس کے اوپر آیا ہی
تھا کے ساوری تڑپ کے سائڈ پہ کھسک گئی۔۔
ہبی۔۔

جی ہبی کا بے بی۔۔ شرٹ کے بٹن کھولتے وہ
مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ جبکہ ساوری
کا حلق خشک ہو رہا تھا۔۔

مجھے کچھ نہیں کرنا۔۔ ایک چار پائی سے ہوتے
دوسری چار پائی پہ جا کے کھڑی ہوئی۔۔

سالر شرٹ کے بٹن کھول چکا تھا اور اب اس کا
اچھلنا دیکھ رہا تھا۔

ساوری۔۔ خاموشی سے یہاں آؤ۔۔ اسے اپنی جانب
بلایا ساوری وہیں کھڑی نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔
ٹھیک ہے۔۔ رات کو بچنا پھر سالار نے دوبارہ شرٹ
کے بٹن بند کرنے شروع کر دیئے۔۔ ساوری کو کچھ
تسلی ہوئی تو چار پائی سے چھلانگ لگاتے نیچے آئی۔۔
لالا۔۔ میرا سامان گاڑی میں رکھیں۔۔ سالار نے رخ
بدلتے گیٹ کی طرف دیکھا۔۔

ک۔۔۔ کیوں۔۔

لالا۔۔ سالار نے زور سے آواز دی۔۔ وہ جانتا تھا وہ
وہاں نہیں ہے بس ساوری کو ڈرانے کے لیے اسے
آواز دے رہا تھا۔۔

اچھا ٹھیک ہے ہی۔۔ وہ تیزی سے اس کے سامنے
آئی۔۔ میں ریڈی ہوں۔۔ پر واپس نا جائیں۔۔ اس
کے گلے میں بازو ڈالتے جھولی۔۔ سالار کی داڑھی
کے آدھے بال وائٹ تھے اور آدھے بلیک۔۔ اگر
بال سفید نا ہوتے تو ابھی بھی تیس کا ہی لگتا

-- نفاست سے سیٹ ہوئے بال اب بکھرے ہوئے
تھے--

ساوری اس کے سینے تک آتی تھی--

نہیں-- اب میرا موڈ نہیں ہے-- چلو شاباش ہٹ
جاؤ-- سالار نے اس کے ہاتھ اپنی گردن کے پیچھے
سے کھولتے دور ہٹایا--

ہبیبی-- سوری نے دور ہوتے دانت پیسے-- وہ اسے
راضی ہی نہیں کر پاتی تھی-- شادی والی جو شرط
رکھی تھی وہ بھی سالار گول کر چکا تھا--

دور رہ کے بات کرنا اب مجھ سے۔۔ اپنی شرٹ
پینٹ کے اندر اڑیستے سنجیدگی سے گھورا۔۔ ساوری
بس رونے والی تھی۔۔ دوپٹے سے بے نیاز وہ اس
کے سامنے کھڑی اسے بہکا رہی تھی پر وہ اپنے
جرباتوں پہ سختی سے لگام لگاتے اندر چلا گیا۔۔
سآوری اسے روک بھی نہیں پائی۔۔

شام کو سالار باہر نکل گیا تھا۔۔ ساوری گھر پہ اکیلی
تھی۔۔ جب کچھ قریب رہنے والی عورتیں ان سے
ملنے چلی آئیں۔۔

وہاں جاننے والوں کو معلوم تھا ان کے بارے میں
۔۔ ساوری ان سے ملتے تھوڑا سا جھجھک رہی تھی
سالار بھی گھر نہیں تھا اور اس کے پاس کوئی
ریفریش منٹ بھی نہیں تھی جو وہ ان کو سرو کرتی
۔۔ کچھ دیر ان کے ساتھ باتیں کرتی رہی۔۔ پھر

ایکسیوز کرتے کچن میں آئی۔۔ چائے بھی اسے اچھی
نہیں بنانی آتی تھی جو وہ بنا کے ان کو پلا دیتی۔۔
کیا کروں اب میں۔۔ تیز تیز چکر کاٹتے سوچا۔۔ پھر
ایسے ہی باہر نکل آئی۔۔ وہ عورتیں آپس میں ہی
باتیں کر رہی تھیں۔۔

آئی ایم سوری۔۔ انگلیاں چٹختے انہیں متوجہ کیا
۔۔ تین عورتیں تھیں تینوں نے اس کی جانب حیرانگی
سے دیکھا۔۔

وہ۔۔ آنٹی اصل میں ہمارے گھر کھانے کو کچھ نہیں
ہے۔۔ پہلے تو وہ اسے نا سمجھی سے دیکھتی رہیں پھر
ہنس دی۔۔

ارے بیٹا۔۔ ہم یہاں کھانے تھوڑی آئے ہیں۔۔
ایک نے اسے بازو سے پکڑ کے اپنے ساتھ چار پائی
پہ بٹھایا۔۔ ہم تو بس تمہیں دیکھنے آئے تھے۔۔ آخر
سالار بھائی نے کونسی لڑکی سے شادی کی ہے۔۔

اچھا۔۔ وہ مسکائی۔۔ وہ میں ہوں۔۔ بالوں کو سیٹ
کرتے دوپٹہ گلے میں درست کیا اور گردن
اکڑائی۔۔ وہ پھر مسکرا دیں اس کے انداز پہ۔۔
ماشاء اللہ بہت پیاری ہو۔۔

اصل میں نا میں اور ہی آج ہی آئے ہیں۔۔ اور
میرے ساس سرگھر پہ نہیں ہیں۔۔ اب ایسا کون
کرتا ہے۔۔ ایک اکلوتی بہو گھر آرہی ہے اور وہ گھر
ہی نہیں ہیں۔۔۔۔

آجائیں گے وہ لوگ۔۔ تم پریشان نا ہو ہم لوگ ہیں
نا تمہارا خیال رکھیں گے۔۔ ایک نے اسے تسلی دی
۔۔

اب دیکھیں میں یہاں بالکل نئی نکور ہوں اور مجھے
نہیں پتہ مجھے آگے کیا کرنا ہے آپ مجھے بتائیں گی
کھانا کیسے بنانا ہے۔۔

آج میری طرف ہے تم لوگوں کا کھانا۔۔ پھر کل ہم
تمہیں تھوڑا بہت سکھا دیں گے۔۔ اس کا گال کھینچتے
فاہرہ نے کہا۔

اوکے۔۔ وہ خوش ہو گئی۔۔ آج رات کا انتظام تو اس
نے کر لیا تھا۔۔

اور دوسری طرف سالار کھانا لے کے آرہا تھا۔۔ اپنی
گلی کی نکڑ میں گاڑی کی سپیڈ ہلکی کی۔۔ جب تک وہ
گھر آیا۔۔ وہ ان عورتوں کے ساتھ بیٹھی جانے کون
کون سی باتیں کر رہی تھی اور وہ ساری اس سے
ایمپریس ہوتے مسکرا رہی تھیں۔۔

سالار اندر داخل ہوا تو ساوری نے دوپٹہ دوبارہ سر پہ
جمایا۔۔

ماشاء اللہ شہر میں رہ کے بھی اتنی اچھی تربیت ہوئی

ہے تمہاری۔۔ خالدہ بیگم نے اس کے سر پہ ہاتھ

رکھتے کہا۔۔ سالار ان کی بات سنتے عیش عیش کر اٹھا

--

کیا واقع۔۔ آئی برو اچکاتے ساوری کو دیکھا تو کندھے

اچکا گئی۔۔

اندر او۔۔ اسے گھورتے اندر بلایا۔۔ پھر سامان شلیف

پہ رکھتے ہدایت دی اور واپس باہر آیا۔۔

کیسی ہیں آپا۔۔

ٹھیک اللہ کا کرم ہے۔۔ تم سناؤ۔ تینوں ایک چار پائی

پہ ہو گئیں تو سالار دوسری پہ بیٹھ گیا۔۔ کچھ دیر

ادھر ادھر کی باتوں میں گزری تھی جب ساوری

ٹرے میں چار گلاس مینگو شیک لے کر آئی۔۔

چھوٹا ٹیبل۔۔ ادھر ادھر دیکھا تو ایک طرف پڑا نظر

آیا۔۔ سالار کو ٹرے پکڑا کے جلدی سے چھوٹا ٹیبل

رکھا اور ٹرے ٹیبل پہ رکھ دی۔۔

سالار نے اسے آنکھوں میں اشارہ کیا کہ اٹھا کے
انہیں دے پر وہ سمجھ ہی نہیں سکی الٹا اٹھا کے خود
اپنے ہونٹوں سے لگایا۔۔

سالار نے جبرے بھینچتے اسے گھورا۔۔ اب تین
گلاس تھے اور وہ تینوں ان عورتوں کے تھے۔۔ پہلے
تو وہ ایک گلاس کم لائی تھی۔۔ اوپر سے خود اٹھا کے
پی لیا اور شوہر جو باہر گرمی سے آیا تھا اس کو پانی
بھی نہیں پوچھا تھا اس نے۔۔

خیر کچھ دیر بعد جب وہ عورتیں واپس گئیں تو سالار
نے اچھے سے اس کی کلاس لی تھی۔۔

کہاں کی اچھی تربیت اسے یہی نہیں پتہ تھا پہلے
دوسروں کو پینے دیا جاتا ہے۔۔

مجھے کیا پتہ تھا۔۔ مجھے لگا آپ کو میری فکر ہو رہی
ہے اور آپ مجھے کہہ رہے ہیں اٹھا کے میں پہلے پی
لوں۔۔ اپنا دوپٹہ گول مول کرتے اس کی طرف
اچھالا جو سالار نے کیچ کر لیا۔۔

اچھا اور گلاس کم کیوں تھا ایک۔۔ پانچ لوگ تھے
ٹوٹل۔۔ سالار نے دوپٹہ کھول کے گھما کے اپنی گلانی
پہ لپیٹا جس پہ وہ صبح بیٹھی تھی۔۔ وہاں ابھی بھی
ٹیسس اٹھ رہی تھیں۔۔

کم نہیں تھا۔۔ اصل میں میں نے خود نہیں پینا تھا
بس آپ لوگوں کے لیے لائی۔۔ پر آپ نے مجھے
کہا کے تم پی لو۔۔

سہی۔ سالار چپ ہی کر گیا۔۔ اب اس سے کیا بحث
کرنا۔۔

کچھ دیر ساوری اس کی شکل دیکھتی رہی۔۔ پھر کچن
میں چلی آئی۔۔ پیکٹس سے اشتہا انگیز خشبو آرہی تھی
۔۔ کھول کے دیکھا ایک میں بیف پلاؤ تھا ایک میں
کٹلیس اور روٹیاں۔۔ مٹن۔۔ ساری چیزیں برتنوں
میں نکال کے فریج میں رکھیں۔۔

باہر آئی تو سالار موبائل دیکھ رہا تھا۔۔
آج ہمارا کھانا خالدہ آنٹی کے گھر ہے۔۔ اس کے
پاس آتے بال جھٹکے۔۔
کیا۔۔ کس نے کہا۔۔

وہ ابھی کہہ کے گئی ہیں۔۔

نہیں۔۔ منع کر دینا تھا۔۔ سالار اٹھ کے سیدھا ہوا۔

کیوں منع کرتی۔۔ اتنے پیار سے کہا تھا انہوں نے۔۔

ہاں۔۔ جانتا ہوں کتنے پیار سے کہا ہو گا۔۔ اب جو

میں اتنا کچھ لایا ہوں وہ کہاں جائے گا۔۔

فریج میں رکھ دیا ہے۔۔ وہ کل کھا لیں گے۔۔

نہیں جا رہے۔۔ منع کر دینا۔۔ واپس نظریں موبائل

پہ مرکوز کیں۔۔

آپ اتنے ڈھیٹ ہوتے جا رہے ہیں قسم سے ہی
اگر چھوٹے ہوتے نا تو دو لگاتی آپ کو۔۔

تم بھی کئی معاملات میں بہت ڈھیٹ واقع ہوئی ہو۔
۔۔ اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔

اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھتے سوالیہ انداز اپنایا
وہ وہ بلا وجہ بلش کر گئی۔۔

میرے خیال سے میں کھانا کھا ہی لوں۔۔ واپس
مڑتے پھر سے کچن میں غائب ہو گئی

رات کو انہیں ایک بچہ کھانے کے لیے بلانے آیا تو
سالار نے اسے منع کر دیا۔۔ پر ساوری جو سالار کے
روم میں ٹی وی دیکھ رہی تھی باہر سے آتی آواز پہ
ان کے پاس آئی۔۔۔

آپی۔۔ ماما کہہ رہی ہیں آپ لوگ آجائیں کھانا تیار
ہے۔۔

اوکے۔۔ ہم آتے ہیں۔۔ ساوری کے چہرے پہ سائل
آئی۔۔ سالار نے اسے پلٹ کے گھورا کہ وہ کیوں
آنے کا کہہ رہی ہے۔۔

بچہ واپس چلا گیا تو دوبارہ غصے سے گھورا۔۔
کیا بھوکوں کی طرح پہلے ہی دن تم ان پہ بوجھ بن
رہی ہو۔۔

بوجھ میں صرف آپ پہ ہی بن سکتی ہوں اور کسی پہ
نہیں۔۔ جلدی سے تیار ہوں۔۔ دیر ہو رہی ہے۔۔
اسے کالر سے پکڑتے کھڑا کرنا چاہا۔۔

آئی ایم سوری۔۔ میں نہیں جا رہا۔۔

پلیز ہبی۔۔ ہر بات پہ ضد کرنے نا بیٹھ جایا کریں۔۔
کبھی میری بات ایک بار کہنے پہ ہی مان لیا کریں۔۔
اسے زبردستی کھڑا کیا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ لیکن پھر میری بھی ایک شرط مانی
پڑے گی تمہیں۔۔

اوکے۔۔ میں مان لوں گی۔۔ اس نے فوراً ہامی بھری
اس بات سے بے خبر کے وہ شرط اس کے لیے کتنی
جان لیوا ثابت ہو گی۔۔ سالار تو اپنے کپڑے ساتھ

لایا تھا پر ساوری کے پاس پہننے کے لیے کچھ نہیں تھا

--

آپ کی ماما کے پاس کوئی میری عمر کا پرانا سوٹ
نہیں رکھا ہو گا۔۔ کچھ سوچتے وہ سالار کے کپڑے
دیکھ رہی تھی۔۔

نہیں۔۔ اتنی عمر کے بعد کہاں بچے رہ سکتے ہیں۔۔
سالار نے اپنے لیے سفید شلوار قمیض نکالا تھا۔۔
اچھا پھر اب میں کیا پہنوں۔۔ ایک نئی ٹینشن۔۔

جب آرہی تھی تب سوچتیں۔۔ سالار اسے سنجیدگی
سے دیکھتے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔

تب آپ نے بتایا ہی نہیں تھا۔۔ روہانے ہوتے سالار
کے سوٹ کیس کا دوسرا حصہ کھولا تو سن ہوئی۔۔
وہ اتنے غصے میں تھا کل پھر بھی اس نے ساوری کا
سامان اپنے سامان کے ساتھ پیک کیا تھا۔۔ جس میں
سرفہرست کچھ سوٹ تھے اور لذیذہ کھیر کے ڈبے
اس کا چھوٹا پرس جو ابھی تک چھوٹا ہی تھا۔۔ اور
جیولری۔۔

تھینکیو، بیبی جان۔۔ اپنے کپڑے اٹھاتے سینے سے
ایسے لگائے جیسے سالار کو لگا رہی ہو۔۔

جب تک وہ فریش ہو کے آیا ساوری اپنی تمام
چیزیں جو ابھی پہنی تھی نکال چکی تھی۔۔

کسی کی اجازت کے بنا اس کا سامان نہیں کھولتے

آپ میرے، بیبی جان ہیں۔۔ کسی تھوڑی۔۔ اوپر ہو
کے اس کے کندھے پہ بازو ٹکاتے بیرڈ کے اوپر لب
رکھے۔۔

میں تو آپ کا سارا کچھ کھولوں گی۔۔ اپنے چہرے کی
لالی چھپانے کے لیے وہ باتھ روم کی طرف بھاگ
گئی۔۔

بہادری دیکھا ہی دی تھی تو تھوڑا بہکنے دیتی۔۔ سالار
نے بند دروازے کو دیکھتے سر جھٹکا۔۔۔ پندرہ منٹ
میں دونوں تیار ہو کے دو گھر چھوڑ کے اگلے گھر
آئے۔۔ خالدہ آنٹی انہیں کی منتظر تھیں۔۔ ساوری
پنک کلر کے شارٹ فرائ کے ساتھ پنک ہی پلازو
میں معصوم سی گڑیا لگ رہی تھی۔۔ سر اور کندھے

پہ نفاست سے دوپٹہ کیے وہ ان کے لیے بہت معتبر
تھی شاید جو وہ اسے ہاتھوں ہاتھ لے رہے تھے۔۔

کھانا بہت لذیذ تھا۔۔ آخر میں ڈیزرٹ اور گپ شپ
کے دوران کافی وقت گزر گیا۔۔ رات ساڑھے دس
بجے وہ لوگ گھر واپس آئے تھے۔۔

گیٹ بند کرتے سالار نے پاس سے جاتی ساوری کی
انگلیاں تھامی۔۔

اب میری شرط کی باری۔۔ اس کے ساتھ ہوتے
چہرے پہ نظریں جمائی۔۔

کل بتانا۔۔ ابھی بہت تھک گئی ہوں میں۔۔ ساوری
نے اپنا دوپٹہ اتار کے برآمدے میں پڑی چار پائی پہ
پھینکا۔۔

تھکاوٹ ہی اتاروں گا۔۔ سالار اس کی انگلیاں
چھوڑتے چار پائی کی طرف بڑھا۔۔ اور ایک چار پائی
اٹھا کے سائڈ پہ لگائی۔۔

یہ کیا۔۔ ساوری نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرتے
اچنبھے سے دیکھا۔۔

ہم دونوں ایک ہی چار پائی پہ سوئیں گے۔۔ دوسری
چار پائی پنکھے کے نیچے گھسٹتے تکیہ سیٹ کیا۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ ہم کیسے سو سکتے ہیں۔۔

ٹھیک ہے جاگ لیں گے۔۔ لیکن ایک ہی چار پائی پہ
۔۔ سالار نے سہی معنوں میں اس کے ہوش اڑائے
تھے۔۔

ہم دونوں ایک ہی چار پائی پہ سوئیں گے۔۔ دوسری
چار پائی برآمدے سے صحن میں گھسیٹتے تکیہ درست
کیا۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ ہم کیسے سو سکتے ہیں۔۔

ٹھیک ہے جاگ لیں گے۔۔ لیکن ایک ہی چار پائی پہ
۔۔ سالار نے سہی معنوں میں اس کے ہوش اڑائے
تھے۔۔

جی نہیں۔۔ ہم لوگ ایک چار پائی پہ کیسے سو سکتے
ہیں پورے ہی نہیں اٹیں گے۔۔ آنکھیں ماتھے پہ
چڑھاتے پوری آنکھیں کھولیں۔۔

سو جائیں گے فکر ناکرو۔۔ سالار اپنی پاکٹ سے
چیزیں نکال کے سائڈ پہ رکھ رہا تھا۔۔ جبکہ ساوری
پریشانی سے چار پائی کو دیکھ رہی تھی۔۔ جہاں ایک
پورا اور ایک آدھا بندہ سو سکتا تھا۔۔ اگر سالار جیسا
بندہ ہوتا تو وہ سالار ہی آرام سے سو سکتا لیکن ساتھ

ساوری۔۔ جھر جھری لیتے تیزی سے دوسری چار پائی
کے پاس آئی جو دیوار کے ساتھ کھڑی تھی۔۔

اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرتے اپنی جاب گھسیٹا
تو وہ سر کے تھوڑا آگے آئی۔۔

کیا کر رہی ہو۔۔۔

اپنے لیے چار پائی بچھانے لگی ہوں۔۔ آپ کے ساتھ
نہیں سو سکتی میں معذرت۔

آرام سے کھڑی رہو۔۔ سالار نے گھورا۔۔ چار پائی کی
چادر سیٹ کرتے اسے بازو سے پکڑ کے وہاں بٹھایا۔۔

ہبببی۔۔ کیوں ضد کر رہے ہیں۔۔۔ سالار اسے ان
سنا کرتے دوسری طرف سے آ کے خود لیٹا ساوری
ابھی تک بیٹھی ہوئی تھی جیسے سالار نے کمر میں ہاتھ
ڈالتے اپنے قریب کیا۔۔

ایسے ایک طرف کروٹ لیتے اس کا سر اپنے بازو پہ
ٹکایا۔۔

ایسے تو میری گردن ہی اکڑ جائے گی۔۔ ساوری
منمنائی۔۔۔

نہیں اکڑتی۔۔ سالار نے اس کے کان کے نیچے ہتھیلی
رکھتے اس کا چہرا تھوڑا سا اوپر کیا۔۔

ساوری کو اس کی سانسیں اپنے ماتھے پہ محسوس ہو
رہی تھیں۔۔ بے چینی سے آنکھیں بند کیں۔۔ وہاں
ان کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔۔ کھلے آسمان تلے وہ
دونوں ایک ہی چار پائی پہ ایک دوسرے کی
دھڑکنوں سے کھیل رہے تھے۔۔

ہ۔۔ ہی۔۔ ساوری کے لب کھلے تھے کہ سالار نے
نچلے ہونٹ پہ اپنا انگوٹھا مسلا۔۔

اس کی قربت پہ ساوری کی سانسیں تیز ہو رہی
تھیں۔۔۔ سالار کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اپنے اور اس
کے سینے کے درمیان دیوار بنائی۔۔

میں تمہاری دھڑکنیں محسوس کرنا چاہتا ہوں بے
بی۔۔ سالار نے اس کی کلائی تھامتے ایک بازو درمیان
سے ہٹایا۔۔ ساوری سرخ ہوتے لرز سی گئی۔۔
وہ بے باکی سے اس کی دھڑکنوں پہ اپنا انگوٹھا ر
کر رہا تھا۔۔

بچ۔۔ چھوڑیں۔۔ بے چین ہوتے اس کی گردن میں
چہرہ چھپانے کی کوشش کرتے اگے کھسکی تاکہ اس
کی شرارتوں پہ بندھ باندھ سکے۔۔ جب سالار نے اپنا
بازو اس کے سر کے نیچے سے ہٹایا اور اس کے اوپر
آیا۔۔

وہ آنکھیں بند کیے خوف سے لرز گئی۔۔ سالار نے
کچھ دیر اس کا شرم سے خون چھلکاتا چہرا دیکھا۔۔ پھر
جھک کے اس کے مرمریں ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ

رکھے۔۔ ساوری نے ایک دم آنکھیں کھولیں تو اس کا
ماتھا نظر آیا۔۔

سالار نرمی سے اس کے ہونٹوں سے کھیل رہا تھا۔۔
م۔۔ مجھے سانس لینی ہے۔۔ سانس کھینچے اسے پیچھے کیا
اور پھر سانس بحال کرتے ہونٹوں کا بھیگا پن ہاتھ کی
پشت سے خشک کیا۔۔۔

وہ اس کے ہونٹوں کو چھوڑتے گردن کی طرف آیا
۔۔ شدت سے اپنا لمس چھوڑتے وہ اسے پاگل کر گیا

-- ساوری اس کے کندھے تھامے سک رہی تھی

--

ابھی تو اسٹارٹ ہے بے بی۔۔ اور تمہاری حالت اتنی

خراب ہو رہی ہے۔۔ اسے اوپر اٹھاتے گردن پہ

شدت سے دانت گاڑھے۔۔ ساوری سانس روکے

اس کی جان لیوا شرارتیں محسوس کر رہی تھی۔۔ وہ

مکمل طور پہ اس پہ چھایا ہوا تھا۔۔ میں تم پہ رحم

کرنے کا نہیں سوچتا۔۔ اس کی شرٹ کندھے سے

پکڑتے سرکافی چاہی۔۔ پر وہ تھوڑی سی ہی پیچھے ہوئی

-- تو جھٹکے سے کھینچ کے اسے جسم سے ہی الگ کر

دیا۔۔ ساوری اس کے انداز پہ سنسنا اٹھی۔۔۔

ہ۔۔ ہی میری شرٹ تو نا۔۔

شش۔۔ ڈیسٹر بنس نہیں۔۔ دکھتے ہونٹ ایک بار پھر

ہونٹوں میں قید کر لیے۔۔ ساوری اس کی بے باکی

سے آدھ موئی ہوئے جا رہی تھی۔۔ سالار اس کے

بدن کو ہونٹوں سے چھوتے جیسے اعزاز بخش رہا تھا

۔۔ دھڑکنوں تک آتے ساوری کی آنکھوں میں دیکھا

جو اسے روہانے ہوتے دیکھے جا رہی تھی۔۔

کیا۔۔ رکتے چہرا اوپر اٹھاتے پوچھا۔۔

آپ انتہائی بے شرم ہیں۔۔ اگر ابھی کوئی آجائے تو
میں کون سی شرٹ پہنوں گی۔۔ اس کی کلاٹیاں
سالار کے ہاتھوں میں گرفتار تھیں جنہیں دائیں
پھیلائے وہ فرست سے اس کے نشیب و فراز نہار رہا
تھا۔۔

کوئی نہیں آتا۔۔ اس وقت سب میری طرح
مصروف ہونگے۔۔ آنکھ دباتے اس کی دھڑکیں منتشر
کر گیا۔۔

چاند کی ہلکی روشنی میں وہ اس پہ ہاوی ہو رہا تھا۔
ساوری نے حیا سے نظریں جھکا لیں۔۔ وہ ایکسپرنس
بندا تھا اسے ایک ہی لمحے میں پورا قابو میں کر لیتا
۔۔ اس کے بہکتے ہونٹ جگہ جگہ اپنا لمس چھوڑنے
میں مگن تھے سالار پوری فرصت سے اسے اپنی
شدتوں سے آشنا کرواتا جاتا جب ساوری نے اپنے
بازو کھینچے کروٹ لیتے خود کو اس کی بد لحاظ نظروں
سے بچایا۔۔

تم میرے لیے انعام ہو۔۔ اس کے بالوں پہ لب
رکھتے وہ اوپر اٹھ کے بیٹھا۔۔ اب اس کی نظریں
ساوری کی کمر پہ موجود تل پہ پھسلتے نیچے جا رہی
تھیں کب ہاتھ بڑھا کے اس کے تل پہ انگلیاں مس
کیں۔۔ ساوری کو کرنٹ لگا تھا آنکھیں سختی سے میچتے
ہونٹ دانتوں میں دبائے۔۔ پورا ماحول جیسے ان کے
جسموں کے ساتھ گنگنا رہا تھا۔۔

اس کی پشت پہ بے باکی سے ہونٹ رگڑتے بلی بٹن
میں اپنی انگلیاں رگڑیں۔۔۔

بس کریں نا۔۔ ساوری اس کے مسلسل لمس سے
حواس باختہ ہوتے سک پڑی۔۔

اوکے۔۔ بس کچھ دیر اور۔۔ اسکے تھائیز پہ ہتھیلی
رگڑتے کانوں کی لو کاٹی۔۔ ساوری کی پشت سالار
کے سینے سے لگی۔۔ اس کے پاؤں سے پاؤں مسلتے
ایک ہاتھ سے گدگدی کی۔۔

سآوری کی کھلکھاتی آواز جیسے سالار کے کانوں
میں رس گھول گئی۔۔ بے باکی سے اسے بے چین
کرتے وہ اس کی سانسیں کھینچ گیا۔۔

ہ۔۔ہبی۔۔ن۔۔ا۔۔اس کی انگلیوں کی شدت
ساوری کو پورے جسم میں دوڑتی ہوئی محسوس ہو
رہی تھی۔۔سالار نے اس کی حالت پہ رحم کھاتے
اسے چھوڑا۔۔

بس۔۔بس۔۔اس کے سرخ خون چھلکاتے چہرے
سے بال ہٹاتے پسینے اور آنسوؤں کی نمی ہتھیلیوں سے
صاف کی۔۔

میرا بے بی۔۔پھر جھک کے اس کے ہونٹوں کو نرمی
سے چھوا۔۔ساوری کی بکھری سانسیں بحال ہو رہی

تھیں کہ ایک جھٹکے میں وہ اسے ہر پردے سے آزاد
کر گیا۔۔

اس سے پہلے کے ساوری اسے روکتی وہ اسے اپنے
حصار میں جکڑتے اپنے اندر سمو گیا۔۔ ساوری سسکتے
اس کے کندھے سے آ لگی تھی۔۔

پوری شدت سے اسے اپنے اندر اتارتے سانس بے
ہنگم ہو رہی تھیں۔۔ ساوری دھواں دھواں ہوتے
اس کی مچلتی شدتوں میں تحلیل ہوتی رہی۔۔ کتنی دیر
وہ اسے خود میں سمیٹے تڑپاتا رہا۔۔ ساوری کا پورا

بدن تھکن سے چور ہونے لگا تو سالار نے اسے خود
سے الگ کرتے واپس چارپائی پہ ڈالا۔۔۔

اپنی سائڈ پہ پڑی شرٹ اسے پہناتے ڈھانپ دیا۔
ساوری کروٹ کے بل لیٹی سمٹی سانسیں قابو کر رہی
تھی۔۔ سالار نے سائڈ پہ رکھی چادر اٹھا کے اپنے اور
اس کے اوپر کمفرٹ کی طرح اوڑھ لی۔۔ ساتھ ہی
کیکپاتے نازک سے وجود کو اپنے ساتھ لگاتے بالوں
پہ لب رکھے۔۔ ساوری کچھ ہی دیر میں سو گئی تھی۔۔
اس کے کمفرٹ کے لیے سالار چارپائی کے بالکل

کنارے پہ ہوا۔۔ کچھ دیر بعد وہ بھی نیند کی وادیوں
میں چلا گیا تھا۔

دھوپ پورے صحن پہ چھائی انہیں بھی اپنی لپیٹ
میں لے رہی تھی۔۔ نوبے ساوری کی آنکھ کھلی تو
سالار اس سے کروٹ لیے سو رہا تھا۔۔ چوڑی پشت
پہ سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے دانے بنے تھے۔۔
ساوری نے کمفرٹر اپنے اوپر سے ہٹاتے اس کے بال
دیکھے۔۔ وہ پرسکون سو رہا تھا۔۔ احتیاط سے پاس سے

اٹھتے وہ اندر چلی آئی۔۔ سالار کی شرٹ اس کے
تھائیز تک آتی تھی۔۔ اسے کھینچتے اپنے دوسرے
کپڑے نکالے اور فریش ہونے چلی گئی۔۔ ٹی شرٹ
اور ٹراؤزر میں وہ بھیگی بھیگی باہر آئی۔۔ سالار ابھی
تک سو رہا تھا۔۔ اس کے اوپر چادر سہی کر کے
ڈالتے وہیں بیٹھ گئی۔۔ اسے بھوک لگ رہی تھی پر
سالار کو وہ ڈسٹرب کیسے کرتی اوپر سے اس کی اتنی
بے باکی کے بعد سامنا کرنا۔۔ اف۔۔۔ رات کے

آثار ابھی بھی پوری آب و تاب سے اس کے
چہرے پہ نمایاں تھے۔۔

کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔۔ پھر اٹھ کے کچن میں آئی
۔۔ رات کو جو کھانا سالار لایا تھا اسے اوون میں گرم
کیا۔۔ سالار ہنوز سو رہا تھا۔۔

کھانا گرم کر کے دوبارہ برتنوں میں ڈال کے وہ باہر
آئی۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی سالار کو اب کیسے اٹھائے
۔۔ بھوک سے پیٹ میں چوہے بھی دوڑ رہے تھے۔۔

کچھ سوچتے سالار کے موبائل پہ پانچ منٹ بعد کا
الارم سیٹ کیا اور موبائل اس کے کان کے قریب
رکھتے خود امی ابو کے روم میں آگئی۔۔

سامنے ان کی تصویر لگی تھی جہاں سالار بھی ان کے
درمیان کھڑا تھا۔۔ شاید جب وہ بیس سال کا تھا
تب کی تصویر تھی۔۔

ادھر ادھر نظریں دوڑاتے وہ روم کا معائنہ کر رہی
تھی کہ الارم بجنے لگا۔۔

سالار نے آنکھیں بمشکل کھولتے پاس پڑا الارم
موبائل اٹھا کے آف کیا۔۔ دماغ ابھی تک نیند میں
تھا۔۔ دوبارہ رخ بدلتے آنکھوں پہ تکیہ رکھ لیا۔۔
اندر ساوری ویٹ کر رہی تھی سالار اٹھ کے روم
میں جائے تو وہ بستر سمیٹ دے گی۔۔ کچھ دیر
گزرنے کے بعد وہ باہر آئی تو سالار ابھی تک سو رہا
تھا۔۔۔

واہ۔۔ ابھی تک آنکھ نہیں کھل رہی ان کی۔۔
بڑبڑاتے دوبارہ موبائل اٹھانے لگی تو سالار نے اس

کی کلائی پکڑتے چارپائی پہ گرایا۔۔ ساوری جو حملے
کے لیے تیار نہیں تھی جھٹکے سے اس کے اوپر آئی
۔۔

گڈ مارنگ مائے بے بی۔۔ اس کی گردن میں چہرہ
گھساتے کان کے نیچے بیرڈ رگڑی۔۔ ساوری سرخ
گلال ہوئی۔۔

ہبی۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔ غصے سے ننھی ناکن پھلاتے
اس پہ زور دیا۔۔ سالار اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے
اس کے فرار کے راستے بند کر چکا تھا۔۔

میں ابھی فریش ہو کے آئی ہوں ہی اور آپ مجھے
پھر سے گندا کر رہے ہیں۔۔ اس کا لمس اپنی گردن
سے سینے تک محسوس کرتے وہ ہلکا سا چیخنی۔۔ سالار
اس کے انداز پہ مسکرایا۔۔

اتنی حسین رات میں نے کبھی نہیں گزاری۔۔ پہلی
رات تماری قربت میں اور پھر تمہارے پہلوں میں
ایک پرسکون نیند۔۔ اور اب۔۔ اس کے آگے آئے
بالوں کو انگلی سے پیچھے کرتے سرمئی رنگ آنکھوں
میں دیکھا جہاں حیا کی سرخی پھیل رہی تھی۔۔ اور

اب مورنگ اتنی گڈ ہو گئی ہے کے دل ہی نہیں کر
رہا کبھی یہ دن گزرے۔۔ اوقف کوئی تو یہ سب
روک لو۔۔ اس کا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑتے شیک
کیا تو ساوری جھجھنا اٹھی۔۔

ہبببی۔۔ کراہ کے اٹھتے اپنے بال دردست کیے۔۔ اٹھ
کے فریش ہو جائیں۔۔ پھر کھانا کھانا ہے مجھے بھوک
لگ رہی ہے۔۔ اس کی کلائی سے بال چٹکی میں
بھرتے زور سے کھینچے۔۔۔

افف ظالم۔۔ سالار درد سے بلبلا اٹھا تھا۔۔ اپنے شوہر
پہ ایسے ظلم نا کیا کرو۔۔ کلائی اپنے سامنے کرتے
دیکھا جو لمحوں میں سرخ ہو گئی تھی۔۔

ساوری اسے چھوڑ کے کچن میں چلی گئی تو اٹھ کے
فریش ہوا۔۔ جب تک سالار نہا دھو کے باہر آیا
ساوری اسی چار پائی سے بستر اٹھا کے ناشتہ لگا چکی
تھی۔۔

دو پر اٹھے ہی بنا لیتیں۔۔ کف فولڈ کرتے سالار نے
کٹلیس اور پریانی کو دیکھا۔۔

مجھے نہیں بنانے آتے۔۔ ساوری نے ناک سے مکھی
اڑائی اور اپنے لیے کھانا نکال کے کھانا شروع کر دیا
۔۔

سہی ہے۔۔ سالار نے بھی کھانا کھانا شروع کر دیا
۔۔۔

کھانا کھا کے ساوری نے برتن سمیٹے۔۔

میں واپس جا رہا یوں۔۔ وہاں زوہا اکیلی ہے۔۔ ساوری
جو برتن دھونے جا رہی تھی دل زور سے دھڑکا لیکن
تاثرات چھپا لیے

چلے جائیں۔۔

ابھی گیارہ بجے نکلوں گا۔۔ میرا موبائل چارج پہ لگا
دو۔۔ وہیں سیدھے ہو کے لیٹتے بازو سر کے نیچے رکھتے
دوسرے ہاتھ سے موبائل اسے پکڑنا چاہا۔۔ ساوری
نے پلیٹیں گلاس اٹھائے ہوئے تھے جنہیں پہلے
ایک طرف بنے نل کے پاس رکھا۔۔ واپس آ کے
اس سے موبائل لے کے چارج پر لگایا۔۔

سالار اس کا روٹھا روٹھا سراپا دیکھتا رہا وہ برتن دھو
کے اندر رکھنے چلی گئی تو آنکھیں موند لیں۔۔ کل

اس نے آنٹی کو کہہ دیا تھا وہ زوہا کے پاس رک
جائے۔۔ لیکن اب آگے۔۔ اس کا دل نہیں کر رہا تھا
ساوری کو وہاں اکیلے چھوڑ کے جانے کا پر جانا تو تھا
ہی۔۔

کچھ دیر گزری تو وہیں قریب کی دو لڑکیاں چلی
آئیں۔۔ انہیں بھی شاید خبر ہوئی تھی ساوری کے
آنے کی۔۔ اصل میں انہیں اشتیاق تھا سالار کی
چھوٹی سی بیوی سے ملنے کا۔۔

کچھ دیر ساوری ان سے باتیں کرتی رہی۔۔ سالار نے
خود مینگو جوس گلاسز میں نکال کے ساوری کو آواز
دی کے وہ لے جائے۔۔

گیارہ بج گئے ہیں گئے نہیں آپ۔۔ ٹرے اٹھاتے
ساوری نے اسے دیکھا۔۔

سوچ رہا ہوں ایک اور رات تمہارے ساتھ حسین بنا
لوں۔۔۔ ٹرے اس کے ہاتھ میں دیتے لو دیتی
آنکھوں سے دیکھا۔۔ ساوری سر جھٹکتے باہر بھاگ آئی
ورنہ وہ وہیں شروع ہو جاتا۔۔

جب تک وہ لڑکیاں گئی نہیں سالار اپنے روم میں
بیٹھا رہا۔۔

زوها لان میں ٹہلتے ملائکہ کا ویٹ کر رہی تھی۔۔ وہ
آج اس سے ملنے کے لیے آرہی تھیں۔۔ کافی دیر
گزرنے کے بعد گیٹ پہ بیل ہوئی تو گارڈ نے دروازہ
کھولا۔۔ وہ بھاگتی ہوئی اس کی طرف آئی۔۔
شکریہ ماما آپ آگئی۔۔

مجھے تو آنا ہی تھا۔۔ اس سے گلے لگاتے تکبر سے کہا
۔۔ میرا گھر ہے یہ

زوہا ان کے ساتھ لگی لگی اندر آئی۔۔

میں آپ کو بہت مس کر رہی تھی ماما۔۔ شکر ہے
آپ نے بابا کے پیچھے ہمیں نہیں چھوڑا۔۔

چھوڑا تو میں نے تمہارے بابا کو بھی نہیں ہے میری
جان۔۔ بس دور ہوئی ہوں۔۔

کاش ایسا ہی ہوتا۔۔ لیکن۔۔ بابا نے آپ کو ڈیورس
دے دی ہے۔۔ آپ چاہ کے بھی ہمارے ساتھ۔۔

کس نے کہا مجھے ڈیورس ہو گئی ہے۔۔ میں جس
کنڈیشن میں ہوں مجھے ڈیورس ہو ہی نہیں سکتی
۔۔ اپنے بالوں کو سیٹ کرتے وہ گردن اکڑا کے
بیٹھی تھی۔۔

کیا مطلب ماما۔۔ میں سمجھی نہیں۔۔ زوہانے اچنبھے
سے دیکھا۔۔

مطلب یہ کہ تمہارا بہن بھائی آنے والا ہے۔۔ آئی
ایم پریگنٹ۔۔

و۔۔ واٹ۔۔ آپ کا دماغ تو نہیں گھوم گیا ماما۔۔

نہیں۔۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔ یہ دیکھو رپورٹس
۔۔ ملائکہ نے اپنے بیگ سے اسے رپورٹس نکال کے
دکھائیں۔۔ جن کے مطابق وہ چار ہفتوں سے
پریگنٹ تھی۔۔

زوہا آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ اگر یہ سچ
تھا تو اس میں ان کی بھلائی تھی۔۔ لیکن جو ہادی اور
زوہا کی عزت کا فالودہ نکلتا وہ۔۔ چہرہ ایک دم
شرمندگی سے دھکنے لگا تھا۔۔

مما۔۔ک۔۔کیا یہ سچ ہے۔۔اس کا دل بند ہونے
والا تھا۔۔

ہاں۔۔بلکل سچ۔۔ملائکہ نے ایک بار پھر اپنے بال
جھٹکے۔۔

زوہا گہرا سانس لیتے خاموش ہو گئی۔۔کیا سے کیا ہوتا
جا رہا تھا۔۔پتہ نہیں اس خبر کے بعد ہادی کا کیا ری
ایکشن ہوتا۔۔

مما۔۔ آپ کو ایک مشورہ دوں۔۔ ہونٹوں پہ ہاتھ
رکھتے وہ ذرا سا آگے جھکی۔۔ ملائکہ نے اثبات میں
سر ہلایا۔۔

پلیز آپ واپس لندن چلی جائیں۔۔ ہم سب اس
طوفان کو برداشت نہیں کر پائیں گے۔۔ پلیز۔۔
آنکھوں میں نمی چھانے لگی۔۔

کون سا طوفان میری جان۔۔ یہ تو ہمارا بھلا ہوا ہے نا
۔۔ ہم لوگ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے

لی۔۔ لیکن بے بی۔۔ اس کا کیا۔۔ کتنی شرمندگی کی
بات ہے۔۔

شرمندگی کی بات نہیں ہے۔۔ اگر اللہ مجھے اتنے
عرصے بعد دوبارہ نوازنا چاہتا ہے تو میں کیا کر سکتی
ہوں۔۔ اس میں اس کی کوئی حکمت ہو گی نا جو اسی
ٹائم پہ ہی یہ سب ہوا۔۔

زوہا نفی میں سر ہلاتے اس کی باتوں سے ایگری
ہونے کے لیے تیار ہی نہیں تھی۔۔ اسے ابھی بھی

سمجھ نہیں آرہی تھی ملائکہ اپنے فائدے کے لیے
کچھ بھی کرنے کو تیار تھی۔۔ کچھ بھی۔۔

ہادی بھائی کو خود بتا دیجئے گا۔۔ اس کے پاس سے
اٹھ کے اندر جاتے سرد آواز میں کہا۔۔ ملائکہ اس
کے رویے سے حیران نہیں ہوئی تھی پیچھے ٹیک
لگاتے سکون کا سانس لیا۔۔

اسے انتظار کرنا تھا یہ خبر کب سالار اور ساوری کے
رشتے میں آگ لگاتی۔۔ کب ان کا آشیانہ جل کے

ویسے ہی راکھ ہوتا جیسے اس کا ہوا تھا۔ آنکھیں
موندتے ایک سکون کا سانس خارج کیا۔

شیطانیت ہمیشہ ذہین لوگوں کی چالاکیوں سے جنم لیتی
ہے۔۔ اور پھر وہ ذہین شیطان انسانیت کے رتبے
سے ہی گرتے چلے جاتے ہیں۔۔

ملائکہ بھی انہیں میں سے تھی۔۔ اس نے اپنی ذہانت
سے شیطانیت کو استعمال کیا۔۔ اپنے شوہر اور اس کی

بیوی کو تباہ کرنے کے لیے۔۔ وہ کر آئی تھی۔۔ اور
انسانیت کے رتبے سے گر گئی تھی۔۔

وہ ساکت پڑی تھی۔۔ نا اس کی سانسیں اٹکی تھیں
اور نا ہی دل دھڑکنا بھولا تھا۔۔

چہرے پہ ہاتھ رکھے وہ بے یقین تھی۔۔ سالار نے
اس پہ ہاتھ اٹھایا۔۔ اس پہ۔۔ اپنے بے بی جسے وہ
ہمیشہ ہاتھوں کا چھالا بنا کے رکھتا تھا۔۔ ہچکی لی۔۔

آنکھیں خشک تھیں آنسو جیسے اندر ہی گر رہے ہوں

--

گال تپش سے لال ہو گیا تھا اور اس ظالم نے پلٹ
کے اسے دیکھا تک نہیں تھا۔

سارا کچھ پیچھے تھا سب سے پہلے سامنے اوپر۔۔ صرف
یہ تھا کہ سالار خان نے ساوری شاہ کو تھپڑ مارا۔۔ وہ
بیڈ پہ لڑکھڑا کے گری۔۔ لیکن سالار کے بازوؤں نے
اسے سہارا نہیں دیا۔۔ وہ اس کے دل سے اتر گئی

تھی۔۔ اور اس کے دل سے سالار کو اتار لیا گیا
تھا۔۔

شام تک نا سالار روم میں آیا اور نا ہی ساوری شدید
جس زدہ ماحول سے باہر نکلی۔۔ شام ساڑھے سات
بجے باہر ہلچل ہوئی تو اٹھ کے باہر آئی۔۔ داجی اور
دادو کو دیکھ کے واپس الٹے قدم روم میں غائب
ہوئی۔۔ جلدی سے سالار کے لائے ہوئے کپڑوں
میں سے ایک مناسب سا سوٹ نکال کے پہنا۔۔
بکھرے بالوں کو انگلیوں سے ہی درست کرتے چہرہ

دھویا اور دوپٹہ سر پہ اوڑھتے باہر چلی آئی۔۔ وہ
لوگ اس سے بہت پیار سے ملے تھے۔۔۔

سالار اس کے آتے ہی روم میں چلا گیا۔۔ کچھ دیر
بعد آیا تو اس کے ہاتھ میں اس کا سوٹ کیس تھا جو
اب خالی ہو چکا تھا۔۔

کچھ دیر تو رکتے۔۔ ہمارے ساتھ۔۔ رقیہ بیگم نے اس
سے شکوہ کیا۔۔ سالار انہی کپڑوں میں تھا۔۔

میرے کام پینڈنگ میں ہیں۔۔ ویک اینڈ پہ چکر
لگاؤں گا۔۔ ان سے ملتے ریحان صاحب سے بغل گیر

ہوا۔۔ ایک نگاہِ غلط بھی اس پہ ڈالے بغیر وہ چلا گیا

۔۔ ابھی تو وہ آئے تھے۔۔ اور سالار جا رہا تھا۔۔

ساوری سے بات تو کیا دیکھنا بھی ضروری نہیں سمجھا

۔۔ اور اس کی آنکھیں منتظر بھی نہیں تھی۔۔۔ ہی

جان نے اپنے بے بی کو تھپڑ مارا تھا۔۔ یہ بات

ساوری سے برداشت نہیں ہو رہی تھی اب۔۔ اس

کے دل سے سالار کے لیے محبت نکل رہی تھی

شاید۔۔

کچھ دیر داجی اور دادو کے ساتھ بیٹھی رہی۔۔)

جب وہ چھوٹی تھی تب ایک دن کے لیے وہ اور زوہا

آئے تھے وہاں اسے تب نہیں پتہ تھا انہیں کیا کہنا

ہے وہ انہیں نام سے بلانے لگی تھی تب داجی نے

اسے کہا تھا وہ انہیں ہادی اور زوہا کی طرح دادو اور

داجی کہہ سکتی ہے)۔ باتیں تو جیسے ختم ہی ہو گئیں

تھیں۔۔۔ رقیہ بیگم ہی محبت سے کچھ پوچھتیں تو بتا

دیتی۔۔ رات بھی بے چینی میں گزر گئی۔۔ سالار کے

مارے گئے تھپڑ کا نشان ابھی بھی چہرے پہ نظر آتا

تھا۔۔ اور جو تھپڑ ساوری نے اس کی روح پہ مارا تھا
شاید ہی اس کا نشان کبھی مٹتا۔۔ اعتبار نہیں کرنا تھا تو
نا کرتی لیکن اس کے بارے میں ایسی سوچ۔۔ وہ اس
پہ کبھی ہاتھ اٹھانے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن
۔۔ اس وقت اسے خود پہ قابو رکھنا مشکل لگا۔۔

گاڑی میں بیٹھتے اس اپنے ہاتھ کو دیکھا جو ساوری پہ
اٹھایا تھا۔۔ کچھ سوچے سمجھے بغیر پوری شدت سے
ہاتھ سائڈ شیشے پہ۔۔ دے مارا۔۔ شیشہ تو چکنا چور ہوا
ہی تھا اس کا ہاتھ بھی زخمی ہو گیا تھا۔۔ پر اسے اس

ہاتھ کو تکلیف ہی تو دینی تھی جس نے اس کے بے
بی کو تکلیف دی تھی۔۔

ویک اینڈ کا کہہ کے دو ہفتے گزر گئے وہ واپس
گاؤں نہیں گیا۔۔ زوہا کو تو یہی تھا کہ اسے بابا اس
کی ماما کے پاس چھوڑ آئے ہیں۔۔

زندگی خاموشی سے اپنی ڈگر پہ چل رہی تھی۔۔
ساوری بھی سب دکھ بھول کے داجی اور دادو کے
ساتھ کچھ سیٹ ہو گئی۔۔ اصل پر سکون ندی میں

پتھر تب پڑا جب داجی کے دوست کا پوتا ان کے
گھر شادی کا انویٹیشن دینے آیا۔۔

ساوری کچن میں چائے بنا رہی تھی اور وہ اسے
چولہے کی سیدھ میں باہر پڑے آسنے میں اس کا
عکس دیکھ رہا تھا۔ سوری اس سے بے خبر اپنے کام
میں مگن رہی۔۔

چائے بنا کے داجی کو آواز دی تو وہ اٹھا کے لے گئے

--

ساوری کے سر سے دوپٹہ سرکا تو باہر بیٹھے سبطین
احمد کی چائے ہاتھ میں چھلکی۔۔

وہ داجی سے پوچھ بھی نہیں سکتا تھا وہ کون ہے
۔۔ کیونکہ وہ اس کے سامنے نہی آئی تھی۔۔۔ کچھ
دیر بیٹھ کے وہ واپس چلا گیا تو سآوری باہر آئی۔۔
کس کی شادی ہے۔۔ کارڈ اٹھاتے کھولا۔۔

لقمان میرا دوست ہے اس کے بڑے پوتے کی۔۔
پھر آپ جائیں گے۔ وہ تھوڑی ایکسائٹڈ ہوئی۔۔

تم جانا چاہتی ہو۔۔ اس کی خوشی دیکھتے رقیہ بیگم نے
اسی سے دوبارہ سوال کیا۔۔

ہاں۔۔ چلتے ہیں۔۔ مزہ آئے گا۔۔ یہاں جب سے آئی
ہوں کہیں گھومنے پھرنے بھی نہیں گئے۔۔

اوکے ٹھیک ہے۔۔ پھر چار پانچ دن مسلسل جانا
پڑے گا۔۔

چار پانچ دن کیوں۔۔۔ رسمیں تو تین دن ہوتی ہیں۔

دن دن رسموں والے ہمارے زمانے تھے بیٹا۔۔ اب
تمہارے زمانے میں قوالی نائٹ برائڈل شاور اور
جانے کیا کیا ہوتا ہے۔۔ دادو مسکرائیں۔۔

ہاہاہا۔۔ یہ بھی ہے۔۔ لیکن۔۔ میرے پاس اتنے
ڈیر سیز نہیں ہیں۔۔ ساوری کے پاس بس چند سوٹ
تھے جو وہ عام گھر پہ ہی پہنتی تھی۔۔
کیوں نہ سالار اور زوہا کو بھی بلا لیتے ہیں۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ بے ساختہ ساوری نے انہیں روکا۔۔

انہیں کیوں زحمت دینی۔۔ ہم خود چلے جائیں گے ان کا کام ڈسٹرب ہو گا۔۔ جلدی سے تفصیلاً کہا۔۔

رقیہ بیگم نے پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ پہلے بھی نوٹ کر چکی تھیں۔۔ سالار کے ذکر پہ ساوری بات بدل دیتی تھی۔۔

ان کے درمیان کوئی گڑبڑ تھی شاید۔۔۔

ساوری کارڈ اٹھا کے اندر چلی گئی تو انہوں نے یہ بات ریحان خان سے ڈسکس کی۔۔۔ انہوں نے لا

علمی کا اظہار کر دیا لیکن رقیہ بیگم کے دل میں کھد
بد لگی ہی تھی۔۔ کچھ تو تھا نہ سالار اور ساوری فون
پہ بات کرتے تھے جیسے آج کل کے کیپلز کرتے
ہیں۔۔۔

کچھ سوچتے انہوں نے سالار کو کال کرنے کا فیصلہ
کیا۔۔ شادی میں ابھی تین چار دن تھے۔۔۔
اگلے دن صبح صبح انہوں نے سالار کو لینڈ لائن سے
کال کر دی۔۔

سالار نے تو نہیں زوہانے کال اٹھائی تھی۔۔۔

اسلام و علیکم دادو۔۔۔ کیسی ہیں۔۔۔ ان کی آواز سن

کے زوہا کے چہرے پہ سائل آئی۔۔۔

ٹھیک ہوں میں بیٹا تم سناؤ۔۔۔ رقیہ بیگم نے اس سے
حال احوال لیا۔۔۔ کچھ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے

بعد انہوں نے سالار کا پوچھا

سالار کہاں ہے اسے کہو ماں سے بات کر لے۔۔۔

دادو بابا تو آفس میں ہونگے۔۔۔ میں ان کو میسج دے

دیتی ہوں۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔ جلدی کہو اسے میں انتظار کر رہی ہوں

--

ٹھیک ہے۔۔ پھر رقیہ بیگم نے کال بند کی تو زوہانے

سالار کو میسج کر دیا کہ وہ دادو کو کال کر لیں۔۔

سالار آفس میں لیپ ٹاپ پہ تیزی سے ٹائپنگ کر

رہا تھا میسج دیکھتے دادو کے لینڈ لائن پہ کال کی۔۔

رقیہ بیگم اسی کا انتظار کر رہی تھیں فوراً کال پک کی

واہ رے بیٹے۔۔ ایک تو اپنی ذمہ داری ہمارے سر
چھوڑ گئے ہو اوپر سے ایسے غائب ہو جیسے ہمیں
جانتے ہی نہیں۔۔

ن۔۔ نہیں نہیں امی ایسی بات نہیں یے۔۔ اصل میں
میں کچھ مصروف تھا تو وقت نہیں ملا۔۔ جھوٹی موٹی
صفائی پیش کی۔۔

ٹھیک ہے ساوری کو لینے کب آؤ گی۔۔ اس پہ یقین
کرتے مددے پہ آئیں۔۔

کیوں خیریت ہے۔۔ اس کے نام پہ دل کئی دنوں
بعد دھڑکا۔۔

خیریت نہیں ہے۔۔ یہ وہ ساوری ہے ہی نہیں جو
تمہاری تھی۔۔ یہ کوئی اور ہے۔۔ بات کو اچھے سے
گھمائی تو سالار کے ماتھے پہ شکنیں در آئیں۔۔
ک۔۔ کیا مطلب مجھے سمجھ نہیں آئی۔۔

مطلب و طلب یہاں آؤ گے تو سمجھاؤں گی۔۔
آئی ایم سوری میں وہاں نہیں آرہا میں یہاں بہت
مصوف ہوں۔۔

اس کے پاس کپڑے نہیں ہیں۔۔ اس کے لذیذہ کھیر
کے ڈبے ختم ہو گئے ہیں۔۔ اس کے پاس کر کرے
بھی نہیں رہے اب تو۔۔ رقیہ بیگم نے جیسے اس کا
دل مٹھی میں لے کے بھینچ لیا تھا۔۔

سالار نے بے چینی سے سر پیچھے ٹکایا۔۔

اوکے میں آتا ہوں۔۔ لمحوں میں فیصلہ کیا۔۔

اوکے۔۔ اس کے لیے چھ سات جوڑے لے کے آنا

۔۔ شادی پہ جانا ہے ہم نے۔۔ اسی کی مناسبت سے

بتا کے کال کاٹ دی۔۔ جبکہ سالار کے ہونٹ حیرت

سے وہیں کھلے رہ گئے۔۔ ان کی آخری بات پہ اسے
اندازہ لگانا مشکل ہو گیا تھا وہ خوش ہے یا اداس

وہ آفس سے واپسی پہ گیگا مال آیا تھا۔۔ روشنیوں میں
بکھرا اسلام آباد کا خوبصورت شاپنگ مال اپنی مثال
آپ تھا۔۔

اندر داخل ہوتے وہ پہلے ڈریسز کی طرف آیا۔۔
ایکسیوز می سر۔۔ کین آئی ہیلپ یو۔۔ وہ جو ایک
ہاتھ میں موبائل اور دوسرا پاکٹ میں رکھے آس

پاس دیکھ رہا تھا اسے آواز دیتے ایک ور کرنے
روکا۔۔

ہم گردن ہلاتے کاونٹر کی طرف آیا۔۔ مجھے ویڈنگ
پیج چاہیے۔۔ پیچھے سٹالز کی طرف نظریں دوڑاتے بتایا
۔۔۔

اوکے سر۔۔ میرے ساتھ آئیں۔۔ وہ اسے لیے ایک
طرف بنے ڈریس سٹینڈز کی طرف چلا آیا۔۔

یہاں سے آپ سلیکٹ کر لیں۔۔۔ چھ سٹینڈ تھے
الگ الگ۔۔ جہاں تمام رسموں کے مطابق ہیوی
ڈریسینز لگے ہوئے تھے۔۔

سب میں سے ایک ایک اپنی پسند سے نکالے۔۔
واپس ور کر اس سے لیتا گیا۔۔
ساڑھیاں کہاں سے ملیں گی۔۔

آئیں سر۔۔ وہ پھر اسے لیے ایک طرف چل پڑا

سالار اس کے ساتھ دوسری طرف آیا۔۔ وہاں ہر
قسم کی ساڑھیاں تھیں۔۔ فال والی بنا فال کے سادہ
کپڑا اور لہنگا۔۔

جیب میں ہاتھ ڈالے وہ بغور دیکھ رہا تھا۔۔ پھر ایک
بلڈ سرخ رنگ کی ساڑھی اٹھا کے لڑکے کو پکڑائی۔۔
اس کا اوپری حصہ وہ صرف پلو اور سکرٹ تھے۔۔
جی سر یہاں۔۔ وہیں کھڑے کھڑے اس نے اشارہ
کیا۔ سالار گردن ہلاتے اس طرف بڑھا تو وہ لڑکا
بھی آگے آنے لگا

سٹاپ۔۔ ہاتھ بڑھاتے اسے وہیں ٹھہر جانے کو کہا

۔۔ پھر آگے آتے اس نے ریڈ کلر کا اوپری حصہ

اٹھا کے کوٹ کے اندر والی پاکٹ میں رکھا۔۔

چلو۔۔ واپس مڑتے اس کے آگے آگے دوبارہ کاؤنٹر

کے پاس آیا اور پیمینٹ کی۔۔

تمام ڈریسیز کے ساتھ میچنگ جیولری شوز اور ہینڈ

بیگ خریدتے وہ آدھے سے زیادہ کنگال ہو گیا تھا

لیکن آج اس کا دل کر رہا تھا۔۔ سو سب لے لیا۔۔

گاڑی میں دو بڑے کرٹنز رکھوانے کے لیے بھی
لڑکے ہی آئے تھے۔۔

گھر آ کے پہلے فریش ہوا۔ اتنی دیر میں زوہا اکیڈمی
سے آگئی تھی۔۔ جب تک وہ نیچے آیا زوہا پانی وغیرہ
پی رہی تھی

اسلام و علیکم بابا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔ اس کے پاس بیٹھے پاکٹ سے کریڈٹ
کارڈ نکال کے ٹیبیل پہ رکھا۔۔

یہ کچھ شاپنگ کر لینا گاؤں جانا ہے ہمیں کل شام
کو۔۔ اسے بتایا
کیوں۔۔

تمہارے دادو نے بلایا ہے۔۔ شادی ہے کوئی۔۔
تو جانا لازمی ہے۔۔ میرے ٹیسٹ چل رہے ہیں۔۔
کب تک ختم ہونگے ٹیسٹ۔۔
دو تین دن تو ہیں۔۔

ہم ٹھیک ہے پھر منڈے کو چلیں گے۔۔ کچھ سوچتے
پلین تبدیل کر لیا۔

جانا ضرور ہے۔۔ زوہا مسکرائی۔۔

ہاں۔۔ اب ابو امی بلائیں تو میں نا جاؤں۔۔ اچھا نہیں
لگتا نا۔۔

جی جی۔۔ بلکل۔۔ وہ۔ ہنس دی۔۔ سالار کچھ دیر اس
کے پاس بیٹھا سٹڈی کا پوچھتا رہا۔۔

پھر اٹھ کے روم میں چلا آیا۔

ساوری سے بات کیے مہینہ ہونے والا تھا۔۔ نا اس
نے سوری کہا تھا اور نا ہی سالار نے۔۔

درمیان کے تین دن بھی گزر گئے۔۔

زوبا اور وہ رات کو گیارہ بجے گاؤں پہنچے تھے۔۔

ساوری کو معلوم ہی نہیں تھا سالار نے آنا ہے۔۔ وہ
اپنے دو تین جوڑے جو کچھ ٹھیک حالت میں تھے وہ
پریس کر کے رکھے ہوئے تھے۔۔

رات کو ان لوگوں کے آنے کی اسے خبر نہیں
تھی۔۔ البتہ داجی اور دادو جاگتے رہے تھے

کھانا وغیرہ کھا کے آئے ہو یا کھانا ہے۔۔ دادو نے

زوبا کا ہاتھ اپنے جھریوں زدہ ہاتھ میں تھامتے

پوچھا۔۔

کھا آئے ہیں دادو۔۔ بس اب سونا ہے۔۔۔ ان کے
گلے میں بازو ڈالتے انکے پوپے منہ کو چوما۔۔ سالار
کے لیے دو منٹ وہاں بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔۔ اس کا
من کر رہا تھا ابھی جائے اور ساوری کو گلے لگا کے
اسے محسوس کرے اس کی عادت ہو گئی تھی۔۔ بس
ایک چھوٹی سی بات کے لیے وہ رشتہ تو نہیں ختم کر
سکتے تھے نا۔۔

ریحان خان سالار کو دیکھ رہے تھے۔۔

جانا ہے اندر تو جاؤ۔۔ مسکراتے اسے کہا تو انگلیاں چٹخا
کے رہ گیا۔۔

سونا کہاں ہے دادو۔۔ پلیز بتا دیں۔۔

ہمارے ساتھ یہاں باہر۔۔ تیسری چارپائی کی طرف
اشارہ کیا۔۔ جہاں پہلے ساوری سویا کرتی تھی۔۔

تو بابا کہاں سوئیں گے۔۔۔ زوہا کو لگا شاید وہاں بابا
نے سونا تھا اور اس نے روم میں۔۔

بابا تمہارے روم میں سو جائیں گے۔۔ رقیہ بیگم نے
مسکراہٹ سے سالار کو دیکھا۔۔ جس کے لیے وہاں
بیٹھنا محال ہو رہا تھا۔۔

میں کیوں نہیں سو سکتی روم میں۔۔ وہ روم میں سونا
چاہتی تھی۔۔

سونے میں مسئلہ نہیں ہے بیٹا اندر گرمی بہت ہے
۔۔ تمہارا باپ تو مرد ہے برداشت کر لے گا تم
نہیں کر سکو گی تمہاری سکن خراب ہو جائے گی۔۔

اوہ۔۔ زوہا مان گئی۔۔ ٹھیک ہے میں پھر فریش ہو کے
آتی ہوں۔۔

زوہا اندر چلی گئی تو سالار نے بھی اجازت چاہی۔۔

میں بھی سو جاتا ہوں پھر صبح ملاقات ہو گی

۔۔۔ ریحان صاحب سے مصافحہ کرتے اپنی ماں کو

گھورا جو اسے شوخی بھری آنکھوں سے دیکھ رہی

تھیں۔۔

سالار روم میں آیا تو ساوری سمٹ کے کروٹ کے
بل سو رہی تھی۔۔ کمفرٹر پاؤں کی طرف فولڈ ہوا پڑا
تھا۔۔

اسے ڈسٹرب کیے بنا دوسری طوف جا کے بیٹھا
جوتے اتار کے سیدھا ہوا اور اس کے قریب جا کے
جھکتے ماتھے پہ بکھرے بال سمیٹے۔۔۔

آئی مس یو آلاٹ۔۔۔ جھک کے اس کی خالی گردن
پہ لب رکھے۔۔ ساوری کی پلکیں سوتے میں بھی لرز
اٹھیں۔۔ سالار زیادہ تنگ کیے بنا اس کی طرف رخ

کر کے لیٹ گیا۔۔ کتنی دیر وہ اس معصوم سے
چہرے کو دیکھتا رہا پھر اسے دیکھتے دیکھتے آنکھ کب
لگی پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔۔

اگلے دن ساوری کی صبح آنکھ کھلی تو رخ دوسری
طرف تھا۔۔۔ وال کلاک پہ ٹائم دیکھا پانچ ہو رہے
تھے۔۔ تیزی سے اٹھ کے سلیپرز پہنے اور باتھ روم
میں چلی گئی۔۔ نماز پڑھنی تھی اور دیر ہو گئی تھی۔۔
جلدی سے وضو کر کے باہر آئی تو شاؤڈ رہ گئی۔۔

سالار اوندھے منہ کلائیوں پہ ماتھا رکھے بے خبر سو
رہا تھا۔ ساوری کو لگا یہ اس کا وہم ہے۔ آنکھیں
جھٹکتے وہ باہر نکل آئی۔ دل دھک دھک کر رہا
تھا۔ باہر آئی تو برآمدے میں سوٹ کیس پڑے
تھے۔ جنہیں دیکھ کے یقین ہو گیا کہ وہ سچ میں
آئے ہیں۔

یار دادو۔ دانت پیتے دادو کے پاس آئی جو قرآن
پاک کی تلاوت کر رہی تھیں۔

آپ نے بتایا نہیں آپکا بیٹا آنے والا ہے۔

مجھے خود نہیں پتہ تھا۔۔ قرآن پاک نشانی رکھتے بند
کیا۔۔

جھوٹ نا بولیں۔۔ آپ نے مجھے جان بوجھ کے اندر
سلایا تھا رات کو۔۔ آواز دھیمی تھی لیکن انداز چیخنے
والا تھا۔۔

نہیں۔۔ تم داعی سے پوچھ لو اس نے سر پر انز دیا ہے
۔۔ وہ پھر بھی نہیں مانیں

جانتی ہوں اچھے سے۔۔ آپ نے ان کو بھی ساتھ ملا
لیا ہو گا۔۔ پر میں آپ کو پھر بھی پوتے کی خوشخبری

نہیں سناؤں گی چاہے جتنا مرضی سالار کے ساتھ
باندھ لیں۔۔ انہیں اچھے سے گھورتے واپس چلی آئی
۔۔ جائے نماز اٹھا کے بچھائی اور نماز کی نیت باندھ لی
۔۔

رقیہ بیگم اسے دیکھ کے ہنستی رہیں پھر اٹھ کے
قرآن پاک دلان میں رکھا۔۔

جب تک وہ نماز پڑھ کے فارغ ہوئی رقیہ بیگم کچن
میں چائے رکھ چکی تھیں۔۔ وہ دوپٹہ کھولتے ان کے
پاس آئی۔۔

میں جا رہی ہوں جن کے گھر شادی ہے۔۔ آپ
اپنے بیٹے سے کہہ دیجئے گا میں اب اس گھر میں
نہیں رہتی۔۔۔ بے تکی بات کرتے آٹا گوندھنے کے
لیے برتن اٹھایا۔۔

ہاں تاکہ پھر وہ ہمیں بھی اس گھر میں رہنے جو گانا
چھوڑے۔۔ اس کے تپے ہوئے انداز پہ ان کے
چہرے سے مسکراہٹ دور ہو رہی تھی۔۔ ساوری
ساتھ ساتھ کام کرتی رہی ساتھ ساتھ منہ پھلائی
باتیں بھی۔۔ آٹا وہ شام کو ہی گوندھ لیتی تھی لیکن

کل اس نے مہندی لگوالی تھی جس وجہ سے کام رہ
گئے تھے روٹیاں بھی داجی نے بنا کے ان لوگوں کو
کھلائیں تھیں۔۔ داجی کی کوکنگ دادو سے بھی اچھی
تھی۔۔ انہیں شیف بننے کا شوق تھا لیکن ان کے
والد نے انہیں آرمی آفیسر بنوا دیا۔۔ اور پھر وہاں
بھی انہوں نے کنگ نہیں چھوڑی۔۔

کام نمٹا کے ساوری باہر آئی۔۔ اسے اپنے روم میں
جانا تھا پر سالار تھا وہاں تو اسے ڈر لگ رہا تھا۔۔ وہ
اس سے ناراض تھی شدید قسم کی۔۔ کچھ دیر سوچتی

رہی پھر دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوئی تو اب
اس کا رخ بدلا ہوا تھا۔

ساوری چپکے سے اندر داخل ہوتے اپنی طرف آئی
اور لیٹ گئی۔۔ جب تک وہ اٹھتے تب تک ساوری دو
تین گھنٹے کی اور نیند پوری کر لیتی۔۔ لیکن اس کی
نیند تو اڑ ہی گئی تھی دو گھنٹے کروٹوں میں گزارنے
کے بعد سالار کو ایک بار پھر گھورا۔

سوتے رہیں میں تو ناشتہ بنانے جا رہی ہوں۔۔ واپس
اٹھتے باہر جانے لگی پھر رک گئی۔۔ سالار کے نیم وا

ہونٹوں کو دیکھتے اس کا دل ڈگمگایا تھا۔۔ ایک دم سے
رونگٹے کھڑے ہوئے۔۔ دھیرے دھیرے قدم
اٹھاتے اس کے قریب آتے زمین پہ پنچوں کے بل
بیٹھی۔۔

ہبی جان۔۔ اسے بغور دیکھا۔۔ وہ بہت پیارا تھا۔۔
شاید جوانی میں لڑکیوں کے دلوں کی دھڑکن رہا ہو
گا۔۔ بھرے ہونٹ داڑھی اور مونچھوں کے درمیان
قیامت خیز تھے۔۔ ساوری نے آگے ہو کے اس کے
ہونٹوں پہ انگوٹھا مسلنا چاہا تو سالار نے ایک دم اس

کی کلائی پکڑی۔۔ ساوری جھٹکا لگنے سے پیچھے گری اور
زمین پہ بیٹھ گئی۔۔

کیا کر رہی ہو۔۔ اس کا ہاتھ پکڑے پکڑے ہونٹوں
سے لگاتے پوچھا تو ساوری کا دل تھم سا گیا۔۔

ک۔۔ کچھ نہیں۔۔ چھوڑیں۔۔ اپنا ٹھنڈا برف ہوتا
ہاتھ کھینچتے وہ تیزی سے اٹھ گئی۔۔ اسے جانے کیوں
رونا آگیا تھا۔۔ آنکھوں میں نمی لیے وہ باہر نکل گئی
۔۔۔ سالار نے اس کے لہراتے بالوں کو نیم وا

آنکھوں سے دیکھا۔۔ جو اب کندھوں سے کافی نیچے
آچکے تھے۔۔

سالار کچھ دیر وہیں لیٹا رہا پھر اٹھ کے فریش ہو کے
باہر آیا۔۔ زوہا ابھی سو رہی تھی۔۔

ان چاروں نے مل کے ناشتہ کیا۔۔ ساوری اسے مکمل
اگنور کر رہی تھی۔۔

سالار ناشتہ کر کے وہیں امی ابو کے ساتھ برآمدے
میں ہی نیم دراز ہو گیا۔۔

ساوری برتن سمیٹ کے کچن میں چلی آئی۔۔ ناچاہتے
ہوئے بھی دل میں خوشی کی کونپلیں پھوٹ رہی
تھیں۔۔ برتن آٹا گوندھنے والے بڑے برتن اکھٹے
کر کے رکھے کے بعد میں دھوئے گی جب سالار
سامنے سے ہٹ جائے گا۔۔

کچن وہیں کھڑے کھڑے صاف کیا بوا کی بیٹی کی
ڈیلیوری تھی جس وجہ سے وہ دو تین دن سے چھٹی
پہ تھیں۔۔ ورنہ برتن اور جھاڑو وہی کرتی تھیں۔۔

کافی دیر بعد ساوری باہر آئی تو سالار اکیلا ہی
آنکھوں پہ بازو رکھے سو رہا تھا۔۔ داجی اور دادو شاید
کہیں گئے ہوئے تھے۔۔ احتیاط سے برتن اٹھا کے
باہر بنے نل پہ رکھے۔۔ کہیں شور نا ہو۔۔ سالار نے
کروٹ لیتے رخ مخالف سمت کر لیا۔۔ وہ جاگ رہا تھا

-- پر ساوری اگر اسے سویا ہوا سمجھ رہی تھی تو وہ
سویا ہوا ہی تھا۔

تھوڑے سے برتن تھے جلدی جلدی دھوتے بھی
پندرہ منٹ لگ گئے۔ تھوڑی تھوڑی برتنوں کی آواز
پیدا ہو رہی تھی لیکن سالار کے پاس پنکھا چل رہا تھا
تو اسے آواز نہیں آئی۔ وہ برتن دھو کے بھگے
پانچوں اور آستینوں کے ساتھ اٹھائے دوبارہ کچن
میں آئی۔ دوپٹہ سر سے سرک کے دونوں کندھوں
پر جھول رہا تھا۔ سالار نے ایک بار پھر نیم وا

آنکھوں سے اس کے بال دیکھے۔۔ ان کا شیڈ نا بلکل
بلیک تھا نا بلکل براؤن۔۔ بلیک بالوں کے بیچ کا کوئی
رنگ تھا۔۔ اب کی بار انہیں ٹیل پونی میں قید کیا گیا
تھا۔۔ کچھ چھوٹے بال تھے جو چہرے اور ماتھے پہ
شرارتیں کرنے اکثر پہنچ جاتے۔۔ جن سے الجھتے وہ
اکثر تنگ آ جاتی تھی۔۔

گڈ مارننگ بابا۔۔ وہ وہیں لیٹا ساوری کی خالی کی ہوئی
جگہ پہ نظریں گاڑے سوچ میں گم تھا جب زوہا اٹھ
کے باہر آئی۔۔

گڈ مارنگ۔۔ اٹھ کے بیٹھتے اسے دیکھا۔۔ زوہا نائٹ
ڈریس جوٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہ مشتمل تھا پہنے آس
پاس دیکھ رہی تھی

اندر کچن میں زوہا کی آواز سنتے ساوری کے ہاتھ
کپکپائے۔۔ یعنی سالار کے ساتھ زوہا بھی تھی۔۔ اگر
وہ اسے دیکھ لیتی وہاں تو جانے کیا تماشا کرتی۔۔
داجی اور دادو کہاں ہیں۔۔

پتہ نہیں کہیں پڑوس میں گئے ہیں امی اور ابو شاید
لقمان انکل کی طرف گئے ہیں۔۔

او کے لیکن اب مجھے ناشتہ کون دے گا۔۔ منہ
بسورتے وہ دوسری چار پائی پہ جا کے بیٹھ گئی۔۔
میں دیتا ہوں۔۔ سالار جوتے پہنتے اٹھ کھڑا ہوا۔
کپڑوں پہ کہیں سلوٹیں نمایاں ہو رہی تھی۔۔ اندر
ساوری کا دل حلق میں آیا۔۔

کچن میں آ کے یقیناً وہ اسے مخاطب کرتا اور ساوری
اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔
زوہا وہیں ٹانگیں پسار کے بیٹھی رہی۔۔

سالار کچن میں آیا تو ساوری دوسری طرف چہرہ کیے
چولہے پہ دودھ بوائٹل کر رہی تھی۔۔

زوہا کے لیے ناشتہ بنا دو۔۔ فریج سے انڈا نکالتے
فرائنگ پین نکالا۔۔

ساورى نے کوئی جواب دیئے بنا دو تین بریڈ نکالتے
ٹوسٹر میں ڈالیں۔۔ انہیں بنا کے ایک پلیٹ میں
نکالا اتنی دیر تک سالار انڈا فرائی کر چکا تھا پلیٹ
میں نکالتے دونوں پلیٹیں ایک ہاتھ میں اٹھائیں اور
ایک ہاتھ میں جیم کا جار لیتے باہر نکل آیا۔۔ جب

تک سالار وہاں رہا ساوری کا دل دھڑ دھڑاتا ہی رہا
۔۔ اس کے جانے کے بعد گہری سانس لیتے پیچھے
پلٹ کے دیکھا۔۔

واہ بابا۔۔۔ یہ سستا سا ناشتہ مجھے یہاں آ کے کرنا تھا
۔۔ منہ بناتے ٹوٹسر اور فرائی انڈا دیکھا۔۔

ابھی اسی پہ گزارا کرو۔۔ کل بوا آجائیں گی تو پھر جو
بنوانا ہو کہہ دینا انہیں۔۔ سالار نے اسے کنوینس کیا

۔۔

جب تک زوہا نے ناشتہ کیا سالار وہیں بیٹھا موبائل
یوز کرتا رہا۔۔ جب وہ واپس اندر چلی گئی تو سالار
میں اپنے روم میں آگیا تاکہ ساوری باہر آ کے بیٹھ
سکے۔۔ ساوری اتنی دیر کچن میں ہی کھڑی رہی تھی
۔۔ اور اس کے پاؤں شل ہو رہے تھے۔۔

سآوری انکے جاتے ہی باہر آگئی تھی۔۔ سالار کی
چھوڑی ہوئی چار پائی پہ لیٹتے جیسے سالار کا لمس
محسوس کیا تھا۔۔ آنکھیں موندتے کروٹ بدل لی۔۔
ابھی وہاں لیٹے اسے کچھ ہی ٹائم گزرا تھا جب زوہا

ایک بار پھر باہر آئی اور اسے دیکھ کے شاکڈ ہوئی
--

تم یہاں ہو۔۔ اسے جیسے اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں
آیا۔۔ ساوری اس کی آواز پہ خوف سے سیدھے
ہوتے پاؤں لٹکائے۔۔

تمہیں یہاں بابا نے چھوڑا تھا نا۔۔ اس کا جواب
دیئے بناء ساوری خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔۔
نا جان چھوڑنا تم میرے بابا کی۔۔ میری ماما کے ساتھ
اچھے بھلے خوش تھے۔۔ پتہ نہیں کہاں سے ٹپک پڑی

ہو تم ہماری زندگیوں میں۔۔ اپنی زبان سے آگ
نکالتے وہ ساوری کا دل جلسا کے رکھ گئی

ساوری کا چہرہ لال بھھو کا ہوا۔۔

لچ کی طرح چپک گئی ہو۔۔ ہونہہ ہنکارا بھرتے وہ
باہر نکل گئی۔۔

ساوری نے ساکت دل کے ساتھ اپنے خالی ہاتھ
دیکھے۔۔ کاش وہ بھی بابا کے ساتھ مر جاتی یا تب
جب اسے گاڑی میں بند کر دیا گیا تھا۔۔ آنکھوں سے
گرم سیال نکلتے ہتھیلیوں پہ گرا۔۔ اس کی سانس تیز

ہو رہی تھی۔۔ کاش وہ وہیں بیٹھے بیٹھے مر جائے۔۔
کتنی شرمندگی کی بات تھی وہ سب پہ بوجھ بن گئی
تھی۔۔ سالار اپنی وائف کے ساتھ خوش ہیں۔۔ دادو
نے بھی تو انہیں بلا لیا ہے اس لیے کہ وہ مجھے لے
جائیں۔۔

سوچوں کی روح بھٹکتے گھبراہٹ میں بدل رہی تھی۔۔
دل کے مقام پہ بھیگی ہتھیلی رکھتے مسلا۔۔ اسے ان
ہیلر کی ضرورت تھی۔۔ پر وہ کہاں تھا۔۔ بمشکل
آنکھیں کھولتے وہ اٹھ کے کچن میں آئی۔۔ کیمینٹ

کے سائڈ پہ بنے کونر پہ ہاتھ مارتے ان ہیلر نکلانا چاہا
۔۔ وہ اسے نظر آرہا تھا پر ہاتھ میں نہیں آیا۔۔

آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تو اس نے تیز
تیز سانس لی۔۔ دوبارا ہاتھ مارا تو اوپر بڑے کانچ کے
کئی گلاس ایک ساتھ نیچے چھنا کے کی آواز سے گرتے
بکھر گئے۔۔ ساوری نے دھندھلائی آنکھوں سے
گلاس دیکھنے چاہے پر وہ کانچ میں بدل چکے تھے۔۔

اس سے پہلے کے وہ مکمل حواس کھو کے زمین بوس
ہوتی اس کسی نے کندھوں سے تھامتے ان ہیلر

ہونٹوں سے لگایا گیا۔۔ ساوری نے بند ہوتی آنکھوں
سے سہارا دینے والے انسان کو دیکھا۔۔ اس کے ہبی
جان تھے۔۔ آنکھیں پر سکون ہوتے بند ہو گئیں
سالار اسے بازو میں اٹھائے باہر لایا۔۔ چار پائی پہ
ڈالتے پکارا پر وہ بے ہوش ہو چکی تھی سانس اب
نارمل تھی۔۔

کچن میں واپس آتے پانی کا گلاس بھرا۔۔ نیچے ہر
طرف کانچ بکھرے تھے۔۔ ابھی تو شکر ہے وہ گلاس
گر گئے تھے ورنہ سالار کو خبر ہی نا ہوتی۔۔ وہ لیپ

ٹاپ پہ کام کر رہا تھا جب چھناکے کی آواز پہ اٹھ
کے کچن میں آیا۔ ساوری کی حالت دیکھ کے فوراً
اسے تھاما۔

اس کے پاس آتے پانی کے چھینٹے چہرے پہ پھینکے تو
اس نے ایک دم آنکھیں سکیڑ لیں۔

تم ٹھیک ہو۔۔ اس پہ جھکتے بال سائڈ پہ کیے
۔۔ ساوری نے آنکھیں نہیں کھولیں۔۔ وہ اسے دیکھنا
ہی نہیں چاہتی تھی۔۔ کروٹ بدلتے ناراضگی کا اظہار
کیا۔۔ سالار گہرا سانس لیتے واپس روم میں آگیا۔

اسے تھپڑ پہ افسوس تھا لیکن جو الزام ساوری نے
اس پہ لگایا تھا اس سے دل نہیں مانتا تھا کہ وہ اب
ساوری کے ساتھ نرم رویہ رکھے۔۔

ساوری کتنی دیر وہاں اکیلی لیٹی رہی۔۔ اندر سالار کا
دل بھی بے چین تھا پر کیا۔۔۔ بے چینی جائے بھاڑ
میں۔۔۔ ایئر پوڈ لگاتے اس نے میوزک اون کیا۔۔ پھر
بھی وہی حالت۔۔ غصے سے دونوں ایئر پوڈ اٹھا کے
دیوار سے دے مارے۔۔

حالانکہ ناراض اسے ہونا چاہیے تھا پر ساوری ناراض
ہو کے بیٹھی تھی۔۔ ہوتی رہے مجھے کیا۔۔ ہتھلیوں
میں چہرا چھپاتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی۔۔

کافی دیر بعد رقیہ بیگم آئیں ساوری باہر سو رہی تھی
اسے ڈسٹرب کیے بنا کچن میں چلی آئیں۔۔ پر کچن
میں اتنے کانچ دیکھ کے فکر مندی سے ساوری کے
پاس واپس آئیں۔۔۔

بیٹا طبعیت ٹھیک ہے۔۔ اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھتے
ٹمپرچر چیک کیا نارمل تھا۔۔

وہ سو رہی تھی کچھ دیر اسے دیکھتی رہیں پھر اندر
سالار کے پاس چلی آئیں۔۔

تم لوگوں کے بیچ کیا ناراضگی چل رہی ہے۔۔

کوئی بھی نہیں امی۔۔ کن اکھیوں سے ٹوٹے ہوئے
ایئر پوڈز کو دیکھا۔۔ آپ کو کیوں لگا۔

میں بچی نہیں ہوں۔۔ سب نظر آتا ہے۔۔ ساوری کی
حالت بھی اور تمہارا رویہ بھی۔۔

لو۔۔ اب آپ کو بھی میں ہی غلط لگوں گا۔۔

بات غلط صحیح کی نہیں ہے سالار بیٹے۔۔ وہ کتنی

چھوٹی ہے تم سے۔۔ اس کی جو خواہشات ہیں جو

سوچ ہے۔۔ تم اس سے بہت آگے نکل چکے ہو۔۔ وہ

ابھی بچپن سے نکل رہی ہے۔۔ اٹھارہ کی بھی نہیں

ہوئی مکمل اور تم اس سے سمجھداروں والی امید رکھ

رہے ہو۔۔

اس نے آپ کو سب بتا دیا ہے۔۔ ان کی اتنی کھلی
باتوں پہ سالاد نے مشکوک نظروں سے انہیں
دیکھا۔۔

ہاں۔۔ اس نے دوست سمجھ کے بتایا ہے۔۔
بس۔۔ پھر آپ کو وہی صحیح لگے گی۔۔ ٹھیک ہے میں
معافی مانگ لوں گا۔۔ پیشانی مسلتے انہیں دیکھا۔۔
معافی کیوں مانگنی ہے۔۔ رقیہ بیگم نے گھورا۔۔
کیا مطلب۔۔ اس نے آپ کو بتایا تو ہے سب۔۔

ہاں۔۔ بتایا ہے اس نے کہ اس کے مارکس کم آئے
ہیں۔ میٹرک میں اس لیے تم نے اس سے جھگڑا
کیا۔۔ ان کی بات کے ساتھ ساتھ سالار کے چہرے
کے تاثرات بھی بدل رہے تھے۔۔

ہاں تو معافی مانگوں گا نا۔۔ اسے ڈانٹا ہے میں نے۔۔
ٹھیک ہے۔۔ تم بڑے ہو سمجھدار ہو اس کی بچوں
والی خواہشیں پوری کرنے کی بجائے تم بچوں کی
طرح اس سے لڑنے لگتے ہو۔۔۔

ہاں۔۔ بہو اچھی ہے آپ کی۔۔ بیٹے میں ہی سارے
فالت ہیں۔۔ منہ میں بڑبڑاتے لیپ ٹاپ کی سکرین
کی طرف نظریں پھیریں۔۔ رقیہ بیگم کچھ دیر اسے
اور سمجھاتی رہیں۔۔ پھر اٹھ کے باہر چلی آئیں۔۔ زوہا
کے کمرے میں جھانکا تو وہ بھی نہیں تھی۔۔

اب پتہ نہیں یہ کہاں چلی گئی ہے۔۔ وہ کانچ کون
سمیٹے گا واپس سالار کے روم میں آئیں۔۔

ایک کام کرنا ہے۔۔ دروازے پہ رکتے ہی اسے دیکھا

کیا۔۔ وہ جو دوبارہ کام کرنے لگا تھا سر اٹھا کے انہیں
دیکھا۔۔

کچن میں شاید کوئی بلی گلاس توڑ کے چلی گئی ہے
۔۔ ساوری بھی سو رہی ہے تم کانچ صاف کر دو
ایسے بے دھیانی میں کسی کو لگ جائیں گے۔۔

اوکے کرتا ہوں۔۔ وہ تو جانتا تھا کون سی بلی نے
توڑے ہیں۔۔ کام وائنڈ اپ کر کے کچن میں آیا تو
سارے کانچ جھاڑو سے اکٹھے کر کے ڈسٹ بین میں
ڈالے۔۔ ایک نظر ساوری کو بھی دیکھا جو پر سکون

سو رہی تھی۔۔ شاید رات کو شادی پہ جانا تھا اس
لیے نیندیں پوری کر رہی تھی۔۔

اس کے کپڑے لائے ہو۔۔۔ رقیہ بیگم ساتھ والی چار
پائی پہ بیٹھی ہوئی تھیں۔۔

ہاں جی۔۔ سالار ساوری والی چار پائی پہ جا کے بیٹھ گیا

--

اور کر کرے۔۔

وہ بھی۔۔

لذیذہ کھیر کے ڈبے۔۔ لایا ہوں۔۔ پر کیا فائدہ اتنے
بادام کھانے کے باوجود دماغ تو سوتا رہتا ہے۔۔۔۔
سالار۔۔۔ رقیہ بیگم نے گھورا۔۔

تم نہیں تھے تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔۔
میرے پاس ساوری نہیں تھی تو میں بھی خالی ہی تھا
۔۔ گردن نیچے کرتے آہستہ آواز میں کہا۔۔ ساوری
کی پلکیں ہلکی سی لرزی۔۔۔

جاگ رہی ہیں محترمہ۔۔۔ سالار کے چہرے پہ بے
ساختہ مسکراہٹ آئی۔۔

ڈاکٹر نے کہا ہے جو زیادہ کر کرے چاکلیٹس کھاتا ہے
ان کے پیٹ میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔۔

ہم نکلوا لیں گے کیڑے تم فکر نا کرو۔۔ بس جو مانگے
اسے لا دیا کرو۔۔ یتیم بچی ہے نا ماں کا ساتھ نا باپ
کا۔۔ ذمہ داری ہے تمہاری۔۔ تم نہیں سنبھالو گے تو
کون سنبھالے گا۔۔

مجھ سے سنبھالے تو نا۔ سنتی ایک نہیں میری۔۔ کرتی
وہی ہے جو اس کا دل کرے۔۔

اچھا اچھا اب اس کے کانوں کے پاس بیٹھ کے اسے
سنانے کی کوشش نا کرو۔۔ جاؤ اور اس کے کپڑے
نکالو۔۔ رقیہ بیگم نے اسے ٹوکا۔۔ سالار جو ابھی
اسے اور تپانا چاہتا تھا سر جھٹک گیا۔ ساوری نے
مٹھیاں غصے سے بھینچی ہوئی تھیں۔۔ جنہیں وہ اچھے
سے دیکھ چکا تھا۔۔

جاؤ۔۔ کیا دیکھ رہے ہو۔

جاتا ہوں۔۔ وہ ناچار پاس سے اٹھ گیا۔ پھر اس کا
سوٹ کیس اٹھا کے باہر لایا۔ اس میں صرف

ساوری کا سامان تھا۔۔ تمام فنگشنز کی مناسبت سے
ڈریس تھے۔۔

دلہن سے زیادہ تو میں ہیوی لگوں گی۔۔ ایک آنکھ
کھولتے ساوری نے کپڑے دیکھتے سوچا۔۔

جوتے۔۔ سالار نے جوتے باہر نکالے۔۔ تین چار
ہیلز تھیں۔۔ قوالی نائٹ کے لیے یا شاید مہندی کے
لیے کھسے تھے۔۔ سبھی پیارے تھے۔۔ چوائس تو اچھی
تھی اس کے ہی جان کی۔۔ مسکراتے سوچا۔۔

اور جیولری۔۔ دادو ایک ایک چیز دیکھ رہی تھیں۔۔

وہ بھی لانی تھی کیا۔۔۔ سر پہ ہاتھ مارتے سوچا۔۔۔

یہ پڑی ہے۔۔۔ ساوری کے چہرے کے سامنے ایک
شاہر پڑا تھا جس کے اندر جیولری باکسز تھے۔۔۔ انہیں
دیکھتے بے دھیانی میں اونچا بول دیا۔۔۔ رقیہ بیگم نے
پہلے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔ پھر کھل کے ہنس دیں۔۔۔
اٹھ کے سیدھی بیٹھو اور خود دیکھو۔۔۔ تمہارا میاں کیا
کیا لایا ہے۔۔۔

نہیں دیکھنا مجھے۔۔۔ اپنی چوری پکڑے جانے پہ
شرمندگی سے سرخ ہوتے وہ اٹھ کے کچن میں چلی

آئی۔۔ پانی پیتے کھڑکی سے باہر جھانکا وہ دونوں آپس
میں لگے ہوئے تھے۔۔ ساوری کا دل اتنا سب کچھ
اپنے لیے دیکھ کے خوشی سے باغ باغ ہو رہا تھا۔۔
شام کو پورا گھنٹہ پہلے وہ اپنے کپڑے دیکھنے روم میں
آئی تو سالار لیپ ٹاپ پہ کام کر رہا تھا۔۔ اسے اگنور
کرتے اپنے والا سوٹ کیس گھسیٹتے باہر لے آئی۔۔
اس میں سے کپڑے نکالے۔۔ بلیک کلر کی کلی فراک
نکال کے سامنے رکھی۔۔ ساتھ بلیک ہی ہیل والے
سینڈل اور سفید نگوں والا نیکلس۔۔

ساری چیزیں نکال کے باقی سوٹ کیس بند کرتے
وہیں برآمدے میں ایک طرف لگا دیا۔

دادو مجھے تیار ہونا ہے آپ کے روم میں ہو جاؤں۔۔
کیوں۔۔ اپنے میں کیا ہے۔۔ وہ نماز ادا کر کے اٹھ
رہی تھیں۔۔۔

وہاں بھوت ہیں۔۔ منہ بسورتے رحم طلب نظروں
سے دیکھا۔۔

نہیں۔۔ اپنے روم میں جاؤ۔۔ آج کل کی لڑکیوں کو
دیکھا ہے کیسے شوہروں کو ادائیں دکھا دکھا کے مٹھی
میں رکھتی ہیں۔۔۔

اچھا سکھا رہی ہیں۔۔ سالار اندر ان کی باتیں سن رہا
تھا دل میں ہی سوچا۔۔

ساوری کو زبردستی دادو نے اندر دھکیلا۔۔

میں داجی کو بتاؤں گی آپ اپنے روم میں نہیں آنے
دیتیں۔۔ ان کی طرف منہ کرتے آنکھیں نکالتے
دھمکی دی تو وہ دروازہ بند کر گئی۔۔ ساوری نے بند

دروازے کو گھورا۔۔ کپڑے جوتے اور جیلوری اس
کے بازوؤں میں سمٹی تھی۔۔ ناچار دل کڑوا کرتے
جوتے وہیں نیچے پھینکے اور جیلوری بیڈ پہ رکھتے ہاتھ
روم میں چلی گئی۔۔ سالار نے اسے نظر اٹھا کے دیکھا
ہی نہیں۔۔

ساوری آدھا گھنٹہ اندر رہی۔۔ سالار کو پریشانی ہونے
لگی تھی وہ اندر ٹھیک تو ہے لیکن شاور چلنے کی آواز
آ رہی تھی۔۔

وہ اچھی طرح نہا کے باہر آئی تو سالار وہیں بیٹھا تھا
۔۔ اسے یہ تھا کہ وہ اٹھ کے چلا جائے گا پر نہیں
وہ کہاں اٹھتا اور کیوں اٹھتا۔۔ ساوری بھگے بالوں پہ
ہی دوپٹہ اوڑھے ہاتھ روم سلپرز میں ہی باہر چلی
آئی۔۔۔

بیچ لو۔۔ بیٹا آنا تو میرے پاس ہی ہے۔۔۔ سالار
ہونٹ دانتوں تلے دباتے شیفون کے دوپٹے سے
چپکے بال دیکھے۔۔

ساوری کچن میں چلی آئی دوپٹہ اتارتے بالوں کو جھٹکا
کے کچھ خشک ہوں۔۔

آج کل اس کا مسکن کچن بنا ہوا تھا۔ ایک روم میں
سالار تھا دوسرے میں زوہا۔ تیسرا دادو کا جہاں وہ
گھنسنے نہیں دے رہی تھیں۔ ایک سٹور تھا جہاں
جس اور گرمی تھی۔ اور ڈرائنگ روم زرا فاصلے پہ
تھا۔ سب سے آسان کچن تھا جہاں ہوا کی آمد و
رفت بھی ہوتی تھی۔۔ چوڑی دار بجامے کی چونٹیں
نیچے جھک کے سیدھی کرتے سیٹ کیا۔۔ فراق اس

کی پنڈلیوں تک آتا تھا۔۔ بلکل اس کے سائز کا نا
تگ نافٹ۔۔ اس کے گلے پہ سفید نگینوں سے کام
ہوا تھا اور آخر فراک کی گھیرے پہ سفید کلر کی
شائنگ والی پٹی لگی تھی۔۔ اگر زرا سا بھی گھومو تو
اتنا بڑا گھیرا بنتا تھا۔۔ جیسے کلاسک ڈانس کے لیے
ڈانسر استعمال کرتی ہیں ویسے ہی فل فلر والا۔۔
بازونیٹ کے تھے جہاں سے اس کے دودھیا رنگت
جھلک رہی تھی۔۔۔

دوپٹہ ایک کندھے پہ ڈالے بھگے بالوں کے ساتھ
اس نے لذیذہ کھیر کا پیکٹ کھول کے ایک صاف
پلیٹ میں پلٹ دیا۔ اس میں سے چن چن کے کاجو
بادام کھانے لگی۔۔ چند منٹ یہ مشغلہ جاری رکھنے
کے بعد جب بادام وغیرہ ختم ہو گئے تو بچے ہوئے
چاول اٹھا کے کیبنٹ میں پڑے بڑے جار میں چاول
الٹ دیئے۔۔ وہ آدھے سے زیادہ ہو چکا تھا۔۔
وہاں تو کام والی آنٹی اٹھا کے اپنے گھر لے جاتی
تھیں یہاں وہ سیو کرتی جاتی۔۔

تب تک بال بھی کافی حد تک سوکھ گئے تھے۔۔ باہر
آئی تو دادو تیار ہو کے روم سے نکل رہی تھیں۔۔
تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔۔۔
ہو جاتی لیکن آپ کا بیٹا اندر ہے۔۔ صاف بتایا۔۔
تو۔۔ میرا بیٹا تمہارا شوہر بھی ہے کھا نہیں جائے
گا۔۔

کھائے گا تو نہیں ندیدوں کی طرح میری کمر دیکھے گا
۔۔ بالوں کو جھٹکتے اتنے آرام سے کہا کے دادو کا منہ
کھل گیا۔۔

تم کتنی بے شرم ہو۔۔

ہاں جی آج کی لڑکیوں کی طرح۔۔ ابھی وہ بول رہی
تھی جب زوہاروم سے باہر نکلی اس نے لانگ شرٹ
کے ساتھ ٹراؤزر پہنا تھا اور بڑا سا دوپٹہ سٹائل سے
لیے وہ بھی تیار ہو چکی تھی۔۔

رقیہ بیگم نے اسے گھورتے زوہا کو دیکھا۔۔

جاؤ اور جلدی تیار ہو جاؤ۔۔ نہیں تو چھوڑ جائیں گے
یہیں۔۔

ایسے ہی چھوڑ جائیں گے۔۔ ایک تیکھی نگاہ زوہا پہ
ڈالتے وہ اندر آئی۔

سالار باتھ روم میں تھا شکر ہے۔۔ جلدی سے
جیولری اٹھا کے پہنی۔۔ بالوں کا کھلا کھلا بکھرا سا جوڑا
بناتے پنیں لگائیں۔۔ کچھ بال صراحی دار گردن پہ
اپنا حق جما چکے تھے۔۔

سالار کے باہر آنے سے پہلے اس نے جلدی سے
میک اپ کرنا شروع کیا۔۔

جلدی جلدی میں وہ ابھی آئی لائینز تک پہنچی تھی
جب سالار باہر نکل آیا۔۔ وہ بھی بلیک ڈنر سوٹ پہننے
والا تھا۔۔ شرٹ اور پینٹ سے اندازہ لگاتے دانت
پیسے۔۔

جلدی سے اپنے میک اپ پہ فوکس کرنے کی کوشش
کی پھر بھی ہاتھ لرز رہے تھے۔۔ بہت کوشش کے
بعد بھی لائینز سیٹیسفائے نہیں لگا۔۔ اسے صاف کر
دیا۔۔ لائٹ پنک لپ سٹک لگا کے آنے میں دیکھا

-- وہ پیاری لگ رہی تھی۔۔ نیکلس پہ ہاتھ رکھتے خود
کو داد دی۔۔

سالار کوٹ پہنتے کف لنکس لگا رہا تھا۔۔ اسے ایک بار
بھی نہیں دیکھا جبکہ ساوری کا دل کر رہا تھا وہ ایک
بار تو اسے دیکھتا۔۔ اس کا حسن مکمل ہوتا پر خیر۔۔ نا
تے نا سہی۔۔ بیڈ پہ بیٹھتے سینڈل پہنے۔۔ وہ آنے
کے سامنے سے ہٹی تو سالار وہاں جا کھڑا ہوا۔۔

بالوں کو پیچھے کی طرف سیٹ کرتے روشن لگایا۔ اس
کے گلابی ہاتھ ساوری کو بہت پسند تھے۔ سینڈل
پہنتے کن اکھیوں سے دیکھا۔

سلار اب پرفیوم سپرے کر رہا تھا۔

سآوری سیدھی ہوئی تو اس نے جھک کے ڈرار سے
اپنا بریسلٹ نکالا۔ پھر بازو میں کڑک کی آواز سے
پہنتے کف آگے کھینچ لیے۔

سآوری نے منہ ٹیڑھا کرتے دیکھا اسے بریسلٹ اچھا
نہیں لگا۔ سلور کلر کا کڑے جیسا لیکن باریک سا۔

لیکن وہ اسے روک بھی نہیں سکتی تھی۔۔ ہونٹ
بھینچتے اٹھ کے باہر آگئی۔۔ سالار نے ایک بار پھر
اس کے بال دیکھے پر اب وہاں گردن نمایاں تھیں
ماتھے پہ شکنیں نمایاں ہوئیں۔۔۔

ساوری باہر آئی تو داجی انہی کا انتظار کر رہے تھے۔۔
اتنی دیر لگا کے کیوں نکلے ہو۔۔ پیچھے سالار بھی نکلا تو
داجی نے اسے گھورا۔۔

آپ کی بہو کی وجہ سے۔۔ اس کے قریب سے گزر
کے آگے جاتے بڑبڑایا تو ساوری نے منہ کھولے

حیرت سے اس کی پشت کو گھورا۔۔ میں نے کیا کیا
ہے۔۔ داجی کے سامنے کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی
۔۔ سو منہ بسورتے ان کے پیچھے چلی آئی۔۔

وہ پانچ لوگوں پہ مشتمل چھوٹا سا قافلہ سالار کی ہی
گاڑی میں منزل کی طرف روانہ ہوا تھا

دور سے ہی ہر طرف روشنیاں بکھری نظر آرہی
تھیں۔۔ ایک طرف سائڈ پہ دادو تھیں دوسری
طرف زوہا اور درمیان میں ساوری

سالار سامنے دیکھتے ڈرائیو کر رہا تھا ساتھ ریحان
صاحب سے باتیں بھی۔۔ ساوری کا دوپٹہ کمر سے
ہوتے دونوں بازوؤں پہ پڑا تھا۔۔ ہاتھ میں دادو کا
چھوٹا موبائل تھا۔۔۔

وہاں پہنچتے گاڑی ایک طرف پارک کی۔۔ دادو کا
دروازہ سالار نے وہیں بیٹھے پیچھے مڑ کے کھولا۔۔
دوسری طرف سے داجی اور زوہا بھی اتر گئے۔۔
ساوری آگے سرک رہی تھی جب سالار نے اس کی
کلائی گرفت میں لی۔۔

ساوری کا دل دھک سے رہ گیا۔

دوپٹہ سر پہ لو۔۔ سالار نے اسے گھورتے ہاتھ چھوڑا
تو ساوری نے جلدی سے دوپٹہ بازوؤں سے نکالتے سر
پہ لیا۔۔۔

سالار اتر گیا تو ساوری بھی دھڑکتے دل کے ساتھ
اتری۔۔ اسے نہیں پتہ تھا وہاں کے لوگ اس سے
ملنے کے لیے کتنے ایکسائٹڈ ہیں۔۔

ہیل نیچے رکھتے سالار کوٹ کا بٹن بند کرتے اس کے
پاس آ کے کھڑا ہوا۔ اس کا ہاتھ تھامتے اترنے میں
مدد دی تو ساوری نے اسے گھورا۔

میں اکیلے چل سکتی ہوں۔ اس سے ہاتھ چھڑواتے
مضبوطی سے قدم رکھتے وہ اس کے آگے نکلی راہ
داری کی طرف مڑتے ساوری آگے اور سالار اس
کے پیچھے چل رہا تھا۔

وہ پورے اعتماد سے کیسے چل رہی تھی سالار بھی
حیران تھا لیکن وہ جانتی تھی سالار اس کے پیچھے ہے

-- لمبے سانس لیتے وہ نارمل چال چلتے اندر آئی
-- دادو اور زوہا ٹیبل پہ بیٹھ رہے تھے ساوری بھی
ان کے پاس چلی آئی۔۔ دل کی حالت بڑی نازک
تھی لیکن چہرے پہ بکھرا گلابی رنگ اس کی گھبراہٹ
پہ بھی چار چاند لگا رہا تھا۔۔

اتنی ساری خواتین و حضرات بچے نوجوان لڑکے
لڑکیاں شور شرابا تھا۔۔ سالار اسے سیٹ ہو کے بیٹھتے
دیکھ تسلی سے آگے چلا گیا جہاں مرد حضرات بیٹھے
تھے۔۔ سب اس سے بغلیں ہو رہے تھے۔۔

ہونہہ ٹام کروڑ ہوں جیسے۔۔ ساوری نے منہ بناتے
زوبا کو دیکھا جو اسے اب مکمل اگنور کر رہی تھی۔۔
ساوری نے بھی اسے اگنور کرتے دادو کا موبائل
دیکھا۔۔ سب کے پاس اتنے اچھے موبائل ہیں اور
میرے پاس یہ۔۔ سیلفیز ہی لے لیتا ہے بندا۔۔ دادو
کسی عورت سے بات کر رہی تھیں۔

کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ساوری سے ملنے عورتیں
آنے لگیں۔۔ سب کا ایک ہی سوال تھا تم سالار
خان کی بیوی ہو۔۔۔۔

وہ جانتی تھی انہیں حیرت کیوں ہو رہی ہے۔۔ خیر

ساوری ان سے مسکراہٹ سجائے ملتی رہی۔۔

دادو آئندہ نہیں آنا میں نے۔۔ کافی دیر تک یہ

سلسلہ چلتا رہا تو دادو کو گھورا۔۔

بس ایک ہی دن ہوا ہے آئندہ نہیں تنگ کریں گے

۔۔۔ دادو نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔۔

ہونہ۔۔ دوپٹہ ڈھلکنے لگتا تو وہ اٹھا کے دوبارہ سر پہ

جما لیتی۔۔ سالار کہاں تھا اسے دوبارہ نظر ہی نہیں

آیا۔۔

کافی دیر بعد قوالی شروع ہوئی۔۔ کوئی سنگر بلائے
ہوئے تھے۔۔ بے سری آواز میں گا رہے تھے یا
صرف ساوری کو ایسا لگ رہا تھا۔۔ جتنی ایکساٹمنٹ
آتے ہوئی تھی اب اتنی ہی بور ہو رہی تھی۔۔ در
حقیقت اس کی آنکھوں کو سالار نظر نہیں آرہا تھا۔
کتنی دیر ان کی ٹان ٹان سننے کے بعد اٹھ کے ادھر
ادھر چہل قدمی کی غرض سے آئی۔۔ اس بڑے
حال سے باہر نکلتے وہ دوسری طرف نکل آئی تھی۔۔
ادھر کوئی نہیں تھا۔۔ خاموشی میں ٹک ٹک گونج رہی

تھی۔۔ اگے چلتے چلتے اسے ایک ہیولا نظر آیا۔۔ وہاں
کوئی لڑکی اور لڑکا تھے۔۔ ساوری نے زرا اگے سر
کرتے دیکھنا چاہا تو کسی نے اسے پکڑ کے اپنی جانب
کھینچا۔۔ وہ لہرا کے آگے سرک آئی۔۔

کیا کر رہی ہو یہاں لڑکی۔۔

ک۔۔ کچھ نہیں۔۔

کچھ تو کرنے آئی تھی۔۔ وہ کون تھا ساوری اندھیرے
میں اس کی شکل دیکھنے سے قاصر تھی۔۔

ن۔۔ نہیں بھائی میں۔۔۔

کیا تو۔۔ اس کی دونوں کلائیاں پکڑتے دیوار سے پن
کیں۔۔

ب۔۔ بھائی پلیرز چھوڑ دو۔۔ گھبراہٹ سے اس کے
ماتھے پہ پسینہ آیا۔۔

پہلے بتا کیا لینے آئی تھی۔۔ وہ آدمی بے رحمی سے
اس کی کمر پہ ہاتھ رکھنے والا تھا جب اسے پیچھے کچھ
آکے لگا۔۔

ساوری خود کے چھڑاتے بھاگتے روشنی کی طرف گئی

سالار جو اس کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اسے وہاں گھومتے
دیکھتا رہا تھا لیکن جو نہی وہ حال سے نکلی تھی وہ بھی
اٹھ کے اس کے پیچھے آیا تھا۔

ادھر ادھر اسے تلاشتے وہ اندھیرے کی طرف آیا تو
اس کی روتی آواز کانوں میں پڑی آواز کے تعاقب
میں آتے اس کے تن بدن میں اگ لگ گئی تھی۔
ساوری کے وہاں سے نکلتے ہی سالار نے اس آدمی کو
لمحوں میں دھو کے رکھ دیا تھا۔ دونوں نے ایک
دوسرے کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ لیکن سالار جانتا تھا

اب وہ باہر آنے کے قابل نہیں رہا ہو گا۔۔ اسے
وہیں نیم مردہ حالت میں چھوڑتے اپنا ہاتھ جھٹکا۔
کف لنکس کہاں اڑ کے گئے تھے ادھر ادھر دیکھتے
ڈھونڈھنے کی کوشش کی پر اندھیرے کی وجہ سے
نظر نہیں آئے۔۔ ایسے سر جھٹکتے کوٹ اتار کے بازو
کے اوپر فولڈ کر لیے۔۔ گردن کی رگیں غصے سے
ابھی تک پھڑپھڑا رہی تھیں۔۔ اندر واپس آتے
ساوری کو دیکھا جو سر ٹیبل پر رکھے شاید اپنی
گھبراہٹ چھپائے بیٹھی تھی۔۔ دادو اور زوہا کہاں تھی

ادھر ادھر دیکھتے تلاشتا۔۔۔ وہ ایک دوسرے ٹیبل پہ
کسی جاننے والے کے پاس بیٹھی تھیں۔۔

سالار ساوری کے پاس آ کے بیٹھا۔۔

ساوری نے اس کے کولون کی مہک محسوس کرتے
چہرا اٹھا کے دیکھا۔۔

سالار نے اسے کچھ نہیں کہا تھا اسے خطرہ تھا کہیں
اسے پھر سے استما کا اٹیک نا ہو جائے۔۔ دو ان ہیلر
اس کی پاکٹ میں تھے۔۔

واپس کب جانا ہے۔۔ ساوری کی گرے آنکھوں میں
نمی آرہی تھی۔۔

پتہ نہیں۔۔ دیکھتا ہوں ابو کو۔۔ اس کے سامنے
بیٹھنا سالار کو زیادہ مشکل لگ رہا تھا۔۔ بیک وقت
اسے ساوری پہ غصہ بھی آرہا تھا اور پیار بھی۔۔ آخر
اسے کیا ضرورت تھی وہاں جانے کی۔۔ اگر سالار کی
نظر نا پڑتی اس پہ جاتے ہوئے تو۔۔

اس کے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔ لب
دانتوں سے کاٹتے گانے والوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

ساوری کی گھبراہٹ بڑھ رہی تھی اور اوپر سے ان
کی آواز شور اس کے دماغ پہ ہتھوڑے کی طرح بج
رہی تھیں۔

کچھ دیر وہ لوگ گاتے رہے۔۔ بہت سارے لوگ
ساتھ ساتھ تالیاں بھی پیٹ رہے تھے۔۔

سالار بھائی۔۔ آپ گنگنائیں گے۔۔ وہ ساوری کو کچھ
کہنے والا تھا جب اسے پیچھے سے کسی کی آواز آئی۔۔
واٹ۔۔ پیچھے مڑتے دیکھا۔۔ آدمی کھڑا تھا جس کے
ہاتھ میں سالار کے کف لنکس تھے۔۔

یعنی وہ اسے ٹیس کرنا چاہتا تھا۔۔ اس کے خیال میں
سالار ساوری کے لیے گانا نہیں گا سکے گا۔۔

شیور۔۔ اسے چیلنج دیتے سائل سے نوازتے اپنی جگہ
چھوڑ دی۔۔

ساوری حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

تیری باہوں میں ملی ایسی راحت سی مجھے۔۔ ساوری کو
دیکھتے اس نے لڑکے کے ہاتھ سے مائک پکڑا۔۔

ہو گئی جان جہاں تیری عادت مجھے۔۔ ساوری سے
آئی کونٹیکٹ بناتے جرب سے گنگناتے وہ پیچھے ہٹا۔۔

حال کے درمیان پہنچا تو کئی کیپلز ایک دوسرے کے
ہاتھ تھامے ڈانس کے لیے تیار ہوئے۔۔

دیکھوں میں جب تجھ کو تب میرا یہ دن ڈھلے۔۔

دیوانہ کر رہا ہے تیرا روپ یہ سنہرا۔۔

مسلسل کھل رہا ہے مجھ کو اب یہ صحرا۔۔

بتا اب جائیں تو جائیں کہاں۔۔۔

ساوری کا دل اتنے سارے لوگوں کی نظروں میں

دھڑکنا بھول چکا تھا اوپر سے سالار کی منجھند کر

دینے والی آواز اور لٹیر کس۔۔

میوزک بجنے لگا تو سالار نے دو انگلیوں سے اشارہ
کرتے ساوری کو اپنے پاس بلایا۔۔ ساوری مردہ
قدموں سے چلتے اس کے پاس آئی۔۔
درد کا عالم ہے ہر دم

تیرے بن ہو میرے ہم دم
آنکھوں میں دکھتی ہیں مایوسیاں۔

جہاں بھی جاؤں تیرے بن
بڑی مشکل سے گزریں دن

چھبھتی ہیں دل کو تیری خاموشیاں۔۔ اس کے
کندھے پہ ٹھوڑی ٹکاتے گلے سے لگایا۔۔ ساوری کو لگا
اس کا جواد خاک کا ڈھیر بن رہا ہے۔۔ اس نے دو
چار فقروں میں تین ہفتے بتا دیئے تھے۔۔
راز گہرا ہے جو تیرا۔۔ ڈر ہے کہا تو ہے میرا
دیوانہ کر رہا ہے تیرا روپ سنہرا۔۔ مسلسل کھل رہا
ہے یہ مجھ کو یہ صحرا۔۔
بتا اب جائیں تو جائیں کہاں۔۔

اسے پیچھے ہٹاتے گول گھمایا تو فلٹر پھیلتا چلا گیا۔۔۔

دھل گئے دل کے سارے غم

خوشی سے آنکھیں ہیں یہ نم

زندگی میں تو میری جب سے آگیا۔۔۔

اس کی پشت کو سینے سے لگایا۔ ساوری کا دل باہر آنے
کو تھا۔۔۔

دل کا ارمان بنا ہے تو۔۔۔

میری پہچان بنا ہے توں۔۔۔

سانسوں میں روح بن کے تو سما گیا۔۔ اس کی
دھڑکنوں پہ کلائی رکھتے لفٹ موو کیا۔۔

جاں بھی تیری۔۔ دل بھی تیرا۔۔

تجھ سے ہے میرا سویرا۔۔

دیوانہ کر رہا ہے تیرا روپ سنہرا۔۔ اس کے دونوں
اطراف گالوں پہ لب رکھتے سرخ کندھاری کر گیا
۔۔۔ وہ کف لنکس والا آدمی ایک طرف کھڑا اسے
سخت غصے سے گھور رہا تھا۔۔

بتا اب جائیں تو جائیں کہاں۔۔۔۔

ساوری شاک کیفیت میں تھی۔۔ تالیوں کے شور میں
وہ سالار کے پیچھے چھپی۔۔

سالار نے مائک واپس لڑکے کو پکڑاتے ساوری کا
ہاتھ تھاما۔۔

بس گھر چلیں۔۔ زوہا غصے سے لال پیلی ہو رہی تھی
جبکہ داجی اور دادو مسکرا رہی تھیں۔۔

سب نے مل لیا تھا ساوری سالار سے۔۔

واپسی پہ سارے راستے ساوری باہر دیکھتی رہی۔۔

داجی سالار کو چھیڑتے آئے تھے جبکہ زوہا کی وہی

حالت تھی۔۔ غصے میں وہ ساوری کو سنا نہیں پا رہی
تھی۔۔ موقع ملتے ہی وہ اسے اچھی خاصی سنانے والی
تھی

استاد وہ ادمی تو چلا گیا۔۔ بلو نے کف لینکس اپنی
جیب میں ڈالتے فون پہ کسی کو بتایا۔۔

کوئی نہیں۔۔ ابھی تین چار دم اصر ہیں۔۔ اے گا
دوبارہ۔۔ دیکھ لیں گے اسے بھی۔۔

استاد۔ اگر برانا مانو تو ایک مشورہ دوں۔۔ وہ کچھ
گھبرایا ہوا تھا۔۔

بھونک۔۔ وہ لوگ وہاں شادی کے کھانے کا سارا
انتظام دیکھ رہے تھے۔۔

استاد۔۔ وہ ادنیٰ ہمیں جانتا نہیں ہے۔۔ اس نے بس
اس لڑکی کو بچایا ہے۔۔ اگر ہم زیادہ پنگالیں گے تو
کوئی مالہ نا جائے۔۔

او میرا پتر۔۔ مسئلہ تو ہو گیا ہے۔۔ کتنی مشکل سے
لقمان کی نواسی ہاتھ لگی تھی۔۔ اب دوبارہ وہ ہمارے
چنگل میں نہیں پھنسے گی۔۔

استاد۔۔ اپ فکر نا کریں۔۔ وہ۔ لڑکی میں اپ کے
پاس لاوں گا۔۔ بس اپ اس سالار خان سے پنگا نا
لیں۔۔ بات بڑھ گئی تو نقصان ہمیں اٹھانا پڑے گا
۔۔ منمناتے وہ قدرے ویرانے میں کھڑا تھا۔۔

دیکھ لے۔۔ اگر نا لایا تو میں تیرے سالار کی بیوی
بھی اٹھالوں گا اور لقمان کی نواسی بھی۔۔ استاد نے

کہتے ہیں کال کاٹ دی تو جیب سے کف لیکنس
نکال کے دیکھتے اس کی باچھیں کھلیں۔۔۔ وہ کم سے
کم چار پانچ ہزار کے تو ہونگے۔۔ دوبارہ انہیں جیب
میں ڈالتے وہ کھانے کی طرف چلا گیا۔۔

وہ لوگ وہاں سے لقمان صاحب کی چھوٹی نواسی
اٹھانے ائے تھے۔۔

پتہ نہیں اس کے ساتھ استاد کا کیا تعلق تھا۔۔ بس
انہیں اغوا کرنے کا کہا گیا تھا جس میں انہیں ناکامی
ہوئی تھیں۔۔

گھر پہنچے پہنچتے بھی ایک بج گیا تھا۔۔ زوہا اپنے روم
میں چلی گئی۔۔ سالار نے داجی اور دادو کی چارپائیاں
صحن میں لگائی اور ساوری نے ان۔ کے بستر سیٹ
کیے۔۔۔

سآوری جب تک بستر بچھا رہی تھی سالار اندر چلا گیا
تھا۔۔ اس نے چپکے سے اپنی چارپائی بھی باہر لگالی
۔۔ دادو لیٹ چکی تھیں اسے دیکھتے سخت نظروں سے

گھورا۔۔ لیکن وہ انہیں کپڑوں میں چادر سر تک تان
کے سوتی بن گئی۔۔

کچھ نہیں ہو سکتا اس لڑکی کا۔۔ اندر سالار اس کا
انتظار کر رہا تھا۔۔ کافی دیر بعد بھی جب وہ اندر نا آئی
تو وہ خود ہی باہر چلا آیا۔۔ اسے سوتے دیکھ کر
ماتھے پہ بے شمار شکنیں آئیں۔۔

واہ۔۔ اس کے پاس اتے چادر ہٹائی۔۔ دنیا جہاں کی
معصومیت سمیٹے وہ گہری نیند میں تھی۔۔

سالار کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر دل کے ہاتھوں مجبور
ہو کے اسے بازوں میں اٹھا کے اندر لے آیا۔۔۔

بیڈ پہ ڈالتے اسے کروٹ دیلوائی اور نیکلس اتار کے
سائڈ پہ رکھا۔۔۔

ساوری۔۔۔ پھر اس کا چہرا ہولے سے تھتھپھایا۔۔۔

ہبی جان۔۔۔ مجھے اپ سے بات نہی کرنی۔۔۔ اس کی
طرف کروٹ بدلتے نیند کے خمار میں ڈوبی آواز سے
کہا۔۔۔

ٹھیک ہے بات نہیں کرتے لیکن رومینس تو کر سکتے
ہیں نا۔۔

نہی۔۔ اپ دور رہیں مجھ سے۔۔ پٹ سے انکھیں
کھولتے دور ہٹی۔۔

یار میں ناراض تھا۔۔

اپ نہی میں تھی۔۔ اپ نے مجھے تھپڑ مارا۔۔ سیدھے
ہو کے بیٹھتے فاصلہ بنایا۔۔

تم بھی مجھے مار لو۔۔ سالار نے اگے ہوتے اس کا
ہاتھ پکڑتے اپنے چہرے کے قریب کیا تو ساوری نے
سختی سے مٹھی بند کر لی۔۔

مجھے نہیں کرنا کچھ بھی۔۔ آنکھوں میں آنسو بھرے۔۔
سaurی۔۔ سالار نے اسے اپنے جانب کھینچتے بیڈ پہ
چت لیٹایا۔۔

میں تمہاری ساری ضدیں مانتا ہوں کبھی میری بھی
مان لیا کرو۔۔

نو۔۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ اس کا ایک ہاتھ چھوڑتے رخ پلٹ دیا
۔۔ پھر گردن سے بال ہٹاتے نرمی سے تپتے لب
رکھے۔۔

سارے فنگشن میں یہ مجھے ڈیسٹرب کرتی رہی ہے۔۔
گردن کی پچھلی لائن پہ انگوٹھا مسلتے وہ اس پہ مکمل
جھکا تھا۔۔

ساوری سانس روکے اس کا لمس اپنے اندر اتار رہی
تھی۔۔

سالار نے اسے واپس سیدھا کیا۔۔ اسکی پلکیں لزر رہی
تھیں۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔ اسے دیکھتے پا کے اپنی کلائیاں
چھڑوانی چائیں سالار نے گرفت اور سخت کرتے اسے
مکمل طور پہ قابو کرتے اوپر اٹھا لیا۔۔

ائی مس یو سو مچ اس کے ہونٹوں کے پاس ہونٹ
لیجاتے نرمی سے بوسہ دیا۔۔

ساوری کا دل جیسے کانو میں دھڑکنے لگا اس اظہار پہ

سالار نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیے وہ ویسے ہی منجمد
ہو چکی تھی۔۔ بالوں کو دونوں اطراف سے اکٹھا کر
کے ایک ہاتھ میں لیتے سر کی چوٹی پہ مٹھی بنا کے
پکڑتے گردن پہ جا بجا اپنی شدتیں بکھرتے وہ
ساوری کو حواس باختہ کر گیا۔۔

ہبی۔۔ اس کے لب پھڑپھڑا رہے تھے۔۔ جب سالار
نے اس کے گلے سے ڈوری کھینچتے سانسیں کھینچیں۔۔
وہ ناراض تھے۔۔ لیکن سالار دھیرے دھیرے سے
ناراضگی ختم کر رہا تھا

مجھ سے دور رہیں۔۔ میں آپ سے ناراض ہوں
۔۔ اسے دور کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوتے وہ
ہلکا سا چیخی۔۔

لیکن وہ اسے چھوڑے بنا اپنا کام جاری رکھے ہوئے
تھا۔۔ اس کے بازوؤں سے گرفت نکالتے کمر شکنجے میں
لی۔۔

ساوری اس سے دور ہونے کے لیے مچل رہی تھی
--

پلیز۔۔ سالار۔۔ گردن پہ اس کی چبھتی بیرڈ محسوس
کرتے وہ کر لائی۔۔

راضی ہونے کا کیا لو گی یہ بتاؤ۔۔ سالار اس کے مچلتے
وجود کو آزاد کرتے سائڈ پہ ہو گیا۔۔

اس تھپڑ کا معاوضہ کچھ بھی نہیں ہے جو آپ نے
اس دن میرے چہرے پہ مارا تھا۔۔ اپنی فراک
اٹھاتے وہ بیڈ سے ہی اٹھ گئی۔۔

ساری زندگی اسی کے طعنے دیتی رہو گی اب۔۔ سالار
نے اپنی پیشانی مسلتے اسے دیکھا۔۔ اسے افسوس تھا
۔۔ لیکن اس افسوس کا ساوری نے اچار ڈالنا تھا کیا
ہاں ساری زندگی اس کا دکھ ختم نہیں ہو گا آپ نے
مجھ پہ ہاتھ اٹھایا۔۔ آپ سے ایسی توقع نہیں تھی
مجھے۔۔

اور تم نے جو کیا وہ کیا تھا۔۔ تم نے میری نیت پہ
شک کیا۔۔

آپ بتاتے مجھے۔۔ دوبارہ بتاتے۔۔ دس بار بتاتے
سمجھاتے ڈانٹتے۔۔ لیکن یہ کون سا طریقہ تھا منہ
بند کروانے کا۔۔

سالار کے پاس اس کی بات کا کوئی جواب نہیں
تھا۔۔ ساوری اپنے جوتے اٹھا کے باہر چلی گئی۔۔
سالار گہرا سانس لے کے رہ گیا۔۔

اگلے دن صبح بوا بھی آگئی تھی۔۔ ناشتہ بھی انہوں
نے ہی بنایا۔۔

ساوری نے دادو کے روم میں ہی کپڑے چینج کر لیے
تھے۔۔ ہلکے پھلکے فیروزی لباس میں وہ آج باقاعدہ
ناراضگی چہرے پہ سجائے پھر رہی تھی۔۔

ڈائننگ ٹیبل پہ ساوری اور داجی بیٹھے باتیں کر رہے
تھے جب زوہا وہاں آئی۔۔ ان دونوں کو اپس میں
باتیں کرتے دیکھ کے جھل بھن گئی۔۔

ایک نفرت بھری نگاہ ساوری پہ ڈالتے بیٹھی۔۔

رات کا تماشا بہت ہی کوئی واہیات تھا۔۔ تھی وہ بھی
سترہ سال کی لیکن اس میں اتنی نفرت پتہ نہیں کیسے
پنپنے لگی تھی ساوری کے لیے۔۔

داجی نے حیرت سے اسے دیکھا جبکہ ساوری کا دل
ڈگمگایا تھا۔۔

ہاں۔۔ کتنا برا فیل ہو رہا تھا مجھے۔۔ اپنی جوان بیٹی
کے سامنے ہی بابا شروع ہو گئے۔۔ توبہ۔۔ اس لڑکی
نے تو بابا کو پاگل ہی کر۔۔

شٹ اپ زوہا۔۔ قینچی کی طرح چلتی زبان کو ساوری
نے سٹاپ لگایا۔۔

کیا تم ہر وقت مجھے ٹونٹ کرتی رہتی ہو میں نے یہ
کر دیا میں نے وہ کر دیا۔۔ تمہارا باپ بچہ نہیں ہے
جسے میں قابو کر لوں گی۔۔ اپنی لمٹس میں رہا
کرو۔۔ جب دل کیا منہ اٹھا کے شروع ہو جاتی ہو
۔۔ اس کی آواز اتنی اونچی تھی کہ روم میں سالار
نے بھی سنی۔۔

واٹ ریش۔۔۔ت۔۔۔تم مجھے سے ایسی ٹون میں کیسے
بات کر سکتی ہو۔۔۔ہاؤ ڈئیر یو۔۔۔وہ ایک دم اس کے
بال پکڑنے کے لیے آگے جھکی تو ساوری نے اس
کے دونوں کلائیوں پکڑتے وہیں روکا۔۔

ویسے ہی جیسے تم کرتی ہو میرے ساتھ۔۔۔عمر میں
برابر سہی رشتے میں تم سے بڑی ہوں میں۔۔۔ذرا تمیز
سے بات کیا کرو مجھ سے۔۔۔اسے پیچھے چئیر پہ پھینکتے
تیش کے عالم میں دیکھا۔۔۔داجی تو حیرانگی اور پریشانی
کی ملی جلی کیفیت میں انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔انہیں

تو معلوم ہی نہیں تھا انہیں تو کیا کسی کو بھی معلوم
نہیں تھا۔۔

سالار باتھ روم میں تھا۔۔ ان کی آوازوں پہ باہر نکلتے
دونوں کو سنجیدگی سے دیکھا۔۔

اگر تم لوگوں کی لڑائی ختم ہو گئی ہو تو زوہا پیکنگ کر
لو۔۔ آج ہی نکل رہے ہیں ہم لوگ۔۔

ساوری نے نظر اٹھا کے سالار کو دیکھا جو زوہا کو غصے
سے دیکھ رہا تھا۔۔ اسے ساوری پہ رات کا بھی غصہ
تھا۔۔۔

سالار بیٹا۔۔ اتنی جلدی کیا ہے۔۔ ہم یہیں بیٹھ کے
ان کا مسئلہ حل کرتے ہیں۔۔

آدھی زندگی کزر گئی ہے ابو جی ان کے مسئلے حل
کرتے کرتے۔۔ پھر بھی ایک دوسرے کے لیے رحم
نہیں ہے ان کے اندر۔۔ ہر وقت کھانے کو تیار بیٹھی
ہوتی ہیں۔۔

میری غلطی نہیں ہے داجی بھی جانتے ہیں۔۔ ساوری
کی جان پہ بن آئی تھی وہ اسے بھی ویسا ہی سمجھ رہا

تھا۔۔ جبکہ زوہا مطمئن تھی کی اکیلی وہ ایسی نہیں ہے

--

داجی نے اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھا۔۔ واقع بات تو پہلے زوہا نے ہی شروع کی تھی۔۔ لیکن پہلے ان کے بیچ سب کیسا تھا وہ یہ نہیں جانتے تھے۔۔

اب سلجھانے کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔۔ ساوری یہیں رہ رہی ہے۔۔ جب تک زوہا کی شادی نہیں کر دیتا یہ یہیں رہے گی۔۔

اس سب میں جو بھی غلط ہو رہا تھا ساوری کے لیے
ہی تھا۔۔ زوہا کی تو پڑھائی چل رہی تھی ابھی کالج پھر
یونیورسٹی۔۔ اس کی شادی ہونے تک چھ سات سال
لگ جاتے۔۔ اور اتنے عرصے میں ساوری کا کیا۔۔
اور اگر ہم مر مرا گئے تو پھر۔۔ دادو اپنے روم سے
باہر آئیں۔۔ وہ بھی ساوری کی سائنڈ تھیں۔۔ کہاں
جائے گی یہ۔۔

میں کچھ نہیں جانتا۔۔ ان کی لڑائیاں کسی دن میری
موت کی وجہ بنیں گی۔۔

میں نہیں لڑتی بابا۔ آپ کی بیوی۔۔

بس زوہا۔۔۔ تم اچھا بننے کی کوشش مت کرو۔۔ میں
نے تمہیں بھی دیکھا ہے۔۔ زوہا اس کے سرد انداز
پہ لب بھینچ کے رہ گئی۔۔

ساوری خاموشی سے کھڑی تھی۔۔ سب خاموش ہو
گئے تو سالار اپنے روم میں واپس چلا گیا۔۔ زوہا بھی
ساوری کو غصے سے دیکھتے وہاں سے واک آؤٹ کر
گئی۔۔

تم ناشتہ کرو۔۔ ایسا کچھ نہیں کرے گا وہ میں
سمجھاؤں گا اسے۔۔ کچھ دیر بعد داجی نے اس کے
سر پہ ہاتھ رکھتے پیار سے کہا۔۔ ساوری کا دل ساکن
تھا۔۔ بھوک تو مر ہی گئی تھی۔۔ ایسے ہی بیٹھی
رہی۔۔ دادو نے بھی پیار سے بہلانے کی بہت
کوشش کی پر آنسوؤں کا گولا حلق میں اٹکا ہوا تھا۔۔
تم لڑنا چاہتی ہو سالار سے۔۔ دادو نے بہت سوچنے
کے بعد اس سے پوچھا۔۔ تو اس نے نم آنکھیں اٹھا
کے انہیں دیکھا۔

نہیں۔۔ ساتھ گردن نفی میں ہلاتے دوبارہ نظریں
جھکا لیں۔۔

تمہیں کسی چیز سے مسئلہ ہے تو سالار سے کہو۔۔ نہیں
تو مجھ سے کہو بیٹا۔۔ ہم تمہارے ماں باپ ہی جیسے
ہیں۔۔

مجھے اپنی ماما کے پاس جانا ہے۔۔ ہتھیلیاں مس کرتے
بے چینی سے سسکی اپنے اندر اتاری۔۔ وہاں سب
سالار کے ہی تھے۔۔

کیوں جانا ہے کہیں بھی۔۔ اپنا گھر ہے تمہارا یہیں
رہو گی۔۔ اور سالار تمہیں ساتھ لے کے جائے
گا۔۔ داجی نے اسے محبت سے ڈپٹا۔۔

مجھے نہی رہنا نا یہاں۔۔ میرا کوئی نہیں ہے۔۔ میں
یہاں بس بابا کے وعدے سے جھول رہی ہوں کب
گرا دی جاؤں کوئی پتہ نہیں۔۔ اپنی ہتھیلیاں دیکھتے
بھاری آواز میں کہا۔۔

دادو اسے دیکھ کے پریشان تھیں وہ کیا کر سکتی تھیں
اس کے لیے۔۔

سالار کے لیے دونوں رشتے امپورٹمنٹ تھے۔۔ نازوہا کو چھوڑ سکتا تھا ناساوری کو۔۔

ساوری دادو کے روم میں چلی گئی تھی۔۔

زوہا کو کیا تھا اس کی زندگی تو پرسکون ہی تھیں۔۔

اور سالار روم میں آ کے پریشانی سے ٹھہل رہا تھا۔۔ وہ

جانتا تھا زوہا کی غلطی ہے۔۔ وہ پھر بھی ساوری کو

ڈانٹ دیتا تھا وہ اس سے اور بدگمان ہوتی جا رہی

تھی۔۔ پریشانی مسئلے بیڈ پہ ڈھے گیا۔۔

شام کا اندھیرا چار سو پھلنے لگا تو زوہا تیار ہو کے
اپنے روم سے باہر آئی۔۔

دادو۔۔ رقیہ بیگم چار پائی پہ لیٹی تسبیح کر رہی تھیں
اسے دیکھا۔۔

میں انعم کی طرف جا رہی ہوں۔۔ وہیں سے ہم لوگ
مہندی پہ چلے جائیں گے واپسی پہ پھر مجھے لے آنا۔۔
باپ سے پوچھ لو۔۔

وہ روم میں بند ہیں صبح سے۔۔۔ مجھے سے بات ہی
نہیں کر رہے آپ کہہ دیجئے گا پلیز۔۔

رقیہ بیگم نے کوئی جواب نہیں دیا تو ٹک ٹک کرتی
باہر چلی گئی گئی انعم کا گھر سامنے ہی تھا۔

داجی نماز پڑھ کے گھر آئے تو انہیں رقیہ بیگم نے
انفارم کر دیا تھا۔

بات سنیں۔۔ وہ اپنی چار پائی پہ بیٹھ رہے تھے
ہاں۔۔

میں سوچ رہی یوں۔۔ کیوں نا سالار اور ساوری کو
آج نالے کے جائیں۔۔

کہنا کیا چاہ رہی ہو سمجھ نہیں آئی۔۔

میرا مطلب ہے ہم دونوں چلے جاتے ہیں شادی پہ
۔۔ زوہا بھی جا چکی ہے پیچھے وہ دونوں گھر رہیں گے
تو شاید بات بن جائے۔۔

مجھے نہیں لگتا ایسا ہو گا۔۔ سالار تو سمجھ دار ہے وہ
بھی بچیوں کے ساتھ مل کے بچہ بن رہا ہے۔۔
ہم کوشش تو کر سکتے ہیں نا۔۔

ہمم تم کہتی ہو تو کر کے دیکھتے ہیں۔۔
پھر رات کو وہ دونوں بھی خالدہ بیگم کے بیٹے کے
ساتھ شادی پہ آگئے۔۔

لقمان نے اپنے پہلے پوتے کی شادی پہ پورے گاؤں
کو بلایا تھا۔۔ وہ لوگ کافی امیر تھے۔۔ اور زیادہ تر ان
کی فیملی میمبر دوسرے ممالک میں رہائش پذیر تھے
۔۔ جس وجہ سے نئی نسل ماڈرن بھی تھی۔۔ بڑی
حویلی میں ہی سارا انتظام ہوتا تھا۔۔

ہر طرف گہما گہمی۔۔ آج مہندی تھی اور ہر طرف
پیلا سبز سرخ رنگ بکھرا تھا۔۔

زوہانے دادو کو دیکھ دور سے ہی ہاتھ ہلایا۔۔

تمام لڑکیاں نیچے گاؤ تکیے لگائے مہندی لگوا رہی
تھیں۔۔ زوہانے بھی ایک ہاتھ پہ لگالی تھی اور
دورے کے لیے ویٹ کر رہی تھیں۔

میری دادو کو بھی کوئی لگا دو۔ ایک ہاتھ سے انہیں
تھامتے مہندی لگانے والیوں کو کہا تو سب مسکرا دیں

--

ہاں میں بوڑھی عورت اب مہندی لگا کے بیٹھ جاؤں

--

ہاں تو کیا خالہ۔۔ اب آپ اتنی بھی بوڑھی نہیں
ہوئیں۔ نسرین بیگم نے محبت سے انہیں کندھے سے
تھامتے موڑھے پر بیٹھایا۔۔ ٹیک والے موڑھے تھے
تو وہ آسانی سے بیٹھ گئیں۔۔

زوہانے خود ہی مہندی اٹھا کے دادو کے ہاتھوں پہ
گول گول ٹکیاں بنا دیں۔۔

کچھ لڑکیاں ڈھولکی کی تھاپ پہ پٹے گا رہی تھیں۔
لڑکوں کا انتظام حویلی کی پچھلی طرف تھا پہلے لڑکے

اور لڑکی کا نکاح ہونا تھا پھر ہی کمبائن مہندی سٹارٹ
ہوتی۔۔ ابھی سب تیاری کر رہے تھے۔۔

برائڈ اور گروم دونوں چچا زاد تھے تو دونوں ایک ہی
گھر میں تھے۔۔

لڑکی اپنے والدین کے ساتھ امریکہ رہتی تھی بس
شادی کے لیے وہ یہاں آئی تھی شادی کے بعد سمیر
بھی امریکہ چلا جاتا اس کی بھی وہاں جاب تھی۔۔

شور شرابے میں گم رقیہ بیگم مسکراتے دیکھ رہی
تھیں جب نسرین بیگم ایک بار پھر ان کے پاس
آ کے بیٹھیں۔۔۔

تھوڑی بہت بات چیت کے بعد اپنا مقصد بیان کیا
۔۔۔

خالہ۔۔ آپ سے ایک بات کرنی ہے اگر آپ برا نا
منائیں تو۔۔ دیکھ وہ زوہا کی جانب رہی تھیں۔۔۔
ہاں بولو نسرین تمہید مت باندھو۔۔۔

وہ دراصل میرے سبطین کو آپکی پوتی پسند آگئی ہے
اور وہ چاہتا ہے میں آپ سے اس کے رشتے کی بات
کروں۔۔۔

اچھا۔۔ ان کے تاثرات بدلے۔۔ میں اس کے باپ
سے مشورہ کر کے بتاؤں گی۔۔ سبطین بھی اپنا بچہ
ہے پڑھا لکھا ہے۔۔

جی جی۔۔ ضرور۔۔ ماشاء اللہ آپ کی پوتی بھی بہت
پیاری ہے۔۔ زوہا کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے وہ
پر سکون ہوتے مسکرا دیں۔۔

دوسری جانب سبطین کو معلوم ہی نہیں تھا ساوری
ان کی پوتی تھی یا زوہا۔۔۔ کل وہ کام کے سلسلے میں
فنکشن اٹینڈ نہیں کر پایا تھا ورنہ اسے ضرور معلوم ہو
جاتا۔۔۔

داجی اور دادو کے جانے کے بعد سالار روم سے باہر
آیا وہ جانتا تھا ساوری اور وہ دونوں ہی گھر پہ اکیلے
ہیں۔۔۔ ۱

پہلے کچن سے پانی کا گلاس بھرا اور دادو کے روم کا
دروازہ ناک کرتے کھولا۔۔

ساوری جاگ رہی تھی۔۔ اسے دیکھ کے فوراً سیدھی
ہوئی۔۔

سالار کچھ کہے بنا بس اس کے پاس آ کے بیٹھ گیا۔۔
دونوں کے درمیان خاموشی کچھ دیر رہی پھر سالار
نے اس کا ہاتھ دیکھتے اپنے ہاتھ میں لیا۔۔

ناراضگی کیسے ختم ہو گی۔۔ زرا جھکتے اس کی آنکھوں
میں دیکھنا چاہا جو اب خشک ہو چکی تھیں ساوری

خاموشی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیکھتی
رہی۔۔۔

میرا بے بی ناراض ہے مجھ سے۔۔ اس کی طرف رخ
کرتے ایک ٹانگ فولڈ کرتے اس کے سامنے بیٹھا۔
ساوری تھوڑا پیچھے سرکی۔۔

آئی ایم سوری۔۔ اس کا چہرا اوپر اٹھانے کے لیے
ہاتھ نزدیک کرنا چاہا تو ساوری نے رخ پھیر لیا۔۔
کیا لوگی ناراضگی ختم کرنے کا۔۔ گہرا سانس لیتے
سالار نے دوبارہ دونوں ٹانگیں لٹکائیں۔۔

ڈیورس۔۔ ایک لفظ بولتے اس کی زبان نہیں
لڑکھڑائی تھی پر سالار سے اس کا ہاتھ چھوٹ گیا۔۔
تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ساوری۔۔ اسے ٹھیک
کرنا ہی پڑے گا اب۔۔ کھڑے ہوتے ہی باہوں میں
ہاتھ ڈالے۔۔

کیسے کریں گے۔۔ پھر سے تھپڑ ماریں گے۔۔ وہ بیٹھی
ہوئی تھی گردن اوپر اٹھاتے اسے ساکت نظروں
سے دیکھا۔۔ سالار نے ضبط سے لب بھینچے۔۔
ایک تھپڑ کے لیے تم ہمارا رشتہ ختم کرنا چاہتی ہو۔۔

وہ ایک تھپڑ محض تھپڑ نہیں تھا ہی۔۔ آپ نے
میری جان نکال دی تھی۔۔ میرا یقین میرا مان سب
توڑ دیا میں آپکے پاس محفوظ تھی۔۔ لیکن اب نہیں
ہوں۔۔

ایسی بات نہیں ہے۔۔

ایسا ہی ہے۔۔ آپ نے مجھے مارا اور آپ کو اس بات
کا بلکل بھی افسوس نہیں ہے۔۔

افسوس کیوں نہیں ہے۔۔ لیکن تم نے مجھے کہا میں
تمہیں بیڈ ٹچ کرتا تھا۔۔ ایسا میں نے کب کیا۔۔ ایک

بار بھی کبھی میرا چھونا تمہیں برا لگا ہو تو بتاؤ مجھے۔۔
میں دوبارہ تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگاؤں
گا۔۔ وہ۔ خاموشی سے آنکھوں میں پانی لیے اسے
دیکھتی رہی۔۔ چہرہ ضبط سے لال ہو رہا تھا۔۔
تمہیں کیا پتہ میں نے یہ تین ہفتے خود کو کیسے سزا
دی ہے کیسے رہا ہوں تمہارے بغیر۔۔ بہت بری لت
لگ گئی ہے مجھے تمہاری۔۔ اور مجھے ایسے لگتا ہے میں
تمہارے بغیر دوبارہ رہا تو مجھے بھی استما ہو جائے گا۔۔
اس کا چہرا تھامتے وہ بالکل پاس آیا۔۔

بس باتیں کرتے ہیں۔ آپکو ذرا فرق نہیں پڑتا میں
کتنی تکلیف میں تھی۔۔

اچھا۔۔ ٹھیک ہے۔۔ سالار نے اسے چھوڑا اور دو قدم
پیچھے لیے۔۔

تم نے جب مجھے گھراٹے نکالا تھا۔۔ ساری رات میں
دروازے پہ واچ مین بن کے بیٹھا رہا۔۔ لوگ میرا
مراق اڑاتے رہے۔۔ میں نے تم سے کچھ کہا۔۔ نہیں
نا۔۔

وہ تو بس مراق تھا نا۔۔

ہونہ۔۔ کمر پہ ہاتھ رکھتے وہ طنزیہ ہنسا۔ تم نے مزاق
مزاق میں میرا مزاق بنا دیا۔۔ لیکن میں نے اسے
تمہارا بچپنا سمجھ کے درگزر کیا۔۔ کوئی سزا نہیں دی
۔۔ پر تم مجھے اب میرے کیے کی سزا دینا چاہتی ہو
۔۔ تو میں لمحہ بھر ٹھہرا۔

میں معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں۔۔ پر تمہیں بھی
میرے بارے میں ایسی بات نہیں کرنی چاہیے تھی
ساوری۔۔ ہاتھ نکالتے پینٹ تھائز سے اوپر کھینچتے وہ
گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔

پھر دونوں ہاتھوں سے اس کے ننگے پاؤں چھوئے
۔۔ ساوری کا پورا جسم پتھر ہوا۔ بنا پلکیں چھپکائے اس
کا جھکا سر دیکھا۔۔

میں بہت شرمندہ ہوں ساوری شاہ جو اس دن تم پہ
ہاتھ اٹھایا۔۔ مجھے معاف کر دو آئندہ نہیں ہو گا
۔۔ دونوں ہاتھ بھی جوڑ دیے سر تو پہلے ہی جھکا تھا

--

ساوری کے پاس الفاظ نہیں تھے۔ آنکھوں پہ اٹکے
آنسو گال پہ ٹپکتے نیچے پھسل گئے۔۔۔ کپکپاتے ہاتھوں
سے اس کا ہاتھ تھماتے اپنے سینے سے لگائے۔۔

میں نے ایسے تو نہیں کہا۔۔ اوپر کھڑے ہوتے اپنے
پاؤں بھی کھینچنے چاہے پر اتنی جگہ نہیں تھی۔۔
پھر تھپڑ مارنا چاہتی ہو تو تھپڑ مار لو۔۔ میں کچھ نہیں
کہوں گا۔ وہ نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔

مجھے بس تکلیف ہوتی بس میرے ساتھ کوئی نہیں
ہے۔۔ میرے بابا ہوتے تو وہ مجھے پروٹیکٹ کرتے۔۔

میں کروں گا پروٹیکٹ تمہیں اپنے ہاتھ اس کے
ہاتھوں سے نکالتے اسے سینے میں بھینچ لیا۔

آپ زوہا کا ساتھ دیتے ہیں اس کے ساتھ حالانکہ
میں کچھ نہیں کرتی۔

جیسے میرے ساتھ لڑتی ہو جواب دیتی ہو اسے بھی
دے دیا کرو۔ اس کی پیٹھ تھپتھپاتے نرمی سے کہا۔

ہاں۔۔ آج کہا تھا نا۔ اور آپ نے مجھے بھی ڈانٹ دیا
اور مجھے چھوڑ کے بھی جا رہے ہیں وہ بھی ساتھ اٹھ

سال کے لیے۔۔ اس کی بات پہ بے ساختہ اس کے
ہونٹ مسکرائے

تم نے حساب بھی کر لیا۔۔

ہاں جی۔۔ ابھی وہ کالج میں ہے پھر یونی پھر ایک دو
سال ریسٹ۔۔ پھر کہیں جا کے اس کی شادی۔۔
سالار نے اس کے بکھرے بالوں کو سمیٹتے سر پہ
بوسہ دیا۔

نہیں۔۔ میں تمہیں ساتھ لے کے ہی جاؤں گا۔۔ ہاں
البتہ زوہا کو یہاں چھوڑ دیں گے۔۔ آخر میں اس
اس کا گال سینے سے اٹھاتے چہرا سامنے کیا۔۔
بس میں آپ سے ناراض ہوں۔۔ ساوری نے بھی
بچوں کی طرح منہ بسورا۔۔
کیوں۔۔ اب تو معافی مانگ لی ہے۔۔
مجھے تھپڑ مارنا ہے۔۔ اس خواہش پہ سالار بے ساختہ
اپنے گال پہ ہاتھ رکھ لیا۔۔
میں بڑا ہوں تم سے شرم کر لو۔۔

کوئی بات نہیں جب آپ کو مارتے ہوئے شرم نہیں
آئی تو مجھے بھی نہیں آئے گی۔۔ ساوری نے پیچھے
ہوتے تیاری باندھی۔۔

سالار کی آنکھیں دکھ سے سکڑیں۔۔

کتنا برا لگے گا ساوری تم اپنے بائیس سال بڑے شوہر
کو تھپڑ مارو گی۔

آپ نے بھی تو مارا تھا نا۔۔ ہاتھوں کو آپس میں
رگڑتے اس کا گال دیکھا۔۔۔

بدلہ لے رہی ہو۔۔

ہاں نا۔۔ ہاتھ ہوا میں لہراتے اس نے تھپڑ کے لیے
اٹھایا۔۔ جو نہی وہ قریب آیا سالار نے پکڑتے اسے
گول گھمایا اور ساوری کی پشت کو سینے سے لگا لیا۔۔
کلائی سختی سے پکڑتے دوسرا ہاتھ کمر میں مضبوطی
سے باندھ لیا۔۔

ی۔۔ یہ تو چیٹنگ ہے نا۔۔ وہ مچلی۔۔

چیٹنگ برداشت ہے لیکن میں نہیں چاہتا میری بیوی
گناہ گار ہو۔۔

ن۔۔ اس میں گناہ کہاں سے آگیا۔۔ میں قصاص لے
رہی ہوں۔۔ ورنہ آپ کو ہو گا۔

میں معافی مانگ چکا ہو مائے لٹل بے بی۔۔ اس کی
گردن پہ بیرڈ رگڑتے گال پہ ہونٹ رکھے تو وہ
سرخ کندھاری ہوئی۔۔

ا۔۔ آپ دور رہ کے بات کیا کریں مجھ سے۔۔ اس
کے پیٹ پہ کہنی مارتے چھڑوانا چاہا پر سالار جھٹکے
سے پیچھے ہوتے بچ گیا۔۔

کیوں نا آج تھوڑا ماحول چنچ کیا جائے۔۔ اس کے

کندھے پہ ٹھوڑی رکھتے بلی بٹن پہ انگلی گھمائی۔۔

مطلب۔ ساوری سمجھی نہیں اس کا سارا دھیان اپنے

پیٹ پہ تھا جہاں اس کا ہاتھ رینگ رہا تھا۔

مطب آج امی جی کے کمرے میں ہی سب کرتے

ہیں۔۔ اسے بیڈ پہ گراتے اپنے کف کھولے۔۔

ساوری اس کا انداز دیکھتے سٹیٹائی اسے راضی ہونا مہنگا

پڑ رہا تھا۔۔ کل رات تو وہ بچ آئی تھی پر اب تو کوئی

سیچو سیشن ہی نہیں تھی اوپر سے داجی لوگ پتہ نہیں
کب تک آتے۔۔ گھڑی پہ ٹائم دیکھا۔۔

ابھی ان کے آنے میں تین گھنٹے ہیں۔۔ یہ ٹائم ہم
لوگ آرام اور سکون کے ساتھ گزاریں گے۔۔ وہ
شرٹ کے بٹن کھول چکا تھا اور ساوری وہاں سے
کھسکنے کا بہانہ سوچ رہی تھی۔۔

وہ ابھی سوچ میں ہی تھی جب سالار نے اس کی
ٹانگ پکڑ کے اپنی جانب کھینچا۔۔

۱۱۱۱۔۔ ساوری کی چیخ بلند ہونے سے پہلے سالار نے
اسکے گلے میں ہاتھ دالتے اوپر اٹھایا۔۔ ایک ہاتھ کمر
میں ڈالتے اسے اوپر کیا۔۔

ساوری کا پورا بدن ہل گیا تھا۔۔

آرام سے۔۔ میرے دل گردے سب ہل گئے ہیں

۔ اس کے سینے پہ ہتھیلیاں جماتے گھورنا چاہا پھر

آنکھوں کی لودیتی چمک اسے سٹپانے پہ مجبور کر

گئی۔۔

سالار کے ہاتھ اس کی کمر سے رینگتے اوپر آرہے تھے
اور ساوری سمٹتے اس کے تھوڑے اور قریب آئی۔۔
ہبی جان۔۔۔ اپنے بازو اوپر کرتے اس کے گلے میں
ڈالے کہ شاید اس کا دھیان بھٹک جائے گا پر وہ
اپنے ہاتھوں کی حرکت بغور دیکھتے اس کے بدن کی
نزاکتیں نہار رہا تھا۔۔۔ انگوٹھے سے مسلتے وہ جان لیوا
شرارت کر گیا تو ساوری بے چینی سے اس کے
ساتھ آگئی۔۔ سالار اس کی معصومیت پہ ہونٹ کا
کونا دانتوں تلے دبا گیا۔۔

ایک جگہ ٹھہری رہیں۔۔ اسے واپس پیچھے کھینچتے ویسے
ہی اپنی مصروفیت جاری رکھی۔۔ اس کے ہاتھ
کندھوں سے تھوڑا نیچے جا کے رکے تھے۔۔ ساوری کا
سانس لینا محال ہونے لگا۔۔

آپ مجھے بیڈ ٹچ کر رہے ہیں۔۔ لرزتی پلکیں اٹھاتے
اسے دیکھا تو سالار نے بھی اس کی آنکھوں میں
دیکھا۔۔

تمہیں برا لگ رہا ہے۔ اس کے انگوٹھے وہیں رکے
تھے۔۔

ساوری نے نفی میں سر ہلایا۔

تو پھر یہ بیڈ ٹچ نہیں ہے۔۔ اسے اوپر اٹھاتے مکمل
پیچھے لٹا دیا۔۔ اپنی شرٹ تن سے الگ کرتے
دونوں گھٹنے اس کی ٹانگوں کی دائیں بائیں رکھتے ایک
کہنی اس کے قریب نیچے آتے سائیڈ پہ ٹکائی
۔۔ ساوری آنکھیں بند کیے مٹھیوں میں کمر ٹر دبا گئی
جو اس کے نیچے پڑا تھا۔۔ سالار نے اس پہ سایہ
بناتے دھیرے سے شہادت کی انگلی مس کرتے ماتھے

سے بال ہٹائے۔۔ ساوری آنکھیں بند کیے اس کا
لمس محسوس کر رہی تھی۔۔

تم بہت معصوم ہو چہرے سے۔۔ پر حقیقی معصومیت
ختم ہو گئی ہے۔۔ ٹھوڑی کے نیچے تک انگلی لے
جاتے اس کا چہرا تھوڑا سا اوپر کیا پھر جھک کے لبوں
کے قریب کونے پہ اپنے ہونٹ رکھتے چوما۔۔
ساورى دھڑ دھڑاتے دل کے ساتھ آنکھیں میچے
ہوئے تھی۔۔

بے بی۔۔ اوپن یور آئیز۔۔ اس کی آنکھوں پہ انگوٹھا
مس کرتے مسکرایا۔۔ ساوری کی پلکیں شدت سے
لرزا اٹھیں۔

مجھے دیکھو۔۔۔

ساوری نے نفی میں سر ہلایا۔

سالار نے اس کا ہاتھ پکڑتے انگلیاں ماتھے پہ
رکھیں۔۔ پھر آہستہ آہستہ نیچے لاتے اس کی انگلیوں
کے پور دانتوں میں دبائے تو ساوری نے بے ساختہ

انکھیں کھولیں۔۔ دل دھک سے رہ گیا۔۔ شہد رنگ
جذبے لٹاتیں آنکھیں اس پہ ہی جمی تھیں۔۔
تمہارا یہ انداز بہت جان لیوا ہے بے بی۔۔ میرے
بس میں نہیں رہتا کچھ بھی۔۔ انگلیوں کے پور
ہونٹوں سے چومتے اس کے دھڑکیں بڑھائیں۔۔ یہ
تھرڈ بار تھا اور اس بار بھی اس کا انداز مختلف تھا
جان لینے کا۔۔ ساوری کا چہرہ گلابیاں چھلکاتا سلار کو
مدہوش کر رہا تھا۔۔

تمہارا نشہ ایسا ہے جو پیے بنا ہی چڑھ جاتا ہے۔۔ اس
کی پشت پہ ہاتھ رکھتے جھٹکے سے اوپر اٹھاتے شہ
رگ پہ شدت سے لب گاڑے۔۔ ساوری سک کے
رہ گئی۔۔

وہ پورے جنون سے اس کی شہ رگ دانتوں سے
کاٹتے اس کے حواس کھینچ رہا تھا۔۔ ساوری نے
تڑپتے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا پر وہ اسے قابو کیے پوری
شدت سے اپنا آپ حاوی کر چکا تھا۔۔

ہ۔۔۔ہب۔۔بی۔۔اس کی آواز ٹوٹنے لگی تھی سالار
گردن سے نیچے ہوتے اس کی دھڑکنوں پہ سختی سے
دانت گاڑ گیا۔۔

بی۔۔چھوڑ۔۔اس کے بالوں کو نیم وا آنکھوں سے
دیکھتے وہ تھوڑا ٹیڑھی ہوئی پر سالار کا زور اور گرفت
اور بڑھ گئی۔۔

تمہاری ان حرکتوں سے میرا جنون اور بڑھتا ہے بے
بی۔۔مجھے آزماتی ہو تو پھر برداشت بھی کیا
کرو۔۔چہرہ اوپر اٹھاتے خمار بھری آنکھوں سے اسے

دیکھا۔۔ ساوری کو جیسے اپنا دل اس کی آنکھوں میں
دھڑکتا ہوا نظر آیا تھا۔۔

سالار نے اس کے ہاتھ چھوڑتے۔۔ لان کی شرٹ
کے اندر ہاتھ ڈالتے پیٹ پہ ڈائریکٹ انگلیاں مس
کیں۔۔

سآوری اس کی یہ جاندار شرارتیں بمشکل سہن کر
رہی تھی۔۔

سالار ساتھ اس کے سینے پہ لب رکھتے ایک ہاتھ سے
اندر سے اسے گہرے پردے سے آزاد کر گیا

-- ساوری کا دل جیسے سالار کے ہونٹوں سے پھسل
کے حلق تک آیا۔

ی۔۔ یہ کیا کیا۔۔

کچھ نہیں۔۔ اب بس تمہارے دل اور میرے
ہونٹوں کے درمیاں بس یہ باریک سا کپڑا ہے۔۔
اس کی شرٹ کو چٹکی میں بھرتے مسکرایا۔۔

سآوری بس پاگل ہونے والی تھی۔۔ اس کے بہکتے
ہونٹ ہر طرف بھٹکتے اس کی جان ہوا کر رہے تھے

آپ کو شرم نہیں آتی۔۔

نہیں۔۔ میاں بیوی میں شرم جائز ہی نہیں ہے۔۔
اس کی تیز ہوتی سانسیں سالار کو روک گئیں۔۔ اوپر
ہوتے اس کی نم شرٹ دیکھی۔۔ وہ پسینے سے بھگی
تھی یا اس کے لمس سے۔۔

ساوری اس کی جذبوں سے بھری آنکھوں میں دیکھ
بھی نہیں پا رہی تھی بے بسی سے آنکھیں ہی بند کر
لیں۔۔۔

اب میں تمہیں بیڈ ٹچ کرنے والا ہوں۔۔۔ سنبھل کے
۔۔۔ اسے کروٹ پہ لٹاتے تکیہ اپنے اور اس کے سر
کے نیچے رکھا۔۔۔ ساوری سمٹ سی گئی۔۔۔ سالار کا سینہ
اس کی پشت سے لگا تھا۔۔۔

اس کا گلابیاں بکھیرتا بدن سالار اپنے انداز سے
مسل رہا تھا۔۔۔

ساوری کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اس کے سامنے پڑی
کیوں ہے وہ وہاں سے اٹھ کے بھاگ کیوں نہیں
رہی اس کا بیڈ ٹچ اسے گڈ ٹچ کیوں لگ رہا تھا۔۔۔

سالار نے اس کی لان کی شرٹ اوپر کرتے الگ کی
۔۔ کمفرٹر دونوں پہ لیتے اس کا رخ واپس اپنی طرف
پلٹایا تو ساوری سرخ ہو رہی تھی۔۔ گلابی تو سالار کا
چہرا بھی تھا لیکن وہ الگ انداز میں۔۔ وہاں جڑے
تھے شدتیں تھیں جنون تھا جو وہ ساوری کے اندر
اتار دینا چاہتا جب کہ ساوری شرم و حیا سے لال
گلاب بنی تھی۔۔ سالار نے اس کے ماتھے کی نمی
انگلیوں کی پشت سے چن لی۔۔

تین گھنٹے ہونے والے ہیں۔۔ ساوری نے بے چینی
سے اس کے پیچھے وال کلاک پہ دیکھا جہاں ابھی
ساڑھے دس ہی ہو رہے تھے۔۔

نہیں بے بی جان۔۔ ابھی گھنٹہ ہے۔ اسے اپنے
قریب کرتے کھینچتے کمر پر ہتھیلیاں مس کیں۔۔
تمہیں مشکل ہو رہی ہے سانس لینے میں۔۔ اس کی
اکھڑتی سانسیں محسوس کرتے پوچھا۔۔ ساوری کی
سانس واقع رک رہی تھی پھر بھی اس نے نفی میں
سر ہلا دیا۔۔ اس سے ہل گیا تھا شاید۔۔

سالار نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھنساتے اس کے
ہونٹ اپنے سینے سے لگائے تو ساوری اس کی خشبو
اپنے اندر اتار گئی۔۔ سالار کے ہاتھ حرکت کر رہے
تھے۔۔ اس کی بے چینیاں بڑھاتے اس نے ایک ہی
بار میں اسے اپنے وجود میں مکس کر لیا۔۔ ساوری کی
اذیت سے بند ہوتی آنکھیں اس کے سینے میں چھپی
تھی۔۔ اس کی تمام بے چینیاں ساوری کے جسم میں
اترنے لگیں۔۔۔

وہ چند ہی لمحوں میں تھکن سے چور ہونے لگی۔۔۔ پر
سالار اتنا آگے بڑھ آیا تھا۔۔۔ جب تک سیٹیفائی نہیں
ہو جاتا وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا تھا۔۔۔ وہ تین گھنٹے
کیسے گزر گئے ایک دوسرے میں مدہوش سالار اور
ساوری کو پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔ بے سدھ ہوتے ساوری
اس کے ساتھ لگی سو رہی تھی۔۔۔
باہر دروازے پہ بیل ہوئی تو سالار نے اپنا بھیگا چہرا
اس کی گردن سے نکالتے ٹائم دیکھا۔۔۔

اپنے روم میں ہوتے تو کتنا اچھا تھا۔۔ اسی کمفرٹر
سمیت اسے بازوؤں میں اٹھاتے پہلے روم میں آیا۔۔
پھر اپنی چیزیں جو دادو کے روم میں تھی جلدی سے
اٹھا کے اپنے روم میں پھینکی شرٹ پہنتے چہرے پہ
ہاتھ پھیرا۔۔ بال درست کیے اور تین گھنٹوں کے
آثار چہرے سے مٹانے کی کوشش کرتے دروازہ کھولا
۔۔

اتنی دیر برخوردار۔۔ داجی نے چشمے کی اوٹ سے اس
کا چہرہ دیکھا تو وہ نظریں چرا گیا۔۔

ہاں سو رہا تھا۔۔

ساوری کہاں ہے۔۔ دادو نے پوچھا۔۔

سو رہی ہے۔۔ ساتھ زوہا کو دیکھا۔۔ جو کافی خوش نظر
آ رہی تھی۔۔

وہ دروازہ بند کرتے ان کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔۔ زوہا
تو اپنے روم میں چلی گئی۔۔ سالار نے ابو جی اور امی
کی چارپائیاں سیدھی کرتے بستر بچھا دیئے۔۔

وہ لیٹ گئے تو سالار واپس اندر چلا آیا۔۔

ساوری ہنوز سو رہی تھی۔۔ اس کے پاس لیٹتے دوبارہ
اپنے بازؤں میں بھر لیا۔۔

اسے افسوس تھا اس نے اپنے بے بی پہ ہاتھ اٹھایا تھا
۔۔ گال پہ لب رکھتے آنکھیں موند لیں

اگلے دن ان لوگوں نے جلدی جانا تھا۔۔ دن کا
فنکشن تھا براؤنڈل شاور اور صرف لڑکیاں ہی الاؤ

تھیں۔۔ زوہا اور ساوری دونوں جانے کے لیے تیار
تھیں دادو کا آج گھر رہنے کا ہی ارادہ تھا۔۔

سآوری اپنے کپڑے نکال رہی تھی جب سالار روم
میں داخل ہوا۔۔ گاؤں میں دن پر سکون گزر جاتا تھا
۔۔ شہروں میں تو وقت دوڑتا تھا جیسے۔۔

پنک کلر کے سمپل لان کے سوٹ کے ساتھ شیفون
کا بھاری دوپٹہ تھا۔۔۔

تمہیں کپڑے پسند آئے ہیں سب۔۔ سالار نے اسے
دیکھتے لیپ ٹاپ اٹھایا۔۔

ہاں جی۔۔ مجھے پوچھنا تھا۔۔ آپ کو کیسے پتہ یہ سب
رسمیں ہوتی ہیں۔۔ ساوری نے چوڑیاں نکالتے سوال
کیا۔۔

بس پتہ تھا۔۔ سکریں اون کرتے مونچھوں اور داڑھی
پہ ہاتھ پھیرا۔۔

پھر بھی۔۔ بتائیں نا۔۔ چوڑیاں سیٹ کر کے ایک
طرف رکھیں۔۔

مال سے شوپنگ کی ہے۔۔ وہاں ویڈنگ پیج ملتے ہیں
انہی سے لیے۔۔

دیکھا۔ میں بھی کہوں یہ اتنا کچھ آپ کو کیسے پتہ ہو
گا۔۔۔ باقی سب کچھ سمیٹ کے کبڈ میں رکھ دیا۔۔
سالار کام میں مصروف ہو گیا تو ساوری باہر چلی آئی
۔۔

دادو اور داجی آپس میں کوئی بات کر رہے تھے وہ
بھی ان کے پاس ہی جا کے بیٹھ گئی۔۔ صبح سے اس
کا چہرہ چمک رہا تھا اور دادو مطمئن تھیں کہ ان کی
صلح تو ہو گئی ہے۔۔

کیا باتیں کر رہے ہیں مجھے بھی بتائیں۔۔۔ مسکراتے
دوپٹہ درست کر کے لیا۔۔

تمہیں بتانے والی نہیں ہے تم جاؤ۔۔ دادو نے
گھورا۔۔

کہاں جاو اندر ہی بھی کام کر رہے ہیں۔۔ زوہا سے
ویسے نہیں بنتی اور آپ پاس بیٹھنے نہیں دے رہے
۔۔ منہ بسورتے کہا۔۔

داجی اس کے انداز پہ مسکرائے۔۔

بیٹھنے دو۔۔ اسے بھی سننے دو گھر کا فرد ہے۔۔

ہاں بلکل۔۔ بالوں کو ماتھے سے پیچھے دھکیلتے وہ داہی
کی چارپائی پہ آکے ٹکی۔۔

ہم لوگ زوہا کے رشتے کی بات کر رہے ہیں۔۔۔
دادو نے اسے گھورا۔۔

واؤ اس کے ہونٹ گول ہوئے۔۔ کب کرنی ہے
شادی۔۔

شادی نہیں کرنی ابھی بس سوچ رہے ہیں۔۔۔ لقمان
صاحب کی بیگم نے اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے رشتہ
مانگا ہے ہماری زوہا کا۔۔

سچ میں۔۔

ہاں۔۔ ہمیں تو بظاہر کوئی برائی نظر نہیں آرہی۔۔

لیکن سالار سے پوچھنا ہے ابھی پھر ہی کوئی فیصلہ

کریں گے۔۔

میں پوچھ دوں۔۔ ساوری نے فوراً اپنی مدد پیش کی۔۔

تم کیوں ہم خود بات کر لیں گے۔۔

پوچھنے دو۔۔ کیا پتہ اس کے کہنے پہ مان جائے۔۔ اچھا

رشتہ ہے۔ چلو ہمارے پاس ہمارا سہارا تو رہے گا۔۔

جی دادو۔۔ پلیز۔۔ میں ابھی پوچھ کے آتی ہوں۔۔ وہ
فوراً سے اٹھ کے جانے لگی جب دادو نے اسے بازو
سے پکڑتے روکا۔۔

ابھی نہیں۔۔ ابھی سالار کو پہلے سبٹین سے ملوائیں
گے پھر فیصلہ کرنے دیں گے۔۔

ہممم ٹھیک آپ کہتی ہیں تو مان لیتی ہوں۔۔ لیکن
رشتے والی بات میں ہی کروں گی۔۔ وعدہ لیا۔۔
اوکے ٹھیک ہے۔۔ دادو مان گئی۔۔

پھر وہ لوگ وہیں بیٹھ کے پلینگز کرتے رہے۔۔ بارہ
بجے کے قریب ساوری اٹھ کے روم میں آئی تو
سالار سو رہا تھا۔۔

ساری رات سونے کے بعد اب بھی نیند پوری نہیں
ہوئی آپ کی۔۔ اس کے پاس آتے بڑبڑائی۔۔
آج رات پھر جاگنا ہے نا اس لیے۔۔ سو رہا ہوں تا
کہ رات کو نیند نا آئے۔۔

جی نہیں۔۔ روز روز ایسے حالات نہیں چلنے دوں گی
میں۔۔ ساوری نے آنکھیں ماتھے پہ چڑھائیں تو سالار
نے اسے مسکراتے لو دیتی نظروں سے دیکھا۔

آپ جو سوچتے ہیں سوچتے رہیں۔۔ مجھے کیا وہ اپنے
کپڑے اٹھا کے باتھ روم میں جانے لگی تھی۔۔
رکو۔۔

نو۔۔ نفی میں سر ہلاتے باتھ روم کے اندر ہوئی۔۔
میں نے بھی شاور لینا ہے بہت گرمی ہو رہی ہے۔۔
سالار نا محسوس طریقے سے اٹھ رہا تھا۔۔ اور ساوری

صاف محسوس کر چکی تھی۔۔ سو دروازہ بند کرتے
اندر بند ہو گئی۔۔ سالار وہیں بیٹھے بیٹھے سر پہ ہاتھ
پھیر کے رہ گیا۔۔

ساوری۔۔ اپنے ہی جان کی بات نہیں مانو گی۔۔
نہیں۔۔۔ مجھے ہاتھ لے کے تیار بھی ہونا ہے۔۔۔ تیار
میں کر دوں گا۔۔ اٹھ کے دروازے کے قریب
جاتے منت کی۔۔

نو۔۔ میں دادو کو بتاؤں گی اب آپ کا۔۔ اندر
کھڑے کھڑے دھمکی دی۔۔

ٹھیک ہے دونوں مل کے بتائیں گے۔۔ اپنی بئیرڈ
کھجاتے وہ منتظر تھا۔۔

نو نیور۔۔ ساوری نے اندر شاور چلا دیا۔۔ سالار سانس
کھینچ کے رہ گیا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ بار بار نہانا آسان لگتا ہے تو نہا لو نو
پرو بلم۔۔ واپس اپنی جگہ پہ جا کے بیٹھتے چھپے لفضوں
میں دھمکایا۔۔ ساوری نے ویسے ہی شاور چلایا تھا تا
کہ سالار سائڈ پہ ہو جائے۔۔

سالار اپنا موبائل اٹھا کے باہر چلا گیا۔۔

ساوری باتھ لے کے باہر آئی تو وہ روم میں نہیں
تھا۔۔

اوو میرے ہی جان ناراض ہو گئے ہیں۔۔ ناک کی
چوٹی پہ انگلی رگڑتے آنکھیں سکیڑیں۔۔ پھر دوپٹہ اٹھا
کے کندھوں پہ پھیلاتے بال سارے پیچھے کرتے
سیٹ کیے۔۔

ڈریسنگ ٹیبل پہ سامنے لپ سٹک لگی تھی اٹھا کے
ہونٹوں کی زینت بناتے باہر آئی۔۔

دادو میرے، سببی جان کو کہیں دیکھا ہے آپ نے
۔۔ شرارت سے پوچھا۔۔ سالار کچن میں پانی پی رہا تھا
اس کی آواز سنتے دل نے بیٹ مس کی۔۔

تمہارے، سببی جان ہیں مجھے کیا پتہ ہو گا۔۔ دادو
مسکرائیں۔۔۔

وہ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔۔ مجھے منانے کا طریقہ
بتائیں۔۔ وہ بالکل انجان تھی سالار کچن میں ہے پر
دادو جانتی تھیں۔۔۔

منانے والے چونچلے آج کل کی نسل کے نئے
ہیں۔۔ تم اپنے گوگل پہ دیکھ لو۔۔

نہیں نا دادو۔۔ آپ کا بیٹا پرانا ہے۔۔ ان کے ہاتھ
تھامتے مان سے کہا۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ پہلے یہ بتاؤ وہ ناراض کیوں
ہے۔۔

اوفف یہ تو نہیں بتا سکتی۔۔ آنکھیں بند کرتے سوچا
۔۔ سالار سامنے کچن کی کھڑکی پہ کھڑا اس کی حرکتیں
ملاحظہ فرما رہا تھا۔۔

ناراض۔۔۔ بہت سوچنے کے بعد بھی ساوری کے
ذہن میں نہیں آیا کہ وہ کیا وجہ بتائے۔۔
ہاں وجہ بتاؤں گی تو ہی سمجھ لگے گی اسے کیسے
منانا ہے۔۔

میں بتاتا ہوں۔۔

سالار کی آواز پہ اس کا دل دھک سے رہ گیا تھا
۔۔ وہ پانی کا خالی گلاس شلف پر رکھتے باہر آیا۔۔

میں نے اسے کہا ہے مجھے خوش کرے لیکن۔۔
ساوری نے اس کی بات پہ سختی سے مٹھیاں
بھینچیں۔۔

ہاں تو کرو نا۔۔

پر نہیں کر رہی نا۔۔

ا۔۔ آپ کیسے خوش ہوں گے۔۔ ساوری نے پلکیں
چھپکاتے سرخ چہرے کے ساتھ دیکھا۔۔
مجھے بیڈ ٹچ چاہیے۔۔

اففف اتنی گندی باتیں کرتے ہیں۔۔ ساوری نے
دانت پیسے۔۔ دادو کو ان کی باتوں کی سمجھ نہیں آرہی
تھی۔۔ پر ساوری کے ری ایکشن سے اندازہ ہوا کہ
اسے کچھ مل نہیں رہا۔۔

تو تم جاؤ اندر۔۔ اسے جو بیڈ ٹچ چاہیے ڈھونڈھ دو۔۔
ہاں آؤ روم میں۔۔ سالار نے اس کا بازو پکڑتے اندر
کی جانب کھینچا تو ساوری کی رہی سہی جان بھی نکل
گئی۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ ہبی جان۔۔ اسے گھورنا چاہا۔۔ سالار کو
اس کی گھوریوں کی ویسے ہی عادت تھی اگنور کرتے
اسے اندر لے گیا۔۔

یہ لڑکی بھی نا۔۔ پہلے ناراض کرتی ہے پھر راضی
کرنے کے طریقے پوچھتی ہے۔۔

ہ۔۔ ہبی۔۔ م۔۔ مجھے سانس نہیں آرہی۔۔ اندر داخل
ہوتے ہی ساوری نے ہاتھوں سے ناک کو ہوا دیتے
انکھیں گھمائیں۔۔

اف مری سانسیں۔۔ گہری سانسیں لیتے وہ بیڈ پہ جا
کے بیٹھی۔۔ سالار دروازہ لاک کر کے پلٹا۔۔

بڑی ہو گئی ہو پر ڈرامے نہیں ختم ہوئے۔۔

س۔۔ سچ میں۔۔ ہی۔۔ م۔۔ مجھے سانس نہیں آرہی

۔۔ وہ گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ سالار نے

قریب آتے اس کی کمر میں بازو ڈالتے اوپر کھڑا کیا

۔۔

میں ان ہیلر ہوں تمہارا۔۔ اس کے گلابی ہونٹ

دیکھتے آواز گھمبیر ہوئی۔۔

ساوری جو نائک کر رہی تھی اس کی قربت پہ دل
تھم سا گیا۔۔ اس کے ہونٹ ساوری کے ہونٹوں کے
قرب تھے۔۔

Touch my lips I wanna feel bad touch.

اس کا چہرا اوپر اٹھایا تو ساوری نے بے چینی سے
نظریں چرائیں۔۔۔

ہ۔۔ ہی۔۔ میں۔۔ وہ پیچھے ہوئی

پلیز۔۔ سالار نے قدم اس کے قدموں کی چھوڑی
جگہ پہ رکھے۔۔

میں تو مذاق۔۔

But I don't..

اسے دونوں کہنوں سے پکڑتے اپنے قریب کر لیا۔۔
ساوری الٹا پھنس گئی تھی اچھا بھلا وہ روم سے چلا گیا
تھا۔۔

ٹچ مائے لپس و دیور ریڈ لپس۔۔ پیچھے جاتے اسے
ڈرینگ ٹیبل پہ بیٹھاتے دونوں اطراف ہاتھ رکھے
۔۔

ساوری دم سادھے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ وہ جنونی ہو
رہا تھا۔۔

ساوری نے ہمت کرتے لب واکیے اور اس کے
قریب ہوئی۔۔

سالار منتظر تھا لو دیتی نگائیں اس کے پھڑپھڑاتے
ہونٹوں کا ہی طواف کر رہی تھیں۔۔

میری سانس ٹھیک ہو گئی ہیں۔۔ اس کی ہمت نہیں
ہو رہی تھی وہ خود سے یہ گستاخی کرتی۔۔

میری اکھڑ جائیں گی ساوری سالار۔۔ ہری اپ۔۔۔

ایک ہاتھ اس کی بھیگی پشت پہ رکھتے جھٹکا۔

ساوری گہرے گہرے سانس لیتے اوپر ہوئی اور

کپکپاتے لب اس کی گردن پہ رکھ دیئے۔۔ سالار نے

آنکھیں بند کرتے ان کی نمی محسوس کی لیکن وہ بیڈ

ٹچ نہیں تھا جو سالار کو چاہیے تھا۔۔

اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کے اوپر اٹھاتے دوبارہ

سامنے کیا۔۔

میں کروں۔۔ سوالیہ نظروں سے دیکھا تو ساوری نے
تیزی سے نفی میں سر ہلانا چاہا۔۔ سالار نے ایک
جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا۔۔

جب منانا آتا ہو تو ناراض بھی نہیں کرتے۔۔ ایک
کاٹ دار نظر اس کے کپکپاتے سراپے پہ ڈالتے باہر
چلا گیا۔۔

بیڈ ٹچ ملا۔۔ رقیہ بیگم نے اسے دیکھتے پوچھا۔۔ تو سالار
سختی سے لب بھینچ گیا۔۔

آپ کی بہو کسی کام کی نہیں ہے۔۔۔ کہتے باہر چلا گیا

شام چار بجے زوہا اور ساوری کو وہ وہاں چھوڑ کے خود
کسی کام سے چلا گیا تھا۔

زوہا کا کل سے موڈ اچھا تھا تو ساوری سے بھی وہ
ٹھیک سے بات کر رہی تھی۔

سآوری کی بھی وہاں بہت جان پہچان ہو چکی تھی سو
آرام سے جا کے وہ فزا آپی کے پاس جا کے بیٹھ گئی

--

کچھ دیر بعد فنکشن سٹارٹ ہو گیا۔

ہر طرف تتلیاں ببلز اور سٹارز ہی فضا میں رقص
کرنے لگے تھے۔۔ وہ گلے پہ اپنے اور سالار کے نام
پہ نرمی سے انگلیاں پھیرتے سب دیکھ رہی تھی۔۔
اتنی دیر میں برائڈ کو لایا گیا۔۔ یہ سب فرضی سا تھا
لیکن بہت پیارا تھا۔ ایک باتھ ٹب بھی تھا جس میں
سفید پانی اور گلاب کہ سرخ پتیاں تھیں۔۔ وہاں
برائڈ کو بٹھایا۔۔ پھر سفید پانی سے ہی کچھ لڑکیوں
نے اسے باتھ دیا۔۔

کچھ دیر یہ سب چلتا رہا۔۔ سب مسکرا رہی تھیں۔۔
پھر برائڈ کو چاروں طرف سے پردے میں ڈھانپ
دیا تو برائڈ نے کپڑے چینج کیے۔۔ اب وہ پنک
گاؤن میں تھی اور سر پہ ٹاول باندھا ہوا تھا۔
واؤ۔ کتنا زبردست ہے۔۔ میں بھی ہی جان سے
کہوں گی ہماری ویڈنگ میں یہ سب ہو۔۔ وہ ستائش
سے سب دیکھ رہی تھی

فنکشن ختم ہونے تک زوہا اسے نہیں ملی۔۔ واپسی
کے لیے وہ باہر نکلی تو اسے وہ کسی کے ساتھ کھڑی
نظر آئی۔۔

ایکسیوز می۔۔ ساوری ابھی اس کی طرف بڑھ رہی
تھی جب اس کا بازو پکڑتے کسی نے قدرے
اندھیرے میں کھینچا۔۔

بچ۔۔ چھوڑو۔۔ گھبراتے اس سے بازو چھڑوانا چاہا پر
سامنے والے کی گرفت کافی سخت تھی۔۔

میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔ رشتہ بھیجا ہے
ہاں کر دینا۔۔ اندھیرے میں ساوری اس کا چہرہ نہیں
دیکھ پا رہی تھی۔۔ اس کی باتوں پہ جان حلق میں
آئی۔۔

ک۔۔ کون۔۔ ہو تم۔۔ ہکلاتے وہ اسے پیچھے دھکیلے جا
رہی تھی۔۔

تمہارا محبوب اور ہونے والا شوہر۔۔

م۔۔ جھے چھوڑو۔۔ اپنی کلائی اس کی گرفت سے
نکالنے کے لیے مچلی۔۔

مجھ سے شادی کرو گی نا۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ م۔۔ میں نہیں کرنی۔۔ وہ چیخنے لگی تھی
جب اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھتے سامنے والے نے
آواز روکی۔۔ پر اس کی سانسیں ان بیلنس ہو گئی
تھیں۔۔

بمشکل سانس لیتے وہ سامنے والے کو دیکھنے کی
کوشش کر رہی تھی۔۔

اگر تم نے انکار کیا تو میں تمہیں اٹھا کے لے جاؤں
گا اور زبردستی وہ سب کروں گا جو شادی کے بعد

کرتے ہیں۔۔ اس کی گردن پہ انگلیاں رگڑتے جھکا
اور شہہ رگ پہ لب رکھے۔۔

ساواری کی جان نکل گئی تھی۔۔

آئی لو یو۔۔ پہلی نظر میں تم سے محبت ہو گئی تھی
مجھے۔۔ اسے چھوڑتے مسکرایا۔۔ ساواری بازو چھوٹے
ہی وہاں سے بھاگی۔۔

سانس پھول رہی تھی چہرے سے گھبراہٹ اور خوف
صاف واضح ہو رہا تھا۔۔ تیزی سے باہر کی طرف

آتے اس نے یہ بھی نہیں دیکھا تھا اس کے گلے
سے ڈائمنڈ ہار نکل چکا ہے۔۔

تیزی سے چلتے وہ گیٹ سے باہر نکلی۔۔ آنکھوں سے
سیال بہہ رہا تھا۔۔

آس پاس بہت سارے لوگ تھے۔۔ سالار ابھی تک
انہیں لینے نہیں آیا تھا۔۔

ساوری۔۔۔۔ وہ چلتے کچھ آگے آئی تو پیچھے سے زوہا
نے آواز دیتے روکا۔۔

کہاں جا رہی ہو۔۔ اس کا بازو پکڑتے روکا۔۔ اس کی
سانسیں اکھڑ رہی تھیں۔۔

ان ہیلر کہاں ہے۔۔ اس کے کندھے سے بیگ
اتارتے جلدی سے کھولا۔۔

م۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ اس سے پرس کھینچتے گلے سے
ہتھیلی مس کی۔۔

ساوری تم ٹھیک نہیں ہوں۔ اسے کندھوں سے
پکڑتے وہیں سائڈ پہ ذرا اونچی جگہ پہ بٹھایا اور دوبارہ

پرس کھنگالا تو ان ہیلر مل گیا۔۔ جلدی سے کھولتے
اس کے ہونٹوں سے لگایا۔۔

ساوری سانس لو۔۔ اس کی پیٹھ مسلتے وہ اسے زبردستی
سانس دلوا رہی تھی۔۔

مجھے گھر جانا ہے۔۔ اس کا ہاتھ سختی سے تھامتے وہ رو
دی۔۔

ا۔۔ اوکے۔۔ بابا آرہے ہونگے۔۔ زوہا کے ہاتھ پاؤں
پھول گئے تھے اس کی حالت دیکھ کے۔۔ اسے خود
سے لگاتے اپنا موبائل پاکٹ سے نکالا۔۔

جلدی سے بابا کا نمبر ملایا۔۔ کال جا رہی تھی۔۔

آ رہا ہوں لینے۔۔ سالار نے کال پک کرتے خود ہی بتایا۔۔ وہ وقت سے آدھا گھنٹہ پہلے نکل آیا تھا۔۔

پانچ منٹ کا فاصلہ تھا

زوہا اسے واپس حویلی لے آئی۔۔ ساوری کی طبعیت ابھی بھی ٹھیک نہیں تھی۔۔

کچھ دیر میں سالار پہنچا تھا تو اسے دیکھ کے جان میں جان آئی۔۔ بے اختیار اس کے گلے لگتے وہ سب بھول گئی تھی۔۔

ک۔۔ کیا ہوا۔۔ اس کے گرد بازو کا حصار بناتے
زوبا کو دیکھا۔۔

اٹیک ہوا ہے۔۔

کیوں۔۔ اس کی کمر سہلاتے اوپر اٹھا لیا۔۔ ساوری
اس کے سینے میں منہ دیئے روئے جا رہی تھی۔۔ وہ
اتنی خوفزدہ کسی اور وجہ سے تھی سالار نے زوبا کو
گھورتے اسے گاڑی میں بٹھایا۔۔

یہ پانی پیو۔۔ سامنے سے بوٹل اٹھا کے اس کے
ہونٹوں سے لگائی۔۔ بال آنسو کی نمی سے گال پہ

چپکے ہوئے تھے جنہیں سالار نے الگ کرتے چہرا
صاف کیا۔ زوہا پاس کھڑے خاموشی سے دیکھ رہی
تھی۔۔

گ۔۔ گھر چلیں۔۔ سسکی لیتے سالار کو دیکھا۔۔

چل رہے ہیں۔۔ سالار نے اسے سیدھا کر کے بٹھایا
۔۔ زوہا دوسری طرف سے آ کے بیٹھ گئی تھی۔۔ سالار
نے ڈرائونگ سیٹ سنبھالتے اس کا ہاتھ تھاما۔۔ ایک
ہاتھ سے ہی وہ ڈرائیو کرتا آیا تھا تقریباً۔۔

گھر پہنچ کے بھی وہ اسے اٹھا کے اندر لایا تھا۔۔

کیا ہوا ہے اسے۔۔ دادو اور داجی بھی گھر پہ ہی تھے
انہوں نے بھی فکر مندی سے پوچھا جنہیں زوہانے
ساری بات بتا دی تھی۔۔

سالار نے اسے روم میں لاتے بیڈ پہ ڈالا پھر خود
جوتے اتار کے اسے لٹایا۔ کھڑکیاں پردے سب
کھولتے واپس اس کے پاس آیا۔۔ وہ آنکھیں
موندے ابھی بھی گھبرائی ہوئی تھی۔۔

بے بی۔۔ سالار نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا تو وہ
پوری شدت سے اس میں سمائی۔۔

م۔۔ مجھے بس آپ کے ساتھ شادی کرنی ہے ہی
جان۔۔ ہچکیوں میں کہتے سالار کی شرٹ بھگو دی۔۔
سالار ساکت اس کے سر پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔۔
ہم کریں گے شادی۔۔ تمہیں کسی نے کچھ کہا ہے۔۔
ن۔۔ نہیں۔۔ بس آپ مجھ سے شادی کر لیں پلیز۔۔
چہرہ اوپر نکالتے اسے روتے سرخ آنکھوں سے دیکھا
۔۔

ٹھیک ہے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ اس کی حالت کی پیش نظر
اس نے دوبارہ نہیں پوچھا۔۔ بس خاموشی سے اس

کے بالوں میں انگلیاں چلاتا رہا۔۔ وہاں شادی میں
کچھ ہوا تھا جو وہ اتنی پریشان ہو گئی تھی۔۔

ساوری کافی دیر سسکیاں لیتی رہی تھی۔۔ پھر سو گئی
۔۔ سالار ساری رات اس کا سر گود میں لیے بیٹھا رہا
تھا۔۔ چہرے پہ گہری سنجیدگی چھائی تھی

اگلے دن ساوری کو شدید بخار تھا۔۔ سالار اسے لے
کے اسلام آباد واپس آگیا تھا۔۔

اسے ہوسپٹل میں ایڈمٹ کر لیا گیا۔۔ دو دفعہ وقفے
وقفے سے اسے اٹیک ہوا تھا۔۔ لنگز سے وینس تک
ہوا سٹک ہو ہو کے گزر رہی تھی۔۔ جس وجہ سے
اسے آکسیجن کی نالیاں لگی تھیں۔۔ دادو بھی ساتھ
آئیں تھی زوہا اور داجی وہیں گاؤں ہی تھے۔۔

سالار ڈاکٹر سے بات کر رہا تھا جب ساوری نے چھ
گھنٹے بے ہوش رہنے کے بعد دھندلاتی آنکھوں سے
سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔۔

وہ اس کا شوہر تھا۔۔ پورے جسم سے آگ نکل رہی
تھی۔۔

سالار اچانک پیچھے مڑا۔۔ ساوری نے پلکیں چھپکاتے
نمی اندر اتاری۔۔

کیا سالار اس سے محبت کرتا تھا۔۔ پہلی نظر والی
محبت جس کا اظہار اس آدمی نے کیا تھا۔۔
سالار بات کر کے اس کے پاس آیا۔۔

کیسی طبعیت ہے۔۔ اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھتے
پریشانی سے جھکا وہ ابھی تک کل والے کپڑوں میں
ہی تھا۔۔ جبکہ ساوری کے بدل چکے تھے۔۔
اثبات میں سر ہلایا۔۔

سانس میں مشکل تو نہیں ہو رہی۔۔ سالار نے دوبارہ
پوچھا۔۔ تو پھر سے نفی میں ذرا سی گردن ہلائی۔۔
تم ٹھیک ہو جاؤ گی جلدی ان شاء اللہ۔۔ نیچے ہوتے
ماتھے پہ لب رکھے۔۔ سالار کا ٹیچ ابھی بھی برا نہیں
لگا تھا۔۔

تین دن اسے آکسیجن میں رکھا گیا تھا۔ پھر کہیں جا
کے اس کا تنفس نارمل ہوا تھا۔

رقیہ بیگم سالار کے گھر ہی ٹھہری ہوئی تھیں۔ جس
دن سالار اور ساوری واپس گھر آئے انہوں نے ہی
رسیو کیا تھا

شکر ہے اللہ کا تم ٹھیک ہو۔۔ رقیہ بیگم نے اسے گلے

لگاتے ماتھا چوما۔۔ چند دنوں میں چہرے کی ساری

رونق غائب ہو گئی تھی جیسے۔۔

وہ ہلکا سا مسکرا دی۔۔

اللہ تمہیں صحت والی لمبی زندگی دے۔۔ اسے خود

سے لگائے لگائے سالار کے روم تک لائیں۔۔ سالار

سامان لا رہا تھا۔۔ اس کی دوائیاں کچھ فروٹس اور

ہیلدی فوڈ جو ڈاکٹرز نے سچیٹ کیے تھے۔۔

تم آرام کرو۔۔ اتنے دن ہو سپٹل میں رہ کے بھی
دماغ تھک جاتا ہے۔۔ رقیہ بیگم نے اس کے بال
درست کرتے کہا۔۔

ساوری سیدھی ہو کے لیٹ گئی۔۔ کچھ دیر بعد سالار
نے اسے سکون اور ادویات دیں تو کچھ دیر کے لیے
وہ سو گئی۔۔

جب دوبارہ اٹھی تو کمرے میں کوئی نہیں تھا۔۔
کچھ دیر تو ایسے ہی دماغ سن سا رہا۔۔ پھر ایک بار
پھر وہ سارا منظر یاد آیا۔۔ وہ چبتا ہوا لمس ابھی تک

اسے اپنی گردن پہ محسوس ہوتا تھا۔ اس کا بس چلتا
تو گردن کا وہ ٹکڑا کاٹ کے پھینک دیتی۔

آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا۔ اسے سالار کو بتانا
چاہیے تھا سب۔ اس کے اور سالار کے مابین کچھ
وعدے تھے کچھ باتیں تھیں۔ جو اسے وقتاً فوقتاً
سالار سمجھاتا تھا۔ بتاتا تھا۔ کوئی بھی بات کوئی بھی
مسئلہ اس سے چھپانا نہیں ہے چاہے وہ چھوٹے سے
چھوٹا ہے یا بڑے سے بڑا۔ اور ساوری بتاتی تھی۔

ہر بات۔۔ چاہے اسے سکول میں ڈانٹ پڑی ہو۔۔ یا
اس نے خود کسی کو تنگ کیا ہو۔۔

یہ بات بھی اسے بتانی تھی کیونکہ یہ چھوٹی تو ہر گز
نہی تھی۔۔ سالار اس سے پوچھتا نہیں تھا بس اتنا
اعتماد دیا تھا کہ وہ اسے دوست سمجھ کے سب شئیر
کرے اور پھر سائبان کی طرح اسے اس مسئلے سے
نکالے۔۔

شام ٹائم سالار واپس آیا تھا۔۔ وہ آفس چکر لگانے گیا
تھا۔۔

لیونگ روم میں داخل ہوا تو سامنے ہی ساوری دادو
کی گود میں سر رکھے لیٹی ٹی وی دیکھ رہی تھی
۔۔۔ اسے دیکھ کے سیدھی ہوئی۔۔

طبعیت کیسی ہے اب تمہاری۔۔ دوسرے صوفے پہ
ٹکتے موبائل پاکٹ سے نکال کے ٹیبل پہ رکھا۔۔
ٹھیک ہوں۔۔ آپ کیسے ہیں۔۔

اگر تم ٹھیک ہو تو میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔ ہاتھ
تھائیز پہ رکھے وہ سٹریٹ بیٹھا تھا۔ اس کے دل و

دماغ میں پچھلے تین دن سے کیا چھکڑ چل رہے تھے
ساوری ان سے بے خبر تھی

اب ٹھیک ہے میری بہو ماشاء اللہ سے۔۔

اللہ ٹھیک رکھے۔۔ آمین۔۔ سالار نے اپنی ساوری کو

دعا دی تو ساوری کا دل شور سے دھڑکا۔۔ نظر اٹھا

کے اسے دیکھا۔۔ سالار اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔

مجھے واپس چھوڑ آؤ۔۔ تمہارے ابو اکیلے ہونگے۔

زوہا ہے نا ان کے پاس۔۔ آپ یہیں رہیں۔۔ ہمارے

ساتھ۔۔ سالار نے منع کیا۔۔

میں یہاں کیسے رہ سکتی ہوں۔۔

جیسے وہاں رہ رہی تھیں دادو پلیز۔۔ ساوری نے بھی

ان کا ہاتھ تھاما۔۔

لیکن۔۔

پلیز دادو۔۔ اگر آپ کو میری ذرا بھی پروا ہے تو

رک جائیں کچھ دن۔۔ اس کی طبعیت کافی بہتر تھی

۔۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔۔ اگر تم کہتی ہو تو کچھ دن

رک جاتی ہوں۔۔ لیکن واپس جاؤں گی ضرور۔۔ اس

کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہلکا سا گھورا۔ سالار ان کی
موجودگی سے مطمئن تھا چلو ساوری کے ساتھ گھر پہ
کوئی تو ہو۔۔

پھر سالار اٹھ کے چلا گیا تو وہ واپس ان کی گود میں
سر رکھ کے لیٹ گئی۔ ان کے ساتھ تھوڑا دل بہل
جاتا تھا۔۔

کھانا وغیرہ کھا کے ساوری رات کو روم میں آئی تو
سالار لیپ ٹاپ پہ جھکا کام کر رہا تھا۔ پاس ایک
باکس رکھا تھا شاید ایر پوڈز تھے۔۔

کیا میں آپ کا موبائل لے لوں۔۔ دوسری طرف
آ کے بیٹھتے پوچھا۔۔

ہاں۔۔ تمہیں پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔
مصروف سے انداز میں جواب دیا پھر باکس کھول
کے اس کے اندر سے ایئر پوڈ نکال کے کانوں سے
لگا لیے۔۔

ساوری نے موبائل اٹھا لیا۔۔ لیکن اسے سالار سے
بات کرنی تھی۔۔ اور ابھی سہی وقت بھی تھا۔۔

کچھ دیر انتظار کرتی رہی کے شاید اس کا کام ختم ہو
جائے۔۔۔ پر وہ کچھ زیادہ ہی مصروف تھا۔۔

مجھے بات کرنی ہے آپ سے۔۔ پھر تنگ آ کے اس
کے سامنے سے لیپ ٹاپ اٹھایا۔۔

سالار اسے منع کر سکتا تھا لیکن اس سے زیادہ وہ
اسے سننا چاہتا تھا۔۔ اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔

آپ کو پتہ ہے اس دن کیا ہوا تھا۔۔

نہیں تم بتاؤ۔۔ ایئر پوڈ اتار کے رکھ دیے۔۔

وہاں پہلے سب ٹھیک تھا میں نے بہت انجوائے کیا۔۔
ساوری سیدھی ہو کے بیٹھی۔۔

پھر۔۔ سالار نے اس کا ہاتھ تھامے قریب کیا۔۔
جب میں واپس آنے لگی تو ایک جگہ پہ کسی نے مجھے
پکڑ کے اندھیرے میں گھسیٹ لیا۔۔ اور اس نے مجھ
سے بری باتیں کہیں۔۔ وہ پرسکون بتا رہی تھی۔۔
کیونکہ اس کا ہاتھ اس کے محافظ نے تھام رکھا تھا
جیسے کے۔۔ سالار کے چہرے کے تاثرات واضح طور
پہ بدل رہے تھے۔۔

کہ اسے مجھ سے پہلی نظر میں پیار ہوا ہے اور وہ
مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔

ہممم

جی۔۔

اچھا پھر۔۔۔۔۔ جبروں میں سختی آئی۔۔

اس نے مجھے بیڈ ٹیچ کیا یہاں۔۔ انگلی سے اپنی شہ

رگ کی طرف اشارہ کیا تو سالار نے اس کا ہاتھ

چھوڑ دیا۔۔ چہرہ اشتعال کی شدت سے سرخ پڑ گیا

تھا۔۔ انکھوں میں عجیب سی سختی درائی

تم نے اس کا منہ توڑنا تھا۔۔ لب بھنجے۔۔۔

مجھے سانس آتی تو نا۔۔ میں اتنا ڈر گئی تھی۔۔ پتہ نہیں

کون تھا اندھیرے میں میں اس کا چہرہ نہیں دیکھ

سکی۔۔ پ۔۔ پر۔۔ اے یاد کر کے پھر سے خوف

ایا۔۔ لے ساختہ اپنے گلے پہ ہاتھ مس کیا۔۔ وہ اس

دن ڈائمنڈ کا نیکلس پہن کے گئی تھی جو سالار نے

اسے گفٹ کیا تھا۔۔

پر۔۔

میرا ڈائمنڈ کا نیکلس۔۔۔

کیا ہوا اسے۔۔۔

و۔۔ وہ اس۔۔

اوکے۔ اوکے۔۔ وہ سمجھ گیا۔۔ تمہارا نیکلس اس کے
پاس ہے۔۔۔

شاید۔۔ اب ساوری کے چہرے سے پریشانی چھلکی
تھی۔۔

اٹس اوکے۔۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے اگر اس کے
پاس ہے تو۔۔ اس کے ہاتھ سے موبائل لیتے فوراً
لوکیشن چیک کی۔۔

گاؤں میں ہی ہے۔۔ جلدی وہ ہمیں مل جائے
گا۔۔ وہ آدمی بھی۔۔ اپنی بیرڈ کھاتے وہ لوکیشن چیک
کر چکا تھا۔۔ جو پیچینی پہلے چہرے پہ پھیلی تھی اب
نہی تھی۔۔

تم دادو کے ساتھ یہیں رہ لو گی اگر میں ابھی نکلوں
تو۔۔ پھر اس سے پوچھا۔۔

نہیں۔۔ میں آپ کے ساتھ چلوں گی ہی پلیز۔۔ اور
ابھی مت جائیں۔۔ رات ہو گئی ہے اتنی۔۔

رات ہو گئی ہے تو کیا ہوا۔۔ لوگ سفر کرتے ہیں۔۔

وہ اپنی چیزیں سمیٹ رہا تھا ساوری نے زبردستی اس
کا ہاتھ روکا۔

بٹ ان کے ایکسیڈینٹ بھی ہو جاتے ہیں جیسے
میرے بابا کا۔ یہ ایک حقیقت تھی جو کچھی اس کی
زندگی سے جدا نہیں ہو سکتی تھی۔

اگر آپ جائیں گے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہی
چلوں گی۔

نہیں۔۔ تم پہلے ہی ٹھیک نہیں ہو۔۔ سالار نے لیپ
ٹاپ اٹھاتے اسے منع کیا۔

پر اگر یہاں میری طبیعت خراب ہو گئی تو کون دیکھے
گا۔۔ مجھے صرف آپ سنبھال سکتے ہیں۔۔۔ وہ روہانسی
ہوئی۔۔۔ پلیز۔۔ اس کے قریب آتے گھٹنے پہ کہنی
ٹکائی۔۔

تمہاری وہاں زیادہ طبیعت بگڑے گی ساوری۔۔ پتہ
نہی کیسے حالات بن جائیں۔۔ اسے روکنا چاہتا تھا۔۔
نہیں ہوتا کچھ اگر ساتھ ہیں تو۔۔ مجھے نہیں پتہ میں
جاؤں گی آپکے ساتھ۔۔

سالار کچھ دیر اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔۔ پھر راضی ہو گیا
۔۔ اگر تم نے ساتھ جانا ہے تو پھر کل ہی چلیں گے
۔۔ اسے کندھے سے تھامتے اپنے ساتھ لگایا۔۔
اور ایک بات۔۔ کچھ دیر اس کے سینے سے لگے
لگے ساوری کو یاد آیا۔۔
کیا۔۔

آپ کو مجھ سے پہلی نظر والی محبت کب ہو گی۔۔
سالار نے اس کے بے تکی سوال پہ گھورا۔۔

مجھے تم سے وہ محبت کیوں ہو گی۔۔ جبکہ میں تمہیں
کئی بار دیکھتا ہوں دن میں۔۔ پہلی نظر تو بہت پرانی
ہو گئی ہے اب۔۔

ہبیبی۔۔ اس نے منہ بسورا۔۔ جیسے موویز میں ہوتی
ہے۔۔ جیسے اس لڑکے کو مجھ سے۔۔

ساوری اس کا نام نہیں لینا۔۔ اس خبیث کی آنکھیں
تو میں پھوڑوں گا جس نے تم پہ گندی نظر ڈالی۔۔
اچھا ٹھیک ہے آپ بتائیں نا۔۔۔ کب کریں گے۔۔
کیا۔۔ اس کا پارا چڑھنے لگا تھا۔۔

مجھ سے محبت۔۔

محبت کا مطلب بھی پتہ ہے تمہیں۔۔

نہیں پتہ نا۔۔ اگر کوئی کرتا تو پتہ چلتا۔۔

تمہیں میری اپنے لیے فکریں نظر نہیں آتیں محبت

کہاں سے نظر آئے گی۔۔ اسے جواب دینے کی

بجائے بس سوچا۔۔

اب بولیں۔۔

کچھ نہیں ساوری۔۔ میرا دماغ نا کھاؤ

آپ کے پاس دماغ ہے سہی۔ منہ بناتے وہ اس کا
موبائل اٹھا کے سائڈ پہ ہوئی۔ نا تو نا سہی۔۔

سالار نے اس کے سائڈ ہوتے ہی لپ ٹاپ دوبارہ
اٹھا لیا۔۔ اگر صبح جانا تھا تو ابھی فائل مکمل کرنی
لازمی تھی۔۔ سالار کو مصروف دیکھ کے وہ بھی اس
دن کی ڈاونلوڈ کی ہوئی مووی دیکھنے لگی

اگلے دن وہ۔ لوگ صبح اٹھ بجے ہی اسلا آباد سے نکل
ائے تھے۔۔ سارے راستے دادو اور ساواری باتیں
کرتی رہیں کبھی سالار کو بھی مخاطب کر لیتی۔۔۔
سفر گزرتا گیا۔۔ سالار کا ان دونوں کو گھر چھوڑنے
کے بعد سب سے پہلا کام ہی اس شخص تک پہنچنا تھا
۔۔ بنا کسی دیری کے وہ اس انسان کو سبق سکھانا
چاہتا تھا جس نے اس کی بیوی کو نقصان پہچانے کی
کوشش کی تھی۔۔ انہیں گھر اتار کے گاڑی بھی وہیں
کھڑی کی۔۔ وہ پیدل چل کے جانے والا تھا۔۔

سفید شرٹ اور بلو جینز میں ایک ہاتھ پاکٹ میں
ڈالے وہ ڈھلوان سے اترتے سیدھا اس حویلی کی
طرف جاتے راستے پہ مڑا۔۔

اس کے ہاتھ میں سوائے موبائل کے کچھ نہیں تھا
۔۔ ہلکی آواز میں گنگناتے چکتا رہا۔۔ اس پاس سے
لوگ گزر رہے تھے کچھ سلام کرتے تو وہ جو قب
دے دیتا۔۔ پھر وہ حویلی کے گیٹ پہ رکا۔۔ گارڈ
سامنے بیٹھا تھا اور اسے اچھے سے پہچانتا بھی تھا سو
اندر جانے کی اجازت مل گئی۔۔

مجھے لقمان انکل سے ملنا ہے۔۔ کام کے سلسلے میں
۔۔ اسے بتایا۔

میں انفارم کرتا ہوں سر آپ اندر جا سکتے ہیں۔ سالار
اندر داخل ہوا تو اس نے کال کر کے انہیں بتا دیا تھا
سالار کو انہوں نے لیونگ روم کے دروازے پہ ہی
ریسیو کر لیا تھا۔

مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے لیکن ہو سکتا ہے وہ آپ
کو ناگوار گزرے تو میں بیٹھوں گا نہیں۔۔ پرسکون

انداز تھا۔۔ اس کی بات پہ لقمان صاحب نے چونک
کے اسے دیکھا۔۔

مطلب کیا کہنا چاہتے ہو۔۔

میری بیگم کا نیکلس گم ہوا ہے۔۔ اور وہ آپ کے گھر
کے فرد نے چرایا ہے۔۔

کیا۔۔ ان کے ماتھے پہ بل پڑے۔۔

مجھے بھی ایسے ہی شاک لگا تھا۔۔ اس لیے مجھے

اجازت چاہیے تاکہ میں اپنا کام سکون سے کر سکوں

۔۔ اس نے پاکٹ سے موبائل نکالا۔۔

نہیں۔ ابھی ہمارے گھر گیسٹ ہیں تم تلاشی نہیں
لے سکتے۔۔ ان کے سامنے کیوں ہماری عزت کا
فالودہ کرنا چاہتے ہو۔۔

سوری انکل۔۔ وہ موبائل پہ ٹریکر اون کر چکا تھا
۔۔ مجھے تلاشی نہیں لینا۔۔ میں جانتا ہوں نیکلس
کہاں ہے۔۔ سکرین پہ بلنک کرتے ڈاٹ کی طرف
بڑھتے وہ لقمان کو نظر انداز کر گیا۔۔

چلتے چلتے وہ ایک روم کے سامنے رکا۔۔ پھر موبائل
پاکٹ میں رکھتے ناک کیا۔۔

اندر اس کمرے کا مالک کمرے میں ہی موجود تھا۔

سالار نے اگلی بار ناک کرنے کی بجائے ناب گھمائی
اور اندر داخل ہو گیا۔

سامنے ہی سبطین بیڈ پہ نیم دراز ٹیب پہ کچھ کر رہا
تھا۔ اسے دستک سے ذرا بھی فرق نہیں پڑا تھا لیکن
اب سالار کو اپنے سامنے دیکھ کے ضرور ہاتھ
کیکپائے تھے۔

ا۔ آپ ایسے کیسے گھسے آرہے ہیں۔

سالار نے کوئی جواب دیئے بنا دروازہ لاک کر دیا۔

مجھے تم سے حساب کتاب کرنا ہے۔۔ مضبوط قدموں
سے چلتے اس کے قریب آیا۔۔ کف لنکس نکال کے
پاکٹ میں ڈالے (مہنگے تھے بھی گر جاتے پہلے کی
طرح) اور بازو فولڈ کر دیئے۔۔ وہ اسے دیکھ رہا
تھا۔۔

تمہیں پہلی نظر کی محبت پہ یقین ہے۔ اس کے
سامنے پڑے صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کے
بیٹھتے گردن کو ہلکا سا خم دیا۔۔

م۔۔ مطلب۔۔

گھبراؤ نہیں۔۔۔ پوچھ رہا ہوں ہاں یا نا میں جواب دو
بس۔۔۔

ہ۔۔۔ ہاں۔۔۔ سبطین نے ہمت کر کے جواب دیا۔۔۔

کبھی ہوئی ہے کسی سے۔۔۔ اگلا سوال کیا۔۔۔ انگلیاں
صوفے کے بازو پہ دھیمے انداز میں بجاتے وہ اس کی
آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے تھا۔۔۔

لقمان صاحب باہر کھڑے کچھ دیر سننے کی کوشش
کرتے رہے۔۔۔ پر پھر برداشت نہیں ہوا تو ناک کا۔۔۔

اندر کیا ہو رہا ہے۔۔ مجھے اندر آنا ہے دروازہ
کھولو۔۔

یہاں کوئی نہیں آئے گا جب تک میں باہر نا نکلوں
۔۔ وہ پوری قوت سے دھاڑتے کھڑا ہوا۔۔ انکھوں
میں خون اتر آیا۔۔ باہر کھڑے لقمان صاحب کے
ہاتھ ناب سے نیچے گرے۔۔

اس کی آواز پہ اندر سببطين کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا
اٹھی تھی

بتاؤ۔۔ آواز دوبارہ نارمل رکھتے سالار چلتے دو قدم اس
کے پاس آیا۔۔

کس سے ہوئی ہے محبت۔۔

س۔۔۔ ساو۔۔ ابھی اس کی بات منہ میں ہی تھی
جب ایک زور کا مکا ہونٹوں کو پھاڑتا چلا گیا۔۔

وہ میری بیوی ہے۔۔ میری بیوی۔۔ اسے گریبان سے
پکڑتے لفظوں پہ زور دیا۔۔ تم نے اسے صرف پہلی
نظر میں محبت کی ہے۔۔ میں اس سے ہر نظر میں

عشق کرتا ہوں۔۔ اس کے جبرے اپنی انگلیوں سے
مسلتے وہ قہر بھری نظروں سے اسے بتا رہا تھا۔
سببِ تین کو لگا اس کے دانت اپنی جڑوں سے چٹخ رہے
ہیں۔۔

جان ہے وہ میری۔۔ صرف میری۔۔ اس پہ پہلی اور
آخری نظر دونوں صرف میں ڈالوں گا۔۔ ناکہ کوئی
گلی کا کتا۔۔ گریبان چھوڑتے دونوں ہاتھوں کے مکے
بناتے اس کی دونوں آنکھوں پہ بیک وقت رسید کیے
وہ تکلیف سے بلبلا اٹھا۔۔

تم نے پہلے اسے دیکھا۔۔ پھر اس سے محبت کرنے
کی غلطی کی اور سونے پہ سہاگہ چھوا بھی وہ بھی بیڈ
ٹچ۔۔ اسے بہت برا لگتا ہے بیڈ ٹچ۔۔ ایسے تو مجھے
بھی نہیں چھونے دیتی۔۔ آخر میں آنکھیں حیرانگی
سے سکڑیں کہ اس میں اتنی ہمت تھی۔۔ وہ سالار
خان کی بیوی کو بیڈ ٹچ کر گیا تھا۔۔

سالار۔۔ معاف کر دیں۔۔ میں تو۔۔ اس کی آنکھیں
نہیں کھل رہی تھیں جب بے شمار مکے اس کے
چہرے کا حلیہ بگاڑ گئے۔۔

تمہیں پتہ ہے اسے استھما ہے ب۔۔ جب ایسی کوئی
خطرناک سیچویشن ہوتی ہے اس کے ساتھ تو اس
کی سانسیں اکھڑنے لگتی ہیں۔۔ اس کا چہرہ دونوں
ہاتھوں سے سامنے کرتے پیار سے تھاما۔۔

باہر لقمان صاحب کی پوری فیملی چیخ و پکار پہ اکھٹا ہو
چکی تھی اور دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہے تھے
۔۔

وہ تین دن اکسیجن میں رہی ہے۔۔ اسے سانس نہیں
اتی تھی۔۔ سوچ سکتے ہو کیا بتی ہو گی اس پہ۔۔

نہی سوچ سکتے۔۔ اس کا چہرا تھپتاتے پیچھے ہٹا تو

سببطين نے دونوں ہاتھ اٹھاتے اس کے سامنے

جوڑنے چاہے جب سالار نے ہاتھوں کی انگلیوں ایک

ہی جھٹکے میں توڑتے اسے کبڈ کے پاس پھینکا۔۔

یہاں سے نیکلس نکال کے دو ابھی۔۔

ا۔۔ اچھا۔۔ وہ تیزی سے لڑکھڑاتے کھڑا ہوا۔۔ پر کبڈ

کیسے کھولتا ٹوٹے ہاتھوں سے۔۔ سالار نے خود آگے

بڑھ کے کھولا۔۔ اندر لا کر تھا جہاں فنگر پر ننس لگنے

تھے۔۔ سالار نے اس کی ٹوٹی ہوئی انگلیاں ہاتھوں

سے پکڑ کے سیدھی کرتے وہاں دبا کے رکھیں۔۔۔ وہ
چلا رہا تھا۔۔۔ پر سالار اس پہ رحم کرنے کہاں آیا تھا

نیکلس نکالتے مسکرایا۔ پھر اس کی جانب نام کرتے
دکھایا۔ اس کی آنکھیں پانیوں سے بھری ہوئی
تھیں۔۔۔

یہ۔۔ لکھا نظر آرہا ہے۔۔ ساوری سالار خان۔۔ ہمیشہ
یاد رکھنا۔ اسے اپنے نام کے ساتھ صرف میرا نام
پسند ہے۔۔ تم جیسے گدھوں کو وہ گھاس بھی نہیں

ڈالے گی۔۔ ایک ٹانگ اس کی ٹانگ پہ رسید کرتے
باور کروایا۔۔ پھر گریبان سے پکڑتے گھسیٹا اور ہاتھ
ٹب کے قریب اکے پھینکا۔۔

حقیقتاً محسوس کرتے ہیں سانس اکھڑے تو کیسا لگتا
ہے۔۔۔ وہیں سائڈ پہ لٹکی اس کی پینٹ کھینچتے دونوں
ہاتھ پیچھے کر کے مادھے اور پاؤں بھی۔۔

ساتھ شاور نل سب کھول دیے تاکہ ٹب بھر جائے

پلیز سالار بھائی۔۔م۔۔معاف۔۔کر دیں امیندہ نہی
کروں گا۔۔خوف سے چلاتے وہ کانپ گیا۔۔
ا۔۔اپ اچھے ہیں۔۔پلیز۔۔

I am a good person- but I also have a
dark side which is only for my wife's
bloody enemies-

اسے ایک ہی جھٹکے میں اٹھا کے باتھ ٹب میں الٹا
پھینکا۔۔

گڈ بائے۔۔ باہر نکلتے اس نے ہاتھ روم کو لاک لگایا
اور کیز اپنی پاکٹ میں ڈالیں۔۔ داروازہ اندر سے
کھولنے والا ہی اب کھول سکتا تھا۔۔
پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتے باہر نکل گیا۔۔
لقمان صاحب اس کے جاتے ہی اندر دوڑے آئے
۔۔
سامنے اسے ناپائیکے ہاتھ روم کی طرف بڑھے۔۔ پر
وہ اندر سے بند تھا اور غوغا کی آوازیں ارہی
تھیں۔۔

پھر چند منٹوں میں خاموشی چھا گئی۔۔ جامد خاموشی

جب وہ گیا تھا تب زوہا سو رہی تھی اب واپس آیا تو
اسے دیکھ کے خوشی سے چمکی۔۔

بابا۔۔ آپ کو کچھ بتانا تھا داجی نے۔۔

ابھی وہ اس سے مل رہا تھا تو اس نے راز درانہ انداز
میں اسے کہا۔۔

کیا بتانا تھا۔۔ ایک نظر ساوری کو دیکھا جو اپنی چھوٹی
چھوٹی چیزیں سالار کے سوٹ کیس میں رکھ رہی تھی
۔۔

ایسے نہیں۔۔ آرام سے بیٹھ کے بات کریں گے
۔۔ دادو نے اسے گھورا۔۔ ساوری کو بھی معلوم تھا کیا
بات کرنی ہے۔۔

دادو۔۔ پلیز۔۔ ابھی یہیں ہیں کر لیں نا۔۔ ان کو
جواب بھی دے دیں گے۔۔ وہ سالار کو چھوڑ کے
ان کے کان میں گھسی۔۔

کیا بات ہے تمہیں پتہ ہے۔۔ سالار نے ساوری کا
ہاتھ پکڑتے اس کا ٹمپرچر چیک کیا۔۔ اسے صبح پھر
ہلکا ہلکا بخار تھا۔۔

اس نے نفی میں سر ہلاتے بے چینی سے ہاتھ
چھڑوایا۔۔ سامنے داجی اور دادو تھیں۔۔

اچھا اندر آؤ۔۔ اس کا ہاتھ دوبارہ پکڑا۔۔

بہی ہاتھ تو چھوڑیں میرا۔۔ دانت پیستے اسے گھورا پر
وہ ان سنی کرتے اسے اندر لے آیا۔۔ زوہا دادو کے
ساتھ کھسر پھسر کرنے میں مصروف تھی۔۔

داجی دیکھ رہے تھے ہمیں۔۔ ساوری نے اندر داخل
ہوتے دوبارہ گھورا۔۔

تو کیا ہوا۔۔ پکڑ سکتا ہوں میں تمہارا ہاتھ۔۔
اپنی پاکٹ سے نیکلس نکال کے اس کے ہاتھ میں
رکھا۔۔۔

ساوری کچھ کہتے کہتے شاک ہوئی۔۔
ی۔۔ یہ مل گیا۔۔

ملنا ہی تھا۔۔ اس کی ہتھیلی سے دوبارہ اٹھاتے اس کا
رخ پلٹا۔۔

پھر بال ہٹاتے آگے کرنے چاہے تو وہ پھسل کے
دوبارہ پیچھے آگئے۔۔

کیا تم انہیں میرے لیے بڑھا سکتی ہو۔۔۔ چھوٹے
بالوں کو گھورتے ہاتھوں سے سمیٹ کے پونی کی شکل
دی۔۔

آپ کو لمبے بال اچھے لگتے ہیں۔ ساوری سیدھی کھڑی
تھی۔۔ ہاتھ بڑھا کے اس کے اکھٹے کیے ہوئے بال
پکڑے تاکہ وہ پہنا سکے۔۔

ہاں تم پہ اچھے لگیں گے۔۔ نیکلس پہنا کے اسے
لاک کا۔۔

پھر ساوری کے بال چھوڑ دیے اور اس کی طرف رخ
پلٹا۔۔

اس کی چین تھوڑی لمبی ہونی چاہیے تھی۔۔ اس کے
گلے کی اونچی ہڈی تک آتے اپنے اور اس کے نام کو
انگلیوں کے پوروں سے چھوتے سالار نے سوچتے کہا

--

کیوں۔۔۔

تاکہ تمہارے دل تک پہنچ سکتا۔۔ اس کی بات سمجھتے
ساوری کا چہرہ لال بھبھوکا ہوا۔۔ جبکہ سالار مسکراہٹ
چھپاتے دوسری طرف پلٹ گیا۔۔

آئندہ اس کا خیال رکھنا۔۔

ہاں یہ تو نہیں کہا اپنا خیال رکھنا۔۔ ساوری نے منہ
بناتے نیکلس نا محسوس طریقے سے نیچے کرنے کی
کوشش کی پر وہ نہیں ہوا۔۔

تمہارا رکھنے کے لیے میں ہوں نا۔۔ سالار نے اس کی
یہ حرکت آنے میں دیکھ لی تھی۔۔

ہاں۔۔ہاں۔۔بہت رکھتے ہیں۔اسی لیے تو اس دن
میرے ساتھ وہ سب ہوا۔۔

اگر میں وہاں موجود ہوتا تو ایسی نوبت ہرگز نا آتی
مائے بے بی۔۔اس کا موڈ اچھا تھا سبٹین کو انجام
تک پہنچا کے۔۔آئندہ اکیلے کہیں جانے نہیں دوں گا
۔۔

کیوں نہیں جانے دیں گے۔۔اب تو میں زیادہ گاؤں
آیا کروں گی۔۔داجی دادو کے پاس یہ کتنے اکیلے
ہوتے ہیں نا۔۔

اور میرے اکیلے پن کا کیا۔۔ موبائل چارج پر لگاتے
آئی برو اچکائے۔۔ ساوری نے ہونٹ دانتوں تلے
دبائے۔۔

آپ کہاں اکیلے ہیں۔۔ زوہا ہو گی۔۔

تم نہیں ہوتی تو میں اکیلا ہی ہوتا ہوں بے بی
۔۔ موبائل رکھ کے اس کے پاس آیا۔۔ تم ساتھ
ہوتی ہو تو مجھے زندگی بھری بھری لگتی ہے میری۔۔
انگلیوں کی پشت اس کے پھولے گلابی گالوں پہ مس

کرتے وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔ ساوری کا
دل نئے انداز میں دھڑکنے کو تھا۔۔

ا۔۔ اپ مجھے آئی لوو یو کہنا چاہتے ہیں۔۔ ساوری نے
اپنی انگلیوں کے پور اس کے بازوؤں پہ رکھتے پوچھا۔۔
سالار کے چہرے پہ مسکراہٹ آتے معدوم ہوئی۔۔
تم سننا چاہتی ہو یہ سب۔۔

جی۔۔ وہ اس کی شہد رنگ آنکھوں کے سحر میں کھو
رہی تھی جیسے۔۔

تو پھر میرے دل پہ ہاتھ رکھو۔۔ اس کا ہاتھ پکڑتے
اپنے دل پہ رکھا۔۔

محسوس کرو یہ دھڑک رہا ہے نا۔۔ ساوری نے
آنکھیں بند کرتے محسوس کرنا چاہا تو فوراً آنکھیں
کھول لیں۔۔

اپ۔۔ آپ کی دھڑکنیں اتنی تیز کیوں ہیں۔۔۔ اپ
بھاگ کے آئے ہیں۔۔ نہیں آپ لڑائی کر کے آئے
ہیں۔۔

نہیں۔۔ سالار کا دل سرپٹنے کو چاہا۔۔ اچھے بھلے
رومینٹک سین کو کہاں گھسیٹ کے لے گئی تھی۔۔
تم قریب ہوتی ہو تو ایسے ہی دھڑکتا ہے۔۔ اسے
کندھوں سے پکڑتے اپنے ساتھ لگا لیا۔۔ ساوری کا
چہرہ سرخ ہوا۔۔

کتنی دیر وہ اس کی دھڑکنوں کو سنتی رہی تھی۔۔
سالار آپ نے بتایا نہیں۔۔

کیا۔۔ اس کی پشت پہ انگلیاں دھیرے دھیرے
چلاتے پوچھا۔۔

کہ آپ لڑ کے آئے ہیں۔۔

نہیں۔۔ لڑائی تو نہیں کی۔۔

پھر آپ کو نیکلس اتنی آسانی سے کیسے ملا۔۔

یہ تو گرا ہوا تھا ان کے گیراج میں۔۔ میں سیم

لوکیشن پہ گیا تو وہیں مل گیا شکر ہے کسی نے اٹھایا

نہیں۔۔ اس کے سر پہ ٹھوڑی ٹکاتے صاف جھوٹ

بولا۔۔

ساوری نے اسے سر اٹھا کے دیکھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ سالار نے اسے دیکھتے اثبات میں سر ہلایا کہ ایسا ہی ہے۔۔

فکر نا کرو بس تم یہاں سر رکھو۔۔ اس کا سر واپس اپنے سینے پہ ٹکایا۔۔

اب یہیں کھڑے رہنا ہے۔۔ کافی دیر بعد ساوری نے اسے پکارا۔۔

تم نے کوئی کام کرنا ہے۔۔ سالار نے الٹا سوال کیا۔۔ نہیں۔۔ اپ ایریٹیٹ کر رہے ہیں یا محبت کا اظہار۔۔

تم جاؤ یہاں سے کھاو گی مجھ سے ایک عدد۔۔ سالار
نے اس کی بات سنتے اسے خود سے الگ کیا شرٹ
پسینے سے نم ہو رہی تھی۔۔

میں نے ابھی بتانا تھا دادو کو کے آپ نے مجھے تھپڑ
مارا تھا۔۔ ساوری نے دور ہوتے اسے گھورا۔۔
جاؤ۔۔ اعلان کروا دینا مسجد میں۔۔

ہو نہہ۔۔ ساوری دوپٹہ سنبھالتے باہر نکل گئی۔۔ سالار
مسکرا دیا۔۔۔

واپسی پہ سارے راستے زوہا مسکراتی رہی تھی۔۔ آج
اس نے ضد بھی نہیں کی تھی وہ آگے بیٹھے گی
۔۔ سالار کو حیرانگی تھی پر اچھا تھا اگر وہ سدھر گئی
تھی تو۔۔ رات گئے تک وہ لوگ گھر پہنچے تو ساوری
اور زوہا آتے ہی سو گئی تھیں راستے میں ان لوگوں
نے ڈنر کر لیا تھا۔۔

اگلے دن صبح کافی دیر سے ہوئی تھی سب کی۔۔ سب
سے پہلے سالار کی ہی آنکھ کھلی تھی۔۔ ساوری تمام تر

معصومیت سمیٹے اپنی طرف کروٹ لیے سو رہی تھی
--

کچھ دیر لیٹے وہ اسے دیکھتا رہا پھر اگے ہو کے اس
کے ماتھے سے بال ہٹائے اور لب رکھتے لمس
چھوڑا۔ وہ بڑی ہو رہی تھی اور سمجھدار بھی اسے
محبت کرنی تھی۔۔ یہی عمر ہوتی ہے محبت کی لا ابالی
ہر فکر سے پاک بس ایسے لگتا ہے وہ ہواؤں میں
اڑنے لگی ہیں۔۔ پر ساوری اس سے سننا چاہتی
تھی۔۔

اس نے کہا تھا وہ اسے کہے کے اس سے محبت کرتا
ہے پر اتنا روکھا پھیکا۔۔

وہ کچھ سپیشل کرنا چاہتا تھا اس کے لیے۔۔ لیکن ابھی
نہیں۔۔ ابھی تو اسے دفتر کے کافی معاملات دیکھنے
تھے ہر چیز درہم برہم ہوئی پڑی تھی۔۔۔۔ بالوں پہ
ہاتھ پھیرتے اپنی جگہ چھوڑ دی۔۔ ساوری اور زوہا
کتنی دیر تک سوئی رہیں اسے نہیں معلوم تھا وہ تیار
ہو کے آفس چلا گیا۔ بوا بھی آچکی تھیں۔۔

زوہا کی آنکھ کھلی تو کھانے کی خوشبو آرہی تھی۔۔

فریش ہو کے باہر چلی آئی۔۔

اسلام و علیکم آنٹی۔۔ کیسی ہیں۔ ان سے سلام کرتے

شلیف پہ پڑی ٹرے دیکھیں۔۔

آج کچھ سپیشل ہے۔۔ پھر پوچھا۔۔

نہیں بس آپ لوگ کافی دن بعد آئے ہیں تو سوچا

کچھ اچھا سا بنا کے کھلا دوں۔

اوہ واؤ۔ آپ کتنی اچھی ہیں۔۔۔ ان کے گال کھینچتے
باہر چلی آئی۔ اتنی دیر میں ساوری بھی اپنے روم
سے فریش فریش سی باہر نکل آئی۔۔۔

ہائے۔۔ تم بھی اب جاگ رہی ہو۔ اسے دیکھ کے
متوجہ کیا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔
چلو پھر کھانا کھاتے ہیں۔۔

آنٹی کھانا لگا دیں ساتھ ہی آواز دی۔۔ ساوری کو اس
کا رویہ کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔۔

تم اتنی خوش کیوں ہو۔۔ کچھ سوچتے پوچھ لیا۔۔

خوش۔ کیوں نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ اس نے گھورتے
الٹا سوال کر دیا۔۔

ہونا چاہیے کیوں نہیں ہونا چاہیے۔۔ وہ سٹپٹائی۔۔
مجھے محبت ہو گئی ہے۔۔ ہوا میں بازو پھیلاتے وہ
خوشی سے کھکھلائی۔۔

ک۔۔ کیا۔۔ سچ میں۔۔ سرمئی آنکھیں پھٹیں۔۔
ہاں۔۔ سچ میں۔۔ پتہ ہے کس سے۔۔ وہ چلتے اس کے
پاس آئی۔۔

سبیطین احمد سے۔۔

سبطين۔۔ ساوری نے نام دہرایا۔۔

ہاں۔۔۔ جس کا رشتہ آیا ہے میرے لیے۔۔ وہ بھی
مجھ سے محبت کرتا ہے ساوری میں بہت خوش ہوں
۔۔۔ وہ ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔۔ اس بات سے
انجان کے اس کا باپ سبطين احمد کا کام تمام کر آیا
ہے

تم اس سے کب محبت ہو گئی۔۔ ساوری نے حیرانگی
سے پوچھا۔۔ کیونکہ شادی میں اس نے ان دنوں کو
کہیں بھی ساتھ نہیں دیکھا تھا نا ہی کوئی اشارے نا
کوئی چھپ کے دیکھنا کوئی شرارت۔۔ نا کہیں آگے
پیچھے سے کچھ سنا تھا۔۔

جب اس کی ماما نے دادو سے بات کی تب سنا تھا میں
نے۔۔ اور پھر مجھے وہ اچھا لگنے لگا۔ اوف وہ کتنا
ہینڈسم ہے نا۔۔ اس کی آنکھوں میں دیئے جل رہے
تھے۔۔

وہ عمر ہی ایسی تھی کسی بھی مرد کا نام اپنے نام کے
ساتھ سنتے ہی اس کے لیے دل میں کوئلیں پھوٹ
پڑتی ہیں۔۔

ساوری نے اسے اور کچھ نہیں کہا۔۔ پتہ نہی دادو
لوگ کب بات کرتے۔۔ خاموشی سے کھانے کی
ٹیبل پہ آ کے بیٹھتے کھانا نکالنے لگی۔۔ زوہا ابھی تک
جھوم ہی رہی تھی

اس نے آج تین میٹینگز اٹینڈ کرنی تھیں اس کے
علاوہ اپنی کمپنی کے لوگوں سے ڈسکشن بھی کرنی
تھی۔۔

گیارہ بجے والی میٹنگ کے بعد وہ اپنے روم میں میں
واپس آیا تو پی اے اس کی کافی رکھ گئی تھی۔۔

اپنی کرسی پہ بیٹھتے انگریزی لی۔۔ پھر موبائل اٹھا کے
سکرین دیکھی کئی مسڈ کالز تھیں۔۔ وہ میٹنگ میں
موبائل بہت کم لے کے جاتا تھا۔۔

کوئی انجان نمبر تھا۔ ابھی وہ کال بیک کرنے کا سوچ
رہا تھا جب دوبارہ فون بجنے لگا۔

کال ریسیو کرتے ابھی کان سے لگایا تھا جب سامنے
والا چلانا شروع ہوا۔

اگر میرے بیٹے کو کچھ بھی ہوا سالار خان تو میں
تمہیں اور تمہارے پورے خاندان کو برباد کر دوں
گا یاد رکھنا۔

کیا مطلب اسے ابھی کچھ ہوا نہیں ہے۔۔۔ بیرڈ
کھجاتے تسلی سے سر پیچھے ٹکایا۔

دعا کرو نا ہو۔۔ ورنہ آنے والے حالات کے ذمہ دار
تم خود ہو گے۔۔

میں ہر کام کے لیے تیار رہتا ہوں۔۔ مسکراتے کال
بند کر دی۔۔

فہد سکندر تمللا کے رہ گئے۔۔ سبطین کل سے آئی
سی یو میں تھا اور اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا
تھا۔۔ اس کی سانس کی نالی میں پانی چلا گیا تھا شاید
۔۔ اب صفائی تو ہو چکی تھی لیکن دماغی حالت کیا تھی
اس کے ہوش میں آنے کے بعد ہی پتہ چلتا۔۔

سالار دو بجے والی میٹنگ کی فائل ریڈ کرنے لگا۔
انہیں ایک اور کانٹریکٹ فائل کرنا تھا۔ ان کے کام
کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ وہ شورومز کو اپنی ذمہ
داری پہ دوسرے کنٹریز سے بڑے پیمانے پہ گاڑیاں
منگوا کے دیتے تھے۔

ابھی جس شوروم کے مالک سے میٹنگ تھی وہ آنے
والا تھا۔ ٹائم دیکھتے وہ تیزی سے فائل پہ نظریں
دوڑا رہا تھا جب لمحہ بھر کے لیے رکا۔

پھر انٹرکام پہ زین کو اپنے آفس بلایا

زین کچھ منٹ میں اس کے افس میں آیا تو سالار
نے فائل اس کے سامنے رکھی۔۔

ہمارے درمیاں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تو پھر یہ
سب کس لیے لکھا گیا ہے۔۔ پوری ایک سٹیٹ منٹ
تھی جس پہ لکھا تھا کہ اگر گاڑیاں ان کے اپنے شو
روم میں بھی ایک سال کے اندر اندر خراب ہوتی
ہیں تو اس کی بھرپائی وہ لوگ بھریں گے۔۔ جبکہ
ایسا کسی بھی کانٹریکٹ میں نہیں ہوتا تھا۔۔

سر یہ صمد صاحب نے ایڈ کرنے کو کہا تھا۔۔ وہ
منمنایا۔۔

تم صمد کے آفس میں ہو یا میرے۔۔ اسے ابھی چیلنج
کرو۔۔ فائل اس کے سامنے پھینکتے اشتعال سے دیکھا
۔۔ تو وہ اٹھا کے باہر چلا گیا۔۔

پاگل۔۔ موبائل اٹھاتے سکرین روشن کی۔۔

وہ کچھ دیر بعد فائل ٹھیک کر کے لیے آیا۔۔ دو بجے
کی میٹنگ تھی اسے امید تھی اچھی نہیں جائے گی
اور ایسا ہی ہوا۔۔

صمد کو جو چاہیے تھا وہ ان لوگوں نے ریمو کر دیا تھا

--

جیسا میں چاہتا ہوں اگر آپ نے ویسا نہیں کرنا تو پھر
آئی ایم سوری۔۔

ہماری طرف سے بھی سوری۔۔ فائل کے پیج درمیان
سے پھاڑتے سالار نے بات ہی ختم کر دی۔۔ صمد
اتنے صاف ستھرے انکار پہ لب بھینچ گئے۔۔

آئندہ اگر آپ کو ہماری مدد چاہیے ہوئی تو ڈیل
ہمارے رولز اینڈ ریگولیشن پہ ہو گی۔۔ ورنہ نہی۔۔

اپنی چٹیر پیچھے کرتے وہ اٹھ گیا۔۔۔ صاحب زین
کو گھور رہے تھے۔۔

اگر سالار وہ نا پڑھتا اور بنا پڑھے سگنیچر کر دیتا تو
بعد میں اس سے مکر نہیں سکتا تھا۔۔۔ مسئلہ یہ تھا کہ
وہ ساری میٹنگز کی فائل پہلے پڑھتا تھا۔۔۔ پھر چاہے
اسے اپنی نیند ہی کیوں نا حرام کرنی پڑتی

ساوری اپنے روم کو دوبارہ سیٹ کر رہی تھی۔۔۔ کل تو
رات کو سالار کے روم میں سو لیا تھا اب روز روز تو

نہیں سو سکتی تھی۔۔ خیر سو تو سکتی تھی اگر سالار خود
چاہتا تو۔۔

ساری چیزیں درست کرنے کے بعد اس نے سوٹ
کیس کھولا جس میں اس کے کپڑے تھے جو سالار
شادی کے لیے لایا تھا اس میں سے بس دو سوٹ ہی
اس نے پہنے تھے ابھی تک۔۔۔

ترتیب سے باہر نکالتے وارڈ روب میں سیٹ کیے۔۔
ان میں سے بلو کلر کی میکسی نکال کے سائڈ پہ رکھی

ایک ساڑھی بھی تھی لیکن اس کی چولی نہیں تھا
-- حیرت سے اسے بھی سیٹ کرتے ہینگ کر دیا
-- جیولری اور جوتے رکھنے کے بعد وہ ایک بجے
دوبارہ روم سے باہر آئی۔۔ زوہالیونگ روم میں ہی
سونگ سن رہی تھی۔۔ انٹی ڈائمنگ ٹیبل پہ بیٹھی
لہسن چھیل رہی تھیں۔۔

تم نے کالج نہیں جانا۔۔ اتنے دن ہو گئے ہیں بس
ایڈ مشن لینے کی زحمت کی ہے۔۔

جانا ہے۔۔ کل سے جاؤں گی۔۔ اس کے پاس بیٹھتے
لیپ ٹاپ پہ نظر ڈالی۔۔ وہ کسی سے چیٹ بھی کر
رہی تھی۔۔

میں بور ہو رہی ہوں۔۔ اپنا ٹیب کہاں ہے۔۔
روم میں ہے لے لو۔۔ اسے وہاں سے بھیجا ساوری
اٹھ کے اس کے روم میں چلی آئی۔۔
ٹیب اٹھا کے باہر لان میں نکل آئی۔۔

انٹرنیٹ کی سپیڈ ہی اتنی سلو تھی کے کچھ چل ہی
نہیں رہا تھا۔۔ الجھتے کچھ سمجھ نہیں آیا وہ کیا کرے

-- پھر کیمرہ کھول کے پکس بنانے لگی بہت ساری
الٹی سیدھی پکس بنائی کبھی پھولوں کے ساتھ کبھی
پلر سے لٹکتے کبھی بیلوں کے اندر گھستے سیلفیاں لیں
-- پھر کتنی دیر خود ہی دیکھ کے مسکراتی رہی --
ہبی جان کو بھیجتی اگر نیٹ چلتا تو -- سوچتے واٹس
ایپ اوپن کرتے سالار کی چیٹ نکالی -- پھر اپنی
اچھی اچھی پکس بھیج دیں --
تین چار منٹ لگا کے ایک ایک سینڈ ہو رہی تھی --

سارے پکس سینڈ ہو گئیں پر سالار نے دیکھیں نہیں

--

ساوری کچھ دیر اس کے رپلائے کا ویٹ کرتی رہی
پھر اندر آگئی زوہا ابھی تک وہیں بیٹھی تھی۔

یہ میں لے جاؤں اگر تمہیں ضرورت نہیں ہے
تو۔

لے جاؤ۔ اسے اجازت دیتے وہ پھر سے مصروف ہو
گئی تو ساوری اپنے روم میں آگئی۔

سالار کا موڈ خراب تھا۔۔ لیپ ٹاپ پہ انگلیاں چلاتے
اس کی نظر بنک کرتے موبائل پہ پڑی تو گھر سے
کال آرہی تھی۔۔ موبائل اٹھاتے کال ریسیو کی۔۔

اسلام و علیکم۔۔ کال ریسیو ہوتے ساوری نے سلام کیا
۔۔ میں نے آپ کو پکس بھیجی ہیں آپ دیکھ لیں۔۔
اسے بتاتے مسکرائی۔۔

اوکے۔۔ سالار نے واٹس ایپ کھولتے پہلی تصویر
کھولی پھر مسکرایا۔۔

میں دیکھ کے بتاتا ہوں۔۔ سالار نے دوبارہ فون کان
سے لگاتے اسے بتایا اور کال کاٹ دی۔۔

سالار نے کچھ دیر لگائی ان پکس کو دیکھنے میں۔۔ وہ
اتنی کیوٹ لگ رہی تھی ایسے ہی تعریف کرتا تو اس
کی حق تلفی ہوتی۔۔ بعد پہ چھوڑتے بس اچھی ہیں لکھ
کے رپلائے کر دیا۔

ساوری جو بہت کچھ سننے کی منتظر تھی دل مسوس کے
رہ گئی۔۔ کیا تھا اگر دو تین اچھے الفاظ بول دیتا
۔۔ سارا دن اسی الجھن اور غصے میں گزار دیا۔۔ وہ جو

الٹی لٹک کے پکس سینڈ کرتی رہی تھی۔۔ ان کی ذرا
برابر بھی قدر نہیں کی تھی اس نے۔۔

شام کو سالار گھر آیا تو اس کا منہ پھر سو جا ہوا تھا۔۔
۔ طبعیت ٹھیک ہے تمہاری۔۔

ٹھیک ہوں۔۔ وہ لیونگ روم میں ہی بیٹھی تھی۔۔ زوہا
اپنی دوست کے پاس گئی ہوئی تھی۔۔

پھر یہ غبارہ کیوں بنا ہوا ہے۔۔ چہرے کی طرف
اشارہ کرتے اپنا کوٹ اتار کے صوفے پہ رکھا۔۔
مجھے کیا پتہ۔۔

کسے پتہ ہو گا پھر۔۔ کف لنکس نکال کے پیٹ کی
پاکٹ میں ڈالے اور بازو فولڈ کرتے اس کے پاس
آ کے بیٹھا۔۔

آپ کو۔۔

اچھا مجھے کیسے پتہ ہو گا۔۔

مجھے نہیں پتہ میں نے آپ کو کبھی میسج کیے۔۔ نا کبھی
کال۔۔ کہ آپ ڈسٹرب ہونگے۔۔ آج میں نے اتنے
شوق سے آپ کو پکس بھیجیں اور آپ نے بس اچھی

ہیں کہہ کے ٹال دیا۔۔ آئندہ کچھ نہیں کروں گی نا
میج ناکال۔۔ رخ بدلتے روہانسی ہوئی۔۔

اوے ہوئے۔۔ یہاں تو سیریس مسئلہ ہے۔۔ اس کی
کمر میں ہاتھ ڈالتے پیچھے کھینچا تو اس کی پشت سالار
کے سینے سے آ لگی۔۔

ساوری نے اسے کہنی مارتے دور کرنے کی کوشش
کی پر وہ اس کے بلی بٹن میں انگلی پھنسا چکا تھا۔۔
دور رہا کریں مجھ سے۔۔ روٹھے پن سے سر جھٹکا۔۔

لیکن میں تو چاہتا ہوں ہمیشہ تمہارے آس پاس
رہوں۔۔ گردن سے بال ہٹاتے لب رکھے۔۔

تم۔ مجھے میسج کرو کال کرو۔۔ بلکہ تم مجھے پکس بھیجا
کرو اور گندی گندی والی۔۔ انگلی اس کے بلی بٹن پہ
راونڈ راونڈ گھماتے وہ اسے مسمرائز کر رہا تھا۔

ن۔۔ نہیں۔۔ جو بھیجی ہیں ان کے بارے میں آپ
نے کچھ نہیں کہا۔۔

تمہیں سننا ہے تم ان پکس میں کیسی لگ رہی تھی۔۔
اس کے کپکپاتے ہونٹوں پہ انگوٹھا مسلتے پوچھا۔۔

نہیں۔۔ اس پہ گھبراہٹ طاری ہونے لگی تھی۔۔ پتہ
نہیں سالار کی قربت اس پہ اتنی حاوی کیوں ہو جاتی
تھی۔۔

بٹ اب تو میں بتانا چاہتا ہوں۔۔ اس کی ٹھوڑی اپنی
مٹھی میں لیتے ہونٹ اپنے ہونٹوں کے قریب کرتے
نرمی سے لمس چھوڑا۔۔

ہ۔۔ ہی کوئی آجائے گا۔۔

آجائے۔۔ اس کا رخ اپنی جانب موڑتے دوبارہ اس
کے ہونٹوں کی نرمی اپنے اندر اتارنے لگا۔۔ ساوری

اسے خود سے دور کرنے کی کوشش میں پیچھے ہونے
لگی تو سالار جان لیوا شرارت کرتے اسے پھر سے
قریب کیا۔۔

اس سے پہلے کہ گھبراہٹ سے اس کے حواس
کھوتے سالار نے اسے چھوڑ دیا۔۔ وہ سرخ چہرہ لیے
اس کے پاس سے اٹھ کے کچن کی طرف بھاگی تھی
۔۔ چند لمحوں میں وہ اس کی حالت بگاڑ گیا تھا۔۔

کیا ضرورت تھی اسے ناراضگی ظاہر کرنے کی
۔۔ سانس بحال کرتے ساتھ خود کو بھی ڈپٹا۔۔ سالار
اپنے روم میں چلا گیا تو وہ واپس باہر نکلی۔۔
زوہا بھی آنے والی ہی تھی۔۔

اگلے دن صبح وہ لوگ ناشتہ کر رہے تھے جب
ساوری کالج کے لیے تیار ہو کے آئی۔۔ وہ اپنے روم
میں ہی سوئی تھی۔۔

سالار اسے وائٹ یونیفارم میں دیکھ کے حیرت زدہ
ہوا۔۔

کالج جانا ہے۔۔ پھر اس کے بیٹھتے پوچھا زوہا کچن میں
پانی لینے گئی تھی۔۔

جی۔۔ اپنی جگہ پہ بیٹھتے جواب دیا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ وین پہ ہی جاؤ گے آپ لوگ۔۔ زوہا
باہر آئی تو دونوں سے پوچھا۔۔

آپ کے ساتھ۔۔

جی وین پہ ہی۔۔ دونوں نے ساتھ ہی جواب دیا لیکن
الگ الگ۔۔

وین پہ ہی جائیں گے بابا۔۔ زوہا نے پلٹ کے اسے
گھورا۔۔

پر ساوری اس بات پہ راضی نہیں تھی لیکن پھر اگر
وہ کہتی تو زوہا نے بات کا بٹنگڑ بنا دینا تھا سو خاموشی
اختیار کر لی۔۔

آج تو میں ڈراپ کر دوں گا۔۔ لیکن کل سے وین پہ
ہی جانا۔۔

دونوں ہی خوش نہیں ہوئی اس کی بات پہ۔۔

پر سالار نے انہیں کالج ڈراپ کر دیا تھا۔۔

ویسے اگر ہم لوگ ہی کے ساتھ آجائیں گے تو کیا

ہو گا۔۔ وین میں اتنا رش ہوتا ہے اوپر سے اتنی

گرمی۔۔

کچھ نہیں ہوتا۔۔ بابا کو بھی ہم لوگ اپنے ساتھ

باندھ لیں کیا۔۔ تھوری سی گرمی برداشت نہی ہوتی

مہارانی سے۔۔ بال جھٹکتے وہ تیز تیز آگے بڑھ گئی

۔۔ اب ساوری اسے کیا کہتی کہ اسے اپنے ہی کے

ساتھ ٹائم گزارنا تھا۔۔ اس لیے۔۔ ورنہ گرمی تو شاید
برداشت کر ہی لیتی۔۔

ہر کلاس میں اس کی عزت افزائی ہوئی تھی اتنے دن
نا آنے کی وجہ سے۔۔۔ پر چلو ایک بار ہی ہونی تھی
۔۔

واپسی پہ وہ وین پہ ہی آئیں گھر آ کے سب سے پہلے
سالار کو لینڈ لائن پہ فون کیا۔۔

آپ گھر کب آئیں گے۔۔

کیوں۔۔ وہ فارغ ہی تھا فلحال۔۔

میری طبعیت خراب ہے۔۔ جھوٹ بولا۔۔

مزاق کر رہی ہو۔۔ اگر اس کی طبعیت خراب ہوتی
تو ایسے بات نا کرتی۔۔

ہاں لیکن آپ گھر آجائیں میں بور ہو رہی ہوں۔۔
اتنے دن گاؤں میں داجی اور دادو کے ساتھ
گزارنے کے بعد اسے اب کچھ اچھا نہیں لگ رہا
تھا۔۔

اچھا دیکھتا ہوں۔۔ ابھی تو ڈیڑھ ہوا ہے اور اتنے
جلدی میں آجاؤں۔۔

آجائیں۔ پھر گھومنے چلیں گے۔۔

ہاں میرا دماغ خراب ہے تپتی دوپہر کو گھومنے چلیں گے۔۔

ہیپی۔۔ آپ کو مسئلہ کیا ہے کبھی میری بات بھی مان لیا کریں۔

اچھا اچھا۔۔ آرہا ہوں۔۔

تھینکیو میں تیار ہوتی ہوں۔۔ خوش ہوتے فون کاٹ دیا۔۔ اب سالار اتنی گرمی میں کہاں گھمانے لے کے جا سکتا تھا۔۔

ساوری روم میں آ کے فریش ہوئی بلو میکسی پہن کے
وہ آئے کے سامنے آئی۔۔۔ نیکلس اس کے گلے میں
جگمگا رہا تھا۔۔

جب تک سالار آیا وہ مکمل تیار تھی۔۔ ہلکا پھلکا میک
اپ اور ہیل پہنے وہ ٹک ٹک کرتے باہر نکلی تو سالار
کا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔

تمہیں پتہ ہے کتنی گرمی ہے۔۔ ذرا دیکھو موبائل میں

آئی ایم سوری میری پاس موبائل ہی نہیں ہے
۔۔ گردن اکڑاتے اس کی دہائی ہوا میں اڑائی۔۔

چینج کرو پہلے۔۔ پھر جائیں گے شاباش۔۔

نہیں نا۔۔ ان کو کیا ہے۔۔ اتنی مشکل سے تیار ہوئی
ہوں میں۔۔ آپ تعریف کرنے کی بجائے ڈانٹ
رہے ہیں۔۔

ڈانٹ نہیں رہا بتا رہا ہوں۔۔ اور ایسے کپڑے پہن
کے جاؤ گی تو سب مزاق اڑائیں گے۔۔

اوکے۔۔ میں چینج کر لیتی ہوں پر ہم جائیں گے سہی
--

رات کو جائیں گے۔۔ ابھی روم میں آؤ میرے
تمہاری تعریف کروں تھوڑی سی۔۔ دونوں لیونگ
روم میں کھڑے تھے اس کا ہاتھ پکڑتے اندر لایا۔۔
مجھے نہیں کروانی تعریف شریف۔۔ ہلکی آواز میں
چینختے وہ اس کے ساتھ دوڑتے ہوئے اندر آئی۔۔
سالار اسے اندر کرتے دروازہ بند کر گیا۔۔
تم بور ہو رہی تھی۔۔

ہاں جی۔۔

تو بوریت دور کرتے ہیں۔۔ کوٹ اتار کے سائڈ پہ
رکھا۔ پھر جوتے چینج کیے ساوری اتنی دیر اسے
دیکھتی رہی۔۔

تم بیٹھو میں آتا ہوں۔۔ اسے بتا کے روم سے باہر
نکل آیا۔۔

زوبا کے روم میں آتے دروازہ ناک کیا وہ شاید سو
رہی تھی جو دروازہ نہیں کھولا۔۔ اسے ڈسٹرب کیے بنا

کچن میں آیا اور بہت سارے لذیذہ کھیر کے ڈبے
اٹھائے ساتھ دو پلیٹس۔۔

کر کرے سنیکیس اور چاکلیٹس۔۔ اور فریج سے جوس
نکالتے سارا کچھ ٹرالی میں رکھا۔۔ اندر آیا تو ساوری
جوتے اتارے گھوم رہی تھی۔۔

کیا مطلب ہم لوگ یہ کھائیں گے۔۔ ساری چیزیں
دیکھ کے اس کے منہ میں پانی آیا۔

بلکل۔۔ دروازہ لاک کرتے مسکرایا۔۔ وہ بس اتنی سی
بات پہ ہی خوش ہو گئی تھی۔۔ روم میں اے سی کی

خنکی تھی جس کی وجہ سے اسے میکسی میں گھبراہٹ
نہیں ہو رہی تھی اگر وہ لوگ باہر جاتے تو یقیناً وہ
برداشت نہیں کر سکتی۔۔

ہم لوگ ساتھ مووی بھی دیکھیں گے۔۔ سالار نے
لائٹ بند کرتے ڈیجیٹل کینڈلز جلائیں۔۔ کرٹنز پہلے
ہی گرے ہوئے تھے۔۔ کمرے میں اندھیرا چھا گیا
۔۔

ساوری ساتھ ساتھ بیڈ پہ ساری چیزیں رکھ رہی تھی
اتنی دیر میں سالار نے مووی کا سیٹ اپ کیا

کون سی مووی لگاؤں۔۔

کوئی رومینٹک سی۔۔ وہ مسکرائی۔۔

کتنی رومینٹک ہو۔۔ ساتھ ساتھ سیٹنگ کر رہا تھا۔۔

اور ساوری لذیدہ کھیر کے ڈبے کھول کے ڈرائی

فروٹس الگ کر رہی تھی۔۔

سب سے زیادہ۔۔ جیسے کبھی خوشی کبھی غم والی ہے

--

واؤ۔ سالار کے ہونٹ پھیلے۔۔ مطلب اس کے خیال

میں سب سے رومینٹک مووی یہی تھی۔۔

چلو آج پھر الگ قسم کی رومینٹک مووی دیکھتے ہیں
۔۔ ہولی ووڈ کی۔۔۔

انگلش موویز۔۔۔ سر اٹھا کے اس سے پوچھا۔۔
ہاں۔۔

وہ تو رومینٹک نہیں ہوتیں۔۔

جو تم دیکھتی وہ نہیں ہوتیں جو میں دیکھاؤں گا وہ
دیکھنا۔۔ مووی سلیکٹ کر کے پلے کرتے وہ اس کی
طرف مڑا۔۔

ساوری سکرین کی طرف ہی دیکھنے لگی تھی۔۔ سالار
کشنز اور ٹکیے بیڈ کراؤن سے لگاتے آکے بیٹھا۔۔
ساتھ اس کا ہاتھ پکڑتے اپنے قریب کیا۔۔
یہ کون سی مووی ہے۔۔ سکرین میں ایک لڑکی
شارٹس میں سمندر کے پاس کھڑی تھی۔۔
مووی کا نام لاسٹ میں بتاؤں گا ابھی تم چپ کر کے
دیکھو۔۔

ساوری سیدھے ہوتے پیچھے ٹیک لگا گئی۔۔

پندرہ منٹ کی مووی گزری تھی جب ساوری نے
آنکھیں سیکڑتے سکریں کو غور سے دیکھنے کی کوشش
کی۔۔ پھر سالار کو دیکھا جو سکون سے دیکھ رہا تھا۔
آپ ایسی موویز پہلے بھی دیکھتے ہیں۔۔ سرخ ہوتے
چہرے کے ساتھ وہ دیکھ رہی تھی جہاں لڑکی پوری
بے باکی سے ہیرو کو کس کر رہی تھی۔۔
یہ تو نارمل سی ہے ابھی۔۔

واٹ۔۔ یہ نار۔۔ مل۔۔ اس نے نظریں پھیرتے سالار
کو دیکھا وہ مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا۔۔

ہی۔۔ آپ نے جان بوجھ کے ایسی لگائی ہے نا۔۔

نہیں۔۔ اب میاں بیوی ایسی ہی موویز دیکھتے ہیں
مائے بے بی کوئی رونے دھونے والی تو نہیں۔۔ اسے
پکڑ کے قریب کرتے اپنے ساتھ لگایا۔۔

مجھے نہیں دیکھنی۔۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔۔

دو آپشنز ہیں تمہارے پاس۔۔ سالار نے اس کی
گردن کی گال پہ انگوٹھا رب کرتے آنکھوں میں
جھانکا۔۔

یا تو مووی دیکھو یا ان سینز کی پریکٹس کرو میرے
ساتھ۔۔

ک۔۔ کیا مطلب۔۔ ہچکچاتے سکریں دیکھی جہاں اب
لوگ بوٹ پہ کھڑے باتیں کر رہے تھے۔۔

مووی بند کر دوں۔۔ اس کی روہانسی ہوتی شکل دیکھی
۔۔

ہاں کر دیں۔۔

اوکے۔۔ اس نے سکریں بند کر دی۔۔

اب ہم اپنا سین کر بیٹ کرتے ہیں۔۔ اس کی پشت
پہ ہاتھ رکھتے زپ ٹٹولی۔۔ ساوری کی حالت دیکھنے
والی ہو رہی تھی۔۔ اس کے بازو پہ ہاتھ رکھتے اسے
روکا۔۔

ہبی۔۔ ہم مووی دیکھ لیتے ہیں۔۔
اوکے۔۔ جیسے تمہیں آسانی ہو گی۔۔ اسے دوبارہ اپنے
بازو پہ نیم دراز کرتے سکرین اون کر دی۔۔ ساتھ
اب ایک شرط بھی ہے۔۔۔
ش۔۔ شرط کیسی۔۔

کہ تم خاموشی سے بیٹھی رہو گی۔۔ آرام سے مووی
دیکھو گی جب تک کمپیٹ نہیں ہو جاتی آنکھیں بند
نہیں کرنی۔۔ ٹھیک ہے۔۔

ا۔۔ اوکے۔۔ ساوری کو یہی ٹھیک لگا کرنے سے زیادہ
دیکھنا بہتر تھا۔۔ پر یہ بھی ساوری کی بھول تھی کہ
سالار اتنا ماحول بنا کے اسے بخش دیتا۔۔

اگے کچھ دیر نارمل مووی چلتی رہی۔۔ اور سالار بھی
آرام سے بیٹھا رہا۔۔ جو نہی ہی دوبارہ رومینٹک سین
آیا سالار کے ہاتھ پھسلنے شروع ہوئے۔۔ ساوری

شرط کے مطابق کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔۔ سختی
سے دانت جمائے بیٹھی رہی۔۔۔ کچھ دیر تو اس نے
ایسے ہی اپنا کام جاری رکھا

تم کپڑے چینج کر لیتی یہ تو بہت پھلے ہوئے ہیں۔۔
ہاں سیدھا کہیں آپ کو مشکل ہو رہی ہے۔۔ وہ جو
کب سے ضبط کر کے بیٹھی تھی تڑخی۔۔ سالار بے
ساختہ کھل کے ہنس دیا۔۔

سمجھ دار ہوتی جا رہی ہو۔۔ اسے خود میں بھیجتے گال
پہ زور سے پیار کیا۔۔ ساوری سٹیٹا کے اس سے واپس
الگ ہوئی۔۔

آپ نے کہا تھا دیکھنا ہے تو کرنا نہیں ہے اور آپ
دونوں کام کروا رہے ہیں۔۔ دور ہوتے اسے گھورا۔۔
دیکھنے کے بعد موڈ بن جائے گا۔۔ وہ دوسری طرف
سرک رہی تھی سالار نے زبردستی اسے پاس کیا۔۔
ساوری رو دینے کو تھی۔۔ پوری مووی اس نے ایسے
ہی دکھائی تھی۔۔ ساوری اس کا لمس جگہ جگہ محسوس

کرتی رہی۔۔ دو گھنٹے کی مووی تین گھنٹے لگا کے ختم
ہوئی تھی۔۔

اس کی اپنی ہی غلطی تھی جو انجوائے کرنے کے لیے
بلا لیا تھا۔۔

ہبی۔۔ بات سنیں۔۔ اسے روکنے کی کوشش میں
شرٹ کھینچی۔۔

سناؤ سن رہا ہوں۔۔ اس کی دھڑکنوں سے کھیلتے
جواب دیا۔۔

ا۔۔ آپ کو پتہ ہے۔۔ اس کا سر اوپر کرتے دور کرنا
چاہا۔۔

کچھ نہیں پتہ ابھی۔۔ اسے اٹھا کے الٹا کیا۔۔ ساوری
ایک دم چکرا کے رہ گئی۔۔ وہ اس کی میکسی کی زپ
کھولنے کی کوشش کر رہا تھا پر شاید کہیں اٹک گئی
تھی ایک ہی جھٹکے میں آدھے سے زیادہ کپڑا چرچراتا
چلا گیا۔۔

ہ۔۔۔ ہبی۔۔ ساوری کی سانس اٹکی۔۔ میرے کپڑے

اور لا دوں گا۔۔ جو بچا تھا اسے بھی پھاڑ دیا۔۔

ساوی کا حیرت سے منہ وہیں کھلا تھا۔

وہ اسے ہر پردے سے آزاد کرتے اپنا دھکتا لمس

جا بجا چھوڑنے میں مصروف ہو گیا۔۔ اپنی پشت پہ

ساوری سانس روکے اس کے لمس کو محسوس کر رہی

تھی۔۔

وہ لمحہ بالمحہ جنونی ہوتا جا رہا تھا۔۔ سوری کی سانسیں

تیز ہونے لگی تو پھر اسے پلٹا دیا۔۔

ساوری بے جان چیز کی طرح اس کے سامنے پڑی
تھی جیسے۔۔ دھڑکنوں کا شور اسے اپنے کانوں میں
محسوس ہو رہا تھا جب سالار نے اپنی شرٹ اتار کے
سائڈ پہ پھینکی۔۔

ساوری۔۔ موقع پاتے اٹھنے لگی تھی پر ایک دم اپنی
کمر کو ہبی کی مضبوط قید میں پا کے بے بس ہو گئی۔۔
سالار نے اسے واپس پھینکتے گھورا۔۔

کہاں بھاگنے کی تیاری ہے۔۔ اس کے پیٹ پہ لب
رکھتے بلی بٹن کو لوو بائٹ کیا تو ساوری کا پورا بدن

کچکپا سا گیا۔۔ میری دسترس سے نکلنا آسان نہیں
ہے بے بی وہ بھی تب جب میں پورا تم میں کھو رہا
ہوں۔۔ ساوری اس کی بے باک شرارتوں سے سمٹتے
اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھ گئی اس کا پورا وجود گلابی پڑ
رہا تھا۔۔

سالار ہر طرح سے ہر طرف سے اسے چومتے بے
باکی کی حد کر گیا۔۔

وہ انتہائی مصروف تھا ساوری شرم سے دوہری پڑ
رہی تھی جب دروازے پہ دستک ہوئی۔۔ سالار نے
آنکھیں سختی سے بند کرتے انکسور کیا۔۔

ساوری بھی گھبرائی تھی پر سالار اسے چھوڑتا تو وہ
اٹھتی نا۔۔

دستک دوبارہ ہوئی۔۔

ب۔۔ باہر کوئی۔۔ اس کی بات سننے بنا ہی وہ اپنے
لبوں سے قید کر گیا ساوری پھڑپھڑا کے رہ گئی۔۔ وہ

نہیں جانتے تھے دستک کتنی دیر تک ہوتی رہی کون
تھا کیا چاہتا تھا۔۔

سالار نے تھوڑی دیر رک کے اسے دیکھا وہ آنکھیں
سختی سے بند کیے دونوں ہاتھوں سے لحاف پکڑے
اس کی ہر بے بابی کی منتظر تھی۔۔ ہونٹوں کے
کونے پہ مسکراہٹ آ کے معدوم ہوئی۔۔

بیڈ پہ سیدھے ہو کے لیٹتے دیکھنے لگا۔۔ ساوری کچھ دیر
اس کا انتظار کرتی رہی جب کچھ دیر کوئی حرکت نا
ہوئی تو ایک آنکھ کھول کے دیکھا سامنے کوئی نہیں

تھا۔۔ پھر لیفٹ سائڈ پہ دیکھا تو سالار اسے دیکھ رہا
تھا دل زور سے دھڑکا۔۔

تم مجھے پاگل کر رہی ہو۔ اس کے بالوں میں انگلیاں
پھنساتے مسکرایا۔۔ جذبات کی شدت سے اس کی
آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔

مجھے کس کرو۔۔ دوسرا ہاتھ اس کی کمر پہ رکھتے اس کا
رخ پلٹا۔۔ ساوری اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ پا
رہی تھی بے چینی سے اس کے گال پہ لب رکھے

تم میرا جنون ہو ساوری سالار۔۔ اس کی کمر سے ہاتھ
نیچے سرکاتے تھائز تک لایا۔۔ پھر ایک طرف سے
اسے اٹھاتے اپنے اوپر کر گیا۔۔ ساوری ایک دم بیڈ
سے اس کے سینے پہ شفٹ ہوئی۔۔

میں تمہیں سنبھال کے رکھوں گا۔۔ آنکھوں کی لو
سآوری نے لرزتی پلکوں سے دیکھی۔۔ اس کی
آنکھوں میں پورا جہاں آباد تھا جو صرف ساوری
سالار کا تھا جہاں صرف اس کا حق تھا۔۔ اس کے
ماتھے پہ لمس چھوڑتے اپنے سینے میں بھینچا۔۔

جو نہی ساوری نے سکون سے آنکھیں بند کی تھی
سالار پوری شدت سے اس کی گہرا یوں میں داخل
ہوا اس نے پٹ سے آنکھیں کھولتے اسے دیکھا
۔۔ سالار اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ کروٹ لیتے اسے نیچے
کر گیا۔۔

ساوری کی سرخ و سفید سکن لال ہونے لگی تھی۔۔
آنکھوں میں جیسے خمار سا اتر آیا۔۔ وہ جنونی ہوتے
اس کے سینے پہ جھکا اور دانت گاڑتے اسے مچلنے پہ
مجبور ہو گیا۔۔ ساوری سسک رہی تھی پر سالار پوری

شدت سے اسے اپنے اندر اتارتا رہا۔۔ آخر تھک
کے سائڈ پہ ہوا۔۔ ساوری کی آنکھیں نم تھیں
۔۔ اسے اپنے قریب کرتے لیٹا گیا۔۔

کئی دن تک ساوری کو خود سے سالار کی خوشبو آتی
رہی تھی۔۔ اس کی بے باک حرکتیں اسے بوقت
سمٹنے پہ مجبور کر دیتی تھیں۔۔ اس مووی کے بعد
ساوری نے اس کے ساتھ انجوائے کرنے کی کوئی
خواہش ہی نہیں کی تھی۔۔ بلکہ کوسوں دور بیٹھ کے

بات کرتی تھی اور اسے زوہا کی دین میں جانے والی
بات بھی بری نہیں لگتی تھی۔۔

سالار بھی کچھ مصروف تھا ان کا نیا سٹاک آیا تھا
اس میں ہی کافی دن لگ گئے۔۔

اس دن چھٹی تھی زوہا اور ساوری دونوں ہی گھر پہ
تھیں البتہ سالار کسی کام کے لیے گیا ہوا تھا۔۔

تمہاری محبت کہاں تک پہنچی۔۔ ساوری نے ایسے ہی
بات کی۔۔ زوہا نے لیپ ٹاپ سے سر اٹھا کے اسے
دیکھا۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے۔۔

مجھے کیا پتہ تمہیں پتہ ہو گا۔۔ چاکلیٹ کھاتے اسے
گھورا۔۔

بس اچھی جا رہی ہے۔۔

سبب طین سے بات ہوتی ہے۔۔ دوبارہ پوچھا۔۔

ہاں۔۔ ہوتی ہے لیکن۔۔ پتہ نہیں کیوں وہ کہتا ہے بابا
نہیں مانیں گے۔۔

کیوں۔۔ ہی کیوں نہیں مانیں گے۔۔

مجھے کیا پتہ۔۔ وہ ایسا کہتا ہے۔۔ بابا کو ابھی پتہ بھی
نہیں ہے۔۔ دادو نے پتہ نہیں بات کیوں نہیں کی بابا
سے۔۔۔

کیا پتہ۔۔ میں تو خود یہیں تمہارے ساتھ رہتی ہوں
کچھ بھی معلوم نہیں۔۔

تم بابا سے پوچھ کے بتانا۔۔ پلیز۔۔ بلکہ تم بات کرو نا
ان سے ان کے علم میں تو آئے۔۔

میں۔۔۔ ساوری نے اسے اچنبھے سے دیکھا۔۔

ہاں۔۔ پلیز تمہاری بات تو ٹالیں گے بھی نہیں۔۔
آخری میں تھوڑی کڑوی ہوئی۔۔

اچھا دیکھوں گی۔۔ لیکن پکا نہیں کہتی کیا پتہ ہی
میری بات مانیں یا نا۔۔

بس تم بات کر لینا ان سے باقی پھر دیکھیں گے۔۔
ہمم۔۔ اس نے ہامی بھر لی۔۔

ویسے ہادی بھیا نے کب آنا ہے۔۔ کچھ دیر بعد دوبارہ
اسے متوجہ کیا۔۔

نیکسٹ منٹھ تک۔۔ ان کے فائنلز ہو جائیں گے پھر

اچھا۔۔ اس نے گردن ہلائی۔۔۔

رات کو کھانا کھاتے زوہا نے پھر سے اشاروں
اشاروں میں اسے کہا کہ وہ سالار سے بات کرے
۔۔

کھانا کھا کے جو نہی سالار روم میں گیا ساوری بھی
پیچھے چلی آئی۔۔۔

مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔ احتیاطاً دروازہ تھوڑا کھلا
چھوڑا۔۔

ہممم بولو۔۔ وہ ہاتھ دھو کے نکل رہا تھا۔۔

آپ کو دادو نے بتایا تھا زوہا کا رشتہ آیا ہے۔۔

سالار نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔ نہیں۔۔ کہا تھا
لیکن یہ نہیں بتایا تھا کہ کس کا آیا ہے۔۔

اوکے۔۔

کیوں پوچھ رہی ہو۔۔ سالار نے اسے سنجیدگی سے
دیکھا۔۔

وہ پتہ ہے کس کا تھا۔۔ سوچتے وہ بیڈ پہ بیٹھی
۔۔ سالار کھڑا تھا۔۔

وہ داجی کے دوست ہیں جو لقمان انگل۔۔ ان کے
چھوٹے پوتے۔۔ سبطین احمد شاید نام اس کے لیے

--

سبطین احمد۔۔ سالار کے عصاب تھے۔۔

ہاں جی۔۔ اور۔۔۔

تم جانتی ہو وہ کون ہے۔۔ سالار ٹاول پھینکتے اس کے
سامنے آیا۔۔

ن۔۔ نہیں کیوں۔۔

وہ سبطین احمد جس نے تمہیں ہر یس کیا تھا۔۔ اسے
دونوں بازو سے پکڑتے قریب کیا۔۔ ساوری کی
آنکھوں میں خوف ابھرا جو سالار کو بالکل بھی اچھا
نہیں لگا تھا۔۔

ن۔۔ وہ نہیں ہو گا۔۔ ساوری کو اس کی بات پہ یقین
نہیں آیا تھا جیسے لیکن سالار کی انگلیوں کی چبن اسے
اپنے کہنیوں پہ بڑھتی ہوئی محسوس ہوئی تو ہونٹ
بھینچتے اسے دیکھا۔۔

تم کیوں ڈر رہی ہو۔۔ جھٹکے سے قریب کرتے اس
کی آنکھوں میں اشتعال آیا۔ وہ کوئی بہت بڑی توپ
ہے۔۔۔

ن۔۔ نہیں تو۔ ساوری کا حلق سوکھنے لگا تھا۔ اپنا بازو
چھڑوانے کی کوشش کے لیے پیچھے ہوئی تو سالار نے
جبرے بھینچتے اس کا چہرا اپنے چہرے کے قریب کیا
۔۔

تمہاری آنکھوں میں آئینہ مجھے اس آدمی کا خوف
نظر آیا ساوری سالار تو انکھیں نکال کے ہاتھ میں

پکڑا دوں گا۔۔ اس کے کان کے قریب غراتے
ہونٹوں سے کان کی لو کاٹی۔۔ ساوری کا سانس اکھڑ
گیا تھا۔۔ اتنی وحشت سالار کے ساتھ اس نے کبھی
محسوس نہیں کی تھی۔۔ اگر ڈرنا بھی ہے تو صرف
سالار خان سے۔۔ اسے جھٹکے سے چھوڑتے وہ لمبے
لمبے ڈگ بھرتا سٹڈی روم میں چلا گیا۔۔

ساوری سینے پہ ہاتھ رکھتے بیڈ پہ بیٹھتی چلی گئی۔۔ اس
کی ٹانگیں باقاعدہ لرز رہی تھیں۔ سالار کی آنکھیں
پتھر ہو گئی تھیں۔۔

ساوری نے بمشکل سانس لیتے تیزی سے ان ہیلر اٹھا
کے ہونٹوں سے لگایا۔۔

کتنی دیر وہ وہاں خوف سے بیٹھی رہی۔۔ وہ خوف
سبطین کا نہیں سالار کا تھا۔۔ جس کا سن کے اس کا
اتنا وائلڈ ریکشن تھا اگر اسے پتہ چل جائے کہ اس
کی بیٹی محبت کرتی ہے سبطین سے تو پتہ نہیں کیا ہو
جاتا۔۔

وہ اٹھ کے اپنے روم میں چلی آئی۔۔ اگلے دن سالار
ناشتہ کیے بنا ہی چلا گیا تھا۔۔ ساوری نے زوہا کو ابھی
کچھ نہیں بتایا تھا کہ اس کا دل ٹوٹ جاتا۔۔

کس دو راہے پہ آ کے کھڑی ہو گئی تھی۔۔ وین میں
بیٹھتے زوہا کا چہرا دیکھا۔۔ وہ۔۔ مطمئن تھی اگر اسے پتہ
چلتا جس سے وہ محبت کرتی ہے وہ اس سے نہیں بلکہ
ساوری سے محبت کرتا ہے اور یہ بات سالار کو اگ
لگاتی ہے۔۔ ساوری کا دماغ پھٹنے لگا تھا یہ سب سوچ
سوچ کے۔۔

کالج میں بھی سارا دن پریشانی میں گزرا۔۔ واپس
آکے زوہانے ساوری سے پوچھا تھا۔۔

ساوری اسی ٹائم کے لیے ہی خوف زدہ تھی وہ کیسے
اسے بتائے گی۔۔

تم نے کی تھی بات بابا سے۔۔ لہجہ کرتے زوہانے اس
سے پوچھا۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ اس نے جھوٹ بولا۔۔

تم گئی تو تھی رات کو مجھے لگا کی ہو گی۔۔

ہاں کرنی تھی۔۔ پر وہ بڑی تھے۔۔ بہانہ بنایا۔۔

او کے آج لازمی کرنا۔

ہم۔ ساوری اسے دو تین دن ٹال سکتی تھی اور اس نے کیا۔ تین چار دن بیچ میں ٹالتے ٹالتے گزر گئے۔۔ سالار کا موڈ ساوری کے ساتھ خراب تھا۔۔ وہ اس سے بات بھی نہیں کر رہا تھا۔

ہی نہیں مان رہے زوہا۔۔ وہ دونوں لان میں بیٹھی تھیں اس دن اور زوہا نے دوبارہ پوچھا۔۔ ساوری نے اس بار سچ بتا دیا۔

کیوں۔۔ بابا کیوں نہیں مان رہے۔۔

پتہ نہیں۔۔ ان۔ کا اپنا شاید کوئی ایشو چل رہا ہے۔۔
پھر سے آدھا جھوٹ بولا۔۔

نہیں۔۔ وہ ایشو ختم کر دیں گے میرے لیے۔۔ میں
خود بات کروں گی ان سے۔۔ اسے یقین تھا سالار
اس کے لیے کچھ بھی کرے گا۔۔ لیکن۔۔

سبطين کو اٹھائیس گھنٹے بعد ہوش آیا تھا۔۔ اس کی

جان تو بچ گئی تھی لیکن اس کی مینٹلی ہیلتھ کیسی تھی
یہ ابھی پتہ نہیں چل رہا تھا۔

لقمان صاحب اپنی واکنگ اسٹک سے ٹھک ٹھک
کرتے ہو سپٹل کے کوریڈور میں بے چینی سے ٹھل
رہے تھے۔ جبکہ فہد سکندر چئیر پہ بیٹھے ہوئے تھے
۔ ابھی انہیں ملنے کی اجازت نہیں تھی۔

دو دن سے ان کی جان سولی پہ اٹکی تھی۔
مغرب کے وقت انہیں ملنے کی اجازت ملی تو فہد
اندر داخل ہوئے۔

وہ ابھی بھی غنودگی میں تھا۔

اسے دیکھ کے ان کا دل کانپ گیا تھا جو ان بیٹے کو
یوں زندگی اور موت سے کھیلنے دیکھ کے کسی بھی
باپ کا دل کانپ جاتا۔

چھوڑوں گا نہیں اس سالار خان کو۔ تباہ کر دوں گا
اس کی زندگی۔ تم فکر نا کرو تمہارا باپ ابھی زندہ
ہے۔

وہ اس پہ جھکے کہہ رہے تھے۔ انہیں معلوم نہیں تھا
ان کا یہ نوجوان بیٹا کیا کر چکا ہے۔

ہبی۔۔ کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں۔۔ شام کو سالار
گھر آیا تو ساوری اس کے پیچھے اس کے روم میں آئی

--

نہیں تو۔ کوٹ بیڈ پہ رکھتے جواب دیا۔۔
پھر صبح ناشتہ کیوں نہیں کیا۔۔ وہ اس کے سامنے آئی

-

غصہ تھا تم پہ ناراض نہیں ہوں۔۔ صاف صاف بتایا

--

اب ختم ہو گیا ہے۔۔ وہ اس کا چہرا دیکھ رہی تھی
جہاں سنجیدگی چھائی تھی۔۔

ختم نہیں ہوا کم ہو گیا ہے۔۔ وہ اب بیٹھ کے جوتے
اتار رہا تھا۔

تو پھر بالکل ختم کیسے ہو گا۔۔

منہ بسورتے وہ چہرا لٹکائے کھڑی تھی۔۔ سالار نے
سر اوپر اٹھاتے اسے دیکھا۔۔

بس ایک ہی طریقہ ہے

کون سا۔۔

وقت آنے پہ ضرور بتاؤں گا اور سمجھاؤں گا بھی

-- اٹھ کے اس کے پاس سے گزرتے ڈریسنگ روم
میں چلا گیا۔۔ ساوری خاموشی سے اسے دیکھتی رہی

--

اچھا سوری۔۔ رات کے لیے۔۔ میں ڈر گئی تھی کہیں

-- وہ --

ڈرنا ہی تو نہیں ہے ساوری۔۔ وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ
سکتا۔۔ اگر تم خود کو پروٹیکٹ کرو تو۔۔ تمہاری سانس

اکھڑتی ہے تو اکھڑنے دو پر اس کے منہ پہ چمٹ
لازمی رسید کرو۔۔

اوکے۔۔ نیکسٹ ٹرائے کروں گی اگر کسی نے یہ
حرکت کی تو۔۔ منہ بناتے اس نے ہامی بھری۔۔ اب
تو ٹھنڈے ہو جائیں۔

نہاؤں گا تو ہو جاؤں گا۔ سالار نے بھی اسے آنکھیں
سکیڑ کے دیکھا۔۔ ساوری ہونٹ ٹیڑھے کرتے سائڈ
پہ ہوئی تو سالار شاور لینے چلا گیا۔۔

جب تک وہ شاور لے رہا تھا ساوری اس کی وارڈ
روب سیٹ کرنے لگی۔۔ کوٹ سارے ایک طرف
کرتے اچانک اس کی نظر ایک کوٹ کی ابھری ہوئی
پاکٹ پہ پڑی اسے اوپر سے دبا کے سیدھا کرنا چاہا تو
فیل ہوا اندر کچھ ہے۔۔ اسے نکالنے کے لیے اندر
ہاتھ ڈالا اور جو نکلا تھا اسے دیکھ کے ساوری کی
آنکھیں حیرت سے پھٹیں۔۔

ی۔۔ یہ انر کو دیکھتے اس کا چہرہ شرم سے لال پڑا
۔۔ جلدی سے واپس رکھتے باہر نکلی۔۔ سالار ابھی باتھ
روم میں ہی تھا۔۔

ان کے کوٹ میں کیا کر رہی تھی۔۔ اس کی بھی
نہیں تھی پھر۔۔

اوقف کہیں ہی کہیں اور عورتوں سے تو نہیں ملتے
۔۔ انگلیاں چٹختے خیال کو جھٹکنا چاہا پر وہ دماغ پہ
حاوی ہو رہا تھا۔۔

دوبارہ اندر واپس جاتے کوٹ کی پاکٹ سے انر نکال
کے سامنے کی۔۔ پھر رونے والا منہ بناتے دوبارہ اندر
رکھی۔۔ یہ میری نہیں ہے۔۔ ہی آپ ایسا کیسے کر
سکتے ہیں۔۔ لب بھینچتے آنکھوں میں پانی جمع ہوا۔۔
مطلب وہ واقع لڑکیوں سے ملتا تھا۔۔ ملتا ہی تھا نا جو
یہ اس کی پاکٹ میں تھی۔۔ آنکھوں سے آنسو ٹپ
ٹپ گرنے لگے۔۔ اسے غصہ بھی آرہا تھا اور دکھ
بھی۔۔ ہی۔۔ آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں میرے ساتھ
۔۔ آنکھ سے آنسو رگڑتے ڈریسنگ روم سے باہر نکل

آئی۔۔ دو منٹ میں سرمئی آنکھوں میں سرخ ڈورے
جمع ہو گئے تھے۔۔ سالار فریش ہو کے باہر آیا تو وہ
بیڈ پہ بے چینی سے بیٹھے پاؤں جھلا رہی تھی۔۔
اسے حیرت ہوئی وہ ابھی بھی وہاں کیوں تھی۔۔
اچنبھے سے دیکھتے ٹاول سے بال خشک کیے۔۔
آپ کو مجھ سے پیار ہے۔۔ ایک پاؤں تیزی سے
جھلاتے پوچھا۔۔

نہیں فالتو میں تمہارے ساتھ گزارا کر رہا ہوں۔۔
تخل سے اسے دیکھا۔۔۔

تو نا کریں۔۔ کس نے فورس کیا ہے۔۔ وہ پہلے ہی
بھری بیٹھی تھی۔۔ اوپر سے ایسے جواب پہ پھر سے
رونا آیا۔۔

سالار نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا آپ بھی ایسے ہی نکلیں گے۔۔
کھڑے ہوتے آنسو صاف کیے۔

ہوا کیا ہے۔۔ وہ پلٹ کے جانے لگی تھی کے سالار
نے اسے بازو سے پکڑتے روکا۔۔

آپ چھوڑیں میرا ہاتھ ہی۔۔ آپ بھی فراڈ ہیں۔۔

اوہو۔۔ بتاؤ تو سہی کون سا فراڈ کیا ہے۔۔ پتہ تو چلے
مجھے۔۔۔

آپ کا کہ نہیں ہیں۔۔ آپ کو سمجھ آرہی ہے۔۔۔ وہ
اسے بتانے کے لیے بھی تیار نہیں تھی۔۔ اور روئے
بھی جا رہی تھی۔۔

کیا کیا ہے میں نے بتانا ضروری سمجھو گی اب تم یا
میں۔۔۔

کیا میں۔۔ہاں کیا میں۔۔۔۔آپ۔۔ہر بار آپ مجھے
ڈرا دھمکا کے خاموش نہیں کروا سکتے سمجھے۔۔انگلی
اٹھاتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

واقع۔۔سالار اس کے انداز پہ حیران ہوا۔۔
ہاں جی۔۔اور میرا ہاتھ چھوڑیں۔۔اپنا ہاتھ کھینچتے
دھپ دھپ کرتے باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔پھر
رک کے واپس اسے دیکھا۔۔

اگر کسی کے ساتھ نائٹ سپینٹ کرنی ہوتی ہے تو
اس کی چیزیں اسے واپس کر کے آیا کریں ناکہ اپنے

کوٹ میں لیے گھومتے رہیں کسی عزاز کی طرح
۔۔ سوں سوں کرتے بمشکل اپنا فقرہ مکمل کیا اور
چھپاک سے باہر۔۔

و۔۔ واٹ۔۔ میں۔۔ نائٹ سپینٹ۔۔ کہنا کیا چاہتی ہے
یہ لڑکی۔۔ حیرانگی اور نا سمجھی سے منہ کھولے بند
دروازہ دیکھا۔

کچھ دیر لب بھینچے وہیں رکا پھر اس کے پیچھے باہر آیا
۔۔

ساوری لیونگ روم میں صوفے پہ دبکی پڑی تھی۔۔

مجھے بتانا پسند کرو گی کس عورت کے ساتھ دیکھا ہے
تم نے مجھے۔۔ اس کا کندھا ٹچ کرتے رخ پلٹا تو
ساکت رہ گیا۔۔

وہ رو رہی تھی۔۔ اور پوری شدت سے رو رہی تھی
۔

ساوری۔۔ مائے بے بی۔۔ اس کے پاس بیٹھتے بے
اختیار اپنے ساتھ لگایا۔۔

دور رہیں مجھ سے۔۔ ہچکیاں لیتے وہ بس یہی کہہ پائی
۔۔

ہو کیا گیا ہے یار مجھے بتاؤ گی تو ایکسپلین کروں گا۔
مجھے نہیں سننی آپ کی کوئی جھوٹی ایکسپلینیشن۔۔ آپ
صرف میرے ساتھ گزارا نہیں کر سکتے تو آپ
شادی کر لیں۔۔ لیکن بنا کسی رشتے کے آپ کسی کے
ساتھ

بس کر دو ساوری۔ اسے خود میں بھینچتے کمر سہلائی
۔۔ ساوری اس کی سانسیں اپنے سر پہ محسوس کرتے
اور تڑپ کے روئی۔۔ اس بار سالار نے اس چپ
نہیں کروایا بلکہ آرام سے رونے دیا۔

کتنی دیر رونے کے بعد جب اسے لگا اب خاموش ہو
جانا چاہیے تو پیچھے ہوتے سرخ ہوتی ناک دوپٹے سے
صاف کی۔۔

اگر میرے پیچھے کوئی ہوتا نا۔۔ تو پھر میں آپکو بتاتی
۔۔ آنکھیں رگڑتے اسے دیکھنے سے گریز کیا۔۔ سالار
فکر مندی سے اس کا چہرا دیکھ رہا تھا جس کا وہ چلند
لمحوں میں حشر بیگاڑ چکی تھی۔۔

ٹھیک ہے شک کر رہی ہو تم لیکن ان معصوم
آنکھوں ننھی سی ناک کا کیا قصور تھا جن پر اتنا ستم

ڈھایا جا رہا ہے۔۔ اس کا چہرا تھا متے نرمی سے انگوٹھے
گالوں سے مس کیے۔۔

آپ کو کیا۔۔ میری آنکھیں میری ناک۔۔ آپ جا
کے اپنی پرسنل چیزیں سنبھالیں۔۔

نا آنکھیں تمہاری ہیں نا ناک۔۔ اور نا ہی یہ آنسو
اتنے سستے ہیں جو کسی شک کی بدولت بہائے جائیں

--

رہی بات پر سنل چیزوں کی تو وہ چیزیں میری ہی
ہیں۔۔ کسی اور کی نہیں ہیں۔۔ اسے کچھ اندازہ ہو گیا
تھا وہ کیوں اتنی ہائپر ہو رہی ہے۔۔
ک۔۔ کیا مطلب۔ آپ کی۔۔

میری مطلب میری ہی۔۔ وہ اس کے گال ابھی تک
سہلا رہا تھا۔۔ ساوری نے اس کی کلائیوں پہ ہاتھ
رکھتے اچانک در آنے والی مسکراہٹ دبائی۔۔

آپ پہنتے ہیں وہ سب۔ اس کے سینے کی طرف ایک
نظر ڈالتے مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی

-- سالار کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر مطلب سمجھتے
جھٹکے سے اسے چھوڑتے پیچھے ہوا۔

توبہ استغفار لڑکی۔۔ میں کیسے پہن سکتا ہوں۔۔
ساوری اس کے انداز پہ کھکھلا کے ہنسی۔۔ پھر آگے
ہوتے اس کے سینے پہ دونوں اطراف ہاتھ رکھتے
انگلیوں سے پیش کیا۔۔

تم ایسی حرکتیں کرو شاباش۔۔ پھر دس دن چھپتی
پھرتی ہو۔ اس کے ہاتھ ہٹاتے سالار نے سختی سے

گھورا۔۔ ساوری سارا غم بھول کے اسے چھیڑنے
لگی۔۔

باز آجاؤ۔۔ ورنہ پچھتاؤ گی۔۔ اس کی کمر میں ہاتھ
ڈالتے قریب کیا۔۔

آپ کو ویسے دوسری ویسٹ پہنی چاہیے۔ ہونٹ
دباتے آنکھیں گھماتے پھر سے اس کا سینہ پیش کیا۔
ویسے اچھی ہے وہی۔۔ اب وہی پہنا کروں گا میں۔۔
سالار اس کے موڈ کو دیکھتے اس کے ساتھ مل گیا
۔۔ دونوں کتنی دیر بیٹھ کے ہنستے رہے۔۔ ساوری کے

ذہن سے ساری بات نکل ہی چکی تھی کہ وہ آخر
تھی کس کی۔۔

بے بی۔۔ کتنی دیر باتیں کرنے کے بعد وہ اس کے
پاس سے اٹھ کے جانے لگی تو سالار نے اس کی
انگلیوں کے پور پکڑتے روکا۔۔

جی۔۔ ٹھہر کے اسے دیکھا۔۔

تم میرے روم میں نہیں سو سکتی۔۔۔؟ وہ اس سے
پوچھ رہا تھا کوئی زور زبردستی نہیں۔

نہیں۔ اپنا ہاتھ نکالتے ساوری نے بلا وجہ گھورا۔

اچھا۔۔ کچھ عرصہ پہلے تو لوگ میرے روم میں
سونے کے لیے مرے جا رہے ہوتے تھے۔۔ سالار
نے آئی برو اٹھاتے دیکھا۔

جی اور کچھ عرصہ پہلے آپ کسی اور کے ساتھ بھی تو
نہیں سوتے تھے نا۔۔ اب جب آپ کی پراؤٹیز بدل
گئی ہیں تو ہمیں بھی اپنی ناک اونچی رکھنی چاہیے
۔۔ اسی کے انداز میں کہتے ناک سکیڑی۔۔

آپ اپنے ننھے سے دماغ سے یہ بات نکال کیوں
نہیں دیتیں۔۔ کیوں بوجھ بھڑایا رہی ہیں۔۔

آپ کم کر دیں اور حقیقت بتا دیں۔۔

ہممم۔۔ حقیقت۔۔ آنکھ سکیڑتے سر ہلایا۔۔ وہ ٹانگ پہ

ٹانگ رکھے ہاتھ پھیلا کے بیٹھا۔۔ ساوری اس کے

سامنے کھڑی تھی۔۔

جی حقیقت۔۔ اس نے انکھیں پٹپٹائیں۔۔

ایک شرط پہ بتاؤں گا۔۔ پھر تم مجھے وہ پہن کے

دیکھاؤ گی۔۔

اُم سوری۔۔۔ ساوری نے نا سمجھی سے دیکھا۔

ہاں۔۔ پہن کے دیکھاؤ گی وہ میں تمہارے لیے ہی
لایا تھا۔۔

آپ کو ذرا شرم نہیں آتی ہی۔۔ آپ مجھ سے کیسی
اشلیل باتیں کر رہے ہیں۔۔ شرم سے سرخ ہوتے
نظریں پھیریں۔۔ جبکہ سالار اس کے چہرے کی
قوس قزح پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔

میرا حق ہے۔۔ سیدھے ہوتے کھڑا ہوا۔۔ ساوری
پیچھے سر کی۔

نو ہبی۔۔ آپ میرے ساتھ ہر گز ایسا نہیں کریں
گے۔۔

میں کروں گا۔۔ اس کا ہاتھ تھامتے کھینچا۔۔ ساوری
اپنی جگہ سے ایک انچ ہلنے کو تیار نہیں تھی اور
سالار نے ایک ہی جھٹکے میں اسے اپنے کندھے پہ
ڈالا۔۔

ہیسی۔۔ پلینز چھوڑ دیں۔۔ میں چیخوں گی۔۔
تم الریڈی چیخ رہی ہو۔۔ اسے اٹھائے اپنے روم میں
لایا۔۔

میں ویسے کچھ نہیں کروں گا ڈرو نہیں۔ اسے بیڈ پر
احتیاط سے ڈالا۔۔

مووی ٹائم بھی یہی کہا تھا۔۔ روہانسی ہوئی۔۔

سالار ان سنی کرتا واڈروب سے کوڈ نکال کے لایا
اس میں سے کرتی نکالتے سامنے کی۔۔ ساوری نے
بے چینی سے آگے ہوتے اس سے چھٹی اور اپنے
دوپٹے کے نیچے چھپائی۔۔ چہرا شرم سے گلال ہوا۔۔
کیا تم پہنو گی ابھی۔۔

نہیں۔ نفی میں سر ہلاتے وہ بیڈ سے نیچے اتر گئی۔۔

اور اگر اب آپ میرے پیچھے آئے نا تو پھر دیکھنا
۔۔ دروازہ کھولتے باہر نکلتے اسے دھمکایا اور سالار کی
نظروں سے غائب ہو گئی۔۔

اوکے۔۔ لب بھینچتے کندھے اچکائے۔۔ ساوری نے
باہر نکلتے گہرے گہرے سانس لیتے دھڑکتے دل کو
سنجھالا۔۔

کتنے بے شرم ہیں آپ ہی۔۔ سوچتے اپنے روم میں
واپس آئی۔۔ پتہ نہیں کس کی کرتی اٹھا کے اسے

پہننے کو کہہ رہے تھے۔۔ آتے کمرے میں پھینکی

کیا ہم مل سکتے ہیں"۔۔ بارہ بجے وہ اسائنمنٹ بنا کے
فری ہوئی تو واٹس اپ اوپن کرتے چیٹ دیکھی۔۔

S A

کامیج آیا ہوا تھا۔۔ چہرے پہ ایک پیاری سی
مسکراہٹ در آئی۔۔

ہاں لیکن تمہیں یہاں اسلام آباد آنا پڑے گا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ میں آجاؤں گا تم وقت اور جگہ بتاؤ۔۔

وقت اور جگہ۔۔؟ ساتھ ایک سوچنے والا ایمو جی

بھیجتے رپلائے کیا۔۔

ٹھیک ہے میں بتاتا ہوں۔۔ سببٹین نے میسج کیا۔۔

اوکے۔۔

پھر اس نے اپنے دوست کے فلیٹ پہ رات دس بجے

آنے کو کہا تھا۔۔ زوہا عموماً نو بجے تک باہر رہ لیتی

تھی وہ بھی اپنی دوستوں کے ساتھ سالار کی اجازت

سے۔۔ دس بجے گھر سے باہر ہونا ممکن نہیں تھا۔۔

اگر دن کا کوئی ٹائم رکھ لیں تو۔؟

دن کو میں بڑی ہونگا۔۔ شام کو چلو یہاں سے نکلوں
گا دس بجے تک اسلام آباد میں مل لیں گے۔۔ اس
نے اپنی مجبوری بیان کی۔۔

زوہانے کچھ سوچتے ہامی بھر لی۔۔ اس کا بھی دل کر
رہا تھا سببٹین سے ملنے کا۔۔

رات کو تین بجے تک وہ سببٹین سے بات کر کے
فارغ ہوئی۔۔ روز کا یہی سلسلہ چل رہا تھا۔۔

ساوری سے بات کرنے کے بعد اس نے سبطین سے
پوچھا تھا کہ اسے کیوں لگ رہا تھا سالار نہیں مانے
گا۔ اور اس نے یہی وجہ بتائی تھی کی وہ اپنی بیٹی کی
شادی گاؤں میں ہر گز نہیں کرے گا اور سبطین
اپنی فیملی کو چھوڑ کے شہر شفٹ نہیں ہو سکتا۔
اصل حقیقت کیا تھی۔ جس سے وہ بات کر رہی
تھی آیا وہ سبطین تھا بھی یا کوئی اور۔ وہ کسی چال
میں پھنسنے والی تھی وہ نہیں جانتی تھیں

آگلے دن صبح معمول کے مطابق سالار نے ان دونوں کے ساتھ ناشتہ کیا تھا۔۔۔ زوہا کو سالار سے بات کرنی تھی لیکن پھر چپ رہ گئی۔۔۔۔۔

پتہ نہیں کیوں وہ سالار سے کھل کے بات نہیں کر
پارہی تھی۔۔

منڈے کو ہادی واپس آرہا ہے۔۔۔ جوس کا سپ لیتے
دونوں کو بتایا۔۔۔ ساوری نوالہ توڑتے ٹھہری۔۔۔
مطلب پرسوں۔۔۔

ہاں۔۔ اگر پرسوں سنڈے ہے تو پرسوں ہی۔۔

واؤ۔۔ آئی سو ایکساٹڈ۔ زوہا بھی مسکرائی۔۔ فائنلی بھیا
گھر آرہے ہیں۔۔

سالا اس کے انداز پہ مسکرایا۔۔ وہ بھی خوش تھا اس
کے سات بزنس سنبھالنے کے لیے کوئی پاٹرن مل رہا
تھا۔۔

تینوں ناشتہ کر کے گھر سے نکل گئے۔۔ ساوری اور
زوہا کالج اور سالار آفس۔۔

تم سے ایک بات کہنی تھی ساوری۔۔ وین سے اترتے
زوہا نے اسے مخاطب کیا۔۔

کیا۔۔ بیگ ایک کندھے سے دوسرے پہ شفٹ کرتے وہ دونوں ساتھ چل رہی تھیں۔

رات دس بجے لائبرے کے ہاں پارٹی ہے۔۔ اس نے ہمیں انوائٹ کیا ہے۔۔

دس بجے۔۔ ساوری نے سوچتے نفی میں سر ہلایا۔۔ اتنے بجے تو نہیں جانے دیں گے ہی۔۔

وہی تو۔ بابا نے جانے نہیں دینا اور سمجھ نہیں آرہی کیا کروں۔۔ وہ میری بیسٹ فرینڈ ہے اور میں نہیں

چاہتی میں اس کا یہ فنکشن مس کر دوں۔۔۔چہرا
لٹکاتے اداسی سے کہا۔۔

ہممم پر کیا کر سکتے ہیں۔ہبی سے بات کر کے دیکھ لو
کیا پتہ وہ مان جائیں۔اسے مشورہ دیتے اپنی کلاس
میں داخل ہو گئی۔۔

نو۔۔بابا سے پوچھا تو وہ صاف انکار کر دیں گے۔۔
میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔۔کچھ سوچتے اسے دیکھا

--

کیا۔ تم واپس چلی جانا گھر اور اگر بابا کچھ پوچھیں
میرے بارے میں تو بتا دینا ورنہ رہنے دینا میں گیارہ
بجے جب گھر آؤں گی تو تمہیں میسج کر دوں گی۔
نہیں۔۔ میں ایسا نہیں کر سکتی آئی ایم سوری۔۔ صاف
جواب دیتے اس نے اپنی سیٹ سنبھالی۔۔
پلیز۔

نو نیور زوہا۔۔ میں اب تماری کوئی بات نہیں مانوں
گی۔۔ اپنے بابا سے خود بات کرو اور اپنی ذمہ داری
پہ جاو۔

یار۔۔ بس دوست کے گھر ہی تو جانا ہے۔۔

وہی تو۔۔ بس دوست کے گھر جانا ہے۔۔ ان سے خود

بات کرو سچ بتاؤ کیسے اجازت نہیں دیں گے۔۔

زوہا اس کی بات پہ دانت پیس کے رہ گئی۔

بہت بتمیز ہو گئی ہو تم۔۔ علاج کرانا پڑے گا تمہارا

بابا سے۔۔ اسے دھمکاتے وہ اپنی جگہ کی طرف بڑھ

گئی۔۔

ہو نہہ۔۔ جو کرنا ہے کر لو۔۔ ساوری بھی اپنے بکس

کھولنے لگی اسے بھی کوئی پرواہ نہیں تھی اب اس کی

اتنا تو اسے سمجھ آ ہی گیا تھا ہمیشہ زوہا اسے اپنی
انگلیوں پہ نچانا چاہتی ہے۔۔۔ پر اب ساوری نہیں
ناچنے والی تھی۔

اپنا دھیان کتابوں پہ مبذول کرواتے سب سے بے
پرواہ ہو گئی۔۔

واپسی پہ بھی زوہا کا موڈ اس سے سخت خراب تھا۔
ساوری نے بھی منہ نہیں لگایا۔۔ کھانا کھا کے دونوں
اپنے اپنے کمروں میں بند ہو گئیں۔۔ مغرب کے
وقت زوہا گھر سے چلی گئی

سالار جب آیا ساوری گھر میں اکیلی تھی آنٹی بھی
مغرب کے وقت چلی جاتی تھیں۔۔

ڈنر کے وقت جب زوہا نہیں آئی تو سالار پوچھے بنانا
رہ سکا۔۔

زوہا کہاں ہے۔۔ طبعیت ٹھیک ہے اس کی۔۔

پتہ نہیں۔۔ شاد سو رہی ہو۔۔ ساوری نے دانستہ طور

پر جھوٹ بول دیا۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی ہی زوہا کی

وجہ سے اسے ڈانٹیں۔

خیریت ہے۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔ وہ کھانا چھوڑ
کے اس کے روم کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ساوری
نے بے ساختہ اس کا مضبوط بازو اپنے ہاتھ میں لیا
۔۔

میں دیکھ کے آتی ہوں۔۔ آپ کھانا کھائیں۔۔ اسے
واپس بیٹھنے کا کہہ کے خود تیزی سے اس کے
روم۔ کی طرف چل دی۔۔ اندر کوئی نہی تھا وہ جانتی
تھی۔۔ اندر رکتے کچھ دیر پریشانی سے خالی بیڈ دیکھتی

رہی۔ ایک جھوٹ چھپانے کے لیے کتنے جھوٹ
بولنے پڑتے ہیں نا۔

پانچ منٹ بعد باہر آئی تو سالار کھانا چھوڑے ویٹ
کر رہا تھا۔

آئی نہیں زوہا۔۔ اسے اکیلے آتے دیکھ پریشانی سے
پوچھا۔

نہیں۔۔ اس کی طبیعت نہیں ٹھیک سو رہی ہے ٹینشن
کی بات نہیں ہے۔

ہممم۔۔ سالار فکر مند تھا لیکن کھانا کھا کے اپنے روم
میں چلا گیا۔۔

ساوری غصے سے انگلیاں چٹختی رہی نا چاہتے ہوئے
بھی وہ جھوٹ بول گئی تھی

زوہا پہلے لائبریری کی طرف گئی تھی۔۔ پھر ساڑھے دس
بجے وہ سبٹین کے بتائے ہوئے فلیٹ کی طرف روانہ
ہوئی تھی۔۔

دل ڈر بھی رہا تھا لیکن اب وہ قدم اٹھا چکی تھی۔۔۔ لا
ابالی عمر تھی۔۔۔ محبوب سے ملنے کے لیے کسی اونچ
بیچ کا خیال ہی نہیں آیا۔۔۔ دس پچپن پہ وہ فلیٹ پہ
پہنچ گئی۔۔۔ دروازہ شاید سبطین کے دوست نے کھولا
تھا جھکتے اندر آئی۔۔۔

سبطین کہاں ہیں۔۔۔ اس کے پیچھے اندر آتے پوچھا
۔۔۔ وہ اسے ڈرائنگ روم میں لے کے آیا تھا۔۔۔
آتا ہے بھابھی آپ بیٹھیں۔۔۔ مسکراہٹ دباتے وہ
اسے وہاں بیٹھنے کا کہہ کے خود باہر چلا گیا۔۔۔ زوہا ہاتھ

رگڑتے ڈرائنگ روم کا معائنہ کرنے لگی۔۔ جب اس
کا موبائل بجا۔۔ انجان نمبر تھا۔۔ ایک بیل دو بیل۔
(گمان)

کچھ دیر بعد ایک اور آدمی اندر آیا۔۔

زوہا سمٹ کے سیدھی ہوئی۔۔

تو تم ہو زوہا سالار خان۔۔ اس کے سامنے ٹانگ پہ
ٹانگ چڑھا کے بیٹھتے سامنے والے کی روشن آنکھیں
مسکرائی تھیں۔۔

کہتے ہیں۔۔ یعنی سعد احمد۔۔ SA مجھے

زوہا کو لگا سننے میں غلطی ہوئی ہے۔۔

ایس ایچ۔۔ سبطین احمد۔۔ اس نے تو سبطین احمد سے
بات کی تھی۔۔ پھر یہ۔۔ کھڑے ہوتے گھورا۔۔

بیٹھی رہو آرام سے۔۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا
ہوا۔۔ میں وہی ہوں جس سے تم بات کرتی ہو میری
جان۔۔ اس کے قریب آتے ایک شیطانی مسکراہٹ
اچھالی۔۔ زوہا کا دل بند ہونے والا تھا۔۔ پر اب کیا۔۔
وہ کیا کر سکتی تھی۔۔

د۔ دیکھو۔۔ میں نہیں جانتی تم کون ہو۔۔ پلیز مجھ

سے د۔۔ دور۔۔ اس کا ہاتھ جھٹکتے پیچھے ہوئے پر وہ

اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔۔

زوہا گھبراہٹ کے مارے سفید پڑتے دیوار سے جا لگی

۔۔ جب سعد نے اپنے دونوں بازو اس کے دائیں بائیں

پن کیے۔۔

مجھے میں کیا کمی ہے۔۔ سبطین سے زیادہ ہینڈ سم ہوں

۔۔ ویل سیٹلڈ ہوں۔۔ تمہارے ساتھ سوٹ بھی کرتا

ہوں۔۔ تھوڑا سا جھکتے اس کا چہرا اوپر اٹھایا۔۔

زوہا کا دل باہر آنے کو تھا۔۔ بھلا وہ سببپین کی جگہ
اسے دے سکتی تھی۔۔ آنکھوں میں آنسو جمع ہونے
لگے۔۔

م۔۔ میں نہیں جانتی تم کون ہو۔۔ پلیز مجھے جانے
دو۔۔ روتے اسے منت سے دیکھا۔ سعد اسے تسلی
سے دیکھ رہا تھا۔

اب آہی گئی ہو تو کچھ لٹائے بنا جا نہیں سکتی۔۔ اگر
چاہو تو آرام سے آجاؤ۔۔ اور زور زبردستی کرنی ہے
تو میری جان پھر تین چار اور۔۔ بلکہ سات لوگ اور

ہیں۔۔ جو تمہارے ساتھ انجوائے کریں گے۔۔ وہ

اپنی باتوں سے اس کے ہوش اڑا رہا تھا۔۔

پیروں کے نیچے سے زمین کیسے نکلتی ہے زوہا کو اب

سمجھ لگ رہا تھا۔۔

دیکھو پلیز مجھے جانے دو۔۔ ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔ اس

کے سامنے ہاتھ جوڑتے روتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا

--

میری جان۔۔ وہ اس کے چہرے پہ خباثت سے
نظریں گاڑے ہوئے تھا۔۔ ایسے کیسے جانے دوں۔۔
اتنی محنت سے یہاں تک آیا ہوں۔۔
پ۔۔ پلیز۔۔ کیا بگاڑا۔۔

کچھ نہیں۔۔ ایک دم اس کی گردن پہ ہاتھ ڈالتے
سعد نے جبرے بھینچے۔۔ تم میرا کچھ بگاڑ بھی نہیں
سکتی۔۔ ایک ہاتھ اس کے کندھے پہ رکھتے ہو لے
ہو لے سہلانے لگا۔۔ زوہا بس بے ہوش ہو کے

گرنے والی تھی۔ وہ کہاں پھنس گئی تھی۔۔ کاش کاش
وہ سنبھل جاتی۔۔

پر اب پچھتائے کیا ہونا تھا۔ آنکھوں میں بے شمار
آنسو لیے وہ اپنے ہاتھ گرا گئی۔ اس درندے سے
اسے بچانے کے لیے کوئی نہیں آ سکتا تھا۔ اس نے
کسی کو بتایا ہی نہیں تھا۔۔

چل۔۔۔ اسے پکڑ کے گھسیٹتے سعد بستر تک لایا۔ وہ
چیخ بھی نہیں سکی۔۔

میرے اللہ پلیز بچا لیں۔۔ اسے اپنے سارے گناہ
آنکھوں کے سامنے گھومتے ہوئے نظر آئے۔۔

وہ درندہ اس کا جسم نوچ رہا تھا۔۔ اسے اپنا جسم ہلکا
ہوتا ہوا محسوس ہوا۔۔ کتنی دیر وہ بے جان گڑیا کی
طرح اس کے ہاتھوں کا کھلونا بنی رہی۔۔ جب وہ اپنی
حسرت پوری کر چکا تو زوہا کی بند ہوتی آنکھوں نے
کچھ اور لڑکے اندر آتے دیکھے۔۔ آخری چیز جو اس
نے دیکھی تھی۔۔ وہ ان کے چہروں پہ خباثت تھی

-- اور وہ اس پہ آوارہ کتوں کی طرح چھپٹ پڑے
تھے--

(حقیقت)

ساوری دس سے ساڑھے دس بجے تک اس کا انتظار
کرتی رہی تھی-- پر وہ نہیں آئی-- جانے کیوں عجیب
سی بے چینی لگی تھی-- کچھ برا ہونے والا تھا بہت
برا-- کتنی دیر خود کو سنبھالنے کی کوشش کرتی رہی
پھر اٹھ کے سالار کے روم میں آئی-- وہ بھی جاگ
رہا تھا--

ہی۔۔ ابھی تک جاگ رہے ہیں۔ اسے بیڈ پہ لیپ
ٹاپ سے نبرد آزما ہوتے دیکھ کے پاس آئی۔۔
ہاں بس ایسے ہی لیپ ٹاپ سائڈ پہ کرتے اسے
دیکھا۔۔

ایسے ہی کیوں۔۔۔

تم کیوں جاگ رہی ہو۔۔ الٹا اس سے سوال پوچھا۔۔
م۔۔ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔ انگلیاں مسلتے اسے
دیکھا۔۔

ہاں۔۔ جلدی کہو۔۔ اسے جو بے چینی تھی شاید ختم
ہو جاتی۔۔

و۔۔ وہ زوہا گھر نہیں ہے۔۔

ک۔۔ کیا مطلب۔۔ وہ تیزی سے کھڑا ہوا۔ کہاں ہے
زوہا۔۔

ا۔۔ آپ آرام سے۔۔

ساوری۔۔ مجھے بتاؤ گی زوہا کہاں ہے۔۔ اس کی
آنکھوں میں لہو اترنے لگا۔۔ جبرے بھینچتے۔۔ اپنا
موبائل اٹھایا۔۔

وہ اپنی دوست کے گھر گئی ہے۔

ن۔۔نو۔۔ وہ کسی دوست کے گھر نہیں گئی۔۔ بالوں

پہ ہاتھ پھیرتے سالار کی سانس بند ہونے لگی تھی

۔۔ جلدی سے سٹڈی روم میں جا کے اپنی دوسری سم

نکالی اور موبائل میں ڈالتے فوراً زوہا کا نمبر ڈائل کیا۔

زوہا نے انجان نمبر سمجھ کے تیسری بیل پہ کال

ریسیو کر لی اگر سالار کرتا تو وہ شاید کبھی نا اٹھاتی

اور اس وقت اس سے بات کرنا بہت ضروری تھا۔۔

ساوری نے اس کے پیچھے سٹڈی روم میں آنا چاہا تو
سالار نے دروازہ اس کے منہ پہ بند کر دیا۔

زوہا۔۔بی۔۔یٹا۔۔گہری کھائی سے الفاظ نکلے تھے
۔۔ڈرائنگ روم میں بیٹھی زوہا کے ہاتھ کپکپا گئے
۔۔فورا جگہ سے اٹھتے وہ دروازے کی طرف بڑھی
۔۔

واپس آجاو۔۔جہاں بھی ہو۔۔سالار نے اتنی سرد
آواز سے کہا تھا کہ میلوں دور زوہا کی ریڑھ کی ہڈی

سنسا اٹھی۔۔ وہ بے اختیار ڈرائنگ روم کا دروازہ
کھولتے باہر نکلی۔۔

پھر اس کے قدموں نے فلیٹ کا مین ڈور بھی عبور
کر لیا۔۔۔ ایک بیٹی باپ کی آواز پہ قدم اٹھا رہی
تھی۔۔ اگر یہ فون نا آتا تو۔

میں آرہا ہوں لینے۔۔ سالار دروازہ کھولتے باہر نکل
گیا۔۔ ساوری ہونٹوں پہ ہاتھ رکھے اسے دیکھتی رہی
۔ لیونگ روم سے نکلتے اسے باہر سے لاک کر گیا تھا

سالار نے گاڑی کیسے نکالی تھی صرف وہی جانتا تھا۔
گھر سے باہر نکلتے بس دل میں ایک ہی دعا تھی زوہا
کو کچھ نا ہو۔۔ جو بھی تھا جیسی بھی تھی وہ اس کی بیٹی
تھی۔۔ اس کے جسم کا ایک حصہ۔۔

وہ کچھ نہیں جانتا تھا نا جاننا چاہتا تھا۔۔ زوہا کی دوبارہ
کال آرہی تھی اٹھاتے فون کان سے لگایا۔

بابا۔۔ میں بلو ایریا کی طرف ہوں۔

اوکے۔۔ کسی سیو جگہ پہ چلی جاؤ۔۔ میں پہنچ رہا ہوں

دس منٹ میں۔۔ سپیڈ اور بڑھاتے کال بند کی۔ دل

ابھی بھی اسی انداز میں دھڑک رہا تھا۔ دس منٹ
کا فاصلہ پانچ منٹ میں طے کرتے وہ زوہا کے پاس
پہنچا تھا۔۔۔ وہ اس کی گاڑی دور سے دیکھتے ہی سامنے
آگئی۔۔۔ چہرہ شرم سے زرد پڑ رہا تھا یا خوف سے
۔۔۔ سالار کچھ نہیں پوچھنا چاہتا تھا۔۔۔ خود گاڑی سے
اتر کے اس کے لیے دروازہ کھولا۔۔۔ زوہا کے لیے
ڈوب مرنے کا مقام تھا۔

سارے راستے دونوں خاموش رہے۔۔ وہ کہاں تھی
کیوں تھی۔۔ کچھ نہیں جانتا تھا۔۔ زوہا کو بھی سمجھ
آگیا تھا شاید اس کے لیے کیا غلط تھا اور کیا سہی۔۔
گھر پہنچ کے سب سے پہلی نظر ساوری پہ پڑی۔۔ زوہا
اسے ایک نظر دیکھتے اپنے روم میں چلی گئی۔۔ سالار
جب اندر آیا ساوری بیٹھی تھی۔۔
تم جاگ رہی ہو۔۔

جی۔۔ سالار اس کے پاس آتے قریب بیٹھا۔
تھینکو سو مچ۔۔ اس کا ہاتھ تھامتے دیکھا۔۔

ک۔۔ کوئی بات نہیں ہبی۔۔

سالار خاموشی سے اس کا چہرا دیکھتا رہا۔۔ وہ رو رہا تھا

شاید۔۔ ساوری کو لگا اس کا دل پھٹ جائے گا۔۔

بمشکل سانس کھینچتے وہ اس کے قریب ہوئی۔۔ اس

کے الفاظ ٹوٹ گئے۔۔

زوبا ٹھیک ہے۔۔۔ اس کی بات کو ساوری نے غائب

دماغی سے سنا۔۔

کہاں ہے۔۔ اسے دیکھتے اپنی آنکھوں کا پانی اندر

دھکیلا۔۔۔ دل کی گھبراہٹ بلا وجہ نہیں تھی۔۔ وہ ہر

جگہ زوہا کے ساتھ رہا تھا۔۔ جب وہ بیمار تھی۔۔ جب
وہ ٹھیک تھی کسی مسئلے میں پھنس گئی تھی جب اسے
سالار کی ضرورت تھی۔۔ اسے شاید اب بھی بابا کی
ضرورت تھی پر وہ کیسے اسے آواز دیتی پر اسکی آواز
کے بناء سالار پہنچ گیا تھا اس کے پاس۔۔۔ دل کی
بے سکونی آنکھوں سے پانی بن کے بہنا چاہتی تھی
۔۔۔۔ ساوری کی زبان جیسے تالو سے چپک گئی۔۔۔ وہ
رات صدیوں پہ محیط تھی۔۔

صبح کے تین بجے سالار نے شادی زندگی میں پہلی بار
تہجد کی نیت باندھی تھی۔۔۔

ساوری اسے دیکھتی رہی۔۔۔ وہ نوافل ادا کر رہی تھا۔۔
پھر سلام پھیر کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔۔ ان
ہاتھوں نے کیا مانگا ہو گا وہ بخوبی جانتی تھی۔۔۔ اس
کی ہر دعا کے ساتھ ساوری کا دل آمین کہہ رہا تھا

بس زوہا سلامت گھر آ گئی تھی۔۔۔ وہ شکر ادا کر رہا
تھا۔۔۔ شاید یہ شکر تب بھی سالار نے ادا نہیں کیا

تھا جب وہ ساوری کو مافیا کے لوگوں سے بچا کے لایا
تھا

محبت ایک بوجھ ہے۔

جس میں آپ دوسرے انسان کے سوچ نظریئے اور
(اصولوں کے مطابق چلیں گے۔) سالار خان

جیسے زوہا چلی تھی۔۔ پتہ نہیں کیوں۔۔ اس وقت اس
نے کال پک کر لی تھی۔۔

اگر وہ ناکرتی تو سالار کیا کر سکتا تھا۔۔ کوئی بھی کیا کر سکتا تھا۔۔۔ جتنا شکر ادا کر سکتا تھا اس نے اتنا کیا۔۔

اگلے دن زوہا ناشتے کے لیے باہر نہیں آئی۔۔ آتی
بھی کیسے۔۔ وہ بنا بتائے شرمندہ تھی اور اس کی
شرمندگی سب بتا رہی تھی۔۔ ساوری بس خاموش
تھی۔۔ سالار کا مان ٹوٹا تھا۔۔ وقار ٹوٹا تھا۔۔ اسے
عزت پیاری تھی وہ بچ گئی تھی لیکن اپنی بیٹی کے
لیے جو محبت تھی وہ مانند پڑ رہی تھی۔۔

وہ دونوں کالج نہیں گئیں تھی البتہ سالار آفس چلا
گیا تھا۔۔

اس کے جانے کے بعد ساوری زوہا کے روم میں آئی
۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔ اندر داخل ہوتے زوہا کو دیکھا وہ اپنے
بستر پہ لیٹی ہوئی تھی۔۔

ہاں۔۔ اس دیکھ کے سیدھی ہوئی۔۔

دونوں کے مابین کچھ دیر خاموشی چھائی رہی پھر زوہا
نے ہی اسے مخاطب کیا۔۔

تم نے بابا کو بتایا تھا۔۔

ہاں۔۔ بنا جھجک کے وہ کہہ گئی۔۔۔

ہونہہ مجھے اندازہ تھا۔۔ تم کبھی میری خوشیاں

برداشت نہیں کر سکتی۔۔

ساوری کو لگا شاید اس کے کانوں نے کچھ غلط سنا ہے

۔۔ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔ میں تمہاری خوشیاں برداشت

نہیں کر سکتی۔۔

ہاں۔۔ تم نے جان بوجھ کے بتایا بابا کو۔۔ اگر نا بتاتی

تو میں۔۔۔

اگر نا بتاتی تو تم ابھی تک اپنی عزت کھو چکی ہوتی
زوہا خان۔۔ تمہیں ذرا خوف نہیں ہے۔۔ ساوری
حیرت اور تنفر سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ اگر تم
یہاں ٹھیک بیٹھی ہو تو اپنے باپ کی وجہ سے۔۔
لعنت ہے تم پہ اور تمہاری گھٹیا سوچ پہ زوہا۔۔
بکو اس بند کرو اور نکل جاؤ میرے کمرے سے۔۔ میں
تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔ اسے غصے سے
پھنکارتے باہر کی طرف اشارہ کرتے اپنی جگہ سے
اٹھ کے اس کے قریب آئی۔۔

جا رہی ہوں۔۔ اور دعا کرتی ہوں اللہ تمہیں ہدایت
دے۔۔

اچھا۔۔ تمہیں کیسے پتہ سبطین سے ملنے گئی تھی میں
۔۔ اس سے پہلے کے وہ باہر نکلتی زوہا کی آواز نے
اس کے قدم جکڑے

مجھے تمہارے چہرے سے پتہ چل گیا تھا۔۔ اور جس
سے تم ملنے جا رہی تھی نا۔ وہ آدمی کتنا گھٹیا ہے تم
سوچ بھی نہیں سکتی۔۔ تمہیں پتہ ہے اس رات
میری طبیعت کیوں خراب ہوئی تھی۔۔

آج ساوری نے اسے سچ بتانے کا سوچ لیا تھا۔۔

کیونکہ اس رات سبطين احمد نے مجھے ہریس کیا تھا۔

مجھے بیڈ ٹچ کیا تھا۔۔ یہ نیکلس دیکھ رہی ہو۔۔۔ یہ۔۔۔

نیکلس ہاتھ سے چھوتے دکھایا۔۔ یہ اس نے چرایا تھا

۔۔ اس نے مجھے دھمکی دی تھی۔۔

تم بکو اس کر رہی ہو۔۔

تم جو سمجھو۔۔ اگر ابھی بھی تمہارا دماغ درست نہیں

ہو رہا تو پھر جاؤ اس حیوان کے سامنے اور دیکھنا خود

۔۔ تب تمہیں پتہ چلے گا۔۔ وہ اتنے وثوق سے کہہ

رہی تھی کے زوہا کے قدم لڑکھڑائے۔۔ وہ سچ کہہ
رہی تھی۔۔ جب وہ وہاں گئی تھی تب اسے سبطین
کے علاوہ تین چار لوگ دیکھے تھے۔۔

ان میں سبطین نہیں تھا۔۔ اور جب سبطین نے آنا
تھا جانے کیوں اس کے قدم باہر کی طرف دوڑے
تھے۔۔ کہیں کچھ تھا جو اسے گمان ہوا تھا۔۔ پر وہ خود
کو کیسے جھوٹا ثابت ہونے دیتی۔۔

ساوری اسے چھوڑ کے باہر چلی آئی۔۔ کوئی فائدہ
نہیں تھا اسے سمجھانے کا۔۔

جتنی توجہ سے ساری باتیں سالار نے اسے سمجھائی
۔۔ ویسے زوہا کو بھی بتائیں تھیں۔۔ لیکن ساوری کے
سامنے ایک بند تھا۔۔ سالار خان جس سے آگے اس
کا کوئی بہاؤ نہی تھا۔۔ پر زوہا۔۔ اسے تو اپنے بند کا ہی
علم نہیں تھا۔ وہ بہہ رہی تھی۔۔ اس کا رخ کس
طرف جا رہا تھا اسے خود علم نہیں تھا شاید۔۔
شام کو سالار اس سے زوہا کا پوچھا تھا۔۔

اور ساوری نے ٹھیک ہے کہہ دیا تھا۔ نا زوہا سامنے
آئی تھی اور نا ہی سالار نے اس کے روم میں جانے

کی کوشش کی تھی۔۔ ایک انجانی دیوار تھی جو اس
رشتے کے بیچ آگئی تھی۔۔

اور پھر ہادی گھر آگیا تھا۔۔ دو دن بڑے ہی سوگوار
گزرے تھے۔۔

ہادی کے آنے سے گھر کا ماحول ایک بار پھر بدل گیا
۔۔ زوہا اپنے کمرے سے باہر نکلنا ہی سالار نے بات
کرنا شروع کی اور ساوری کے کان جو دو دن سے

سائیں سائیں سنر ہے تھے انسانوں کی اواز سننے
پر سکون ہوئے۔۔

خیرت ہے لٹل موم۔۔ اج کل نکھرتی جا رہی ہیں۔۔
ہادی کو اے تین چار گھنٹے ہوئے تھے۔۔ زوہا وہ اور
ہادی لان میں بیٹھے تھے جب ہادی نے اسے دیکھتے
چھیڑا۔۔

ہاں۔۔ بابا کی ساری توجہ جو انہی کو میسر ہے۔۔ زوہا
نے طنزیہ مسکراتے نظریں موبائل پہ مرکوز کیں

ہادی اس کی بات پہ گہرا مسکرایا۔۔

ہونی بھی چاہیے ایٹ لاسٹ ان کی بیوی ہیں۔۔۔ وہ
چل تھا اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔

ساوری زوہا پہنائیک نظر ڈالتے کچن میں چلی ائی
۔۔ انٹی رات کے لیے کھانا بنا رہی تھیں۔۔

انٹی۔۔ سالن بنا لیا ہے۔۔

ابھی تو بھون رہی ہوں چکن۔۔ کیوں۔۔

میں نے سوچا میں ٹرائے کرتی ہوں کچھ۔۔ ان۔ کے

ساتھ بیٹھ کے تو سری ہوئی باتیں سننی پڑتی ہیں۔ منہ

بسورت وہ وہیں بیٹھ گئی۔۔ پھر راستہ اور سالار

ساوری نے ہی بنایا۔۔ سالار جلدی اگیا تھا۔۔ فیملی ٹائم
سب نے ڈنر کے دوران انجوائے کیا۔۔

کتنے دن ریست کرنا ہے۔۔ نوالہ لیتے سالار نے ہادی
سے پوچھا۔۔

میں تو کل اپ کے ساتھ جانے کے کیے ریڈی ہوں
۔۔ وہ ایکسائٹڈ تھا اپنے بابا کا پاٹرن بننے کے لیے۔۔

اسے ابھی اگے پڑھنا تھا لیکن یہ کچھ دن سالار نے

کہا تھا پریکٹس ہو جائے گی وہ اسے جوائن کر کے

--

گڈ۔۔۔ جتنی خوشی سے کام کیا جائے اتنا ہی بہترین
رزلٹ ملتا ہے۔۔

جی بلکل بابا۔۔

ڈنر کے بعد وہ لوگ کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر
ہادی اٹھ کے اپنے روم میں چلا گیا۔۔

ساوری بھی جانے کے لیے اٹھی تو سالار نے اسے
روکا۔۔

تم دونوں یہیں بیٹھو۔۔ اسے واپس اس کی جگہ پہ
بیٹھنے کا کہا۔۔

زوہا کا دل زور سے دھڑکا۔۔ کہیں بابا آج پوچھنا
لیں۔۔

پچھلے کچھ دن پہلے جو کچھ ہوا۔۔ وہ کسی کو نا پتہ چلے
ہادی کو بھی نہیں۔۔ دیکھ وہ زوہا کو رہا تھا۔۔ کیونکہ وہی
بات کر سکتی تھی ہادی سے۔۔

بابا۔۔ مجھے سببیتین سے شادی کرنی ہے۔۔ اس نے
رشتہ بھیجا ہے پلیز اپ انکار مت کیجیے گا۔۔ زوہا نے

بنا ججھک کے اپنا مدعا سامنے رکھا۔۔ سالار کچھ دیر
اس کی بے باکی پہ حیران ہوا۔۔ پر جو گھر سے باہر جا
سکتی تھی وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔

ٹھیک ہے۔۔ اسے کہو دوبارہ رشتہ بھیجے۔۔ کچھ سوچتے
سالار نے ہامی بھری۔۔ زوہا کے چہرے پہ بیشمار
سکون اتر آیا تھا۔۔ جبکہ ساوری سالار کی بات پہ
حیران تھی وہ مان گیا تھا اتنی اسانی سے۔۔

اگر وہ اپنے ماں باپ کو لے اتا ہے تو مجھے کوئی
اعتراض نہیں ہو گا

او کے بابا تھینکیو سوچ۔۔ زوہا نے اٹھتے ان کا ہاتھ
تھاما۔۔ اینڈ تھینکیو سوچ مجھے پروٹیکٹ کرنے کے
لیے لیکن مجھے اپ کی مدد کی اس وقت ضرورت
نہی تھی بابا بس کچھ لوگوں کی گری ہوئی سوچ اور
زہنیت کی وجہ سے مجھے اپ کے سامنے شرمندہ ہونا
پڑا۔

سالار سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا۔۔ وہ سب جانتا تھا
۔۔ ساوری۔ کو بھی زوہا کو بھی اور سبطین کو بھی صحیح
غلط اسے معلوم تھا لیکن خاموش رہا۔۔

اس کے جانے کے بعد ساوری بھی اٹھ کے چلی گئی
۔۔ وہ۔ کتنی دیر وہیں بیٹھا سگریٹ پھونکتا رہا۔۔

گاؤں میں ایک پر اسرار سی خاموشی تھی جو چاروں
اوڑ پھیلی تھی۔۔ یا شاید صرف سببپین کو ہی ایسا لگ
رہا تھا۔۔ اپنے روم کی بالکنی میں کھڑے وہ آسمان کو
بادلوں سے ڈھکتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔

جب جیب میں رکھا موبائل بجنے لگا۔۔ نکال کے
دیکھا تو سعد کالنگ لکھا ہوا تھا۔۔ مسکراہٹ نے
چہرے کا احاطہ کر لیا۔۔

اسلام و علیکم میری جان۔۔ کیسے ہو۔۔ کال اٹھاتے ہی
چہکتی ہوئی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔۔

ٹھیک ہوں۔۔ توں تو بڑا پوچھنے آیا ہے نا۔۔ شکوہ کیا

سوری یار۔۔ بس مصروفیت تھی کچھ۔۔ انشاء اللہ کل

صبح تیرے پاس ہوں گا۔۔

سہی ہے یار۔۔

ہاہاہا۔۔ اب ناراض نا ہو۔۔ کل پکا آؤں گا اور مستی
کریں گے۔۔

[illegible]

— — —

کیسا بدلہ اور کس سے۔۔

مل کے بتاؤں گا۔۔

سہمی ہے۔۔ اور سنا۔۔

وہ کچھ دیر بات کرتے رہے۔۔ پھر کال بند کر
دی۔۔۔

اسے بدلہ ایک ہی انسان سے لینا تھا اور وہ تھا سالار
خان۔۔ وہ اسے ذلیل و خوار کرنا چاہتا تھا چاہے اس
میں اسے کتنا ہی نقصان ہوتا۔۔

اگلے دن سعد اس سے ملنے آیا تو اسے ساری بات
بتائیں۔۔

سعد کو حیرت ہوئی تھی جان کے کہ اسے نہیں پتہ
تھا زوہا سالار خان اس سے بات کرتی ہے۔۔۔

جس دن سبطین کے ساتھ حادثہ پیش آیا تھا اسی دن
اسے اس کے نمبر پہ میسج موصول ہوا تھا اور اس نے
زوہا سے سبطین بن کے بات کی تھی۔۔ کچھ دیر اس
کے ساتھ بات کر کے اسے اچھا لگا۔ اتنا اچھا کہ
اس نے سبطین کا واٹس ایپ اپنے موبائل پہ سکین
کر لیا۔۔

اب وہ سبطین کے واٹس ایپ سے ہی زوہا سے
سبطین بن کے بات کرنے لگا۔۔

اس دن زوہا کو بلایا بھی اسی نے ہی تھا پر شاید اسے
شک ہو گیا تھا جو وہ واپس چلی گئی تھی۔۔

میرے پاس ایک پلین ہے۔۔ سبٹین کی آواز نے
اسے خیالوں سے نکالا۔۔

کیسا۔۔

ایسا ہے کہ سالار خان کی ایک عدد بیٹی بھی ہے۔۔
کیوں نا اس کی بیٹی کو استعمال کیا جائے۔۔

اس کی بات پہ سعد کا دل زور سے دھڑکا۔۔

ہاں۔۔ کیوں نہیں۔۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔ بے
چینی سے اس کی ہاں میں ہاں ملائی

ہاں نا۔۔ اسے بھی تو پتہ چلے یوں سب کے سامنے
ذلیل ہونے پہ کیسا محسوس ہوتا ہے۔۔ میرے
پورے خاندان کے سامنے اس نے مجھے نشر کر کے
رکھ دیا ہے۔۔ دانت پیستے وہ اسے بتا رہا تھا۔۔

سعد کا دماغ کہیں اور پہنچا تھا۔ جانے کیوں اسے
سبطین کا زوہا کے لیے ایسے بات کرنا برا لگ رہا
تھا۔۔

ساوری بات سنو۔۔ وہ لائن میں کھڑی پودوں کو پانی
دے رہی تھی جب ہادی نے اسے پکارا۔۔ وہ پلٹ
رکھ کے اس کے پاس آئی۔۔
جی بھیا۔۔

مجھے تم سے کچھ کہنا تھا۔۔ وہ بالکل سیریس تھا
۔۔ ساوری بھی سنجیدہ ہوئی۔۔

وہ نا۔۔ ہماری یونی میں ایک لڑکی ہے۔۔ جس نے
مجھے یہ لیٹر لکھا۔۔ اپنا ہاتھ آگے کرتے ایک کاغذ

اسے پکڑا۔۔ ساوری نے حیرانی سے کاغز پکڑ کے
جو نہی کھولا اس کے اندر سے کچھ نکل کر فوراً اڑ کے
اس کے اوپر آیا۔۔ چیختے وہ دور بھاگی۔۔ ہادی اسے
دیکھ کے زور سے ہنسا۔

لیٹل موم۔۔ تمہارے بالوں میں کا کروچ ہے۔۔ ہنستے
اسے بتایا۔۔ ساوری جو پہلے ہی چیخ رہی تھی اچھلتے
اپنے بال جھٹکنے لگی۔۔ اسی اثناء میں اس کے سر سے
دوپٹہ اتر گیا تھا اور وہ بے خبر کا کروچ اتارنے کی
کوشش کر رہی تھی۔۔۔

ہادی اس کا معصوم حسن دیکھ کے مسمرائز ہوا۔۔ نگاہ
چراتے وہ واپس پلٹ گیا تھا۔۔ جبکہ ساوری ابھی تک
بے چینی سے کا کروچ جھاڑ رہی تھی۔۔

کتنے بتمیز ہیں ہادی بھیا۔۔ اپنے بالوں کا حشر نشر
کرتے جب اسے تسلی ہو گئی کا کروچ اس کے اوپر
نہیں ہے تو چمیر پہ آ کے دھپ سے بیٹھی۔۔

ہبی کو بتاؤں گی آپ کا۔۔ ارادہ کرتے سامنے پڑی
پلیٹ سے نگٹس اٹھا کے منہ میں ڈالے۔۔ پانی دینا
تو وہ بھول چکی تھی۔۔

شام کو جب سالار آیا تو۔۔۔ ڈنر کے دوران اس نے
ہبی کو ساری بات بتائی۔۔۔ سالار نے ہادی کو بس گھورا
تھا جبکہ وہ نظریں جھکائے شریف بنا بیٹھا تھا۔۔۔

آئندہ یہ تنگ کرے تو بتانا مجھے اس کی پٹائی کروں
گا میں خود۔۔۔ نیپکین سے ہاتھ اور ہونٹ صاف
کرتے طے کرتے واپس رکھا۔۔۔

اب بتائیں نا ہبی کو۔۔۔ سوری بھی نہیں کہہ رہے۔۔۔

سوری۔۔۔ نظر اٹھا کے اس نے ساوری کو دیکھا جو
انتہائی لال ہو رہی تھی۔۔۔ ساوری ایک لمحے کے لیے

سن رہ گئی۔۔ وہ تو بس مزاق کر رہی تھی ہادی کو اتنا
غصہ کیوں اگیا تھا۔۔

ڈنر کر کے وہ لوگ اپنے روم میں چلے گئے تو ساوری
سالار کے پیچھے اس کے روم میں آئی۔۔

کتنے دن سے وہ دنوں ایک دوسرے سے دور دور
تھے۔۔ ساوری کا شدت سے دل کر رہا تھا سالار کے
ساتھ اکیلے میں ٹائم سپینٹ کرنے کا۔۔ مگر درمیان
میں سیچو نیشن ہی ایسی بنی تھی کے موقع ہی نہیں
مل سکا۔۔

اپ سو گئے ہیں۔۔ اندر جھانکتے سالار سے پوچھا۔۔

ہاں خواب دیکھ رہا ہوں۔۔ سالار کمفرٹر پیچھے کر رہا

تھا ابھی ابھی تو وہ اس کے اگے اگے آیا تھا۔۔

واو۔۔ کیا خواب میں کوئی پری دیکھی اپ نے۔۔ نہی

البتہ چڑیل لازمی دیکھی۔۔ واپس دروازے تک اگے

اس کا ہاتھ تھامتے اندر لایا۔۔

اپ ناراض تو نہی ہیں مجھ سے۔۔

نہی۔۔ ناراض کیوں ہونا ہے۔۔

کیونکہ اس دن میں نے اپ سے جھوٹ بولا تھا۔۔

پھر سچ بھی تو بولا تھا نا۔۔ میں شکر گزار ہوں تمہارا
تم نے وقت پہ بتا دیا مجھے۔۔ ورنہ جانے کیا ہو جاتا
۔۔ گہری سانس لیتے وہ اس کا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا
۔۔

ساوری مسکا دی۔۔ ہاتھ پیچھے کرتے بیڈ پہ بیٹھی۔۔
اج میں اپ کے ساتھ سو جاؤں۔ بیڈ شیٹ پہ انگلیاں
رب کرتے پوچھا۔۔

ہاں۔۔ لیکن پھر مجھے کسی چیز سے روکو گی نہیں۔۔ معنی
خیزی سے کہتے سالار نے سائنڈ پہ ہوتے اس کے
لیٹنے کی جگہ بھی بنا دی۔۔

اپ نے لازمی طور پہ ایسی حرکتیں کرنی ہیں جو مجھے
اچھی نا لگیں۔۔

اچھا۔۔ تو اچھی نہیں لگتیں۔۔۔ سالار نے ائی برو
اچکاتے پوچھا۔۔

ہاں نہیں لگتا۔۔

گڈ۔۔ پھر اج میں اچھا فیل کروا کے ہی دم۔ لوں گا
۔۔ اسے کمر سے تھامتے اپنے کمفرٹر کے اندر گھسایا
۔۔

ساوری ہنستے ہوئے کمفرٹر کے اندر چھپ گئی۔۔
سالار نے ہاتھ بڑھا کے پہلے لائٹ بند کی اور سائڈ
لیمپ اون کیے۔۔

ہبی جان۔۔ اس کے سینے کی طرف رخ کرتے ہلکی
آواز میں بڑبڑائی۔۔

ہوں۔۔ سالار اپنی شرٹ اتار رہا تھا۔۔

جب ساوری نے اس کے چسٹ پہ ہتھیلیاں رکھتے
پیش کیا۔۔

کر لو۔۔ اپنی باری رونا نہی پھر۔۔۔

کر لو اپنی باری رونا نہیں پھر۔۔

ہی جان۔۔ آپ کو میں رونے والی لگتی ہوں۔۔ چہرہ
باہر نکالتے مسکرائی۔۔

نہیں۔۔ تم تو بس ہنستی رہتی ہو مسکراتی رہتی ہو۔۔

سالار اس کے معصوم سے انداز پہ مسکرایا۔۔

ساوری اتراتے اوپر ہوتے اس کے بازو پہ سر رکھ گئی۔۔

سالار چھت کی طرف رخ کیے لیٹا تھا۔۔ اور ساوری اس کے بازو پہ اس کی طرف چہرا کیے ہوئے تھی۔۔

ہماری شادی کب ہو گی۔۔ ساوری کے پاس اور کوئی بات نہیں تھی کرنے والی تو یہی پوچھ لیا۔۔

ہماری شادی ہو چکی ہے۔۔۔ اب دوبارہ کرنی ہے کہا
۔۔

ہاں نا۔۔ پلیز۔۔ پہلے نکاح ہوا ہے صرف۔۔
اوکے۔۔ جب زوہا کی کریں گے تب ہم بھی کر لیں
گے۔۔

اس کی پتہ نہیں کب کریں گے۔۔ اس کے پیچھے
میری بھی لیٹ ہو رہی ہے۔۔

ہاں تم تو بوڑھی ہو گئی ہو نا۔۔ اس کی کمر میں ہاتھ
ڈالتے گال پہ لب رکھے۔۔ ساوری نے آنکھیں بند
کرتے دل کی دھڑکنوں کو بڑھنے دیا۔۔

ہم لوگ شب عروسی بھی منا چکے ہیں اب کیا فائدہ
شادی کرنے کا بے بی۔۔ اس کی گردن میں چہرہ
گھساتے بیرڈ رگڑی۔۔ ساوری کسمساتے چہرہ اوپر کر
گئی۔۔

ہی۔۔ پلیز اچھا بس یہ میری آخری خواہش سمجھ کے
پوری کر دیں۔۔ شادی کے بعد اور کچھ نہیں مانگوں
گی۔۔

سالار اس کی بات سننا چھوڑ چکا تھا۔۔ اپنی شہادت کی
انگلی اس کے بیلی بٹن میں ر ب کرتے اپنے اندر سمو
گیا۔۔

اگلے دن ساوری اور زوہا کالج چلی گئیں تو سالار اور
ہادی آفس چلے گئے۔ گھر میں صرف آنٹی اکیلی تھیں

-- صاف صفائی کر کے وہ ابھی بیٹھی ہی تھیں جب
ڈور بیل ہوئی۔۔

اس نے دروازہ کھولا تو سامنے ایک ادھیڑ عمر عورت
کھڑی تھی۔۔ ساتھ ایک آدمی بھی تھا جو شاید ان کا
بیٹا تھا

اسلام و علیکم۔۔ ہمیں سالار خان سے ملنا ہے۔۔

آپ کون۔۔؟

میں فہد سکندر۔۔ اور یہ میری مدر ہیں۔۔

میں سر سے پوچھ کے آپکو انفارم کرتی ہوں۔۔ آج
گارڈ بھی نہیں تھا۔۔ دروازہ بند کرتے وہ واپس اندر
آئی اور لینڈ لائن پہ سالار کو انفارم کیا۔۔

وہ سائڈ پہ جانے والا تھا۔۔ اس کی بات سنتے وہیں
سے گھر کی طرف رخ کیا۔۔

اس کے پہنچنے تک انہیں گیسٹ روم میں بٹھایا جا
چکا تھا۔۔

ریفریش منٹ لے آؤ۔ انٹی کو اشارہ کرتے کوٹ کا
بٹن بند کیا۔۔ اس کا رخ ڈرائنگ روم کی طرف تھا

۔ اندر داخل ہوتے ان دونوں کو دیکھا۔۔ پھر چلتے
ہوئے ان کے سامنے رکھے صوفے پہ آکے بیٹھ گیا
۔۔

دونوں نے ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا ضروری
نہیں سمجھا تھا۔۔

میں آپ سے ایک خاص سلسلے میں بات کرنے آیا
ہوں سالار صاحب۔۔ امید ہے آپ بچوں کی خوشی
کے لیے ہمیں انکار نہیں کریں گے۔۔ سالار سیدھا
ہوا۔۔

زیادہ تمہید نہیں باندھوں گا۔۔ میں اپنے سببپین کے
لیے آپ کی بیٹی زوہا کا رشتہ مانگنے آیا ہوں۔۔
اچھا۔۔ اور آپ کو لگتا ہے یہ سب اتنا نارمل ہے
آپ مانگے گے اور میں دے دوں گا۔۔ چہرے پہ
بلا کی سنجیدگی سجائے وہ ٹانگیں کھولے زرا آگے جھک
کے بیٹھا تھا۔۔

میں جانتا ہوں یہ جتنا آسان لگ رہا ہے اتنا ہو گا
نہیں۔۔ لیکن۔۔ اگر ہم اپنی انا لڑائی جھگڑے میں

پڑے رہیں گے تو ہمارے بچوں کا نقصان ہو گا۔
پلیز بات سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

آپ نے اپنے بیٹے سے بھی ہو چھا ہے۔۔ کہیں وہ
کچھ اور نا چاہتا ہو۔۔

اسی کی خواہش پہ آپ کے سامنے بیٹھا ہوں۔۔ ورنہ
۔۔ ورنہ کو حلق میں ہی دبایا۔۔

ہم ایک بات پھر تسلی سے پوچھ لیں۔۔ میں بھی
اپنی بیٹی سے پوچھ کے جواب دوں گا۔۔ ریفریش
منٹ کی طرف اشارہ کرتے وہ خود اٹھ کے باہر نکل

ایا۔۔ کوٹ کا بٹن کھولتے اپنے روم میں آیا اور
سگرٹ سلگائی۔۔ بالکنی کے پاس آتے ایک گہرا کش
لیا۔۔ اسے پردوں سے چھن کے اتی سورج کی روشنی
پسند تھی۔۔ رینگ پہ جھکتے آگے ہوا۔۔ سامنے لان تھا
جہاں بے شمار پودے بنا پھولوں کے لہلہا رہے تھے
۔۔

اگر سبطین زوہا سے شادی کرنا چاہتا تھا تو پھر اس
نے ساوری پہ اٹیک کیوں کیا تھا۔۔ اگر وہ ساوری
سے محبت میں مبتلا تھا تو پھر وہ زوہا سے شادی کرنے

کے لیے کیسے راضی ہو سکتا تھا۔۔ یہ دو سوال تھے جو
اس کے ذہن میں کلبلانے لگے۔۔ سگرٹ ریلنگ سے
مسلتے واپس آ کے ایش ٹرے میں رکھا۔۔ پھر کوٹ
اتار کے ایسے ہی جوتوں سمیت ٹانگوں کی قینچی بناتے
بیڈ پہ نیم دراز ہوا۔۔ موبائل پاکٹ سے نکالتے کسی
کو کال کی۔۔

ہوں۔۔ میں سالار بات کر رہا ہوں۔۔ کال پک ہوتے
اپنا نام بتایا۔۔

ایک بندے پہ نظر رکھنی ہے اس کی ساری
انفارمیشن چاہیے اور چوبیس گھنٹے وہ کیا کرتا ہے اور
کیا نہیں سب کی ڈیٹیلز۔۔

ٹھیک ہے سر۔۔ سامنے والے نے جواب دیا۔۔
سالار نے اسے سبٹین کی تصویر اور ایڈریس سینڈ کر
دیا۔۔ پھر کچھ دیر وہیں لیٹے سکروولنگ کرتا رہا۔۔
آدھے گھنٹے بعد اٹھ کے باہر آیا۔۔ آنٹی دوپہر کے
کھانے کی تیاری میں لگی ہوئی تھیں۔۔ وہ پھر واپس
آگیا۔۔ سٹڈی روم میں آ کے اس نے کمپیوٹر سسٹم

اون کیا اور گھر کی سی سی ٹیوی فوٹیج اون کی۔۔
ایکجہولی اسے زوہا کی مصروفیات دیکھنی تھی۔۔ پچھلے
کچھ دنوں کی ڈیٹ سلیکٹ کر کے دیکھنا شروع کی۔۔
زوہا روز رات کو دیر تک جاگنے لگی تھی جب سے وہ
لوگ شادی سے واپس آئے تھے۔۔

پھر اس کا سارا دھیان موبائل یا لیپٹاپ پر ہوتا تھا
یقیناً وہ چیٹ کرتی تھی۔۔ ایک دو جگہ ویڈیو زوم کر
کے بھی دیکھی وہ واقع بات کرتی تھی کسی سے۔۔

اس رات کے بعد ساوری اور زوہا کی منہ ماری بھی
ہوئی تھی۔۔ جس میں زوہا کے تاثرات کچھ اچھے
نہیں لگے تھے

فوٹیج دیکھنے کے بعد کمپیوٹر شٹ ڈاؤن کرنے کی
 بجائے ساوری کی موینٹس دیکھیں۔۔ اس کی شادی
کے کچھ دن بعد کی تھیں۔۔ اس کا سب نارمل ہی تھا
جیسے پہلے ہوتا تھا۔۔ پھر ہادی کے آنے کے بعد کی

وہ لان میں کھڑی تھی اور ہادی اسے کچھ دکھا رہا تھا
۔ اس کے اندر سے کا کروچ نکل کے سائڈ پہ گیا
لیکن اسے پتہ نہیں چلا اور وہ اچھل اچھل کے اپنا
حلیہ بگاڑ چکی تھی۔۔ سالار کے چہرے پہ بے ساختہ
مسکراہٹ آئی۔۔ اسے بھی سب کی طرح کا کروچیز
سے ڈر لگتا تھا۔۔

دیکھتے اچانک اس کی نظر ہادی پہ پری جو نظریں
چراتے واپس مڑ رہا تھا۔۔ سالار نے سختی سے
آنکھیں بند کرتے خود پہ ضبط کیا۔۔

جتنا ایزی ساوری اور زوہا پہلے رہ رہی تھیں اب
ویسے نہیں رہنا تھا انہیں۔۔

لب کاٹتے اس نے باقی ساری فوٹیج دیکھی جہاں
جہاں ساوری اور ہادی نظر آئے اور کہیں بھی کچھ
نہیں تھا لیکن وہاں۔۔ ہادی کا نظریں چرانا۔۔ اور
ساوری کا بنا کچھ سوچے سمجھے ایسے ہی اچھلنا۔۔ گہرا
سانس لیتے پیچھے ٹیک لگائی۔۔ اسے واپس جانا تھا پھر
اب وہ دوپہر کا کھانا ان کے ساتھ کھا کے ہی جاتا

دوپہر کو ڈیڑھ بجے وہ لوگ گھر آئی تھیں۔۔ اور
سالار کھانے کی ٹیبل پہ ان کا ویٹ کر رہا تھا۔
وہ دونوں اسے دیکھ کے سرپرائز ہوئی تھیں۔۔
ہاتھ منہ دھو لو پھر کھانا کھاتے ہیں۔۔ دونوں نے
اس سے مصافحہ کیا تھا۔۔

جب تک دونوں واپس آئیں سالار نے دونوں کے
لیے الگ الگ پلیٹس بنا دیں تھی ایک اس کے
دائیں جانب آ کے بیٹھی تھی اور دوسری بائیں۔۔
تینوں نے ساتھ کھانا شروع کیا۔۔

مجھے تم دونوں سے بات کرنی ہے اور ایک دوسرے
کو کوئی بھی ٹونٹ نہیں کرے گا دونوں کو پہلے ہی
باور کروایا

زوہا کے لیے پریپوزل آیا ہے سبطین احمد کا۔۔ تھوڑا
سا اس کی طرف مڑتے چہرے کی جانب دیکھا۔۔
آنا ہی تھا بابا۔۔۔ وہ مسکرائی۔۔ سالار کو اس کی خوشی
عزیز تھی۔۔۔ لیکن اگر سبطین اس کے ساتھ اچھا
نہیں تھا تو وہ اسے اس جہنم میں نہیں جھونک سکتا
تھا۔۔

تمہیں منظور ہے۔۔

جی بابا افکورس۔۔

اوکے۔۔ میں نے ان سے ٹائم لیا ہے انہیں بتا دوں
گا لیکن اس سے پہلے میں اپنی پوری چھان بین
کروں گا۔۔ پھر جواب دوں گا امید ہے تم میرے
ساتھ تعاون کرو گی۔۔

ٹھیک ہے بابا۔۔ مجھے منظور ہے اور تھینکیو سو مجھ
آپ نے انہیں انکار نہیں کیا۔۔ اٹھ کے اس کے

گلے میں بازو ڈالتے بیرڈ پہ لب رکھے۔۔ جو دیوار ان
دونوں کے بیچ کھڑی ہوئی تھی وہ گر گئی۔۔

ساوری خاموش بیٹھی تھی اسے حیرت ہوئی تھی
سببِین اتنی جلدی دوبارہ کیسے راضی ہو گیا زوہا کے
لیے۔۔

اس سے بات کر کے سالار نے ساوری کو گھورا جو
کھانا کھاتے انہیں سن رہی تھی۔۔

اور تم ذرا اب دھیان سے گھر میں رہا کرو۔۔
مطلب۔۔

اب ہادی بھی یہیں رہے گا۔ تمہیں احتیاط کرنی
چاہیے۔۔

بیٹا ہے میرا۔۔ آپ مجھ پہ شک کر رہے ہیں۔۔
شک نہیں کر رہا۔۔ نا اس پہ نا تم پہ۔۔ بس احتیاط کا
کہہ رہا ہوں۔۔ پہلے تو چلو گھر میں کوئی نہیں ہوتا تھا
تم لوگ کسی بھی حلیے میں گھوم سکتے تھے لیکن اب
زرا تمیز کے دائرے میں رہ کے حرکتیں کرنا۔۔
آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی۔۔

ہاں۔۔ تم ابھی دودھ پیتی بچی ہو۔۔ جبرے بھینچتے
ان کی پلیٹیں دیکھیں وہ دونوں کھانا کھا چکی تھیں اور
سالار کی ابھی آدھی پلیٹ باقی تھی۔۔

زوبا بھی اب ساوری کی دفعہ خاموش بیٹھی تھی۔۔
سالار نے کچھ ڈھکے چھپے لفظوں میں دونوں کو سمجھا
دیا تھا اب ان کے دماغ میں کیا آیا تھا یہ تو اللہ ہی
جانتا تھا۔۔۔

لنچ کر کے وہ واپس آفس کے کیشے نکل گیا۔۔

ساوری بھی ہاتھ صاف کر کے اٹھ گئی۔۔۔ جبکہ زوہا
وہیں بیٹھے شاید سببٹین کو انفارم کر رہی تھی

عصر کے وقت وہ سو کے اٹھی تھی۔۔ نماز پڑھ کے
باہر آئی تو ہادی لیونگ روم میں بیٹھا تھا۔۔
ہادی بھیا۔۔ اسے دیکھ کے مسکرائی۔۔ آپ واپس کب
آئے۔۔ دوسرے صوفے پہ آلتی پالتی مار کے بیٹھتے
پوچھا۔۔

تھوڑی دیر پہلے۔۔۔ وہ اسے دیکھنے سے گریز کر رہا تھا
۔۔

آپ شادی کب کریں گے۔۔

ہیں۔۔ میری شادی کی تمہیں کیوں سو جھی۔۔

کیوں آپ نے نہیں کرنی۔۔

کرنی ہے لیکن جب انیتس تیس کا ہو جاؤں گا پھر۔۔

ابھی تو میری اسٹڈیز بھی کمپلیٹ نہیں ہوئیں۔۔

میں اور زوہا کر رہے ہیں۔۔ اصل میں وہ اسے یہی

بتانا چاہ رہی تھی۔۔ ہادی کی شادی تو تمہید تھی۔۔

زوہا کی تو چلو ہو سکتی ہے لیکن تم تو پہلے ہی شادی
شدہ ہو

آپ بھول رہے ہیں شاید نکاح شدہ ہوں شادی شدہ
نہیں۔

ایک ہی بات ہے۔۔ بھویں سکیڑ کے گھورا۔۔

جی نہیں۔۔ شادی میں بہت کچھ ہوتا ہے۔۔ تیرہ سال
کی عمر میں ایک روکھا سوکھا نکاح کر دیا اور بس۔۔۔
تم تو چلو ٹھیک ہے لیکن بابا اس عمر میں اچھے لگیں
گے دلہا بن کے۔۔

ہاں۔۔ جب وہ میرے ساتھ کھڑے ہونگے تو بہت
اچھے لگیں گے۔۔

کچھ زیادہ ہی سیلف او بسیشن نہیں ہو رہی۔۔
نو نو۔۔ آپ جل رہے ہیں کیا میری خوبصورتی
سے۔۔

بس بس۔۔ زیادہ پھیلیں نہیں لٹل موم۔۔ بابا نے
نہیں ماننا۔۔

مان جائیں گے مان جائیں گے۔۔ بس آپ اپنے لیے
لڑکی تلاش کریں۔۔ لٹل مام تو ہوں ہی لٹل ساس

بھی بنا دیں۔۔ ہادی اس کے انداز پہ ہنسا۔۔ اتنی دیر
میں زوہا بھی باہر چلی آئی۔۔

واٹس اپ گائز۔۔ ہادی کے صوفے پہ فاصلے پہ دھپ
سے گری۔۔

کچھ نہیں۔۔ بس ایسے ہی گپ شپ لگا رہے ہیں۔۔
میں سوچ رہی ہوں کیوں نا ہم گاؤں کا چکر لگا آئیں
۔۔۔ آپ دادو اور داجی سے بھی مل لیجیے گا اور
گھومنے پھرنے بھی جائیں گے۔۔ ایک نظر ساوری کو
بھی دیکھا۔۔ اس کے تاثرات کچھ اچھے نہیں تھے

تم نے نہیں جانا تو نا جاؤ۔۔۔

تم بھی نا جاؤ۔۔ ساوری نے جانے کیوں اسے روکا

کیوں۔۔ داجی کا گھر ہے ہمارے میں کیوں نا جاؤں

۔۔ وہ جانتی تھی ساوری کیوں منع کر رہی تھی۔۔

سآوری پہلے والے واقعے کو لے کے خوفزدہ تھی اس

لیے نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

شام کو جب سالار آیا تو ہادی نے گاؤں جانے کی

بات کی تھی۔۔ ساوری نے تو منع کر دیا۔۔ سالار

ویسے نہیں جا سکتا تھا اتنے دن پہلے ہی کام میں گیپ
رہا تھا۔۔

ہادی اور زوہا کا پلین فائنل ہو گیا۔۔ وہ لوگ ایک
ہفتے کے لیے جا رہے تھے۔۔

وہاں جا کے بہن کا خیال رکھنا۔۔

اوکے۔۔ آپ لوگ بھی سنڈے کو چکر لگائیے گا۔

ہادی نے سالار کو دیکھتے کہا تو اس نے اثبات میں سر
ہلا دیا۔۔

اس نے جس آدمی کو سبطین پہ نظر رکھنے کو بولا تھا
 -- اس نے اب تک سب اچھے کا ہی سائین دیا تھا



اگر سببطين سدھر گيا تھا تو بہت اچھی بات تھی
 ۔۔ ساوری کے معاملے کے علاوہ اسے اس سے کوئی
 پروہلم نہیں تھی

وہ گاؤں آرہی ہے سعد۔۔ اور میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔۔ بتا کیا کروں۔۔

کچھ بھی نا کرو۔۔ وہ خود آئے گی تمہارے پاس۔۔

خود بھی آئے گی لیکن مجھے بھی تو اپنی طرف سے

کچھ اشارہ کرنا چاہیے نا۔۔ اصل میں۔۔

کیا اصل میں۔۔ وہ لوگ فون پہ بات کر رہے تھے

--

میں لمبے جھنجھٹ میں نہیں پڑنا چاہتا۔۔ بس چاہتا

ہوں زوہا کو لمبانا کھینچوں اور اسی بار اس کا کام تمام

کر دوں۔۔ اس سالار کے بچے کی عزت نیلام کر دوں

--

ن۔۔نا۔۔ایسے نہیں۔۔جانے کیوں سعد کو اس کی
باتیں پسند نہیں آئیں اسے فوراً ٹوکا۔۔

سبطین تو کسی اور نشے میں بہہ رہا تھا۔۔وہ اس کے
انداز پہ غور ہی نہیں کر سکا۔۔

ایک کام کر تو اسے اپنے فارم ہاؤس بلا۔۔وہاں میں
بھی آجاؤں گا تیرے ساتھ۔۔

تو کیوں آئے گا۔۔کباب میں ہڈی بننے۔۔سبطین کو
اس کی بات کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی شاید۔۔پر

سعد اکیلے زوہا کو اس سے ملنے نہیں دے سکتا
تھا۔۔۔

اچھا پھر کچھ اور سوچتے ہیں۔۔ فارم ہاؤس والا چھوڑ۔۔
تو ایک کام کر۔۔ یہ جو اسلم بھائی کا پلاٹ ہے جہاں
کنسٹرکشن کا کام چل رہا ہے وہاں بلا لو اسے۔۔
ہاں۔۔ وہاں تو اتنے لوگ ہونگے کوئی فائدہ نہیں ملنے
کا۔۔

اچھا ہے نا لوگ ہونگے۔۔ عزت نیلام کرنی ہے تو
لوگ جب سالار کی بیٹی کو تمہارے ساتھ دیکھیں
گے تو خود ہی ہو جائے گی۔۔

بچہ سمجھ رکھا ہے کیا مجھے۔۔ عزت ایسے نہیں۔۔ سچ
میں۔۔ سچ میں میں اسے کہیں منہ دیکھانے جوگا
نہیں چھوڑنا چاہتا تم سمجھ نہیں رہے شاید میری بات
۔۔ اس کی بات پہ سعد نے بے چینی سے لب بھینچے

--

او کے۔۔ بلا لو فارم ہاوس پھر۔۔ مجھے بتا دینا جب
جانے لگو۔

ٹھیک ہے۔۔ کل شام کو وہ آئے گی۔۔ پھر اس کے
بعد کا پلین کروں گا۔۔

سعد اسے اپنی فیلنگز نہیں بتا سکتا تھا سو خاموشی سے
کال کاٹ دی۔۔

سببٹین سونے کے لیے لیٹ رہا تھا۔۔ مسکراتے
آنکھیں بند کر لیں

اگلے دن دو بجے کالج سے واپس آ کے زوہا اور ہادی
گاؤں کے لیے نکل گئے تھے۔۔ ساوری آنٹی کے
ساتھ گھرا کیلی تھی۔۔

کچھ دیر کے لیے سو گئی تھوڑی دیر ہی نیند آئی تھی
پھر لینڈ لائن پہ سالار کو کال کی۔۔ وہ اٹھا ہی نہیں
رہا تھی

پھر فون بھی رکھ دیا۔ اور سالار کے روم میں چلی
آئی۔۔ آگے پیچھے کمرہ پھرتے سائنڈ ڈرار کھولا
۔۔ وہاں سالار کا لیپ ٹاپ پڑا تھا۔۔

واؤ۔ کیوں اتنی دیر سے بور ہو رہی ہوں۔۔ اسے

اوپن کیا تو چارج ہی نہیں تھا۔۔

سب کچھ آج ہی ہونا تھا۔۔ منہ بسورتے چارجر تلاش
کیا جو اسے نہیں ملا۔

پھر دوبارہ لینڈ لائن پہ آ کے سالار کو کال کی۔۔ اس
بار اس نے اٹھالی تھی۔۔

کہاں تھے کب سے کال کر رہی ہوں۔۔

بزی تھا۔۔ کیوں خیریت۔۔ سالار نے سیدھے ہوتے

لیپ ٹاپ بند کیا۔۔

آپ کے لیپ ٹاپ کا چارجر کہاں ہے۔۔

میرے پاس ہی کیوں۔۔

صرف چارجر کا کیا کرنا تھا۔۔ لیپ ٹاپ تو گھر پڑا ہے

نا۔۔

س۔۔ ساوری۔۔ تم میرے کمرے میں گھسی ہوئی ہو

ہاں جی۔۔ اور سب کچھ پھرول بھی چکی ہوں مزے

سے بتایا۔۔

اچھا ٹھیک ہے لیکن اس لیپ ٹاپ کو مت چھیڑنا۔۔

اب چھیڑ چکی ہوں بس چار جر نہیں ہے۔۔

ساوری۔۔ سالار نے سختی سے پکارا تو وہ سنجیدہ ہوئی

--

میں نے کہا ہے نا اس لیپ ٹاپ کو نہیں چھیڑنا۔۔ وہ

میرا نہیں ہے۔۔

تو کس کا کے۔۔

جس کا بھی تمہیں اس سے مطلب نہیں ہے۔۔ کوئی

اور کام کرو جا کے نکلو میرے روم سے۔۔

نہیں نکلوں گی اب تو۔۔ ضدی انداز میں کہتے کال
بند کر دی۔۔

ہی اسے کیوں منع کر رہے تھے۔۔ غصے سے جو کچھ
رہتا تھا وہ بھی پھرول دیا۔۔ کچھ خاص نہیں ملا۔۔ جو
ملا تھا وہ چل نہیں رہا تھا۔۔

ٹھیک ہے میں بھی تنگ کروں گی۔۔ ایسے ہی۔۔ کچھ
سوچتے وہ اس کے روم سے باہر نکل آئی۔۔
آنٹی۔۔

ہوں۔۔ وہ ٹی وی پہ ڈرامہ دیکھ رہی تھیں۔۔

آپ کو پتہ ہے یہ سانپ کہاں سے ملتے ہیں۔۔
ک۔۔ کیوں۔۔ تم نے کیا کرنے ہیں۔ برا سا منہ
بناتے اسے گھورا۔۔

بس ضرورت ہے۔۔ پلیز ایک لا دیں کو برا۔۔
توبہ استغفار۔۔ لڑکی۔۔ کرنا کیا ہے ہے تم نے۔۔
کچھ نہیں نہی۔۔ اپنے ہی جان کو مارنا ہے۔۔
ہائے اور با۔۔ تمہارا دماغ ٹھیک ہے بیٹا۔۔ اپنے شوہر
کو ہی مارنے پہ تلی ہو۔۔۔

کیا فائدہ ایسے شوہر کا جو آپ کی بات ہی نا مانتا ہو
-- اچھا ہے نا اسے مار دیا جائے --

مجھے لگتا ہے تم نے کوئی ڈراونہ خواب دیکھ لیا ہے --
اس لیے ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو -- ابھی
سالار سر کو بتاتی ہوں --

اچھا اچھا -- آنٹی -- میں نقلی سانپ کی بات کر رہی
ہوں -- لا دیں کہیں سے --

نقلی بھی نہیں ملتے --

ٹھیک ہے۔۔ پھر ایک کام کریں۔۔ اپنے سالار سر
سے کہیں وہ واپسی پہ لے آئیں گے بس میرا نام
مت لیجئے گا۔۔ ساوری نے آئیڈیا دیا۔۔ آنٹی نے منہ
چڑھاتے مان تو لیا پر سارا دن اسے گھورتی رہی۔۔
شام کو سالار نے سانپ والا پیکٹ آنٹی کو چپکے سے
پکڑا دیا ساتھ تاکید بھی کی کہ ساوری کے سامنے
مت لانا کہیں وہ ڈرنا جائے۔۔ اسے کیا پتہ تھا
سaurی نے ہی منگوایا ہے۔۔

کوٹ اتار کے باہر ہی صوفے پہ رکھتے وہیں بیٹھ گیا
ساوری اسے آتے ہوئے دیکھ چکی تھی پر ناراضگی
ظاہر کرتے اندر ہی رہی۔۔

سالار کچھ دیر باہر بیٹھا رہا پھر اٹھ کے اپنے روم میں
آیا۔۔ ہر چیز پہلے جیسے ہی تھی۔۔
فریش ہو کے چنچ کیا۔۔

ساوری اپنا پلین چنچ کر چکی تھی۔۔ سانپ سے تو
اس نے ڈرنا نہیں تھا جب لایا ہی وہ تھا تو اسے پتہ
ہوتا یقیناً۔۔

آئی اے پیٹ پکڑا کے چلی گئیں۔۔ ساوری نے
کچن میں ہی اے چھپا دیا۔ وہیں کھڑے لذیذہ کا ڈبہ
خالی کرتے بادام بھی کھا لیے۔۔ جب تک دوبارہ
سالار باہر آیا وہ کچن میں ہی رہی۔۔
سالار اے ڈھونڈتے وہاں آیا۔۔
یہاں کیا کر رہی ہو۔۔

کچھ نہیں۔۔ منہ پھلاتے پلیٹ سائڈ پہ کھسکائی۔۔

بند اگھر آئے تو سلام دعا بھی کر لیتے ہیں۔۔ یوں منہ
پھلائے نہیں پھرتے۔۔ اس کا ہاتھ تھامتے لیونگ روم
میں لایا۔۔

اگر کوئی روم سے نکال دے تو پھر ایسے ہی کرتے
ہیں۔۔

روم میں گھس کے کسی کی چیزیں بھی تو نہیں
چھیڑتے نا۔۔

آپ میرے لیے کسی نہیں ہیں۔۔ سرمئی آنکھیں
اٹھاتے ناراضگی سے دیکھا۔۔ میرے ہی ہیں۔ آپ
میرے ساتھ کبھی کبھی بڑی زیادتی کر جاتے ہیں۔۔
اچھا سوری لیکن میری ضروری چیزیں ہیں۔۔ تم
مزاق مزاق میں نقصان کر دو گی اس لیے منع کرتا
ہوں۔۔

ہاں سہی ہے۔۔ اب کھانا کھائیں گے۔۔
ہم۔۔ آج تو ہم دونوں اکیلے ہیں گھر کچھ اور پلین
کرتے ہیں۔۔

نہیں۔۔۔ پورا ہفتہ اکیلے ہی ہونگے پھر کبھی کریں
گے آج سونا ہے۔۔ ساوری نے صاف منع کیا۔۔
پھر ساوری نے کھانا لگایا تو دنوں نے مل کے کھانا
کھایا تھا۔۔

سالار کو کچھ کام تھا تو وہ اپنے روم میں چلا گیا
۔۔ ساوری کو موقع چاہیے تھا جو مل گیا۔۔
اپنے روم میں آتے اپنے پلین پہ عمل کرنا شروع
کیا۔۔

ریڈ ساڑھی جو سالار لایا تھا وہ نکالی تو اس کے ساتھ
انر ہی نہیں تھا۔

یہ کیا۔۔ سارا مزہ کر کر اہوتا لگا۔۔ اچانک سے زہن
میں سالار کے کوٹ سے نکلا انر یاد آیا تو ڈرار میں جا
کے دیکھا۔۔ وہاں پڑا ہوا تھا اور ساڑھی کے ساتھ کا
ہی تھا۔۔ اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارتے ہنسی۔ اس دن وہ
بلا وجہ ہی سالار پہ شک کر رہی تھی۔۔

جلدی سے شاور لے کے ساڑھی باندھی۔۔ انر کافی
ڈیپ تھا۔۔ بیک اور نیک دونوں وی شکل کی تھیں۔۔

کمر تو ویسے ہی نظر آرہی تھی آسنے کے سامنے
کھڑے ہوتے وہ خود ہی خود کو دیکھ شرما گئی۔۔
اب دیکھنا کیسے تنگ کرتی ہوں۔۔ آنکھوں میں
شرارت لیے ہلکا پھلکا میک اپ کیا اور ریڈ لپ سٹک
لگائی۔۔

دراز قد پہ بلڈ ریڈ کلر قیامت ڈھا رہا تھا۔ ہیل نکال
کے پہنتے کھڑی ہوئی۔ وہ تیار تھی۔۔ پھر بلٹ جو اس
کی فراک کے تھے اٹھائے اور باہر آئی۔۔ دل

دھڑ دھڑا بھی رہا تھا۔۔۔ پر سالار کو تنگ کرنے کا جو
پلین تھا اسے بھی تو نبھانا تھا۔۔۔

ہیل کی ٹک ٹک دروازے کے سامنے رکی۔۔۔ سالار
روم میں شرٹ لیس لیپ ٹاپ گود میں رکھے نیم
دراز تھا۔۔۔ دروازے پہ دستک ہوئی تو بے ساختہ
دروازے کو دیکھا۔۔۔

پھر اٹھ کے کھولا تو مسمرائز رہ گیا۔۔۔ یک ٹک اسے
دیکھتے وہ بھول گیا تھا کہ اسے میل بھیجنی تھی وہ
بھی بہت ضروری۔۔۔

ساوری اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے اندر کر گئی

--

ایک ادا سے چلتے روم میں داخل ہوئی سالار منہ
کھولے اس کا انداز دیکھ رہا تھا۔ آج تک وہ اسے منہ
کھولنے پہ مجبور کرتا آیا تھا اور آج ساوری اسے سٹک
کر گئی تھی۔

ساوری نے واپس پلٹ کے دروازہ بند کیا تو سالار کی
نظریں اس کی کمر کے درمیان تل پہ پڑی۔۔۔ بے

چینی سے آگے ہوتے اسے چھونا چاہا تو ساوری نے
رخ بدل لیا۔

ڈیر، بی جان۔ اسے انگلیوں سے ہیچھے دھکلتے ایزی
چئیر تک لائی۔۔ سالار پیچھے گرنے والے انداز میں
بیٹھا تھا۔۔

آنکھوں میں جزبات کی لو بھڑک رہی تھی پر ساوری
موقع کہاں دے رہی تھی۔۔ وہ ابھی تو اسے مسمرائز
ہوتے دیکھ رہا تھا اسے پتہ ہی نہیں چلا کب ساوری

نے اس کے ہاتھ صوفے کے بازوؤں سے باندھے

سالار منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا بس۔۔ ساوری نے

پیچھے ہوتے بازو پہ پھیلا پلو اٹھا کے کندھے پہ

ڈالا۔۔ تو سالار گہرا سانس لیتے پیچھے ٹیک لگا گیا۔۔

کمر کو ہلکا سا لچکاتے وہ واپس پلٹی اور لیپ ٹاپ تک

آئی۔ سالار کو تو اور کچھ ہوش ہی کہاں تھا۔۔ وہ بس

اس کا نازک وجود جو اس کی نگاہوں کے سامنے بے
باکی سے رقص کر رہا تھا اس میں کھویا ہوا تھا۔۔

ساوری لیپ ٹاپ پہ سونگ لگاتے بیڈ پہ چڑھی۔۔

میوزک سٹارٹ ہوا تو سالار نے لب کاٹے

تیرے سامنے آجانے سے۔۔ یہ دل میرا دھڑکا ہے
۔۔ لیرکس کے ساتھ اس نے ڈانس کرنا شروع کیا تھا

۔۔

یہ غلطی نہیں ہے دل کی قصور نظر کا ہے۔۔ اس کی
خمار سی آنکھوں میں شرارت بھری آنکھیں ڈالیں۔۔

جس بات کا تجھ کو ڈر ہے۔۔ وہ کر کے دکھا دوں گا
۔۔ لہراتے کمر ہچکولے کھا رہی تھی۔۔ ہر بیٹ کے
ساتھ اس کا جسم رقص کر رہا تھا اور سالار کو سہی
معنوں میں محسوس ہو رہا تھا رونگٹے کیسے کھڑے
ہوتے ہیں۔۔

ایسے نا مجھے تم دیکھو۔۔ سینے سے لگا لوں گا۔۔
تم کو میں چرا لوں گا تم سے۔۔ دل میں چھپا لوں گا
۔۔

پتہ نہیں ساوری کو لیر کس کی سمجھ آ بھی رہی تھی یا
نہیں۔۔۔ پر سالار کے اندر ضرور آتش فشاں ابل رہا
تھا۔۔

تم سے پہلے تم سا کوئی ہم نے نہیں دیکھا۔
تمہیں دیکھتے ہی مر جائیں گے یہ نہیں تھا سوچا۔
باہوں میں تیری میری یہ رات ٹھہر جائے۔
مجھے کھولو۔۔ سالار نے آخر اسے اشارہ کیا۔۔ تو وہ
مسکرائی۔۔ ساتھ نفی میں سر ہلایا۔

تجھ میں ہی میں ہہ میری صبح بھی گزر جائے۔۔

ساوری۔۔ تم نے یہ ڈانس کہاں سے سیکھا ہے۔۔ وہ
اس کے سحر میں ڈوب رہا تھا۔۔ پر اس کے ہاتھ
بندھے تھے۔۔ مٹھیاں اکڑاتے اسے کھینچنے کی کوشش
کی۔۔ بیلٹ مضبوطی سے بندھے تھے۔۔
جس بات کا تجھ کو ڈر ہے۔۔
ایسے نا مجھ تم دیکھو۔۔۔۔۔

تیرے ساتھ بے چینی کو بھی آرام سا ملتا ہے۔۔
ڈوب کے تجھ میں ہی تو دل یہ سنبھلتا ہے۔۔ ساوری
سہی اس کے جزباتوں سے کھیل رہی تھی۔۔

جس بات کا تجھ کو ڈر ہے وہ کر کے دکھا دوں گا۔
سونگ ختم ہوا تو ساوری بیڈ سے اچھل کے اتری۔
کیسا لگا۔ جب چیز سامنے ہو اور آپ اس پہ ایکس
حاصل نا کر سکیں۔ اس کے کندھے پہ نرمی سے
انگلیں مس کرتے ہلکا سا جھکی۔ سالار لب بھینچے
اسے بس دیکھ رہا تھا۔
ایک بار ہاتھ کھولو پھر بتاتا ہوں کیسے ایکس حاصل
کرتے ہیں۔ آنکھیں بند کرتے جیسے اس کے
سر اُپے کو غائب کرنا چاہا۔

اتنی ہمت ہے تو خود کھولیں۔۔ وہ اسے چڑانے کی
پوری تیاری میں تھی۔۔

میں نے کھول لیا تو تم بچو گی نہیں مائے بے بی۔۔
اس کی آنکھوں میں دیکھتے آئی برو اچکائے تو ساوری
کندھے اچکاتے سامنے بیڈ پہ پھیل کے بیٹھ گئی۔۔
سالار مٹھیاں سختی سے بھینچے ہو را زور لگا چکا تھا کہ
بیلٹ کھل جائیں۔۔۔ پر۔۔۔

ساوری پیچھے ہوتے اپنا پلو ہٹاتے اس کی جانب مزے
سے مسکراہٹ اچھال رہی تھی۔۔ جب سالار نے

ایک جھٹکے سے ہاتھوں کو پیچھے کی جانب کھینچا۔۔ اسے
کوئی فرق نہیں پڑا تھا ہاتھوں پہ کتنی خراشیں آئی
ہیں۔۔

ساوری جو مزے سے نیم دراز تھی سنبھل بھی نہیں
سکی جب سالار نے اسے بازوؤں میں قید کرتے حملہ
کیا۔۔

ہ۔۔ ہب۔۔ ن۔۔ سالار اس کے کھلے ہونٹوں پہ
ہونٹ رکھتے مس کر گیا۔ اس کے ہاتھ ساوری کی
کمر کو سختی سے تھامے ہوئے تھے۔۔

ہونٹوں سے کھیتے وہ اسے بیڈ کراؤن سے لگا گیا
-- ساوری جو یہ سمجھ کے بیٹھی تھی وہ کھول نہیں
سکے گا۔۔ مزے سے اتنی جان لیوا حرکتیں کرتی رہی
--

سالار نے اس کے بالوں کو سمیٹتے گردن پہ ہتھیلیاں
جمائیں۔۔ جگہ جگہ لمس چھوڑتے وہ ساوری کی جان
نکال رہا تھا۔۔
ہ۔۔ ہی۔۔ نہیں۔۔

پہلے تم نے بتایا نہیں تھا آج کا ہی پلین ہے۔۔ ہونٹ
اس کی گردن پہ رکھتے خمار بھری آواز میں کہا۔
کان کے عین نیچے بائٹ کرتے سرخ نشان چھوڑ گیا
۔۔ ساوری سسک اٹھی تھی۔۔

اتنی ہی تکلیف ہو رہی تھی مجھے چتیر پہ بندھے۔۔
اس کا انر الگ کرتے دھڑکنوں کو چھیڑا

ساوری کا سارا خون جیسے چہرے پہ آسمٹا تھا۔۔ سالار
نے اسے بیڈ پہ لٹاتے بلی بٹن پہ بائٹ کیا۔۔ ساوری

کی نظر اس کے ہاتھوں پہ تھی جو اس کے سینے پہ
دھرے تھے۔۔

ہاتھوں کی پشت سے خون کی لکیریں نکل رہی تھیں
یقیناً بیلٹ سے کھینچنے کی وجہ سے۔۔ دل کی دھڑکنوں
میں بے چنی اور بڑھی تو بے ساختہ ساوری نے اوپر
ہوتے اس کا چہرا اٹھاما۔۔

سالار جو اس کے پیٹ پہ جھکا تھا حیرانگی سے اسے
دیکھا تو ساوری نے آگے ہوتے اس کے ہونٹوں پہ
اپنے ہونٹ رکھے۔۔ وہ اسے اکساتی رہی تھی۔۔ اتنا تو

حق بنتا تھا سالار کا۔۔ اس کی اتنی ہمت ہی سالار کو
سرشار کر گئی تھی۔۔ کمفرٹ اپنے اور اس کے اوپر
لیتے شدت سے اس کی گردن میں دانت گاڑے۔۔
تم میری نرمی کی بلکل بھی حق دار نہیں ہو مری
جان۔۔ اس کی کمر سے ہاتھ نیچے لے جاتے گہرائیوں
میں انگلیاں مس کیں۔۔ ساوری تڑپ کے سیدھی
ہوئی تھی۔۔ سالار اسے خود میں پیوست کیے بہک
رہا تھا۔۔

انتہائی قربت کے لمحات میں وہ دونوں اے سی کی
ٹھنڈک میں بھی پسینہ پسینہ ہو رہے تھے۔۔

ساوری کی سانس اب اس کی سانسوں میں ملتی جاتی
تھیں۔۔

میرے ساتھ کھیلا مت کرو۔۔ اس کے اوپر سایہ
بناتے ٹھوڑی کندھے پہ رکھی۔۔ ساوری ادھ موئی ہو
رہی تھی۔۔ پھر بھی مسکرا دی۔۔

سالار آج اس کی ہر ادا پہ اور زیادہ جنونی ہو رہا تھا
اور ساوری اس کے جنون سے گھبرانے کی بجائے

پر سکون ہو رہی تھی۔۔ رات دھیرے دھیرے بیتی
رہی۔۔

ساڑھی کہاں گئی تھی دونوں بے خبر ایک دوسرے
میں ٹوٹ رہے تھے

ساوری کی صبح آنکھ کھلی تو سالار اس کے بلی بٹن
میں شہادت کی انگلی پھنسائے سو رہا تھا۔۔

زرا سا اوپر ہو کے اس کے سرخ و سفید ہاتھ کو
دیکھا۔۔ پشت پہ کھروچیں کچھ زیادہ سرخ ہو رہی

تھیں۔۔ نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑ کے ہٹاتے اٹھنے لگی
تو سالار نے دوسرا بازو اس کی کمر کے نیچے پھنساتے
اپنی اوڑ کھینچا۔۔ ایک دم اس کی کمر سالار کے سینے
سے آ لگی۔۔

میرے سامنے ابھی تک رات والا منظر گھوم رہا ہے
ساوری بے بی۔۔ اس کی گردن پہ ہونٹ رکھتے خمار
میں ڈوبی آواز میں ساوری کی دھڑکنیں منتشر کر
گئیں۔۔ جی چاہ رہا ہے تمہیں اس تڑپ سے آشنا
کروں جو رات میں نے سہی ہے۔۔

ہ۔۔۔ہبی۔ن۔۔نو۔۔ لیکن اس کا دوسرا ہاتھ ساوری
کے پیٹ سے نیچے سرکتے گہرائیوں میں جا سمایا تھا۔۔
اتنا سب کرنے کے بعد تمہیں مجھ سے فرار چاہیے تو
یہ ممکن نہیں ہے میری جان۔۔ اسے بے چین
کرتے کمر پہ شکنجہ سخت کیا۔۔ ساوری کی سانسیں
لمحوں میں تیز ہونے لگیں تھیں۔۔

کچھ قیمت تو وصول کرنے دو۔۔ انگلیاں نرمی سے
رب کرتے وہ مسلسل جان نکالتے بول رہا تھا اور
ساوری کی آواز حلق میں اٹکی ہوئی تھی۔۔ بے قرار

ہوتے اس کی سسکیاں سالار کو سکون دے رہی
تھیں۔۔

سالار کی گرم سانسیں اس کے کان کی لو جھلسائے
جاتیں جب اس نے ساوری کا رخ پلٹتے اپنی جانب
کیا۔۔

ہی نہیں چھوڑیں۔۔۔

نہیں۔۔۔ اس کے دونوں بازو پکڑتے اوپر پن کیے
۔۔ ساوری روہانسی ہوتی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

سالار اس کے ہونٹوں پہ رحم کرتے گردن پہ حشر
سامانیاں بکھیرنے لگا۔ اس کے ہر انداز میں شدت
بڑھتی جا رہی تھی۔ پہلے جہاں چوما جاتا تھا۔ وہاں
اب کاٹا جانے لگا۔

مجھے درد ہو رہا ہے۔ بازو چھڑوانے کی کوشش میں
اس کے سینے کا ابھار سالار کے سینے سے ٹچ کرتا تو
وہ اور بہکتا۔

اس کے ہر نقش کو بہکتے لمس سے نوازتے ساوری
کے ہاتھ چھوڑے۔ پھر نظریں ایزی چٹیر کی طرف

گھماتے تیزی سے اٹھا اور اس کے بازو پہ لگا بیلٹ
کھول کے واپس آیا۔

ساوری اٹھنے لگے تھی دوبارہ اس کے نیچے دب گئی

کہاں۔۔ اس کے دونوں بازو دوبارہ اپنے ہاتھوں میں
لیتے بیلٹ سے باندھے۔۔

آپ بدلہ لے رہے ہیں رات کا۔۔

جیسا تم سمجھو۔۔ اس کی کمر کے نیچے سے بازو نکالتے
اوپر اٹھایا۔۔

اٹس ناٹ فتر ہبی۔۔ میں آپ کو بتاؤں گی پھر۔۔

آپ یہ غلط کر رہے ہیں۔۔ سالار اس کو ان سنا
کرتے اس کے سینے پہ دانت گاڑتے جگہ جگہ بائٹ
کر رہا تھا۔۔ اور ساوری سرخ ہوتے بے چینی سے
پاؤں اکڑا گئی۔

بے باکی سے اس کے ہر عضو پہ محبت بھری مہر
ثبت کرتا گیا۔۔ یہاں تک کے ساوری کو لگا اب کچھ
دیر وہ سالار کے حصار میں رہی تو ضرور بے ہوش
ہو جائے گی۔۔

پورے بدن پہ سالار کی انگلیاں رینگتے جان لیوا
شرارتیں کر رہی تھیں۔۔

یہ صبح صبح کون سا جن سوار ہوا ہے آپ پہ۔۔
ساوری جب چھڑواتے چھڑواتے تھک گئی تو غصے سے
چینچی۔۔

جان نہیں جادو کہو۔۔ تمہارا جادو۔۔ جو تم نے رات کو
کیا تھا۔۔ اوپر ہوتے اس کے نم لبوں کو قید کیا۔۔
ساوری کے الفاظ وہیں رہ گئے تھے۔۔ بے رحمی سے

اس کے نیچلے لب کو دانتوں میں دباتے کھینچا تو وہ
تڑپ کے کسمائی۔۔

سٹابری سے بھی زیادہ میٹھے ہیں۔۔ آزادی بخشتے گردن
پہ ننھے سے گھڑے پہ زبان کی نوک مسلی تو ساوری
نے سختی سے آنکھیں میچیں۔۔

کتنے بے شرم ہیں۔۔ دھڑکنیں کانوں میں دھڑک
رہی تھیں۔۔ اس کے بدن کی نرمی سالار کے سخت
وجود سے جھلسنے لگی۔۔

اس کی ٹانگیں کھولتے اپنی کمر کے گرد باندھی تو
ساوری نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے روکا۔

ہی رک جائیں۔۔ وہ کرلائی جب سالار نے پوری
شدت سے خود کو اس کے اندر اتارا۔۔ وہ تکلیف
سے اس کے سینے سے آگئی۔۔

ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اسے دور نہیں کر
پا رہی تھی اور وہ موقع کا فائدہ اٹھاتے اپنا جنون اس
کے اندر انڈیل رہا تھا۔۔

ا۔۔ انٹی آجائیں گی۔۔ دروازہ کھلا ہے۔۔

نو پر اہلم۔۔ وہ شادی شدہ ہیں۔۔

شادی شدہ ہیں تو کیا۔۔ ان سے شرم نہیں آئے گی
۔۔

ساوری۔۔ خاموش نہیں ہو سکتی تم۔۔ سالار نے اوپر
ہوتے اسے گھورا۔۔ ساوری منہ بسورتے تیزی سے
سانس لے گئی۔۔

سالار کے ماتھے اور گردن پہ پسینے کی لکیریں بن رہی
تھیں۔۔

ساوری ننھے قطروں پہ نظریں مرکوز کرتے اس کے
انداز پہ ہلکا سا مسکرائی۔۔ سالار کی نظریں اس کے
لال ہوتے چہرے پہ ہی تھیں۔۔

تمہیں اچھا لگ رہا ہے۔۔ انگوٹھا اس کی کمر پہ رب
کرتے شدت بڑھائی تو ساوری نے آنکھیں بند کرتے
نفی میں سر ہلایا۔۔

گریٹ۔۔ اب آئے گا۔۔ اس کی ٹانگیں کھولتے الٹا
کیا۔۔ ساوری کے بازو مڑ گئے تھے۔۔ درد سے ابھی
وہ سانس بھی نہیں لے پائی تھی جب سالار نے

اسے جان لیوا درد سے آشنا کروایا۔۔ اس کے سینے پہ
ہاتھ رکھتے پیچھے کرتے کندھے پہ سلگتے لب رکھے۔۔

بے بی اب سناؤ کیا حال ہے۔۔ کان کی لو کاٹتے
مسکرایا۔۔ ساوری کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔۔
انکھ سے ننھا سا قطرہ ناک سے ہوتے تکیے پہ گرا۔۔
وہ اس کے جنونی انداز کو برداشت نہیں کر پا رہی
تھی۔۔ اور سالار بنا رحم کھائے اسے اپنی سخت قید
میں لیے جان نکالنے پہ تلا ہوا تھا۔۔

اس کے سلگتی سانسوں میں اور تپش آئی تھی۔۔

ساوری کے پورا بدن سرخ ہو رہا تھا بس جہاں سالار
کی گرفت ہوتی وہاں چند لمحوں کے لیے سفید نشان
بننے اور لمحوں میں وہ بھی گلابیاں بکھیرنے لگتے۔۔
پورا بدن ایک دم کپکپایا تو سالار اسے الگ کرتے
سائڈ پہ ہوا۔۔۔

ساوری رو رہی تھی۔۔ جلدی سے تکیے سے آنسو
رگڑتے الٹی ہی پڑی رہی۔۔۔

کچھ دیر بعد سالار نے اس کا رخ اپنی جانب کرنا چاہا
تو وہ وہیں اکڑی رہی۔۔

ساوری۔۔ اس کا دل جانے کیوں بیٹھا تھا۔۔ خود اٹھ
کے اس کے سامنے آتے دیکھا۔۔ وہ آنکھیں
موندے ہوئے تھی پر چہرے سے چھلکتے تاثرات
ایسے تھے کہ اب رو دے گی۔۔

میرا بے بی۔۔ اس کے ہاتھ کھولتے اپنے ساتھ لگایا
۔۔ پر وہ پھر بھی نہیں روئی۔۔

ناراض ہو گئی ہو۔۔ کچھ دیر بعد اسے الگ کرتے گال
پہ انگوٹھا مس کیا۔۔

نہیں۔۔ ساوری نے بس سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔۔

آئی ایم سوری۔۔ اسے دوبارہ ساتھ لگاتے سر پہ لب
رکھے۔۔ ساوری کچھ کہے بنا بس سرخ سی پڑی رہی
۔۔

آدھے گھنٹے میں وہ دوبارہ سو گئی تھی۔۔ سالار اسے
احتیاط سے الگ کرتے اٹھ گیا۔۔ شاور لے کے باہر
آیا تو آنٹی ناشتہ بنا رہی تھیں۔۔

اسلام و علیکم۔۔ سلام کرتے پانی کا خالی گلاس اٹھایا

وعلیکم اسلام۔۔ سر اسے دیکھ کے جواب دیا۔۔

ناشتے میں آج کیا بناؤں۔۔

جو روز بنتا ہے وہی بس۔۔ دن میں ہم باہر لنچ کریں
گے۔۔ حلق سے پانی اتارے گلاس واپس جگہ پہ رکھا
اور لذیذہ کھیر کے ڈبے اٹھائے۔۔

سر اس کے بچے ہوئے چاول جو گاؤں میں پڑے
ہیں وہ تو منگوا دیں۔۔

اوکے۔۔ وہ۔ سر ہلاتے باہر نکل آیا۔۔ روم میں واپس
آیا تو ابھی تک سو رہی تھی۔۔ اس کی ساڑھی کے
تینوں پیس اٹھاتے صوفے پہ رکھے اپنی شرٹ اور
بھی گول مول کرتے صوفے پہ اچھالی۔۔

ساوری کے اوپر کمفرٹر سیدھے کرتے وہ پاس ہی بیٹھ
گیا۔۔

لذیدہ کھیر کا ڈبہ کھولتے اندر سے پستہ نکالا۔۔ اور
منہ میں ڈالا۔۔

ساوری بے بی۔۔ اس کے کان کے قریب پیکٹ مسلا
تو ساوری کسمسائی۔۔ پلکیں ہلکی سی لرزیں تو سالار
کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔۔
گڈ مارنگ میری جان۔۔ وہ آدھا گھنٹہ بھی نہیں
سوئی تھی اور سالار واپس جگا رہا تھا۔۔

اٹھ جاؤ یہ کوئی سونے کا ٹائم نہیں ہے۔۔ پیکٹ سائنڈ
پہ رکھتے اس کے بال کندھوں سے ہٹائے۔۔ جو اب
بڑھ کے کمر تک پہنچتے تھے۔۔

پھر کمفرٹر پیٹ سے پکڑتے نیچے سر کا یا تو سینے کی نرمی
محسوس کرتے نیچے گرا۔۔

دودھیا سفیدی پہ ایک چھوٹا سا سرخ نشان پوری اب
و تاب سے چمک رہا تھا۔۔ جھک کے وہاں لب رکھتے
دھڑکنوں سے کھیلا۔۔

لوگوں کی گردن پہ لوو بائٹ ہوتا ہے۔۔ اور میں نے
تمہارے سینے پہ یہ سٹیمپ لگائی ہے۔۔ احسان مانو
اپنے شوہر کا۔۔ نچلا لب کاٹتے اس کا پھر سے دل کر

رہا تھا وہ اس کے نازک سے نشیب و فراض کی
نرمیاں محسوس کرے۔۔

پر اس بار اس کی پکی شامت آ جانی تھی سو خود کے
جزبات پہ سختی سے پہرا لگاتے دوبارہ کمفرٹر اوپر کی
طرف کر دیا۔۔

ناشتہ تیار ہو گیا ہے ساوری۔۔۔ اٹھ جاؤ۔۔ وہ ویسے
ہی لیٹی رہی۔۔

سالار کچھ دیر اسے جگانے کی کوشش کرتا رہا۔۔ پھر
اٹھ کے سٹڈی روم میں چلا گیا۔۔ ساوری نے اس

کے جاتے ہی آنکھیں کھولیں۔۔ پھر کھسک کے بیڈ
کے کنارے تک آئی۔۔ نیچے دیکھا تو اس کی ہیلز
سائڈ پہ سیدھی کر کے پڑی تھیں۔۔ سستی سے اٹھتے
سٹڈی روم کا تھوڑا سا کھلا دروازہ دیکھا۔۔ اور چپکے
سے سالار کی صوفے پہ پڑی شرٹ اٹھا کے ہاتھ
روم میں گھس گئی۔۔

سالار کو شور کی آواز آئی تو مسکرا دیا۔۔

جب تک وہ فریش ہو کے باہر آئی سالار اندر ہی رہا
تھا۔۔ وہ اس کی شرٹ میں تھی اب اپنے روم میں

کیسے جاتی باہر تو آنٹی تھیں۔۔ ساڑھی کا پلو اپنے ارد
گرد ایسے ہی لپیٹے ناچار باہر آئی اور چھوٹے چھوٹے
قدم اٹھاتے اپنے روم میں گھس گئی۔۔ کپڑے چینج
کر کے دوبارہ لیٹ گئی۔۔ اسے ناشتہ نہیں کرنا تھا
۔۔ سالار کے ساتھ تو بالکل بھی نہیں

سالار میل بھیج کے باہر آیا تا کہ ناشتہ کر سکے۔۔
ڈائننگ ٹیبل پہ آنٹی ابھی کھانا لگا رہی تھیں۔۔ وہ

وہیں سے پلٹ کے ساوری کے روم میں آیا جو اندر
سے لاکڈ تھا۔

ساوری۔۔ دروازہ کھولو۔۔ دستک دیتے آہستہ سے کہا
۔۔ ساوری بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سوچ رہی تھی
۔۔ دستک پہ دل نے بیٹ مس کی۔۔

سالار نے دوبارہ دستک دی پھر بھی وہ دروازہ نہیں
کھول رہی تھی۔۔

ساوری۔۔ دروازہ کھولو۔۔ زرا سختی سے کہا۔۔ پر وہ ہلی
تک نہیں۔۔

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔۔۔ پریشانی سے دوبارہ
دستک دی۔۔

تم ٹھیک ہو ساوری۔۔ دروازہ کھولو۔۔ پر وہ آرام سے
اندر بیٹھی سن رہی تھی۔۔

میں چابیاں لے کے آتا ہوں۔۔ ذرا اونچی آواز میں
کہتے قدم اٹھائے۔۔

کھولتی ہوں۔۔ ساوری کو ناچار دروازہ کھولنا ہی پڑا تھا

کیا مسئلہ ہے۔۔ ایسے دروازہ بند کر کے کیوں رکھا
ہوا ہے۔۔۔ کتنی بار منع کیا ہے میں نے یہ حرکت
نہیں کرنی پر تمہارے دماغ میں آئے تب نا۔۔

آپ کو کیا اس سے میرا روم میری مرضی۔۔

ہے مجھے۔۔ بہت کچھ ہے۔۔۔ یہ روم تمہارا ہے تو تم
میری ہو۔۔ تمہاری کسی۔ لا پرواہی کی وجہ سے تمہیں
کھو نہیں سکتا میں۔۔ انڈر سٹینڈ۔۔ اس کا بازو غصے سے
دبوچتے لب بھینچے۔۔

ہونہ۔۔ کھو نہیں سکتا۔۔ سر جھٹکتے اپنا بازو چھڑوایا۔۔
خود چاہے جیسا مرضی سلوک کریں میں دروازہ بھی
بند نہیں کر سکتی۔۔ رخ پلٹتے پہلے سے ٹھیک بیڈ شیٹ
کو دوبارہ ٹھیک کرنے لگی۔۔
بڑبڑانا بند کرو اور آ کے ناشتہ کرو۔۔
مجھے نہیں بھوک۔۔ آپ کھا لیں جا کے۔۔
میں نے ایک لگانی ہے الٹے ہاتھ کی۔۔ اس کے ہاتھ
سے چادر چھین کے واپس چھینکی۔۔

لگا لیں۔۔ اسے پہلے ہی رونا آرہا تھا۔۔ اوپر سے سالار
کی اتنی سختی۔۔ کھڑی ہوں آپ کے سامنے جب دل
کرے مار لیا کریں۔۔ سر جھکاتے آنکھوں میں آنے
والا پانی واپس دھکیلا۔۔ سالار نے سختی سے آنکھیں
بند کرتے کھولیں۔۔

کس بات کا دکھ ہو رہا ہے تمہیں۔۔ اس کا سرخ چہرا
اوپر اٹھاتے پوچھنا چاہا پھر اسکے چہرے کی سرخی
آنسوؤں میں ڈھل گئی۔۔

کسی چیز کا بھی نہیں سر جھٹکتے چہرہ چھڑایا اور باہر
نکل آئی۔۔۔

جا کے اپنی جگہ پہ بیٹھتے ناشتہ کرنا شروع کر دیا۔
سالار بھی اس کے پیچھے باہر آیا تھا۔
ساوری منہ پھلائے ناشتہ کرتی رہی۔
آنٹی کچن میں ہی تھیں۔۔

کس بات پہ ناراضگی ہے یہ تو بتا دو۔
کسی بات پہ بھی نہیں۔ اس نے نوالہ لیا۔۔

پھر موڈ کیوں خراب ہے۔۔ سالار نے ابھی تک ناشتہ شروع نہیں کیا تھا۔

کسی بات پہ بھی نہیں ہے چپ کر کے ناشتہ کریں
۔۔

تم جب تک اپنی شکل سیدھی نہیں کرو گی نہیں
کروں گا۔۔

تو ٹھیک ہے بھوکے بیٹھے رہیں مجھے کیا۔۔ وہ آرام
سے کھانا کھاتی رہی۔۔ اور سالار اسے سنجیدگی سے
دیکھتا رہا۔

ٹھیک ہے میں آفس جا رہا ہوں۔۔ آرام سے گزارنا
دن۔۔ بنا ناشتہ کیے ہی کرسی پیچھے کرتے اٹھ گیا۔۔
ساوری نے بے ساختہ اوپر نظریں کیں تو وہ آنکھوں
میں خمار لیے اسے دیکھ رہا تھا فوراً سے نظریں
گھماتے واپس لائی۔۔

جائیں۔۔ مجھے کیا۔۔

سالار بھی کندھے آپکاتے روم میں واپس چلا آیا۔۔
وہ ناشتہ کر کے اس کے روم میں آئی۔۔ دروازہ کھلا
تھا۔۔

اندر جھانکتے دیکھا۔۔ وہ اوندھے منہ بیڈ پہ پڑا تھا۔۔

اسے دیکھ کے واپس اپنے روم میں آگئی۔۔

اس کے پاس کرنے کو اور کچھ نہیں تھا۔۔ سو اپنی

بکس نکال کے اسائنمنٹ بنانا شروع کر دی۔۔ ہفتے اور

اتوار کو چھٹی ہوتی تھی اور آج ہفتہ تھا۔۔۔ منڈے

کو اس نے کالج جانا تھا۔۔

ایک گھنٹے میں ہی اس کو تھکن محسوس ہونے لگی

تھیں۔۔ اب تک تو سالار بھی یقیناً آفس جا چکا ہوتا

-- اٹھ کے باہر آئی تو آنٹی ٹیوی لاونج میں بیٹھی
ڈرامہ دیکھ رہی تھیں۔

میرے ہی جان چلے گئے آفس۔۔ ان کے پاس
آتے دوسرے صوفے پہ بیٹھی۔۔

ہاں کب کے۔۔ اب تو واپس بھی آنے والے ہونے
سر۔۔

و۔ واپس۔۔

ہاں۔۔ انہوں نے کہا تھا لنچ تمہارے ساتھ کریں گے

--

نہیں تو۔۔ انہوں نے مجھے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔۔

ہونٹوں کا زاویہ بگاڑتے حیران ہوئی۔۔

مجھے تو ایسا ہی کہا تھا اب تم پوچھ لو۔

پوچھوں گی تو نہیں۔۔۔ آتے ہیں تو آئیں نہیں اتے
تو نا آئیں۔۔

اس کے ساتھ جو صبح ہوئی تھی وہ بھول نہیں پا رہی
تھی۔۔ ٹانگیں اوپر کرتے صوفے پہ ہی نیم دراز ہو
گئی۔۔ ڈرامہ دیکھتے دیکھتے کب آنکھ لگ گئی پتہ ہی نہی
چلا۔۔۔

آنٹی دوپہر کو چلی گئی تھیں۔۔ تین بجے سالار گھر آیا
تو وہ صوفے پہ ہی آڑی تر چھی لیٹی سو رہی تھی۔۔
کوٹ اتارتے اس کے پاس آیا۔۔ ساتھ جگہ بنا کے
بیٹھتے بغور چہرا دیکھا۔۔ وہ تمام تر معصومیت سمیٹے بے
خبر سو رہی تھی۔۔

کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔۔ پھر اس کی شرٹ اوپر
کرتے پیٹ تک اٹھائی۔۔

اس کا بلی بٹن سالار کی کمزوری تھی۔۔ نرمی سے
اسے رب کرتے شہادت کی انگلی گڑھے میں پھنسنائی۔
ساوری ہلکا سا کسمساتے تھوڑا ٹیڑھی ہو گئی تھی۔۔
سالار نے جھکتے اس کے بلی بٹن پہ لمس چھوڑا۔۔ پھر
پاکٹ سے ایک کیس نکالتے کھولا اس کے اندر بلی
بٹن رنگ تھی۔۔ اسے نکالتے لیپ ٹاپ بیگ کے
اندر سے سٹیچر نکالا جو وہ ساتھ لایا تھا اس میں
رنگ سیٹ کی۔۔ پھر اس کے بلی بٹن پہ سٹیچر
رکھتے ایک ہی جھٹکے میں اس ڈائمنڈ کو بلی بٹن کی

زینت بنا دیا۔۔ ہلکی سی کراہ کے ساتھ اس کی آنکھ
سے آنسو نکلا۔۔ بے ساختہ ہاتھ بڑھاتے تکلیف والی
جگہ پہ ہاتھ رکھا تو بھیگا بھیگا محسوس ہوا۔۔ سوئی سوئی
آنکھوں سے انگلی سامنے کی تو خون کا قطرہ دیکھ کے
جلدی سے سیدھی ہوئی۔۔

ا۔۔ آرام سے۔۔ سالار نے اس کی شرٹ پکڑتے
ڈپٹا۔۔

ساوری نے جھک کے پیٹ پہ دیکھا تو ڈائمنڈ اس کے
بیلی بٹن پہ جگمگا رہا تھا۔۔

یہ پرائیویٹ گفٹ ہے۔۔ جھک کے خون کا ننھا سا
قطرہ اپنے ہونٹوں پہ چنا۔۔

آپ نے مجھے درد دینے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے ہی۔۔
بیچھے ہو کے دو زانوں بیٹھتے اس نے پیٹ پہ ہاتھ رکھ
لیا جہاں بے حد درد ہو رہا تھا۔۔

جانتا ہوں تم تکلیف میں ہو پر مائے بے بی۔۔ میری
طرف سے دیئے گئے تحفے کی اتنی ناقدری مت کیا
کرو۔ شکوہ کناہ نظروں سے دیکھتے سٹیچر واپس لیپ
ٹاپ بیگ میں ڈالا۔۔

ساوری کا رنگ درد سے زرد پڑ رہا تھا۔۔۔ پر سالار کو
کچھ کہنے سے بہتر تھا برداشت کرتی۔۔۔ ورنہ اس نے
سوائے چومنے کے اور کچھ نہیں کرنا تھا۔۔۔ اٹھ کے
اپنے سلیپرز پہنے۔۔۔

یہ لگا لینا۔۔۔ بیگ میں سے ہیلنگ ٹیوب نکالتے اسے
تھمائی چاہی۔۔۔ جیسے ساوری جھٹکتے اپنے روم میں چلی
آئی۔۔۔

سالار بیرڈ کھجاتے وہیں ٹیک لگا گیا۔۔۔

یہ کچھ دن اس کی ناراضگی میں نہیں گزارے جاسکتے
تھے۔۔ سو اسے منانے کا طریقہ سوچنے لگا۔۔

ساوری کو کیا چاہیے تھا۔۔ سب سے سیشنل جو اسے
خوش کر سکتا تھا۔۔ دماغ پہ زور دیتے کنپٹیاں سہلائیں
۔۔ پھر کچھ سوچتے گہری مسکراہٹ نے ہونٹوں کو
چھوا۔۔

ایک ہی چیز تھی جو ساوری کو شاکڈ کر دیتی۔۔ پاکٹ
سے موبائل نکالتے کنٹیکٹ نمبر ڈھونڈھا اور پھر
ڈائل کرتے فون کان سے لگایا۔۔

اگلے نے کال ریسیو کی تو سالار نے ایک ہی سانس
میں اسے سب سمجھا دیا۔۔

ساوری۔۔ مائے بے بی۔۔ فون بند کرتے سینے پہ
رکھا۔۔ اب دیکھتا ہوں تم کیسے سالار خان کے سحر
سے بچتی ہو۔۔

آنکھیں بند کرتے مسکرا دیا۔۔

ساوری نے روم میں اتے ہی اپنے پیٹ سے ہاتھ ہٹا
اور آنے کے سامنے کھڑے ہوتے شرٹ اوپر کی

--

بیلی بٹن سرخ ہو رہا تھا۔۔ ہلکے سے انگلیوں کے پور
چُچ کرتے گرمہٹ محسوس کی۔۔ پتہ نہیں سالار کو کیا
سو جھتی تھی جو بیٹھے بیٹھائے وہ اسے اتنا قیمتی کر دیتا
تھا۔۔

آنکھوں میں نمی ہلکورے لینے لگی تو وہ بیڈ پہ بیٹھ
گئی۔ ناراضگی تو وہ پھر بھی ختم نہیں کرے گی۔۔

دوبارہ سے آنکھیں بند کرتے سیدھی ہو کے لیٹ
گئی۔۔ درد جو جوں ٹائم گزر رہا تھا بڑھتا ہی جا رہا تھا
۔۔ نیند بھی نہیں آئی۔۔ کتنی دیر ایسے ہی لیٹی رہی
پھر ٹیوب اٹھا کے کھولی اور زخم پہ لگا دی۔۔
کچھ ہی دیر میں آرام آگیا تھا۔۔

تقریباً ساڑھے چار سال اس کے روم میں آیا تو وہ
بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں۔۔
درد ٹھیک ہوا ہے۔۔

دینے والے کو نہیں پوچھنا چاہیے۔۔

ہممم۔۔ چلو آ جاؤ ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں نکلوا دیں
گے۔۔ سنجیدگی سے دیکھتے اس کے پاس بیٹھا۔۔
ہاں نکلوانے کا پھر سے درد ہو گا۔۔ آپ کو کیا لگے
میں مر۔۔

ساوری۔۔ سالار نے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ رکھتے
زور سے دبایا۔۔ بکواس کرنے کی اجازت نہیں دوں
گا تمہیں میں۔۔ آنکھیں لمحے میں سرخ ہوئی تھیں

--

ساوری آنکھیں کھولے دھک سے رہ گئی۔۔ وہ تو بس
ایسے ہی کہہ رہی تھی اور سالار۔۔

اس کا سر پیچھے سے تھامتے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھتے
بے بسی سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

ساوری اس سارے لمحے بس خاموش تھی۔۔ میں
تمہیں تکلیف نہیں پہچانا چاہتا۔۔

پر پھر بھی پہنچا دیتے ہیں۔۔ سوری نے سر جھکاتے
آہستہ سے کہا۔۔

میری محبت سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے تو اسندہ
نہیں کروں گا کچھ بھی۔۔ اس کا ہاتھ نرمی سے
تھامتے سہلایا۔۔ ساوری نے کچھ نہیں کہا۔۔

اٹھ کے چینج کرو پھر کھانا کھانے چلتے ہیں۔۔ اس کا
ہاتھ چھوڑتے وہ اٹھ گیا۔۔

ساوری وہیں بیٹھی رہی۔۔

آدھا گھنٹہ ہے تمہارے پاس۔۔ اچھے سے تیار ہو جاؤ
۔۔ اس کے ماتھے پہ جھک کے لب رکھتے وہ باہر نکل
آیا۔۔۔

ساوری کتنی دیر سن سی بیٹھی رہی۔۔ پھر اٹھ کے
کپڑے چینج کیے۔۔ میک اپ کرنے کا دل نہیں تھا
پھر بھی ہلکا پھلکا کر لیا۔۔ سالار کو ڈارک کلر پسند تھے
۔۔ اور ساوری کی وارڈروب گہرے رنگوں سے بھری
تھی۔۔

بلیک کلر کا شارٹ فرائیڈ اور بلیک ہی کپری میں وہ
بہت کیوٹ سی تیار ہوئی تھی۔۔ گلے میں وہی ڈائمنڈ
کانیکس تھا۔۔ ہاتھوں میں چوڑیاں پہنتے چھوٹی ہیل

والے بلیک ہی سینڈل پہنے۔۔ کالے رنگ میں سفید
رنگت چمک رہی تھی۔۔ بالوں کو کھلا چھوڑا تھا۔۔

باہر آئی تو سالار بھی بلیک ہی ڈنر سوٹ میں تھا
۔۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی اس نے ٹائی نہیں باندھی
تھی۔۔

سالار نے اپنا پرفیوم ہلکا سا اس پہ چھڑکا۔۔
چلو۔۔ اسے لیے باہر آیا۔۔

ہم لوگ بانیک پہ جا رہے ہیں۔۔ سالار اسے روک
کے گیراج سے بانک نکال کے لایا تو ساوری نے
حیرت سے پوچھا۔۔

ہاں۔۔ سٹارٹ کرتے اسے بیٹھنے کا کہا۔۔ ساوری جھجھکتے
بیٹھ گئی۔۔ کافی عرصے بعد وہ سالار کے پیچھے اکیلے
بیٹھ رہی تھی۔۔

گارڈ نے دروازہ کھولا تو بانیک باہر نکل گئی۔۔ ساوری
سالار سے اونچی لگ رہی تھی۔۔

اگے ہو کے بیٹھو۔۔ سالار تھوڑا جھکا ہوا تھا۔۔ ساوری
کا۔ل بازو پکڑتے اپنی کمر پہ باندھا تو وہ ایک دم اس
کی پشت سے ٹکرائی۔۔

ساوری شرمندہ سی ہو گئی۔۔ وہ لوگ کیل تھے اور
سالار ساری چیزیں اسے خود بتاتا تھا۔۔ دونوں بازو
اس کی کمر کے گرد باندھتے کندھے پہ گال ٹکایا۔۔
دس منٹ میں وہ لوگ ہوٹل پہنچ چکے تھے۔۔

فوراً ایک وویٹر تھال لیے قریب آیا۔۔

یہ کیا۔۔

سالار نے اس کی آنکھوں پہ پٹی باندھ دی جو ویٹر
لایا تھا۔۔

تمہارے لیے کچھ سرپرائز ہے بے بی۔۔ اسے کندھے
سے تھامتے اندر لایا۔۔

یونہی وہ درمیان میں پہنچے۔۔ سالار نے پٹی کھول دی
۔۔ ہر طرف پھول ہی پھول تھے سمجھو وہ پھول کے
ہی ایک کمرے میں کھڑی تھی۔۔ سرخ اور سفید

گلابوں سے راستے بنے تھے درمیان میں صرف ایک
ہی ٹیبل تھا۔۔ جہاں ان کے لیے ڈنر رکھا گیا تھا۔۔

سلار۔۔ یہ۔۔ وہ مسمرائز تھی جب تھائیز سے پنٹ
اوپر کرتے وہ اس کے سامنے نیچے بیٹھا۔۔

ساوری شاہ۔۔ کیا تم میرے روم میں شفٹ ہو گی۔۔
((شادی تو ان کی ہو چکی تھی

ساوری ہونٹوں پہ ہاتھ رکھے بس رونے والی تھی
۔۔ اتنی خوشی اتنی خوشی۔۔ کبھی اسے محسوس نہیں
ہوئی جتنی اب۔۔ وہ ہواؤں میں اڑنے لگی تھی
۔۔ سالار کے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا۔۔ بس اسے اپنا

ہاتھ سالار کے ہاتھ میں دینا تھا اور وہ قیمتی ہو جاتی

--

بے اختیار اپنا ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھ پہ رکھا۔۔ تو
سالار اوپر کھڑا ہوا۔۔ پھر اسے سینے میں بھینچ کیا۔۔
سب سے پہلے تو میں ان سب چیزوں کی معافی مانگتا
ہوں جن کی وجہ سے تمہیں تکلیف ہوئی۔۔۔ خاص
طور پہ صبح والے واقع کے لیے۔۔ کان کے قریب
جھکتے چھیڑا تو وہ سرخ ہوئی۔۔

میں تمہارا دیوانہ ہوں یار۔۔ اسے خود سے ایسے لگایا
تھا جیسے کسی پاکیزہ کتاب کو لگایا جاتا ہے۔۔۔

آئی لو یو سو مجھ۔۔ اور یہاں ساوری کا دل دھڑکنا بند
ہو گیا تھا۔۔ اس کی سانس بھی رک گئی تھی۔۔ سالار
نے اسے اتنی سختی سے خود میں بھینچا کہ ساوری کی
پسلیاں تڑخنے لگیں۔۔

آئی لو یو سو مجھ۔۔ پتہ نہیں کب کیسے۔۔ تم میرے
دل کی میرے وجود کی میری زندگی کی مالک بنی۔۔ پر
مجھے یقین مانو بہت اچھا لگتا ہے۔۔ جب تم میرے

ساتھ ہوتی ہو میرے پاس۔۔ اور خاص طور پہ تمہارا
بیلی بٹن۔۔ اسے چھوڑتے دیکھا۔۔ ساوری بمشکل
سانس لے رہی تھی۔۔

مجھ۔۔۔ بھی آپ اچھے لگتے ہیں۔۔ سرمئی آنکھوں
میں نمی کی دھندہ در آئی تو ساوری بڑبڑائی۔۔۔
بس صرف اچھا لگتا ہوں۔۔ اپنی پاکٹ سے اس کا
ان ہیلر نکالتے ہونٹوں کے قریب پمپ کیا تھا ایک
جھٹکے سے ہوا کا راستہ صاف ہوا۔۔

پتہ جو جو ابھی آپ نے کہا وہ سب۔۔ دوبارہ اس کے
سینے میں چہرہ چھپاتے مسکرائی۔۔ دل بلیوں اچھل رہا
تھا۔۔ پیٹ میں میٹھی میٹھی گدگدی محسوس کرتے وہ
اس کے اندر اور گھسی۔۔

چلو اب کھانا کھاتے ہیں۔۔ باقی کا گھر جا کے۔۔
اسے ساتھ لگائے سر پہ ہونٹ رکھے۔۔ ساوری گلاب
کی مانند چھوٹی موٹی سی۔ ہو رہی تھی۔۔ دل الگ ہی
لے پہ دھڑک رہا تھا۔۔ ساری ناراضگی اڑن چھو ہو
چکی تھی

پھر ان دونوں نے کھانا کھایا تھا۔ ساری ساوری کی
فیورٹ ڈشز تھیں۔۔

اور لاسٹ پہ جو ویٹر لایا۔ اسے دیکھ کے تو ساوری کا
من کیا وہیں وہ سالار کے ہونٹ چوم ڈالے۔۔
ایک ڈش صرف لذیذہ کھیر کے ننّس سے بھری تھی
۔۔

آج تو آپ نے ساوری کا دل جیت لیا۔ خوشی سے
چہکتے مسکرائی۔۔

سالار اس کے انداز پہ مسکرا دیا

یہ سب کرنے کا آئیڈیا کیسے آیا آپ کو۔۔

سلار مینجر سے مل کے واپس آیا تو ساوری بھی جانے
کے لیے اٹھی۔۔

بس تمہارا موڈ دیکھ کے سوچا اگلے سات دن برباد ہو
جائیں گے اسی چکر میں۔۔

اوہو۔۔ اچھا اچھا۔۔ ساوری کو ساری بات لمحے میں
سمجھ آگئی۔۔

ہاں۔۔ اب تمہاری ناراضگی بھی ختم ہو گئی ہے تو
کیوں نا تمہیں ایک حسین جگہ کا وزٹ کرواؤں۔۔
باہر آتے اس کا ہاتھ تھاما۔۔

اوکے۔ یعنی آج خوب انجوائے کرنا ہے۔۔

بے شک۔۔ تم کیا یاد کرو گی ایک شام گزاری تھی
سالار خان کے ساتھ۔۔ بانک سیدھی کرتے اسے
بیٹھنے دیا۔۔

ویسے ایک بات کہوں ہبی۔۔ اس کے کندھوں پہ
ہاتھ رکھتے تھاما۔۔ بانک سٹارٹ ہو چکی تھی۔۔

آپ کا سر نیم خان کیوں ہے۔۔ جبکہ آپ لوگ
پٹھان بھی نہیں ہیں۔۔ اس کی بات پہ سالار سپیڈ
بڑھاتے مسکرایا۔۔

میرا مکمل نام سالار خان نہیں سالار خان نیازی ہے
۔۔ بانک ہواؤں سے باتیں کرنے لگی تو ساوری نے
اپنا دوپٹہ کس کے پکڑا۔

کیا واقع۔۔۔ آواز پہلے سے تھوڑی اونچی تھی۔۔
ہاں۔۔ کیوں تمہیں پسند نہیں آیا۔۔

نہیں۔۔ آپ کے نام کے ساتھ خان نہیں شاہ ہونا
چاہیے تھا۔۔

نہیں اس سر نیم میں کیا پر اہلم ہے اور شاہ میں کیا
خاصیت ہے۔۔ بانک ویران سڑک کی طرف جا رہی
تھی۔۔

کوئی بھی نہیں۔۔ بس اپ کے نام کے ساتھ شاہ
زیادہ سوٹ کرے گا۔۔

ہاں۔۔ اور پھر لوگ کہیں گے یہاں بیوی کا نہیں
شوہر کا سر نیم بدل گیا ہے۔۔

تو کیا ہوا ہی۔۔ لوگوں کو آگ بھی تو لگے۔۔ اس
کے کندھے پہ ٹھوڑی ٹکاتے گردن پہ لب رکھے تو
سالار نے بیلنس برقرار رکھا۔۔

یہ تم رشوت دے رہی ہو۔

نہیں۔۔ بس دل کر رہا تھا۔۔ اپنے لب اس کی گردن
سے مس کرتے کہا۔۔ چاروں طرف گھنے درخت
تھے اور درمیان میں ویران لمبی سڑک۔۔

کاش ایسا کرنے کو دل بار بار کرے۔۔ دل میں
سوچتے مسکرایا۔۔

ایسی جگہ مجھے بہت پسند ہے۔۔ درختوں سے گھری
سڑک اور وہ پرانا بینچ۔۔

بانک کی سپیڈ کم کرتے ایک طرف بانک روکی
وہاں فاصلے پہ تین چار اور بینچ بھی تھے۔۔
درختوں کے پیچھے گھنے جنگلات تھے۔۔

یہ کتنی پرسکون جگہ ہے۔۔ ساوری نے اترتے لمبی
سڑک دیکھی۔۔

ہاں۔۔ جب ٹینشن میں ہوں تو یہیں آتا ہوں۔۔
وہ ابھی تک بانک پہ بیٹھا تھا۔۔

ساوری چلتے بیچ کے قریب آئی۔۔ اس کی بیک پہ
انگلی رکھتے اینڈ تک بیچ کو بغور دیکھا۔۔ وہ لکڑی سے
بنا ہوا تھا۔۔

کتنا عرصہ ہو گیا ہے یہاں آتے۔۔ جانے کیوں اس
نے پوچھا تھا۔۔

بائیس سال۔۔ پہلی بار میں یہاں اپنے کالج ٹرپ پہ
آیا تھا۔۔ اس کے بعد یہاں ہر سنڈے چکر لگنے لگا
۔۔ کبھی سڈی کے لیے دل نا کرتا تو یہی آ کے پڑھتا
تھا۔۔

آپ کی چوائس اچھی ہے۔۔ بیچ پہ بیٹھتے مسکرائی
۔۔ پھر نیچے جھک کے ایک نوکیدہ پتھر اٹھایا اور بیچ
کے بیک پہ ساوری سالار لکھا۔۔

ہمارا نام کتنا میچ ہوتا ہے۔۔ سالار بھی بانگ سے اتر
کے اس کے قریب آیا۔۔

ہاں۔۔ پتہ نہیں کیوں۔۔ لیکن ہمارے نام کو توڑ کے
الگ نام نہیں بن سکتا۔۔ جیسے عام کیپلز کے ہوتے
ہیں۔۔

ہم لوگ ٹوٹنے کے لیے تھوڑی بنے ہیں۔۔ اس کے
کندھے پہ ہاتھ رکھتے قریب کیا۔۔ ہمارے نام ہماری
طرح ایک دوسرے میں مدغم ہیں۔۔۔ سالار
ساوری کے بنا کچھ نہیں ہے

اور ساوری بھی۔۔ اس کے کندھے پہ سر ٹکاتے
آنکھیں موند لیں۔۔

اس ماحول کا طلسم ساوری پہ حاوی ہونے لگا تھا۔۔
آپ کو اور کیا کیا اچھا لگتا ہے۔۔ مجھے وہ سب دیکھنا
ہے۔۔

اس کے لیے تو پھر ہمیں دنیا گھومنی پڑے گی۔۔
گھوم لیتے ہیں نا۔۔

اتنے پیسے نہیں ہیں میرے پاس۔۔ ابھی زوہا کی
شادی کرنی ہے۔۔ ہادی کی سٹڈیز پہ خرچا ہو گا۔۔ جو
سیونگنز ہیں ان میں بس یہی ہو گا۔۔

فضول خرچ نا کیا کریں نا پھر۔۔ نا محسوس طریقے
سے پیٹ پہ ہاتھ رکھتے افسردہ ہوئی۔۔

فضول خرچی صرف تم پہ کرتا ہوں۔۔ تم بیوی ہو
میری تمہارا اپنا حق ہے۔۔ اس کے بالوں میں انگلیں
چلاتے پر سکون انداز میں کہا۔۔

یہ ڈائمنڈ ضروری تو نہیں تھا۔۔ آپ نے ایسے ہی اتنا
خرچا کیا ہے۔۔

تم مجھے ایک بات بتاؤ ساوری۔۔ سیدھے ہوتے اسے
الگ کیا۔۔ تمہیں میرے دیئے ہوئے گفٹ کی قدر
کیوں نہیں ہوتی۔۔

ہوتی ہے۔۔ ضرور ہوتی ہے۔۔ لیکن۔۔ یہ تو ٹھیک
نہیں تھا نا۔۔

کیوں ٹھیک نہیں تھا۔۔ اپنی بیوی ہو میری کوئی پرانی
نہیں ہو۔۔

اوکے ٹھیک ہے آپ مجھے بالیاں گفٹ کر دیتے یا نوز
پن۔۔

وہ بھی کر دوں گا۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ بس اس لیے کہہ رہی ہوں یہ گفٹ
ہمارے مسلم کلچر کے لیے نازیبا ہے۔۔ گناہ ہے

بوڈی میں کان اور ناک کے علاوہ کہیں ہول کروانا
اس لیے۔۔ ورنہ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔۔

ہمم۔۔ سالار خاموش ہو گیا۔۔

اپ کو بری لگی میری بات۔۔ کچھ دیر کی خاموشی کے
بعد ساوری نے اس کا چہرہ دیکھا۔۔

نہیں۔۔۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔ چلو اٹھو۔۔ اس کا
ہاتھ تھامتے کھڑا ہوا۔۔

واپس جانا ہے۔۔ ساوری کا دل نہیں تھا شاید ابھی
لیکن شام پھیل رہی تھی۔۔ وہ اکیلا ہوتا تو اور بات
تھی۔۔

واپسی پہ سالار سارگ راستے خاموش ہی رہا۔۔ البتہ
ساوری ادھر ادھر کی باتیں اسے بتاتی رہی تھی۔۔

گاؤں میں آئے انہیں تیسرہ دن تھا۔۔ آج وہ لوگ
باہر گھومنے جا رہے تھے۔۔ ہادی نے اپنا
DSLR بھی اٹھا لیا تھا۔۔

داجی اور دادو کو تیار کرنا بڑا مشکل تھا لیکن ہو گئے
تھے۔۔ وہ لوگ منگلا ڈیم جا رہے تھے۔۔

ویسے ہم۔ بوڑھے وہاں کیا کریں گے یار۔۔۔ داجی
نے ہادی کو ایک بار روکنے کی کوشش کی۔۔

وہی جو سب کرتے ہیں۔۔ ہادی نے انہیں گھورا۔۔

آپ اپنی کھٹارا جیب ہی ٹھیک کروا لیتے۔۔ وہ
برآمدے پہ سائڈ پہ کھڑی جیب کو دیکھ رہا تھا۔۔

سالار اپنی گاڑی پہ آتا ہے۔۔ اور ہم اب بوڑھے ہو
گئے ہیں۔۔ عمر نہیں رہی یہ سب کرنے کی جسے
ضرورت ہے وہی کرے۔۔

سہی ہے۔۔ اب آیا ہوں تو ٹھیک کروا کے جاؤں گا
ابھی تو آئیں۔۔

وہ انہیں ساتھ لیے باہر آیا۔۔ انہوں نے ٹیکسی بک
کروائی تھی پورے دن کے لیے۔۔

کچھ دیر بعد دادو اور زوہا بھی باہر آئیں۔۔ دونوں کی
ڈریسنگ زبردست تھی۔ دادو کو غرارہ اور آنکھوں

میں کالا چشمہ لگائے دیکھ داجی کا دل باغ باغ ہو گیا

--

میری رانی کے لیے دروازہ کھولو۔۔ ہادی کو چھڑی

مارتے گھورا تو اس نے تیزی سے دروازہ کھولا۔۔

دادو مسکراتے ہوئے آ کے بیٹھیں۔۔ پھر ساتھ داجی

--

ہادی نے ڈرائیو کرنا تھا اور زوہا اس کے ساتھ فرنٹ

سیٹ پہ براجمان ہوئی۔۔

وہ چار لوگوں کا قافلہ ڈیم کی طرف روانہ ہوا۔۔

وہاں اتنا رش نہیں تھا جون کے مہینے میں گرمی زیادہ
ہونے کی وجہ سے لوگ نا ہونے کے برابر ہوتے
تھے پر وہ لوگ ابھی فارغ تھے تو آگئے۔۔

پہلے ان لوگوں نے فشننگ کی تھی پھر وہیں قریبی
ہوٹل میں لنچ کیا۔۔ کچھ چیزیں زوہا اور ہادی گھر سے
لائے تھے۔۔

پورا دن وہاں انجوائے کرنے کے بعد وہ لوگ شام
کو تھکے ہارے گھر لوٹے۔۔

ہادی تو آتے ہی سو گیا تھا۔ دادو بھی نماز پڑھ کے
لیٹ گئیں داجی کا کوئی دوست پہلے ہی ڈرائنگ روم
میں ویٹ کر رہا تھا وہ وہاں چلے گئے تو زوہا بھی اپنے
روم میں آ گئی۔

آکے لیپ ٹاپ اون کیا اور سونگ لگا لیا۔ ساتھ
موبائل پہ میسج دیکھ رہی تھی۔ آج صبح سے سببٹین
کا کوئی میسج نہیں آیا تھا۔ جانے کیوں وہ جب سے
گاؤں آئی تھی اس نے کوئی بات نہیں کی تھی۔

میں خود میسج کروں۔۔ سوچتے سکرین دیکھی۔۔ پھر
اس کی چیٹ اوپن کرنے میسج کیا۔۔

اے۔ او۔ اے لکھتے سینڈ کیا۔۔

حیرت انگیز طور پہ میسج فوراً سین ہو گیا تھا جیسے ہی
سینڈ ہوا ساتھ ہی ٹکس بلو ہو گئے

وسلام۔۔

آگے سے رپلائے آیا۔۔

زوہانے دوبارہ میسج نہیں کیا۔۔ اصل میں سعد سبطین
کی واٹس اپ کھولے بیٹھا تھا۔ اس کا دل کرتا تھا وہ

زوہا سے بات کرے پر کیسے۔۔ زوہا اسے نہیں جانتی
تھی۔۔

سبطین کو اس کی پرواہ نہیں تھی اور سعد کو اس کے
علاوہ کسی کی پرواہ نہیں تھی۔۔

پتہ نہیں اب اس کا کیا پلین تھا۔۔ جو اس سے بات
نہیں کر رہا تھا۔۔

زوہا نے اس کے بعد اسے میسج نہیں کیا تھا۔۔

اگلے دن صبح صبح آنکھ کھلتے ہی اس کا واٹس اپ
چیک کیا تو سبب طین اسے فارم ہاؤس کی دعوت دے
چکا تھا۔۔

اوقف میں کیسے روکوں گا اسے تکیے پہ سر گراتے
ٹھنڈی سانس بھری۔۔ کاش وہ اس پنگے میں پڑتا ہی
نا۔۔

ڈھائی بجے تک اس کے پورے وجود میں بے چینی
کرلاتی رہی۔

تین بجے زوہا فارم ہاوس پہنچنے والی تھی اور سعد اس
سے پہلے وہاں پہنچ گیا تھا۔

ہر طرف ویرانہ تھا۔ دوپہر کے اس وقت سبھی اپنے
گھروں میں بند ہوتے تھے پتہ نہیں زوہا کو کیسے کوئی
آنے دے دیتا۔

تین بجنے سے پہلے ہی زوہا اس جگہ پہنچ گئی۔۔ سبطین
اس کا منتظر تھا۔

کیسی ہو۔۔ اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو زوہا نے نا محسوس
طریقے سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔۔ وہ بنا شرمندہ ہوئے
اسے لیے اندر چلا آیا

کیا ہم لوگ یہیں رک کے بات نہیں کر سکتے۔۔
لیونگ ایریا کی طرف آتے زوہا ججھک رہی تھی۔۔
کیا مطلب۔۔ تم چاہتی ہو ہم لوگ دو گنٹے یہاں
کھڑے رہیں گرمی میں۔۔

دو گنٹے کیوں۔۔ بس کچھ دیر۔۔ اس پہ گھبراہٹ
طاری ہونے لگی تھی۔۔

یار۔۔ آئی تو ہونا۔ اب کچھ دیر بیٹھ کے آرام سے
بات کریں گے۔۔ فیوچر پلینگ کریں گے پھر ہی۔۔
سببٹین۔۔ پتہ نہیں مجھے اچھا نہیں لگ رہا ایسے ملنا۔۔
کیوں۔۔ مجھ پہ بھروسہ نہیں ہے۔۔ اس کا ہاتھ
زبردستی پکڑتے اندر لایا۔۔ زوہا کا دل زور زور سے
دھڑک رہا تھا

اندر آتے چاروں طرف دیکھا۔۔ بھینی بھینی خوشبو
چاروں اوڑ پھیلی تھی۔۔ خالی اتنے بڑے فارم ہاؤس

میں وہ دو اکیلے تھے۔۔ یہی سوچ کے زوہا کا دل بیٹھنے
لگا۔۔۔

کیا کھاؤ گی۔۔

کچھ نہیں ہلیز۔۔ جلدی سے جو کہنا ہے کہو۔۔

یار۔۔ ایسے کرنا تھا تو آتی ہی نا۔۔ سببٹین چلتا ہوا

قریب آیا۔۔ زوہا دو قدم پیچھے ہٹی۔۔

یار۔۔ ایک بار گلے لگو۔۔ مجھے محسوس کرنے دو تم

کتنی۔۔

سبطين۔۔ کیا بکو اس ہے یہ۔۔ وہ اس کی طرف بڑھتا
ہی جا رہا تھا زوہانے الجھتے اسے دور دھکیلا۔۔

بکو اس نہیں پیار ہے میری جان۔۔ اتنے دنوں سے
تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔ اس کے کندھے پہ ہاتھ
ڈالتے زور سے دبوچا۔۔ ساوری کو لگا اس کا کندھا
ہل گیا ہے۔۔ بے قرار ہوتے اسے جھٹکتے وہ باہر کی
طرف بھاگی پر سبطين اس سے بھی تیزی سے قدم
اٹھاتے پہلے دروازے تک پہنچا۔۔

ایسے کیسے جا سکتی ہو تم زوہا۔۔ ہمیں کچھ ٹائم سپینٹ کرنا ہے نا۔۔

آگے بڑھتے زوہا کو کمر سے تھامنے کی کوشش کی
۔۔ وہ بھاگ کے سائڈ پہ ہوئی۔۔

اس کا دل بند ہونے والا تھا۔۔ اس دن تو وہ بچ گئی
تھی لیکن آج۔۔

رنگ زردی مائل ہوا۔۔ سبطین نے آنکھوں میں
شیطانیت لیے اس کے پورے جسم کا جائزہ لیا۔۔

بہت دلنشین لگ رہی ہو۔۔ دروازہ لاک کرتے اس
کی طرف قدم بڑھائے۔۔ زوہا کی جان نکل رہی تھی
۔۔ وہ اس سے بچنے کے لیے آگے کی طرف بھاگی۔۔
پر یہ اس نے بہت بڑی غلطی کر دی تھی۔۔
بھاگتے وہ ایک کمرے میں گھسی۔۔ جہاں کافی اندھیرا
تھا۔۔ اس سے پہلے کے دروازہ بند ہوتا۔۔ کسی نے
اندر سے دروازہ لاک کر دیا تھا۔۔

تمہیں کہا تھا مت آنا۔۔ اب بھگتو۔۔ اس کے لبوں
پہ سختی سے ہاتھ جماتے کمر پہ شکنجا ڈالا۔۔ زوہا کی
آنکھیں ابلنے کو تھیں۔۔ وہ سببٹین نہیں تھا۔۔

تمہیں ایک بار کہی ہوئی بات سمجھ نہیں آئی۔۔ اب
جب یہاں سے بے آبرو ہو کے نکلو گی تو سمجھ آئے
گا۔۔ کمر سے شرٹ پکڑ کے کھینچتے ایک ہی جھٹکے میں
پھاڑ دی۔۔

اس کی آواز برآمد ہونے سے پہلے ہی کسی نے بند
کر دی تھی۔۔

زوہا کی جان لمحہ بالمحہ کوئی کھینچ رہا تھا۔ وہ سببِ پین
سے تو بچ گئی تھی لیکن کس کے ہاتھوں لٹ رہی
تھی وہ یہ بھی نہیں جان پائی۔ چند منٹ لگے تھے
اسے نیلام ہونے میں۔۔

تم سے شادی کروں گا۔ لیکن سبق سکھانا ضروری
تھا۔ اس کے ہوش کھوتے حواسوں نے یہ فقرہ
اپنے اندر اتارا۔۔

اس کے بابا کی عزت۔۔ وہ کیوں آگئی تھی۔۔ اس
نے کیوں سبطین کو سالار پہ فوقیت دی۔۔ اسے ہر بار
سالار بچانے نہیں آ سکتا تھا۔۔

ہر بار سالار اپنی عزت نہیں بچا سکتا تھا۔۔

دروازہ کھولو زوہا۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا
۔۔ سبطین کب سے دروازہ پیٹ رہا تھا۔۔

میں تمہیں یہیں بند کر کے جا رہا ہوں۔۔ باہر نکلو گی
تو لوگ تم پر یقین کبھی بھی نہیں کریں گے۔۔ آخر

تنگ آکے اس نے اسے وارنگ دی۔۔ زوہا کو اندر
ہوش ہوتا تو دروازہ کھولتی نا۔۔

سبطین نے ایک بار پھر غصے سے دستک دینے کے
لیے ہاتھ ہوا میں اٹھایا ہی تھا کہ دروازہ کھلتا چلا گیا

--

ت۔۔۔ تم۔۔ اندر سے سعد کو نکلتے دیکھ کے اس کا
خون خشک ہوا۔

ہاں۔ اندر تمہاری محبوبہ بے ہوش پڑی ہے۔۔ اٹھا لو
اسے۔۔ وہیں سے سائڈ پہ نکلتے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا

اس کی نظروں سے او جھل ہو گیا۔۔۔ سبطین کو کچھ
سمجھ نہیں آیا آخر ہوا کیا ہے۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم
لیتے اندر داخل ہوا۔ ہاتھ بڑھا کے لائٹ جلائی تو
زوہا ایک جانب دیوار کے پاس زمین پہ نیم برہنہ
حالت میں گری ہوئی تھی۔۔

دوڑ کے قریب آتے اسے اٹھانا چاہا پر کیسے۔۔
اس کا دل کیا وہ اپنے بال نوچ لے۔۔ اس نے کچھ
نہیں کیا تھا۔۔ پر۔۔ اوقف میں اب کیا کروں۔۔
اسے وہیں چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔۔ جلدی سے پھٹی

ہوئی شرٹ اسے پہنائی اور بازوؤں میں اٹھایا۔۔ گردن
ایک طرف ڈھلک گئی تھی۔۔

جہاں کھروچیں لگیں تھیں۔۔ اس نے یقیناً خود کو
بچانے کی کوشش کی ہو گی۔۔ تیزی سے گاڑی تک
آتے اسے گاڑی میں ڈالا۔۔

جو بھی تھا اسے اس کے گھر تو پہچانا تھا۔۔ ایسی حالت
میں وہ اسے چھوڑ کے تو نہیں جا سکتا تھا۔۔

گاڑی تیزی سے گھماتے ان کے گھر کی طرف موڑی
۔۔ دس منٹ میں وہ اسے اس کے گھر کے سامنے

دروازے کے ساتھ زمین پہ بٹھایا اور زور سے دستک
دیتے جلدی سے واپس نکل گیا۔

جب تک ہادی دروازہ کھولنے آیا سببطين وہاں سے
غائب ہو چکا تھا۔ اور زوہا کو نیچے ایسی حالت میں
بیٹھے دیکھ کے اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلی

--

ز۔۔۔ زوہا۔۔۔ اسے بمشکل کوور کرتے اٹھا کے اندر لایا

--

ک کیا ہوا ہے اسے۔۔۔ دادو جو اپنی چارپائی پہ بیٹھی
تھیں زوہا کو اس کے بازو پہ دیکھ کے سینے پہ ہاتھ
رکھا۔

ک۔۔ کیا ہو گیا ہے میری بچی کو۔۔ جلدی سے
چارپائی سے اٹھتے جگہ بنائی۔۔ ہادی اسے لٹاتے کچن
سے پانی لینے چلا گیا۔۔

پ۔۔ پتہ نہیں دادو۔۔ اس کے منہ پہ چھینٹے مارے
۔۔ اس کی حالت دیکھ کے جو سمجھ آرہا تھا وہ جان
لیوا تھا۔۔

زوہا پلکیں چھپکاتے ہوش میں آئی۔۔ اپنے سامنے ہادی
اور دادو کو دھندلی آنکھوں سے دیکھا۔۔

م۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ آنکھیں بند کرتے زور
دیا۔۔ کس نے کیا تھا یہ اسے کچھ یاد نہیں تھا۔۔

ہادی اور دادو نے اس سے کچھ نہیں پوچھا۔۔ بلکہ
دادو اسے ساتھ لیے اندر آئیں۔۔ ان کا دل کر رہا
تھا یا وہ اپنے گال پیٹ لیتیں یا زوہا کو پیٹ دیتی۔۔

تم نہا کے کپڑے بدل لو۔۔ اسے آنسو بھری
آنکھوں سے دیکھا۔۔ ان کا دل بند ہو رہا تھا۔۔

سالار کو پتہ چلتا تو کیا ہوتا۔۔ وہ زوہا کی جان نکال لیتا
یقیناً۔۔

وہ اس کی بیٹی کی حفاظت نہیں کر پائی تھیں۔ بیڈ پہ
بے جان وجود کے ساتھ گرتے سوچا۔۔

زوہا کتنی دیر تک باتھ روم میں خود کو دھوتی رہی
۔۔ پر اس حیوان کا لمس خود سے نہیں نکال پائی۔۔

کاش وہ مر جائے۔۔ کسی کا بھی سامنا کرنے سے پہلے
وہ مر جائے۔۔ اس کی آنکھوں سے پانی کی جھڑی
رک ہی نہیں رہی تھی۔۔

یا اللہ مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔ پلینز معاف کر دیں نا
۔۔ اپنا سر ہاتھوں میں تھامے وہ وہیں نیچے بیٹھی تھی
۔۔ شاہر اس کے ادھڑے کپڑے بھگو رہا تھا۔۔
زوہا۔۔ کتنی دیر بعد دادو اٹھ کے دروازے تک آئیں
۔۔ اندر سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔۔
زوہا میری جان۔۔ دروازہ کھولتے اندر آئیں۔۔ وہ
وہیں بھیگی ہوئی تھی۔۔
تم چینج کر کے باہر آؤ۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔ اس سے
زیادہ جیسے خود کو تسلی دی۔۔

زوہانے بڑی مشکل سے کپڑے چینج کیے تھے۔۔ شام
سے رات بیت گئی۔۔ دادو اس کے ساتھ روم میں ہی
رہی تھیں۔۔

تم لوگ واپس چلے جاؤ۔۔ اگلے دن ناشتہ کرتے
دادو نے ہادی کو مخاطب کیا۔۔
جی دادو۔۔

کیوں۔۔ اتنے جلدی کیوں بھیج رہی ہو بچوں کو۔۔
داجی کو معلوم نہیں تھا۔۔ اتنا سنجیدہ ماحول تھا کہ
انہوں نے بھی اب تک کسی کو مخاطب نہ کیا۔۔

جانے دیں۔۔ زوہانے کالج جانا ہے۔۔

زوہانے ہلکا سا سر ہلا دیا۔۔

اس بار وہ گاؤں اپنے ساتھ غلط آئی تھی شاید۔۔

سببٹین کے لیے محبت مر گئی تھی۔۔ بلکہ ہر چیز سے

اس کا دل ہی مر گیا تھا۔۔ بمشکل نوالہ زہر مار کیا۔۔

واپسی پہ آنے سے پہلے۔۔ دادو اس سے ایک بار پھر

روم میں ملنے آئی تھیں۔۔

زوہا۔۔ کسی کو بتانا مت تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔
ہادی کو میں نے سمجھا دیا ہے وہ کسی سے کچھ نہیں
کہے گا۔۔ ٹھیک ہے۔۔ اسے پیار سے سمجھایا۔۔
د۔۔ دادو۔۔ میں خود ملنے گئی تھی سبطین احمد سے
۔۔ کل سے حلق میں آنسو پلٹے تھے۔۔ وہ خاموش
تھی پر وہاں جا کے اسے کوئی نا ملتا جس سے دل ہلکا
کر لیتی۔۔ سو دادو کو سچ بتا دیا۔۔
ا۔۔ اس نے مجھے ملنے کا کہا اور میں اس سے ملنے
چلی گئی۔۔

رقیہ بیگم اس کی بات سنتے خود پہ کنٹرول نہیں کر
سکیں اور ایک زور کا تھپڑ اسے پڑا تھا۔

تم ایسا کیسے کر سکتی ہو زوہا۔۔ اسے بازو سے پکڑتے
زور سے جھنجھوڑا۔۔

پ۔۔ پتہ نہیں دادو۔۔ چہرا ہاتھوں میں چھپاتے
شدت سے رو دی۔ پتہ نہیں میں کیوں چلی گئی اس
سے ملنے۔۔ پتہ نہیں۔۔

ح۔۔ حالانکہ مجھے پتہ تھا۔۔ وہ غلط انسان ہے پھر بھی
۔۔ اپنے ہی منہ پہ تھپڑ مارتے بیڈ پہ بیٹھی۔۔ رقیہ بیگم
نے بمشکل اسے سنبھالا تھا۔۔

یہ سب سبیطین نے کیا ہے۔۔

ہ۔۔ ہاں۔ اس نے بلایا تھا مجھے فارم ہاؤس۔۔

اوکے۔۔ تم اپنا حلیہ سیدھا کرو اور واپس اسلام آباد

جاؤ۔۔۔

میں لقمان بھائی صاحب کو ان کے بیٹے کے کرتوت
بتاتی ہوں اور جلد از جلد تمہاری اور سبطین کی
شادی کی بات کرتی ہوں۔۔

ن۔۔ نہیں دادو۔۔ اس سے شادی نہیں۔۔

تو کون کرے گا اب تم سے شادی۔۔ تمہارا دماغ تب
ہی درست ہو گا۔۔ اس پہ قہر بھری نظر ڈالتے باہر
چلی گئیں۔۔۔

ساوری اپنے وجود پہ ماتم مناتی رہ گئی۔۔۔

کالج گیٹ کے سامنے وہ بانک۔ پہ کھڑا تھا۔۔ ساوری
کو آج وہ خود پک کرنے آیا تھا۔۔ وہ لوگ زو جا رہے
تھے آج۔۔ بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے زرا سا
اگے جھک کے ہیڈل پہ۔ ہاتھ رکھے۔۔ وہ ساوری کا
دل دھڑکا گیا۔ اتنے سارے لوگوں میں وہ سب
سے الگ تھا۔۔

ساوری اسے دور سے اتنی نظر آئی وہ اسے دیکھ چکی
تھی۔۔ سالار زرا سائڈ پہ کھڑا تھا۔۔ اسے دیکھ کے

ہاتھ ہلایا تو وہ گاؤں سنبھالتی مسکرائی۔۔۔ اج پہلی بار
وہ عبایا پہن کے آئی تھی۔۔۔

کیسے بیٹھوں۔۔ پہلے دونوں اطراف ٹانگیں کر کے
بیٹھتی تھی۔۔ اج عبائے میں وہ ایسے نہی بیٹھ پائی تو
سالار کو گھورا۔۔

ایک طرف رخ کر کے بیٹھ جاو۔۔

نہی۔۔ میں گر جاؤں گی۔۔

نہی گرتی۔۔ سالار نے اس کا ہاتھ پکڑتے بیٹھایا۔۔

ہاف سلوز والی شرٹ میں اس کی مضبوط بازو چمک

رہے تھے۔۔ اس پاس گزرتی لڑکیاں اسے دیکھ کے
مسکرائیں۔۔۔

اپ گاڑی میں کیوں نہیں آتے۔۔ اس کے بازو پہ
چٹکی کاٹتے ساوری نے دانت پیسے۔۔

دو لوگ ہیں ہم۔۔ اس کے لیے اتنی بڑی گاڑی
گھسیٹنا لازمی ہے کیا

جی نہیں۔۔ اپ اپ۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا وہ اسے کیسے
بتائے کہ لڑکیاں اسے دیکھ رہی ہیں۔۔

کیا اپ اپ۔۔ بانک سٹارٹ کرتے زرا سا ترچھا
ہوتے ساوری کا ایک بازو پکڑا ہوا تھا۔۔ وہ۔ سیدھی
ہو کے بیٹھی تو سالار سیدھا ہوا۔۔

آئندہ اپ پک کرنے نہی آئیں گے۔۔ ایسے تو بلکل
بھی نہی۔۔

کیا ہو گیا ہے یار۔۔ پہلے بھی تو تمہیں اور زوہا کو
پک۔ اینڈ ڈراپ کرتا رہا ہوں میں۔۔

ہاں۔۔۔ پر نہیں۔۔۔ اب نہیں ناں۔۔۔ اس کی کمر پہ دونوں
بازو ڈالے بانگن اگے چل پڑی تھی۔۔۔ کالج پیچھے رہ
گیا۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے۔۔۔ کوشش کروں گا۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔
کوشش نہیں کرنی بس میں خود اجایا کروں گی۔۔۔ وہ
ابھی بات کر رہی تھی جب سالار کا۔۔۔ موبائل بجا۔۔۔
پاکٹ سے نکالتے سامنے کیا تو ان نون نمبر تھا۔۔۔
فون سائلٹ کرتے واپس پاکٹ میں ڈالا۔۔۔ وہ ساوری

کے ساتھ تھا اور اپنا ٹائم ہر گز ویسٹ نہی کرنا چاہتا
تھا۔۔

پہلے وہ لوگ گھر ائے شاور لے کے کھانا کھایا۔۔ کچھ
دیر کے لیے ساوری سو گئی۔۔

پھر شام۔ کو وہ لوگ زوو کے لیے نکلے تھے۔۔

ہبی۔۔ اپ کو پرندو میں کیا پسند ہے۔۔

سیوان۔۔

مطلب راج ہنس۔۔ جو پانی میں رہتا ہے۔۔۔ اس کے
کندھے پہ ٹھوڑی ٹکاتے چہرا دیکھا۔۔ وہ ایک بار پھر
بانک پہ تھے۔۔

ہاں۔۔ بڑہ ڈک بھی جیسے کہتے ہیں۔۔ سالار نے سمجھایا
۔۔

یہ پاکستان میں تو نہیں ہوتے اتنے۔۔۔

ہاں۔۔ راج ہنس عموماً معتدل علاقوں میں پایا جاتا ہے
جہاں نہ زیادہ گرمی ہو نہ زیادہ سردی۔ قدرتی طور پر
نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، جنوبی امریکا اور جنوبی ایشیا میں

پایا جاتا ہے۔۔۔ وہ بات کر رہا تھا ایک بار پھر اس کا
موبائل بجا۔۔ پاکٹ سے نکال کے دیکھا تو وہی نمبر
تھا۔۔ اس بار پک کر لیا۔۔

اگے سے جو اس کے کانوں نے سنا تھا وہ اس کا دل
بند کرنے کے کیے کافی تھا۔۔۔ انکھوں کے سامنے
ایک دم سے اندھیرا چھایا تو بابتک لڑکھڑائی۔۔ سالار
نے بمشکل سامنے والے کی بات سنی تھی۔۔

ہ۔۔ ہی۔۔ کیا ہو گیا۔۔ ساوری ابھی بول رہی تھی
جب اسے لگا وہ نا زمین پہ ہے اور نا ہی بابتک پہ

-- اس کے ہاتھوں سالار کے کندھے چھوٹ چکے
تھے۔۔۔

ہ۔۔۔ ہی۔۔۔ اس کا ایک کندھا زمین سے ٹکرایا۔۔۔
سالار بانیک کے ساتھ گھسیٹتے کچھ آگے تک گیا تھا۔
لیکن اس میں اتنی ہمت نہیں تھی وہ اٹھ سکتا۔۔۔ اس
کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔۔۔ اسے کچھ پتہ نہیں تھا

وہ کہاں ہے۔۔ وہ اڑ کے زوہا کے پاس جانا چاہتا تھا

--

ساوری کو چند سیکنڈ لگے تھے واپس اٹھنے میں۔۔ تیزی
سے قدم اٹھاتے سالار کے پاس آئی۔۔

ٹ۔۔ ٹھیک ہیں آپ۔۔ اس کا پورا وجود لرز گیا تھا
ایک گرنے کا خوف اور اوپر سے سالار کی ایک
ٹانگ بائیک کے نیچے دیکھ کے۔۔ شکر ہے وہ ہوش
میں ہی تھا۔۔ لیکن وہ ہوش میں تھا ہی کہاں۔۔ اس
کی تو دنیا اجر گئی تھی۔۔

ساوری نے بمشکل بائیک کو سائڈ پہ کرنے کی کوشش
کی پر اس کا وزن کچھ زیادہ ہی تھا۔ سالار نے بھی
کچھ ہمت کرتے زور لگایا تو بائیک کے نیچے سے ٹانگ
نکلی۔۔

آپ۔۔ ٹھیک ہیں۔۔ اس کے پاس بیٹھتے ٹانگ پہ ہاتھ
رکھا۔۔ جو کافی حد تک چھل چکی تھی۔۔ بائیک بازو
اور کندھا بھی رگڑ کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔

وہ کچھ نہیں بولا۔۔ بول بھی کیسے سکتا تھا۔۔ آپ کا
خون۔۔ کان کے پیچھے سے نکلتی خون کی لکیر اس کی
جان نکال گئی۔۔۔

سالار نے ہاتھ لگا کے دیکھا تو وہاں شائد کوئی پتھر لگا
تھا۔۔

ٹھیک ہوں میں۔۔ اوپر کھڑے ہونے کی کوشش
کرتے ساوری کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔
ا۔۔ آپ ٹھیک نہیں ہیں۔۔ ہمیں ایمر جنسی کو کال
کرنی چاہیے۔۔

نہیں۔۔ ٹھیک ہوں میں۔۔ یہ چھوٹے موٹے
ایکسیڈنٹ کچھ نہیں بگاڑ سکتے میرا۔۔ میری بیٹی جانے
کس حال میں ہو گی۔۔ دل کی دھڑکن ساکت تھی
پہلے خود کھڑے ہوتے ساوری کو کھڑا کر کے ساتھ
لگایا۔۔۔ اس کے کندھے پہ ہاتھ لگایا تو نم محسوس
ہوا

گھر واپس چلتے ہیں۔۔ ہی۔۔ پلینز۔۔ ساوری کی
آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے تھے۔۔

تمہیں لگی ہے ساوری۔۔ اس کی سلیو اوپر کرتے دیکھا
تو کہنی سے کندھے تک رگڑ لگی ہوئی تھی۔۔

نہیں ہو رہا درد۔۔ بس گھر چلیں
ن۔۔ نہیں مجھے گاؤں جانا ہے۔۔
گاؤں۔۔ کیوں۔۔

گھر واپس چلیں ناڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔
سالار بانک سیدھی کرنے لگا۔ پھر بیٹھتے سٹارٹ کی تو
وہ سٹارٹ ہو گئی۔۔

کال کی وجہ سے سالار نے بانک کافی حد تک سلو کر دی تھی وہ لوگ گرے تھے لیکن چوٹ زیادہ نہیں آئی۔۔

وہ لوگ پہلے کلینک آئے تھے۔۔ بینڈج وغیرہ کروا کے سالار ساوری کو گھر چھوڑ آیا۔ ساوری نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی پر وہ اس وقت وہاں نہیں رک سکتا تھا۔۔

اس کی بیٹی پہ کیا قیامت گزر گئی تھی وہ کیسے سکون سے بیٹھتا۔۔ دو گھنٹے لگے تھے اسے گاؤں پہنچنے

میں س۔۔ ایک کھرام برپا تھا زوہا کے خالی کمرے میں
۔۔

دروازہ کھول کے اندر داخل ہوتے سالار نے بیڈ پہ
پاؤں لٹکائے بیٹھی زوہا کو دیکھا۔۔ سر جھکا ہوا تھا۔۔
سالار چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اس کے قریب آیا
۔۔ چہرا ہاتھوں میں تھامتے سر اوپر اٹھایا۔۔

تمہیں میں نے روکا تھا زوہا۔۔ گال انگوٹھے سے
سہلاتے سرخ ہوتی آنکھیں اس کے زرد پڑتے
چہرے پہ گاڑیں۔۔

وہ خبیث تمہارے لیے مجھ سے بہتر تھا۔۔ چہرا
چھوڑتے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔ زوہا کی
ٹانگیں لرز رہی تھیں۔۔

ب۔۔ بابا آئی ایم۔۔

سوری مت بولنا۔۔ صرف سوری سے کچھ ٹھیک نہیں
ہو سکتا۔۔ اس کا دل کر رہا تھا ایک تھپڑ لگائے اس
کے منہ پہ تاکہ اسے کچھ ہوش تو آئے۔۔

م۔۔ مجھے پتہ ہے آپ کو میرا قصور لگ رہا ہے۔۔ پر
آپ کو بھی پتہ اس نے ساوری کا بدلہ لیا مجھ سے

-- میں کیا کروں بابا۔۔ میں کیا۔۔ سسکیوں کے بیچ
اس کی آواز پھٹنے لگی تھی۔۔

یہ سزا مجھے کیوں ملی۔۔ ہچکیوں سے کہتے وہ رو دی۔۔
میرا کیا گناہ تھا۔۔ میں نے کیا کیا۔۔

اچھا۔۔ اب اس سب کا الزام بھی اس پہ ڈال دو۔۔
پچھلی بار جب تم بچی تھی نا تو صرف اس کی وجہ سے
ہی بچی تھی۔۔ اگر۔۔

پتہ ہے مجھے۔۔ آپ کی سادری بہت نیک پارسا ہے
۔۔ میں اس جیسی نہیں ہوں نا کبھی بن سکتی ہوں

-- جتنا وقت آپ نے اسے دیا ہے اگر اتنا آپ
مجھے دیتے تو شاید میں اب ٹھیک ہوتی۔۔ آپکو ہمیشہ
پہلے نمبر پہ ساوری کو رکھنا تھا۔۔ آپ نے اسے باپ
کی کمی نہیں محسوس ہونے دی۔۔ پر میرے پاس
زندہ باپ ہونے کے باوجود میں نے یتیموں جیسی
زندگی گزار دی۔۔

بکو اس بند کرو۔۔ اس کی دھاڑ نے زوہا کو ایک لمحے
میں خاموش کروایا۔۔ تم مجھے کہہ رہی ہو میں نے
تمہیں کچھ نہیں دیا۔۔

مجھے۔۔ اسے صدمہ ہوا تھا اس کی بات پہ۔۔ ہر جگہ
پہ میں جانتا تھا تم غلط ہو زوہا۔۔ جب وہ اس گھر میں
آئی تھی تم نے تب بھی اسے ناپسند کیا۔۔ جب وہ
تمہارے ساتھ سکول گئی تب بھی تم نے اسے برا
بنایا۔۔ تب بھی۔۔ میں نے کبھی تمہیں کچھ نہیں کہا
۔۔ بلکہ ساوری کو چپ کروا دیا۔۔ جو چیز اسے چاہیے
تھی وہ پہلے میں نے تمہیں دلائی ہے۔۔ جو اس کی
خواہشیں تھیں وہ پہلے میں نے تمہاری پوری کی ہیں
۔۔ تم اب بھی کہہ رہی ہو۔۔

ہر چیز۔۔ دی۔۔ پر وہ پیار نہیں دیا آپ نے۔۔۔ وہ
وقت نہیں دیا۔۔

کون سا وقت دیا ہے میں نے اسے۔۔ تم نے کہا تھا
وہ میرے کمرے میں نہیں رہے گی اسے نکال دیا

تمہیں وہ اس گھر میں نہیں چاہیے تھے اسے تمہاری
خاطر لیے گاؤں بھیجا۔۔ تم نے اپنی ماں کے ساتھ
مل کے اسے نقصان پہنچایا زوہا۔۔ میں نے پھر بھی
برداشت کیا کس لیے۔۔

زوبا خاموش ہو گئی۔۔

آج بھی اگر تم اس حالت میں کھڑی ہو تو اس کا
الزام بھی ساوری پہ۔۔ پتہ تم میں اور ساوری میں کیا
فرق ہے۔۔ اس کی آواز آہستہ ہو گئی تھی۔۔ شہد
رنگ آنکھیں سرخ ہونے کے ساتھ نم بھی تھیں۔۔
وہ مان لیتی ہے اور تم اکڑ جاتی ہو۔۔ تمہیں جب بھی
کسی چیز سے روکا میں نے تم نے اسکا الٹا کیا۔۔ اگر
تم میری بات مانتی نا تو آج یوں نا کھڑی ہوتی۔۔

زوہا اس کی باتیں سن رہی تھی۔۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ
رہا تھا۔۔

میں تمہارا باپ ہوں تمہیں کسی بھی حال میں نہیں
چھوڑ سکتا۔۔ ہمارا رشتہ ختم نہیں ہو سکتا۔۔ ل۔۔
لیکن میرے دل میں تمہارا وہ مقام نہیں رہا۔۔ اسے
دیکھتے واپس پلٹا۔۔ اسے لگا ہی کیوں تھا زوہا اس دھچکے
کے بعد ٹوٹ گئی ہو گی۔۔ وہ اب سدھر جائے گی۔۔
باہر نکلا تو سامنے رقیہ بیگم کھڑی تھیں۔۔

میری بات سنو۔۔ تیزی سے اس کی جانب بڑھیں پر
وہ ان کا ہاتھ جھٹکتے باہر آیا۔۔

بانک سٹارٹ کرتے کلائی سے آنکھوں کی دھند
صاف کی۔۔ کیوں زوہا کو سمجھ نہیں آتی تھی۔۔ بانک
کی سپیڈ بڑھائی اس کا رخ حویلی کی جانب تھا۔۔
پہلے وہ ساوری کے لیے گیا تھا اب زوہا کے لیے جا
رہا تھا۔۔

گیٹ کے پاس بانک روکتے اترے۔۔ گارڈ نے اسے
روکنا چاہا پر وہ اندر چلتا آیا۔۔

لیونگ روم میں داخل ہوا تو سامنے ہی سبٹین بیٹھا
تھا۔۔

سبٹین۔۔ تیزی سے اس کی جانب بڑھتے گریبان
سے پکڑتے کھڑا کیا۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔۔ میری بیٹی۔۔
ا۔۔ انکل۔۔ میری۔۔ بات سنیں میں۔۔

کیا سنو۔۔ اس سے پہلے کے وہ بولتا سالار کے بھاری
ہاتھ اس کے جبرے توڑ گیا۔۔ تمہیں ابھی اور اسی

وقت میری بیٹی سے نکاح کرنا ہے۔۔ پیٹ پہ بوٹ
کی نوک مارتے اسے دہرا کیا۔۔

م۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ س۔۔ سعد۔۔ میرے
دوست۔۔

بکو اس بند۔۔ نیچے جھکتے اسے واپس کھڑا کیا تمہاری
بکو اس پہ یقین کون کرے گا۔۔ اسے گھسیٹ کے باہر
نکلاتے لان تک لایا۔۔

سبطین اس سے چھوٹنے کے لیے ہاتھ پیر مار رہا تھا

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔ فہد صاحب لیونگ روم سے
دوڑتے ان کے پاس آئے۔۔

اپنے بیٹے کی بارات لانے کی تیاری کر لیں۔۔۔ نکاح
کرنے جا رہا ہے۔۔ سبطین تیزی سے کھڑا ہوا۔۔

ن۔۔ نو۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا انکل پلیز میرا یقین
کریں۔۔ وہ سب سعد نے کیا ہے بابا۔۔ ساتھ ہی فہد
کی جانب آیا۔۔ قسم سے بابا میرا یقین کریں۔۔

میرا دماغ خراب مت کرو۔۔ سالار نے جبرے بھینچے
ہوئے تھے۔۔ حلق کی رگیں پھڑپھڑاتے اس کے
تیش کا پتہ دیتی تھیں۔۔

ابھی اور اسی وقت تم میری بیٹی سے نکاح کرو گے
۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو تم سالار۔۔ پچھلی دفعہ چھوڑ دیا تو
کیا سمجھے ہر بار تم یوں تماشا لگاؤ گے۔۔

چھوڑا تو میں نے تھا آپ کے بیٹے کو اور بہت بڑی
غلطی کر دی تھی۔۔ مار دیتا تو آج یہ دن نا دیکھنا پڑتا

--

بابا۔۔ پلیز آپ میری بات سن لیں۔۔ سبب تین کچھ
زیادہ بزدل واقع ہوا تھا۔۔ خوف کے مارے اس کی
آواز ہی بمشکل نکل رہی تھی۔۔ م۔۔ میں نے ان کی
بیٹی کے ساتھ کچھ غلط نہیں کیا

ایک بار اس کی بات سن لو۔۔ سالار۔۔ اس کے بعد
تمہارا جو فیصلہ ہو گا ہمیں منظور ہو گا۔۔

سالار خاموش ہو گیا۔۔ پر مٹھیاں سختی سے بھینچے وہ
سببطين کو خون خوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

م۔۔ میں نے زوہا کو فارم ہاؤس بلایا تھا اور اس پہ
اٹ۔۔ ٹیک بھی۔۔ سالار کا چہرا دیکھتے رکا

ل۔۔ لیکن۔۔ وہ۔۔ کمرے میں بند ہو گئی اور اس
کمرے میں میرا دوست تھا سعد۔۔ اس نے۔۔ زوہا
کے ساتھ۔۔

ہا۔۔ یہ دوست کی کہانی تم نے نئی ایجاد کر لی ہے
۔۔ پہلے تو کوئی ایسا دوست نہیں تھا۔۔

ا۔ آپ کو کیا پتہ میرے دوستوں کا۔۔

تم جیسے غلیظ لوگوں کے ساتھ غلاظت ہی لپٹتی ہے

۔۔ اپنے اس دوست کو یہیں بلاؤ فوراً۔۔

اندر کی طرف قدم بڑھاتے سبطین کو حکم دیا۔۔

فہد بھی اس کے پیچھے اندر چلا آیا۔۔ سالار صوفی پہ

ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔۔ گلے کی معدوم ہوتی ہڈی

کچھ زیادہ گہری ہو گئی تھی۔۔

انتظار مشکل تھا لیکن دس منٹ میں ہی سعد حاضر ہو

چکا تھا۔۔

اسلام و علیکم انکل۔۔ سالار کو دیکھتے بڑے ادب سے
کہا۔۔ اس کا پر سکون انداز دیکھتے سالار کا خون کھول
اٹھا تھا وہیں بیٹھے ایک مکا اس کے جھکے سر پہ
رسید کیا۔۔

تم نے میری بیٹی۔۔

میں آپ کی بیٹی سے نکاح کروں گا۔۔ اور پوری
عزت سے کروں گا۔۔ مضبوط انداز میں کہتے اس
نے اس جھانپڑ کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔

زوہا کے ساتھ جو بھی ہوا بہت برا ہوا۔۔ لیکن۔۔ اگر
وہ سب سببیں کرتا تو شاید آپ کہیں منہ دکھانے
کے قابل نہ رہتے۔۔

منہ دکھانے کے قابل تو اب بھی نہیں چھوڑا تم نے
۔۔

اب آپ پہ منحصر ہے آپ کیا کریں گے
۔۔ وہ۔ مسکرایا۔۔ سالار کو اس کی مسکراہٹ تیش دلا
گئی تھی مٹھیاں سختی سے بھینچتے نتھنے پھلائے۔۔
میری ایک شرط ہے۔۔۔

ہونہہ تمہای شرط۔۔ اب کوئی شرط رکھنا بنتا نہیں
ہے۔۔

آپ کو ساوری کو طلاق دینی بڑے گی۔۔ سینے پہ بازو
باندھے سالار کی سرخ آنکھوں میں دیکھا۔۔

اچھا۔۔ تحمل سے کہتے سالار مسکرا دیا۔۔ اور تم سمجھتے
ہو تمہاری یہ شرط مان لوں گا۔۔

یا تو بیٹی کی بدنامی۔۔ یا طلاق۔۔۔

میرے لیے۔۔ دونوں ہی نا منظور ہیں۔۔ میرج بیٹی
سے آج اور اسی وقت تم نکاح کرو گے۔۔۔

ہمت ہے تو کروا کے دیکھ لیں۔۔

سالار سر ہلاتے کھڑا ہوا۔۔ ٹھیک ہے۔۔ میری بیٹی کی
شادی تم سے ہو گی۔۔ چاہے مجھے خود ہی بارات
کیوں نالانی پڑے۔۔ تیزی سے چلتے باہر نکلا۔۔
ساوری سالار کو چھوڑنا تو نا ممکن ہے۔۔ البتہ تمہیں
میرا داماد بننے کا شرف ضرور حاصل ہو گا۔۔
اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے چیلنج کیا پھر
لبے لبے ڈگ بھرتے باہر نکل آیا

ساوری کب سے اسے لینڈ لائن سے کال کر رہی
تھی۔۔۔ پر وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔۔۔ پریشانی سے اس کا
حلق سوکھنے لگا تھا۔۔۔

ساوری۔۔۔ پریشان نا ہو۔۔۔ آجائیں گے سر۔۔۔ آنٹی نے
اسے کب سے ایسے پھرتے دیکھ کے ٹوکا
آجائیں گے۔۔۔ لیکن مجھے ٹینشن ہو رہی ہے۔۔۔ ساتھ
لے جاتے۔۔۔ اسے رونا آرہا تھا۔۔۔ عشاء کی اذانیں ہو
چکی تھیں۔۔۔ اور سالار کا کچھ پتہ نہیں تھا۔۔۔ اس نے

کہا تھا وہ گاؤں جا رہا ہے پر ساوری کو لگا تھا وہ
مراق کر رہا ہے۔۔

کچھ دیر ایسے ہی ٹہلتی رہی۔۔ پھر جا کے داجی کا نمبر
ڈائل کیا۔۔ انہوں نے کال ریسیو کر لی تھی۔۔
اسلام و علیکم داجی۔۔ کیسے ہیں۔۔

میں ٹھیک ہوں بیٹا تم بتاؤ۔ کیسی ہو۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں۔ وہ پوچھنا تھا ہی آئے ہیں
گاؤں۔۔ شرمندہ ہوتے کہا۔۔ وہ کیا سوچتے سالار
اسے بتائے بنا چلا آیا تھا۔۔

ہاں۔۔ کام گیا ہے کہیں۔۔ کیوں خیریت ہے نا۔۔

جی جی۔۔ خیریت ہی ہے۔۔ ان کو فون کر رہی تھی

تو وہ اٹھا نہیں رہے تھے اس لیے پوچھا۔۔

پتہ نہیں کون سا ارجنٹ کام تھا۔۔ کب سے گیا ہے

ابھی تک نہیں لوٹا۔۔

اوکے۔۔ جب آئیں تو انہیں کہیے گا وہ مجھے کال

کریں۔ میں ویٹ کروں گی۔۔

اوکے۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔ داجی نے کال بند کر دی

۔۔ رقیہ ان کے ساتھ والی چار پائی پہ لیٹی تھیں اور

زوہا اپنے روم میں تھی۔۔ ہادی بھی اپنے روم میں ہی
تھا۔۔ اس کا موڈ جب سے زوہا آئی تھی اس وقت
سے خراب تھا۔۔

اسے بھی زوہا پہ غصہ تھا۔۔ جب وہ جا رہی تھی تب
ہادی نے اسے فورس کیا تھا وہ بھی اس کے ساتھ آتا
ہے بے شک وہ اندر اکیلے چلی جاتی۔۔ پر اس نے
ایک نہیں سنی تھی۔۔ ہادی کو ذرا بھی علم ہوتا تو وہ
اسے کبھی جانے ہی نا دیتا۔۔ پر اب کیا ہو سکتا تھا۔۔

رات گیارہ بجے سالار واپس آیا تھا۔ داجی اور دادو سو رہے تھے۔۔

اپنے روم میں آتے ہادی کو دیکھا۔۔ وہ اس کا کیمرہ یوز کرتا تھا۔۔

اپنا موبائل پاکٹ سے نکال کے چارج پہ لگایا یہ بھی دیکھنا ضروری نہیں سمجھا کے کس کی کال آئی ہے یا کوئی امپورٹنٹ میسج بھی ہو سکتا ہے۔۔

اپنا کفر ٹر اٹھا کے وہیں صوفے پہ لیٹ گیا۔۔ سینے پہ
بازو باندھے آنکھیں موندیں تو ساوری کا چہرہ لہرایا

--

زوبا کہتی تھی وہ ہمیشہ ساوری کو اس پہ فوقیت دیتا
ہے۔۔ کوئی اس سے پوچھتا کب کب اس نے ساوری
کا دل مارا تھا۔۔ جب زوبا اسے اور ساوری کو سکول
ڈراپ کرنے جاتا تھا تب ہمیشہ زوبا ضد کرتی تھی وہ
درمیان میں بیٹھے گی سالار کے پیچھے۔۔ اور سالار

اسے بیٹھنے دیتا تھا۔۔ ساوری کی شکل دیکھنے والی ہوتی
تھی۔۔۔ پر وہ کرتا تھا۔۔

ٹیپ اس نے زوہا کو لا کے دیا تھا۔۔ لیپ ٹاپ اس
کے پاس تھا موبائل بھی اس کے پاس تھا۔۔ اور
ساوری کے پاس بس جیولری تھی۔۔ ان ہیلر تھے
لپسٹک تھی۔۔ ہاں ایک چیز پہ وہ اس کے لیے کھلا
خرچ کرتا تھا اور وہ تھے اس کے لزیزہ کے ڈبے
۔۔ اداسی میں بھی سوچتے مسکرایا۔۔ وہ پاگل تھی۔۔
بلکل پاگل۔۔ ایک عرصے تک لوگ تھک جاتے

ایک چیز کے استعمال تھے۔۔ پر سآوری نہیں تھکی
تھی۔۔ اسے وہ چاہیے تھے ہر حال میں ہر جگہ۔۔
کب اسے سوچتے سوچتے آنکھ لگی پتہ ہی نہیں چلا۔۔

ساری رات زوہانے جاگ کے گزاری تھی۔۔ اگلے
دن صبح سالار اس کے روم میں آیا تھا اور اس نے
جو اسے کہا تھا جان نکالنے کے لیے کافی تھا۔۔
سالار اس کے سامنے آ کے بیٹھا۔۔

میں تمہیں کوئی سزا نہیں دے سکتا زوہا خان۔۔ اور نا
چھوڑ سکتا ہوں اس لمحے۔۔ بیکاز میں تمہارا باپ ہوں
۔۔ پر۔۔ اگر تمہاری جگہ ساوری ہوتی تو آئی سوئیر
اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کرتا۔۔

زوہا سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔ اس کے پاس کہنے کو کچھ
بھی نہیں تھا۔۔

جس نے سب کیا ہے اس کے ساتھ تمہارا نکاح ہو
گا آج شام تک۔۔ تیار رہنا اور کوئی گڑ بڑ نہیں
چاہیے مجھے۔۔

ل۔۔ لیکن بابا میں اس سے شادی نہیں کر سکتی۔۔

تو پھر کس سے کرو گی۔۔ کون تمہارے لیے گھوڑے
پہ آئے گا۔۔ لہجے میں طنز تھا۔۔

مجھے نہیں پتہ۔۔ پر بابا مجھے نہیں کرنا۔۔ میں کہیں
چھپ جاؤں گی پلیز۔۔

تمہارے چھپنے سے کچھ نہیں ہو گا۔۔ تم نہیں سمجھو
کی زمانے کی اونچ نیچ کو۔۔ یہ خبر پھیلی تو سب سے
پہلے میری جانب انگلیاں اٹھیں گی زوہا۔۔ میں ہر گز
برداشت نہیں کر سکتا۔۔

میرے نکاح سے کیا ہو گا۔ انگلیاں تو پھر بھی
اٹھیں گی نا۔

ہاں۔۔ لیکن ان کا رخ سعد کی طرف ہو گا۔ جو اس
گناہ میں ملوث تھا زوہا تم سے پوچھ نہیں رہا بتا رہا
ہوں میں۔۔ جبرے بھینچتے اسے غصے سے دیکھا۔

خدا کا واسطہ ہے اب کی بار میرا مان رکھ لینا۔ اس
کے سامنے ہاتھ جوڑتے تیش سے دیکھا۔۔ زوہا کپکپا
گئی۔۔ تیزی سے اٹھتے اس کے ہاتھ تھامنے چاہے تو
سالار نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیے۔

پھر ایک قہر بھری نظر اس پہ ڈالتے باہر نکل گیا

زوبا وہیں کھڑی رہی۔۔

سالار باہر نکلتے داجی سے ملا پھر دادو کو اور ہادی کو
ساری بات سمجھا کے واپس اسلام آباد کے لیے نکل
گیا۔۔

اس کے زخموں کی کیا حالت تھی اسے کوئی اندازہ
نہیں تھا نا کھول کے دیکھا تھا۔۔ بس درد ہوا تھا لیکن
اس درد سے کم تھا جو زوبا نے اسے دیا تھا۔۔

وہ گھر جانے کی بجائے سائٹ پہ آیا تھا جہاں ان کا
کنسٹرکشن کا کام چل رہا تھا۔

چھ روم تھے۔ جن کی چھتیں ابھی نہیں بنی تھیں۔
بانک مطلوبہ کمرے کے سامنے روکتے اترے۔

اندر داخل ہوتے آدمی کو باہر جانے کو کہا۔ سامنے
سعد چئیر پہ رسیوں سے جکڑا بے ہوش پڑا تھا۔
اسے ہوش نہیں آیا۔

آیا تھا سر لیکن پھر سے بے ہوش کر دیا۔ وہاں دو
گارڈ اور بھی تھے۔

ٹھیک ہے۔۔

ایک کرسی لے آیا تو اس پہ بیٹھتے گارڈز کو بھی باہر
جانے کا اشارہ کیا۔۔

وہ اس کا چہرا بغور دیکھ رہا تھا۔۔ گھنی داڑھی اور گھنی
مونچھیں۔۔ وہ کوئی بائیس تیس سال کا نوجوان تھا۔۔
غور سے دیکھنے پہ اسے کہیں کلک ہوا تھا۔۔

وہ کون تھا۔۔ سعد تھا۔۔ اسے شاید سالار نے کہیں
دیکھا تھا۔۔ پر کہاں۔۔ دماغ پہ زور دیتے جو چہرا
اس کے سامنے آیا تھا حیران کر گیا۔۔ وہ سعد نہیں

زیب تھا۔۔ زیب۔۔ شبنم کا بیٹا۔۔ ساوری کی پھوپھی شبنم

--

آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا۔۔ تو اسی لیے وہ
اسے ساوری سے طلاق دلوانا چاہتا تھا۔ ایک دم
غصہ عود کے آیا۔ اٹھ کے اس کے قریب آتے
چہرا اوپر اٹھایا۔۔

زیب شاہ۔۔ مجھے تم انڈر اسٹیمیٹ کر رہے تھے
۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہارے کہنے پہ ساوری کو
چھوڑ دوں گا۔۔ طنزیہ ہنسا۔۔

اسے ہوش میں لاؤ۔۔ اس کا چہرا جھٹکتے زور سے

دھاڑا۔۔ باہر کھڑے گارڈ فوراً اندر آئے تھے۔۔

اسے ہوش میں لاؤ ابھی۔۔ باہر نکلتے ان کو حکم دیا۔۔

گارڈز نے ایک ہی پانی کی بالٹی پھینکی تھی اور زیب

عرف سعد ہڑبڑا کے ہوش میں آیا۔۔

سالار دو منٹ بعد اندر آیا تو وہ مکمل ہوش میں خود

کو چھڑوانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ اپنی کرسی کے

پیچھے کھڑے ہوتے اسے دیکھ کے مسکرایا

کیسے ہو مسٹر زیب شاہ۔۔ بازو کرسی کی بیک پہ رکھتے
جھکا۔۔

سعد کو جھٹکا لگا تھا نام پہ۔۔

شاک لگا۔۔ بٹ میں پہچان گیا تمہیں۔۔ وہ دھیمے
سے ہنسا۔۔

زیب کے ہاتھوں کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔۔ ساوری
کو پانے کی خواہش ابھی دل سے نکلی نہیں ہے
تمہارے۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے۔۔ میں ساوری کو چھوڑ کے
تمہارے حوالے کر دوں گا۔۔

نہیں بیٹا۔۔ تم غلط سوچ رہے ہو تم میرے داماد بننے
کی سوچو اب۔۔ کتنا مزہ آئے گا نا۔۔ جس سے تمہیں
شادی کرنی تھی۔۔ وہ تمہاری ساس بن جائے گی۔۔
گھوم کے آتے چمیر پہ بیٹھا۔۔ یار۔۔ مطلب تم پہ تو
ہاتھ اٹھانے کا من بھی نہیں کر رہا تھا۔۔ اب اپنوں
پہ کون ہاتھ اٹھاتا ہے۔۔ پیچھے ٹیک لگاتے پاؤں اس
کی گود میں رکھتے ٹانگوں کی قینچی بنائی۔۔

آپ کی بیٹی سے تو ہر گز میں شادی نہیں کروں گا
۔۔ چاہے جو بھی ہو جائے۔۔ اس کے چمکتے شوز پہ
نظر ڈالتے زیب نے دانت پیسے۔۔

آہاں۔۔ جو ممکن نا ہو وہ زبان سے نہیں نکالتے۔۔
شام تک اپنا ماسنڈ بنا لو۔۔ زوہا بھی تب تک آ جائے
گی۔۔ پاؤں جھلاتے وہ اسے ٹیس کر رہا تھا۔۔ پھر
اٹھتے سیدھا ہوا۔۔

اگر شام کو تماشا کیا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔ امید ہے
پچھلی مار ابھی بھولے نہیں ہو گے۔۔ اس کے گال

تھپھپاتے اٹھ گیا۔۔ باہر نکلتے ایک تپی ہوئی
مسکراہٹ اس کی طرف اچھالنا نہیں بھولا تھا
۔۔ زیب غصے سے بھنا کے رہ گیا۔۔

شام تک اسے پھر سے بے ہوش کر دیا گیا تھا
۔۔ رات سات بجے سالار ہادی اور زوہا وہاں آئے
تھے ساتھ نکاح خواں۔۔ اسی بنا چھت والے کمرے
میں زوہا کا نکاح زیب سے ہوا تھا۔۔ وہ شخص جیسے وہ
جانتی تک نہیں تھی۔۔ اس کے نام باندھ دی گئی
تھی۔۔

اپنی اصلی پہچان کے ساتھ باہر نکلنا زیب شاہ۔۔ امید
ہے تمہیں اچھا لگے گا۔۔

زوہا خاموش تھی اب اس کا کوئی حق بھی نہیں بنتا تھا
تڑی دکھانے کا۔۔

نکاح کے بعد زیب کو چھوڑ دیا گیا تھا۔۔

آپ کی بیٹی سے شادی تو کبھی بھی نہیں کروں گا
۔۔ چاہے مر جاؤں۔۔

دیکھتے ہیں۔۔ سلار مطمئن تھا۔۔

رات گئے وہ تینوں گھر واپس آئے تھے۔۔ ساوری
اس روم شفٹ پرپوزل کے بعد سالار کے روم میں
ہی سو رہی تھی۔۔ ابھی بھی وہ روم میں آیا تو ساوری
بنا کمفرٹر کے ہی سو رہی تھی۔۔

سالار کل سے انہیں کپڑوں میں تھا۔۔ اسے بنا
ڈیسٹرب کیسے پہلے فریش ہوا۔۔ پھر اس کے پاس آیا
۔۔ اس نے بھی بینڈج نہیں اتاری تھی ابھی تک

-- اس کے قریب بیٹھتے سلیوز ٹھیک کر کے اوپر

اٹھائی۔۔ زخم کی حالت کا معائنہ کرتے ساوری کا چہرا

دیکھا۔۔۔ پہلے وہ لیفٹ سائڈ کروٹ لیتی تھی آج

رائٹ سائڈ پہ تھی۔۔

ساوری۔۔۔ اس کا ہاتھ تھامتے ہونٹوں سے لگایا۔۔

جی۔۔ پلکیں ہلکی سی لرزیں۔۔

تم جاگ رہی ہو۔۔ سالار نے اس کا چہرا دیکھتے
گھورا۔۔

جی۔۔ آنکھیں ہنوز بند تھیں۔۔

ٹھیک ہے اٹھو پھر تمہاری بینڈ تاج کر دوں۔۔ اس کی
کمر میں ہاتھ ڈالتے بٹھانا چاہا تو ساوری نے اس کا بازو
جھٹک دیا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ کو میری فکر کرنے کی
ضرورت نہیں ہے

اچھا آنکھیں تو کھولو۔۔ مبہم سا مسکرایا۔۔ وہ اس کے
رابطہ نا کرنے پہ یقینا ناراض تھی۔۔

نو۔۔ میں سو رہی ہوں آپ جائیں۔۔ منہ پھلاتے تکیے
کے نیچے دبایا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ وہ اس کے پاس سے اٹھتے اپنی سائڈ کی
طرف آیا۔۔ ساوری نے ایک آنکھ کھول کے اسے
دیکھا۔۔ پورے اٹھائیس گھنٹے چھپن منٹ اٹھائیس
سیکنڈ بعد اسے دیکھ رہی تھی وہ بھی ایک آنکھ سے

سالار جھک کے فرسٹ ایڈ باکس نکال رہا تھا۔۔ پھر
اپنی طرف سے تکیہ اٹھاتے واپس اس کے پاس آیا
--

شرافت سے اٹھ جاؤ ساوری بے بی۔۔ میں تمہارے
ساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہتا۔

پر ساوری بے بی ٹس سے مس نہیں ہوئی۔۔ سالار
نے کچھ دیر ٹھہر کے اسے دیکھا پھر تکیہ بیڈ کراؤن
کے ساتھ سیٹ کرتے فرسٹ ایڈ بوکس سائنڈ ٹیبل
پر رکھا۔۔

سآوری سختی سے آنکھیں بند کیے لیٹی تھی جب اسے
اپنے بلی بٹن پر لمس کا احساس ہوا۔۔ وہ سانس

روک گئی۔۔ سالار کی انگلی ڈائمنڈ کو رب کر رہی تھی
اچانک اسے پکڑتے ہلکا سا کھینچا۔۔

ااہ۔۔۔ تکلیف سے آنکھیں کھولتے سالار کو دیکھا
۔۔ جو اسے آنکھوں میں خمار لیے دیکھ رہا تھا۔۔

اٹھ جاؤ۔۔ اب اس پہ نرمی سے انگوٹھا رب کرتے
جیسے درد کا اثر زائل کرنے کی کوشش کی۔۔

م۔۔ میں کرواتی ہوں۔۔۔ ساوری حلق تر کرتے
سیدھی ہوئی

سالار کی آنکھیں ابھی بھی چمک رہی تھیں۔۔ اگے
جھکتے باکس اٹھا کے مطلوبہ چیزیں نکالیں۔۔ سیزر سے
پرانی پٹی کاٹ کے الگ کی۔۔

ساوری اس کے ہاتھوں کی جانب منہ بسورے دیکھ
رہی تھی۔۔

آج سارا دن کیا کیا ہے۔۔ احتیاط سے زخم صاف
کرتے اس کا دھیان بھٹکایا۔۔

جو بھی کیا ہے آپ کو کیا۔۔ آنکھوں میں ہلکی سی نمی
تیر رہی تھی۔۔

مجھے مس نہیں کیا۔۔ ڈیٹول میں کاٹن بھگوتے ایک
نظر اس کے چہرے پہ ڈالی۔۔

نہیں۔۔ میرے پاس فالتو ٹائم نہیں ہے۔۔ ساوری نے
ہلکی سی سسکی لیتے اس کا ہاتھ ہٹانا چاہا۔۔ ایک دم درد
میں اضافہ ہوا تھا۔۔

اچھا۔۔ میں تو سوچ رہا تھا تم نے گھنٹے منٹ اور سیکنڈ
بھی گن لیے ہونگے۔۔ وہ نرمی سے کاٹن رب کرتے
اس کا بازو ہاتھ میں لیے ہوئے تھا۔۔

میں الٹے سیدھے کام نہیں کرتی۔۔

اٹے تو کرتی ہو پر سیدھے کاموں والی بات درست
کہی۔۔ بازو آرام سے رکھتے کاٹن ٹریش باکس کی
طرف اچھالا جو سیدھا اس کے اندر گیا تھا۔۔

آپ کو کیا۔۔ بازو صاف ہو گیا تو ساوری نے تکیہ
پیچھے سے کھسکاتے سر اپنے تکیے پہ رکھا۔۔

اب سو جاؤ صبح دیکھوں گا تمہیں۔۔ فرسٹ ایڈ باکس
اٹھا کے بند کرتے سالار نے ساوری کو گھورا۔۔

ساوری کا منہ ابھی پھولا ہوا تھا۔۔

میں نے کھانا نہیں کھایا ابھی تک۔۔ وہ ہاتھ دھو کے
واپس آیا تو ساوری نے اسے دیکھا۔۔

کل سے۔۔ انی برو اچکاتے ٹاول ایزی چئیر کی بیک پہ
لٹکایا۔۔

بھاڑ میں جائیں۔۔ کمفرٹر سیدھا کرتے خود کو اندر چھپا
لیا۔۔ اسے شدت سے رونا آرہا تھا۔۔ اس کا دل کر
رہا تھا سالار سے باتیں کرنے کا اور وہ اسے ایڈیٹیوڈ
دکھا رہا تھا۔۔

محبت بھی سوکھی سوکھی ہے۔۔ آنکھیں غصے سے میچتے
اس کے چہرے کے تاثرات صاف ظاہر ہو رہے
تھے۔۔

بھوک لگی ہے تو کھا لیتے ہیں ابھی۔۔ سالار نے آنے
کے سامنے اتے اسے دیکھا۔۔
نہیں ہے۔۔ سو جائیں۔۔

اچھا۔۔ تو مجھے یہ ٹھاٹھا کی آوازیں کہاں سے آرہی
ہیں پھر۔۔ لوشن انگلیوں پہ مسلتے گالوں اور ماتھے پہ
تھپتھپاتے مسکراہٹ چھپائی۔۔

کون سی۔۔ مجھے تو نہیں آرہی۔۔ ساوری نے چہرا باہر
نکالتے آس پاس دیکھا۔۔

مجھے لگتا ہے تمہارے پیٹ میں چوہے ڈانس کر رہے
ہیں۔۔

ساوی نے بے ساختہ اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھا۔۔
نہیں تو۔۔

ہاں تو۔۔ سنو ذرا۔۔ قمیض کے بازو فولڈ کرتے پاس
آیا۔۔

ساوری تیزی سے اٹھ کے سائڈ پہ ہوئی۔۔ اس کا
کوئی پتہ نہیں تھا پھر سے بلی بٹن پہ ہاتھ رکھ کے
بیٹھ جاتا۔۔ اور اسے ابھی درد ہوتا تھا وہاں۔۔
سونے دو۔۔۔

نو۔۔ مجھے نہیں ارہی آپ کو بھی نہیں آئے گی۔۔
اٹھ کے دوسری طرف جاتے خوف سے اسے
دیکھا۔۔

اچھا۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔ اجاو کھانا کھاتے ہیں۔۔ مجھے
بھی بھوک لگی ہے۔۔

نہیں۔۔

کیا نہیں نہیں۔۔ اجاؤ۔۔ میں نے کل سے کچھ نہیں
کھایا۔۔

جھوٹ نا بولیں۔۔ اس کے تکیے پہ انگلیوں کے پور
مسلتے گھورا۔۔

میں بڑی تھا۔۔ ٹائم نہیں ملا کھانا کھانے کا سچ میں
۔۔ وہ گھوم کے اس کے پاس آیا اور ہاتھ تھامتے چلنے
کا کہا۔۔ ساوری اداس چہرے کے ساتھ سلیپرز پہن
کے اس کے ساتھ باہر آئی۔۔

زوبا کے روم کی لائٹ جل رہی تھی۔۔

زوبا آگئی ہے اور ہادی بھیا بھی۔۔

ہاں۔۔ دونوں آگئے ہیں۔۔ اس کے لیے چئیر پیچھے
کرتے بیٹھنے کا کہا۔۔

ساوری بیٹھی تو وہ کچن سے کھانا نکال کے لایا۔۔ یہ
لوگ اتنے جلدی کیوں آئے۔۔ نوالہ لیتے پوچھا۔۔
تھوڑی سی لمبی سٹوی ہے پھر کبھی بتاؤں گا۔۔ سالار
بھی کھانا کھانے لگا۔۔ اسے بھوک نہیں تھی پر
ساوری کے لیے۔۔

ابھی بتا دیں۔۔

سالار نوالہ لے رہا تھا اسے واپس پلیٹ میں رکھتے
بازو آگے ہو کے ٹیبل پہ رکھے۔۔

زوبا کا نکاح ہو گیا ہے۔۔ اسی سلسلے میں گیا تھا۔۔
سچ میں۔۔

ہاں۔۔ پھر سالار نے اسے ساری بات بتائی سوائے
فارم ہاوس والی کے۔۔

زیب بھائی زوبا کو کہاں مل گئے۔۔ اسے حیرت تھی

شادی پہ ملا تھا شاید۔۔

ساوری کو پوری بات ہضم نہیں ہوئی پر سالار بتا رہا
تھا تو ٹھیک ہی بتا رہا ہو گا۔۔

جب تک ساوری کھانا کھاتی رہی سالار اس سے باتیں
کرتا رہا۔۔

کھانا کھا کے برتن ساوری نے ہی اٹھائے تھے۔۔
آپ نے تو کھایا ہی نہیں۔۔ آخر پہ جا کے اسے خیال
آیا۔۔

میں کھا کے آیا تھا۔۔

واہ واہ۔۔ اور اپنی بیوی کا خیال ہی نہیں۔۔ اس نے تو
خود پوچھا بھی نہیں میں نے کھانا کھایا یا نہیں۔۔
دوبارہ سب یاد آیا۔۔

تم نے کون سا پوچھا ہے میرے زخم کیسے ہیں۔۔
سالار نے بھی اسے بتایا۔۔

ہاں تو میں کون سا آپ سے پیار کرتی ہوں۔۔ آپ
تو کرتے ہیں نا۔۔

تو تمہیں میری فکر نہیں ہے۔۔
نہیں۔۔ آپ کو جیسے نہیں ہے۔۔

مجھے نہیں ہے۔۔ سالار نے ایسے گھورا جیسے واقع۔۔
تمہیں ایسا لگتا ہے۔۔

ہاں۔۔ نہیں ہے۔۔ بلکل بھی نہیں ہے۔۔ اگر ہوتی تو
آپ مجھ سے پوچھتے۔۔ میں نے کچھ کھایا یا نہیں۔۔
آپ خود کھا کے آگئے۔۔ میری طرح بھوکے بھی رہ
سکتے تھے۔۔۔۔

میں تمہارے لیے بھوکا بھی رہ سکتا ہوں۔۔ اس کی
گردن پہ ہتھیلی جماتے ذرا سا جھکا۔۔

تمہارے منہ سے نکلا ہوا بھی کھا سکتا ہوں۔۔

اور اپنی سفید قمیض سے تمہارا منہ بھی صاف کر سکتا
ہوں۔۔ اس کے ہونٹوں پہ لگی نمی انگوٹھے سے مس
کرتے اس کی لرزتی پلکیں دیکھیں۔۔ ایک دم سے
جیسے ماحول میں فسوں سا طاری ہو گیا تھا۔۔

سالار نے اگے ہو کے اس کے سرخ ہوتے گال پہ
نرمی سے لب رکھے۔۔

ساوری کی گردن میں خود بخود خم آگیا تھا۔۔ ایک
عجیب سا غرور۔۔ چاہے جانے کا۔۔ وہ سالار کی تمام
چاہتوں کی تمام محبت کی اکیلی وارث تھی۔۔

تمہارے آگے میرے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔۔
ہونٹوں کی نمی اسے ڈسٹریکٹ کر رہی تھی۔۔۔ خود
پہ ضبط کرتے ہاتھ ہٹا لیا۔۔

چلو اب سو جاتے ہیں۔۔ ساوری کے چہرے پہ پھلتے
رنگ سالار کو مسمرائیز کر رہے تھے اس سے پہلے
کے وہ ایک بار پھر بہکتا اٹھ گیا۔۔

سآوری کا ہاتھ تھامتے چمیر سے کھڑا کیا۔۔

سآوری ٹرانس کی کیفیت میں اس کے ساتھ اندر آئی
تھی۔۔

سالار نے اس کا ہاتھ چھوڑا تو اسے لگا جیسے ساری دنیا
چھوٹ گئی ہے۔۔۔ بے ساختہ اپنے اور اس کے ہاتھ
کی جانب دیکھا۔۔۔ سالار دروازہ بند کر رہا تھا۔۔

چلو سو جاو۔۔۔ میں بھی تھکا ہوا ہوں۔۔۔ اس کی کمر پہ
ہتھیلی رکھتے اس کی جگہ کی طرف بھیجا۔۔۔ ساوری
دروازے کی سائڈ پہ سوتی تھی۔۔۔ اور سالار دوسری
طرف۔۔۔

وہ اپنی طرف آ کے لیٹ گئی۔۔۔ سالار نے بھی لیٹتے
لائٹ بند کی۔۔۔

ساوری کچھ دیر اندھیرے میں آنکھیں مانوس کرنے
کی کوشش کرتی رہی پھر اپنی جگہ سے سرکتے سالار
کے سینے پہ سر رکھا۔۔۔

آپ نے میری کال کیوں نہیں اٹھائی تھی۔۔ ایک
گال اس کے سینے پہ رکھتے ناراضگی سے پوچھا۔۔

دور رہو مجھ سے اس کا ہاتھ اٹھاتے گھورنا چاہا۔۔

کیوں۔۔ اس نے اور زیادہ خود کو اس میں سمویا۔۔

پھر تم میرا جنون سہہ نہی سکو گی۔۔ رونے لگ جانا

ہے تم نے۔۔ اس کا چہرا اٹھاتے گھورا۔۔

نہی۔۔ روں گی۔۔ سیدھے ہوتے کلائیاں اس کے سینے
پہ ٹکائی۔۔ سالار نے نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھا
۔۔

میں آپ کی تھکن سمیٹ لوں۔۔ وہ اس سے اجازت
مانگ رہی تھی اور سالار کی آنکھوں میں خمار بھر رہا
تھا۔۔ ایک دم سے رخ بدلتے اسے اپنے نیچے کیا۔۔

تم میں سمیٹنے کی اتنی طاقت نہیں ہے۔۔ کیوں
میرے جذبات جگاتی ہو۔۔ اس کے ہونٹ قید کرتے
شدت سے کاٹا۔۔ ساوری سسک اٹھی۔۔

ہ۔۔۔ہی۔۔۔ہونٹ پہ ہاتھ رکھتے اسے گھورا۔۔

تو مت آؤ قریب۔۔۔منع کیا تھا۔۔۔اس کے بالوں میں

ہاتھ ڈالتے پیچھے کھینچے تو ساوری کا چہرا اوپر اٹھا

۔۔۔جھک کے گردن پہ ابھری ہوئی ہڈی پہ دانت

گاڑتے سالار نے زور سے بانٹ کیا۔۔۔سآوری نے

آنکھیں میچتے درد برداشت کیا تھا۔۔

اپنی جان عذاب میں ڈال لی ہے۔۔۔اب خوش ہو

اسے چھوڑتے واپس سیدھا ہوا۔۔۔سآوری بس اتنے سے

ہی مرنے والی ہو گئی تھی۔۔ سرخ ہوتے دھڑکنیں
سمیٹیں۔۔۔ اویں شیر کی کھچار میں ہاتھ ڈال دیا تھا۔۔
سالار کروٹ بدلتے اس کی طرف سے آنکھیں پھیر
گیا۔۔ کچھ دیر بعد ساوری بھی سو گئی تھی

رات کے تین بجے خوف سے اس کی آنکھ کھلی۔۔
گردن اور ماتھا مکمل پسینے میں بھگے ہوئے تھے۔۔ اٹھ
کے بیٹھتے سائڈ ٹیبل سے پانی اٹھا کے ہونٹوں سے
لگایا۔۔

وہ لمحہ اسے نہیں بھولتا تھا۔۔ جب وہ سببٹین سے ڈر
کے بھاگی تھی اور سعد کے چنگل میں پھنس گئی تھی
۔۔ اسے نفرت تھی اس انسان سے۔۔ چہرہ ہاتھوں
میں چھپاتے گہرا سانس لیا۔۔

وہ اسے دونوں ہاتھ سے سختی سے پکڑے ہوئے تھا
۔۔ پھر اسے ایک ہاتھ سے قابو کرتے اس کی شرٹ
پھاڑی۔۔ زوہا خود کو بچانے کی کوشش کرتی رہی۔۔ پر
وہ اپنا جھلستا لمس اس کی گردن پہ کندھوں پہ چھوڑتا
رہا۔۔ اس کے ہاتھ زوہا کے پورے جسم کا طواف کر

رہے تھے۔۔ جب پھر اس نے اسے نیچے پھینکا تھا
۔۔ اور وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔۔ اس کے بعد اس
کے ساتھ کیا ہوا تھا اسے کچھ یاد نہیں تھا۔۔
جب دوبارہ آنکھ کھلی تو وہ اپنے گھر میں تھی۔۔
اس کے ساتھ اتنا کچھ ہو گیا تھا ان کچھ دنوں میں
۔۔۔ گھٹنے فولڈ کرتے سر ٹکایا۔۔ سب اپنی زندگیوں
میں نارمل تھے۔۔ بس اس کا سب کچھ بدل گیا
تھا۔۔ سارے فساد کی جڑ ساوری تھی اور بھگت وہ
رہی تھی۔۔ اس کا دل کر رہا تھا وہ اونچا اونچا روئے

-- اس کے پاس کوئی نہیں تھا جس کے کندھے پہ وہ
سر رکھتی۔۔ جسے بتاتی اسے کتنا برا لگ رہا ہے وہ کتنے
درد میں ہے کتنی تکلیف میں ہے۔۔ کوئی نہیں تھا جو
اسے راستہ بتاتا جو اسے حوصلہ دیتا۔۔ اس کا باپ
بھی ساوری کا شوہر تھا بس۔۔

اس کے پاس ماں نہیں تھی۔۔ اگر ہوتی وہ اس سے
کھل کے پوچھتی۔۔ اسے بتاتی۔۔ اس کے پاس بھائی
اور باپ تھے تو بس نام کے۔۔ جنہیں ہمیشہ عزت کی
پرواہ ہوتی تھی۔۔ جنہیں اپنی عزت بچانی تھی وہ کبھی

سینے سے لگا کے نہیں پوچھتے تم تکلیف میں تو نہیں
ہو۔۔ تمہیں کیسا محسوس ہو رہا ہے۔۔ تم میرے گلے
لگ کے رو سکتی اپنا غم نکال سکتی ہو۔۔ اپنا غبار مجھے
بتاؤ میں سنو۔۔

آنکھیں رو رو سو ج گئی تھیں۔۔ سانس مدھم پڑ گئی پر
۔۔ سر گھٹنوں پہ ٹکائے صبح ہو گئی۔۔

آٹھ بجے کے قریب ہادی اس کے پاس آیا تھا
۔۔ نظریں جھکائے۔۔ اس کی نظریں کیوں جھکی تھیں
وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔ چہرے کے تاثرات

شرمندہ کر دینے والے تھے۔۔ زوہا بھی سر جھکا گئی
۔۔

آئی ایم سوری۔۔ اس کے پاس آ کے بیٹھتے پتہ نہیں
کیسے ہادی نے کہا تھا۔۔

کیوں۔۔ زوہا ایسے مسکرائی جیسے ہونٹ بھی رو رہے
ہوں۔۔

کیونکہ میں نے تمہیں اکیلے جانے دیا۔۔ اگر اس
وقت میں تمہاری ضد نامانتا تو آج شاید تم سیو ہوتی
۔۔

اب کیا فائدہ بھایا۔۔ جو ہونا تھا ہو گیا۔۔ گہرا سانس
لیتے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔۔ میری قسمت میں یہ
سب لکھا تھا۔۔

ہادی خاموش رہا اس کے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔
ہادی کی جگہ اگر اس کی بہن ہوتی تو زوہا اس سے
ایسے بات نا کر رہی ہوتی۔۔ بلکہ اس کے سامنے بلک
بلک کے روتی اپنے دل کو پھاڑ دیتی۔۔ آنسو خشک کر
لیتی پر پھر وہی۔۔ بہن نہیں تھی نا۔۔

ہادی کچھ دیر اس کے پاس بیٹھ کے چلا گیا۔۔

زوہا کو لگا وہ اس کی میت پہ تعزیت کے لیے آیا تھا
--

ناشتے کی ٹیبل پہ ساوری سالار اور ہادی تھے۔۔۔۔

زوہا نہیں آئی۔۔ سالار نے ہادی کو دیکھا۔۔

نہیں۔۔ وہ سو رہی ہے۔۔ اس نے جھوٹ بولا۔۔

میں دیکھوں۔۔ ساوری نے سالار کو دیکھتے پوچھا۔۔

اس کے خیال میں زوہا نکاح کی وجہ سے ناراض ہو
گی۔۔

ہمم سالار نے سر ہلایا تو وہ اٹھ کے اندر آئی۔۔

زوہا تکیے سے سر ٹکائے چھت کو گھور رہی تھی
-- آہٹ پہ نظر پھیرتے اسے دیکھا۔۔ پھر سیدھی
ہوئی۔۔

تم نے ناشتہ نہیں کرنا۔۔ ساوری نے بغور اس کا چہرا
جانچا روئی روئی سرخ آنکھیں بہت کچھ بیان کر رہی
تھیں۔۔

بھوک نہیں ہے۔۔ گلا کنکھارتے جواب دیا۔۔
تھوڑا سا ناشتہ کر لو۔۔ آجاو۔۔ ہاتھ بڑھاتے اسے
اٹھانا چاہا تو زوہا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔ پھر ایک

جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچتے گردن اپنے پنچوں
میں دبائی۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے تم میری ماں ہو جو میں تمہاری
بات مان لوں گی۔۔ آنکھوں میں لہو اتر آیا۔۔ ساوری
خود سے سفید پڑی تھی۔۔

تم اور تمہارا خاندان مجھے جونک کی طرح چمٹ گئے
ہیں۔۔ لیکن یاد رکھنا۔۔ ایک لمحہ بھی تمہیں خوش
نہیں رہنے دوں گی۔۔ جھٹکے سے اسے دور پھینکتے
حقارت اور غصے سے پھنکاری۔۔ یہ اپنی جھوٹی

ہمدردیاں اور گندا چہرہ لے کے دفعہ ہو جاؤ میرے
سامنے سے۔۔ ورنہ ایک منٹ نہیں لگے گا تمہیں
طلاق دلوانے میں۔۔۔

ساوری کا سانس رکنے لگا۔۔ خوف سے آنکھیں حد
سے زیادہ پھیل گئی تھیں۔۔ زوہا اتنی نفرت کرتی تھی
اس سے۔۔ گلے پہ ہاتھ رکھتے پیچھے قدم لیے۔۔ پھر
تیزی سے بھاگتے باہر نکلی۔۔ سالار اور ہادی دوسری
طرف منہ کر کے بیٹھے تھے۔۔ جلدی سے گھرے

سائنس لیتے سائنڈ کارنر پہ پڑا ان ہیلر اٹھا کے ہونٹوں
سے لگایا۔۔

زوہا کو کیا ہو گیا تھا۔۔ اوف خوف سے کپکپاتے
ہاتھوں سے چہرے کا پسینہ صاف کیا۔۔

پھر خود کو کمپوز کرتے سالار کے پاس آئی۔۔

و۔۔ وہ کہہ رہی ہے۔۔ اسے۔۔ ناشتہ نہیں کرنا۔۔

نظریں جھکاتے تیزی سے کہا اور اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی
۔۔ ہادی تو اسے دیکھ نہیں رہا تھا لیکن سالار اس کے
چہرے پہ اڑتی ہوا یاں دیکھ کے ٹھٹھکا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ تم کرو ناشتہ۔۔ کچھ پوچھے بنا کپکپاتے
ہاتھ دیکھے۔۔ وہ باقاعدہ لرز رہی تھی۔۔

جلدی سے ناشتہ کرتے جوس کا گلاس اپنے اندر
انڈیلا۔۔ رنگ لمحوں میں پھیکا پڑ گیا تھا جیسے۔۔

سالار نے آفس جانا تھا پر ارادہ ترک کرتے وہیں
ٹک کے بیٹھا رہا۔ ہادی ناشتہ کر کے دوست کی طرف
چلا گیا تو ساوری کی طرف متوجہ ہوا۔۔

زوہا سو رہی تھی۔۔ ٹیبل پہ بازو رکھتے وہ سٹریٹ اور
بلا کا سنجیدہ تھا۔۔

اس کی انداز پہ ساوری کی ریڑھ کی ہڈی سنسا اٹھی
--

ن۔۔ نہیں۔۔ وہ جھوٹ نہیں بول پائی۔۔

کیا کہا ہے اس نے۔۔

ک۔۔ کچھ نہیں بس۔۔ و۔۔ وہ اس نے مجھے دھمکی
دی ہے وہ مجھے آپکے ساتھ رہنے نہیں دے گی۔۔
اس کے چہرے کے تاثرات اتنے سخت تھے کہ
سآوری کو سچ بتانا پڑا۔۔

اور تمہیں میں نے کہا تھا اگر ڈرنا ہے تو صرف مجھ
سے۔۔

و۔۔ وہ آپ کی بیٹی ہے ہی۔۔ آنکھوں میں نمی لیے
اسے دیکھا۔۔

اٹھو۔۔ اور جا کے اس کے چہرے پہ تھپڑ مارو تا کہ
وہ اس نشے سے باہر نکلے کہ وہ تمہیں مجھ سے الگ
کر سکتی ہے۔۔

ن۔۔ نو۔۔

ساوری سالار خان ہو تم۔۔ میری بیوی۔۔ ایک دم
کھڑے ہوتے دھاڑا تھا۔۔ جو میں کہہ رہا ہوں۔۔ وہ
کرو۔۔ اس کا بازو پکڑ کے کھینچتے کھڑا کیا۔۔ ساوری
لڑکھڑا کے اس کے قریب آئی۔۔
ہبی۔۔ نہیں وہ۔۔۔

چلو۔۔ اسے اپنے آگے لگایا ساوری سے کچھ بولا ہی
نہیں گیا تھا۔۔ چپ چاپ اس کے آگے آگے تیزی
سے چلتے زوہا کے روم کا دروازہ کھولا۔

زوہا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ہوئے تھی۔۔ اسے
دیکھ کے غصے سے کھڑی ہوئی۔۔

اب کیا لینے آئی ہو۔۔ اسی اثناء سالار اس کے پیچھے
آگے کھڑا ہوا۔۔

ساوری۔۔۔ سرد منجمد کر دینے والی آواز نے ساوری
کو سکتے سے نکالا۔۔ اور تیزی سے آگے بڑھتے اس
نے پوری قوت سے اس کے چہرے پہ تھپڑ جڑ دیا

--

اپنے آپ کو سدھارنے کی بجائے تم اب بھی ساوری
کو بلیم کر رہی ہو۔۔ مجھے مجبور مت کرو میں
تمہارے بارے میں کوئی سخت فیصلہ کروں۔ ساوری
کا ہاتھ پکڑتے اپنے پیچھا کیا۔۔

آئندہ اسے دھمکانے سے پہلے ہزار بار سوچنا ورنہ
تھپڑ ساوری نہیں میں ماروں گا تمہیں۔۔ انڈر سٹینڈ
۔۔ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑتے انگلی اٹھا کے
وارن کیا۔۔ اپنا آپ درست کرنے کی بجائے تم الٹا
اس پہ الزام لگائے جا رہی ہو۔۔

اور تم۔۔ ساوری کو جھٹکے سے دوبارہ آگے کیا۔۔ ہر
کسی کے سامنے کانپنے نہیں لگ جاتے۔۔ اگر تم غلط
نہیں ہو تو سامنے والے کا منہ توڑ دو۔۔ بہت اچھا بننا
بھی کہیں کا نہیں رہنے دیتا۔ خاص طور پہ ایسے
لوگوں کے سامنے جو منہ میں ڈنک اور ہاتھوں میں
خنجر لے کے گھومتے ہوں۔۔

سآوری ساکت اسے دیکھ رہی تھی بس۔۔ اسے تو
اپنے اپ پہ یقین نہیں آرہا تھا کہ اس نے زوہا کو
تھپڑ مارا ہے۔۔

سالار ایک شعلہ بار نظر زوہا پہ ڈالتے ساوری کو اپنے
ساتھ باہر لے آیا۔۔۔

زوہا تمللا کے رہ گئی۔۔ ہاتھ ابھی تک گال پہ ٹکا تھا
۔۔ شدید غم و غصے میں اسے اور کچھ سمجھ نہیں آیا
۔۔ موبائل اٹھاتے سببٹین کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔
بیل جا رہی تھی۔۔ تیسری بیل پہ کال ریسپو ہوئی۔۔
ہیلو زوہا۔۔

نام مت لو میرا کمینے انسان۔۔ نتھنے پھڑپڑا رہے تھے
۔۔ اپنے اس بے غیرت دوست سے کہو ابھی آئے

اور آکے لے جائے مجھے یہاں سے۔۔ میری زندگی
حرام ہو گئی ہے اس کی وجہ سے۔۔ پھنکارتے کال
کاٹ دی۔۔ اب وہ وہاں ایک منٹ بھی نہیں رکنے
والی تھی۔۔ اپنی ضرورت کی چیزیں اٹھا کے پیک
کرنے لگی۔۔

دوسری طرف سالار ساوری کو روم میں لے آیا تھا
۔۔

تمہیں ابھی بھی ڈر لگتا ہے دوسروں سے۔۔ اسے بند
دروازے پہ پن کرتے ٹھوڑی دبوچی۔۔

آنکھوں میں پھر سے خوف اڈ کے آیا تھا۔

ایک بار کہی ہوئی بات تم بھی نہیں سمجھتی اس کی
انگلیاں بازو میں کھب سی گئیں تھیں۔۔ ساوری کا
سانس رکنے لگا۔

ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا اگر کوئی بھی تمہاری اوڑ
آنکھیں اٹھا کے دیکھے گا بھی نا تو اس کی آنکھیں
نکال لوں گا میں۔۔ جب تک میں زندہ ہوں تب
تک اپنی آنکھوں کا پھیلنا صرف میرے لیے
رکھنا۔۔۔

ساوری نے گہرا سانس لیا تو سینہ ابھر کے اونچا
ہوا۔۔۔

م۔۔ مجھے۔۔ سانس۔۔ لینی۔۔ اس کے جبرے ٹوٹ
رہے تھے پر سالار اسے چھوڑ ہی نہیں رہا تھا۔

مجھے بزدل عورتیں بالکل پسند نہیں ہیں۔۔ ایک جھٹکے
سے اسے چھوڑتے رخ بدلا۔۔ اس کا اپنا دوسرا ہاتھ
کانپ رہا تھا۔۔ ساوری کو کیسے وہ تکلیف دے سکتا
بھلا۔۔

پر اس نے پھر بھی پیچھے پلٹ کے نہیں دیکھا اور
سٹڈی روم میں چلا گیا۔۔۔ ساوری کے آنسو تواتر سے
بہہ رہے تھے۔۔۔ بمشکل سانس بحال کرتے بیڈ پہ
بیٹھی۔۔۔

پہلے زوہا اور پھر زوہا کا باپ۔۔۔۔ اس کا خون خشک
ہونے لگا تھا۔۔۔ وہ اس کے غصے سے واقف نہیں تھی
ابھی۔۔۔ سالار نے کبھی اس پہ غصہ کیا ہی کب تھا۔

ہی۔۔ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔ آنسو
صاف کرتے ٹھوڑی سہلائی جو درد سے سلگ رہی
تھی۔۔

سالار سارا دن روم میں بند ہی رہا۔۔ مغرب کے ٹائم
وہ باہر آیا تو کمرہ خالی تھا۔۔ اب تک غصہ بھی ختم ہو
چکا تھا۔۔ اپنے زخم پہ نظر ڈالی۔۔ پٹی وہ اتار چکا تھا
لیکن دوبارہ ڈیٹول سے صاف نہیں کیا تھا۔۔

ایسے ہی ٹشو سے اس کے اوپر آنے والی نمی کو ہلکا
ہلکا تھپتھاتے صاف کیا۔۔

پھر باہر آتے سامنے دیکھا لیونگ روم خالی تھا۔ انٹی
ایک طرف جانے کی تیاری کر رہی تھیں۔ ساوری
کے روم کی طرف آتے بیروڈ پہ ہاتھ پھیرتے درست
کیا۔

وہ یقیناً اس سے ناراض ہو گئی۔۔ موبائل پاکٹ میں
ڈالتے دروازہ کھولا۔

سآوری وہ اندر نہیں تھی۔

سآوری۔۔ باتھ روم بالکنی سب چیک کیا وہاں بھی
نہیں تھی۔

اچنبھے سے دیکھتے باہر آیا۔۔ سارے رومز دیکھے۔۔

زوبا کا روم لاک تھا۔۔

آنٹی بھی چلی گئی تھیں جو پوچھ لیتا۔۔ باہر لان میں
آتے گھر کے چاروں طرف دیکھا۔۔

ساوری۔۔ لب بھینچتے لاکٹ کی لوکیشن چک کی وہ
بھی اس کی کبڈ میں تھا۔۔

اوف وہ اسے کہاں ڈھونڈھتا۔۔ بانک کی طرف
آتے ہارن دیا تو گارڈ نے بھاگ کے دروازہ کھولا۔۔

ساتھ وہ جہاں جہاں امید تھی اسے وہاں وہاں
ڈھونڈتا آیا تھا۔۔ پھر کچھ سوچتے ارحم ساوری کے چچا
کو کال کی۔۔ وہ وہاں بھی نہیں تھی۔۔

کہاں جا سکتی ہو تم۔۔ غصے سے سوچتے آنکھیں بند کی
ساری رات پریشانی میں وہ پورے شہر کی سڑکیں
کھنگال چکا تھا۔۔ لیکن ساوری کو نہیں ملنا تھا وہ نہی ملی
۔۔

اس کے وہم گمان میں بھی نہیں تھا بس اتنا سا غصہ
اسے کتنی بڑی مصیبت میں ڈالنے والا تھا

زوہا دو دن سے سببطين کو کال کر رہی تھی۔۔ لیکن
اب وہ اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔

اس کے پاس سعد کا نمبر بھی نہیں تھا جو اس سے
ڈائریکٹ بات کرتی۔۔ موبائل سائڈ پہ رکھتے اٹھ کے
باہر آئی۔۔ سالار آفس کے لیے جا رہا تھا۔۔

بابا۔۔ اسے آواز دیتے روکا۔۔

ہوں۔۔ لیونگ روم کا دروازہ کھولتے کھولتے رکا۔۔

آپ کے پاس سعد کا نمبر ہے تو مجھے دے دیں۔۔

ابھی تو نہیں ہے آفس پہنچ کے سینڈ کر دوں

گا۔۔ اسکا چہرہ دیکھا۔۔ کچھ دنوں میں وہ کتنی مرجھا

گئی تھی۔۔ اس کے دل کو کچھ ہوا تھا جیسے۔۔ پر وہ

کیا کر سکتا تھا اس کا۔۔

سر جھٹکتے باہر نکل گیا۔۔ پھر گاڑی میں لیپ ٹاپ

رکھتے واپس آیا زوہا واپس روم میں جا چکی تھی۔۔

اس کے روم میں آتے دستک دی۔۔

کھلا ہے دروازہ۔۔ وہ موبائل پہ لگی تھی۔۔

سالار چلتا ہوا اس کے پاس آ کے بیٹھا۔۔

زوا حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

تمہیں مجھ سے کچھ کہنا ہے تو کہہ سکتی ہو۔۔ اس کی

آنکھوں میں دیکھا۔۔ جہاں اب بس ویرانی تھی۔۔

مجھے جو کہنا ہے آپ سن نہیں سکیں گے۔۔ سر

جھکاتے موبائل کی بند سکرین دیکھی۔۔

میں تمہیں سننے کے لیے ہی آیا ہوں بیٹا۔۔ تم بولو
۔۔ تھوڑا ایزی ہو کے بیٹھتے ٹانگ فولڈ کرتے رخ اس
کی جانب پھیرا۔۔

میں چھوٹی سی تھی جب ماما ہمیں چھوڑ کے گئی
تھیں۔۔ پھر بڑی مشکل سے آپ نے مجھے سنبھالا تھا
تب آپ نے ہمیں ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے
دی۔۔

ہوں۔۔ سالار اسے دیکھ رہا تھا۔۔

پر پھر جب ساوری ہمارے گھر آئی اس کے بعد میں
نے اپنے بابا کو بھی مکمل اپنا نہیں پایا۔ ماں تو دور
کی بات۔۔ تیرہ سال کی عمر سے میں نے آج تک
آپ سے کچھ بھی ویسا فیل نہیں کیا جیسا میں پہلے
کرتی تھی۔۔ آپ بٹ گئے تقسیم ہو گئے۔۔

مجھے نہیں پتہ بھیا کیسے برداشت کرتے ہیں۔۔ پر مجھ
سے نہیں ہوتا۔ میرے پاس کوئی نہیں ہے بابا۔۔ گلے
میں آنسوؤں کا پھندا اٹک گیا۔۔ اصولاً ساوری کو اکیلا

ہونا چاہیے تھا پر میں ہوں۔۔ بھایا یہاں سے صرف
ساوری کی وجہ سے گئے تھے میں جانتی ہوں۔۔

میں خود کو میچ نہیں کر پا رہی۔۔ مجھے نہی پتہ میرے
لیے کیا ٹھیک ہے کیا غلط۔۔ موبائل کی سکرین پہ دو
آنسو ایک ساتھ گرے۔۔ سالار کا چہرہ کرب سے
سرخ ہو رہا تھا۔۔

مجھے آپ سے کچھ مانگنا ہے۔۔ اگر آپ دے سکیں تو
بس آخری بار۔۔

سالار نے اس کا چہرا دیکھتے سر اثبات میں ہلایا۔۔

میں پھر سے صرف آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں
۔۔ مجھے آپ کا وقت چاہیے آپ کی مکمل توجہ۔۔ جہاں
صرف میں آپ اور بھایا ہوں۔۔ اور کوئی نہیں۔۔
سالار کی آنکھیں حیرت سے سکڑیں۔۔ زوہا اس کا
چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔

اگر آپ مجھے خوش دیکھنا چاہتے ہیں تو پلیز۔۔ ایک
بار صرف کچھ سال۔۔ پھر بے شک آپ ساوری کے
ساتھ رہیں۔۔ جب تک میری سٹڈیز کمپلیٹ نہیں
ہوئیں پلیز ساوری کو ہماری زندگیوں سے نکال دیں

-- بس تین سال-- اس کا چہرہ دیکھتے وہ رو رہی تھی
اور سالار سے انکار نہیں ہوا--

آپ بے شک کہیں یہ سب میری غلطی تھی-- لیکن
کہیں نا کہیں آپ بھی قصور وار ہیں-- اور ساوری
بھی--

اس کی بات پہ سالار نے بمشکل ضبط کیا تھا--
ٹھیک ہے-- وہ اس سے قربانی مانگ رہی تھی-- میں
ساوری کو چھوڑ دوں گا-- پر تم مجھ سے وعدہ کرو

گی آئندہ کبھی اسے نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں
کرو گی اور اس سے معافی مانگو گی۔۔

ٹھیک ہے بابا۔۔ وہ مسکرائی۔۔ میں ابھی معافی مانگنے
کے لیے تیار ہوں۔۔ میری ساوری سے کیا دشمنی اگر
آپ میرے پاس میرے ساتھ ہیں۔۔ اس کا ہاتھ
تھامتے ہونٹوں سے لگایا۔۔

سالار وہاں سے اٹھ کے باہر نکل آیا۔۔

ساوری ابھی سو رہی تھی۔۔ اس کا دل نہیں مان رہا
تھا ایک طرف اس کی بیٹی تھی۔۔ بے شکر وہ جیسی

بھی تھی تھی تو اس کی بیٹی اور ایک طرف ساوری
تھی۔۔ اسے خود سے دور کرنا۔۔ سمجھو ویران زندگی
جہاں نا کوئی خوشی نا مسکراہٹ۔۔ گاڑی تک کا فاصلہ
ہی بہت لمبا ہو گیا تھا۔۔

آفس میں بھی سارا دن اس کا دل نہیں لگا۔۔
ساوری کو اگر بھیجنا تھا تو وہ کہاں جاتی۔۔ اس کے
چاچو کے پاس تو ہر گز نہیں وہاں زیب کو موقع مل
جاتا۔۔

سٹڈیز کے لیے وہ اسے دوسرے کنٹری بھیج سکتا تھا
۔۔ آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے نمکین پانی کو انگلیوں کی
پوروں سے چننا۔۔

لیپ ٹاپ سامنے کرتے وہ کالج چیک کرنے لگا۔۔

رات کو کھانے کی ٹیبل پہ وہ تینوں بیٹھے تھے۔۔

میں تم دنوں کو اور کنٹری بھیج رہا ہوں۔۔ سالار نے
کھانا ختم کرتے چہرا نیپکین سے صاف کیا۔۔

ساوری کا نوالہ لیتا ہاتھ رکا۔۔ زوہا کو بھی حیرانگی ہوئی
تھی۔۔

مطلب۔۔ سمجھ نہی آیا ہی۔۔

تم دونوں یہاں رہ کے نہی پڑھو گی۔۔ صرف پاکستان
میں رہ کے تم سب نہی سیکھ سکتیں۔۔ سوچتے انہیں
دیکھا۔۔

کیا سیکھنا ہے ہم نے۔۔ ساوری کے ماتھے پہ شکنیں
اٹیں۔۔

بہت کچھ ہے۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اسے
کیسے کنوینس کرے گا۔۔ وہ ایک لمحہ بھی اس سے
دور نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔ وہ اسے تین سال کے
لیے خود سے کیسے الگ کر دیتا۔۔

زوہا کہاں جائے گی۔۔ ساوری نے اپنا نہیں پوچھا۔۔
زوہا استنبول۔۔ اور تم ملائیشیا۔۔

وہ سنجیدہ تھا۔۔ یا سفاک۔۔ ساوری کو تو وہ سفاکیت
ہی لگی۔۔

مجھے نہیں پڑھنا بس۔ ویسے بھی میں نے آگے پڑھ
کے کیا کرنا ہے ہی۔۔ اس نے پڑھائی ہی چھوڑ دی
۔۔

سالار نے گہری سانس لیتے زوہا کو دیکھا جس کے
ماٹھے پہ شکنیں آئی تھیں۔۔

زوہا تمہارا کیا ارادہ ہے۔۔

میں تو جاؤں گی۔۔ ویسے بھی یہاں رہنے کا کوئی فائدہ
نہیں ہے۔۔ منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے وہ اٹھ گئی۔۔

ساوری شرمندہ ہو گئی۔۔

کہیں اور جانا ضروری ہے یہی ہم یہاں بھی تو سٹڈی
کر رہے ہیں۔۔

یہاں تم دونوں لڑتی رہتی ہو۔۔ سالار کرسی گھسیٹ
کے کھڑا ہوا۔۔

بس لڑائی کی وجہ سے آپ ایسا کر رہے ہیں یہ تو
کوئی وجہ نا ہوئی۔۔ وہ ابھی تک نوالہ ہاتھ میں لیے
بیٹھی تھی۔۔

میں تنگ آگیا ہوں تم دونوں کو سمجھا سمجھا کے۔۔ نا
اس کی سائنڈ لے سکتا ہوں نا اس کی۔۔

تو جو ٹھیک ہو اس کی سائیڈ لے لیا کریں۔۔

لی تھی۔۔ پھر اس کی شکل دیکھی ہے تم نے۔۔ وہ

بھی میرا خون ہے اسے ہر وقت تکلیف نہیں پہنچا
سکتا۔۔۔

ساوری خاموش ہو گئی۔۔ نوالہ واپس پلیٹ میں رکھتے

چہرہ اداسی میں لپٹ گیا۔۔ سالار اٹھ کے اپنے روم

میں چلا گیا تھا۔۔

مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔۔ ضدی انداز میں سوچتے وہ

بھی اپنے پرانے کمرے میں چلی گئی۔۔

رات کو وہ سالار کے روم میں نہیں گئی تھی۔۔ اور نا
ہی سالار اسے لینے آیا تھا۔۔

صبح ناشتے کے ٹیبل پہ صرف زوہا اور سالار ہی تھے
۔۔

مجھے کیوں بھیجنا ہے۔۔ پھر فائدہ۔۔ اگر آپ سے دور
ہی رہنا ہے تو۔۔

تمہیں نہیں بھیج رہا۔۔ بس ساوری کو ایسا لگے اس
لیے کہا تھا۔۔ سالار کا موڈ کافی خراب تھا۔۔

اور ساوری جو اپنے روم سے نکل رہی تھی سالار کی
بات پہ الجھ کے دیکھا۔۔۔ وہ ناشتہ کر رہے تھے۔۔
تو اسے پتہ نہیں چلے گا کیا۔۔ پھر کیا کریں گے۔۔
تب کی تب دیکھی جائے گی۔۔ آج اس کے
ڈاکو مینٹس جمع کرواؤں گا اس کا پاسپورٹ بننے میں
کچھ دن لگیں گے۔۔ تب تک راضی ہو جائے گی۔۔
دو چار نوالے زہر مار کرتے وہ اٹھ گیا۔۔ ساوری
ابھی تک وہیں بت بنی کھڑی تھی۔۔

یعنی سالار اور زوہا ملے ہوئے تھے۔۔ وہ بس صرف
اسے بھیج رہے تھے۔۔ دل ڈوب گیا۔۔ بے یقینی سی
تھی۔۔ بھلا اس کے ہبی اسے خود سے الگ کیسے کر
سکتے تھے۔۔ تیزی سے اٹھ آنے والے آنسوؤں کو اندر
دھکیلا۔۔

اسے ہبی سے بات کرنی چاہیے۔۔ دل بے چینی سے
پھٹنے لگا تھا۔۔ تیزی سے باہر آئی پر وہ جا چکا تھا۔۔
تمہیں کیا مسئلہ ہے زوہا۔۔ تم کیوں مجھے ہبی کے
ساتھ نہیں رہنے دینا چاہتی۔۔ میں تمہارا منہ توڑ

دوں گی اگر مجھے یہاں سے جانا پڑا تو بتا رہی ہوں۔۔
اسے خونخوار انداز سے دیکھتے وہ چیخی۔۔

زوہا تسلی سے ناشتہ کرتی رہی۔۔

میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا۔۔ کیوں میرے ساتھ
ایسے کر رہی ہو۔۔

زوہا طنزیہ مسکراتے کھڑی ہوئی۔۔ تم نے پتہ ہے کیا
کیا ہے۔۔ تم نے مجھ سے وہ ایک رشتہ بھی چھین لیا
جو میرے پاس بچا تھا۔۔ تو اب میں تمہیں بھی ان
کے ساتھ نہیں رہنے دوں گی۔۔

بس تمہارا پاسپورٹ بن جائے گا دو تین دنوں میں
۔۔ پھر میں سکون سے اپنے بابا کے ساتھ رہوں گی
۔۔

ساوری کا دل جیسے وہ مٹھی میں مسل رہی تھی۔۔
نہیں جاؤں گی میں کہیں بھی۔۔ اور دیکھنا اب ہی
سے کہوں گی وہ تمہاری شادی کر دیں گے زیب
بھائی سے۔۔ رہنے تو تمہیں بھی نہیں دوں گی ہی
کے ساتھ۔۔ اشتعال سے پھرتے آگے ائی اور اس
کے بال ہاتھوں میں پکڑتے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔

ساوری۔۔ زوہا کراہتے چیخنی۔۔ چھوڑو میرے بال۔۔
ایک لمحے میں وہ اس کا۔ حلیہ بگاڑ چکی تھی۔۔

میرے اور میرے ہی کے بیچ آنا چھوڑ دو۔۔ اسے
چھوڑتے پیچھے پھینکا تو زوہا لڑکھڑا کے پیچھے ہوئی۔۔
تم۔۔۔ زوہا سنبھلتے اس کی طرف بڑھی جب ساوری
نے مکا بناتے سیدھا اس کے کندھے پہ جڑا۔ وہ بلبلا
اٹھی۔۔

گھر میں ان دونوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا جو انہیں
چھڑواتا۔۔۔

تم۔۔۔ میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔۔۔ زوہانے
ڈائنگ ٹیبل پہ بڑا سپون سٹینڈ اٹھا کے اس کی
طرف اچھالا تو وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں سائڈ
پہ ہوئی۔۔۔ چھن کی آواز سے سارے سپون اور
فراک بکھرے۔۔۔

میں نہیں جاؤں گی کہیں بھی۔۔۔ پاسپورٹ کے
ٹکڑے کر دوں گی۔۔۔ پاؤں پٹختے وہ رونے لگی۔۔۔ زوہا
کو اس پہ شدید غصہ آرہا تھا پر اس کے رونے پہ خود
پہ کنٹرول کیا۔۔۔

پاسپوٹ پھاڑو گی نا۔۔ اس کے قریب آتے نیچے
بیٹھتی ساوری کو اوپر اٹھایا۔۔ میں تمہارا گلا دبا کے ان
سے الگ کر دوں گی۔۔ جب بازوؤں سے پکڑنے پہ
بھی وہ اوپر نا اٹھی تو زوہا اس کے سامنے نیچے بیٹھی
۔۔

چڑیل کی طرح چمٹی ہوئی ہو ان کے ساتھ انہیں کچھ
اور دکھتا ہی نہیں ہے۔۔

بہت اچھا کرتے ہیں وہ نہیں دیکھتے۔۔ بندے کی
شکلیں بھی تو ہوں نا دیکھنے والی۔۔ زوہا گھٹنے کے بل

بیٹھی تھی ساوری نے ہاتھ مارتے اسے پیچھے دھکا دیا

--

زوبا جو اس پہ ترس کھانے والی تھی اس کی اس
حرکت پہ ایک بار پھر غصہ عود کے آیا۔

تم مر کیوں نہیں جاتی۔۔ پیچھے ہاتھ رکھتے اتنا اونچا
چیخنی کے درو دیوار ہل گئے۔۔

جب تک تمہیں نہیں مار دیتی نہیں مروں گی
۔۔ ساوری رونے کے ساتھ لڑ بھی رہی تھی۔۔

پھنکارتے ایک بار پھر اس کے بال پکڑ کے زور سے
کھینچے اور سالار کے روم کی طرف بھاگ گئی۔۔
زوہا درد سے سر پہ ہاتھ رکھے بس رو دینے کو تھی۔۔
میں بابا کو بتاؤں گی تم نے مارا ہے مجھے۔۔ وہیں
گھٹنوں میں منہ دیتے بچوں کی طرح رونے لگی۔۔
کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا وہ بڑی ہو چکی ہیں
۔۔ اور دنوں نکاح شدہ ہیں

آج آفس میں کام زیادہ تھا جس وجہ سے وہ لیٹ
نکل رہا تھا۔۔ لیپ ٹاپ بند کر کے ہاتھ میں پکڑا
موبائل اٹھایا اور باہر نکل آیا۔۔

بہت سارے لوگ جا چکے تھے اور کچھ ابھی باقی
تھے۔۔

اللہ حافظ سر۔۔

حفظہ جو نیو اپوائنٹمنٹ تھی اس نے سالار کو دیکھتے
اللہ حافظ کہا۔۔

سالار سر ہلاتے تیزی سے آگے بڑھ گیا۔۔

مجھے لگتا ہے سر ڈسٹرب ہیں۔۔ پاس بیٹھے واجد کو
مخاطب کرتے گوسپ کی۔۔

کیا پتہ شاید ہوں۔۔

ہم حفظہ بھی کندھے اچکاتے کام میں مصروف ہو گئی
۔۔

سالار گھر پہنچا گاڑی پورچ میں کھڑی کی۔۔

اندر کی طرف آتے دروازہ کھولا تو پاؤں کے نیچے
کوئی چیز آئی۔۔

پھر نیچے جھک کے چیچ اٹھا لیا جو اس کے پاؤں کے
نیچے آیا تھا۔۔

ذرا ذرا فاصلے پہ بہت سارے کانٹے اور چیچ بکھرے
تھے۔ حیرت سے آگے آتے کمروں کے بند
دروازے دیکھے۔۔

لیپ ٹاپ وہیں لاؤنج میں صوفے رکھتے اپنے روم
کی طرف بڑھا دروازہ کھولنا چاہا تو لاک تھا۔۔
ساوری دروازہ کھولو۔۔ اس کے علاوہ اور کون ہو سکتا
تھا۔۔۔

ساوری جو اس کی منتظر ہی تھی۔۔ جلدی سے اٹھ
کے دروازہ کھولا۔۔ اور سیدھی اس کے سینے سے آ
لگی۔۔

مجھے نہیں رہنا آپ کے بنا۔۔ اس کے گرد حصار
سخت کرتے وہ سالار کو ساکت کر گئی۔۔

پلیز ہی مجھے مت چھوڑیں۔۔ آنکھوں سے پانی بہتے
گال اور سالار کی شرٹ بھگونے لگا تو سالار نے بے
اختیار اس کی پشت پہ ہاتھ رکھتے خود میں محسوس کیا

مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے ہمیشہ آپ کے ساتھ
پلیز۔۔ روتے سر اوپر اٹھا کے رحم طلب نظروں سے
اس کا چہرہ دیکھا۔۔

ساوری۔۔ میری جان۔۔ اس کی آنکھوں پہ لب رکھتے
ایک ہاتھ سے دروازہ بند کیا۔۔ ہم الگ تھوڑی ہونگے
۔۔ بس دور ہونگے۔۔ تم اچھے سے پڑھ لکھ جاؤ گی تو
میں تمہارے بابا کے سامنے سر خرو ہو جاؤں گا
۔۔ اسے پیار سے سمجھایا۔۔

نہی ہوں گے سرخرو۔۔ بابا آپ سے پوچھیں گے میں
خوش تھی یا نہیں تو پھر۔۔ آپ کیا جواب دیں گے
۔۔ اسی کے انداز میں جواب دیا۔۔

مجھے نہیں جانا بس۔۔ میں بتا رہی ہوں۔۔ اپنے آنسو
رگڑتے پیچھے ہٹی۔۔

اگر زوہا کو مجھ سے تکلیف ہے تو آپ اس کی شادی
کر دیں ویسے بھی زیب بھائی سے اس کا نکاح ہو گیا

--

پتہ نہیں تم دونوں کی دشمنی کہاں تک جائے گی
۔۔ اسے دوبارہ اپنے ساتھ لگاتے خوشبو اپنے اندر
اتاری۔۔

ساوری بھی سوں سوں کرتے خاموش ہو گئی۔۔
کچھ دیر ایسے کھڑے رہنے کے بعد پیچھے ہوئی۔۔
آپ چینج کر لیں۔۔ پھر ہم پھپھو کے پاس جائیں گے
۔۔ خود ہی فیصلہ کیا۔۔

پھپھو کے پاس کیوں جائیں گے۔۔ سالار نے اپنا
کوٹ اتار کے سائڈ پہ رکھا۔۔ پھر کف لنکس نکال
کے ڈریسنگ ٹیبل پہ پھینکے۔۔

ان کو کہیں گے وہ اتنی بہو لے جائیں وہ ہمیں تنگ
کرتی ہے۔۔ آج بھی اس نے مجھے مارنے کی کوشش
کی۔۔ باہر سپون کا ڈھیر دیکھ رہے ہیں وہ پورا اٹھا
کے اس نے مارا۔۔

ک۔۔ کیا۔۔ سالار شرٹ کے بٹن کھولتے کھولتے
صدے میں گیا۔۔

ہاں جی۔۔ یقین نہیں تو پوچھ لیں۔۔

ساوری۔۔ اگر یہ جھوٹ ہے تو بس کرو۔۔

آپ جا کے پوچھ لیں۔۔ برا سامنہ بنایا۔۔ سالار کچھ

دیر اسے دیکھتا رہا پھر باہر نکلا۔۔ زوہا کے روم میں

آتے دستک دی۔۔ ساوری بھی اس کے پیچھے آئی

تھی دروازہ کھلا تو زوہا کا رورو کے برا حال ہوا تھا۔۔

بابا۔۔ وہ بھی ساوری کے انداز میں اس کے سینے سے

آکے لگی۔۔ ساوری نے مجھے مارا ہے یہ دیکھیں

میرے سارے بال کھینچ دیئے ہیں اس نے۔۔ شدت
سے روتے آواز اونچی ہوئی۔۔

کس نے کسے مارا ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔ زوہا
کو الگ کرتے دونوں کو گھورا۔۔

اس نے۔۔ دونوں نے ایک ساتھ ایک دوسرے کی
طرف اشارہ کیا۔۔

بابا اس نے مارا ہے۔۔ مجھے نہیں رہنا اس چڑیل کے
ساتھ۔۔ وہ پھر سے بچوں کی طرح شروع ہو چکی
تھیں۔۔

تم لوگوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے بس اور کچھ نہیں
سالار نے سرد انداز میں دونوں کو گھورا۔

میرا نہیں آپ کی بیٹی کا ہوا ہے۔۔ جانتی ہوں یہی
آپ کو کہتی ہے مجھے یہاں سے بھیج دیں۔۔ میں
کیوں جاؤں۔۔ اسے تکلیف ہے یہ جائے۔۔ آنسو پیتے
ہلکی آواز میں چیخی۔۔

تم میرے بابا کی زندگی میں آئی ہو بعد میں تمہیں
جانا ہے مجھے نہیں۔۔

بس۔۔۔ بس کر دو۔۔ سالار کے دھاڑنے دونوں کو

جامد کیا۔۔ کوئی کچھ نہیں بولے گا۔۔

اور جو میں کہوں گا وہ دنوں کو ماننا ہے۔۔

دونوں کی شکلیں رونے والی بنی ہوئی تھیں۔۔

ساوری سٹڈی کے لیے باہر جائے گی اور زوہار خست

ہو کے اپنے شوہر کے پاس۔۔ وہاں جا کے اپنی

پڑھائی مکمل کرنا۔۔ شعلہ بار آنکھوں سے دونوں کو

گھورا۔۔ اور اب کسی نے چوں چراں کی تو زبان کھینچ

لوں گا دونوں کا دماغ خراب کیا ہوا ہے دونوں کے

تماشے ہی ختم نہیں ہوتے۔۔ دونوں پہ سخت نظریں
ڈالتے وہ اپنے روم کی طرف پلٹ گیا۔۔

ساوری اور زوہا دونوں چپ ہو گئی تھیں۔۔

اور پھر جتنے دن ساوری کا پاسپورٹ بننے میں لگے
اتنے ہی دن زوہا کا جہیز بننے میں۔۔

وہ دونوں ایک ہی دن رخصت ہوئی تھیں۔۔ ایک
ملائیشا کی طرف۔۔ اور ایک پیاگھر

وہ اپنے روم میں کپڑے نکال رہی تھی۔۔۔ جب دس
سالہ مرزا اس کے روم میں داخل ہوئی۔۔ (مرزا
) ارحم کی بیٹی

آپی۔۔ سالار انکل بلا رہے ہیں آپ کو۔۔
کیوں۔۔

مجھے کیا پتہ۔۔ ایسے ہی باہر چلی گئی۔۔

ساوری دوپٹہ اٹھا کے سر پہ لیتے باہر آئی۔۔ سب
لوگ اے ہوئے تھے۔۔ آج زوہا اور زیب کے لیے

دن رکھنا تھا ان لوگوں نے اور زیب کا کوئی آتا پتہ
نہیں تھا۔۔

شبم پھپھو ناک منہ چڑھا کے ضرور بیٹھی تھیں لیکن
اپنے بیٹے کے کرتوت سے بھی نالاں تھیں۔۔
بیٹھو یہاں۔۔ سنجیدگی سے ساوری کو دیکھتے اپنے
قریب بیٹھنے کا کہا۔۔

ساوری اس سے بات نہیں کر رہی تھی اس دن سے
لیکن ان کے سامنے اسے بولنا پڑتا تھا۔۔ زوہا سے تو
ویسے ہی دشمنی چل رہی تھی۔۔

اسفر انگل (زبب کے بابا) نے مسکرا کے انہیں دیکھا
--

میں نے سنا ہے اگر بڑی عمر کے مرد کو چھوٹی عمر کی
لڑکی ملے تو وہ اسے بہت خوش رکھتا ہے۔۔ سالار کو
دیکھتے شرارتا پوچھا تو ساوری نے برا سا منہ بنایا۔۔ تم
بتاؤ ہماری بیٹی کو خوش رکھ رہے ہونا۔۔

سالار نے گردن ٹیڑھی کرتے ساوری کو دیکھا۔۔
یہ تو آپ کو ساوری ہی بتا سکتی ہے۔۔

ہاں بہت زیادہ۔۔ ساری خواہشیں پوری ہوتی ہیں

۔۔ ساوری نے تپے ہوئے انداز میں اسے دیکھا۔۔

سلار بڑی مہارت سے مسکراہٹ چھپا گیا تھا۔۔ یہاں

تک کے کوئی خواہش نا بھی ہو تب بھی زبردستی

خواہشیں پوری کی جاتیں ہیں۔۔ وہ طنز کر رہی تھی

--

ہاں۔۔ بلکل۔۔ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے قریب کیا۔۔

ساوری نے سٹپٹ کے سب کو دیکھا۔۔ وہ اس کے

ہاتھ کو نہیں دیکھ رہے تھے۔۔

اب رکھ بھی دیں ڈیٹ۔۔ بمشکل مسکراتے اپنی
گھبراہٹ چھپانی چاہی سب کے سامنے اگر کوئی دیکھ
لیتا تو۔۔ نا محسوس طریقے سے اس کے ہاتھ پہ اپنا
ہاتھ رکھا تاکہ اس کی انگلیاں نظر نا آئیں۔۔
ہاں۔۔ بچیس تاریخ کو بارات لائیں گے۔۔ تب تک
زیب بھی اجائے گا ان شاء اللہ۔۔ پھپھو نے ہی کہا
۔۔

ڈیٹ فکس ہونے پہ سب کا منہ میٹھا کیا گیا تھا۔۔ پھر
زوہا کی ساس اس سے روم میں ملنے گئیں۔۔ سب

خوش گپیوں میں مصروف فھے اور ساوری کی کمر پہ
شدید پسینہ آیا ہوا تھا جہاں سالار کا بازو تھا۔ اٹھنے
کی کوشش کی تو سالار کی گرفت سخت ہوئی۔

مجھے چھوڑیں۔ دانت پستے ٹیڑھی آنکھ سے گھورا۔

چھوڑنے کے کیے تھوڑی پکڑا ہے۔ ہلکا سا جھکتے اس

کے کان میں گھمبیر آواز گھلی تو وہ ساوری مٹھیاں

بھینچ گئی۔ پتہ نہیں آج کل اسے کیوں اتنا غصہ آرہا

تھا۔ خاص طور پہ سالار پر۔ جو اسے کسی کھاتے

میں ہی نہیں لا رہا تھا۔

جب تک وہ سب جانے کے لیے نہیں اٹھے سالار
اس کی کمر پہ ظلم کرتا ہی رہا۔۔ ان کے جاتے ہی
ساوری نے اسے ایسے گھور کے دیکھا جیسے ابھی کچا
چبا جائے گی۔۔

آپ کو کیا تکلیف ہو رہی تھی سب کے سامنے۔۔
موقع ملا تھا سوچا فائدہ اٹھا لوں۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اب آپ کو یہ سب حرکتیں
کرنے کی۔۔ میرے قریب نا آیا کریں۔۔ غصے سے

کہتے ٹیبل پہ رکھیں خالی پلیٹیں اٹھائی اور کچن میں
رکھنے چلی گئی۔۔ سالار موبائل یوز کر رہا تھا۔۔

اب کچھ دن رہ گئے ہیں۔۔ اب تو راضی ہو جاؤ۔۔
میں ناراض ہی نہیں ہوں۔۔

وہ سنجیدہ ہوئی۔۔

اچھا تو میں ایسے ہی سمجھ رہا تھا۔۔

ناراض ان سے ہوتے ہیں جن سے کوئی تعلق واسطہ
ہو۔۔ اور آپ میرے سوائے ہر بینڈ کے کچھ نہیں
لگتے۔۔ مٹھائی کی ٹوکری اٹھاتے منہ پھولا ہوا تھا۔۔

سوائے ہر بینڈ کے۔۔ سالار نے مسکراہٹ ضبط کی۔۔
آپ مجھ سے بات مت کریں سالار۔۔ ٹوکری واپس
رکھ کے آتے پھر سے کوئی کام ڈھونڈھا۔۔ اس سے
باتیں کرنا اسے اچھا لگ رہا تھا۔۔ پر وہ ناراضگی بھی
ختم نہیں کرنا چاہتی تھی اور اسے بتانا بھی نہیں چاہتی
تھی وہ اس سے باتیں کرنا چاہتی ہے۔۔

سالار ہنوز موبائل کی سکرین پہ ہی دیکھ رہا تھا۔۔
تو پھر میں کس سے بات کروں گا۔۔ اتنے دن سے
خاموش رہ رہ کے میرا تو بھیجا الٹ گیا ہے۔۔

تو۔۔ میں کیا کروں۔۔ سائڈ پہ پڑے کارنر سے اپنا
ان ہیلر اٹھایا۔۔

میرے بیگ میں ان ہیلر بھی رکھ دینا یاد سے۔۔ یہ نا
ہو وہاں جا کے میری سانس ہی بند ہو جائے۔۔ جان
بوجھ کے ایسی بات کی جس سے سالار کو تکلیف ہو
سکتی تھی۔۔

تمہارے ساتھ چوبیس گھنٹے کے لیے ایک لڑکی رہے
گی۔۔ فکر نہیں کرو اسے سب کچھ سمجھا دوں گا میں

و۔۔ واٹ۔۔ اسے جھٹکا لگا۔۔

ہاں۔۔ موبائل سے نظریں ہٹاتے تسلی سے دیکھا

۔۔ وہ تمہارا۔ مجھ سے زیادہ خیال رکھے گی۔۔

مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی۔۔ پاؤں پٹختے غصے

سے اندر چلی گئی۔۔ سالار نے گہرا سانس لیتے سر

صوفے سے ٹکایا۔۔ موبائل سینے پہ رکھا تو وہ لڑکھ

کے اس کی ٹانگوں کے درمیان صوفے پہ جا گرا۔۔

ویسے بھی وہ بس ایسے ہی فضول موبائل دیکھ رہا تھا

اصل میں تو اس کی ساری توجہ ساوری پہ تھی۔۔

کاش اس صبح وہ پلٹ کے زوہا سے بات کرنے نا آتا
۔۔ تو آج یہ حالات نا ہوتے۔۔

اس کا اپنا دل سوچ سوچ کے بند ہو رہا تھا۔۔ ساوری
کے بنا کیسے رہے گا۔۔

زوہا خوش نہیں تھی تو دکھی بھی نہیں تھی۔۔ اسے
زیادہ سکون اس بات کا تھا کہ ساوری سالار سے الگ
ہو رہی تھی۔۔۔

سعد کا نمبر اس کے پاس تھا لیکن اس سے رابطہ
نہیں کیا تھا۔۔۔ اور نا ہی وہ کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔ پتہ
نہیں اس کی زندگی میں چل کیا رہا تھا۔۔۔ صبح شام
گزر رہی تھی اور پھر وہ دن بھی آگیا جب وہ
رخصت ہو کے زیب کے ساتھ اس کے گھر آگئی

اس کی دلہن بن کے۔۔۔ اس کی سچ سجائے بیٹھی تھی
۔۔۔ شبنم اسے روم میں چھوڑ کے گئی تو اس نے فوراً
اٹھ کے کپڑے چینج کیے۔۔۔ اس کے ریپر کو بالکل

بھی حق نہیں تھا کہ وہ اسے ایسے روپ میں دیکھے
--

زیب کو بھی اس میں کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔ وہ
بھی بڑی فرصت سے رات کے ایک بجے روم میں
آیا تو زوہا سو رہی تھی۔

دروازہ لاک کرتے ایک نیا وجود دیکھا جس کا اضافہ
ہو گیا تھا اس کمرے میں۔

اپنا تکیہ اٹھا کے صوفے پہ بیٹھا پھر شیروانی اتار کے
ایسے ہی پھینکتے سو گیا۔

زوبا کی رخصتی کے بعد ساوری اپنے روم میں واپس
آئی تو سالار پہلے ہی اس کا ویٹ کر رہا تھا۔

پرسوں تمہاری فلائٹ ہے اور ہمارے پاس بس دو
دن ہیں۔ سفید کاٹن کے شلوار قمیض پہ بلیک ڈریس
کوٹ پہلے وہ بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔

میں کیا کروں ساوری نے نظریں چراتے اپنا غرارہ
پکڑا۔ وہ بھی سفید اور ڈارک پنک کمینشن میں
تھی۔

کچھ نہیں۔۔ کروں گا تو میں ہی بس اجازت دو تم

معذرت۔۔ معاف کر دیں اب مجھے۔۔ ہمیشہ اپنی

مرضی کرتے ہیں۔۔ وہ بھی سنجیدہ ہوئی۔۔

تو۔۔ کسی اور کی سننا چاہتی ہو تم۔۔

نہیں۔۔ مجھے آپ ہی بہت ہیں۔۔ زندگی عذاب ہو

گئی ہے میری جب سے آپ کے ساتھ اس گھر میں

آئی ہوں۔۔۔ آنکھوں میں نمی ابھری۔۔

تو تم کیا چاہتی ہو۔۔۔ کھڑے ہوتے اس کے قریب
آیا۔۔

کچھ نہیں چاہیے مجھے اب۔۔۔ بہت کچھ دے دیا ہے
آپ نے اس کے پاس سے ہوتے ڈریسنگ ٹیبل کے
سامنے آئی۔۔ پھر اپنے ایر رنگز اتارے۔۔

تم نہیں جا رہی کہیں بھی۔۔ اس کی پشت کو دیکھا
جہاں بال جھول رہے تھے۔۔ ایک۔ دم۔ پلٹتے ساوری
کو جیسے جھٹکا لگا تھا۔۔

مراق کر رہے ہیں۔۔۔

نہیں۔۔ چلتے اس کے قریب آیا۔۔ ساوری کا دل

ایک دم جیسے کسی پنجرے سے آزاد ہوا تھا۔۔

اپ اگر۔ مزاق کر رہے ہیں تو پلیز یہ بہت۔۔

میں سچ کہہ رہا ہوں ساوری سالار۔۔۔۔

پکا۔۔ ساوری۔ کو۔ یقین نہی ارہا تھا۔۔

ہمارا کوئی مذاق والا تعلق ہے۔۔۔ تم تو بس میری

بیوی اور بیویوں سے مزاق تگڑی کرتے ہیں۔۔ ان

سے تو بس پیار کرتے ہیں۔۔ اس کی کمرق شکنجے میں

لیتے گردن پہ لب رکھے۔۔

اگر نہیں بھیجنا تھا تو اتنے دن سے ڈرامہ کیوں کر
رہے تھے۔۔ اس کے ہاتھ کو کھولنا چاہا جو اس کے
بیلی بٹن پہ لگی رنگ سے چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔۔

ڈرامہ اپنی پیاری بیٹی کے لیے کر رہا تھا۔۔ ٹھوڑی اس
کے کندھے پہ رگڑتے گردن کی طرف ہونٹ کیے

اس کے لیے کیسے سمجھی نہیں۔۔

پچھلے کچھ دنوں سے کیسے حالات چل رہے تھے تم
سب جانتی ہو۔۔ پھر اس کی شادی زیب سے ہوئی وہ
خوش نہیں تھی۔۔۔

لیکن اسے زیب کے ساتھ ہی رہنا چاہیے۔۔ اس لیے
مجھے تمہارا وہ آئیڈیا اچھا لگا تھا۔۔ غصے میں ہی سہی
۔۔ پر تم نے بات ٹھیک کی تھی۔۔

زوہا کو اب میری نہیں زیب کی ضرورت ہونی چاہیے
۔۔ اس کی توجہ کی۔۔ تب ہی اس کے اندر سے کمی

ختم ہو گی۔۔ جیسے تمہیں میں سنبھال کے رکھتا ہوں
وہسے زیب اسے سنبھالے گا۔۔

ساوری کو نہیں پتہ تھا زیب نے زوہا کے ساتھ غلط
کیا ہے۔۔ اس لیے وہ مطمئن تھی۔۔ پر سالار کو ابھی
بھی کہیں نا کہیں لگ رہا تھا زیب زوہا کے ساتھ
بد تمیزی کرے گا۔۔

پر اب زوہا بھی سمجھ گئی تھی وہ خود ہینڈل کر ہی لیتی

--

اگلے دن زیب کی آنکھ کھلی تو زوہا بیڈ پہ نہیں تھی
۔۔ آنکھیں دوبارہ بند کرتے واپس لیٹ گیا۔۔ جتنا
اس نے اسے اگنور کیا تھا اتنا ہی وہ اس سے آکے
جڑی تھی۔۔ کچھ دیر لیٹے رہنے کے بعد اٹھ کے باتھ
روم گیا۔۔

زوہا کہاں تھی اسے کوئی پتہ نہیں تھا۔۔ فریش ہو کے
باہر آیا۔۔ ہنوز کمرہ خالی۔۔ بال سیٹ کرتے باہر آیا تو
وہ شبنم کے پاس بیٹھی تھی۔۔ اور شبنم پتہ نہیں کون
سی باتیں اسے سنا رہی تھیں۔

اسلام و علیکم۔۔ ان کے پاس جاتے زوہا کے جھکے سر
کو دیکھا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔ شبنم بیگم نے ایسے دیکھ کے نخوت
سے جواب دیا۔۔ ایک طرف اسفر صاحب بیٹھے تھے

آج ناشتہ آنا چاہیے تھا۔۔ پر لگتا ہے اس کے باپ
نے بڑی مشکل سے جان چھڑائی ہے۔۔

زوہانے بمشکل ضبط کیا۔۔ وہ اس سے بڑی تھیں ورنہ
ایک عدد گرم سی سنا جاتی۔۔ تیزی سے اٹھتے وہ
زیب کے پاس سے گزرتی روم میں چلی گئی۔۔
ہونہہ نخرے تو ایسے دکھا رہی ہے جیسے بڑی عزت
سے آئی ہے۔۔

بس کر دیں ممّا۔۔ اسے کیوں سنا رہی ہیں غلطی
میری تھی اس کی نہیں۔۔

ہونہہ جیسے میں تو جانتی ہی نہیں ہوں۔۔ سر جھٹکتے
رخ بدلا۔۔ زیب خاموش ہو گیا۔۔

ناشتہ نہیں ملے گا کیا۔۔ اسفر صاحب نے پکارا۔۔

دس بجنے والے ہیں ابھی تک آپکی بہو بیگم کے گھر
والے نہیں لے کے آئے۔۔

تو کیا ہم ان کے لیے بھوکے بیٹھے رہیں گے پہلے ان
کے گھر سے آتا تھا کیا۔۔ بے وقوف عورت۔۔

جا کے ناشتہ بنواؤ۔۔ بھوک سے پیٹ میں چوہے دوڑ
رہے ہیں۔۔

شبیم بیگم منہ بناتے اٹھ کے کچن میں چلی گئیں۔۔

زوہانے روم میں آتے سالار کو کال ملائی۔۔ پہلے تو
اس نے اٹھائی نہیں پھر جب اٹھائی تو نیند میں ڈوبی
آواز تھی۔۔

بابا آپ کو نہیں پتہ آج آپ نے ناشتہ لے کے آنا
تھا۔۔ یہاں زیب کی ممانے مجھے طعنے دے دے
کے پکا دیا ہے۔۔ پلینز جلدی آئیں۔۔

سالار کو تو سمجھ ہی نہیں آئی کون سا ناشتہ۔۔ پھر
پاس لیٹی ساوری کو دیکھا۔۔

اچھا میں کچھ کرتا ہوں۔۔ اسے کہتے کال کاٹی۔۔

ساوری۔۔ ہاتھ بڑھا کے اسے ہلایا تو وہ کسمپاتی سے
آنکھیں وا کر گئی۔۔ جی۔۔

یہ زوہا کیوں کہہ رہی ہے ہم اس کے گھر ناشتہ لے
کے آئیں۔۔ وہ اٹھ کے بیٹھ چکا تھا۔۔ ساوری۔ کی پٹ
سے آنکھیں کھلیں۔۔

اوفف اوفف اوفف ہبی۔ جلدی سے کمفرٹر ہٹاتے
اٹھی سلپرز اڑیسے۔۔

کیا ہو گیا ہے۔۔ سالار بھی اس کے ساتھ اٹھا۔۔

آپ کو نہیں پتہ رسم ہوتی ہے۔۔۔ ناشتہ لے کے
جانے والی۔۔

وہ کون سی رسم ہے۔۔ پہلے تو نہیں ہوتی تھی۔۔
سالار نے منہ بنایا۔۔ ساوری باتھ روم میں بھاگ گئی
تھی۔۔ جلدی سے منہ پہ چھپا کے مارتے باہر آئی۔۔
آنٹی ناشتہ بنا رہی تھیں۔۔

آنٹی۔۔ پلیر سات آٹھ اور پراٹھے بنا دیں خستہ سے
۔۔ زوہا کے گھر ناشتہ لے کے جانا تھا۔۔

بنا چکی ہوں میں بیٹا۔۔ آنٹی نے اسے منہ ٹیڑھا
کرتے گھورا۔۔

ک۔۔ کیا واقع۔۔ فریج کھولتے رکی۔۔

ہاں۔۔ اور پیک بھی کر دیا ہے سب کچھ۔ بس دے
کے آنا ہے۔۔

اوہ واؤ۔۔ تھینکیو سو مچ۔۔ تیزی سے اس کے پاس
آتے گلے لگایا۔۔ سچ میں آپ ماں کی کمی پوری کرتی
ہیں۔۔ ان کا ہاتھ ہونٹوں سے لگاتے مسکائی تو آنٹی
بھی مسکرا دیں۔۔

میں ریڈی ہو کے آتی ہوں۔۔ انہیں چھوڑتے روم
میں آئی۔۔

اندر آئی تو سالار بھی چیخ کر چکا تھا سفید شرٹ اور
بلیک پینٹ میں وہ کف لنکس لگا رہا تھا۔
کتنی دیر ہے۔۔

بس ناشتہ تیار ہے ہمیں تیار ہونا ہے۔۔ اپنے کپڑے
نکالتے باتھ روم میں چلی گئی۔۔

ویسے تمہیں اتنی جلدی کیوں لگی ہے۔۔ سالار نے
وہیں کھڑے اونچی آواز میں پوچھا۔۔

کیونکہ آپ کی بیٹی کی ساس میری پھپھو ہیں اور میں
انہیں اچھے سے جانتی ہوں وہ وہاں زوہا کو باتیں سنا
سنا کے اس کا پہلا دن ہی حرام کر چکی ہونگی۔۔ شاہور
کی آواز میں اس کی آواز بھی مکس ہو رہی تھی
۔۔ سالار نے بال بنا کے ساوری کی جیولری بھی نکال
دی تھی۔۔ وہ فریش ہو کے آئی تو سالار نے اس
کے بال ٹاول سے خشک کیے۔۔

آپ تیار ہیں۔۔ ساوری اس کے سامنے سٹیچو کی طرح
کھڑی تھی۔۔

ہاں بس۔۔ کوٹ پہننا ہے۔۔ ٹاول ایک طرف رکھتے
۔۔ انگلیوں سے اس کے بال پیچھے کیے۔۔

یہ بڑے ہو گئے ہیں اب۔۔ کمر تک بالوں کے بیچ
سے انگلیاں مس کرتے بالوں کی لینتھ کا معائنہ کیا
۔۔

ہاں جی اور ہمیں دیر بھی ہو رہی ہے۔۔ اسے پیچھے
ہٹاتے جلدی سے چوڑیاں پہنیں۔۔ پھر کانوں میں
اویزے اور چہرے پہ کریم ملی۔۔ شاید سالار کی تھی

-- جو بھی تھی تھی تو کریم ہی۔۔ ہاتھوں پہ لوشن بھی
اسی کا لگایا۔۔

سب کچھ میرا یوز کر رہی ہو تم۔۔ سالار نے کوٹ
اٹھاتے گھورا۔۔

میں بھی تو آپ کی ہی ہوں نا۔۔ بالوں میں برش
چلاتے ایسے ہی کھلے چھوڑ دیئے۔۔

چلیں۔۔ وہ کوٹ پہن چکا تھا۔

جی۔۔ ساوری نے پرپل اور گولڈن لمینیشن کا

شورٹ فرائیڈ پہنا تھا بڑا سا ریشم کا دوپٹہ سر پہ سیٹ
کر کے لیتے وہ اس کے ساتھ باہر آئی۔۔

آپ کو نہیں پتہ پھپھو کیسی کیسی باتیں کرتی ہیں
۔۔ وہ یقیناً زوہا کو وہاں مینٹلی ٹارچر کر رہی ہوں گی
۔۔ جلدی سے ناشتے کی باسکٹ اٹھا کے سالار کو
پکڑائی۔۔

آنٹی آپ بھی ساتھ آئیں۔۔

نہیں بیٹا۔۔ میں کیا کروں گی۔۔

آجائیں نایار۔۔ ان کا ہاتھ پکڑتے ساوری انہیں بھی
ساتھ لے آئی۔۔ سارا کریڈٹ آپ کو ہی جاتا ہے
۔۔ آپ نے ہی ناشتہ تیار کیا ہے۔۔

سالار نے گاڑی نکالی تو وہ لوگ آکے بیٹھیں۔۔

جلدی وہ لوگ اسفر صاحب کے گھر پہنچ چکے تھے
۔۔ زوہا اپنے روم میں ہی تھی۔۔ سالار کی نظروں
نے سب سے پہلے اسے تلاشا۔۔

اجی ہم تو اب ناشتہ بنا ہی چکے ہیں۔۔ شبنم نے انہیں
دیکھتے برا منہ بنایا۔۔

تو بیگم صرف بنا ہی ہے نا کون سا کھایا ہے۔۔ سب
مل کے ناشتہ کریں گے سالار صاحب آپ ان کی
باتوں پہ مت جائیں۔۔ اصغر صاحب نے انہیں بیٹھنے
کا کہا تو سالار بیٹھ گیا۔۔ ساوری اور آنٹی ابھی تک
کھڑی تھیں۔۔

زوہا کہاں ہے پھپھو۔۔

کمرے سے ہی نہیں نکلی ماہ رانی۔۔ جھوٹ بولتے وہ
باسکٹ اٹھا کے کچن میں لے گئیں۔۔

ساوری خود ہی اس کے روم کا پوچھتی اس کی طرف
آئی۔۔ دستک دی تو دروازہ زیب نے کھولا۔۔ وہ ایک
لمحے کے لیے ساکت ہوئی۔۔ پھر خود کو کمپوز کرتے
جلدی سے سلام جھاڑا۔۔

اسلام و علیکم زیب بھائی۔۔

وعلیکم اسلام۔۔ سر جھکاتے وہ سائنڈ پہ ہوا پھر باہر
نکل گیا۔۔

اتنے شریف کب سے ہو گئے ہیں۔۔۔ ساوری

حیرت سے سوچتے اندر آئی۔۔ زوہا شاید باتھ روم
میں تھی۔۔ وہیں بیڈ پہ بیٹھتے انتظار کرنے لگی۔۔

زیب باہر آیا تو سامنے سالار کو دیکھ کے جزر جزر ہوا
۔۔ پھر ہمت کرتے آگے آ کے اس سے مصافحہ کیا
۔۔ سالار نے ایک تپتی ہوئی مسکراہٹ اس کی طرف
اچھالی۔۔ جیسے کہہ رہا ہو۔۔ بتاؤ بیٹا کتنا بھاگ سکے ہو

--

چند منٹ بعد وہ باہر آئی تو چہرا دھلا دھلا تھا۔۔

سر پر اتر۔۔ اسے دیکھ کے کھڑے ہوتے اس کی
طرف بڑھی۔۔ زوہانے ناچاہتے ہوئے بھی اسے گلے
سے لگا لیا۔۔

تھینکیو آپ لوگ آگئے۔۔ پھر الگ ہوتے اسے
شکر یہ کہا۔۔

کیسے نا آتے۔۔ آفر آل یہ سب تمہارا حق بنتا ہے۔۔
ساوری کچھ زیادہ ہی ایکساٹڈ تھی۔۔

زوہا۔ بس پھیکا سا مسکرا دی۔۔ اس کی ابھی تک زیب
سے باقاعدہ بات نہیں ہوئی تھی دونوں ہی خاموش
تھے۔۔

ساوری کچھ دیر اس کے ساتھ بیٹھی رہی۔۔ اسے
پھپھو کے بارے میں بتاتی رہی پھر اس کے ساتھ ہی
باہر آئی۔۔

سالار زوہا کو دیکھ کے کچھ ریلیکس ہوا۔۔

اسلام و علیکم بابا۔۔ وہ اس کے پاس آئی تو سالار نے
کھڑے ہوتے اسے خود سے لگایا۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔۔

جی بابا۔۔ آپ کیسے ہیں۔

میں بھی ٹھیک ہوں۔۔ وہ لوگ واپس بیٹھ گئے

۔۔ ساوری پھپھو کے پاس کچن میں چلی آئی۔۔ وہ

ناشتہ لگا رہی تھیں۔۔ ساتھ آنٹی بھی مدد کر رہی تھی

۔۔

تم نے تو بڑی زحمت کر دی یہاں آ کے۔۔ اتنا عرصہ

خیال نہیں آیا کوئی ددھیال بھی ہے۔۔

خیال تو تھا۔۔۔ پر اس لیے نہیں آئی کے ہی نے منع
کیا تھا۔۔۔

ہاں۔۔۔ اس کا کہا ہوا تو پتھر پہ لکیر ہوتا ہے۔۔۔ تلخی
سے گھورا۔۔۔

ایسا ہی کچھ سمجھیں۔۔۔ وہ۔ مسکائی۔۔۔ آپ کی طبیعت
کیسی رہتی ہے۔۔۔ ساوری ان کا جلا کٹا لہجہ اگنور کر
رہی تھی۔۔۔

شبِ نم منہ بناتے اس سے چھوٹی موٹی باتیں کرتی رہی
۔ پھر سب نے مل کے ناشتہ کیا۔۔۔

وہ لوگ ایک بجے واپس آئے تھے۔۔ اور رات کو
ریسپشن تھا۔۔

مجھے بھی ساتھ لے جاتے لٹل مام۔۔ مل لیتا زوہا سے
میں بھی۔۔ ساوری پہلے اندر داخل ہوئی تو ہادی
صوفے پہ نیم دراز تھا

سوری بیٹا۔۔ آپ سو رہے تھے۔۔ ہم خود کیسے بھاگتے
دوڑتے گئے ہیں آپ کو کیا پتہ۔۔
بھاگتے دوڑتے مجھے بھی جگا دیتے۔۔

ٹائم نہیں تھا۔۔ اہسے ہی اس کے سامنے والے
صوفے پہ آ کے بیٹھی تو دوپٹہ ڈھلک کے سر سے
اور کندھے سے نیچے پھسلا۔۔ عین اسی وقت سالار
اندر داخل ہوا تھا۔۔

اسے اس حالت میں دیکھ کے بے شمار شکنیں در
آئیں۔۔ ہادی اسے دیکھ نہیں رہا تھا پر پھر بھی
ساوری کو دھیان رکھنا چاہیے تھا۔۔ لب بھینچتے اس
کے قریب آیا۔۔

روم میں آؤ۔۔۔ پیچھے سے آتے اس کا دوپٹہ اٹھا کے
کندھے تک کیا۔۔ ساوری کو سمجھنے میں چند سیکنڈ لگے
فھے۔۔ جلدی سے دوبارہ دوپٹہ سر پہ لیتے کھڑی
ہوئی

بابا۔۔ ہادی اس کی آواز پہ سیدھا ہو کے بیٹھا۔۔
ہوں۔۔ سالار ابھی بھی ساوری کو گھور رہا تھا۔۔
آپ لوگ مجھے کیوں نہیں لے کے گئے۔۔ میں بھوکا
بیٹھا ہوں صبح سے۔۔ آنٹی کو بھی ساتھ لے گئے تھے
۔۔ شکوہ کیا۔۔

آنٹی کو میں نہیں ساوری لے کے آئی تھی اور بیٹا
جلدی اٹھ جایا کرو تھوڑا۔

کیا یار۔۔ آپ لوگ مجھے نہیں لے کے گئے بہت
افسوس ہے مجھے۔۔

کرتے رہو۔۔ سالار نے ساوری کا ہاتھ پکڑ کے اپنے
آگے لگایا وہ وہاں کیوں کھڑی تھی بلا وجہ۔۔ ساوری
منہ بسورتے روم میں آگئی۔۔

شام کو جانا ہے ویسے بھی۔۔ تب مل لینا۔۔ تھیک ہے
وہ ویسے۔۔ سالار نے ساوری کے غائب ہوتے ہادی

کو نارمل انداز میں بتایا۔ اور آنٹی آگئی ہیں وہ دے
دیتی ہیں ناشتہ تمہیں۔۔

اپنے روم کی طرف جاتے بتایا۔ ہادی سر ہلا گیا۔
سالار اندر آیا تو ساوری بال کھول رہی تھی جو اس
نے راستے میں جاتے ہوئے باندھ لیے تھے۔۔

تمہیں پہلے بھی کہا تھا میں نے ہادی کے سامنے ذرا
ہوش میں رہا کرو۔ اس کا بیگ بیڈ سے اٹھا کے
ڈریسنگ ٹیبل کے ڈرار میں رکھا۔۔

ہوش میں ہی تھی بس غلطی سے اتر گیا میں جان
بوجھ کے تھوڑی اتارتی ہوں۔۔

یہ غلطیاں بار بار برداشت نہیں کروں گا۔۔ سنجیدگی
سے کہا

ساوری سر جھکائے کانٹے اتارنے لگی۔۔ بھلا ہادی بھائی
سے اسے کیا خطرہ ہو سکتا تھا۔۔ ان کا ریلیشن تو اتنا

اچھا تھا۔۔ پھر ہی ایسا کیوں کہتے تھے۔۔ سوچتے

کیڑے چینج کرنے چلی گئی۔۔ سالار سٹڈی روم میں جا
چکا تھا۔۔

وہ جب تک چینج کر کے آئی سالار وہیں بیٹھا تھا۔
آپ بھی کر لیں چینج۔۔

نہیں۔۔ مجھے جانا ہے کچھ گھنٹے بعد واپس آ جاؤں گا۔
تم سو جاؤ کچھ دیر پھر رات کو ادھر بڑی ہونگے
۔۔ خراب موڈ کے باوجود اس کے قریب آتے
ماتھے پہ لب رکھے۔

اوکے۔۔ ساوری نے سرخ ہوتے اسے دیکھا۔۔ وہ
سنجیدہ تھا پھر بھی محبت تھا۔۔ پھر وہ چلا گیا۔۔

ساوری بھی اس کے جانے کے بعد لیٹ گئی تھی۔۔
کب اسے نیند آئی پتہ ہی نہیں چلا

ولیمے کی تقریب رات آٹھ بجے شروع ہونی تھی۔۔
اور سالار ساڑھے سات گھر پہنچا تھا۔۔ ہادی پہلے ہی
جا چکا تھا۔۔ اور ساوری سالار کا ہی ویٹ کر رہی تھی

--

روئل بلو ساڑھی جس کی کرتی سلور شائنی تھی۔۔۔
ریشم کی ہیوی ساڑھی کے ساتھ اس نے پینسل ہیل

پہنی تھی۔۔ اس سے یہ ہوتا کے وہ سالار کے
کندھوں جتنی آجاتی۔۔ کلائی پہ روتل بلو موتی والا
بریسٹ پہنا۔۔ سفید ڈائمنڈ کانیکس جس پہ اس کا
اور سالار کا نام تھا وہ بھی گلے میں سیٹ کرتے دیکھا
۔۔ پر پھر سیٹیسفائے نہیں ہوئی تو رکھ دیا۔۔ کانوں
میں چھوٹے سلور کلر کے ٹاپس پہن لیے۔ بالوں کو
کھلا چھوڑا تھا۔۔

وہ معصومیت میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی جب
سالار اس کے روم میں اسے تیار ہونے کے لیے

کہنے آیا تھا۔۔ وہ آفس سے سیدھا اس کے پاس چلا
آیا اسے دیکھ کے سٹک ہوا۔۔ ساوری اسے دیکھ کے
ایکدم بلش ہوئی۔۔

ساوری بے بی۔۔ کچھ پل گزرے تو چھوٹے چھوٹے
قدم لیتے آ کے پیچھے آیا۔۔

تمہیں ایسے دیکھ کے آج میں نے جینے کا حق ادا کر
دیا ہے۔۔۔ اس کے کمر تک آتے بالوں کو ہتھیلی میں
لیتے پیچھے سرکائے کے بال اس کے ہاتھ کو چومتے
واپس اس کی کمر پہ آبشار کی طرح گرے۔۔

ساوری کی دھڑکنیں منتشر ہوئی۔۔ پلٹ کے رخ اس
کی جانب کیا۔۔ پر اس کی مخمور آنکھوں میں دیکھا ہی
نہیں گیا۔۔ سالار نے آگے ہو کے بے اختیار اس
کی لرزتی پلکوں پہ لب رکھے۔۔ مجھے نہیں پتہ تھا تم
ایسے قتل کرنے کی بھی طاقت رکھتی ہو

۔۔ مسکراتے اس کا چہرا ہتھیلیوں میں بھرا۔۔ وہ آج
ضرورت سے زیادہ پیاری لگ رہی تھی اوپر سے
سالار کی باتیں اس کے چہرے پہ جو رنگ بکھیر رہی
تھیں وہ الگ حسن میں اضافہ کر رہے تھے۔۔

You are the best part of my life. I can't
explain how much I love you ..

اس کا چہرہ تھا مے وہ ساوری کو فریز کر گیا۔۔ دل
جیسے دھڑک رہا تھا ابھی باہر آ جاتا۔۔ یہ لمحے بہت
کمال تھے جب ایک عجیب سا مومینٹ بن جاتا۔۔ پتہ
نہیں کیسے سالار کا سحر اس پہ اتنا حاوی ہو جاتا کہ
وہ کچھ کر ہی نہیں پاتی تھی۔۔

سالار کے ہاتھ اس کے چہرے سے پھسلتے گردن
تک آئے۔۔ پر ایسے ہی ہاتھ رکھتے اسے اوپر اٹھایا اور

ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ رکھتے نرمی سے چھوا۔۔۔
ہونٹوں کے اندر گیارہ ہزار عصاب ہوتے ہیں جو
تمہیں چھوتے اتنے پرسکون ہو جاتے ہیں کہ پھر
تمہارے لمس کے علاوہ کچھ بھی انہیں نہیں بھاتا
۔۔۔ وہ اسے چھوڑتے جنونیت سے دیکھ رہا تھا۔۔
ہاتھوں کا سرکنا پھر سے جاری ہوا۔۔ کندھوں سے
گرتے ڈائریکٹ کمر تک آئے۔۔

یہ کمر کا خم۔۔ آنکھوں میں سرخی بڑھ رہی تھی۔۔
ساوری کی سانس رکی۔۔ میرے خیال سے کوئی بھی

پیمانہ بیکار ہوتا ہے سوائے ہاتھوں کے۔۔ جب یہ ان
کی لچک کو ناپتے ہیں تو ایسے لگتا ہے جیسے یہ بنی ہی
میرے ہاتھوں کے لیے ہیں۔۔ ذرا سا جھکتے گال پہ
لب رکھے تو ساوری بے اختیار اس کے گلے میں بازو
ڈال گئی۔ سانس تیز تیز چل رہی تھی۔۔

ہ۔۔ ہی ہمیں جانا ہے۔۔ اس کے کان کے قریب
گہری سانس لیتے وہ اسے اور بہکا گئی۔۔ اور سالار
اس کی کمر کو اپنی کلائیوں میں قید کرتے اوپر اٹھا گیا

ہبی۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔ حواس باختہ ہوتے
ٹانگیں جھلائیں۔۔

تمہارا حلیہ خراب کرنا چاہتا ہوں اگر اجازت ہو تو۔۔
اسے واپس مڑتے بیڈ پہ پھینکا۔ ساوری خوف سے
پیچھے سرکی۔۔ جب سالار نے اسے پکڑتے واپس کھینچا

م۔۔ میں نہیں دے رہی اجازت ابھی۔۔ پلیز ہبی۔۔
اٹے ہوتے گھومی تو اس کا پاؤں سالار کے ہاتھ میں
مڑا۔۔

میری ٹانگ ٹوٹ جائے گی چھوڑیں مجھے۔۔ کر لاتے
چیخنی تو سالار نے اسے چھوڑتے دوبار ایزی کر کے
پکڑا۔۔ ساتھ ساتھ وہ اپنے بٹن بھی کھولنے کی
کوشش کر رہا تھا جو کھل ہی نہیں رہے تھے۔۔
میرے بٹن کھولو۔۔ بیڈ پہ گھٹنے رکھتے اسے اپنی طرف
کھینچتے سیدھا کیا۔

م۔۔ میں کیوں کھولوں ہی۔۔ غصے سے چیختے اس کا
حلق سوکھ رہا تھا۔۔ سالار نے اسے اپنے برابر کرتے
گردن میں ہاتھ ڈالا۔۔

جو میں کہہ رہا ہوں کرو۔۔ اس کا چہرہ بھی جزبات کی
شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔۔ بے باک نگاہوں سے
دیکھتے اس کی کمر میں بازو جمائے کیے۔۔

ساوری گھبراہٹ سے اسے پیچھے دھکیلنا چاہ رہی تھی
۔۔

میری شرٹ کے بٹن نہیں کھل رہے سوری۔۔
مدھم ہوتی سانسوں کے بیچ اٹکی گھمبیر آواز کانوں
سے ٹکرائی تو بے اختیار سوری کے ہاتھ اس کے

شرٹ کے بٹنوں تک گئے۔۔ جلدی سے کھولتے اس
کا چہرہ گلال ہو رہا تھا۔۔

ڈالر پورے استحقاق سے اس کی گردن پہ دانت گاڑ
گیا۔۔

ہمیں ولیمے پہ جانا ہے سالار۔ ساوری اس کے
کندھوں پہ ہاتھ رکھے بمشکل خود کو سہارا دیے ہوئے
تھے سالار اس کے جگہ جگہ دانت گاڑتے اسے اپنے
درد ناک لمس سے آشنا کروا رہا تھا۔۔

وہ اسے پیچھے نہیں کر پا رہی تھی۔۔ سالار اسے ایک ہاتھ سے پکڑے دوسرے سے ایک طرف سے شرٹ اتارنے لگا۔ ساڑھی کا پلو کس طرف گیا تھا اسے پرواہ کہاں تھی۔۔

اسے دوسرے بازو پہ منتقل کرتے دوسری طرف سے شرٹ اتاری۔۔ ساوری گھبرا کے آنکھیں بند کرتے اس سے دور ہونے لگی تو سالار نے ایک جھٹکے میں اس کی کرتی کو ان زپ کیا۔۔

ہ۔۔۔ہی۔ اتنا تو نہیں کریں نا۔۔ وہ رونے لگی تھی
اس کا شدت بھرا لمس اپنے نازک وجود پہ برداشت
کرنا کون سا آسان تھا۔۔

اگر ہم ولیمے پہ نہیں جائیں گے تو کوئی قیامت نہیں
آجائے گی بائی داوے۔۔ اسے سانس لینے کا موقع
دیتے بیڈ پہ سیدھا کر کے ڈالا۔۔ ساتھ ہی خود
سیدھے ہوتے اپنے جوتے اتار کے نیچے پھینکے۔۔

م۔۔ میرے پاؤں کو ہاتھ۔۔ نہیں۔۔ ہی۔۔ وہ پیچھے
ہو ہی رہی تھی کے سالار نے اس کا پاؤں پکڑا اور
ہیل سے آزاد کرتے ایڑی پہ لب رکھے۔۔

ساوری کا پورا وجود وہیں منجمد ہو گیا۔۔

مجھے تمہارے پاؤں بھی اتنے ہی عزیز ہیں جتنی تم
خود۔۔ گہرا لمس چھوڑتے اس کی نیم وا آنکھوں کی
طرف دیکھا۔۔

وہ بس رونے والی تھی۔۔ سالار نے دوسرا پاؤں بھی
اسی انداز میں ہیل سے آزاد کیا۔۔

پھر اس کا پلو نکالتے بلی بٹن پہ لب رکھے۔۔

دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں انگلیاں پھنساتے وہ اس
پہ سایا کر گیا تھا۔۔ ساوری تو ہل ہی نہیں پا رہی تھی
۔۔

سالار اس کی عریاں دھڑکنوں پہ دانت گاڑتے سرخ
نشان چھوڑتا گیا۔۔ اس کا پورا وجود سالار کے لمس
سے مہک رہا تھا جب بیلٹ سے پینٹ آزاد کرتے
ساوری کو اوپر اٹھایا۔۔

آئی لو یو ہبی۔۔ ساوری کب سے خاموش تھی۔۔ اس
کے کندھے پہ گال ٹکاتے کانوں کے قریب بڑبڑائی
۔۔ سالار کے پر جوش انداز اسے دہلا رہا تھا۔ اسے لگا
شاید وہ کچھ پر سکون ہو پر کہاں۔۔ وہ انجانے میں
اسے اور وائٹڈ کر رہی تھی۔۔ بے باکی سے اس کے
نشیب و فراز پہ ہتھیلیاں مسلتے بے جان کر گیا۔۔
یہ الفاظ ادھار ہیں۔۔ ایسے موقعوں پہ نہیں بولتے۔۔
سرخ ابھار سے چہرا نکالتے اسے وارن کیا۔۔

ساوری گہرے سانس لیتے اپنی دھڑکنوں پہ قابو پانے
کی کوشش کر رہی تھی جب سالار نے بے باکی سے
خود کو اس میں اتارا۔۔ اس کی جان نکل گئی تھی
جیسے۔۔ کر لاتے اس کی کے بازوؤں میں ناخن کھبوائے
جو سالار کو اور وحشی بنا گئے تھے۔۔ اس کی ہر ہر ادا
اس پہ الٹا اثر کر رہی تھی۔۔ آج شاید وہ اپنے جنون
کی حد دکھانا چاہ رہا تھا۔۔ ساوری بدحواس تھی اس کا
جان لیوا انداز اسے مدہوش کرنے لگا۔۔ سالار اسے
گود میں اٹھائے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔

ٹائم دیکھو۔۔۔ مصروف سے انداز میں ہانپتے ہوئے

اسے حکم دیا۔۔ سآوری نے گردن گھما کے وال

کلاک کی طرف دیکھا۔۔ ساڑھے نو ہو رہے تھے۔

د۔۔ دو گھنٹے گزر گئے ہیں۔۔ چہرہ واپس سیدھا کرتے

اسے بتایا۔۔

اوکے۔۔۔ کوئی بات نہیں بیٹی کا ولیمہ مس کر دیا تو

۔۔ اس کی کمر میں شکنجہ سخت کرتے سآوری کی

پسلیاں کڑکا گیا تھا جیسے۔۔

اپنا خمار اس میں انڈیلتے سرخ لہو ہوتا چہرا دیکھا۔
پھر احتیاط سے اسے تکیے پہ رکھتے گال پہ لب رکھے۔
سانس دھونکی مانند چل رہی تھی۔۔ انہیں کچھ دیر لگی
تھی پر سکون ہونے میں۔۔

ابھی ٹائم ہے۔۔ پانچ منٹ بعد سالار نے اٹھتے دوبارہ
اس کی ٹھوڑی پہ لب رکھے۔۔ اٹھو اور شاور لو میں
بھی تیار ہوتا ہوں۔۔ اس کے پاس سے اٹھتے اپنی
شرٹ اور لیپٹاپ بیگ اٹھایا۔۔ ساتھ بیلٹ بھی
پاؤں کے انگوٹھے سے اٹھاتے ہاتھ میں لیا۔۔ وہ باہر

نکل گیا تو ساوری نے پاس پڑا تکیہ اٹھا کے اپنے
چہرے پہ رکھتے زور سے دبایا۔۔ اسے پھر سے تیار
ہونا پڑے گا۔۔ پہلے بڑی مشکل سے بال سوکھے تھے
۔۔ غصے سے ننھی سی ناک کئی گنا اور سرخ ہوئی۔۔

وہ لوگ جب تک وہاں پہنچے بہت سارے لوگ جا
چکے تھے۔۔ زوہانے ایک شکوہ بھرنگا سالار پہ ڈالی
۔۔ وہ آج پھر اس کے اتنے امپورٹنٹ فنکشن پہ
لیٹ تھا۔۔

زیب آج خود سے اٹھ کے اس سے ملا تھا۔۔ ساوری
ایک طرف صبا پھپھو کی طرف چلی گئی۔۔

اتنا لیٹ کیوں آئے ہیں بابا۔۔ اس سے ملتے زوہانے
پوچھا۔۔

بانک خراب ہو گئی تھی۔۔ پہلے آفس سے لیٹ آیا
تھا۔۔ جھوٹ سچ ملاتے ساوری کو دیکھا۔۔ جس کے
دوپٹے سے گیلے بال نظر آرہے تھے

زوها اس سے ناراض تھی پر سالار نے منا ہی لیا۔
آدھا پونا گھنٹہ وہ لوگ وہاں رہے تھے۔۔ پھر واپس
چلے گئے۔۔

رات گئے زوها لوگ واپس گھر آئے تھے ہوٹل سے
۔۔

اپنے روم میں آتے سب سے پہلے پاؤں جوتوں سے
آزاد کیے۔۔ زیب اپنے کپڑے لے کے ہاتھ روم چلا
گیا تھا۔۔ زوها کچھ دیر ایسے پاؤں سہلاتی رہی۔۔ پھر

اٹھ کے جیولری اتاری۔۔ میک اپ صاف کرنے
تک زیب باہر نکل آیا۔۔

ایک نظر اس پہ ڈالی۔۔ جو حرکت وہ اس کے ساتھ
کر چکا تھا دوبارہ اس کے قریب جانے کی اس میں
ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔ بے خیالی میں اپنی سائڈ
پہ آ کے بیٹھ گیا۔۔ زوہا اپنے کپڑے اٹھا کے باتھ روم
میں گم ہو گئی تو زیب نے موبائل اٹھا لیا۔۔

پچھلے چھ سات گھنٹے سے بالکل بھی موقع نہیں ملا تھا
کھول کے دیکھے۔۔

اس کے فرینڈز گروپ میں بہت ساری تصاویر اور
ویڈیوز آئی ہوئی تھیں ریسپشن کی اور رخصتی کی۔۔
ایسے ہی دیکھتے اچانک کچھ یاد آیا۔۔ پھر لاک فولڈر
میں آتے پن لگایا۔۔ سامنے دو ویڈیو تھیں۔۔ انہیں
اوپن کیا۔۔ وہ دونوں اس شام کی تھیں جب وہ فارم
ہاوس گئے تھے۔۔ وہ ویڈیو اس نے خود بنائیں تھیں
۔۔

ایک ویڈیو لیونگ روم کو کوور کر رہی تھی جس میں
سبٹین اس سے زبردستی کر رہا تھا۔۔ اور دوسری

ویڈیو اس روم کی تھی جس میں زوہا بچنے کے لیے
آئی تھی۔۔

دوسری والی ویڈیو اوپن کرتے دیکھا۔۔ زوہا اندر آئی
اور دروازہ بند ہوا۔۔ جب اس نے اس کی شرٹ
پھاڑی تھی تب زیب کی آنکھیں بند تھیں۔۔ زوہا
تڑپ رہی تھی۔۔ اور اس نے موقع کا فائدہ اٹھا کے
اس کے کندھے پہ ایک رگ کو زور سے دبایا تھا
۔۔ جس سے وہ بے ہوش ہوتی چلی گئی۔۔ اسے زمین
پہ سیٹ کر کے ڈالتے شرٹ کو اس زاویے پہ رکھا

کے اس کے پرائیوٹ پارٹ ظاہر نا ہوتے۔۔ خود کو
چھڑوانے میں ہی اس کا حلیہ اتنا بگڑ گیا تھا کہ کوئی
بھی دیکھنے والا سمجھ جاتا کہ اس کے ساتھ کچھ برا
ہوا ہے۔۔

یہ سب کرنے کی صرف ایک وجہ تھی۔۔ ویڈیو بند
کرتے دوسری پکس کھول لیں۔

وہ سالار کو بلیک میل کر کے ساوری کو اس سے
چھیننا چاہتا تھا۔۔ زوہا کو نقصان پہنچنا یا اس کے ساتھ
برا کرنے کا اس کا کبھی ارادہ نہیں تھا۔۔ بلکہ وہ تو

اسے سبطین کے چنگل میں بھی نہیں پھنسنے دینا چاہتا
تھا۔۔۔ پر اس وقت جو موقع اسے ملا تھا۔۔۔ وہ اس کے
پلین کو پایہ تکمیل پہنچا دیتا۔۔۔

اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔۔ اس کی گیم اسی پر
الٹ دی جائے گی۔۔۔ اب وہ معصوم لڑکی اس کے
ساتھ باندھ دی گئی تھی۔۔۔ وہ شرمندہ تھا کم سے کم
زوہا کے سامنے تو اس میں ہمت نہیں تھی وہ نظریں
اٹھا کے بات کر سکتا۔۔۔۔۔

زوہا جب باہر آئی تو زیب سونے کے لیے لیٹ چکا
تھا۔۔ منہ بسورتے اسے دیکھا اب وہ کہاں سوتی
۔۔ اس کے ساتھ ایک بیڈ تو وہ کبھی شہر نہیں کر
سکتی تھی۔۔

اپنا تکیہ اٹھاتے کفرٹر کھینچا جو زیب کے نیچے آیا ہوا
تھا۔۔

کھینچاؤ سے اس نے انکھیں کھولتے اسے دیکھا۔۔ زوہا
بھی اس کی جانب دیکھ رہی تھی نظریں ملنے پہ
دونوں کا دل زور سے دھڑکا۔۔

مجھے چاہیے۔۔ کفر ٹر کی طرف اشارہ کرتے غصے سے
کہا۔۔۔

تم یہاں سو جاؤ۔۔ میں صوفے پہ سو جاتا ہوں۔۔
اٹھتے اپنا تکیہ اٹھایا۔۔

مجھ پہ یہ مہربانی کرنے کی ضرورت نہیں ہے مسٹر
ریپر۔۔ اپنے کام سے کام رکھو۔۔ ماتھے پہ بل
چڑھائے اونچی آواز میں کہا اور اپنی چیزیں اٹھا کے
صوفے پہ آ کے لیٹ گئی۔۔

زیب لب بھینچ کے رہ گیا۔۔ نام بھی کیا رکھا تھا اس
کا۔۔ مسٹر ریپر۔۔ دہراتے مٹھیاں بھینچیں۔۔

اگلے دن صبح آنکھ کھلی تو زوہا بمشکل خود کو سمیٹے
صوفے پہ سو رہی تھی۔۔ کچھ دیر وہ اپنی جگہ پہ لیٹا
رہا۔۔ پھر اٹھ کے فریش ہونے چلا گیا۔۔

اسے زوہا سے کوئی محبت نہیں تھی ناکسی قسم کی
کوئی دشمنی۔۔ بس وہ اس کا استعمال کرنا چاہتا تھا۔۔ پر
سب الٹا ہو گیا تھا۔۔ اب آگے کیا کرنا تھا کچھ سوچا
ہی نہیں تھا۔۔

فریش ہو کے باہر آیا۔۔ ابھی تو اس کے پاس کوئی
جواب بھی نہیں تھی۔۔

زوہا ہنوز اپنی جگہ پہ سو رہی تھی۔۔
ہتیر برش کر کے باہر چلا آیا۔۔

ہو گئی صبح شہزادے کی۔۔ شبنم بیگم اپنی مخصوص جگہ
پہ براجمان تسبیح کے دانے پھیر رہی تھیں۔۔

ہاں۔۔ ناشتہ کوئی نہیں کرنا آج کیا۔۔ کچن کی طرف
دیکھتے پوچھا۔۔ ہر چیز نفاست سے اپنی جگہ پہ پڑی
تھی۔۔

تمہاری بیگم اٹھے گی تو ناشتہ بنے گا نا۔۔
کیا مطلب ہے ماما۔۔ زوہا ناشتہ بنائے گی۔۔ اسے
حیرت کے ساتھ برا بھی لگا۔۔

تو اور کیا۔۔۔ بیویاں ہی شوہروں کے کام کرتی
ہیں۔۔ میں نے تو تمہارے باپ کو بنا دیا ہے وہ کر
کے کام پہ جا بھی چکے ہیں۔۔

ماما۔۔ یہ کیا بات ہوئی اب۔۔ وہ اسے پتہ نہیں کچھ
بنانا آتا بھی ہے یا نہیں۔۔

ہاں۔۔ یہ بھی ہے۔۔ طنزیہ کہا۔۔ وہاں باپ کے گھر تو
نوکر تھے کام کے لیے۔۔ ناشتہ بنا بنایا ملتا تھا۔۔ یہاں
وہ کیسے بنائے گی۔۔

وہی تو کہہ رہا ہوں۔۔ اسے تو آٹا اٹھانا بھی نہیں آتا
ہو گا۔۔

تو پھر ایک کام کرو۔۔ اس کے باپ سے کہو ایک
کام والی رکھ دے اپنی بیٹی کے لیے۔۔ وہ ساتھ
تمہارے اور ہمارے کام بھی کر دے گی۔۔

استغفر اللہ ممّا۔۔ کیوں شرمندہ کرواتی ہیں۔۔ زیب
بدکا۔۔

اس میں شرمندگی کی کیا بات ہے۔۔ اس کی بیٹی کا
ہی فائدہ ہے۔۔ ورنہ اسے ہی کام کرنے پڑیں گے

اسی کو مشکل ہو گی۔۔ کالج بھی جانا ہو گا اس نے
ساتھ ساتھ۔۔ شبنم بڑا بھیانک خاکہ کھینچ رہی تھیں
۔۔ زیب سوچنے پہ مجبور ہو گیا۔۔ اب بھلا وہ سالار
انگل سے خود کہہ سکتا تھا کہ اپنی بیٹی کو سرونٹ رکھ
کے دیں۔۔

اچھا آج تو ناشتہ بنا دیں۔۔ بھوک لگ رہی ہے۔۔
اپنی بیوی سے ہی کہو۔۔ اسے مشکل ہو گی تو ہی اپنے
باپ کو راضی کر سکے گی۔۔ جاؤ شاباش۔۔ اپنے
چہرے پہ دوپٹہ رکھتے وہ نیم دراز ہو گئیں۔۔

زیب کلس کے رہ گیا۔۔ اٹھ کے اندر آیا تو زوہا
سامنے نہیں تھی۔۔ وہ بیٹھ کے اس کا انتظار کرنے
لگا۔۔۔

زوہا کچھ دیر بعد گیلے بال ٹاول میں لپیٹے باہر آئی تو
اسے سامنے دیکھ کے سٹیٹائی۔۔ دوپٹہ سامنے بیڈ پہ پڑا
تھا۔۔

واپس گھومتے ٹاول کھول کے کندھوں پہ پھیلا یا۔۔
اور تیزی سے آگے جاتے دوپٹہ اٹھا کے سر پہ لیا۔

ناشتہ بنا کے دو۔۔ زیب اسے دیکھ ہی نہیں رہا تھا

۔۔ نظریں جھکائے وہ موبائل پہ مصروف تھا۔۔

میں بنا کے دوں۔۔ اس نے حیرت سے پوچھا۔۔

ہاں۔۔ ماما کہتی ہیں بیویاں ہی بناتی ہیں ناشتہ۔

اچھا۔۔ اور آپ کی ماں نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ

عورت کی عزت بھی کرتے ہیں۔۔ تلخی سے کہتے

سر جھٹکا۔۔

کاش سکھایا ہوتا۔۔ زیب نے بس سوچا۔۔

زیب کی خاموشی بھی زوہا کی انا کو نہیں توڑ سکی۔۔ وہ
اپنا کام کرتی رہی۔۔

کتنی دیر گزرنے کے بعد پھر سے زیب نے اسے
مخاطب کیا۔۔

تم مجھے ناشتہ نہیں بنا کے دو گی۔۔ انداز ایسا تھا جیسے
اس کے انکار پہ وہ اس کا سر پھاڑ دے گا۔۔

نہیں۔۔ چہرے پہ لوشن ملتے زوہا نے سکون سے
جواب دیا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔ میں باہر سے کر لیتا ہوں۔۔ کیا تم کرو
گی۔۔؟ تمہارے لیے بھی لے آؤں گا۔۔ موبائل پاکٹ
میں ڈالتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔ زوہانے آنے سے
اسے گھورا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ مانا کے شادی زبردستی ہوئی ہے پر
بھوک تو ہر حال میں ہی لگتی ہے نا آخر کو تم بھی تو
انسان ہی ہو نا۔۔

جوتے پہنتے کندھے اچکائے۔۔ پھر باہر نکل گیا۔۔

بے اختیار زوہا کو ہنسی آئی۔۔۔ پھر اس کے جانے
کے بعد سکون سے بال سکھائے۔۔ آدھے گھنٹے بعد
واپس آیا۔۔ تو شبہم اس کا انتظار کر رہی تھیں۔۔
واہ بیٹے۔۔ اسے کام پہ لگانے کی بجائے الٹا خود کام پہ
لگ گئے ہو۔۔

کیا ہو گیا ہے ماما۔۔ وہ جزر بزر ہوا۔۔
مجھے نہیں تمہیں ہوا ہے۔۔ جو دوڑے چلے گئے۔۔
نخوت سے کہتے پیکٹ پکڑا۔۔ پھر کھول کے اندر دیکھا
۔۔ حلوہ پوڑی تھی۔۔

بس کبھی ماں کو تو نا کھلائے یہ حلوے۔۔

مما۔۔ بس کر دیں یار۔۔ کیوں اسے تنگ کر رہی

ہیں۔۔ وہ یہاں کیسے آئی ہے آپ اچھی طرح جانتی

ہیں۔۔ ان کے ہاتھ سے پیکٹ لیتے وہ کچن میں چلا

آیا۔۔

ہاں۔۔ اپنے ہی خون میں کھوٹ ہے۔۔ اس کرم جلی

کو کیا کہوں۔۔

اندر زوہا ان کی باتیں سن رہی تھی پر اثر ذرا بھی
نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ پر سکون بیٹھی موبائل یوز کرتی رہی

--

دو دن بعد ساوری نے جانا تھا ملائیشیا۔۔ اور وہ سوچ
رہی تھی کیسے یہاں سے نکلے۔۔

کچھ دیر بعد زیب اندر آیا تو دوبارہ چہرے پہ بارہ
بجائے۔۔

ناشتہ۔۔ ٹیبل پہ رکھتے اسے دیکھا۔۔

نہیں بھوک مجھے۔۔

تھوڑا بہت کھا لو۔۔ دن میں پتہ نہی ملتا ہے یا نہیں

--

زوہانے کچھ نہیں کہا۔۔ زیب اس کا انتظار کر رہا

تھا۔۔ آ جاو یا ر۔۔ کھانے سے کیا ناراضگی۔۔

کہانا نہیں کرنا۔۔ فضول میں یہ سب کرنے کی

ضرورت نہیں ہے۔۔ اپنی اوقات مت بھولو۔۔ غصے

سے کہتے کھڑی ہوئی۔۔ زیب کے ہاتھ میں جو باؤل

تھا وہ ویسے ہی رہ گیا۔۔

زوہا بالکنی کی طرف چلی آئی۔۔

اب یہ سب کرنے سے کیا ہو گا۔۔ میری نظروں
میں تمہاری کوئی عزت نہیں ہے۔۔ ریلنگ پہ ہاتھ
رکھتے آگے جھکی۔۔

زیب کچھ دیر وہیں ساکت بیٹھا رہا۔۔ پھر خود ناشتہ کر
کے باقی وہی ڈھک دیا۔۔ اگر کرنا ہوا تو کر لے گی
۔۔ ورنہ بھاڑ میں جائے اس کی بلا سے۔۔

ماما سے الگ سنی تھی اور اس کے سامنے تو اوقات
ہی نہیں تھی

ہمیں آج شام کو زوہا کو لینے جانا ہے۔۔ صبح ناشتے کی
ٹیبل پہ وہ تینوں بیٹھے تھے جب ساوری نے انہیں یاد
کروایا۔۔

کیوں۔۔ ہادی نے نوالہ لیتے اسے دیکھا۔۔

کیونکہ یہ رسم ہوتی ہے۔۔

تمہیں کس نے کہا ہے۔۔ ایسا کچھ ہوتا ہے۔۔ سالار

مگ میں چائے نکال رہا تھا۔۔

صبح پھپھو نے بتایا تھا۔۔ ہم آج زوہا کو لے کے

آئیں گے۔۔ ایک ویک ہمارے ساتھ رہے گی پھر

واپس زیب زوہا کو لینے آئیں گے۔۔ بے خیالی میں وہ
ساتھ بھائی لگانا بھول گئی۔۔ سالار نے چہرہ اٹھاتے
اسے دیکھا۔۔

کیا کہا۔۔ فورک رکھتے نیپکین اٹھایا

مجھے سمجھ آگئی ہے۔۔ بابا۔۔ مطلب پہلے ہم لینے
جائیں گے پھر وہ زوہا کو لینے آئیں گے۔۔ ہادی نے
آسان لفظوں میں بتایا۔۔

سمجھ رہا ہوں میں۔۔ چہرا صاف کرتے وہ اٹھ گیا۔۔

انہیں کیا ہوا ہے۔۔۔ سالار کے یوں جانے پہ ساوری
نے حیرت سے اس کی پشت کو گھورا۔

شاید انہیں اچھا نہیں لگا ہو گا کہ زوہا آئے واپس۔۔
نہیں یہ بات نہیں ہو گی۔۔ ہادی بھی ناشتہ کر چکا تھا
۔۔۔ وہ بھی اٹھ کے چلا گیا تو ساوری چھوٹے چھوٹے
نوالے لیتے ناشتہ کرتی رہی۔۔

سالار آفس بھی بنا اسے بائے بولے چلا گیا تھا۔۔

گھر پہ ہادی آنٹی اور ساوری تھے۔۔ گیارہ بجے ساوری
لان میں پودوں کو پانی دے رہی تھی جب ہادی
اچھل کے باہر آتے اس کے پیچھے کھڑا ہوا۔
ہیلو لٹل موم۔۔ اس کے ہاتھ سے واٹرینگ کین
پکڑا۔۔

کیا ہے ہادی بھیا۔ غصے سے گھومتے اسے گھورا۔۔ وہ
اپنی سوچوں میں گم تھی اور ہادی نے اسے ڈرا دیا تھا
ایک مزے کی بات بتاؤں۔۔ کین کو سائڈ پہ رکھتے
وہ کافی ایکسائڈ تھا۔۔

میرا لائسنس بن کے آگیا ہے اور اب میں ڈرائیونگ
کرنے والا ہوں۔۔

ہاں۔ تو اس میں اتنا خوش ہونے والی کون سی بات
ہے۔۔

ہاں ہے نا خوش ہونے والی دو سال سے مسئلے میں
پھنسا ہوا تھا۔۔۔ ابھی بابا کا میسج آیا ہے پیپرز آگئے
ہیں میرے۔۔

اچھا۔۔ اب میں پانی دے لوں۔۔ اگے ہو کے کین
اٹھانا چاہا۔۔

نہیں۔۔ ہم بابا کے آفس جا رہے ہیں ان سے پیرز
لینے۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔

میں بھی۔۔ حیرت کے ساتھ مسکرائی۔

ہاں۔۔ آجاؤ۔۔ وہ وہیں سے گیراج کی طرف پلٹا۔۔

ساوری کچھ دیر ایسے کھڑی رہی۔۔ پھر جلدی سے

اس کے پیچھے آتے گیراج تک آئی۔۔ ملٹی کلر کی

شورٹ سلک کی فرائک کے ساتھ ہاف وائٹ پلازو

میں بالوں کی ٹیل پونی بنائے وہ بہت کیوٹ لگ رہی

تھی۔۔

دوپٹہ سر پہ رول کر کے وہ ہادی کے ساتھ فرنٹ پہ
بیٹھی۔۔۔

بھایا یہ نا ہو ہی ڈانٹیں۔۔۔

کچھ نہیں کہتے۔۔ گاڑی ٹرن کرتے گیٹ سے باہر
نکالی۔۔

پانچ منٹ میں وہ لوگ مین سڑک پہ تھے۔۔۔
واوو وہی کو سر پر اتر ملے گا۔۔ کتنا خوش ہونگے۔۔
خوشی سے چہکتے چہرہ گلابی ہوا۔۔۔

ہاں۔۔ ہادی دھیان سے ڈرائورنگ کر رہا تھا۔۔ ٹریفک
کے تمام رولز مد نظر رکھتے وہ بہت دھیان سے
ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ بیس منٹ میں وہ لوگ ایک بہت
بڑی بلڈنگ کے سامنے کھڑے تھے جس کے سامنے
طرف آفس ایریا تھا اور پیچھے کی طرف بہت بڑا
گیراج۔۔

گاڑی بلڈنگ کے اندر داخل کرتے ایک طرف لگائی

اندر سالار جو لیپ ٹاپ پہ کام کر رہا تھا۔۔۔۔۔ہلکے
سے الارم پہ سی سی ٹی وی فوٹیج کی طرف دیکھا تو
آئی برو اٹھی۔۔۔

یہ گاڑی تو اس کی تھی لیکن اس میں تھا کون۔۔
دوسری سکرین کی طرف دیکھا۔۔گاڑی اندر آ کے
رک گئی تھی۔۔پھر ایک طرف سے ساوری اور ایک
طرف سے ہادی باہر نکلا۔۔کن پیو کی رگیں تن
گئیں۔۔

وہ دونوں اندر کی طرف آرہے تھے۔۔ ساوری تھوڑا
جھجھک رہی تھی لیکن ہادی نارمل تھا۔۔ سالار چٹیر
پیچھے کرتے اٹھ کے باہر آیا۔۔ ان کے آفس میں
داخل ہونے سے پہلے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے مین
ڈور تک پہنچا۔۔

جو نہی ساوری نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا
دروازہ خود ہی کھلتا چلا گیا۔۔ اپنے سامنے سالار کو
یوں کھڑے دیکھ کے دل زور سے دھڑکا۔۔

سامنے ہی بہت سارے کیبنز بنے تھے۔۔ ایمپلائز
دیکھ کے حیرت زدہ ہوئے۔۔ سالار خان نیازی آخر
کس کے لیے اتنی تیزی سے گیا تھا وہ بھی دروازہ
کھولنے۔۔ جس کے لیے دوسرے لوگ دروازہ
کھوتے تھے۔۔

ساوری نے آگے ہوتے اس کے سینے میں چہرہ چھپایا
۔۔ سالار نے بمشکل آنکھیں بند کرتے خود کو کنٹرول
کیا تھا۔۔ ایک زہر خند نگاہ ہادی پہ ڈالتے ساوری کی
کمر میں ہاتھ ڈالا۔۔

سر کیا یہ آپ کی وائف ہیں۔۔

ایک لڑکے نے مسکراتے ساوری کا جائزہ لیا۔۔

سالار کی غصے سے گردن کی رگیں ابھر چکی

تھیں۔۔ بمشکل ایسے ہی اپنے حصار میں لیے ساوری

کو اپنے آفس میں لایا۔۔ وہاں کام کرنے والی صرف

لڑکیاں نہیں بہت سارے مرد بھی تھے جو یوں

نظریں پھاڑ پھاڑ کے ساوری کو دیکھ رہے تھے جیسے

پہلے کبھی لڑکی دیکھی نہیں تھی۔۔ ایک تو اس کا حلیہ

مناسب نہیں تھا اوپر سے مردوں کی نظریں۔۔

جبرے بھیجتے دروازہ بند کیا۔۔ پھر کرٹنز سلائیڈ
کرتے ساوری کو گھورا۔۔

واؤ۔۔ ہی۔۔ آج میں پہلی بار آپ کے افس آئی
ہوں۔۔ کتنا پیارا ہے۔۔ چاروں طرف دیکھتے وہ اس
کے تاثرات سے بے خبر تھی۔۔

تم سے کس نے کہا تھا یہاں آنے کے لیے۔۔ ایک
سرد آواز نے اسے جامد کیا۔۔

م۔۔ مطلب سمجھ نہیں آئی۔۔ آنکھیں خوف سے
پھیلی تو پیچھے پلٹی۔۔

میں نے کہا یہاں کس کی اجازت سے آئی ہو۔ اسے
بازوں سے پکڑتے قریب کیا۔۔ ساوری کا حلق خشک
ہوا

و۔۔ وہ ہادی بھیا نے۔۔

وہ کہیں بھی کہے گا تو منہ اٹھا کے چل دو گی کیا۔۔
ایک جھٹکے سے پیچھے چھوڑتے اس سے دور ہٹا۔۔
س۔۔ سوری مجھے کیا پتہ تھا آپ کو برا لگے گا۔۔
اپنے بازو سہلاتے روہان سے ہوتے اسے دیکھا۔۔

بچی نہیں ہو اب تم ساوری۔۔ اٹھارہ کی ہونے والی ہو
۔۔ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی ہر کام تمہارے کرنے
کے لیے نہیں ہوتا۔۔ وہ لڑکا ہے۔۔

اور تم لڑکی ہو یہاں ہر طرف کتے بیٹھے ہیں۔۔ اپنی
آواز حتہ مقدور آہستہ رکھنے کی کوشش کی۔۔ جو
عورت کو ایسے دیکھتے جیسے نظروں سے ہی اس کے
ہر حصے کو چھو رہے ہو۔۔

اگر ایسا ہے تو پھر جو باہر لڑکیاں بیٹھی ہیں۔۔ انہیں
بھی تو ایسے ہی دیکھتے ہوں گے سب۔۔ پھر آپ نے
انہیں کیوں ان کے سامنے بیٹھایا ہوا ہے۔۔

تم وہ نہیں اور نا ہی ہو سکتی ہو۔۔ اس لیے اپنی
زبان بند رکھو کہ۔۔

کیوں۔۔ ان میں کون سے کانٹے لگے ہیں۔۔ ہلکا سا
بڑبڑائی

آئندہ میری اجازت کے بنا تم یہاں آئی تو گلا دبا
دوں گا تمہارا میں۔۔ اس کا بازو پکڑتے سلیوز اوپر

اٹھائی۔۔ جہاں اس کی انگلیوں کے سرخ نشان بن گئے تھے۔۔ انہیں نرمی سے سہلاتے چہرے کے تاثرات ابھی بھی ویسے ہی سخت گیر تھے۔۔

تم نہیں جانتی۔۔ مردوں کے اندر عورتوں کی طلب عورتوں کے گمان سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔۔۔۔

ہادی بھیا لے کے آئے ہیں مجھے یہاں۔۔ اپنا بازو چھڑواتے وہ شاید اس کی بات کو سمجھی نہیں تھی۔

پیچھے ہوتے اپنا دوپٹہ جو سر سے سرک رہا تھا دوبارہ سیدھا کیا۔۔

میرے لیے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔
میں ان کی آنکھیں نوچ لوں گی جو ایسے دیکھتے ہیں
۔۔ گردن اکڑاتے سالار کو ایک سخت گھوری سے
نوازا۔۔

گڈ۔۔ ایسا ہی کرنا۔۔ لیکن اس سے پہلے بلا وجہ گھر
سے نکلنے کی کوشش دوبارہ مت کرنا۔۔ ٹانگیں توڑ
کے ہاتھ میں پکڑا دوں گا۔۔ ماتھا انگوٹھے سے کھجاتے
اپنے لیپ ٹاپ کے پاس آیا۔۔۔ ورنہ بس نہیں چل
رہا تھا باہر بیٹھے اس لڑکے کی آنکھیں نوچ آتا۔۔۔

ساوری ناک بھوں چڑھاتے کھڑکی کے پاس جا کھڑی
ہوئی۔۔ اسے شدید رونا بھی آرہا تھا۔۔ وہ۔ سوچ کے
ائی تھی ہی خوش ہونگے۔۔ پر وہ تو اسے ڈانٹ رہے
تھے۔۔

کچھ دیر وہیں کھڑے رہنے کے بعد پلٹ کے اسے
دیکھا۔۔ وہ کھڑا ہی جھکا ہوا تھا اور لیپ ٹاپ پہ تیزی
سے انگلیاں چلاتے شاید کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔

جب دوسرے لڑکے مجھے دیکھتے ہیں تو آپ کو تکلیف
ہوتی ہے۔۔ ایسے ذہن میں آیا تو ساوری نے
پوچھا۔۔

نہیں۔۔ خوشی سے ناچنے کا من کرتا ہے۔۔ مصروف
انداز میں ہی ایک تیز نظر اس پہ ڈالی۔۔

ساوی منہ بناتے پیچھے ہوئی اور تیزی سے باہر نکل
گئی۔۔ سالار جو فائر لیٹر تیار کر رہا تھا شدید غصے کی
لہر پورے تن بدن میں دوڑ گئی۔۔ پوری شدت سے
ہتھیلی کی بورڈ پہ مارتے اس کا حشر بگاڑا۔۔

وہ جانتا تھا ساوری اسے جان بوجھ کے تنگ کر رہی
ہے پر یہ چیز تنگ کرنے والی نہیں تھی۔۔۔ تیزی
سے باہر آتے ساوری کو دیکھا جو کہیں نظر نہیں آئی
۔۔ سامنے ایمپلائز ایک دوسرے کے قریب چیئرز
کیے شاید گوسپس کر رہے تھے اسے دیکھ کے فوراً
سیدھے ہوئے۔۔ سالار کی آنکھیں سرخ ہو رہی
تھیں۔۔

Where has Savari gone?

کراخت آواز میں سامنے بیٹھی لڑکی سے پوچھا۔۔

و۔۔ وہ سر یہاں۔۔ اس نے لفٹ سائڈ پہ اشارہ کیا تو
سالار لمبے لمبے ڈگ بھرتے اس طرف آیا۔۔ ساوری
پچھلی طرف گیراج میں گھوم رہی تھی۔۔ سالار کی
سڑی ہوئی باتیں سننے سے تو بہتر تھا وہ گاڑیاں دیکھ
لیتی۔۔

گیراج سے آگے ایک اور ایریا تھا جو مکمل شیشے کی
دیواروں سے بنا تھا۔۔ اس کے اندر بے شمار گاڑیاں
کھڑی تھیں۔۔ وہ ستائیش سے آگے بڑھ رہی تھی
جب سالار نے اسے بازو سے پکڑتے ایک سائڈ پہ

لگاتے پن کیا۔۔ ساوری کا دل دھک سے رہ گیا تھا

--

تم آخر چاہتی کیا ہو ساوری خان نیازی۔۔ کڑی سزا
دوں جو تم سے برداشت نا ہو۔۔ اس کی گردن کے
پیچھے ہاتھ رکھتے چہرہ اوپر اٹھایا۔۔

ا۔۔ آپ کو ہو کیا گیا ہے ہ۔۔ ہی۔۔ ایسے کیوں کر
رہے ہیں میرے ساتھ۔۔ آنکھوں میں وحشت لیے
اسے دیکھا۔۔ سالار نے تھوڑا نیچے جھکتے اس کے
ہونٹوں سے ہونٹ لگائے۔۔

مجھے ہوا کچھ نہیں ہے لیکن تم ضرور چاہ رہی ہو میرا

دماغ خراب ہو اور میں تمہارا حلیہ خراب

کروں۔۔ ایک جھٹکے میں بلٹ کھولتے اسے دیوار کے
ساتھ لگایا۔۔

ساوری ہکا بکا اسے دیکھ رہی تھی۔۔

سالار اس کے دونوں ہاتھوں کو گول پلر کے پیچھے
کرتے بیلٹ سے باندھ گیا۔۔

اب یہاں سے ہل کے دکھانا تم۔۔ بیلٹ کا آدھے
سے زیادہ بچا ہوا حصہ رول کرتے اس کے پیٹ کے
گرد باندھ کے دوبارہ ہاتھوں پہ لاک کر دیا۔۔
ی۔۔ یہ کیا طریقہ ہے ہی۔۔ ساوری بے بسی سے
چلائی۔۔

وہی۔۔۔ جو تم چاہ رہی تھی کروں۔۔ پیچھے ہوتے
گھورا۔۔

میرا سانس بند ہو گیا تو۔۔ پھر کیا کروں گی میں

۔۔ ساوری نے اسے ڈرانا چاہا پر وہ ڈرنے والوں میں
سے کہاں تھا۔۔

نہیں ہوتا۔۔ واپس پلٹتے وہ اپنے آفس کی طرف چلا
گیا۔۔

ہو جائے گا سالار۔۔ وہ ہنستے ہوئے چلائی۔۔ سالار کا
غصہ اسے مزادے رہا تھا۔۔

میرا نام مت لیا کرو۔۔ گیراج سے باہر نکلتے سالار
نے گھورا۔۔

میں تو لوں گی۔۔ سالار خان نیازی۔۔ منہ پھلاتے
مسکائی۔۔

سالار باہر چلا گیا تھا۔۔ وہ ایسے کھڑی مسکراتی رہی۔
دس پندرہ منٹ گزر گئے۔۔ وہ اسی کے بارے میں
سوچ سوچ کے مسکرا رہی تھی جب وہ دوبارہ واپس
آیا۔۔

واپس کیوں آئے ہیں۔۔ مرنے دیتے یہیں۔۔
مسکراہٹ غائب کرتے آنکھوں میں نمی بھری۔۔

دماغ مت خراب کیا کرو میرا۔۔۔ چلو گھر چھوڑ دوں
تمہیں۔۔۔ اسے کھولتے آزاد کیا تو ساوری اس کے
سینے سے آ کے لگی۔۔۔

کیا ہے اب۔۔۔ اس کے گرد حصار باندھتے پشت
سہلائی۔۔۔

میری ٹانگیں دکھ رہی ہیں۔۔۔ مجھ سے چلا نہیں جائے
گا۔۔۔ سالار نا چاہتے ہوئے بھی مسکرایا۔۔۔ پھر اسے اٹھا
لیا۔۔۔

ساوری اس کے گلے میں بازو ڈالتے گردن میں چہرا
چھپا گئی۔۔

وہ اسے باہر کی طرف سے گاڑی تک لایا تھا۔۔

بھیا کیسے آئیں گے۔۔ سالار نے اسے سیٹ پہ بٹھایا تو
ساوری نے ہو چھا۔۔

آجائے گا تمہارا بھیا۔۔ اس کا دماغ تو میں گھر جا کے
درست کروں گا۔۔ اپنی طرف آتے گاڑی میں
بیٹھا۔۔

گاڑی آفس ایریا سے باہر نکالتے ٹرن لیا۔۔ ساوری
باہر دیکھ رہی تھی۔۔ حیرت سے نظریں ساکت ہوئی
۔۔ جب تک وہ لڑکا آنکھوں سے او جھل نہیں ہوا
آنکھوں میں حیرت بڑھتی ہی رہی پھر پلٹ کے
سالار کو دیکھا جو سنجیدہ سامنے نظریں مرکوز کیا ہوا
تھا۔۔

ا۔۔ آپ نے اس لڑکے کو مارا ہے۔۔ اٹکتے پوچھا۔۔
کون سے۔۔

و۔۔ وہ جو ایمپلائے۔۔ جس نے پوچھا تھا میرے
بارے میں۔۔

ایمپلائے کو نہیں مارا۔۔ گتیر لگاتے گاڑی سلو کی۔۔
جھوٹ بول رہے ہیں آپ مجھے یاد ہے وہی لڑکا تھا
۔۔

پر پہلے اسے فائر کیا ہے پھر۔۔
پھر۔۔

پھر کچھ نہیں۔۔ تم نے تیاری نہیں کرنی تھی آج زوہا
کی طرف جانے کی۔۔ اس کا دھیان بھٹکایا۔۔

نہی۔۔ آپ پہلے بتائیں۔۔ کیوں مارا ہے اسے۔۔ وہ

بھی اتنا۔۔ اس کے ہونٹ پھٹے ہوئے تھے۔۔

دانت بھی ٹوٹے ہوئے تھے۔۔ اور آنکھیں بھی نیلی

تھیں۔۔ سالار نے تسلی سے بتایا۔۔

ا۔۔ اپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔ وہ معصوم تو بس۔۔

معصوم کوئی بھی نہیں ہوتا۔۔ مرد تو کبھی بھی نہیں

--

اوفف۔ ساوری خاموش ہو گئی۔۔ اس کے بعد بولنے
کے لیے کچھ بچا ہی نہیں تھا۔۔ سالار اسے گھر چھوڑ
کے واپس چلا گیا تھا۔۔

بارہ بجے سالار اور ہادی آئے تھے۔۔ ہادی اپنے روم
میں چلا گیا۔۔ زوہا اپنے روم میں تھی۔۔ ساوری سالار
کے پیچھے اس کے روم میں چلی آئی۔۔

سالار اس کا آنا نوٹ کر رہا تھا اندر داخل ہوتے اس کے لیے دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔

مجھے ڈرائیونگ سیکھنی ہے۔۔ بازو جھلاتے وہ دھپ سے بیڈ پہ بیٹھی۔۔ سالار نے اسے گھور کے دیکھا۔۔ کیوں سیکھنی ہے۔۔ میں ہوں نا تمہارا ڈرائیور۔۔ وہ بھی اس کے پاس آ کے بیٹھا اور جوتے اتارنے لگا۔۔ جی نہیں۔۔ ہر وقت تو آپ نہیں ہونگے نا۔۔ پلیز پلیز۔۔ ہادی بھیا کو بھی تو سکھائی ہے نا۔۔

میرا بچہ وہ لڑکا ہے۔۔ اور پھر اسے ضرورت ہے
ڈرائیونگ کی۔۔

مجھے بھی ہے۔۔ میں آفس میں آپ سے ملنے آیا
کروں گی۔۔

ہاں اور میرا دماغ خراب ہو گا تمہیں ڈرائیونگ
سکھاؤں گا صرف اس لیے کہ تم میرے آفس
آؤ۔۔

ہاں۔۔ پلیز میرے لیے کر لیں نا تھوڑا سا۔۔ اس
کے قریب ہوتے کمر اور پیٹ کے گرد بازو باندھتے

کندھے پہ سر رکھا۔۔ جیسے لاڈ سے وہ اسے منانا چاہ
رہی تھی۔۔ سالار نے گہرا سانس لیا۔۔

اچھا زوہا نے کب جانا ہے۔۔

مجھے کیا پتہ۔۔ کچھ دن رہ کے ہی جائے گی۔۔

ٹھیک ہے۔۔ تب تک تم اپنے روم میں سو گئی۔۔

ٹھیک ہے۔۔ ساوری نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ وہ اسے

تنگ کر رہا تھا اور ساوری اچھے سے سمجھ رہی تھی۔۔

سالار اٹھ کے فریش ہونے چلا گیا۔۔

ساوری کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی پھر اٹھ کے باہر چلی
آئی۔۔

لیونگ روم میں کوئی نہیں تھا۔۔ آنٹی کچن میں
تھیں۔۔

ان کے پاس آتے پہلے پوچھا کیا بنا رہی ہیں۔۔ ساتھ
لذیذہ کھیر کا ڈبہ نکالتے پلیٹ میں الٹا۔۔

وہ بھنڈی گوشت بنا رہی تھیں۔۔ اپنی چیزیں اٹھا کے
وہ باہر آگئی۔۔

کچھ دیر بعد زوہا بھی وہیں چلی آئی۔۔

ویسے تم کتنی عجیب حرکتیں کرتی ہو۔۔ یہ اس میں
سے تمہیں کیا ملتا ہے۔۔

سواد۔۔ مزے سے جواب دیتے بادام کے چھوٹے
چھوٹے پیسز منہ میں ڈالے۔۔

تمہارے سواد تمہارے جیسے ہی ہیں۔۔

ہاں۔۔ تمہارے جیسے کڑوے تو نہیں ہیں نا۔۔

اب تم ٹونٹ کر رہی ہو۔۔ زوہانے گھورا۔۔

نہیں۔۔ بس حقیقت بیان کر رہی ہوں۔۔ تم ایسی ہی

ہو۔۔ سڑے کریلے جیسی۔۔

ساوری کی بچی۔۔ زوہانے کشن اٹھا کے اس کی طرف
اچھالا تو ساوری نے ہنستے ہوئے کیچ کر لیا۔۔۔

ساوری کی بچی ابھی نہیں آئی۔۔ ابھی بس ساوری پہ
اکتفا کریں۔۔

بچی آنی بھی نہیں ہے تمہاری۔۔ اس کی پلیٹ سے
آگے ہو کے بادام اٹھاتے زوہانے چھیڑا تھا اس کے
دل نے زور سے بیٹ مس کی۔۔

کیا کر رہیں لیڈیز۔۔ ہادی موبائل میں مصروف سا
ان کے پیچھے آ کے کھڑا ہوا۔۔

کچھ نہیں۔۔ بس فضول گوئی۔۔ ساوری نے اسے دیکھا
۔۔

کیا میں آپ لوگوں کی اس فضول گوئی میں شامل ہو
سکتا ہوں۔۔

کیوں نہیں بھیا۔۔ آپ بھی یہ شرف حاصل
کریں۔۔

زوہا نے کھلے دل سے دعوت دی۔۔

پھر وہ تینوں دو بجے تک وہاں بیٹھے مستیاں کرتے

رہے تھے۔۔ سالار شاید روم میں سو رہا تھا۔۔ ساڑھے

تین بجے بھوک کا احساس ہوا تو اٹھ کے باہر آیا۔
وہ لوگ آپس میں کوئی گیم کھیل رہے تھے۔
کھانا کھا لیا ہے تم لوگوں نے۔

نہیں۔۔ بس آپ کا ہی ویٹ کر رہے تھے۔ ساوری
نے مسکراتے جواب دیا۔ سالار کو اسکی مسکراہٹ
جانے کیوں اچھی لگی تھی۔

چلو آجاؤ پھر۔۔ ڈائننگ ٹیبل کی طرف جاتے انہیں
ہاتھ سے اشارا کیا۔۔ تو وہ تینوں حکم کی تعمیل کرتے
اس کے ساتھ آ کے بیٹھ گئے۔

کھانا کھا کے گاؤں چلتے ہیں داجی اور دادو سے ملنے

-- آنٹی کھانا لگانے لگیں تو زوہانے مشورہ دیا--

ابھی-- سالار نے ٹائم دیکھا-- چار بجنے والے تھے--

ہاں جی-- کل صبح واپس آجائیں گے نا-- کیا خیال ہے

آپ دونوں کا-- ساتھ ساوری اور ہادی بھیا کو

دیکھا--

چلتے ہیں نا ہی-- ساوری نے بھی کہا

ٹھیک ہے-- جیسے تم لوگ چاہو--

یاہو۔۔ ساوری اور زوہا کی چیخ ایک ساتھ بلند ہوئی تو
سالار اور ہادی نے کانوں پہ ہاتھ رکھے۔۔

تم لوگ پاگل ہو۔۔ ہادی نے دونوں کو گھورا۔۔

ہاں۔۔ بہت بڑے۔۔ ساوری ہنسی۔۔

پھر کھانا کھا کے سب نے اپنی ضرورت کی چیزیں
لیں۔۔ اور ایک ہی سوٹ کیس میں رکھیں۔۔ ایک
دن کے لیے جا رہے تھے۔۔ ایک ایک سوٹ چارجر
کچھ کھانے پینے کی چیزیں اور داہی اور دادو کا کچھ
سامان جو سالار نے انہیں دینا تھا۔۔

یوں وہ چھوٹا سا گھرانہ گاؤں کے لیے نکل آیا۔۔ شام
چھ بجے وہ لوگ پہنچے تھے۔۔

داجی اور دادو تو انہیں دیکھ کے سر پر اتر ہو گئے۔۔
خاص طور پہ زوہا ان کے ساتھ تھی یہ بات دادو کو
اچھی لگی تھی۔۔

رات کا کھانا بڑے اچھے ماحول میں کھایا گیا۔۔

پھر کتنی دیر تک وہ لوگ باتیں کرتے رہے تھے۔۔

سالار کو کام تھا وہ اٹھ کے اندر چلا گیا تو ساوری زوہا
کے قریب کھسکی۔۔ داجی دادو ہادی آپس میں کوئی
باتیں کر رہے تھے۔۔

میں کچھ سوچ رہی ہوں۔۔ اس کے کان میں گھستے
وسپرنگ کی۔۔
کیا۔۔

کیوں نا ہم لوگ اس لچے کو سبق سیکھائیں۔۔
لچا کون۔۔ سبطین۔۔ زوہا نے اچنبھے سے پوچھا۔۔
ہاں۔۔ اور کون۔۔ کیا خیال ہے۔۔

کیسے سیکھائیں گے۔۔ اس وقت وہ بھی۔۔

کچھ سوچتے ہیں۔۔ دماغ لڑاتے ساوری خاموش ہو گئی
زوبا اسے دیکھ رہی تھی۔۔

تمہارے پاس اس کا نمبر ہے نا۔۔ اسے میسج کرو وہ
ان کے گھر کے باہر جو کنواں ہے وہاں آئے۔۔
ن۔۔ نہیں۔۔ میں نہیں کر رہی میسج۔۔

دیکھو تم نے اپنا بدلہ لینا ہے نا اس سے۔۔ تو میرے
لیے اور اپنے لیے اتنا نہیں کر سکتی۔۔ پلیز۔۔ ساوری
نے اسے فور سلی کنوینس کیا تو وہ مان گئی۔۔

بارہ بجے کا ٹائم دینا۔

و۔ واٹ۔۔ بارہ بجے کون جائے گا۔۔ زوہا بدکی۔۔

کیا ہوا۔۔ دادو نے ان کو کھسر پھسر اور پھر یوں بدکنا
دیکھ کے پوچھا۔۔

کچھ نہیں۔۔ بس ایسے ہی باتیں کر رہے تھے۔۔

بابا کو پتہ چلا تو بڑی کت خانی ہو گی۔۔ زوہا نے ایک
اور اعتراض کیا۔۔

یار۔۔ تم تو مجھ سے زیادہ بہادر ہو اور پھر بھی ڈر رہی

ہو۔۔ ہبی کی فکر نا کرو۔۔ انہیں میں سنبھال لوں گی

-- بس تم اسے کنویں پہ بلاؤ۔۔ اس کا کچومر نکالیں
گے ہاتھوں کو رگڑتے دانت پیسے۔۔

زوہانے نا چاہتے ہوئے بھی اس کی بات مان لی اور
سبٹین کو میسج کر دیا۔۔

صبح سے جس کی کال کا انتظار تھا اس نے غلطی (
(سے مس کال بھی نہیں دی تھی

بس اب۔۔ رات بارہ کا الارم لگاؤ۔۔ ابھی ساڑھے
دس ہو رہے ہیں نا۔۔ جا کے سو جاتے ہیں۔۔ اپنی
جگہ چھوڑتے کھڑی ہوئی۔۔ زوہا بھی اٹھ گئی۔۔ پھر

اس نے وہ ساری چیزیں ڈھونڈیں جو انہیں ضرورت
پڑنے والی تھیں۔۔

ساوری نے اندر آ کے پہلے سالار کے موبائل پہ
سائلنٹ الارم لگایا اور وائبریشن اون کر کے اپنے
تکیے کے نیچے رکھا۔۔

پھر اس کے قریب ہی لیٹتے آنکھیں موند لیں۔۔
زہن میں پلین چل رہا تھا کہ وہ کیسے کیسے سبٹین کو
مکے جڑے گی۔۔ جب اپنی کمر پہ کچھ رینگتا ہوا
محسوس ہوا۔۔

وہ رینگتا ہوا لمس اپنی مخصوص جگہ پہ جا کے رک
گیا۔۔ ساوری کا سانس اٹکا ہوا تھا۔۔ جب سالار نے
ایک جھٹکے سے پیچھے کھینچتے اپنے ساتھ لگایا۔۔

ی۔۔ یہ کیا۔۔ کر رہے ہیں۔۔ بلی بٹن پہ گول
دائرے بناتی سالار کی انگلی رکی۔۔

کچھ نہیں۔۔ سو جاؤ۔۔ اسے اپنے حصار میں لیے سالار
نے آنکھیں موندیں ہوئی تھیں۔۔

ساوری کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا۔۔ وہ زوہا کو
جانے کا کہہ چکی تھی۔۔ اگر وہ نا جاتی اس کے ساتھ

تو ان کا پلین دھرا کا دھرا رہ جاتا۔۔ کچھ دیر ایسے
ہی پڑی رہی۔۔ پھر جب یقین ہو گیا سالار سو گیا ہے
تو ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی۔۔

پر نہیں۔۔ سالار ابھی تک جاگ رہا تھا تو وہ وہاں سے
کیسے ہلتی۔۔

کیا مسئلہ ہے۔۔ اس کی گردن پہ ماتھا ٹکاتے و سپرنگ
کی۔۔ ساوری کا دل اچھل کے حلق میں آیا تھا جیسے

--

ک۔۔ کچھ نہی۔۔ واشروم جانا ہے۔۔ انکھیں سختی سے
میچتے جھوٹ بولا۔۔

اوکے۔۔ جاو

سالار نے اسے چھوڑ دیا تو وہ تیزی سے بیڈ سے
اتری۔۔ بارہ ہونے میں دس منٹ باقی تھے اور یقیناً
زوہا اس کا ویٹ کر رہی ہوتی۔۔

وہ باتھ روم۔ کی طرف گئی۔۔ پھر کچھ دیر ٹھہر کے
چپکے سے باہر نکلی۔۔ سالار تکیہ سر پہ رکھے سو رہا تھا
۔۔ اہستہ آہستہ قدم اٹھاتے باہر نکل آئی۔۔

زوا پہلے ہی چہرے پہ کپڑا لپیٹے کھڑی اس کا انتظار کر
رہی تھی۔۔

اتنی دیر کیوں لگائی ہے۔۔ سخت گھوری سے نوازتے
اس کا ہاتھ سختی سے تھاما۔۔

ہبی جاگ رہے تھے بڑی مشکل سے نکل کے انی
ہوں۔۔ جلدی چلو۔۔ دروازہ کھولتے وہ دونوں باہر
نکلی۔۔ کوئیں تک کا فاصلہ پانچ منٹ کا تھا۔۔

اور انہی سات اٹھ منٹ لگے تھے وہاں پہنچنے میں

سبطين کو جب ميسج موصول هوا تھا تب سے دل ميں
بے چيني سي لگي۔۔ جانے كيوں ساوري اس سے ملنا
چاهتي تهي۔۔ بڑي بے چيني سے رات باره بجے تك
انتظار كيا تھا۔۔ اور اب وه كنويں كے پاس بنے ايك
چھوٹے سے كمرے كے اندر كھڑا ان كے آنے كے
انتظار ميں تھا۔۔

ساوري اور زوها كے هاتھ ميں اپني حفاظت كے ليے
چند اوزار اور كچھ اور چيزيں تھيں۔۔ پہلے تو كمرے

کے اوپر آ کے ایک ریکاڈر رکھا جس میں سے بڑی
خطرناک آوازیں انی تھیں۔۔

پھر پہلے ساوری اندر آئی۔۔

سبٹین۔۔ تم۔ یہیں ہو۔۔ اندر داخل ہوتے ٹارچ اس
کے اوپر لگائی۔۔

ہاں۔۔ ساتھ ہی دھیمے سروں میں پائل کی آواز آنے
لگی۔۔ جو باہر زوہا چل رہی تھی۔۔

سبٹین نے کچھ خوف سے ساوری کو دیکھا۔۔ وہاں
صرف وہ دونوں تھے۔۔

یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔۔ اپنی گھبراہٹ پہ قابو
پاتے بمشکل پوچھا۔۔

کون سی۔۔ وہ انجان بنی۔۔

یہ۔۔ پائل کی اور کون سی۔۔

مجھے تو نہیں آرہی یار۔۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہوگی
۔۔ اتنا کہنا تھا کہ ریکاڈر چلنے لگا۔۔ اب جیسے باہر بہت

تیز ہوا چل رہی ہو اور بہت ساری چیزیں گر رہی
ہوں۔۔ لوگوں کے چیخنے کی آوازیں۔۔ سبٹین کی تو
ٹانگیں کانپنے لگی تھیں۔۔ اس سے پہلے کے بے ہوش

ہو کے گرتا۔۔ ساوری بے اختیار ہنسی اور ہنستی چلی
گئی۔۔ وہ ہنسی بھی سببٹین کو اس وقت بھیانک لگ
رہی تھی۔۔

زوبا۔۔ آجاو۔۔ یہ اب بس مرنے والا ہے۔۔ درمیانی
آواز میں چلاتے زوبا کو آواز دی تو وہ بھی اندر چلی
آئی۔۔

دونوں نے مل کے سببٹین کو خوب پیٹا تھا۔۔

یہ جھانپڑ مجھے ہر یس کرنے کے لیے۔۔ ساوری چلائی

اور یہ مجھے۔۔ دوسرے گال پہ مکہ مارتے زوہا بھی
اسی انداز میں چلائی۔۔

دونوں ساتھ ساتھ اس کے جرم بھی بیان کر رہی
تھیں۔۔ جب تک وہ اسے اچھے سے بے حال نہیں
کر چکیں گی نہیں۔۔

پھر کام ختم کر کے اپنی چیزیں سمیٹیں۔۔ اور باہر
نکلیں۔۔ اب کی بار ان کی چیخ حقیقی تھی۔۔ کیونکہ
سامنے سالار کڑے تیور لیے کھڑا تھا۔۔

ہو گیا تم لوگوں کا۔۔ دونوں پہ ایک سرد نگاہ ڈالتے
پوچھا۔۔

و۔۔ وہ ہم تو۔۔

گھر چلو۔۔ انہیں اپنے آگے کرتے کر خٹکی سے کہا تو
دونوں کے دل لرز اٹھے۔۔

اوففف۔۔ خوف سے آنکھیں میچتے ساوری کا رنگ
بھی پیلا پڑ رہا تھا۔ زوہا نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔ دونوں
تیزی سے سالار کے آگے چلنے لگیں۔ جب تک
گھر نہیں پہنچ گئیں دونوں نے پیچھے مڑ کے نہیں

دیکھا تھا۔ اندر داخل ہوتے دونوں اپنے اپنے
کمروں کی طرف بھاگیں۔

اندر داخل ہوتے ساوری نے لمبا سانس لیا اور لائٹ
اون کی۔

آاااا۔۔۔ اب کی بار سارے جاگ گئے۔

اللہ خیر کرے کیا ہوا گیا۔ دادو ہڑبڑا کے سیدھی
ہوئیں۔۔۔ بمشکل اپنی چار پائی سے اٹھتے اندر آئیں تو
ساوری کے بیڈ کی طرف دیکھتے تھر تھر کانپ رہی
تھیں۔۔۔ کیونکہ سالار بیڈ پہ سو رہا تھا۔

تو پھر جس کے ساتھ وہ لوگ آئی تھیں وہ کون تھا
۔۔ دادو کی طرف خوف سے دیکھتے ان کے ساتھ
چمٹ گئی۔۔

سالار حیرانگی سے اس کے پاس آیا۔۔
کیا ہو گیا ہے یار۔۔ اس کے تاثرات اتنے نارمل تھے
کے کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا وہ ڈرامہ کر رہا
ہے۔۔

ساوری کا تو سارا خون جیسے خشک ہو گیا تھا۔۔
مجھے کچھ بتاؤ گی تو پتہ چلے گا بیٹا۔۔

د۔۔ داو۔۔ یہ ب۔۔ بھوت۔۔ اور اس کے ساتھ ہی
وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتے جھول گئی۔۔ سالار
نے اسے سنبھالتے بازوؤں میں اٹھایا۔۔

آپ لوگ آرام کریں اسے میں دیکھ لوں گا۔۔ سالار
نے دادو اور داجی کو واپس بھیجا اور خود ساوری کو
بیڈ پہ ڈالا۔۔

کتنا مزا آتا ہے نا تمہیں دوسروں کو پریشان کر کے
۔۔ اپنی بار ہوش گم ہو جاتے ہیں۔۔ نرمی سے اس
کے بال ماتھے سے ہٹاتے لب رکھے۔۔

اب سکون کرو خود بھی اور مجھے بھی کرنے دو۔۔ اس
کے اوپر سے گھٹنہ موڑ کے رکھتے پیچھے آ کے لیٹا۔۔
پھر ویسے ہی اپنے حصار میں لیتے اوپر کمفرٹر سیدھا
کیا۔۔

ساوری خوف سے بے ہوش پڑی تھی
ڈھائی بجے جا کے اسے ہوش آیا تو سب گھومتا ہوا لگا
۔۔

آنکھیں سختی سے ہتھیلیوں سے رگڑیں۔۔ پھر ہمت
کر کے چہرہ گھما کے سالار کو دیکھا۔۔ جو اپنا ایک بازو

اس کی کمر کے گرد فولڈ کیے اپنے ساتھ لگائے
ہوئے تھا۔۔

ساوری کے ذہن میں بالکل بھی نہیں تھا رات کو کیا
ہوا تھا۔ چکراتے سر کو سہلاتے اس نے رخ بدلنا چاہا
۔۔

ہبی۔۔ پھر اسے آواز دی۔۔

سالار گہری نیند میں تھا اس کی پکار نہیں سن سکا۔۔

سالار۔۔ ساوری نے اب کی بار اس کا نام لیا۔۔

بمشکل سیدھے ہوتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔

ہبی۔۔ میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔۔ اس
کے بالوں پہ ہاتھ رکھتے انگلیاں چلائیں تو سالار کی
آنکھ کھلی۔

کیا ہوا۔۔ اٹھ کے سیدھے ہوتے اسے فکر مندی سے
دیکھا۔۔

میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔۔ مجھے دوائی
دے دیں کوئی۔۔ کن پٹی پہ ہتھیلی سے زور دیتے
بڑبڑائی۔۔

سالار نے سائڈ پہ ہوتے لائٹ جلا دی تھی۔۔

پھر اٹھ کے اسے پانی دیا۔

ساوری کا رنگ پیلا پڑ رہا تھا۔

ڈاکٹر کے پاس چلیں۔ اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ

کے سالار کے ہاتھ پاؤں پھولے اسے جلدی سے

اٹھاتے باہر لایا۔ گاڑی میں ڈالا۔ دادو تہجد کے لیے

جاگتی تھیں۔ ذرا سا شور ہوا تو انکھیں کھول کے

انہیں دیکھا۔

کیا ہوا بیٹا۔ خیریت ہے۔

جی۔۔ ساوری کی طبعیت خراب ہے بس۔۔ سر میں
درد ہے شاید۔ ہو اسپتال لے کے جا رہا ہوں۔۔ جلدی
سے گیٹ کھولا پھر گاڑی تک واپس آیا اور گاڑی باہر
نکال کے لے گیا۔۔ دادو نے خود ہی دروازہ بند کیا
تھا۔۔ پچھلی بار بھی وہ اسے ایسے ہی اٹھا کے لایا تھا
۔۔

قریبی کلینک پہ آیا تو وہ بند تھی۔۔
سآوری آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

اگر برداشت کر سکتی ہو تو شہر چلتے ہیں۔۔ واپس
گاڑی میں بیٹھتے اسے دیکھا۔ ساوری نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔۔

پھر بھی وہ راستے میں دیکھتا آرہا تھا کوئی کلینک مل
جائے۔۔ پر ساری ہی بند ہوتی تھیں رات کو۔۔

بیس منٹ کی دوری پہ ایک ہوسپتال تھا وہاں پہنچتے
سالار اسے اندر لایا۔۔

ڈاکٹر۔۔ ساوری کو بازوؤں میں اٹھائے وہ بھاگتے ہوئے
اندر آیا تھا۔۔ رات کے اس پہر ڈاکٹر بھی شاید

اونگھ رہا تھا۔۔ ہڑبڑا کے اٹھتے اپنے کمرے سے باہر
نکلا۔۔ پھر ساوری کو ایمر جنسی میں لے گئے تھے۔۔
سالار بھی ساتھ اندر گیا تھا۔۔

ساوری ہوش میں ہی تھی پر اب آنکھیں بند ہو رہی
تھیں۔۔

مجھے لگتا ہے ان کا بلڈ پریشہ بہت لو ہو گیا ہے۔۔
مشین لگاتے وہ بلڈ پریشہ چیک کرنے لگا۔۔ چند سیکنڈ
بعد اس کا بلڈ پریشہ شو ہونے لگا تھا جو واقع حد سے
زیادہ لو تھا۔۔

پھر اسے ڈرپ لگی تھی۔۔

ایسی سیچوئیشن میں اتنا بلڈ پریش گرنا۔۔ بہت خطر
ناک ہے مسٹر سالار۔۔ ڈاکٹر نے ڈرپ میں انجیکشن
ایڈ کرتے سالار کو سنجیدگی سے کہا۔۔

پتہ نہیں سوئے سوئے ہی۔۔ اففف۔۔ اس کا دل کیا
وہ اپنے بال نوچ لے۔۔ وہ بھی کبھی کبھار بچوں والی
حرکتیں کرتا تھا ساوری کے ساتھ۔۔ اب اگر وہ
رات کو بے ہوش تھی تو اسے ہوش میں لانا چاہیے
تھا۔۔ غصے سے سوچتے مٹھیاں بھینچیں۔۔

آپ لوگ ان کا منتہلی چیک اپ کروا رہے ہیں۔۔
ڈاکٹر نے مصروف سے انداز میں دوبارہ اسے مخاطب
کیا۔۔

نہیں۔۔ پہلے کرواتا تھا۔۔ پر اب کافی ٹائم سے دوبارہ
اٹیک نہیں ہوا۔۔ پیشانی پہ شہادت کی انگلی رگڑتے
ساوری کے پاس آیا۔۔

کیا مطلب پہلے کرواتا تھا۔۔ ابھی ان کے دو منتھ
کمپلیٹ ہوئے ہیں۔۔ تیسرا سٹارٹ ہے۔۔ کل صبح ہی
ان کا دوبارہ ان کی گائناکالوجسٹ سے چیک اپ

کروائیں۔۔ اس حالت میں کسی قسم کا سٹریس جان
لیوا ثابت ہو سکتا ہے بے بی کے لیے بھی اور مدد
کے لیے بھی۔۔

پروفیشنل انداز میں کہتے ڈاکٹر فائل تیار کر رہا تھا۔۔
پھر اسے دیکھا۔۔ سالار سکتے میں تھا۔۔
مطلب۔۔ تیسرا منتھ۔۔

آپ کی بیٹی ماں بننے والی ہے۔۔ کیا اس کی شادی
ہوئی ہے۔۔ ڈاکٹر کو اب شک ہوا۔۔ کہیں یہ کوئی
پولیس کیس ہی نا ہو۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ پہلی بات تو یہ میری بیٹی نہیں بیوی
ہے۔۔ اسے روکتے تصحیح کی۔۔ اور دوسری بات مجھے
معلوم ہی نہیں تھا یہ باپ بننے والا ہے۔۔ م۔۔ میرا
مطلب میں ماں بننے والی۔۔

آپ کا مطلب ہے آپ باپ بننے والے ہیں۔۔ ڈاکٹر
نے چشمے کی اوٹ سے اسے گھورا تو وہ تیزی سے
اثبات میں سر ہلا گیا۔۔ وہی۔۔ میں ماں۔۔ (یاد آیا وہ
ماں نہیں بن سکا۔۔) کا شوہر ہوں۔۔ کان کھجاتے
سوئی ہوئی ساوری کو دیکھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ آپ ان کا دھیان رکھیں۔۔ یہ ڈرپ
ختم ہو گی تو پھر دوبارہ چیک کروں گا۔۔ ڈاکٹر اسے
کہتے باہر چلا گیا تو سالار ہونٹوں پہ مٹھی بنائے ہنس
دیا۔۔

اس عمر میں باپ بننا۔۔ دیٹس گریٹ۔۔ ونڈر فل۔۔
سر ہلاتے ساوری کا چہرا دیکھا۔۔ پھر جھک کے اس
کے ہونٹوں پہ لمس چھوڑا۔۔

بے وقوف لڑکی ماں بن کے اور پاگل ہو جائے گی
۔۔ سوچتے وہیں اس کے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔۔

جتنی دیر ڈرپ لگی رہی وہ بیٹھا اسے دیکھتا رہا

زوہا اور ہادی لوکل بس سے اسلام آباد آئے تھے۔۔
ویسے بابا یہ اچھا کرتے ہیں ہر بار۔۔ اپنی بیوی کو لے
کے آجاتے ہیں اور بچوں کو وہیں چھوڑ دیتے ہیں۔۔
زوہا نے اندر داخل ہوتے چڑ کے ہادی سے کہا۔۔
اس کی طبیعت خراب تھی اس لیے۔۔ تم بدگمان
مت ہو جایا کرو۔۔

نہی ہوں بدگمان۔۔ بس ویسے ہی بات کی ہے۔۔
لیونگ روم میں داخل ہوئے تو وہیں شاکڈ رہ گئے۔۔
سالار ایپرن پہنے ساوری کے پاس بیٹھا تھا اور اسے
کچھ کھلا رہا تھا وہ بھی زبردستی۔۔

بابا۔۔ ساوری کو کیا ہوا ہے۔۔ پہلے ہادی کو ہوش آیا
تو وہ اگے بڑھا۔۔

کچھ نہیں۔۔ بس بے ہوش ہو گئی تھی بی بی پی لو ہو گیا
تھا بہت زیادہ۔۔ اس نے ابھی تک ساوری کو بھی
نہیں بتایا تھا۔۔ بلکہ اسے معلوم ہونا چاہیے تھا۔۔ اس

نے سالار سے اس بارے میں ڈسکس کیوں نہیں کیا
تھا۔۔ سوچتے اسے گھورا۔۔ ساوری بس ناک بھوں
چڑھائے سالار کا سپیشل ڈائٹ فوڈ کھا رہی تھی۔۔
اب کیسی ہو۔۔ زوہا اس کے بائیں جانب آ کے
بیٹھی۔۔

ٹھیک ہوں۔۔ وہ اسے دیکھ کے مسکرائی۔۔

رات کو بہت مزہ آیا تھا۔۔ زوہا نے جھک کے اس
کے گال پہ لب رکھے تو ساوری سے زیادہ سالار بلش

ہوا۔۔ اور وہ بھی غصے سے۔۔ نا محسوس طریقے سے
اس کے گال پہ انگلیاں رگڑتے زوہا کا لمس مٹایا۔۔
زوہا مسکا دی۔۔

پھر ہادی اور زوہا اندر چلے گئے تو سالار نے اسے
تیکھی نظروں سے دیکھا۔۔

تمہیں واقع معلوم نہیں ہے تمہیں کیا ہوا ہے۔۔
نہیں۔۔ سوائے استھما کے مجھے اور کیا ہو سکتا ہے

نہیں۔۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا تمہیں معلوم نا ہو۔۔ اگر
ویکس کی بات ہوتی تو میں یقین کر بھی لیتا۔۔ پر
تمہیں تو منتھ گزر چکے ہیں وہ بھی دو۔۔ اور زرا بھی
معلوم نہیں ہوا۔۔

کیا نہیں معلوم۔۔ بتائیں تو سہی۔۔ اب وہ پریشان
ہوئی۔۔۔

کچھ نہیں۔۔ سالار نے سر جھٹکا۔۔ ہو سکتا ہے ڈاکٹر کو
غلط فہمی ہوئی ہو۔۔ اسے دوبادہ چیک کروانا چاہیے تھا
پہلے۔۔

خالی باؤل اٹھا کے اندر لے جاتے سوچا۔۔

ساوری وہیں لیٹ گئی تھی۔۔

سالار برتن دھو کے واپس آیا۔۔ اگر ہو سکے تو
کپڑے وغیرہ بدل لو۔۔ پھر گائناکالوجسٹ کے پاس
چلتے ہیں۔۔

وہاں کیوں جانا ہے۔۔ اس کا دل دھڑکا۔۔ چہرے پہ
بیشمار رنگ بکھر گئے تھے لمحے میں۔۔

کیونکہ رات کو ڈاکٹر نے کہا تھا تم ایکسپیٹ کر رہی
ہو۔۔

اپنے کف نیچے کرتے اسے سنجیدگی سے دیکھا۔

ساوری زرا سا مسکائی۔۔ اس کا شدت سے دل چاہا یہ
سچ ہو۔۔ کل جب زوہانے کہا تھا اس کے بچے نہیں
آئیں گے تو اس کا دل کتنی بری طرح سہا تھا

چلا اجاؤ۔۔ سالار نے جھک کے نرمی سے اس کی کلائی
تھامی۔۔

ساوری اس کے ساتھ اندر آئی پھر فریش ہو کے
چینج کیا۔۔

جب تک سالار فریش ہوا اتنی دیر میں ساوری مکمل
تیار ہو چکی تھی۔۔ سفید اور گرین امتزاج کی بڑی
شال اپنے وجود کے گرد لپیٹتے ایک الوہی سی چمک
نے اس کے چہرے کا ہالہ بنایا ہوا تھا۔۔

سالار باہر نکلا تو مسمرائز ہوا۔۔ وہ خوش تھی سالار
سے کہیں زیادہ۔۔

اللہ تمہارے دامن کو ہمیشہ خوشیوں سے بھرے
رکھے۔۔ دھیرے سے چلتے اس کے قریب آتے دعا
دی۔۔

ساوری گلال ہوئی۔۔ آپ کو بھی اللہ ہمیشہ خوش
رکھے۔۔ میرے ساتھ۔۔ ہونٹوں کو گول کرتے
آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔

سالار بھی مسکرایا۔۔ پھر بالوں میں برش کرتے اپنے
پرفیوم کا چھڑکاؤ اس پہ بھی کیا۔۔

ساڑھے گیارہ بجے وہ لوگ گانا کالوجسٹ کے پاس
پہنچے تھے۔۔

اور ڈاکٹر نے تصدیق کر دی تھی۔۔ اس کا دسواں
ویک سٹارٹ تھا۔۔

ڈاکٹر نے تمام سوال سآوری سے پوچھ لیے تھے جو
سالار کے زہن میں کلبلا رہے تھے۔۔

اور سآوری نے معصوم سی شکل بنا کے ڈاکٹر کو بتایا تو
ڈاکٹر نے سالار کو بلا وجہ گھورا۔۔ جیسے ساری غلطی
اسی کی ہو۔۔

ان کی اور آپ کی اتج میں کتنا گیپ ہے۔۔ ڈاکٹر
نے دونوں کو دیکھا۔۔

بائیس سال تقریباً۔۔

اور آپ کو شرم نہیں آئی اتنی چھوٹی لڑکی سے
شادی کرتے ہوئے۔۔ آپ کی بیٹی کی عمر ہونی چاہیے
اتنی۔۔ ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں ڈپٹا۔۔

ایکسیوز می۔۔ اگر آپ کی سن رہا ہوں تو اس
کا۔ مطلب یہ نہیں کہ آپ مجھے بتائیں میرے لیے
غلط کیا ہے اور ٹھیک کیا ہے۔۔ آپ کا جو کام ہے وہ
کریں اور اجازت دیں ہمیں۔۔ یہ فضول گوئی
برداشت نہیں کرتا میں۔۔ ضبط سے کہتے ساوری کا

بازو تھاما اور اٹھنے کا اشارہ کیا۔۔ ساوری ہکا بکا بدلتے
حالات دیکھ رہی تھی جلدی سے اٹھی۔۔

سالار فائل اٹھا کے تئنٹاتا ہوا باہر نکل آیا۔۔

عجیب دماغ ہیں لوگوں کے بھی۔۔ اشتعال سے کہتے
وہ گاڑی تک آیا۔۔ پھر ساوری کو بٹھاتے اپنی جگہ پہ
آ کے بیٹھا۔۔ ساوری فکر مندی سے اسے دیکھ رہی
تھی۔۔

کیا اسے برا لگتا تھا جب لوگ ان کی اتج کو لے کے
بات کرتے تھے

رات کو گیارہ بجے کے قریب وہ سونے لے لیے لیٹی
تو سائڈ پہ رکھا موبائل اٹھا کے دیکھا۔

نیو نمبر سے میسج آیا ہوا تھا۔

تیری خوشی کے ٹھکانے بہت ہونگے

"پر میری بے چینی کی وجہ تم ہو

پوسٹری پڑھتے یکبارگی اس کا دل دھڑکا۔۔ پھر نمبر پہ
کلک کرتے پروفائل میں آئی۔۔ نا کوئی ڈی پی تھی نا
کوئی نام تھا۔۔

کر کے چھوڑ دیا۔۔ میسج پہ

دوسری طرف زیب مسکرایا۔۔ وہ واقع بے چین تھا
اب جیسے دل پہ ٹھنڈ سی پڑ گئی تھی۔۔ یہی سکون کافی
تھا اس نے پڑھ کے کچھ تو رٹیکٹ کیا تھا۔۔ موبائل
سینے پہ رکھے رکھے وہ سو گیا۔۔ اگلے دن شبنم کی
آواز پہ آنکھ کھلی تو اٹھ کے فریش ہوا۔۔

آج پھر اسے انٹرویو کے لیے جانا تھا۔۔ دو۔ مہینے سے
وہ بس انٹرویو ہی دے رہا تھا۔۔ اگلے ایکسپیرینس کا
پوچھتے تھے۔۔ پہلے کوئی جاب دیتا تو ایکسپیرینس ملتا نا
۔۔ اب تو وہ عاجز آچکا تھا۔۔

تیار ہو کے گھر سے نکلنے لگا تو شبخیم نے اسے روکا۔۔
تم ایک کام کیوں نہیں کرتے۔۔
کون سا۔۔ پلٹ کے ان کے پاس آیا۔۔

تم سالار کے دفتر میں چلے جاؤ سسر ہے تمہارا کوئی نا
کوئی جگہ تو ہو گی اس کے پاس تمہارے لیے۔۔ بلکہ
مینینجر کی جگہ تمہیں رکھنا چاہیے اسے۔۔

ماما۔۔ بس بس۔۔ اب اتنا بھی نا سوچیں۔۔ پہلے زوہا کی
کام والی کے لیے موڈ خراب تھا۔۔ اپ فضول میں بد
مزگی نا پیدا کریں۔۔

واہ واہ۔۔ شادی کیا ہوئی ماں ہی بری لگنے لگ گئی۔۔
بھول گئے ہو جب اس کلموہی ساوری کے پیچھے

مرتے تھے تو مجھ سے کیسے مشورے لیتے تھے
--کیسے میں تمہاری مدد کرتی تھی--

اسی لیے آج ایسا ہوں میں-- اس وقت میرے غلط
کاموں میں میرا ساتھ دینے کی بجائے تھپڑ لگاتیں تو
یوں ان چاہی لڑکی بہونا بنتی آپ کی-- سر جھٹکتے باہر
نکل گیا-- اب وہ مزید بر ادی کا مرتکب نہیں ہونا
چاہتا تھا جو اس کے نصیب میں تھی وہ جیسے بھی
اسے مل گئی تھی-- بس اب زوہا کے دل میں اپنے
لیے نرمی اور محبت پیدا کرنی تھی-- جو اس کے اچھے

اور کئیرنگ رویے کی وجہ سے ہی پیدا ہو سکتی تھی

--

ساوری سالار کے بیڈ روم میں سوئی تھی۔۔

تم۔ لوگوں نے کالج نہیں جانا کیا۔۔ ابھی وہ لوگ
ناشتے کے لیے ٹیبل پہ اکٹھے تھے جب سالار نے
زوہا اور ساوری دونوں کو متوجہ کیا۔۔

ہادی کی بھی بس چھٹیاں ختم تھیں وہ بھی کل شام
واپس جانے والا تھا۔۔

نہیں۔۔ ساوری نے نفی میں سر ہلایا
جانا ہے۔۔

دونوں نے مختلف جواب دیا۔۔

وجہ بتاؤ۔۔ دونوں۔۔ مینگو فورک سے زبان پہ رکھتے
دیکھا۔۔ وہ سر شار تھا۔۔ بہت خوش۔۔

وجہ کس چیز کی۔۔ زوہانے سالار کی طرف دیکھا۔۔
مطلب کیوں جانا ہے کالج۔۔ اب تو تمہاری شادی ہو
گئی ہے۔۔ سسرال سمن ہالو۔۔

بابا۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔۔ کیسی باتیں کر رہے
ہیں۔۔ ہادی کو بھی حیرت ہوئی۔۔

مذاق کر رہا ہوں یا۔۔۔ اب اپنی بیٹی سے میں
مذاق بھی نہیں کر سکتا کیا۔۔ آئی برو اچکائے۔
کر سکتے ہیں۔۔۔ بلکل۔۔۔ زوہا مسکرائی۔۔۔ کالج اس لیے
جانا ہے کیونکہ میں پڑھنا چاہتی ہوں۔۔۔ بہت سارا اور
میں چاہتی ہوں میں اپنے شوہر پہ ڈسپینڈ نا کرو۔۔
ایسا تو ممکن نہیں یے بیٹا۔۔ عورت چاہے جتنی بھی
امیر ہو جائے جتنی بھی طاقت ور ہو جائے۔۔۔ اسے

زندگی گزارنے کے لیے اپنے شوہر پہ انحصار کرنا ہی
پڑتا ہے۔۔ کہیں نا کہیں کبھی نا کبھی۔۔ سو یہ سوچ
اپنے ذہن میں مت آنے دو کہ تم زیب کے بنا
مکمل ہو جاؤ گی۔۔

بٹ بابا۔۔ جس انسان کو آپ کی عزت کرنا ہی نا آتا
ہو اس انسان پہ ڈیپینڈ کرنا۔۔ میرے خیال میں بے
وقوفی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔۔

ہر چیز ڈیپینڈ مت کرو۔۔ لیکن کچھ معاملات ایسے
ہوتے ہیں جہاں اس کا ہونا ضروری ہو گا تمہارے

لیے اس لیے اپنے تعلق کو الگ الگ نہیں بلکہ ایک
ساتھ سٹیل کرو۔ تاکہ کبھی تمہیں اس کی ضرورت
پڑے تو وہ تمہارے ساتھ کھڑا ہو۔۔۔ ناکے پیچھے۔۔
جی بابا۔۔ وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔۔

ساوری بھی اس کی باتیں سمجھ رہی تھی۔۔ اس نے
ڈرائیونگ کا کہا تھا اور ہی نے انکار کر دیا تھا۔۔ اسے
تو سیکھنی تھی ہر حال میں اب۔۔ اپنی بیٹی کو اتنا اچھا
درس دے رہے ہیں اور میری خواہشوں کا کیا۔۔
سوچتے وہ بھی فروٹس کھا رہی تھی۔۔

ہادی خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔۔ ناشتہ کر
کے ہاتھ نپیکین سے صاف کیے۔۔

لیڈیز اینڈ جینٹل مین۔۔ تو آج کا کیا پلین ہے۔

کچھ بھی نہیں۔۔ سالار نے فوراً منع کیا۔۔

کیوں بابا۔ بس ایک دن ہے ہمارے پاس۔۔ مستی
کرنے کا۔ پھر میں نے بھی چلے جانا ہے اور زوہانے
بھی۔۔ کہاں یہ دن واپس آئیں گے۔۔

سالار نے پرسوچ انداز سے ساوری کو دیکھا۔۔ اب
اس کی ایسی کنڈیشن نہیں تھی کہ وہ اچھل کود کرتی

یا لا پرواہی کرتی۔۔ کل رات جو ان لوگوں نے
حرکت کی تھی اس کے بعد اکیلے چھوڑنے کا بھی
من نہیں کر رہا تھا اس کا تو۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے لیکن گھر میں ہی کوئی پلین رکھ
لو۔۔

گھر میں ہی کیوں۔۔ باہر چلتے ہیں۔۔ زوہا نے ہادی اور
ساوری کو دیکھا۔۔

ہاں۔۔ ساوری نے زور و شوروں سے سر ہلایا۔۔

نہیں نا۔۔ ایک آٹڈیا ہے میرے پاس۔۔ زوہا کا برتھ
ڈے آرہا ہے۔۔ تو کیوں نا ہم وہی سیلبریٹ کر لیں
۔۔ مستی بھی ہو جائے گی ایک ساتھ بھی ہونگے اس
کے بعد جانے کب ملیں دوبارہ۔۔ کیا خیال ہے۔۔
تینوں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

پھر ہوٹل پہ سیلبریٹ کریں گے۔۔

جو بھی کرنا ہے گھر میں ہی کرنا ہے۔۔ ادھر ادھر تو
بلکل نہیں سوچنا بھی مت۔۔ اٹل انداز میں کہتے
سالار نے فائنل کیا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ پر میں اپنی فرینڈز کو بھی بلواؤں گی۔۔
زوہانے اجازت چاہی تو سالار نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔۔

جسے جسے بلانا ہے بلا لو لیکن گھر میں ہی۔۔ رات نو
بجے تک گھر دوبارہ سہی حالت میں ہو جانا چاہیے
۔۔ اور تم اپنا خیال خود رکھو گی۔۔ جب تک میں
آفس سے واپس نہیں آؤں گا۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔۔

ہادی اور زوہا استھما پرو بلم ہی سمجھے تھے۔۔ پھر
سالار کے آفس جانے کے بعد ان لوگوں نے مل
کے لیونگ روم سیٹ کرنا شروع کیا تھا۔۔ پہلے تینوں
نے زور لگا کے صوفے سائنڈ پہ لگائے۔۔ پھر باقی
چیزیں۔۔ درمیان والا ایریا فری کر کے وہاں بڑی
ٹیبل رکھی۔۔

پھر ڈیکوریشن کا کام شروع کیا جسے ختم کرتے کرتے
بھی دو بج گئے تھے۔۔

آنٹی کھانا تیار کر رہی تھیں ان کے ساتھ بھی زوہا
اور ساوری نے کافی مدد کروائی تھی کچھ باہر سے
آرڈر کیا تھا۔ گیسٹس کو وہ لوگ پہلے ہی انوائٹ کر
چکے تھے

ابھی نہادھو کے سارے تیار ہونے چلے گئے۔۔ سالار
بھی آنے والا تھا۔۔

زوہانے بلو کلر کا باری فراک زیب تن کیا تھا۔۔ آج
وہ پورے اٹھارہ کی ہونے والی تھی (بس سلیبریشن
(کے لیے ورنہ ابھی سات آٹھ دن باقی تھے
ساوری نے ڈارک مہرون کلر کی میکسی پہنی تھی۔۔
جس کے ساتھ ہائی ہیل اور وہی سالار کا دیا ہوا
نیکلس جس پہ ان دونوں کا نام تھا۔۔
ہادی تھری پیس میں تھا۔۔

ویسے بھایا آپ کو بھی اب اپنے لیے لڑکی دیکھ لینی
چاہیے۔۔ ہم سے بڑے ہیں اور ابھی تک کنوارے
گھوم رہے ہیں۔۔

ہاں۔۔۔ تم لوگوں کو کیریئر کی کوئی پرواہ نہیں ہے نا
۔۔ مجھے ابھی اپنا کیریئر بنانا ہے کسی قابل ہو جاؤں
پھر لڑکی بھی مل جائے گی۔۔ بالوں پہ نرمی سے ہاتھ
لگاتے سیٹ کیا۔۔

ابھی وہ لوگ ٹیبل کے گرد کھڑے تھے جب ڈور
بیل ہوئی

گیسٹ کون ریسو کرے گا۔۔ تینوں نے ایک
دوسرے کی جانب دیکھا۔

میں تو برتھ ڈے گرل ہوں سو میری طرف سے
معذرت۔۔

ٹھیک ہے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ لیکن پہلا گیسٹ تم ہی
ریسو کرو گی کیونکہ میرے نیلز خراب ہو رہے ہیں
میں یہ سیٹ کر کے آتی ہوں۔۔

ہاں۔۔ اور میں بھی کچن میں دیکھتا ہوں آنٹی نے
کتنی تیاری کر لی ہے۔۔ ہادی نے بھی مسئلہ بیان کیا

اور کچن کی طرف چل دیا۔۔ زوہا آنکھیں اور منہ
کھولے اپنے فراک کا گھیرا پکڑے ہوئے تھی۔۔
پھر گردن ڈھیلی کر کے کندھے پہ گراتے باہر کی
جانب قدم بڑھائے۔۔

پھر دروازے کے پاس رکتے خود کو سیٹ کیا۔۔ اور
دروازہ کھولا۔۔

سامنے کھڑے انسان کو دیکھ کے وہ ساکت ہوئی۔۔
زیب بھی بلو شرٹ اور وائٹ پینٹ کوٹ میں ہاتھ
میں ایک پیارا سا پھولوں کا بونے لیے کھڑا تھا۔۔

اسے دیکھ کے مسکراہٹ اچھالی۔۔ زوہا کے ماتھے پہ
ان گنت بل آئے۔۔

تمہیں کس نے انوائٹ کیا ہے۔۔ دروازے کے
سامنے پھیل کے کھڑے ہوتے اس کا راستہ روکا۔۔
میرے سر جی نے۔۔ گھڑی پہ ٹائم دیکھتے دوبارہ
اسے دیکھا۔ اور انہوں نے کہا ہے آج میری بیوی کا
برتھ ڈے ہے اور مجھے کچھ اچھا سا گفٹ لے کے
بھی جانا ہے پر۔۔

پر کیا۔۔۔ہاں۔۔۔پہلی بات تم اندر نہیں آ سکتے
دوسری بات مسٹر ریپر۔۔تم سے گفت لینے سے بہتر
میں مرنا پسند کروں گی انڈر سٹینڈ۔۔انگلی اٹھاتے
اسے وارن کیا پھر اپنی فراک پکڑ کے پیچھے کرتے
دروازہ ٹھک سے بند کر دیا۔۔دل زوروں سے
دھڑک رہا تھا۔۔ایسا تو اسے سببطين سے بات کر کے
بھی فیل نہیں ہوا تھا۔۔گال سرخ ٹماٹر ہو چکے تھے
۔۔گالوں پہ ہاتھ رکھتے ہلکے سے تھپتھپھائے تاکہ
ان کی تپش ختم کر سکے۔۔

زیب نے گہرا سانس لیتے پھولوں کی خوشبو اپنے اندر
اتاری۔۔ آج وہ جو اسے گفٹ دینے والا تھا وہ شاید
ان دونوں کے مابین رنجشوں کو ختم کر دیتا۔۔ پر
اسے اندر آنے کی اجازت ملتی تو نا۔۔
واپس گاڑی کی طرف جاتے اندر بیٹھا۔۔

اتنی دیر میں کچھ اور لوگ آئے۔۔ جن میں دو تین
لڑکیاں اور کچھ لڑکے تھے۔۔ وہ وہیں سیٹ سے ٹیک
لگائے دیکھنے لگا۔۔ ان سب کو اجازت مل جانی تھی
اور وہ کتنا بد نصیب تھا۔۔ سر جھٹکتے ٹائم دیکھا۔۔

سالار انکل کے آنے میں ابھی پندرہ منٹ باقی تھے
۔۔ انہوں نے ان کی فیملی کو انوائٹ کیا تھا۔۔

کچھ دیر وہیں بیٹھ کے لوگوں کو دیکھتا تھا۔۔ کچھ ہی
دیر میں بیس پچیس لوگ اس کی آنکھوں کے سامنے
اندر گئے تھے۔۔

اتنی دیر میں اسے سالار کی بانٹ نظر آئی۔۔ شکر کا
سانس لیتے وہ باہر نکلا۔۔ سالار اسے دیکھ چکا تھا پر
پہلے بانٹ اندر گیراج میں کھڑی کی۔۔

زیب بھی اتنی دیر میں اندر واپس آچکا تھا۔۔

انکل وہ۔۔ میں آپ کا ویٹ کر رہا تھا۔۔

او۔۔ ہاتھ اٹھاتے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ
کرتے اندر آیا۔۔

زوہا سامنے نہیں تھی۔۔ سالار کی نظروں نے سب
سے پہلے ساوری کو تلاشا۔۔ وہ شاید کچن میں تھی
۔۔ ہادی بھی کچن میں ہی تھا۔۔

تم بیٹھو میں ریفریشمنٹ بھیجتا ہوں۔۔ زیب کو صوفے
پر بیٹھنے کا کہہ کے کچن میں آیا۔۔

واو۔۔ ساوری کو دیکھ کے ہونٹ گول ہوئے۔۔ پھر
اپنے ایکسپریشن کنٹرول کرتے ہادی کو دیکھا۔۔
سب ریڈی ہے۔۔

جی بابا۔۔ بس ساڑھے چار بجے کیک کاٹیں گے۔۔
اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ ڈش میں سے جیلی اٹھا کے
کھاتے وہ واپس مڑا۔۔ پھر رک کے ساوری کو
دیکھا۔۔

تم اگر فری ہو تو مجھے کپڑے نکال دو۔۔

وہ میں ہاتھ روم میں رکھ دیئے ہیں۔۔ ساوری انڈا
پھینٹ رہی تھی اسے دیکھتے جواب دیا۔ سرمئی
آنکھیں جھلملا رہی تھیں۔۔

آج نظر لگے گی میرے بے بی کو۔۔ اس کا ہاتھ
پکڑتے بڑا اس کے ہاتھ سے لے کے شیلف پہ رکھا
۔۔

اندر تو آؤ۔۔ اس کی میکسی کمر سے چٹکی میں پکڑتے
آنکھوں سے اشارہ کیا۔۔ تو ساوری نے مسکراتے

ہادی کو دیکھا جو آنٹی کے ساتھ دوسری طرف رخ
کیے کام کروا رہا تھا۔

چلیں۔۔ ساوری نے اس کی انگلیاں پکڑتے ہامی بھری
۔۔۔

سالار نے اس کا بازو اپنے بازو کے نیچے دباتے اسے
بلکل قریب کر گیا۔۔ ساوری کھکھلا کے ہنسی۔۔ تو
سالار بھی جاندار طریقے سے مسکرایا۔۔

وہ دونوں باہر آئے تو کافی لوگوں نے ان کی طرف
دیکھا تھا۔۔

آج کچھ اناؤنس کروں گا آفر کیک کٹنگ۔۔ سب کو
انگلی اٹھا کے بتاتے گردن ہلائی تو سب ہنس دیئے
۔۔ سب ینگ تھے وہاں بس سالار تھا جو بڑا تھا یا
آئی۔۔

روم کی طرف جاتے ساوری مسکراتی رہی۔۔
اندر آ کے سالار نے پہلے اسے اپنے ساتھ لگایا پھر
سرخ ہوتے گال پہ لب رکھے۔۔
طبعیت ٹھیک رہی ہے تمہاری۔۔

جی۔۔ بلکل ٹھیک رہی۔۔ مجھے کچھ فیل ہی نہیں ہوتا
پتہ نہیں کیوں۔۔ اس کا کوٹ اتارتے ایک طرف
رکھا۔۔

پھر بھی احتیاط کرو۔۔ تمہیں بہت کئیر کی ضرورت
ہے میرا بے بی۔۔ اس کے بالوں میں انگلیاں
پھنساتے بکھیرے۔۔

ساوری ہنس دی۔۔ پھر سالار فریش ہونے چلا گیا تو
وہ وہیں بیٹھ گئی۔۔

ابھی تو سالار نے اس کی ہیلز نہیں دیکھیں تھیں
۔۔ اس کے لیے الگ کلاس لگنی تھی

زیب کچھ دیر وہیں بیٹھا بور ہوتا رہا پھر اٹھ کے زوہا
کے روم کی طرف بڑھا۔۔ دروازے پہ دستک دی۔۔
زوہا سمجھی شاید ہادی یا ساوری ہونگے۔۔ کیونکہ وہی
اس کے روم میں آسکتے تھے ابھی۔۔ سو دروازہ کھول
کے واپس پلٹ گئی۔۔ وہ اپنے بالوں کا سٹائل چینج
کر رہی تھی۔۔

فراک کا اوپر والا فلٹر اتارے سائڈ پہ رکھا ہوا تھا۔
نیچے کا حصہ جو کندھوں سے کمر تک بالکل سٹریٹ تھا
--

زیب نے اندر داخل ہوتے دروازہ بند کر دیا۔۔ زوہا
نے کلک کی آواز پہ پلٹ کے دیکھا تو ایک بار پھر
منجمد ہوئی۔۔ جس حالت میں وہ کھڑی تھی کسی کا
بھی ایمان ڈگمگا سکتی تھی۔۔ وہ تو پھر اس کا شوہر تھا
--

اس سے پہلے کہ وہ ہوش میں آتی زیب اگے بڑھا
اور سائڈ پہ رکھا سکارف اٹھا کے اس کے گلے میں
ڈالا۔۔

یہ اس دن کھینچا تھا میں نے۔۔ گھمبیر آواز میں کہتے
اسے دیکھا۔۔ زوہا پلکیں جھکائے ساکت کھڑی تھی
چہرے پر شرم کی لالی جانے زیب کو دیکھ کے کیوں
آجاتی تھی۔۔ اس سے پہلے کے زیب کچھ اور کہتا
اسے ہوش آیا۔۔ جھر جھری لیتے خود ہی سکارف اتار
کے سائڈ پہ پھینکا۔۔

نہیں۔۔ دیکھ لو۔۔ غور سے دیکھو۔۔ میں کتنی ہوٹ
ہوں۔۔ اپنی آنکھیں سیک لو۔۔ اس دن بھی تو دیکھا
تھا۔۔ آج بھی دیکھ لو کیا فرق پڑتا ہے۔۔ ہتھے سے
اکھڑتے وہ شروع ہوئی تو زیب گھبرا گیا۔۔ اسے
روکنے کی کوشش میں وہ اسے کمر سے تھامتے اپنے
سینے سے لگا گیا۔۔ زوہا کے حواس گم ہوئے۔۔ یہ کیا
کر رہا تھا زیب۔۔

م۔۔ مجھے چھوڑو مسٹر ریپر۔۔ تم پھر سے میرے
ساتھ۔۔ زوہا کے آواز ایک دم ضرورت سے زیادہ

اونچی ہوئی تو زیب نے اس کے ہونٹوں پہ ہتھیلی
رکھی۔۔ وہ لوگ کمرے کے درمیان میں کھڑے
تھے۔۔ زوہا کی آنکھیں ابلنے کو تھیں وہ اس کی
مضبوط قید میں پھڑپھڑا کے رہ گئی۔۔

اگر تم نے اب کچھ بولا تو ایک تھپڑ لگاؤں گا سچ کہہ
رہا ہوں۔۔

آنکھوں میں تیش لیے اسے گھورا۔۔ زوہا نے مچلتے اپنا
آپ چھڑوانے کی کوشش کی جب ناکام ہوئی تو خود
کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔۔ زیب کو جب تسلی ہو گئی کہ اب

وہ سکون میں ہے تو ہاتھ ہٹایا۔۔ اور جو نہی ہاتھ ہٹایا۔
زوہا پھر سے شروع ہوئی۔۔

تم گھٹیا انسان میرے قریب کیسے آسکتے ہو۔۔ میں
تمہارا منہ نوچ لوں گی۔۔ چھوڑو مجھے۔۔ کمینے۔۔ اس
کے بالوں کو پکڑتے زور سے کھینچا۔ زیب درد کی
شدت سے بلبلا اٹھا۔۔ بلا سوچے سمجھے اسے دیورا کے
ساتھ لگاتے ہونٹ قید کیے۔۔ زوہا کے سارے الفاظ
منہ میں ہی رہ گئے تھے۔۔

زیب پوری شدت سے اسے خود میں سموئے اپنی
تشنگی مٹا رہا تھا جیسے۔۔ اس شام تو کچھ نہیں کیا پر
آج تمہیں بتاؤں گا ریپ کیسے کہتے ہیں۔۔ اس کی
زپ پہ ہاتھ رکھتے اسے کھینچا۔۔

زوہا کا دل بری طرح کپکپا گیا۔۔ زیب کا شدت بھرا
لمس اس کی گردن پہ رینگ رہا تھا۔۔

د۔۔ دور رہو مجھ سے۔۔ اسے خود سے پرے دھکیلنے
کی کوشش میں ناکام ہوتے وہ رو دی۔۔ زیب جو
اپنے حوش کھو رہا تھا فوراً دور ہٹا۔۔ زوہا کی بکھری

حالت دیکھ کے اس کا دل کیا وہ کہیں ڈوب مرے
دوسری دفعہ پھر اس کے ساتھ یہ سب کر رہا تھا۔
تیزی سے اپنی حالت درست کرتے وہ باہر نکل گیا
--

زوہا کا دل کیا وہ اونچا اونچا روئے۔۔ یہ شخص اسے
کہیں بھی سکون لینے نہیں دے رہا تھا۔ بیڈ پہ
گرتے وہ شدت سے رو دی۔۔

وہ چیخ کر کے باہر آیا تو ساوری بیڈ پہ بیٹھی اس کا
ویٹ کر رہی تھی۔۔ اسے دیکھ کے کھڑی ہوئی۔۔
تم کچھ دیر لیٹ جاؤ۔۔

نہیں۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ وہ مسکرائی۔

تمہیں اب زیادہ آرام کرنا ہے اور کوئی بچوں والی
حرکتیں نہیں۔۔ سمجھی۔ سنجیدگی سے ڈپٹا۔۔ ساوری منہ
بسور گئی۔۔

پھر بڑوں والی حرکتیں کرنی ہیں مطلب۔۔ سرمئی
آنکھیں روشن ہوں۔۔

سالار آسنے کے سامنے کھڑا تھا۔۔ سترہ سالہ لڑکی کو
دیکھا۔۔ وہ ایک بچے کا بوجھ اٹھا سکتی تھی بھلا۔۔ ابھی
تو اس نے شرارتیں کرنی تھیں۔۔

نہیں فلحال کچھ نہیں کرنا۔۔ برش کرتے پرفیوم
سپرے کیا۔۔ سفید شرٹ میں بلیک مخملی ڈریس کوٹ
پہنا۔۔ پھر شوز پہن کے ساوری کا ہاتھ پکڑے باہر
آیا۔۔

زیب اپنی جگہ پہ بیٹھا تھا ابھی تک۔۔
عجیب لڑکا ہے۔۔ اٹھ کے زوہا کے پاس جاتا۔۔

کیا کہا۔ ساوری کو اس کی بات کی سمجھ نہیں آئی تو دوبارہ پوچھا۔

کچھ نہیں۔۔ تم یہاں بیٹھو۔۔ اس کا دھیان ابھی تک ساوری کی ہیلز پہ نہیں گیا تھا۔۔ اسے ایک طرف صوفے پہ بیٹھنے کا کہہ کے خود زیب کے پاس آیا۔۔ تم زوہا کے پاس نہیں گئے۔۔ اس لیے تمہیں انوائٹ کیا تھا میں نے کے منہ اٹھا کے بیٹھے رہو گے۔۔ کوئی اس کا دل بہلاؤ۔۔ اپنے قریب کرو دوستی کرو اس کے ساتھ۔۔

و۔ وہ میں گیا تھا۔۔ پر اس نے باہر نکال دیا۔۔ اب
سچ تو بتا نہیں سکتا تھا۔

یہی ہونا چاہیے تھا ویسے تمہارے ساتھ اچھا ہی کیا
ہے۔۔ سر جھٹکتے وہ کچن میں چلا آیا۔۔ جہاں ہادی
ابھی بھی کچن میں تھا البتہ آنٹی کی جگہ اب لڑکی
کھڑی تھی۔۔

ہادی سالار کی مخصوص خشبو پہ پلٹا۔۔

بابا۔۔ زوہا کو لے آئیں۔۔ پھر میں کیک لاتا ہوں۔۔
جزر بزر ہوتے سالار کو دیکھا ساتھ ہدہ کو بھی جو زوہا
کی دوست تھی۔۔

ٹھیک ہے۔۔ سالار مسکراہٹ چھپاتے باہر نکل گیا۔۔
نائس۔۔ سر ہلاتے زوہا کے روم میں آیا۔۔ دروازہ
ناک کیا تو زوہا نے کھولا نہیں۔۔ پھر وہیں کھڑے
کھڑے زیب کو دیکھا جو اسی طرف دیکھ رہا تھا
نگاہیں ملتے شرمندہ ہوا۔۔ یقیناً دروازہ اس کی وجہ
سے لاک تھا۔۔

سالار نے دوبارہ دستک دی پھر بھی نہیں کھلا تو
پریشانی کی لہر پورے جسم میں دوڑ گئی۔۔ کہیں اس
نے کچھ کر ہی نا لیا ہو۔۔ واپس کچن میں آتے
ڈپلیٹ چابی نکالی اور زوہا کا دروازہ کھولا۔۔
زوہا بیڈ پہ بے حس پڑی تھی۔۔

زوہا۔۔ بیٹا۔۔ دروازہ لاک کرتے سالار اندر آیا۔۔ اس
کے قریب آ کے بیٹھتے چہرہ اٹکیے سے باہر نکالا تو
ساکت ہوا۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔

کیا ہوا ہے میری جان۔۔ اسے سیدھا کرتے اپنے

ساتھ لگایا تو زوہا شدت سے رو دی۔۔

بابا۔۔ مجھے زیب کے ساتھ نہیں رہنا۔۔ پلیز۔۔ پلیز بابا

۔۔ وہ انسان نہیں حیوان ہے۔۔ اس نے ابھی پھر

میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی ہے۔۔

سالار نے سختی سے لب بھینچے۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔۔

ابھی حلیہ درست کرو۔۔ اس کے آنسو صاف کرتے

سیدھا کیا۔۔

زوہا ہچکیاں لیتے پیچھے ہوئی۔۔

باہر تمہارے سب دوست آئے ہیں۔۔ کیا سوچیں
گے سب کے ابھی تک وہ لڑکی ہی نہیں آئی جس
کے لیے وہ سب جمع ہیں۔۔ اٹھو شاباش۔ اس کے
بال سمیٹتے پیار سے پچکارا۔۔ زوہا روتے اپنی جگہ سے
اٹھ گئی۔۔ پھر دوبارہ تیار ہوئی۔۔ سالار وہیں بیٹھا رہا
۔۔

چلیں۔۔ میک اپ اور ڈریس ٹھیک کر کے اسے پکارا
تو سالار اٹھ گیا۔۔

سالار کی کہنی میں کہنی ڈالے باہر آئی تو ہادی کیک لا
چکا تھا۔۔۔

کتنی دیر کر دی ہے آپ لوگوں نے۔۔ ہادی نے ان
دونوں کو گھورا۔۔ ساوری اور زیب بھی اٹھ کے ان
کے قریب آگئے تھے۔۔ سب جمع ہو گئے تو زوہانے
کیک کاٹا۔۔ زیب کی طرف اس نے ایک بار بھی
نہیں دیکھا تھا نا دیکھنے کا من تھا۔۔

اس کے بعد گفٹ سیشن سٹارٹ ہوا۔۔

زیب بیچارے کے پاس تو بس پھولوں کا بکے تھا۔

سب سے پہلے اس نے آگے بڑھایا تو زوہا نے رخ

موڑ لیا۔ وہ پھیکا سا منہ لیے پیچھے ہو گیا۔

اتنا تو وہ ڈیزرو کرتا تھا۔

پھر ہادی نے اسے گفٹ دیا تھا۔

میرا گفٹ تو ہے ہی۔۔ لیکن ایک نظم بھی گنگنا چاہتا

ہوں۔۔ سالار نے زوہا کو کندھے سے تھامتے قریب

کیا۔۔

اہم ہنکار بھرتے سب کو دیکھا۔

ننھی سی لاڈلی جب بن کے تو گھر آئی۔۔

اوہہہہ۔۔ ہوٹنگ کے ساتھ سب نے تالیاں بجائیں

تھیں۔۔ وہ کچھ دیر رکا۔۔

تاروں کے گاؤں سے جیسے کوئی پری تھی آئی۔۔

ہوں روشن راہیں تیری۔۔

ڈر جائے جو کبھی تو کسی بات پہ گھبرائے جو کبھی۔۔

کندھے پہ انگلیوں سے زور دیتے جیسے وہ اسے سمجھا

رہا تھا۔۔

تو یاد رکھنا آج کہتا ہوں۔۔ میں ہوں تیرا پاپا۔۔

سن لاڈلی میں ہوں تیرا پایا۔۔۔ اس کے سر پہ بوسہ
دیتے مسکرایا۔ زوہا کی آنکھیں نم ہوئیں۔۔۔ یہ شکوہ
بھی دور ہو گیا تھا۔۔۔

تیرے چہرے پہ سچے کھکھلاتی سی ہنسی
توں چلے جس راہ پہ تیرے قدم چومے ہر خوشی
رات تو جو خواب دیکھے صبح تک ہو سچ ملے۔
سکھ تیرے سہانے ملے دکھ کبھی نا چھو سکے۔
سننے جو بھی تھے ادھورے

چھوٹی ان میں پھل جڑی۔۔ اسے چھوڑتے زیب کے
پاس آیا اور اس کا ہاتھ زرا سختی سے پکڑتے زوہا کے
ہاتھ میں دیا۔۔

مسکرا کے بیٹی جو اپنے پیا کے گھر چلی۔۔

چوم کے ماتھا ماتھا تیرا۔۔ پھر سے کہتا ہوں

سن لاڈلی میں ہوں تیرا پاپا۔۔ آنکھوں میں تنبیہ لیے

زیب کو دیکھا جیسے اسے بتانا چاہ رہا ہو یہ نا سمجھے کہ

زوہا اکیلی ہے۔۔ اس کے ساتھ اس کا باپ بھی ہے

زیب کھیانا سا ہو کے مسکرایا۔۔ اب کی بار زوہا نے
اپنا ہاتھ زیب کے ہاتھ سے نہیں چھڑوایا تھا۔۔

نظم ختم ہوئی تو سب نے فل آواز میں ہوٹنگ کی

پھر جو لوگ رہتے تھے سب نے زوہا کو تحفے دیے
کیک بٹا۔۔ البتہ ساوری بس ایسے ہی مسکراتے سب
دیکھ رہی تھی۔۔ ہیل میں کھڑے کھڑے اس کی کمر
میں درد ہونے لگا تھا۔۔ پر ابھی بھی وہ سب نارمل
ہی سمجھ رہی تھی

تم نے گفٹ نہیں دیا۔۔ زوہا اور ہادی گفٹ ایک
سائڈ لگانے لگے تو سالار اس کے پاس آیا۔۔

نہیں۔۔ میں کہاں سے لیتی۔۔ اس کی آواز بھرا گئی
۔۔ سب نے دیا تھا اور اس کے پاس کچھ نہیں تھا
زوہا کو دینے کے لیے۔۔

کوئی بات نہیں۔۔ سیشل گفٹ دیں گے۔۔ اس کا ہاتھ
تھامنا چاہا تو ساوری نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔۔ سالار
نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔۔

آپ ان کے پاس جائیں۔۔ پچھلے ایک ڈیڑھ گھنٹے
سے وہ انہیں کے ساتھ تو تھا۔۔ ساوری کی طرف
دیکھنا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔

تمہیں برا لگ رہا ہے۔۔ میرا ان کے ساتھ رہنا
۔۔ سالار نے پھر بھی اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔

نہیں۔۔ مجھے کیوں برا لگے گا۔۔ چہرا ضبط سے سرخ
پڑ رہا تھا۔۔

بابا۔۔ یہ دیکھیں۔۔ اس سے پہلے کہ وہ ساوری کو کچھ
کہتا زوہا نے اسے بلایا۔۔ ساوری نے اپنا ہاتھ دوبارہ
اس کے ہاتھ سے نکالا اور ایک طرف ہو گئی۔۔
سالار گہرا سانس لے کے رہ گیا۔۔ آج زوہا کا دن
تھا۔ وہ خوش تھی۔۔ پر ساوری کو بھی تو ہرٹ نہیں
کر سکتا تھا۔۔

زوہا کے پاس آتے اپنے گفٹ کی نشان دہی کی۔۔
یہ ہم دونوں کی طرف سے ہے۔۔

لیٹل موم اور آپ۔۔ ہادی نے تصدیق کی۔۔

ہاں۔۔

انکل۔۔ آپ نے کچھ اناؤنس کرنا تھا۔۔ وہ واپس

مڑنے لگا تو کسی کی آواز نے اسے روکا۔۔ پھر یاد آیا

اس نے کہا تھا وہ کچھ بتانا چاہتا ہے۔۔ ایک دم

چہرے پہ گہری مسکراہٹ آئی۔۔ پھر ساوری کو دیکھا

جو سر جھکائے ایک طرف کھڑی تھی۔۔ اس کے

پاس آتے کمر میں ہاتھ ڈالا۔۔

لیسن ٹو عس لیڈز اینڈ بوائےز۔۔ مسکراتے مردانہ آواز

گوپچی۔۔ ساوری کا رنگ سفید پڑا۔۔

مجھے یہ بتانا تھا۔۔ کہ میں ایک بار پھر۔۔ یعنی تیسری
بار بابا بننے والا ہوں۔۔ وہ بھی اس عمر میں جب میں
چالیس کا ہو گیا ہوں۔۔ اور میری چھوٹا سا بے بی
۔۔ یعنی ساوری سالار خان۔۔ ماما بننے والی ہے۔۔ مسکرا
کے اس کا چہرا دیکھا۔۔ وہ سفید سے سرخ ہونے لگی
تھی۔۔

دوسری طرف زوہا اور ہادی کا چہرا لال بھبھوکا ہوا۔۔
اس سے پہلے کے زوہا نیچے گرتی زیب نے اسے
تھام لیا تھا

مجھے یہ بتانا تھا۔۔ کہ میں ایک بار پھر۔۔ یعنی تیسری
بار بابا بننے والا ہوں۔۔ وہ بھی اس عمر میں جب میں
چالیس کا ہو گیا ہوں۔۔ اور میرا چھوٹا سا بے بی۔۔
یعنی ساوری سالار خان۔۔ ماما بننے والی ہے۔۔ مسکرا
کے اس کا چہرا دیکھا۔۔ وہ سفید سے سرخ ہونے لگی
تھی۔۔

دوسری طرف زوہا اور ہادی کا چہرہ لال بھبھوکا ہوا۔
اس سے پہلے کے زوہا نیچے گرتی زیب نے اسے
تھام لیا تھا

واووووو۔۔ میری بھی سسٹر مجھ سے انیس سال
چھوٹی ہے۔۔ زوہا کے گم ہوتے حواسوں نے برہان کی
آواز سنی۔۔ اور بہت اچھا لگتا جب وہ روتی ہے اور
میری ماما مجھے کہتی ہیں اسے بہلاؤ۔۔ اور میں اسے
اٹھاتا ہوں۔۔ مانو کوئی پھول اٹھایا ہو۔۔ آنکھیں بند

کرتے اس کے چہرے پہ عجیب سے خوشی در آئی
تھی اپنی بہن کے ذکر پہ۔۔

ہمارے بچے اپنے مامو یا خالہ کے ساتھ کھیلیں گے
کتنا اچھا لگے گا۔۔ زیب کو اور کچھ سمجھ نہیں آیا تو
یہی بول دیا۔۔ زوہا کی آنکھیں پھیلیں۔۔

ہمارے بچے نہیں ہوں گے کبھی بھی۔۔ ہونہ نہخت
سے کہتے ساوری کو گھورا۔۔

سالار اس کے لیے فکر مند تھا

بابا۔۔ بہت بہت۔ مبارک ہو۔۔ ہادی کے چہرے پہ
شاک کے تاثرات ختم ہوتے مسکراہٹ آئی تو سالار
کے گلے لگتے مبارک دی۔۔

زوہا بھی خود کو کنٹرول کر گئی تھی۔۔

میری طرف سے بھی۔۔ پھر اگے ہوتے وہ بھی سالار
کے ساتھ لگی۔۔

بہت شکریہ۔۔ اور پریشان نہیں ہو جو مقام تمہارا ہے

وہ تمہارا ہی رہے گا۔۔ سر پہ بوسہ دیتے کندھا

تھپتپایا۔۔ تو زوہا بھی ناچاہتے ہوئے مسکرا دی۔۔

سب کے ساتھ دوبارہ سے مصروف ہوتے سالار نے
ساوری کو ایک نظر دیکھا جو سائڈ پہ کھڑی اسے ہی
دیکھ رہی تھی سالار کے دیکھنے پہ فوراً نظریں پھیریں
۔۔ چہرے پہ چھائی سرخی سالار سے چھپی نہیں تھی
۔۔ زوہا اور ہادی کو چھوڑتے وہ اس کی جانب آیا۔۔
تم ٹھیک ہو۔۔ کمر میں ہاتھ ڈالتے فکر مندی سے
دیکھا۔۔

جی۔۔ اس نے اثبات میں سر ہلاتے اس کے ہاتھ کو
اپنی کمر سے کھول دیا۔۔ پھر پیچھے ہٹتے دور ہوئی۔۔
سالار نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

ساوری۔۔ اس سے پہلے کے وہ اسے روکتا۔۔ وہ تیز
تیز چلتے اپنے روم میں گم ہو گئی۔۔ پتہ نہیں کیوں
دل اتنا اداس ہو رہا تھا۔۔

اپنے روم میں آتے بلا وجہ ان ہیلر اٹھاتے ہونٹوں
سے لگایا۔۔ ان سب میں مصروف ہو کے مجھے بھول
گئے ہیں۔۔ ایک دم غصے کی لہر پورے جسم میں دوڑ

گئی تو ہاتھ میں پکڑا ہوا ان ہیلر زور سے سامنے
ڈریسنگ ٹیبل پہ دے مارا۔۔ شیشے میں کئی دراڑیں
ایک ساتھ پڑی تھیں۔۔۔ اسی وقت سالار دوازہ
کھول کے اندر داخل ہوا۔۔

ساوری۔۔ کیا ہو گیا ہے۔۔ تیزی سے اس کے پاس
آتے ہاتھوں کو پکڑا۔۔

کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔ جائیں باہر آپ ورنہ آپ کے
سر پہ بھی کچھ مار دوں گی۔۔ غصے کی شدت سے لب
بھینچتے نتھنے پھلائے۔۔ آنکھیں ضبط سے سرخ ہو

رہی تھیں نمی بھی بے چینی سے جیسے باہر آنے کو
تھی۔۔

مار لو لیکن پریشان نہیں ہو۔۔ اسے اپنے ساتھ لگانے
کی کوشش کرتے سختی سے بھینچا۔۔ وہ اس کے مضبوط
حصار میں مچل سی گئی۔۔

مجھے نہیں لگنا آپ کے سینے سے۔۔ چھوڑیں
مجھے۔۔ اس کے کلون کی مہک نتھنوں سے ٹکراتے
دماغ کو جیسے پرسکون کرنے لگی تو زور سے چیخی۔۔

میرے بے بی کو بھلا میں چھوڑ سکتا ہوں۔۔ اس کی
کمر سہلاتے اسے اوپر اٹھا لیا۔ اتنا کے ساوری کی ہیل
زمین سے جدا ہو گئی تھی۔۔ کلائیوں سے اس کے
سینے پہ زور دیتے وہ اپنے گال ٹچ نہیں ہونے دے
رہی تھی۔۔ سالار نے نیچے ہوتے اس کی کنپٹی پہ
شدت سے لب رکھے۔۔ چپ۔۔ وہ بے بسی رونے
لگی تھی خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔۔

ہو کیا گیا ہے تمہیں۔۔ کسی نے کچھ کہا ہے۔۔ میری
کوئی بات بری لگی ہے ساوری تو مجھے بتاؤ۔۔ اسے

ایسے بازوؤں میں لیے بیڈ پہ بیٹھا۔ ساوری اس کی گود
میں تھی۔۔

نہیں۔۔ بس دل کر رہا تھا۔۔ ہاتھ کی پشت سے
آنکھیں رگڑتے ان کا حشر بگاڑا۔۔

ہاں فضول میں میری آنکھوں پہ ظلم ہو رہا ہے۔۔
اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے نرمی سے انگوٹھے سے
اس کی آنکھیں سہلائیں تو دو آنسو اور ٹوٹ کے
گرے۔۔

ساوری میں نے پٹائی کرنی ہے اگر اب ایک بھی
آنسو نکلا تو۔۔ اس کی ٹھوڑی پہ ہونٹ رکھتے لمس
چھوڑا تو وہ سرخ ہوئی۔۔

میری کمر میں درد ہو رہا ہے۔۔ بہت۔۔ سر جھکاتے
بتایا۔۔

اوہو۔۔ کب سے اس کی شرٹ اٹھاتے کمر تک اوپر
کی۔۔ کمر کے دونوں اطراف سرخ لائن لگی تھی۔۔

کیسے ہوا ہے یہ کچھ لگا ہے۔۔ اٹھ کے اسے بیڈ پہ
بٹھانے لگا تو ٹھٹھک کے رکا۔۔ اس کی میکسی مین
چھپی ہیلز دیکھ کے ماتھے پہ کئی بل پڑے۔۔

یہ کیا بتمیزی ہے۔۔ نیچے بیٹھتے اس کا پاؤں ہاتھ میں
لیا۔۔ پھر جوتے کا سٹیپ کھولتے آزاد کیا۔۔ پورا پاؤں
سرخ ہو رہا تھا۔۔ دوسرا اتارا تو اس کی بھی یہی
حالت تھی۔۔ ساوری نے پاؤں کو ہلاتے حرکت دی
۔۔ درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔ وہ اتنی ہائی ہیلز تو
پہلے بھی پہنتی تھی پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ایسے۔۔

میں ڈاکٹر کو فون کرتا ہوں۔۔ یا ہو سپٹل چلتے ہیں۔۔

نو۔۔ میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔ بھیگا بھیگا چہرا اور

بکھرے بال اس کے اداس حسن میں اضافہ کر رہے

تھے۔۔ سالار نے اس کا چہرا دیکھا۔۔ اسے ڈانٹنا نہیں

چاہتا تھا۔۔ جھک کے ماتھے پہ لب رکھتے پاس بیٹھا

۔۔ پھر پاکٹ سے موبائل نکالتے ڈاکٹر کو کال کی اس

نے دس منٹ میں آنے کا کہا تھا۔۔ اتنی دیر سالار

اس کے پاؤں دباتا رہا۔۔

پلیز بس کر دیں۔۔

تم نے مجھے پریشان کر دیا ہے یار۔۔ ٹھیک ہو جاؤ پھر
بتاتا ہوں۔۔ ساری ہیلز کو اٹھا کے اگ لگا دوں
گا۔۔۔

کیوں۔۔ وجہ۔۔

کیونکہ یہ تمہیں تکلیف دیتی ہیں۔۔ اور جو چیز تمہیں
تکلیف دے گی اسے اگ لگانے کا حق تو رکھتا ہوں
میں۔۔ پاؤں کے تلوں کو نرمی سے انگوٹھے سے رب
کرتے دہکتی آنکھوں سے اس کا چہرا دیکھا۔۔ ساوری

کی پلکیں ساکت ہوئیں۔۔ بھلا ان بے جان چیزوں کا
کیا قصور۔۔

پھر ڈاکٹر آیا تو اس نے ساوری کو چیک کیا تھا۔
کمر کا درد نارمل تھا۔۔ بس احتیاط کرنی تھی۔۔ میڈسن
کوئی ایکسٹرا نہیں لکھ کے دے رہا اس حالت میں
زیادہ میڈیسن بھی اچھی نہیں ہوتیں۔۔۔ اپنا سامان
واپس بیگ میں ڈالتے سنجیدگی سے کہا۔۔ مکمل احتیاط
کریں اس سے پہلے کے بیڈ سے لگنا پڑ جائے۔۔

ساوری کو ہلکی سی گھوری سے نوازتے واپس چلا گیا

--

سالار دروازہ بند کر کے دوبارہ واپس آیا تو وہ انکھیں
بند کر چکی تھی۔۔

نیند آرہی ہے۔۔ اس کے قریب سے آتے کمفرٹر
اتار کے سائنڈ پہ رکھا۔۔

نہیں۔۔ مجھے بھوک لگی ہے۔۔ مجھے ٹماٹر کھانے ہیں

--

و۔۔ واٹ۔۔

ہاں جی۔۔ گول گول کاٹ کے۔۔ اس پہ تھوڑو سا
نمک اور بلیک پیپر۔۔ پھر انہیں ایک چھوٹے باؤل
میں رکھ کے ریفریجریٹر میں رکھ دیں۔۔ جب
ٹھنڈے ہو جائیں گے تب مجھے کھانے ہیں پلینز
۔۔ اس کی طرف کروٹ لیتے کہا تو سالار مسکرایا۔۔
اوکے۔۔ میں رکھ کے آتا ہوں۔۔ نیچے جھکتے اس کا
ہاتھ تھامتے ہونٹوں سے لگایا تو وہ اداسی میں بھی
مسکرا دی۔۔

تمہیں جو بھی جیسا بھی کھانا ہے مجھے بتایا کرو میں
خود بنا کے دیا کروں گا اپنے بے بی کو۔۔ محبت سے
کہتے وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

ساوری کچھ دیر دروازے کو دیکھتی رہی پھر اٹھ کے
سیدھے ہوتے اپنے پاؤں کو دیکھا۔۔ پھر آگے
ہوتے دھیرے سے پاؤں کو چھوا۔۔ ابھی تک سالار کا
نرم گرم لمس محسوس ہو رہا تھا۔۔ آپ بہت اچھے
ہیں ہی۔۔۔ سرشاری سے سوچتے واپس سیدھی ہو
کے لیٹ گئی۔۔

پارٹی ختم ہوئی تو زیب نے بھی اپنے پھول واپس اٹھا لیے۔۔ زوہا ہادی کے ساتھ کھڑی دوستوں سے باتیں کر رہی تھی۔۔ ترچھی نظروں سے اسے دیکھتے وہ باہر نکل آیا۔۔

زوہانے بے ساختہ اس جانب دیکھا تھا جہاں کچھ دیر پہلے پھول پڑے تھے پھر ادھر ادھر دیکھتے زیب کو تلاش۔۔ وہ چلا گیا تھا جیسے ساری رونق ختم ہو گئی تھی

--

کچھ دیر وہاں کھڑی رہی پھر ہادی کو بتا کے اپنے روم
میں آگئی۔۔ بہت سارے لوگ چلے گئے تھے بس
چند ایک تھے جو جانے کے لیے پر تول رہے تھے
۔۔

زوہانے اندر آ کے سب سے پہلے موبائل اٹھایا کے
شاید زیب نے بتایا ہو جانے کا۔۔ اسے لگا تھا وہ اسے
آج ساتھ لے جائے گا پر وہ اکیلا ہی واپس چلا گیا
تھا۔۔ گہری سانس لیتے ایسے ہی لیٹ گئی۔۔ جیسے بھی
حالات تھے اس کے لیے دل میں کچھ فیلنگز تھیں جو

اسے اچھی لگتی تھیں۔۔ آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے سوچا
۔۔ وہ اسے پھول دینے آیا تھا اور اس نے کتنی بری
طرح اسے دھتکار دیا تھا۔۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے
تھا۔۔ دل میں بے چینی سی اٹھی تو موبائل اٹھاتے
اس کی چیٹ اوپن کی۔۔

میرا وجود اگر راستے میں حائل ہے

"تم اپنی راہ نکالو پھلانگ جاؤ مجھے

عین اسی وقت میسج موصول ہوا۔۔ زوہا کا دل زور سے

دھڑکا۔۔

نہیں۔۔ اتنی سپیڈ سے لکھا تھا کہ سوچنے کی مہلت
ہی نہیں لی۔۔۔

زیب گاڑی میں بیٹھا ابھی موبائل کی سکرین ہی دیکھ
رہا تھا۔۔ پھر وہ ویڈیو اسے سینڈ کرتے موبائل ڈیش
بورڈ پہ رکھ دیا۔۔

واپسی کے سارے راستے وہ گنگناتا آیا تھا۔۔

گھر پہنچا تو شبنم کا پارا ہائی تھا۔۔

اب بھی نا آتے گھر۔۔ رہ لیتے وہیں بیوی کے پیروں
میں بیٹھے رہتے۔۔

مما کیا ہو گیا ہے یار۔۔ بیوی کے پاس نہتی گیا تھا
۔۔ اچھے بھلے موڈ کا ستیاناس کرنے والی تھیں اب وہ

--

اچھا۔۔ اچھا۔۔ تو پھر کہاں گئے تھے۔ طنزیہ کہا۔

اپ کی ون اینڈ اولی بہو بیگم کے پاس۔۔

بکواس بند کرو۔۔ اسے لے کے کیوں نہیں آئے۔۔

کہا تھا۔۔ کہہ رہی تھی ساس سے ڈر لگتا ہے۔۔

زیب۔۔ میں نے لگا دینی ہے۔۔ سیدھا بتاؤ لے کے

کیوں نہیں آئے۔۔

میں نے آنے کا کہا ہی نہیں ماما۔۔ دو تین دن بعد
جاؤں گا۔۔

ہاں۔۔ اپنی ہی مرضیاں کرنی ہیں اب تم نے۔۔ بڑے
جو ہو گئے ہو۔۔

تو آپ کیا چاہتی ہیں۔۔ نالے کے آؤں۔۔

ابھی لے کے آؤ۔۔ اور ایک نوکرانی بھی اس کے
باپ سے کہنا ساتھ بھیجے۔۔

ابھی تو نہیں جا سکتا۔۔ کل چلا جاؤں گا۔ اور نوکرانی
میں رکھ دوں گا اسے۔۔ اپ ٹینشن نالیں آپ کی

بہو سے کام نہیں کرواؤں گا۔۔ مسکراہٹ دباتے ان
کا ہاتھ تھاما تو شبہم نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا پڑیں
۔۔ وہ گھما پھرا کے اس کے حق میں ہی بول رہا تھا
۔۔

ایک بات پوچھوں۔۔ کچھ دیر بعد اسے مخاطب کیا۔
جی۔۔

تم تو ساوری سے محبت کرتے تھے نا۔۔ پھر زوہا کے
پیچھے کیسے لگ گئے۔۔

ساوری سے محبت نہیں کرتا تھا وہ ضد تھی۔۔ اسی
کے لیے ہی زوہا کا استعمال کر رہا تھا۔۔ پر شاید اللہ کو
کچھ اور ہی منظور تھا۔۔

تمہیں ذرا بھی حیا نہیں آئی۔۔ ایک عورت ذات پہ
ایسی نگاہ رکھتے۔۔ شبہم کی آواز گہری کھائی سے
ابھری تھی۔۔ زیب نے بے ساختہ نظریں چرائیں۔۔
میں نے صرف ساوری پہ بری نگاہ رکھی تھی۔۔ زوہا
کو تو میں نے بچایا ہے۔۔ اگر اس رات میں اسے
روم میں بند نا کرتا تو سببٹین جانے اسے کیسے کیسے

نوج چکا ہوتا۔۔ سوچتے اس نے شبنم کو کوئی جواب
نہیں دیا۔۔ پھر اٹھ کے اندر چلا آیا۔۔

پتہ نہیں اس نے ویڈیو دیکھی تھی یا نہیں۔۔ موبائل
پاکٹ سے نکال کے دیکھا تو ابھی تک سینڈ ہی نہیں
ہوئی تھی۔۔ واپس ڈیلیٹ کرتے موبائل بیڈ پہ پھینکا
۔۔

اگر وہ اسے غلط سمجھتی تھی تو سمجھتی رہے۔۔ اسے
بھی کوئی پرواہ نہیں ورنہ وہ اتنی بچی تو نہیں تھی

ویسے جو اسے پتہ نا ہوتا اس کا ریپ ہوا ہے یا نہیں
۔۔ بس سب سے ہمدردیاں بٹور رہی ہے۔۔

رات کا کھانا ان لوگوں نے نہیں کھایا تھا۔۔ مغرب
میں ہی اتنا کھا لیا تھا کہ بھوک ہی نہیں تھی۔۔
اگلے دن صبح وہ چاروں پھر سے ڈائننگ ٹیبل پہ اکھٹے
تھے۔۔

زوہا کا موڈ ٹھیک تھا۔۔ البتہ ہادی خاموش تھا۔۔

ناشتہ آج خاموشی کی نظر ہو گیا۔۔ ساوری پھر سے
ٹماٹر کا باؤل رکھ کے بیٹھی تھی۔۔

سالار اس کے ساتھ والی چئیر بیٹھا تھا۔۔

بابا۔۔ میں نکل رہا ہوں ابھی۔۔ ہادی ناشتہ کر کے
کھڑا ہوا تو اسے بتایا۔۔

تمہیں برا لگا ساوری کے لیے۔۔ سالار نے بنا لگی لیٹے
بات کی تو ہادی سٹپٹایا۔۔

نہیں۔۔۔

مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔۔ ساوری نے پریشانی سے
چہرا اٹھا کے ہادی کو دیکھا جو اسے عجیب نگاہوں سے
دیکھ کے نظریں پھیر گیا تھا۔۔

غلط لگ رہا ہے آپ کو۔۔ ایسا نہیں ہے۔۔
دیکھو ہادی۔۔ ٹھیک ہے مان لیا مجھے اولاد کی ضرورت
نہیں تھی کیونکہ الریڈی میرے دو بچے ہیں۔۔ پر
ساوری کو تھی۔۔۔

ہاں۔۔ اور آپ تو اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے
ہیں۔۔ تلخی سے کہتے منہ پھیر گیا۔۔ ساوری کا دل

سہم گیا تھا۔۔ اس کی خوشی میں ہادی بھیا خوش نہیں
تھے۔۔ حالانکہ اسے زوہا کا خطرہ تھا کہ شاید وہ
رینکٹ کرے پر ہادی بھیا سے ایسی امید نہیں تھی
۔۔

میں ابارشن کروالوں۔۔ اگر آپ کو اچھا نہیں لگ رہا
تو

شٹ اپ۔۔ سالار نے فوراً مڑ کے اسے گھورا۔۔ ہادی
کو اپنے آپ سے الجھن ہوئی۔۔ ن۔۔ نہیں۔۔ آئی
ایم سوری۔۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔

تمہارا جو بھی مطلب تھا ہادی۔۔ بٹ اب کچھ نہیں ہو
سکتا۔۔ تمہیں ایکسیپٹ کرنا پڑے گا۔۔ سمجھدار ہو۔۔

جی بابا۔۔ شرمندہ ہوتے وہاں سے چلا گیا۔۔ ساوری
اداس ہو گئی۔۔

بابا۔۔ ہادی بھیا کی بھی شادی کر دیں۔۔ زوہا نارمل
ہی تھی سو تسلی سے مشورہ دیا۔۔

سوچ رہا ہوں۔۔ لیکن ابھی آزادی کے دن انجوائے
کرنے چائیں اسے۔۔ یہ باتیں اس کے لیے پریشانی کا
باعث نہیں ہونی چائیں۔۔

بھیا ٹھیک ہو جائیں گے۔۔ آپ ٹینشن نالیں۔۔ میں
بات کروں گی ان سے۔۔

ہمم۔۔ ایک نظر ساوری کو دیکھا۔۔ جو سر جھکائے
ٹماٹر کے سلائسز انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے
پکڑے دانتوں کے درمیان رکھے ہوئے تھے۔۔

آہا ٹماٹر بڑے مزے دار

واہ ٹماٹر بڑے مزے دار۔۔

آہا ٹماٹر بڑے مزے دار

واہ ٹماٹر بڑے مزے دار۔۔

کھسیانی ہوتی مسکرائی۔۔ سالار نے آنکھیں سکیڑتے
اس کا بونگا پن دیکھا۔۔

زوہا اس کے انداز پہ پہلے سیریس ہوئی پھر زور سے
ہنسی۔۔ تم جوں جوں بڑی ہوتی جا رہی ہو اور پاگل
ہوتی جا رہی یو۔۔

ہاں۔۔ تمہاری کمپنی کا اثر ہے کیا کر سکتے ہیں اب۔۔

تمیز کے دائرے میں رہ کے بے شک لڑ لیا کرو۔
سالار کہتے اٹھ گیا۔ اسے آفس بھی جانا تھا۔۔

اس کے جانے کے بعد زوہا اور ساوری دونوں لیونگ
روم میں بیٹھے کافی دیر باتیں کرتی رہیں۔۔ دس بجے
ہادی باہر نکلا تو ان کے پاس چلا آیا۔۔

سآوری اسے دیکھ کے تھوڑا ہچکچائی۔۔ پتہ نہ اب کیا
کہے گا۔۔ پر ہادی نے اسے سوری بولا تھا۔۔

ایکجہولی مجھے سمجھ نہیں آیا مجھے کیسا رٹیکٹ کرنا چاہیے

آپ کو برا لگا ہادی بھیا۔۔

ہاں شاید۔۔ لیکن اب میں خوش ہوں کے میری لٹل
موم سچ مچ میں ماما بننے والی ہے۔۔ اس کے گال
کھینچتے ہلکے پھلکے انداز میں اسے ٹینشن سے جیسے آزاد
کر دیا۔۔

پھر زوہا سے مل کے وہ چلا گیا تھا۔۔

بابا سے سوری کر لیجئے گا بھیا۔۔ وہ ابھی آدھے
راستے میں ہی تھا جب زوہا کا میسج موصول ہوا۔۔
چہرے پہ مسکراہٹ در آئی۔۔ لڑکیاں شادی کے بعد

بڑی ہو جاتی ہیں۔۔ پھر چاہے وہ تیس سال کی ہوں
۔۔ یا سترہ سال کی۔۔ زوہا بھی سمجھدار ہو ہی گئی۔۔

وہ وٹینگ ایریا میں اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا۔۔
آج پھر وہ انٹرویو کے لیے آیا ہوا تھا۔۔ سفید ٹی
شرٹ میں اس کے کثرتی بازو نمایاں ہو رہے تھے

--

تبھی ایک لڑکی بے دھیانی میں آ کے اس کے قریب
بیٹھی۔۔

زیب تھوڑا سا نڈپہ ہو گیا تو اس لڑکی نے نظریں
اٹھا کے اسے دیکھا۔

زیب اپنی فائل دیکھ رہا تھا۔

ایکسیوز می۔۔ لڑکی نے اسے مخاطب کیا تو اس کی
طرف دیکھا۔

مجھ سے دور ہو کے کیسے بیٹھ سکتا ہے۔۔ حالانکہ (
لڑکے تو مرتے ہیں مجھے ایک نگاہ دیکھنے کے لیے۔۔
(اپنے براؤن بال ادا سے جھٹکتے چہرے پہ تیکھی سی
مسکراہٹ آئی۔۔

مجھے تھوڑی ہیلپ چاہیے تھی کیا آپ میری مدد کر
سکتے ہیں۔۔

شیور۔۔

کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں اندر کس قسم کے سوالات
کیے جا رہے ہیں آپ کو کچھ اندازہ ہو تو۔۔ آج میں
پہلی بار انٹرویو دے رہی ہوں مجھے کوئی آئیڈیا نہیں
ہے پلیز اگر آپ میری مدد کر دیں۔۔

ہمم۔۔ زیب نے اپنی فائل سے پیپر نکال کے اس
کے ہاتھ میں تھما دیا۔۔

وہ پیپر پکڑ کے دیکھنے لگی پھر اسے دے کے وہاں
سے چلی گئی۔۔ زیب نے کندھے اچکاتے پیپر واپس
اپنی فائل میں رکھ دیا۔۔

کچھ دیر بعد اس کا نام پکارا گیا تو وہ اندر چلا گیا۔۔
اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا جو لڑکی باہر اس کے ساتھ
آ کے بیٹھی تھی اب وہی لڑکی انٹرویو لینے والوں کے
درمیان پوری تان سے گردن اٹھائے براجمان تھی

--

مسٹر زیب شاہ۔۔ رائٹ۔۔ اسے دیکھ کے مسکرائی۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے یہ جو بچوں والے سوالات آپ
یاد کر رہے ہیں۔۔ ان کی بدولت آپ کو جاب مل
جائے گی۔۔ وہ طنزیہ ہنسی۔۔

زیب جزر بزر ہوا۔۔ اصل میں۔۔

اصل میں آپ کو لگ رہا ہے آپ پیپر کی تیاری کر
رہے وہ بھی کوئی تھرڈ یا فور تھ سٹینڈرڈ کے بچوں
کے ایگزیمینز۔۔

بیٹا۔ نرمی سے بات کرو۔۔ پاس بیٹھے وجدان صاحب
نے اسے گھورا۔۔

ایک منٹ ڈیڈ۔۔ میں بات کر رہی ہوں۔۔

تم جاب کے لیے اہل ہی نہیں ہو۔۔ اسے شاید کسی

اور چیز کا غصہ تھا۔۔ سو سی وی دیکھنے سے پہلے ہی

ریجیکٹ کر دیا۔۔ زیب ٹھنڈی سانس لے کے رہ گیا

۔۔ اس سے پہلے وہ اتنی بات ناکام ہو چکا تھا کہ اسے

ذرا فرق نہیں پڑا تھا جاب نالنے کے لیے۔۔

پر سیرت اسے بھی اس کا ایٹیٹیوڈ سمجھ گئی۔۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اور دوبارہ انٹرویو دینے کی

سوچنا بھی مت۔۔ اس سے بھی بری طرح بے عزت

ہو گے۔۔ کھڑے ہوتے چلائی۔۔ زیب حیرت سے
اسے دیکھتے باہر نکل گیا۔۔

عجیب لڑکی ہے۔۔ نہیں دینی جاب تو نادے میں نے
کون سا منتیں کی ہیں۔۔ بڑبڑاتے وہ واپس گاڑی میں
آکے بیٹھا۔۔

موبائل اون کر کے دیکھا تو زوہا کچھ دیر پہلے ہی
آف لائن ہوئی تھی۔۔ اس کے بعد اب تک نا اس
کا کوئی میسج آیا تھا نا زیب نے خود کیا تھا۔۔ ایک تو

یہ جاب کا مسلپ ہی بہت بڑا تھا جو حل ہی نہیں ہو
رہا تھا۔۔

آج پھر وہ ناکام ہی لوٹا تھا۔۔

اسفر صاحب جس فرم میں تھے وہاں بھی اس کے
لیے کوئی ویکینسی خالی نہیں تھی ورنہ وہ اسے ہی
رکھوا لیتے۔۔

خیر وہ چاہتے تھے زیب اپنے بل بوتے پہ ہی آگے
بڑھے۔۔ اگر وہ ابھی سے اسے سہارا دینا شروع کر
دیتے تو ہمیشہ وہ ان کے آسرے کا منتظر رہتا۔۔

ساوری لان میں ننگے پاؤں چل رہی تھی۔۔ شام کا
اندھیرا پھیل رہا تھا۔۔ وہ سالار کے انتظار میں تھی

--

اها ٹماٹر بڑے مزے دار واہ ٹماٹر بڑے مزے
دار۔۔ آہستہ آہستہ آواز میں وہ گنگنا رہی تھی۔۔
ایک دن اس کو پتلو نے کھایا موٹو کو بھی اس نے مار
بھگایا۔۔

سالار کی بانک کا ہارن بجا تو وہ بھاگ کے گیٹ کے
پاس آئی۔۔

شکر ہے آگئے ہیں۔۔ ہانپتے رکی۔۔۔ واچ مین نے
گیٹ کھول دیا سالار نے اندر اتے اسے گھورا۔
رکیں۔۔ گیٹ کے پاس ہی اسے روکا۔
مجھے ایک بانک رائنڈ چاہیے۔۔

اوکے آجاو۔۔ وہ جتنے کیوٹ انداز میں کہہ رہی تھی
سالار سے منع نہیں ہوا۔۔ بانک واپس گھمائی تو
ساوری بیٹھ گئی۔۔

لونگ ڈرائیو پہ چلتے ہیں ہی جان۔۔ اس کے گلے میں
بازو ڈالتے ٹھوڑھی کندھے پہ رکھی۔۔

لونگ ڈرائیو گاڑی میں مزہ دیتی ہے۔۔ بانک پہ سپیڈ
ہائی رکھیں تو رائنڈ کا مزا آتا ہے بے بی۔۔ ساوری
کے تھائز پہ انگلیاں مس کرتے ہلکا سا دبایا تو اس کا
دل دھڑکا۔۔ جلدی سے بازو اور ٹھوڑی اٹھاتے
پیچھے ہوئی۔۔

گر جاؤ گی۔۔ اس کا ہاتھ اب بھی تھائز پہ دھیرے
دھیرے مس ہو رہا تھا۔۔

ہی۔۔ نہیں کریں نا۔۔ بے چین ہوتے اس کا ہاتھ
پکڑا۔۔ وہ لوگ اس گھرے درختوں والی سڑک کی
طرف جا رہے تھے۔۔

سالار کو گھرے رنگ پسند تھے اور وہ درختوں سے
گھری سڑک جہاں خالی بیچ تھا۔۔ جس پہ ساوری نے
اپنا اور اس کا نام لکھا تھا۔۔
تمہیں ایک بات بتاؤں۔۔

ہاں۔۔ ساوری نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ کا دباؤ بڑھایا

مجھے تم بھی پسند ہو۔۔ مسکرا کے آئے میں اس کا

حیران ہوتا اور پھر گلابی پڑتا چہرا دیکھا۔۔

ا۔۔ اچھا۔۔ اس کے ہاتھ پہ رکھا ہاتھ لرزا تو اٹھا لیا

۔۔ سالار کا ہاتھ اس کی حدت سے بھیگ گیا تھا۔۔

تمہیں میں کیسا لگتا ہوں۔۔ واپس ہینڈل پہ ہاتھ رکھتے

وہ تھوڑا آگے جھکا تاکہ ساوری کے پیٹ اور اس کی

کمر کے درمیان سے ہوا گزرے۔۔

آپ ایچ۔۔ چھ لگتے ہیں۔۔ سرمئی آنکھوں میں

دیئے چمک اٹھے۔۔

بس۔۔

ہاں۔۔ اور کوئی نہیں لگتا جیسے آپ لگتے ہیں۔۔
چہرے پہ آلوہی مسکراہٹ رقص کرنے لگے تو سالار
نے آنے سے نظریں پھیریں۔۔ ورنہ شاید اس کی
نظر لگ جاتی۔۔

وہ لوگ اپنی جگہ پہ پہنچنے والے تھے۔۔

تمہارا بچوں کے بارے میں کیا خیال ہے۔۔ اس نے
بات بدل دی

مطلب۔۔

دو بے بی۔۔ ہونے چاہیں۔۔ نا ہمارے۔۔

کیوں۔۔ دو سے زیادہ ہونگے۔۔

دو سے زیادہ۔۔ مشکل ہو جائے گی پھر۔۔ بانک سلو
کرتے سالار نے مونچھوں اور داڑھی پہ ہاتھ پھیرتے
سیٹ کیا۔۔

کیوں مشکل ہو گی۔۔ تین ہونگے۔۔ میں اکیلی تھی۔۔
پھر زوہا اور ہادی دو۔۔ پھر ہمارے اب تین۔۔

نہیں۔۔ تم میرا مطلب نہیں سمجھیں۔۔ میرا مطلب
ہے ہمارے ٹوٹنس ہونے چاہئیں۔۔

نو۔۔نو۔۔ ایک کے لیے میں اتنی پریشان ہوں۔۔
بانک رک گئی تو وہ اتری۔۔

سالار نے بانک کھڑی کی پھر بیچ کو ہتھیلی سے صاف
کیا۔۔

ایک کافی ہے ابھی نیکسٹ ٹائم جب میں پچیس
چھبیس سال کی ہو جاؤں گی جب یہ آٹھ نو سال کا
ہو جائے گا پھر ہم دو کر لیں گے۔۔ وہ کہہ تو ایسے
رہی تھی جیسے اس کی مرضی سے ہونے تھے۔۔
سالار مسکرایا۔۔۔

میرے خیال سے ابھی دو ہونے چاہئیں۔۔ پھر میں
زیادہ بوڑھا ہو جاؤں گا۔۔ کیا پتہ زندہ۔۔

ہی۔۔ اس کا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑا۔۔ سہمے دل
کے ساتھ اسے ٹوکا۔۔

میں اللہ سے دعا کروں گی آپ سے پہلے وہ مجھے اٹھا
لے تاکہ جب آپ جنت میں آئیں تو میں آپ کا
انتظار کر رہی ہوں۔۔

کیا پتہ میں جنت میں جاتا ہوں یا نہیں۔۔

کیوں نہیں جائیں گے۔۔ انشاء اللہ ہم دونوں اور

ہمارے سارے بچے جنت میں جائیں گے۔۔

ان شاء اللہ۔۔ اس سے پہلے کے وہ ہائپر ہوتی سالار

نے بات ختم کر دی۔۔

ساوری بیٹھ گئی تھی۔۔ سالار بھی اس کی کمر میں ہاتھ

ڈالتے بیٹھ گیا۔۔ سامنے سڑک تھی اور سرک کے پار

گھنا جنگل تھا۔۔

آپ کبھی اس کے اندر گئے ہیں۔۔

نہیں۔۔ وہاں خطرناک بھیڑیے ہوتے ہیں۔۔ اس ٹائم
تو ان کے نکلنے کا وقت ہوتا ہے۔۔ سالار کا اتنا کہنا
تھا کہ ساوری زور سے اس کے ساتھ چکی۔۔ چند
لمحوں میں ساوری کے بدن کی حدت سالار کو اپنی
شرٹ بھگوتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔
آنکھوں بند کرتے خود کو بہکنے سے باز رکھا۔۔
سآوری اس کے جذبات سے بے خبر فکر مندی سے
جنگل کو غور سے دیکھ رہی تھی۔۔ آپ کو ڈر نہیں
لگ رہا ہی۔۔ پاؤں اوپر کر کے سمیٹتے وہ اور اس کے

اندر گھسی تو سالار نے ضبط سے آنکھیں بند کیں۔۔
پھر اس کا سر دیکھا جو اس کی ٹھوڑی سے نیچے تھا۔
نہیں لگتا۔۔ پر اب لگ رہا ہے۔۔ کمر کے گرد لپٹا بازو
اندر کی طرف سرکا۔۔ ساوری۔ کو ابھی بھی جنگل کے
جانوروں کی فکر تھی۔۔ جب سالار کی انگلیاں بلی
بٹن پہ لگے ڈائمنڈ سے ٹچ ہوئیں۔۔ اس نے خوف
سے سر اوپر کرتے سالار کو دیکھا جو اب سامنے دیکھ
رہا تھا۔۔ ساوری اس کے چہرے کو دیکھتی رہی
۔۔ سالار کی انگلیاں ہلکے ہلکے موو کر رہی تھیں

--جب اس نے ہاتھ پیچھے کھینچتے اب کی بار شرٹ
کے اندر سے ہوتے بلی بٹن پہ اکے رکا۔۔ اس کی
جان حلق تک آئی۔۔

ہ۔۔ ہی گھر چلیں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔

پر مجھے نہیں لگ رہا۔۔ انکھوں میں خماری بھرنے لگی
تو ساوری بے چین ہوتے دور ہونے لگی۔۔ پر سالار
کی گرفت سخت تھی۔۔ اپنے رخسار پہ سالار کی دہکتی
سانسیں محسوس کرتے وہ دور ہونے لگی۔۔ سالار نے

دوسرے ہاتھ سے اس کی ٹھوڑی دبوچتے وہیں جامد
کیا۔۔ بئیر رگڑتے اس کے کندھے پہ بائٹ کیا۔۔
ہ۔۔ ہی۔۔ کوئی آجائے گا۔۔

مغرب کے بعد یہاں کوئی نہیں آتا۔۔ اس کے نچلے
ہونٹ پہ انگوٹھا رگڑتے مسلا۔۔ ساوری کی سانسیں
تیز ہونے لگی تھیں۔۔

م۔۔۔ میری سانس بند ہو جائے گی۔۔۔ روہانے
ہوتے وہ اسے باز رکھنا چاہتی تھی۔

میری سانس کب کام آئیں گی ساوری بے بی۔۔
دونوں ہاتھ اس کی شرٹ میں ڈالتے کمر سے تھاما۔۔
یہاں ٹھیک نہیں ہے۔۔ میں ایکسیکٹ کر رہی ہوں
ہبی۔۔

میں تم سے بڑا ہوں۔۔ اور مجھے پتہ ہے تمہارے
لیے کیا ٹھیک ہے اور کیا نہیں۔۔ ٹہرتے اس کی
آنکھوں میں جھانکا۔۔ ساوری دھیرے سے کسمسائی
۔۔ سالار کے انگوٹھے دھیرے سے اوپر کی طرف جا
رہے تھے۔۔ ساوری کی جھکی لرزتی پلکیں سالار کو اور

مخمور کر رہی تھیں۔۔ عورت کی بولڈنیس سے زیادہ
اس کی حیا مرد کو اٹریکٹ اور بے بس کرتی تھی۔۔
سالار کا جان لیوا لمس اس کی دھڑکنوں تک آکے
رک گیا تھا۔۔ وہ بہت دھیرے دھیرے اسے

سہلاتے ہونٹوں پہ جھکا۔۔ کپکپاتے لب اپنے سلگتے
ہونٹوں میں شدت سے قید کرتے کاٹا۔۔

اس بے جان ہوتی گڑیا کی سسکی وہیں حلق میں دب
گئی تھی۔۔ کچھ لمحے وہ اس کے ہونٹوں پہ جبر کرنے

میں مصروف رہا پھر پیچھے ساوری کا سرخ قندھاری
چہرا جانچا۔۔

پھر اٹھا کے اسے گود میں کر لیا ایسے کے اسے
اسانی ہو۔۔ گردن میں چہرہ گھساتے شہہ رگ پہ لمس
چھوڑا۔۔ ساوری کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اسے آخر
کیسے روکے۔۔ سالار نے اس کی شرٹ اوپر کرتے اپنا
چہرا اندر گھسایا۔۔ اب وہاں وہ اسے سائڈ بھی نہیں
کر سکتا تھا۔۔ سینے کے درمیان نمی چھوڑتے اس کی
کمر کو دونوں کلائیوں میں مضبوطی سے قید کیا۔۔

ہی۔۔۔ یہاں نہیں نا پلیز۔۔۔

یہ سیو جگہ ہے ٹینشن مت لو۔۔ انجوائے کرو۔

ہاں۔۔ آپ کریں انجوائے۔۔ اسے غصہ آیا۔۔

تم کرنے دو گی تو۔۔ اندر ہی مسکرایا۔۔

مجھے پسینہ آرہا ہے۔۔ بے بی کو گرمی لگے گی۔۔

بے بی ابھی اتنا بڑا نہیں ہوا ہو گا جو اسے گرمی لگے

گی۔۔ چہرہ باہر نکالتے لو دیتی سرخ آنکھوں سے اسے

دیکھا تو ساوری نے نظریں جھکالی۔۔ اس کا چہرا

غائب تھا تو بول رہی تھی لیکن اب اس کی نظریں
وہ بھی ایسی کے دیکھنا محال ہو گیا تھا۔

چلو چلتے ہیں واپس۔۔ اس کے بال دونوں اطراف
سے کانوں کے پیچھے اڑیستے ٹھوڑی پہ لب رکھے تو
ساوری نے سکون کا سانس لیا۔۔ پر پھر اندر سے
کہیں انا جاگی تو اپنے پاؤں پہ خود کلہاڑی ماری۔۔
بس اتنے میں ہی بس ہو گئی۔۔ میں نے ایک بار
منع کیا تو منع ہو گئے ہو سکتا ہے میں نے عادتاً منع
کیا ہو۔۔ پر آپ کی تو۔۔ بریک لگا جب وہ اسے پھر

اپنے مضبوط حصار میں قید کر چکا تھا۔ اب کی بار بنا
لحاظ کیے اسے اٹھائے کھڑا ہوا اور بانک پہ دوسری
طرف رخ کر کے بٹھایا۔ اس کی ٹانگیں دائیں بائیں
پھیلاتے اس نے ساوری کو سانس لینے کا موقع بھی
نہیں دیا تھا۔ گھنے جنگل میں ٹڈیوں کی پرسرار آواز
میں ساوری کی بے چین سسکیاں دب کے رہ گئی
تھیں۔۔

سالار جب تک اپنی جنونیت اس میں انڈیل نہیں چکا
اسے ایک پل کے لیے بھی دور نہیں کیا۔۔

Now tell me my baby How has it been
feeling?

اس کا سر اپنے کندھے سے لگاتے ناک پہ لب
رگڑے تو وہ۔ مسکائی۔۔

اوقف بہت اچھا۔۔ بٹ اب دوبارہ یہاں کبھی نہیں
آئیں گے۔۔ سانس خارج کرتے نفی میں سر ہلایا۔۔
ہمارا نام اکیلا رہ جائے گا۔۔

کوئی بات نہیں۔۔ ہمارے یہاں اکیلے رہنے سے بہتر
ہے نام اکیلا رہ جائے۔۔ سالار کی گہری مسکراہٹ
اسے جزر بزر کر گئی تو چہرا دوسری طرف پھیر لیا۔۔
گھر چلتے ہیں۔۔ سالار نے اسے پیچھے کرتے اپنا حلیہ
درست کیا۔۔ ساوری بھی خود کو ٹھیک کرتے سائڈ پہ
ہوئی کے وہ بانک سٹارٹ کرے۔۔

رات دیر بعد وہ گھر آئے تو زوہا سو چکی تھی۔۔
پہلے میں نہاؤں گی۔۔ اندر داخل ہوتے ساوری نے
اسے گھورا۔۔ سالار نے سینے پہ ہاتھ رکھتے گردن کو

ہلکے سے خم کر دیا۔۔ تو ساوری نے بھی اپنی چرمرائی
کاٹن کی شرٹ کا دامن پکڑتے کورنش بجالائی۔
۔۔ پھر نزاکت سے قدم اٹھاتے ہاتھ روم کی طرف
بڑھ گئی

کھانا کھا لیا ہے۔۔ بال ہاتھوں سے پیچھے سیٹ کرتے
دیکھا۔۔

کھا لیا ہے سب نے۔۔

اوکے۔۔ وہ باہر نکل آیا۔۔ اس نے سب نے کہا تھا
اپنا تو نہیں کہا تھا۔۔ شبنم عشاء کی نماز پڑھ رہی
تھیں۔۔

زیب خود ہی کھانا نکالنے لگا۔۔ سلام پھیر کے شبنم
نے اسے دیکھا تو تیوریاں چڑھائیں۔۔

وہ جو اندر محترمہ بیٹھی ہیں ان سے کہو کھانا نکال
کے دے۔۔

میں خود نکال لوں گا ماما۔۔

ہونہہ ویسے تو بڑا کہہ رہی تھی تمہارے ساتھ کھائے
گی۔۔ اب اتنا بھی نا ہوا اٹھ کے تمہیں ہی دے دی
۔۔ جائے نماز تہہ کر کے رکھتے وہ کچن میں آئیں۔۔
کیا مطلب۔۔ اس نے آپ کے ساتھ کھانا نہیں کھایا
۔۔

نہیں۔۔ ہمارے ساتھ کھاتی تو توہین نا ہوتی۔۔
نہیں۔۔ آپ اس سے ویسے ہی بدگمان رہتی ہیں ماما
۔۔ اتنی معصوم سی تو ہے۔۔ دل جیسے سرشار ہوا۔۔ وہ
اس کے ساتھ کھانا کھانا چاہتی تھی۔۔ اس کے لیے

بھی الگ سے پلیٹ میں سالن نکالا۔۔ شبنم بس گھور
کے رہ گئیں۔۔ وہ اندر آیا تو زوہا سر تک کمفرٹر تانے
سونے کے لیے لیٹ چکی تھی۔۔

زیب اسے بنا ڈسٹرب کیے دروازہ بند کرتے کھانا
ٹیبل پہ رکھ گیا۔۔

پھر اس کے پاس آتے چہرے سے کمفرٹر ہٹایا تو وہ
رو رہی تھی۔۔

ایک لمحے کے لیے تو اسے کچھ سمجھ نہیں آیا وہ کیا
کرے۔۔ پھر پتہ نہیں کیسے اس کا ہاتھ بڑھا تھا اور
زوہا کے آنسو چن لیے۔۔

رویا مت کرو۔۔ رونے سے کیا ہو گا۔۔

تمہیں تو تسلی بھی ٹھیک سے دینی نہیں آتی۔۔ زوہا
نے دل میں سوچا۔۔

آئی ایم سوری میری وجہ سے تم ہرٹ ہوتی ہو۔۔

نہیں۔۔ میں تمہاری وجہ سے ہرٹ نہیں ہوتی۔۔ اٹھ
کے بیٹھتے بھیگی آنکھوں سے اسے گھورا۔۔

پھر۔۔ روکیوں رہی ہو۔۔ زیب اب اسے ڈر ڈر کے
ہی چھوتا تھا کہیں پھر سے وہ اس سے چڑنا جائے۔۔
بس میرا دل کر رہا تھا۔۔

تمہیں بھوک لگ رہی ہے نا۔۔ زیب نے اس کا
سرخ چہرا دیکھتے اندازہ لگایا تو اس نے اثبات میں سر
ہلا دیا۔۔

تم نے پوچھا ہی نہیں مجھ سے۔۔ سوں سوں کرتے
کلانی سے آنکھیں رگڑیں۔۔

ہائے۔۔۔ میں نے تم سے نہیں پوچھا۔۔۔ بند ا اب
جھوٹ تو نا بولے۔۔۔ وہ کھانا اٹھا کے اس کے پاس
لے آیا۔۔۔ چلو اب مل کے کھاتے ہیں۔۔۔

اوکے۔۔۔ زوہا کو شدید بھوک لگ رہی تھی سو اب
کوئی نخرہ نہیں دیکھایا۔۔۔

کھانا کھا کے برتن زوہا ہی رکھ کے آئی تھی۔۔۔ شبنم
اور اسفر انکل اپنے روم میں سونے چلے گئے تھے۔۔۔
زوہا واپس آئی تو زیب سونے کے لیے صوفے پہ
لیٹ چکا تھا۔۔۔ وہ بھی آ کے اپنی جگہ پہ لیٹ گئی

سالار آفس گیا ہوا تھا۔ ساوری گھر میں اکیلی تھی
۔۔ آنٹی بھی باہر گروسری کے لیے گئی ہوئی تھیں
جب ڈور بیل ہوئی۔۔

واچ مین نے دروازہ کھول دیا تھا جو چند سیکنڈ بعد
اسے ہیل کی ٹک ٹک کی آواز سنائی دی۔۔ آنکھیں
سیکڑتے اس نے صوفے کے بازو سے سر اٹھا کے
دروازے کی جانب دیکھا۔۔

باہر ملائکہ کھڑی تھی ایک کہنی میں ریڈ بینڈ بیگ
لٹکائے بلیک ٹائٹس اور بلیک ہی ٹی شرٹ پہنے۔۔
ساوری کی دوسری نظر اس کے پیٹ پہ گئی تھی جو
پہلے سے کافی بڑھا ہوا تھا۔۔۔ دل میں ٹیس سی اٹھی
۔۔ پھر اٹھ کے دروازہ کھولا۔۔

بڑی دیر بعد دروازہ کھولا ہے۔۔ ایسے ہی بے دھڑک
اندر آتے طنز کیا۔۔

خیریت سے آنا ہوا آپ کا۔۔ اس کے پیچھے بائیں
جانب کھڑے ہوتے پوچھا۔۔

ہاں۔۔ کچھ سنا تھا۔۔ وہی کمفرم کرنے آئی ہوں۔۔

چشمہ آنکھوں سے اٹھا کے سر پہ رکھتے وہ خود ہی
صوفے کی طرف بڑھ گئی۔۔ ساوری گہرا سانس لیتے
دوسرے صوفے کے پیچھے آکھڑی ہوئی۔۔

سنا ہے تم بھی سالار کے بچے کی ماں بننے والی ہو۔۔
بال جھٹکے۔۔

ساوری کے صوفے کی بیک پہ رکھے ہاتھ لرزے۔۔
اگر یہ سچ ہے تو پھر تم اپنے دماغ سے بات نکال دو
کے تم اس کے بچے کی ماں بن سکو گی۔۔

آپ کہنا کیا چاہتی ہیں۔۔ خون جسم میں تیزی سے
گردش کرتا دماغ پہ ہاوی ہونے لگا تھا جیسے۔۔

یہی کے ساوری بیٹا۔۔ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ
بھی سالار کا ہے اور تمہارے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ
بھی سالار کا ہے۔۔ تو ایک کام کرتے ہیں۔۔

سالار تو کبھی بھی اپنے اس بچے کو ایکسیپٹ نہیں
کرے گا۔۔

ساوری زرد پڑتے اس کی بات سن رہی تھی۔۔

تم کچھ ماہ گزارو۔۔ جب میرا بے بی ہو گا میں اپنا بے
بی تمہیں دے دوں گی اور تمہارا ابارشن کروا دیں
گے۔۔

واؤ۔ ساوری نے سختی سے بیک تھامتے گردن ہلائی۔۔
کیا سوچ ہے۔۔ میرا بچہ تو جیسے بے آسرا ہے نا۔۔
دیکھو بیٹا۔ میرا بس ایک منتھ باقی ہے۔۔ میں اب
ابارشن نہیں کروا سکتی۔۔ لیکن تم تو کروا سکتی ہو۔۔

ہاں۔۔ لیکن میں کرواؤں گی نہیں۔۔ اسے سانس
چڑھنے لگی۔۔ اپ پلیر یہاں سے چلی جائیں ورنہ میں
بد تمیزی کر دوں گی۔۔

تم پریشان کیوں ہو رہی ہو۔۔ اٹھ کے اس کے
قریب آتے پیار سے چہرا تھاما۔۔ تمہارے پاس تو
اولاد ہو گی نا۔۔ سالار کی ہی اولاد۔۔ میرے بطن
سے آئے یا تمہارے کیا فرق پڑتا ہے۔۔

دفہ ہ۔۔ ہو جائیں یہاں سے۔۔ اس کا ہاتھ جھٹکتے وہ
دور ہٹی۔۔

ایسے بی ہیو کرتے ہیں۔۔

میں نے کہا یہاں سے نکل جائیں۔۔ وہ پوری شدت
سے چیخنے کے باہر کھڑا واج مین بھی دوڑا دوڑا اندر
آیا۔۔

اس سے پہلے کہ میں آپ کا حشر بگاڑ دوں آپ
یہاں سے چلی جائیں دفعہ ہو جائیں۔۔

نہیں جاؤں گی۔۔ جب تک تمہارا بچہ نہیں مار دیتی

--

سالار کی اولاد صرف مجھ سے ہو گی میں ہی اس کی
بیوی۔۔۔۔

تھیں س۔۔۔ زور دیا۔۔ شاید بھول رہی ہیں وہ آپ کو
طلاق دے چکے ہیں۔۔ کیوں بار بار بھول جاتی ہیں
۔۔

طلاق دی لیکن ہوئی نہیں۔۔ کیونکہ میرے پیٹ میں
بچہ تھا۔۔

غلط۔۔ بازو پھیلاتے وہ اگے آئی۔۔ چہرا ضبط سے
سرخ ہو رہا تھا۔۔ ماتھے اور گردن میں پسینے کے

قطرے چمکے۔۔۔ ڈیورس ہو جاتی ہے۔۔۔ عدت کا مسئلہ
ہوتا ہے محترمہ۔۔۔ اگر آپ کے لیے کوئی ٹھکانہ نا ہو
تو آپ ایکس شوہر کے ساتھ رہ سکتی ہیں تب تک
جب تک برتھ نہیں ہو جاتی جو نہی برتھ ہوئی آپ
آزاد۔۔۔ لیکن۔۔۔ یہ بھی کس کیس میں ہوتا ہے جب
بچہ واقع آپ کے ایک شوہر کا ہو۔۔۔ دانت چبا چبا
کے کہتے اس کے علم میں اضافہ کیا۔۔۔ یہ سب اسے
اس وقت پتہ چلا تھا جب وہ گاؤں تھی تب دادو نے
اسے ساری بات ڈیٹیل سے سمجھائی تھی۔۔۔

واچ مین چو کنا کھڑا تھا باتوں کے علاوہ اگر ملائکہ
کوئی حرکت کرے تو وہ ایکشن میں آئے۔۔ فلحال تو
ساوری بھی کم نہیں لگ رہی تھی۔۔

ہاہا۔۔ بچی ہو ابھی تم۔۔ اس لیے معاف کر رہی ہوں
۔۔ ورنہ منہ توڑ دیتی تم مجھ پہ بد چلنی کا الزام لگا
رہی ہو۔۔

حقیقت بتا رہی ہوں۔۔ نکلیں میرے گھر سے۔۔ انگلی
سے باہر کی طرف اشارہ کرتے سختی سے کہا
۔۔ آنکھوں میں جیسے انگارے دھکنے لگے تھے۔۔

تمہیں تو میں بتاتی ہوں۔۔۔ اشتعال سے ملائکہ اگے
آئی اس سے پہلے وہ ساوری پہ ہاتھ ڈالتی واچ مین
نے اسے پیچھے سے پکڑ کے قید کیا۔۔

بیگم صاحبہ آپ اپنے روم میں چلی جائیں میں انہیں
سنجھالتا ہوں پلیز۔۔ واچ مین چلایا۔۔ ساوری جو بت
بنی کھڑی تھی ہوش میں آئی۔۔

کب تک ان سے چھپتی رہوں گی آج سبق سکھا ہی
دوں تو اچھا ہے۔۔ گھوم کے ٹیبل کے پاس آتے واز

اٹھایا اور پوری شدت سے واچ مین کے بازو میں
مچلتی ملائکہ کے پیٹ پہ دے مارا۔

ایک ہولناک چیخ در و دیوار ہلا گئی۔۔ ساوری شاکڈ
ہوئی۔۔ وہ ساوری سالار خان تھی اپنے ہی جان سے
بائیس سال چھوٹی۔۔ وہ اس کا ہاتھ تھام کے یا
انکھوں میں انکھیں ڈال کے غصہ کم نہیں کرتی تھی۔
بلکہ اسی جتنی شدت کا غصہ اپنے اندر لیے پھرتی
تھی

وہ منہ توڑنا جانتی تھی۔۔ وہ خود پہ کنٹرول کھو دیتی
تھی جب کوئی اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا
تھا۔۔ اب تو پھر اس کے آنے والے بچے کہ بات
تھی۔۔

ملائکہ تکلیف کی شدت سے تڑپ رہی تھی گارڈ
کے ہاتھ سے پھسلتے وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔

اسے اتنا غصہ کیوں آتا تھا۔۔ شاک کی کیفیت میں
ملائکہ کو دیکھتے سوچا۔۔ گارڈ اسے اٹھانے کی کوشش

کرتے ہلکان ہو رہا تھا پر ملائکہ بے ہوش ہو چکی تھی

--

بیگم صاحبہ یہ کیا کر دیا آپ نے۔۔ اپنی جیب سے
موبائل نکالتے اس سالار کو کال ملائی۔۔

ص۔۔ صاحب۔۔ گھر میں ملائکہ صاحبہ آئی ہیں اور
۔۔ ساوری نے ان کو پیٹا ہے پلیز جلدی آجائیں ورنہ
۔۔ ملائکہ صاحبہ مر جائیں گی۔۔ تیزی سے بتاتے
ساوری کو دیکھا۔۔ ساوری کا تو خون خشک ہو گیا تھا
خوف سے۔۔

دس منٹ میں سالار گھر پہنچا تو حالت ہی خطرناک
ہوئی تھی۔۔

ساوری ٹھیک ہے۔۔ اندر آتے ساوری کو دیکھا جو
سہمی سی صوفے کے پاس کھڑی تھی۔۔

م۔۔ میں ٹھیک ہوں ہی پر۔۔ ملائکہ۔۔ اس نے
گری ہوئی ملائکہ کی طرف اشارہ کیا تو سالار جلدی
سے اس طرف آیا۔۔ پھر ملائکہ کو بازوؤں میں
اٹھائے ہو سہیل کی طرف روانہ ہوا۔۔ ساوری

ہونٹوں پہ ہاتھ رکھے انہیں دیکھتی رہی پھر ان کے
پیچھے آتے باہر آئی۔۔

م۔۔ میں بھی آؤں گی ہی۔۔ وہ اتنی ڈری ہوئی تھی
کے سالار بے ساختہ اس کے پاس آیا۔۔

کچھ نہیں ہوا۔۔ تم فکر نہیں کرو۔۔ بس دعا کرو اور
گھر ہی رہو۔۔ ماتھے پہ لب رکھتے تسلی دی۔۔ پھر
گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔

واج مین نے دروازہ کھول دیا تھا تھا۔۔ گاڑی کے باہر
نکلتے ہی ساوری رو دی۔۔ کیا کر دیا تھا اس نے۔۔

اللہ جی پلیز ان کے بے بی کو کچھ نا ہوا ہو۔۔ شدت
سے دعا نکلی۔۔ اس کا مسئلہ تھا بھی تو ملائکہ سے تھا
۔۔ اس بے بی سے تو نہیں تھا نا۔۔

اللہ جی پلیز بے بی کو کچھ نا ہو۔۔ روتے وہ دعا کر رہی
تھی۔۔ اگر بچے کو کچھ ہو جاتا تو وہ خود کو کبھی
معاف نا کر پاتی۔۔

ہادی نے اگلے دن یونیورسٹی سے آ کے وہ نمبر ٹرائے
کیا۔۔ بزی جا رہا تھا۔۔ سو دوبارہ ملانے کی کوشش ہی

نہیں کی اور کھانا کھانے چلا گیا۔۔ موبائل وہیں چارج
لگا دیا فھا۔۔

کھانا وغیرہ کھا کے وہ دوست کے پاس چلا گیا۔۔
جب تک واپس روم میں آیا اس کے موبائل پہ ہدہ
کی بے شمار کالز اچکی تھیں۔۔ مسکراتے موبائل اٹھایا
اور کال بیک کی۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔ کہاں تھے۔۔ کب سے کال کر رہی
ہوں۔۔

آرام سے لڑکی۔۔ میں مصروف تھا۔۔

کیا مصروفیت تھی۔۔ رعب سے پوچھا۔۔

کچھ خاص نہیں۔۔ شام کو میچ تھا ہمارا اسی بارے میں
بات کرنی تھی۔۔ تم سناؤ۔۔

کیا سناؤں میں۔۔

کچھ بھی۔۔ بیڈ پہ بیٹھتے جوتے کے لیسز کھولنے لگا۔۔

تم مجھ سے شادی کرو گے۔۔ کچھ سوچتے ہدہ نے

پوچھا۔۔ وہ ابھی یونی جا رہی تھی اس کی سیکنڈ ٹائم
کلاسز ہوتی تھیں۔۔

ڈائریکٹ پوچھ لیا۔۔ ہادی جزر جزر ہوا۔۔

بتاؤ نا۔۔ کیا تم مجھ سے شادی کرو گے۔۔ اس نے

انسسٹ کیا تو ہادی نے گہرا سانس لیا۔

ٹھیک ہے۔۔ پر اس سے پہلے میں جب تک اپنا بزنس

نہیں سنبھالتا تب تک تمہیں صبر کرنا ہو گا۔

دیکھو۔۔ سیدھی بات بتاؤں تو میں گھر میں سب سے

بڑی بیٹی ہوں۔۔ اور مجھ سے بعد میری چار بہنیں

اور بھی ہیں۔۔ اتنا ویٹ میرے ماں باپ نے تو ہر

گزر نہیں کرنا۔

ابھی تو تم یونیورسٹی جاتی ہو۔۔ جب تک سٹڈی
کمپلیٹ ہو گی میں سیٹل ہو جاؤں گا۔

نہیں۔۔ میری سٹڈی کی بھی کوئی اوقات نہیں ہے
۔۔ بس اچھا رشتہ ملنے کی دیر ہے۔۔ انہوں نے نہیں
رکنا۔۔ اس لیے میں نے خود تم سے رابطہ کیا ہے۔۔
میں یہ فضول میسجنگ اور ڈسٹنس ریلیشن شپ کی
قائل نہیں ہوں اگر شادی کرنی ہے تو حامی بھرو اور
رشتہ بھیجو۔۔

ہمم۔۔ ٹھیک ہے میں بابا سے بات کرتا ہوں۔۔

اوکے۔۔ اور سناؤ۔۔ کیا کر رہے ہو۔ سکون کا سانس
لیتے بات بدلی۔۔

پھر وہ کچھ دیر بات کرتے رہے تھے۔۔ کال بند
کرتے ہدہ نے ایک بار پھر اسے یاد دلایا تھا اسے بابا
سے بات کرنی ہے۔۔

ہادی موبائل دوبارہ چارج پہ لگا کے بیٹ بال لیے
باہر نکل گیا۔۔ اج ان کا دوسرے کیمپس کے ساتھ
بیچ تھا۔۔ جیتنا ضروری تھا سو اس کا سارا دھیان اس

طرف چلا گیا اس کے ذہن سے ہی نکل گیا تھا اسے
سالار سے بات کرنی ہے

بارہ بجے لینڈ لائن پہ سالار کی کال آئی تھی۔۔
ساوری کا سانس سوکھ رہا تھا تیزی سے اٹھ کے ائیر
پیس کے پاس آئی۔۔۔

طبعیت ٹھیک ہے تمہاری۔۔ کوریڈور میں چلتے اس
نے پیشانی مسلی۔۔

ج۔۔ جی۔۔ ملائکہ کیسی ہیں۔۔

ٹھیک ہے وہ بھی۔۔ میں گھر آ رہا ہوں۔۔ ریڈی رہنا
کیڑے وغیرہ چینیج کر لو۔۔

پر کیوں۔۔ پہلے ہی خوف زدہ تھی دل زوروں سے
دھڑکنے لگا۔۔

مجھے بھوک لگ رہی ہے باہر کھانا کھانے جائیں گے
۔۔ اپنا لہجہ حتہ المقدور نارمل رکھنے کی کوشش کی

۔۔ ورنہ جو سیچو نیشن یہاں بنی تھی وہ کافی پریشان
کن تھی۔۔ ڈاکٹرز نے پولیس کیس بنا دیا تھا اور اب
ساوری کو سمجھانا تھا اسے۔۔ بنا ڈرے اگر وہ اپنا بیان

دیتی تو امید تھی نارمل یہ کیس سولو ہو جاتا۔۔ ملائکہ
کا بچہ مر گیا تھا اور اس کی حالت بھی کافی خراب
تھی۔۔ اگر ملائکہ کی بھی جان چلی جاتی تو بہت بڑی
پر اہلم ہو سکتی تھی۔۔

فون پاکٹ میں رکھتے گاڑی میں بیٹھا۔۔ دس منٹ
میں گھر پہنچ چکا تھا۔۔ ساوری بھی کپڑے چینج کیے
باہر لان میں اس کا ویٹ کر رہی تھی۔۔

اتر کے اس کے پاس جاتے اس کا ہاتھ تھاما جو ٹھنڈا
پڑ رہا تھا۔۔

آپ بتائیں ملائکہ کیسی ہیں۔۔

ٹھیک ہے وہ پر۔۔

پر اس کے ہاتھ لرزے۔۔ سالار اسے ٹینشن نہیں
دے سکتا تھا وہ بھی اس حالت میں سو سر جھٹکا۔۔

پر ابھی وہ بے ہوش ہی ہے۔۔ دو تین دن تک
ہو سپٹل ہی رہے گی۔۔

اوہ۔۔۔ شکر ہے اللہ کا اور ان کا بے بی بھی ٹھیک
ہے۔۔

سالار خاموشی سے اسے لیے واپس مڑ آیا جواب
نہیں دیا۔۔

سارے راستے وہ سوچتا آیا تھا یہ کیسی سچویشن بن گئی
تھی۔۔

وہ کب آئی تھی اور کیا ہوا تھا مجھے ڈیٹیل سے بتاؤ
۔۔

انٹی گروسری کے لیے گئی تھیں اور وہ آئی اس نے
مجھے پتہ ہے کیا کہا۔۔۔ اسے پھر غصہ آیا۔۔

کیا۔۔ سٹیرنگ پہ مضبوطی سے ہاتھ جمے ہوئے تھے

--

کہ وہ میرے بے بی کو مار دے گی اور اپنا مجھے دے
دے گی۔۔۔ بھلا یہ بات ہوئی کوئی کرنے والی سالار
نے لب بھینچے۔۔

وہ مجھے مارنے والی تھی۔۔ وہ تو واچ مین انکل نے
انہیں پکڑ لیا۔۔ پھر باتیں کرتی رہیں وہ میں نے بھی
غصے میں واز اٹھا کے مار دیا۔۔

بہت اچھا کیا۔۔ سالار اتنے سیریس ماحول میں بھی
ہلکا سا مسکرایا۔۔

اچھا اب معاملہ کچھ یوں ہے کہ پولیس آئے گی
پوچھ تاچھ کے لیے۔۔ تم نے یہی سب انہیں بتانا ہے
۔۔

کیوں۔۔

بس ہو اسپتال کے کچھ رولز ہیں اس لیے۔۔ فکر نا
کرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔ دوسرے ہاتھ سے
اس کا تھائز پہ رکھا ہاتھ تھا۔۔

جب تک وہ لوگ ہو سسٹل پہنچے تھے پولیس بھی پہنچ
چکی تھی۔۔

زوہا شاور لے کے باہر نکلی تو زیب کا موبائل
وا بھریٹ کر رہا تھا۔۔ آگے بڑھ کے موبائل اٹھایا۔۔
زیب بالکنی میں بھی نہیں تھا۔۔ کچھ دیر شش و پنج
میں کھڑی رہی۔۔ پھر واپس رکھ دیا پتہ نہیں کون ہو

--

واپس بال خشک کرتے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے
بیٹھی۔۔

موبائل دوبارہ سے وائبریٹ کرنے لگا تھا۔۔ وہ بھی
ڈھیٹ بن کے اگنور کرتی رہی۔۔ پر سامنے والا کچھ
زیادہ ہی ویلا تھا۔۔ آخر اکتا کے اس نے کال پک کر
لی۔۔

مسٹر زیب شاہ۔۔ ابھی اور اسی وقت افس آئیں ورنہ
مجھے لیگل ایکشن لینا پڑے گا آپ کے خلاف۔ سامنے

والی نے آگے سے یہ بھی جاننا ضروری نہیں سمجھا تھا
کے کون ہے۔۔

زوبا حیرت سے اس کی بات سنتی رہی۔۔

سن رہے ہو۔۔ بے وقوف انسان ڈھائی لاکھ کم لگ
رہے تھے تو پانچ لاکھ کی آفر کر رہی ہوں۔۔ وہ کچھ
نرم پڑی تو زوبا کا دل دھڑکا۔۔ کہیں زیب اس کے
۔۔

محترم۔۔ تم سن رہے ہو۔۔

ہ۔ ہاں جی۔۔ میں ان کی وائف۔۔ دل کڑا کرتے زوہا
بولی تو سیرت کو جھٹکا لگا۔۔۔

و۔۔ واٹ۔۔ زیب کی وائف۔۔

ہاں جی۔۔ وہ میرے شوہر ہیں اور آپ کے ہاں
جاب نہیں کرنا چاہتے۔۔ مہربانی کریں اور ہماری جان
چھوڑیں۔۔ دوسری طرف مکمل خاموشی چھا گئی تو زوہا
نے فون بند کر دیا۔۔

عجیب ہے۔۔ ایسا بھی کیا خاص ہے اس انسان میں جو
اسے پانچ لاکھ کی آفر کر رہی ہے۔۔ واپس آنے کے
سامنے آتے چہرے پہ کریم ملنے لگی۔۔

کچھ دیر بعد زیب اندر آیا تو اس کے ہاتھ میں کچھ
فائلز تھیں۔۔ اسے دوپٹے سے بے نیاز دیکھ کے رکا
۔۔ کے شاید وہ دوپٹا اوڑھ لے۔۔ پر زوہا شاید کسی
اور موڈ میں تھی جو اپنی جگہ سے ہلی تک نہیں۔۔

زیب چیزیں اٹھائے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔۔ پھر لیپ ٹاپ
ڈرار سے نکال کے سامنے کھولا۔۔ زوہا اس کی طرف
گھومی۔۔۔

ابھی تمہاری ایکس باس کی کال تھی۔۔ پانچ لاکھ کی
آفر کی ہے۔۔ زیب کا ہاتھ رکا۔۔

تم نے میرا موبائل کیوں اٹھایا۔۔ آگے ہو کے اپنا
موبائل اٹھانے لگا کے زوہا نے تیزی سے اچک لیا

--

کیوں۔۔ نہیں اٹھا سکتی۔۔ ایسا کیا ہے ہاں۔۔ سکرین
آگے کرتے گیلری کھولی۔۔ زیب لب بھیج گیا۔۔ زوہا
مراق مراق میں دیکھ رہی تھی جب اس کی آنکھوں
کی پتلیاں ساکت ہوئیں۔۔ وہ ویڈیو۔۔ جس میں وہ
تھی۔۔ بھاگتی ہوئی اور غائب ہو گئی تھی۔۔
اوقف آگے سکرول کیا۔۔ ایک ویڈیو تھی۔۔ زیب
اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔۔ اگے ہو
کے اس کے ہاتھ سے موبائل چھینا۔۔

میری چیزوں کو ہاتھ مت لگایا کرو۔۔ غصے سے کہتے
موبائل آف کر دیا۔۔ زوہا کا دل دھڑ دھڑا رہا تھا۔۔
کیا اس نے ویڈیو بھی بنائی تھیں۔۔ کتنا گھٹیا انسان تھا
وہ۔۔ اس کے لیے دل میں فیلنگز جاگی ہی کیوں۔۔
غصے سے پلٹتے وہ باہر نکل گئی۔۔

زیب نے موبائل کھول کے دیکھا تو پریشانی سے سر
ہاتھوں میں گرا لیا۔۔ جیسے ہی ان کے بیچ کچھ ٹھیک
ہونے لگا تھا پھر سے وہ اس سے بدگمان ہو جاتی۔۔

پولیس نے ساوری سے سوالات کرنے کے لیے اسے
الگ بلایا تھا۔۔۔ پر وہ سالار کے ساتھ جانا چاہتی تھی
۔۔۔

بڑی دقت سے سالار نے اسے اندر بھیجا تھا۔۔۔ فلحال
وہ کوئی راک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔ اس کا ساتھ جانا
بھی پولیس والوں کو مشکوک کر سکتا تھا۔۔۔ سو باہر
ہی بے چینی سے ٹہلتے دل بس ایک ہی دعا کر رہا تھا
کے وہ لوگ ساوری کا یقین کر لیں۔۔۔ خیر فائنل تو
ملائکہ کے ہوش میں آنے کے بعد ہی پتہ چلتا۔۔۔

ساوری ڈیڑھ گھنٹہ بعد باہر آئی تو گھبرائی ہوئی تھی
۔۔ سالار نے تیزی سے آگے بڑھتے سہارا دیا۔۔ پھر
سائڈ پہ بڑی چٹیر پہ بٹھاتے پانی دیا۔۔

آپ نے کہا تھا ان کے بے بی کو کچھ نہیں ہوا ہی
جھوٹ کیوں بولا۔۔ دل شدت سے کر لایا۔۔

ساوری میرا بے بی اسے خود سے لگاتے تسلی دی۔۔
ساوری کو اتنا گلٹ فیل ہو رہا تھا پسینہ پسینہ ہو رہی
تھی۔۔

گھر چلتے ہیں۔۔ سالار نے اسے کھڑا کرتے کہا۔۔
پولیس والے چلے گئے تھے۔۔ سالار ساوری کو لیے
گھر آیا۔۔

کچھ ہی گھنٹوں میں کیا سے کیا ہو گیا تھا۔۔ معاملہ
بہت نازک تھا اگر ساوری کی جگہ وہ خود ہوتا تو
ملائکہ کا صرف بچہ نہیں بلکہ ملائکہ کا ہی کام تمام کر
دیتا۔۔

گھر آتے ساوری سیدھا باتھ روم میں گھسی۔۔ سالار
اس کے پیچھے پیچھے تھا۔۔ جوتے اتارتے باتھ روم میں

آیام ساوری ہاتھ ٹب کے کنارے سے ٹیک لگائے
ڈریس لیس سرگھٹنوں میں دیے بیٹھی تھی۔۔

ساوری۔۔ وہ کف فولڈ کرتا کنارے پہ اس کے پیچھے
آکے بیٹھا۔۔

ہم۔ ہبی میں قاتل ہوں۔۔ سالار کا ہاتھ پکڑتے اپنے
گھٹنے اور گال کے درمیان رکھتے وہ سسکی۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔۔۔ یہ بس ایک حادثہ تھا۔۔

حادثے ایسے نہیں ہوتے۔۔ حادثے جان نہیں لیتے
۔۔ آنسو ٹوٹ کے اس کے ہاتھ پہ گرا تو سالار نے

بے چینی سے جھکتے اس کی بیک گردن پہ لب رکھے

--

سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ تم پلیر ٹینشن نہیں لو
۔۔ سائڈ پہ بڑا سفید سپنچ اٹھا کے ٹب سے پانی اس
کے اندر سے جرب کیا۔۔ اور اس کے کندھے پہ
نچوڑا۔۔ ساوری کو سکون سا ملا تھا جیسے۔۔

مجھے کیوں اتنا غصہ آ جاتا ہے۔۔ سوچتے وہ وہ ویسے
ہی بیٹھی رہی۔۔ اور سالار اسے پانی سے بگھوتا رہا۔۔

کتنی دیر بعد سالار نے اس پہ باتھ گاؤن لپیٹے بازوں
میں اٹھایا۔۔

یہاں زیادہ دیر بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے۔۔ کان کے
قریب لمس چھوڑتے جیسے خود میں سمیٹ لیا۔۔

ساوری کچھ پر سکون تھی پہلے سے۔۔ ڈریس پہن کے
وہ سالار کی جگہ پہ جا کے لیٹ گئی۔۔۔

سالار کا موبائل بج رہا تھا۔۔ پاکٹ سے نکالا تو آفس
سے کال تھی۔۔ میٹنگ ڈیلے کرتے کال کاٹ دی

ہمرا اپنی بھیگی شرٹ جسم سے الگ کرتے ساوری کے
ساتھ آ کے لیٹ گیا۔

آئی لوو یو۔۔ اس کے سینے میں چہرا چھپاتے سانس لیا
۔۔ سالار سن نہیں پایا تھا۔۔ اس کے بالوں میں انگلیاں
چلاتے پر سکون کرنے لگا۔۔ کچھ دیر بعد وہ سو گئی تو
سالار دھیرے سے اس کے قریب سے اٹھ گیا۔

پھر موبائل لیے بالکنی میں چلا آیا۔۔ موبائل
سائلنٹ پہ کرتے ای میل کھول رہا تھا جب دوبارہ
سے ہو سپٹل سے کال آنے لگی۔

ہیلو۔۔ پک کرتے کان سے لگایا۔۔

مسٹر سالار خان۔۔ آپ کے لیے ایک جان لیوا خبر
ہے۔۔ آپ کی ایکس مسز انتقال کر گئی ہیں۔۔

سالار کے ہاتھ سے موبائل چھوٹے چھوٹے بچا
۔۔ بے ساختہ پیچھے مڑ کے دیکھا ساوری سو رہی تھی

--

مسٹر سالار خان۔۔ آپ کے لیے ایک جان لیوا خبر
ہے۔۔ آپ کی ایکس مسز انتقال کر گئی ہیں۔۔

سالار کے ہاتھ سے موبائل چھوٹے چھوٹے بچا
۔۔ بے ساختہ پیچھے مڑ کے دیکھا ساوری سو رہی تھی

--

یہ خبر پولیس تک نہیں جانی چاہیے۔۔ کیسی بھی طرح
نہیں۔۔ انڈر سٹینڈ۔۔ سختی سے جبرے بھینچتے وہ ہلکی
آواز میں گر جا۔۔

سوری۔۔ بٹ یہ اب تو ممکن نہیں ہے کیونکہ پولیس
پہلے ہی پہنچ چکی ہے۔۔

شرٹ۔۔ گردن پہ ہتھیلی جماتے گلٹی پہ زور دیا۔۔ ایسا
نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔ بلکل بھی نہیں وہ پولیس
والوں کو نہیں روک سکتا تھا۔۔ کال بند کرتے تیزی
سے دوسری شرٹ پہنی اور باہر نکلا۔۔ آنٹی سامنے
بیٹھی تھیں۔

ساوری کا خیال رکھیے گا۔۔ تیزی سے کہتے وہ تقریباً
دوڑتا ہوا بانیک تک آیا۔۔ پھر بانک سٹارٹ کی واچ
مین نے جلدی سے دروازہ کھول دیا تھا۔۔
باہر نکلتے چہرے پہ شدید تناؤ تھا۔۔ ہو سپٹل پہنچتے اندر
آیا۔۔

آئیے سالار صاحب۔۔ آپ کا ہی انتظار تھا۔۔ پولیس
والا اسے دیکھ کے طنزیہ مسکرایا۔۔ اپنی موجودہ بیوی
کو نہیں لائے۔۔ سوری قاتل کو۔۔
بمشکل ضبط کرتے وہ سامنے بیٹھا۔۔

اضرار صاحب۔۔ آپ بھی آئیے۔۔ اتنی دیر میں
ایک اور سالار کا ہم عمر آدمی اندر داخل ہوا تھا۔۔
جس نے اسے دیکھ کے حقارت سے نظریں پھیریں
۔۔

یہاں سائین کر دیں آپ دونوں۔۔ پھر ایک فائل
ان دونوں کی طرف کرتے انسپیکٹر نے کہا۔۔
جیسے اضرار نے پکڑتے سائین کر دیے تھے۔۔
سالار نے فائل کھول کے دیکھی تو ساکت ہوا
۔۔ جس کا اسے ڈر تھا وہی ہوا تھا۔۔ یہ آدمی ملائکہ

کے ہونے والے بچے کا باپ تھا اور اس نے اپنے
بچے اور ہونے والی بیوی کے مرڈر کے خلاف کیس
فائل کروایا تھا۔

دیکھیں۔۔ انسپیکٹر صاحب۔۔ آپ ساوری کا بیان لے
چکے ہیں۔۔

ہم ایک عورت کے بیان پہ تو فیصلہ نہیں کر سکتے نا
۔۔ سمجھنے کی کوشش کریں اگر آپ انکار کریں گے تو
ہو سکتا ہے سزا میں اضافہ ہو جائے۔۔

پیسوں سے معاملہ حل کرتے ہیں۔۔ شہد رنگ
آنکھوں سے لہو ٹپکنے لگا۔

آہا۔۔ چھوٹی بات کر دی نا آپ نے۔۔ آپ نے
ہمیں رشوت خور سمجھ لیا۔ ایک عورت کی اور ایک
بچے کی جان لی ہے آپ کی بیوی نے۔۔ یہ آپ
پیسوں میں۔۔ اہ۔۔ بہت بکواس۔۔ انسپیکٹر غصے سے
کھڑا ہوا۔

کوٹ میں آئے گا۔ دروازے سے باہر نکلتے دونوں کو
دیکھا۔ شاید اسے اضرار نے پہلے ہی پیسے دے

دیئے تھے۔۔ اگر وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتا تو
بھی گارنٹی نہیں تھی ساوری بچ جاتی۔۔ کاش وہ کچھ
کر سکتا۔۔

اس کی جان حلق میں اٹکی ہوئی تھی۔۔ اٹھ کے باہر
آتے اس نے اپنے وکیل کو کال کی۔۔
فیاض۔۔

What is the punishment if a pregnant
woman is killed by accident?

تیزی سے کوریڈور میں چلتے پوچھا۔۔

سزائے موت۔۔ سامنے والے نے جیسے سفاکیت سے
کہا تھا۔۔ اور سالار کا دل کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا
ہو۔۔

انڈر ہسٹین۔۔

سیم ہو گی۔۔ یا عمر قید۔۔

ویکٹم از پریگنٹ۔۔۔

ان کیس اسے سپیشل لاک اپ میں رکھا جائے

گا۔۔ آفٹر برتھ پھر نارمل۔۔

اور بے بی۔۔

بے بی پانچ سال تک اس کے ساتھ رہے گا۔

ہم۔۔ کال کاٹتے سیڑھیاں پھلانگیں۔۔ اسے ساوری
کو منظر عام سے غائب کرنا تھا پھر چاہے سالار کے
ساتھ کچھ بھی ہو جاتا۔

گھر پہنچتے ہی پہلے گاڑی باہر نکالی اس کی نمبر پلیٹ
نکال کے سائنڈ پہ رکھیں۔۔ پھر اندر آیا۔

ساوری جاگی ہے۔۔ آنٹی سے پوچھا تو انہوں نے نفی
میں سر ہلا دیا۔

سیدھے اندر آتے سوٹ کیس نکالا۔۔ ساوری کے کچھ
کپڑے رکھے ان ہیلر اور تھوڑا بہت ضروری سامان
رکھ کے پیک کیا۔۔ پھر سوٹ کیس گاڑی میں رکھ
کے واپس آیا

ساوری۔۔ میرا بے بی۔۔ اٹھ جاؤ۔۔

ساوری نے کسمسا کے رخ بدل لیا پر آنکھیں نہیں
کھولی۔۔ جیسے وہ سب بھول گئی تھی۔۔ سالار اگر اسے
جگاتا تو زیادہ ٹائم لگ جانا تھا سو بازوؤں میں اٹھاتے
باہر آیا۔۔

اوہ مجھے لگ رہا کے میں ہواؤں میں ہو۔۔ وہ
مسکائی۔۔ سالار مسکرا بھی نہیں سکا تھا۔۔

اسے فرنٹ سیٹ پہ بٹھا کے اچھے سے بیلٹ لگایا۔۔
پھر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آتے گاڑی سٹارٹ کی
۔۔

گیٹ سے باہر نکالتے ہی سپیڈ بڑھالی تھی۔۔ وہ جانتا
تھا۔۔ اگر اس وقت ساوری کہیں سیورہ سکتی تھی تو
بس ایک ہی جگہ تھی۔۔

تیزی سے سفر طے ہو رہا تھا۔

زیب کے نمبر سے اسے میسج موصول ہوا تو بے
اختیار بیٹ مس ہوئی۔۔

اوپن کیا تو ویڈیو تھی۔۔۔ جیسے کھول کے دیکھنی کی
ہمت نہیں تھی اس میں۔۔ یہ وہی ویڈیو تھی جو اس
نے زیب کے موبائل میں دیکھی تھی۔۔ پھر بھی
ہمت کرتے اوپن کی۔۔

جوں جوں دیکھتی گئی آنکھوں میں نمی ابھرتی رہی
۔۔ یعنی اس شام اس کے ساتھ کچھ نہیں ہوا تھا۔۔

واؤ۔۔ اللہ تیرا شکر ہے۔۔ آنکھوں میں خوشی سے نمی
جمع ہوئی۔۔ کم سے کم وہ اپنی نظروں میں تو صاف
تھی نا۔۔

لیکن زیب نے اس کے بابا کو سچ کیوں نہیں بتایا تھا
۔۔ وہ کیوں اس سے شادی کے لیے راضی ہو گیا تھا
۔۔ اب کئی اور سوال پیدا ہونے لگے زہن میں۔۔
اگر اس کا ریپ نہیں ہوا تھا تو اسے محسوس کیوں
ہوا تھا۔۔ آنکھیں بند کرتے سوچا۔۔ اس وقت سعد
اس کے ساتھ بد تمیزی کر رہا تھا۔۔ اسے سختی سے

دبوچے اس نے اس کی شرٹ پھاڑی تھی اور پھر وہ
بے ہوش ہو گئی۔۔ یعنی اسے بس اتنا یاد تھا۔ اس
سے اگے اس نے خود اپنے حلیے سے اندازہ لگایا تھا
۔۔

زوہا۔۔ باہر آؤ۔۔ ابھی وہ ذہن دوڑا رہی تھی جب
شبہنم اس کے روم میں اسے بلانے آئیں
۔۔ وہ۔۔ موبائل رکھتے باہر آئی تو صبا پھپھو آئی ہوئی
تھیں۔۔

کیسی ہو بیٹا۔۔ وہ اس سے اٹھ کے گلے ملی تھیں۔۔۔

ان کے ساتھ کافی دیر بیٹھ کے باتیں کرتی رہی زیب
دوبارہ انٹرویو کے لیے گیا ہوا تھا۔

سفید ماربل سے بنا وہ ایک خوبصورت محل تھا۔ جس
کے چاروں اوڑ سبزہ ہی سبزہ تھا۔ گاڑی کی سپیڈ سلو
کرتے موبائل نکالا اور کسی کو کال کی۔۔ دو سیکنڈ میں
دروازہ پیچھے سلائیڈ ہو گیا تھا۔ گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے
وہ اندر آیا۔ تیزی سے باہر نکلتے ساوری کا دروازہ

کھولا۔۔ وہ جاگ چکی تھی۔ اس کا ہاتھ تھامتے باہر آئی
۔۔

اتنا پیارا گھر۔۔ یہ آپ کا ہے

نہیں۔۔ تمہارا ہے۔۔ چہرے پہ سنجیدگی چھائی تھی
۔۔ اس کا سوٹ کیس اٹھاتے اندر آیا۔۔ ہر طرف
ملازموں کی فوج تھی۔۔

بینا۔۔ یہ ان کے روم میں لے جاؤ۔۔ سوٹ کیس کا
ہینڈل ایک لڑکی کو پکڑاتے وہ اسے لیے سامنے بنے
لگزری روم میں لایا۔۔ جہازی سائز بیڈ دبریز پردے

ایک طرف بنی شلف جہاں شاید پریوں کی کہانیاں
رکھی تھیں۔۔ ساوری کو لگا جیسے وہ کسی اور دیس میں
آگئی ہے یا شاید پریوں کا دیس۔۔ سالار کو گھرے
رنگ پسند تھے پر وہ محل صرف ہلکے رنگوں سے سجا
تھا سفید نیلا گلابی یا پیلا۔۔

یہاں لیٹ جاؤ۔۔ اگر سونا ہے تو سو جاؤ۔۔ اس کے
لیے کفر ٹر پیچھے کرتے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں ہی۔۔ بیڈ پہ انگلیاں
پھیرتے تجسس سے پوچھا۔۔

تمہیں کچھ دن یہاں رہنا ہے۔۔

کیوں۔۔۔ یہ تو بتائیں۔۔

کیونکہ تمہارے لیے یہی جگہ سیو ہے اس سچویشن
میں۔۔ یہاں ڈاکٹرز بھی ہیں۔۔ تمہارا خیال رکھیں گے
۔۔ میں ابھی نکل رہا ہوں۔۔ اگر ہو سکا تو دوبارہ چکر
لگاؤں گا۔۔

ک۔۔ کیا مطلب۔ میں یہاں اکیلی رہوں گی۔۔ وہ
تیزی سے کھڑی ہوئی۔۔

ساوری۔۔ میرا بے بی۔۔

ہی جان۔۔ وہ کر لائی۔۔ سالار اسے چھوڑ کے جا رہا
تھا۔۔ وہ اس کے بنا نہیں رہ سکتی تھی۔۔ اسے ابھی
سے سانس لینا مشکل لگنے لگا تھا۔۔

میں آؤں گا نا۔۔ تم پریشان نا ہو۔۔۔ اس کا سفید
پڑتا رنگ سالار کو پریشان کر گیا اس کے پاس بیٹھتے
نرمی سے ہاتھ تھامتے دونوں ہاتھوں میں سہلایا۔
نو۔۔ پلیز۔۔ مجھے ساتھ لے کے جائیں۔۔

نہیں لے کے جا سکتا۔۔ تمہیں یہاں رہنا ہے اکیلے
بس کچھ دنوں کی تو بات ہے۔۔

کرو

آپ مجھ سے دور کیوں رہیں گے اور میں یہاں
کیوں ہوں۔۔ مجھے بتائیں ہی۔۔ کہیں ملائکہ۔۔

کچھ نہیں ہوا کسی کو بھی۔۔ بس تم خود کا خیال رکھو

اور کچھ الٹا سیدھا مت سوچو۔۔ اس کا ماتھا چومتے

اپنے ساتھ لگایا۔۔ پھر باہر نکل گیا ساوری دروازے

تک آئی تھی۔۔ جانے کیوں اس کا دل گھبرا رہا تھا

--

سالار ریش ڈرائورنگ کر کے دروبارہ گھر پہنچا تو اس

کے گھر کے سامنے پولیس کی گاڑیاں کھڑی تھیں

-- آنکھوں کی سرخی اور بڑھی۔۔ اندر آیا تو انسپیکٹر
اسے دیکھ کے کھڑا ہوا۔۔

ہاں جی بابو۔۔ چھوڑ آئے ہو اپنی لاڈلی کو۔۔

سالار مٹھیاں بھیج کے رہ گیا ساتھ اضرار بھی بیٹھا
تھا۔۔

آپ کی بیگم کو اریسٹ کرنے آئے ہیں کورٹ کے
آرڈرز ہیں۔۔ جتنی شرافت سے آپ انہیں ہمارے
حوالے کریں گے اتنی ہی آسانی ہو گی ان کے لیے
۔۔ ورنہ۔۔

ساوری تو نہیں ہے۔۔ اگر مجھے لے کے جانا چاہتے
ہیں تو حاضر ہوں میں۔۔

آپ کو تو نہیں لے جاسکتے بھئی۔۔ جو

مجرم۔۔ سوری جو قاتل ہے وہی جائے گا۔۔

دیکھیں انسپیکٹر۔۔ اس کا کوئی تو سولوشن ہو گا۔۔

ساوری کو جیل بھیجنے کے علاوہ۔۔ وہ کچھ نرم پڑا۔۔

ایک ہے۔۔ وہ بھی آپ کو پسند نہیں آئے گا۔۔

کیا۔۔ آپ بتائیں۔۔

پھانسی۔۔ مرڈر کیس میں یہی ہوتا ہے۔۔ قتل کے
بدلے پھانسی یا عمر قید۔۔ اس نے تو پھر دو دو قتل
کیے ہیں

نہیں۔۔ اس نے جان بوجھ کے نہیں کیا یہ سیلف
پروٹیکشن تھی۔۔ اگر وہ اسے نامارتی تو یقیناً ملائکہ
ساوری اور اس کے بچے کو نقصان پہنچاتی۔۔

واٹ۔۔ آپ کی بیوی بھی پریگنٹ۔۔

سالار نے بند مٹھیاں کھولتے ہاتھ اکڑائے۔۔ اسے
اس کا انداز بالکل پسند نہیں آرہا تھا۔۔ اگر پولیس والا

نا ہوتا تو کب کا جھانپڑوں سے اس کا منہ لال کر چکا
ہوتا۔۔

یہ تو معاملہ کمپلیکیٹڈ ہو گیا۔۔ پولیس والا سیریس ہوا
۔۔ پھر کن اکھیوں سے اضرار کو دیکھا۔۔ اور اس کا
دیکھنا سالار کی نظروں سے چھپا نا رہ سکا۔۔

میں آپ کو دو کروڑ دوں گا۔۔ اگر آپ اس کیس کو
یہیں ختم کر دیں تو۔۔

اس کی آفر پہ یہاں پولیس والے کا چہرا چمکا تھا وہیں
اضرار کا رنگ پھیکا پڑا۔۔

نو۔۔ تم رشوت کی آفر کر رہے ہو مسٹر۔۔ اشتعال
سے کھڑے ہوتے سالار کے سامنے آیا۔۔

پہل تو تم نے ہی کی ہے۔۔ اور اگر یہ کیس یہیں بند
نا ہوا تو پھر میں بھی تمہیں دونوں کو جیل کی چکی پسوا
کے رہوں گا۔۔ یاد رکھنا۔۔ جیبوں میں ہاتھ ڈالتے
اکڑو ہوا۔۔

تم ہمیں کس جرم میں ڈلوادو گے۔۔ ہم نے تو کچھ
نہیں کیا۔۔ انسپیکٹر بولا۔۔

ایک کو رشوت لینے کے کیس میں اور ایک کو دینے
کے۔۔ آپ تو نوکری سے بھی جائیں گے۔۔

تمہارے پاس کیا ثبوت ہے میں نے رشوت لی ہے
۔۔

ثبوت تو جھوٹے بھی بنائے جاسکتے ہیں۔۔ اب چہرے
پہ مسکراہٹ آئی۔۔

ت۔۔ تم۔۔ چھوڑوں گا نہیں میں تمہیں۔۔ اضرار
ہتھے سے اکھڑتے اس کے گریبان میں ہاتھ ڈال گیا
۔۔ سالر ویسے ہی سکون سے کھڑا رہا۔۔

کرنے دو یہ جو کرتا ہے۔۔ اس کی بیوی کو تو سزا ہو
کے ہی رہے گی۔۔ چاہے جو بھی ہو جائے۔۔ کیونکہ
یہ معاملہ کورٹ تک چلا گیا ہے۔۔ بس اب فائنل
سزا سنائی جانی ہے۔۔ انسپیکٹر نے اضرار کو پیچھے
کرتے سالار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔۔
اس کی پتلیاں ساکت تھیں۔۔

ٹھیک۔۔ سالار نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ باہر نکل
گئے۔۔

ہمیں دنیا کو الٹنا پڑا تب بھی تمہاری بیوی کو ڈھونڈھ
لیں گے۔۔ یاد رکھنا اور پھر جتنا ہو سکا اسے اتنی خطر
ناک سزا دلوائیں گے۔۔ اضرار نے دروازہ بند کرنے
سے پہلے اسے دھمکایا۔۔ پھر باہر نکل گیا۔۔

سالار کا دل کیا وہ اپنے بال نوچ لے۔۔

پھر کال کر کے وکیل کو بلوایا۔۔ اسے سارا معاملہ
ڈسکس کیا۔۔ وہ بھی سزا ختم کروانے سے قاصر تھا۔۔

موبائل کی بیپ ہوئی تو زوہانے آٹے کا پیڑا سائڈ پہ
رکھتے سکرین دیکھی۔۔ وہ دوپہر کے لیے پھلکے بنا رہی
تھی۔۔

زیب کا میسج تھا پڑھتے اس کا پورا بدن کپکپا اٹھا
سن

یہ پارسا یہ پارسائی ڈھونگ ہے سراسر

اتار پھینک سب لبادے کہ

پہلو میں آ

بانہوں میں سما گلے سے لگا

ہونٹوں سے ہونٹ ملا

ان یا قوتی لبوں کا جام پلا

سانسوں میں سانسوں سے آگ لگا

اپنی مخمور انگلیاں میرے بدن پہ چلا

اپنی خشبو سے میرے انگ انگ کو مہکا

میں تم ہم دونوں ایک ہو جائیں

آج تو کچھ ایسا چکر چلا۔۔۔؟

زوہا نے آج کوئی ری ایکٹ نہیں کیا تھا چہرہ شرم
سے لال ہوا۔۔ اندر آتی شبہم کچھ دیر کے لیے
مسمرا تڑ ہوئیں۔۔ پھر موبائل کی طرف نظر گئی تو
اچک کے اٹھا لیا۔۔

یہ زیب کو اور کوئی کام نہیں۔ غزل پڑھنے کی زحمت
نہیں کی تھی بس نام دیکھا تھا۔۔ پھر اس کا موبائل
اپنے قبضے میں کرتے چپاتیاں بنانے کی تلقین کرتے
باہر نکل گئیں۔۔ زوہا منہ بسور کے رہ گئی۔۔ پھر مسکرا
دی۔۔

زیب اتنا برا بھی نہیں تھا۔

رات کو وہ ساوری کے پاس نہیں جا پایا تھا۔

وکیل کے ساتھ بات چیت کے بعد بھی جو آخری

سولوشن تھا وہ یہی تھا کہ ساوری کو حراست میں لیا

جائے گا۔ آگے حج پہ منحصر تھا کہ وہ اسے اٹھارہ

سال کے ہونے تک سزا دیتے یا عمر قید۔ اٹھارہ

سال کے ہونے تک کی قید والی بات تو ناممکن سی

تھی۔۔ کیونکہ چند دنوں کے لیے سزا وہ بھی
پریگنٹ عورت کے قتل کی۔۔

اگلے دن کوٹ میں پیشی تھی اور وہاں ساوری کا ہونا
بھی ضروری تھا۔ اگر وہ ساوری کو نہیں لے کے جاتا
تو کوٹ انہیں سخت سزا دیتی۔۔ کوئی حل نہیں مل رہا
تھا۔۔ جیسے سارے راستے بند ہو گئے۔۔۔

یا اللہ جی تو ہی اب ہمیں اس مشکل سے نکال سکتا
ہے۔۔۔ شہد رنگ آنکھیں مسلتے خالی کمرہ دیکھا۔۔ کیا
قیامت گزر گئی تھی ان پہ کسی کو پتہ ہی نہیں تھا۔۔

رات ایک بجے کے قریب اسے وکیل کی کال
موصول ہوئی تھی کہ ساوری کو سب سمجھا دے۔۔
اس نے پوری فائل سالار کو سینڈ کر دی تھی۔۔
ساوری کو ساری حقیقت بتانا بھی مشکل تھا۔۔ باقی کی
رات بھی جاگتے گزر گئی اگلے دن صبح صبح وہ ساوری
کے پاس آیا۔۔ جو اس سے شدید ناراض تھی۔۔
اب ں بھی کیوں آئے ہیں۔۔ نا آتے۔۔ ناراضگی سے
گھورتے منہ پھلایا۔۔

ابھی میں اپنے بے بی اور بے بی کے بے بی سے ملنے
آیا ہوں۔۔ شدید تناؤ میں بھی وہ اس سے مسکرا کے
ملا تھا۔۔

ساوری کتنی دیر ناراض رہ سکتی تھی سو جلدی ہی مان
گئی۔۔

ناشتہ کر لیا ہے یا کرنا ہے۔۔۔ سالار نے اس کے
گرد حصار بناتے پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔۔ وہ ناشتہ کر چکی تھی۔۔

اچھا میری بات غور سے سنو۔۔ پریشان ہونے کی
بلکل بھی ضرورت نہیں ہے۔۔

ک۔۔ کیا بات ہے۔۔ سآوری کے چہرے پہ خوف کی
شکنیں نمایاں ہونے لگی تھیں۔۔ ہی آپ مجھے ڈرا
رہے ہیں۔۔

نہیں۔۔ نہیں نہیں۔۔ میں ڈرا نہیں رہا۔۔ تمہیں۔۔
میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔ بس ہمت نہیں ہارنی تم
نے۔۔

کیا ہوا ہے پلیز بتائیں۔ سآوری کا دل بیٹھ رہا تھا۔۔

ملائکہ کی ڈیٹھ ہو گئی ہے۔۔ اسے خود میں سختی سے
سموتے بتایا۔۔ ساوری کو لگا اس نے غلط سنا ہے۔۔
ک۔۔ کیا کہہ رہے ہیں۔۔

ہمیں کورٹ جانا ہے آج۔۔ تمہیں پولیس اریسٹ
کرے گی لیکن میں تمہارے ساتھ ہوں یہ ہمیشہ یاد
رکھنا۔۔

ہ۔۔ ہی میں نے جان بوجھ کے نہیں قتل کیا۔۔
جانتا ہوں میں۔۔ سب سمجھتا ہوں۔۔ بس تمہیں فکر
کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ اسے دونوں بازوؤں

سے حصار میں لیے پیٹھ سہلائی۔۔ ساوری میں جان
نکلنے والی تھی جیسے۔۔ سانس اکھڑ گیا۔۔

سالار نے تیزی سے ان ہیلر اس کے ہونٹوں سے
لگایا۔۔

م۔۔ میں جیل جاؤں گی ہی۔۔ نہیں وہ تڑپ اٹھی
۔۔ ان ہیلر پیچھے کرتے وہ سسکی

اوکے۔۔ اوکے۔۔ نہیں جائیں گے۔۔ تم ڈرو مت۔۔
پلیز ساوری

نا۔۔ رونے میں اضافہ ہونے لگا تو سالار نے اسے خود
میں بھینچ لیا۔۔ اگر تم ہمت نہیں کرو گی تو ہمارے
بے بی کا کیا ہو گا۔۔ اس کا سوچو۔۔

م۔۔ مجھے نہیں پتہ ہی میں جیل نہیں جانا چاہتی۔۔
نہیں جاؤ گی ان شاء اللہ۔۔ پر ہم اس سب سے یوں
بھاگ نہیں سکتے ہمیں اس مصیبت کا سامنا کرنا
پڑے گا۔۔

ن۔۔ نو۔۔ نو۔۔ آپ نے کہا تھا آپ میری ساری
پروبلمز سولو کریں گے۔۔

ہاں۔۔ہاں۔۔کہا تھا۔۔پر۔۔سالار اسے چھوڑتے کھڑا
ہوا۔ساوری کو بیچ میں لائے بغیر وہ کیسے مسئلہ حل کر
سکتا تھا اسے سوچنا تھا۔۔پھر اسے روتے چھوڑ کے
باہر نکل آیا۔۔پاکٹ سے موبائل نکالتے وکیل کو
کال کی۔۔

وہ اس سے ملنا چاہتا تھا۔۔کورٹ میں حاضری سے
پہلے۔۔

اس کے گھر واپس پہنچنے تک وکیل بھی آچکا تھا۔۔
جی سر۔۔آپ۔۔

مجھے میرے کیس کی ساری فائلز چاہیں۔۔ اور جو

میرے گھر سے فوٹیج لی ہے وہ بھی۔۔

پر۔ سر کیوں وہ تو تو تین بجے کورٹ۔۔

تم دے سکتے ہو ابھی۔۔ سالار کی آنکھوں میں دیکھنا

محال تھا۔۔ وکیل نے اپنے بیگ سے تمام چیزیں نکال

کے اس کے حوالے کیں۔۔

تم جا سکتے ہو۔۔ تین بجے واپس مل جائیں گی۔۔

جی سر۔۔ وہ اپنی ٹائی کستے اٹھ کے چلا گیا۔۔

سالار نے پہلے سارے ڈاکو مینٹس کی کاپی کی تھی
۔۔۔ پھر دوسری فائل اپنے لیپ ٹاپ بیگ میں ڈالی
۔۔

اس کے بعد نج کی ساری انفارمیشن نکالی۔۔ یہ سب
کرنے میں اسے بارہ بج گئے تھے۔۔

کیڑے چینج کر کے وہ لیپ ٹاپ بیگ لیے پھر باہر
نکل آیا۔۔ بانک سٹارٹ کرتے وہ گھر سے نکل آیا
تھا۔۔۔

اگلے آدھے گھنٹے آدھے دن میں دوبارہ سے سب
بدلنے والا تھا

جب سے سالار گیا تھا اسے ایک پل بھی سکون نہیں
مل رہا تھا۔۔ بے چینی حد سے سوا ہو رہی تھی۔۔
وہیں بیڈ پہ گھڑی بنی لیٹی تھی جب سالار کی
مخصوص کلون کا جھونکا اس کی ناک سے ٹکرایا تو بے
ساختہ آنکھیں کھولیں جو رو رو کے سرخ ہو رہی
تھیں۔۔ بے چینی سے ہاتھ مارتے اس نے کمفرٹر

گھسیٹ کے اپنی ناک سے لگایا۔۔ خوشبو یہیں سے
آ رہی تھی۔۔ لمبا سانس کھینچتے خوشبو جیسے اپنے اندر
اتاری۔۔

ہی۔۔ پلیرز میں آپکے بنا نہیں رہ سکتی۔۔ پلیرز مجھے لے
جائیں یہاں سے۔۔ آنکھیں مسلسل بھیگ رہی تھیں
جب دروازہ کھلا۔ پینا تھی جو اسے لپچ کے لیے بلانے
آئی تھی۔۔

آ کے کھانا کھالیں میم۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔ سوں سوں کرتے جواب دیا

-- کفر ٹر ابھی اپنے ہاتھوں میں دبوچا ہو تھا۔

پلیز میم۔۔ سر ناراض ہونگے۔۔

میں بھی ناراض ہوں ان سے۔۔ انہیں کوئی پرواہ

نہیں ہے تو میں بھی نہیں کھاؤں گی۔۔

پلیز ضد نہیں کریں ورنہ مجھے انہیں انفارم کرنا پڑے

گا ابھی۔۔ وہ چڑی۔۔ جب سے یہ لڑکی آئی تھی تب

سے اس کے کاموں میں اضافہ ہو گیا تھا۔

بتا دو۔۔۔ اور انہیں یہ بھی کہنا ساوری ان کے بنا
نہیں رہ پا رہی۔۔

اس کے انداز پہ بینا مسکرائی۔۔ پھر واپس چلی گئی۔۔
بینا نے سالار کو کال کی۔۔ تو اس نے جلدی ہی اٹھا
کی تھی۔۔

سر ساوری میم کھانا نہیں کھا رہیں۔۔

میری بات کرواؤ۔۔ وہ بانک پہ تھا۔۔

بینا نے اندر آ کے ساوری کو موبائل دیا تو اس نے
تیزی سے پکڑتے کان سے لگایا۔۔

ہی۔ مجھے لے جائیں یہاں سے پلیز۔۔ پلیز میں
کورٹ چلنے کے لیے ریڈی ہوں۔۔

اوکے اوکے۔۔ میں ابھی آرہا ہوں تمہیں لینے تم بس
جلدی سے کھانا کھاؤ شاباش۔۔

نو۔۔ ہم ساتھ کھائیں گے۔۔

میں کھا چکا ہوں۔۔ ایک تو اس کا نو (نہیں) زبان کی
نوک پہ رکھا ہوتا تھا۔۔ تم کھا لو تاکہ ہم فوراً واپس
آجائیں۔۔ سالار نے اسے کنوینس کیا تو سآوری نے
ہامی بھر لی۔۔

پھر موبائل بینا کو پکڑاتے اٹھ کے باہر آئی۔۔

بینا نے ناک چڑھائی۔۔ کیسے ہبی کی بات مان لی تھی
۔۔ پھر اس نے کھانا کھا لیا تھا۔۔

سالار اسے لینے نہیں گیا تھا بلکہ وہ حج کے گھر گیا تھا
۔۔ ڈور بیل بجاتے بالکنی کی طرف دیکھا جہاں بچے
کے کپڑے پھیلے ہوئے تھے۔۔

یس کس سے ملنا ہے۔۔ اندر سے نسوانی آواز آئی تو
سالار متوجہ ہوا۔۔

مسٹر ارسلان قمر سے۔۔ کچھ ضروری کام ہے۔۔

وہ اس وقت کورٹ میں ہیں پلیز آپ بعد میں آئیے گا۔۔

ہم۔۔ اوکے آپ یہ کچھ چیزیں اٹھالیں۔۔ شام کو جب وہ واپس آئیں گے تو انہیں دے دیجئے گا۔۔

جی۔۔ کلک کی آواز سے دروازہ کھلا تو سالار نے بیگ کی اوٹ میں رکھا پسٹل اسے دکھایا۔۔ وہ خوف سے ایک دم پیچھے ہٹ گئی۔۔

دروازہ بند کر کے اندر اجاو۔۔ سالار پلٹ کے اسے
دیکھنے کی بجائے سیدھا چلتا ہوا اندر آیا۔۔

اندر دو بچے کھیل رہے تھے شاید ٹوٹنس تھے۔۔
صوفے پہ بیٹھتے سٹریٹ ہوا۔۔

مجھے آپ سے یا آپ کی فیملی سے کوئی سروکار نہیں
ہے مسز قمر۔۔ سامنے رکھی تصویر دیکھتے سنجیدگی سے
کہا۔۔

آپ۔۔ ک۔۔ کون ہیں پلیز یہاں سے چلے جائیں۔۔

ابھی آپ اپنے ہر بینڈ کو کال کریں اور انہیں گھر
بلائیں۔۔

ابھی نہیں آسکیں گے۔۔ وہ ڈری ہوئی تھی۔۔ ان کی
ابھی ہتیر رنگ (سنوائی) ہیں۔۔

مجھے نہیں پتہ کیا کیا کرنا ہے انہوں نے۔۔ شرافت
سے انہیں گھر بلائیں۔۔ ورنہ آپ کے گھر میں آنے
والے ماتم کا زمیدار میں نہیں ہوں گا۔۔

سخت گیر سرد آواز سے کہتے وہ اسے کپکپانے پہ مجبور
ہو کر گیا۔۔

مسز قمر موبائل کے پاس آئیں اور سہمے ہوئے انہیں
کال ملائی۔۔

پلیز نارمل رہیں۔۔ بس میرا کام ہو جائے میں کسی کو
نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔۔ عجیب سا خوف تھا جو اس
وقت وہ اس عورت پہ حاوی کر رہا تھا۔۔

و۔۔ وہ۔۔ ارسل کا بخار ٹھیک نہیں ہو رہا۔۔ پلیز گھر
آجائیں۔۔ مسز قمر نے بمشکل بات مکمل کرتے سالار
کو دیکھا۔۔ سالار بچوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ آنکھوں میں

ہلکی سی نمی ابھری۔۔ اللہ کرے اس کا کام بن جائے

۔۔ ورنہ اس کا بچہ جیل میں اپنا بچپن گزارتا۔۔

آدھے گھنٹے میں مسٹر قمر آگئے تھے۔۔ اپنے گھر میں

انجان آدمی کو بیٹھے دیکھ کے ماتھے پہ تیوریاں

چڑھیں۔۔

یہ کون ہے۔۔

پ۔۔ پتہ نہیں۔۔ وہ بھاگ کے اپنے شوہر کے پیچھے

چھپی۔۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ سالار نے گن سامنے
ٹیبیل پہ رکھتے انہیں سنجیدگی سے دیکھا تو قمر صاحب
بھی تھوڑے ڈھیلے پڑے۔۔ اور اس کے سامنے
آ کے بیٹھ گئے۔۔

آج شام کو ایک کیس آئے گا آپ کے پاس جس
کے اکارڈنگ ایک سترہ سالہ لڑکی نے ایک عورت
کو قتل کیا ہے۔۔۔

اچھا۔۔

تو میں چاہتا ہوں آپ اس لڑکی کو باعزت بری کریں

--

یعنی قاتلہ کو۔۔

سالار نے سختی سے آنکھیں میچیں۔۔ ہاں جی۔۔

اور میں ایسا کیوں کروں۔۔ جج صاحب نے آئی برو

اچکائے۔۔

آپ کے لیے دو آپشن ہیں۔۔ ایک تو میں آپ کو

اس کام کے پانچ کروڑ دوں گا۔۔ دوسرا آپشن اگر

اپ اس افر سے انکار کریں گے تو آپ کے یہ دو
بچے کتنا جیتے ہیں یہ اندازہ لگانا مشکل ہو جائے گا۔

یعنی تم مجھے رشوت بھی دھمکا کے دے رہے ہو
۔۔ وہ زیر لب مسکرائے۔۔

ایسا ہی کچھ سمجھیں۔۔ سالار مسکرا بھی نہیں سکتا تھا
۔۔ یہ فائلز ہیں آپ کیس ریڈ کر لیں۔۔ سالار نے
اسے فائل اور فوٹیج دیں۔۔

نج نے پہلے فوٹیج چلائیں تھی۔۔ سکرین سے کنیکٹ
کرتے دیکھا۔۔ وہ سالار کے لاؤنج کا منظر تھا۔۔ جہاں

دو عورتیں تلخ کلامی کر رہی تھیں۔۔ پھر ایک اٹھی
اور دوسری کی طرف بڑھی چیخ و پکار پہ باہر سے واج
میں اندر داخل ہوا۔ اور اس نے ایک عورت کو
پکڑا۔ جو شاید نہیں یقیناً پریگنٹ تھی۔۔
دوسری جو کم عمر لڑکی تھی اس نے غصے سے لال
پڑتے واز اٹھا کے اس عورت کے پیٹ پہ مارا۔
یہ لڑکی وکٹم ہے۔۔

جی ہاں۔۔ اینڈ شی از السو پریگنٹ۔۔

اوپس۔۔ مسز قمر بھی ان کی باتیں سن رہی تھیں۔۔

جو دوسری عورت تھی وہ کون ہے۔۔۔ جج نے
پوچھا۔۔۔ سالار نے اسے دس منٹ میں ساری تفصیل
بتا دی۔۔۔

تم اس لڑکی کو بچانا چاہتے ہو۔۔۔
ہاں جی۔۔۔

پانچ کروڑ رکھو اور خاموشی سے نکل جاؤ۔۔۔ باقی سب
میں سنبھال لوں گا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ اس نے لیپ ٹاپ بیگ ٹیبل پہ رکھ دیا
۔۔۔ جس میں پیسے تھے۔۔۔

اتنے ساری رقم دیکھ کے مسز قمر اور قمر صاحب کی
آنکھیں چمکیں۔۔

سالار اٹھا اور ایک بچے کو اٹھاتے اپنے بازو میں دبایا
۔۔

یہ بچہ شام کو آپ کیس کے بعد اپنے گھر پائیں گے
۔۔ گن اٹھاتے ان کی طرف کرتے وہ باہر نکل گیا
۔۔

نج اور اس کی بیگم ہکا بکا بیٹھے رہ گئے تھے۔۔ انہیں
سمجھ نہیں آیا وہ خوش ہوں یا پریشان۔۔

سالار بچے کو لے کے اپنے گھر ہی آیا تھا۔۔۔ اسے
آنٹی کے حوالے کر کے خاص خیال رکھنے کی تاکید
کی۔۔ پھر ساوری کے لیے لذیذہ کھیر کے ڈبے
اٹھائے۔۔

وہ اس کے پاس دو بجے پہنچا تھا۔۔
کب سے ویٹ کر رہی ہوں ہبی۔۔ کہاں رہ گئے تھے
۔۔ بھاگ کے اس کے سینے سے لگتے شکوہ کیا۔۔
کام تھا چھوٹا سا بس وہیں بزی تھا۔۔

زیب نوبے گھر آیا تو شبنم نے اسے دیکھ کے
پراسرار سی مسکراہٹ اچھالی۔۔

کھانا کھا کے اندر جانا ورنہ دوبارہ موقع نہیں ملے گا
باہر نکلنے کا۔۔ اسے چھیڑا۔۔

کیوں۔۔ میں کپڑے بھی نا چینج کروں کیا سارا دن
نجل خوار ہوتا رہا ہوں۔۔ وہ کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا

-- پہلے تو پھر انٹرویو لے لیتے تھے۔۔ پر آج تو

ایسے ہی ریجکٹ کر دیا گیا تھا۔۔ پتہ نہیں کیوں۔۔

شبّہم نے اسے کھانا لا دیا تھا۔۔ زیب نے وہیں سنک

میں ہاتھ دھو کے کھانا کھا لیا۔۔ جب اندر آیا تو زوہا

سامنے نہیں تھی۔۔

چیزیں رکھتے بالکنی میں جھانکا تو ساکت رہ گیا۔۔ وہ

دوسری طرف رخ کیے کسی سے فون پہ بات کر رہی

تھی۔۔

زوہا کا دل دروازے کی کلک کے ساتھ دھڑکا۔۔ سارا
خون سمٹ کے چہرے پہ آن ٹھہرا ہو جیسے۔۔

ساڑی کا بلیک اینڈ ریڈ پلو ہوا کے جھونکوں سے لہراتا
زیب کا دل کھینچ گیا۔۔ بمشکل اس کے سر آپے سے
نظریں پھیرتے وہ کبڈ سے کپڑے نکال کے ہاتھ
روم میں چلا گیا۔۔ زوہا نے پلٹ کے پیچھے دیکھا اور
سکون کا سانس لیا۔۔

کچھ دیر بعد وہ نہا کے باہر آیا۔۔ زوہا ابھی تک وہیں
کھڑی تھی۔۔ بال ٹاول سے خشک کرتے سائڈ پہ
رکھا اور صوفے پہ لیٹ گیا۔۔

زوہا منتظر تھی شاید وہ خود اس کی طرف قدم
بڑھائے گا۔۔ ان دونوں کے درمیاں جو ان دیکھی
دیوار تھی وہ ٹوٹ جائے گی پر نہیں۔۔ وہ پھر سے
صوفے پہ جا کے لیٹ گیا تھا۔۔ زوہا کا دل ہی ٹوٹ
گیا۔۔ چہرہ لٹکاتے اندر آئی۔۔ اور اپنی طرف آ کے سو
گئی۔۔ نہیں تو نا سہی۔۔

زیب نے بھی اٹھ کے لائٹ اف کر دی پر کتنی دیر
کروٹیں بدلنے کے باوجود نیند نہیں آئی۔۔

آخر کار اٹھ کے بیٹھا تو سیدھی نگاہ زوہا پہ گئی۔۔

سامنے بالکنی سے آتی چاند کی شعائیں سیدھا اس پہ پڑ
رہی تھیں وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔۔ اس کا دل کر

رہا تھا وہ اسے چھوئے۔۔ پر جب جب وہ اس کے

قریب گیا تھا ہمیشہ اس نے دھتکارا ہی تھا۔۔ نظریں

بہکتے اس کے کمر کے زاویے کے ساتھ لپٹیں۔۔

جیو میٹری باکس کے پروٹیکٹر کی ایجاد فضول تھی۔۔
اس کی کمر کا جو زاویہ زیب کی آنکھ کھینچ سکتی تھی
وہ اور کوئی چیز نہیں بنا سکتی تھی۔۔

پھر بے بسی سے اٹھتے وہ عین اس کے پیچھے آ کے لیٹا
۔۔

سانس تیز ہونے لگی تو بے اختیار جھک کے اس کے
کندھے پہ لب رکھے۔۔

زوہا کی پلکیں اس کے لمس سے ہلکی سی لرزیں دل
زور سے دھڑکا تھا۔۔

زیب نے اس کی گردن سے انگلیاں مس کرتے انر
میں ہاتھ ڈالا اور اسے کندھے سے نیچے سرکایا۔۔ زوہا
کا دل اچھل کے باہر آیا تھا۔۔ اس سے پہلے کے
زیب دوبارہ اس پہ جھکتا وہ رخ بدلتے سیدھی ہوئی
۔۔

زیب خوف زدہ ہوتے اٹھنے ہی لگا تھا جب زوہا نے
اس کے گریبان میں ہاتھ ڈالتے روکا۔۔

تمہیں مجھ سے ڈر لگتا ہے۔۔ اوپر اٹھتے گھوم کے
زیب کا سر تکیے پہ رکھا اور وہ خود اس پہ جھکی۔۔

ہ۔۔ہاں تھوڑا سا۔۔

تو آج میں تمہارا ڈر نکالتی ہوں ہھر۔۔ اس کے گال
سے انگھوٹا رگڑتے آواز مخمور ہوئی۔۔

زیب نیم وا آنکھوں سے اس کے ہونٹ ہی دیکھ

رہا تھا جب اس نے جھک کے اس کے سوکھے

ہونٹوں پہ اپنے لپ سٹک سے مزین لب رکھے۔۔

زوبا اگر اب بھی اسے ٹوک دیتی تو شاید ان کے بچ

کبھی میاں بیوی والا تعلق قائم ہی نا ہو سکتا۔۔

زیب کو جیسے اشارہ مل گیا تھا۔۔

زوہا اس کے ہونٹوں پہ جھکی اپنی پیاس بجھا رہی تھی
۔۔ اور زیب ساکت سا وہیں فریز ہو چکا تھا۔۔ کافی
دیر بعد زوہا کو ہوش آیا تو شرمندہ ہوتے پیچھے ہوئی
۔۔

بس۔۔ ہونٹوں کے کونے پھیلاتے زیب نے اس کے
ڈھلکے بال کانوں کے پیچھے اڑیے۔۔ آنکھیں جزبات
سے مخمور تھیں۔۔

زوہا اوپر اٹھنے لگی تو اس کی کمر کو شکنجے میں لیا۔۔

جیسے میں نے تمہارا ریپ کیا تھا۔۔ویسے تم بھی میرا
ریپ کر سکتی ہو۔۔ اوپر ہوتے اس کے گال پہ نم
لب رکھے تو زوہا سرخ پڑی۔۔

م۔۔ مجھے جانا۔۔ وہ اٹھنے لگی تھی کے زیب نے اس
کی کمر سے ساڑھی کا پلو پکڑا۔۔ زوہا اٹھ گئی پر پلو
زیب کے ہاتھ پہ ہی رہ گیا تھا۔۔
او مائی گڈ نیس۔۔

زیب۔۔ زوہا نے تیزی سے اس کے ہاتھ سے پلو لینا
چاہا پر وہ ہاتھ پیچھے کھینچ گیا۔۔

یار تمہاری کمر کتنی چکنی ہے۔۔ آئل لگا کے آئی ہو
کیا۔۔ کپڑا پھینکتے اس کی کمر کو دونوں اطراف سے
تھاما پھر نیچے جھک کے پیٹ پہ لب رکھے۔۔ زوہا اس
کا لمس محسوس کرتے بے چین ہوئی۔۔
تم انتہائی واہیات انسان ہو۔۔

بے شک۔۔ تمہارے لیے بن رہا ہوں۔۔ وہ اب
پر سکون سا اس کے جسم پہ لمس چھوڑ رہا تھا اور زوہا
کبھی بے چینی اور کبھی سرشاری سے کھکھلاتی خود کو
اس کے حوالے کر چکی تھی

اس کے ہونٹوں کا نرم گرم شدت بھرا لمس پورے
وجود میں سرایت کر رہا تھا جب حواس باختہ ہوتے
اس نے زیب کی شرٹ کو اس کے کندھوں سے
دبوچا۔۔

کیا ہوا۔۔ زیب نے ٹھہر کے سر اٹھایا۔۔
ک۔۔ کچھ نہیں۔۔ لڑتی پلکیں کھولتے نفی میں سر
ہلایا۔۔

اگر تم ایزی نہیں ہو تو میں۔۔

ن۔۔ نہیں نہیں۔۔ زوہا نے پھولی سانس کے ساتھ
بھی اسے گھورا تو زیب مسکرا دیا۔۔

اس سے برداشت بھی نہیں ہو رہا تھا اور اسے دور
بھی نہیں ہٹنے نہیں دے رہی تھی۔۔ ساری رات وہ
اس کی باہوں میں مچلتی رہی۔۔ اگلے دن شبنم کی
آوازوں پہ دونوں کی آنکھ کھلی تھی۔۔
پہلے زوہا فریش ہو کے باہر نکلی۔۔ چہرے پہ قربت کی
لالی بکھری سی تھی۔۔

اتنی دیر کر دی آج۔۔ اسفر صاحب نے پیچھے آتے
زیب کا دھلا دھلا سراپہ دیکھا تو شرارت سے
مسکرائے۔۔

زوہا کچن میں چلی گئی تھی۔۔

ہاں بندارات بھر جاگتا رہے تو نیند کہاں آتی ہے۔۔
ہاٹ پاٹ کھول کے پراٹھے نکالتے شبنم نے بھی
مسکراہٹ دبائی۔۔ اندر زوہا بلا وجہ سرخ ہوئی تھی۔۔

مجھے جاب نہیں مل رہی اور آپ لوگ میری ٹانگ
کھینچ رہے ہیں وہ بھی دیر سے اٹھنے کی وجہ سے۔۔

سر کھجاتے اس نے چنیر سے ٹیک لگاتے پیچھے ہو کے
زوہا کو دیکھنے کی کوشش کی وہ کچن کا ونٹر کے قریب
کھڑی چائے نکال رہی تھی۔

مل جائے گی۔ تمہیں کہا تھا اپنے سر سے کہو وہ
تمہیں اپنے آفس میں کہیں ایڈجسٹ کر لے۔ ان
کی بات میں اندر زوہا کا دل لرزا۔

نہیں۔ ایسا تو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اس کا شوہر تھا
اس کے بابا کے پاس وہ ایک ورکر کی طرح۔

جھر جھری لیتے باہر دیکھا تو زیب اسے ہی دیکھ رہا تھا
فوراً نظروں کا زاویہ بدلا۔۔

وہاں جاب کرنے کا کیا مزہ سر سے دب کے رہنا
پڑے گا۔۔ سوچ رہا ہوں اپنا کوئی کاروبار شروع کر
لوں۔۔؟ ساتھ بابا کی طرف دیکھا کہ وہ اجازت دیں
۔۔

کر لو۔۔ اپنا کام چھوٹا بھی ہو تو اعتماد کے ساتھ کرتا
ہے۔۔

زوہا چائے اٹھائے باہر آئی۔۔

آجاؤ تمہارا ہی انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ شبنم نے اس
کی پلیٹ نکالتے دیکھا۔۔

پھر چھوٹی موٹی باتوں کے دوران ان لوگوں نے
ناشتہ کیا تھا

سالار آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا جب ساوری کی
آنکھ کھلی۔۔

ہبی۔۔ کسمسا کے آنکھیں کھولتے اسے پکارا۔۔

ہوں۔۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا سینٹ ہتھیلوں پہ لگاتے
گردن کی دونوں اطراف پہ لگایا۔۔

آپ چلے جائیں گے تو میں اکیلی رہوں گی۔۔؟

آنٹی ہیں نا۔۔ وہ خیال رکھیں گی تمہارا۔۔

آنٹی کیوں رکھیں گی آپ رکھیں۔۔ وہ تھوڑی میرے
ہبی ہیں۔۔

میں کام چھوڑ دوں۔۔ پہلے اتنے قرضے میں ڈوب چکا
ہوں۔۔ بڑبڑایا۔۔

نہیں۔۔ پر میں یہاں اکیلی نہیں رہوں گی۔۔

تو پھر کیا کرنا ہے۔۔ میرے ساتھ آفس سنبھالو گی

--

ہاں۔۔۔ اپنے بابا کی جگہ۔۔ اچانک ذہن میں بات
آئی تو کہہ دیا۔۔ گھڑی پہنتے سالار کے ہاتھ رکے۔۔
اب یہ خیال اس کے ذہن میں کہاں سے آگیا تھا۔۔
تم گھر میں ہی رہو گی اور ریٹ کرو گی بس۔۔
نو نو نو۔۔ ہمیشہ کی طرح نو کی تکرار کرتے وہ اٹھ
کے بیٹھی۔۔ میرے بابا اور آپ پارٹنر تھے نا۔۔ تو
پھر اب ان کی جگہ پہ مجھے آنا ہے۔۔۔

تمیں ابھی اٹھارہ کا ہونے میں چار دن باقی ہیں۔۔ پھر
اس کے بعد لیگی سب کچھ تمہارے نام ہو گا۔ اس
لیے ابھی آرام سے ٹک کے بیٹھی رہو۔۔ اسے
گھورتے اپنا کوٹ اٹھایا اور اس کے پاس آیا۔ پھر
ہاتھ پکڑ کے بیڈ سے اتارا۔ ساوری جوتے پہنتے اسے
ہی گھورے جا رہی تھی۔۔

جا کے منہ دھو کے آؤ پھر ناشتہ کریں۔۔ اسے ساتھ
لیے ہاتھ روم کے دروازے تک آیا۔ ساوری منہ
بسورتے اندر چلی گئی۔ پھر منہ پہ چھپا کے مارتے

ایسے ہی باہر آئی اور سالار کے بازو سے چہرا رگڑتے
پانی خشک کیا۔

مجھے آفس جانا ہے۔۔ تیار ہوا ہوں ابھی۔۔ اس کی
حرکت پہ لب بھینچتے بازو سے پکڑ کے سائڈ پہ کیا
۔۔ سفید شرٹ بھیک گئی تھی۔

کوئی نہیں۔۔ آپ بانک پہ ہی جائیں گے نا سوکھ
جائے گا۔

تم نا باز آنا۔

اوکے۔۔ آپ میرے لیے اتنا نہیں کر سکتے۔

کیا کیا کر سکتا ہوں تمہیں کیا پتہ۔۔۔ دل۔ میں سوچتے
سر جھٹکا۔۔

بتائیں پھر کیا کر سکتے ہیں آپ میرے لیے۔۔
تم بس حکم کرو جان بھی وار دوں گا۔۔ اسے کندھے
سے تھامتے اپنے ساتھ لگایا۔۔

سامنے ٹی وی چل رہا تھا۔۔ ساوری کی نظر وہاں گئی تو
دماغ کی بتی روشن ہوئی۔۔

تو پھر آپ فنی ہیلمٹ پہن کے جایا کریں گے آفس
۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ وہاں کوئی ایڈ چل رہا تھا جہاں ایک

کارٹونک شہزادہ بانک پہ تھا اور اس کے سر پہ
گدھے کے کانوں والا ہیلیمٹ رکھا تھا۔

ٹھیک ہے۔۔ سالار نے بھی ہامی بھر لی۔۔ اب اسے
کیا پتہ تھا وہ فنی ہیلیمٹ کیسا ہو گا۔

اوکے۔۔ پھر وہ آج ریڈی کروں گی۔۔ آپ واپسی پہ
میرے لیے چیزیں لے کے آئیں گے ٹھیک ہے میں
آپ کو فون پہ بتا دوں گی۔

اوکے۔۔ چیئر گھسیٹتے اس کے لیے جگہ بنائی تو ساوری
بیٹھ گئی۔

پھر سالار بھی اس کے ساتھ والی چتر پہ بیٹھا۔۔ آنٹی
ناشتہ لگا رہی تھیں ساتھ۔۔

اس کا خیال رکھئے گا اور کوئی فضول حرکت نہیں
کرنے دینا۔۔ انہیں تاکید کی تو وہ سر ہلا گئیں۔۔
ساوری ناشتہ کرنے لگی تھی۔۔ سالار ناشتہ کے دوران
اسے دیکھتا رہا تھا کہ وہ ٹھیک سے کھا رہی ہے یا
نہیں۔۔

تسلی سے کھایا کرو اور میں کال کروں گا۔۔ تیسری
بیل سے پہلے اٹھا لینا۔۔

آپ مجھے میرا موبائل لے دیں اب۔۔ بڑی ہو گئی
ہوں میں۔۔ ساوری نے جوس کا سپ لیتے آنکھیں
سکیڑ کے اسے دیکھا۔

کہاں سے بڑی ہوئی ہو۔۔ سالار چہرا صاف کر رہا تھا
۔

پیٹ سے۔۔ دودو جواب دیا تو سالار بے اختیار مسکرا
دیا۔۔

ابھی کہاں۔۔۔ بے ساختہ پیٹ کی طرف نظر گئی تھی
جو ابھی بالکل تھوڑا سا بڑا ہوا تھا۔۔۔ ابھی تو یہ پورا
ڈھول بنے گا۔۔۔

جی نہیں۔۔۔ چھوٹا سا ہی رہے گا۔۔۔ میرے جتنا۔۔۔
فٹبال جتنا۔۔۔

مجھے نہیں لگتا۔۔۔ ہو سکتا ہے کسی بڑے ڈرم جتنا ہو
جائے۔۔۔ اس میں کوئی پندرہ سولہ بچے ہوں۔۔۔
نووووو۔۔۔ وہ ہلکا سا چیخا۔۔۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا۔۔۔
ہو سکتا ہے اگر تم مجھے اجازت دو تو۔۔۔

جی نہیں۔۔ کبھی نہیں۔۔

ایک بار حالات سیدھے کر لوں میں پھر بتاؤں گا
ایک بار میں کتنے بچے ہو سکتے ہیں۔۔ اس کی گردن
سے بال پیچھے کرتے جھک کے لب رکھے اور اٹھ گیا
۔۔

ساوری اس کے لمس والی جگہ پہ ہاتھ رکھتے نروس سی
ہو گئی۔۔

پھر سالار کے جانے کے اس نے ہیلیمٹ کے لیے
ساری چیزیں پہلے نوٹ پیڈ پہ لکھیں پھر سالار کے
فون آنے پہ اسے لکھوائیں۔۔

آنٹی سارا دن اس کے آس پاس ہی رہی تھیں۔۔
دوسری طرف سالار آفس میں میٹنگ کی فائل ریڈ
کر رہا تھا جب میجر نے اسے فرحان شکیل کے آنے
کی خبر سنائی تھی۔۔

سر وہ لوگ کہہ رہے ہیں ان کے ارڈر کہاں تک
پہنچا ہے اور گاڑیاں انکے شو روم تک کب پہنچیں گی
--

انہیں بھیجو۔۔ کوٹ کا بٹن بند کرتے وہ سیدھا ہوا۔۔
فرحان شکیل کوریڈور سے چلتا اس کے سامنے آیا۔۔
مجھے لگتا ہے سالار خان تم اس بار دلچسپی نہیں لے
رہے میرے ساتھ ڈیلنگ میں۔۔

نہیں۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔۔ دراصل فیملی میں کچھ
ایشو چل رہے تھے انہی میں مصروف تھا۔۔

سہی۔۔ دس پندرہ دن سے مسئلے چل رہے ہیں۔۔ اگر
تم نے نہیں منگوا کے دینا مال تو میرا پانچ کروڑ واپس
کرو تاکہ میں خود ہی کوئی جگاڑ لگاؤں۔۔ اتنے صاف
الفاظ میں کہتے وہ سالر کو جزر بزر کر گیا۔۔

دیکھیں۔۔ یو ایس سے کوئی ریسپانس نہیں مل رہا۔۔
اور دبئی سے آنے والا جو مال تھا وہ نکل چکا ہے۔۔
اب ایسی صورت میں پیسے تو واپس نہیں ہو سکتے
۔۔ بس کچھ دن اور انتظار کر لو۔۔

بس دس دن۔۔ فرحان نے ماتھے پہ بل ڈالے تو
سالار نے سر ہلا دیا۔۔

اس کے جانے کے بعد سر کرسی کی بیک سے ٹکاتے
گہرا سانس لیا۔۔

جو اس نے جج کو پیسے دیے تھے وہ فرحان شکیل کے
تھے۔۔ اب اسے دس دن کے اندر سب کرنا تھا
۔۔ پانچ کروڑ ایک ہی صورت میں اسے مل سکتے تھے
اور وہ تھی شاہ ولی یعنی ساوی کے بابا کے شیئرز بیچ
دیتا۔۔

ایسا وہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔۔ ایک مصیبت سے نکلتے
اگلی مصیبت میں پھنس جاتا تھا۔۔

زوہا بیڈ میں ٹیک لگائے پاؤں پھیلانے کسی گھرے
سوچ میں گم تھی۔ انگلیوں کے ساتھ اپنے بالوں کو
گول گول گھمائے جا رہی تھی۔

چہرے پر اُداسی کے آثار نمایاں تھے۔ باہر کسی کے
آنے کی آہٹ ہوتے ہی اس نے جلدی سے کانوں
میں ایر فون لگا کر موبائل استعمال کرتے ہوئے خود

کو بہت مصروف ظاہر کیا۔۔ کمرے کا دروازہ کھلتے ہی
زیب اندر آیا تھا۔۔ جس کی چال سے تھکاوٹ کا
اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔ اس نے کچھ دن پہلے ہی
اپنا کاروبار شروع کیا تھا۔۔

کوٹ ہاتھ میں پکڑے وہ دھڑام سے صوفے پر نیم
دراز ہوا۔ زوہا بدستور اسے نظر انداز کیے مصروفیت
کا ڈرامہ کر رہی تھی۔

کچھ دیر تک جب زیب کو اس کی آواز سنائی نہ دی
تو زیب نے سر اٹھا کر زوہا کی طرف دیکھا جو

موبائل میں مصروف تھی۔ تھکاوٹ سے اُس کا بدن
چور چور تھا مگر ہمت کر کے وہ آکر بیڈ پر زویا کے
پاس بیٹھ گیا۔

کچھ زیادہ ہی مصروف لگ رہی ہو محترمہ۔ "زیب"
نے محبت کی مٹھاس کو ہلکے سے طنز کا پہلو دے کر
پوچھا۔ مگر جواب تو کیا آگے سے جنبش تک نہ ہوئی
اور اُس کی بات سنی ان سنی ہو گئی تھی۔ زیب جان
گیا تھا کہ اُسکی شریکِ حیات کے مزاج کا موسم ابر
آلود ہے اور کسی بھی وقت گرج چمک کے ساتھ

غصے کی بارش ہو سکتی ہے اس لئے وہ ہر ممکن
احتیاطی تدبیر کر کے ہی دوبارہ بات کرنے کی جرات
کرنے لگا۔۔۔ اس بار اُس نے زوہا کے ایک کان سے
ایئر فون نکال کر پیار سے پوچھا، "کیسی ہے میری
"نشیلی آنکھوں والی شیرنی؟"

زوہا کے غصے کا بند زیب کی تعریف کچھ حد تک بہا
لے گیا تھا مگر غصہ ابھی بھی موجود تھا۔ زوہا نے منہ
"بنا کر یک لفظی جواب دیا، "پیاری"

زیب اس جواب پر بے اختیار ہنس پڑا تھا جس سے
زوہا کے غصے کا گراف پھر سے اوپر گیا۔

کیوں غلط کہا کیا؟" چہرے پر سنجیدگی سجائے اُس "
نے پوچھا۔

وہ بنا جواب دیے اسے گھور گئی۔۔

زیب کو معاملے کی نزاکت کا اندازہ ہو گیا اور اس
نے صفائی پیش کی، "پیاری ہو اس میں کوئی شک کر
"سکتا ہے بھلا؟"

تمہاری ہنسی سے تو کچھ اور ظاہر ہو رہا ہے؟" پھر " سے انتہائی سنجیدہ لہجے میں زوہانے سوال کیا۔

زیب ماتھے پر ہاتھ مارا، " ارے یار وہ تو میں اس

جوابات spontaneous لئے ہنسا تھا کہ اتنے

تمہیں کیسے آتے ہیں۔۔۔ پھر اس کا ہاتھ اپنے

ہاتھوں میں لیا۔۔

لیکن پھر اگلے ہی لمحے محسوس ہوا کہ آخر تم اتنے

ذہین اور قابل انسان کی بیوی ہو اثر تو ہونا ہی تھا۔

مسکراہٹ دبائی۔۔

میں تم سے ناراض ہوں۔۔ زوہانے اپنا ہاتھ کھینچ لیا
کیوں۔۔

زیب نے وجہ جاننے کی جسارت کی
کیونکہ تم اب گھر صرف سونے کے لیے ہی آتے ہو
۔۔ روز رات گئے جب میں سو چکی ہوتی ہوں اور صبح
بھی بس ناشتے کے وقت شکل دیکھنے کو ملتی ہے۔۔
جانے کیوں وہ اتنی دکھی ہو رہی تھی۔۔ اسے زیب
سے محبت تو نہیں تھی پھر بھی اس کی اتنی مصروفیت
کھل رہی تھی۔۔

زیب کو اندازہ ہو گیا کہ آج بات ہنسی مذاق سے
نہیں بننے والی اس لئے اس نے ایک گہری سانس لی
اور زوہا کے سامنے بیٹھ کر اس کے دوسرے کان
سے بھی ایئر فون نکال کر اسے اپنی طرف متوجہ
کرایا۔

دیکھو زوہا میں جانتا ہوں میرا یہ معمول بن چکا ہے "
پچھلے دو ہفتوں سے اور تم اس پر تمہاری ناراضگی بنتی
بھی ہے مگر میں نے نیا نیا کاروبار شروع کیا ہے اور

نئے کاروبار کو شروع کرنے اس کو پیروں پر کھڑا
کرنے کے لئے کچھ عرصہ محنت تو درکار ہوتی ہے۔
بس کچھ ہی عرصے کی بات ہے جیسے ہی کاروبار تھوڑا
بہتر ہونا شروع ہو گا پھر میرے پاس وقت ہی وقت
ہو گا۔ پھر میں اور تم اور تم اور میں۔ "زیب نے
مسکرا کر زوہا کی طرف اس اُمید سے دیکھا۔ کہ وہ
شاید اپنی بات سمجھا چکا تھا۔ مگر زیر بحث موضوع پر
زوہا کے پاس بھی قابل غور دلائل موجود تھے۔

میں جانتی ہوں نیا نیا کاروبار ہے اُس کو وقت دینا "

ضروری ہے۔ لیکن یہ کیوں بھول گئے کہ ہماری

شادی کو بھی کچھ ہی ہفتے گزرے ہیں۔ یہ بھی زندگی

کا ایک نیا چیلر ہے اس کو بھی وقت دینا ضروری

ہے۔ مگر نہیں، ہفتے کے ساتوں دن بس کام کام اور

کام۔ کیا اس رشتے کی تمہاری نظر میں کوئی اہمیت

نہیں ہے؟" زوہانے سختی سے پوچھا

میں مانتا ہوں میری بھی غلطی ہے مگر کام اتنا "

زیادہ ہے کہ مجھے دیر تک رکنا پڑ جاتا ہے۔ اب

نقصان تو نہیں کروا سکتا۔ سمجھنے کی کوشش کرو
"زوہا۔

کاروبار کے نقصان کا ازالہ ممکن ہے مگر اس "
خوبصورت رشتے میں کو نقصان تم کر رہے ہو اُس کا
ازالہ تم کبھی نہیں کر پاؤ گے۔ بہتر ہے اس بات کو
سمجھ لو۔" یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔ اس
کی آواز کی کر خنگی صاف ظاہر تھی مگر اُس کی بات
نے زیب کو گہرے سوچ میں ڈال دیا تھا۔ وہ بیڈ پر

لیٹ گیا۔ زوہا کی آخری بات اس کے کانوں میں
گوںج رہی تھی

وہ اس کے لیے اتنا پوزیسو کیوں ہو رہی تھی۔۔
حلانکہ جن حالات میں ان کی شادی ہوئی تھی اگر
انہیں دیکھا جائے تو زوہا کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے
تھا وہ جو مرضی کرے۔۔ وہ اس کشمکش میں کب نیند
کی وادیوں میں گم ہو چکا اسے خبر تک نہیں
ہوئی۔۔۔

ساوری اپنے روم کی سیٹنگ کر رہی تھی اور اپنے ہر
وقت کی ضرورت کی چیزیں سالار کے روم میں
شفٹ کر رہی تھی۔۔

اس نے سالار کا ہیلیمٹ بنا لیا تھا پر ابھی تک اس
نے یوز نہیں کیا تھا۔۔

ساوری۔۔ یہ کھا لو۔۔ وہ بیڈ پہ بیٹھی اپنا جیولری باکس
صاف کر رہی تھی جب آنٹی روم میں داخل ہوئیں

--

میں اتنا کھاتی ہوں پر پتہ نہیں کہاں جاتا ہے۔۔۔

ان کے ہاتھ سے باؤل پکڑتے منہ بسورا۔

بچوں کے ٹھی میں اور کہاں۔۔ وہ اس کے انداز میں
مسکراتے واپس چلی گئیں۔۔

سالار نے اسے موبائل دلا دیا تھا۔۔ کل اس کا برتھ

ڈے بھی تھا۔۔ اور اسے ابھی زوہا اور باقی سب کو

انوائٹ بھی کرنا تھا۔۔ اپنے لیے ڈریس بھی سلیکٹ

کرنا تھا۔۔

اوقف اتنے کام ہیں۔۔ سوچتے جھنجھنائی۔۔ پھر چیچ
منہ میں ڈالتے منہ پھلایا۔۔

ساتھ جلدی سے ہاتھ چلاتے ساری چیزیں سیٹ کیں
۔۔

میں ہی کو کال کر لوں۔۔ باکس یک طرف کرتے
باؤل گود میں رکھا اور سالار کو کال ملائی۔۔

وہ سائٹ پہ آیا ہوا تھا۔۔ پاکٹ سے موبائل نکال
کے نمبر دیکھا۔۔

کال پک کرتے فون کان سے لگایا اور سائڈ پہ ہوا۔۔

اسلام و علیکم ہبی۔۔ کیا کر رہے ہیں۔۔

وعلیکم اسلام۔۔ کام کر رہا ہوں۔۔ تمہاری طبعیت کیسی ہے۔۔

طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔۔ آواز دھیمی کرتے بتایا۔۔

کیوں۔۔ کیا ہوا۔۔ ایک بار پیچھے پلٹ کے دیکھا
۔۔ جہاں آرکیٹیکٹ مینجر سے ڈیزائینگ ڈسکس کر رہا
تھا۔۔

اسے اشارہ کرتے وہ بانک۔ کی طرف بڑھ آیا۔۔

کچھ نہیں بس دل گھبرا رہا ہے۔۔ آنکھوں کے سامنے
اندھیرا اندھیرا ہے اور نیچے پاؤں بھی نہیں رکھے جا
رہے۔۔

سالار نے جواب دیے بنا کال کٹ کی اور بابتک
سٹارٹ کرتے تیزی سے گھمائی۔۔

دل میں گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔ ہر وقت اسے
ساوری کی فکر رہتی تھی۔۔ ایک تو فرسٹ ٹائم تھا
اس کا اور سے وہ اتنی سمجھدار بھی نہیں تھی کے اپنا
خیال رکھ سکتی۔۔

دس منٹ میں گھر پہنچتے بانک گیٹ کے سامنے ہی
کھڑی کی۔۔

ساوری ابھی وہیں بیٹھی تھی جب سالار اندر داخل
ہوا۔۔

تم ٹھیک ہو۔۔ چہرے پہ ہلکی ہلکی سرخی چھائی تھی
۔۔ شہد رنگ آنکھوں میں اپنے لیے فکر اور پریشانی
دیکھ کے دل الگ ہی لے پہ دھڑکا۔۔

آپ آگئے۔۔ خوشی سے گھٹنوں کے بل کھرے
ہوتے بیڈ کے کنارے تک آئی اور سالار کے سینے پہ
سر ٹکایا۔۔

تم نے مذاق کیا یہ میرے ساتھ۔۔ گہرا سانس لیتے
اس کا چہرا اوپر اٹھاتے دیکھا۔۔ ماتھے پہ شکنیں در
آئی تھیں۔۔

نہیں۔۔ کچھ دیر پہلے ایسا لگ رہا تھا۔۔ پر اب نہیں
۔۔ آپ کو دیکھ کے میں بیمار بھی ہوں تو ٹھیک ہو
جاتی ہوں۔۔ شرارت سے اس کی گردن پہ لب

رکھے تو سالار نے اس کے سر کے پیچھے ہاتھ رکھتے
اسے وہیں روکا۔۔ پورے وجود میں جیسے تپش سی دوڑ
گئی تھی۔۔

میں سائٹ پہ تھا اتنی ایمپورٹنٹ ڈسکشن تمہارے
لیے چھوڑ کے آیا ہوں۔۔ اس کی کمر پہ ہاتھ لیجاتے
پیچھے ہونے دیا۔۔

آپ نے کال بند ہی کر دی تھی اگر ایک منٹ اور
بات کر لیتے تو میں سچ بتا دیتی نا۔۔

ہاں۔۔ پھر میں یہ موقع گنوا دیتا۔۔ اس کے بال ایک
ہاتھ سے پیچھے کرتے دیکھے جو کمر سے بھی نیچے تک
جارہے تھے۔۔

جی نہیں۔۔ آپ کو مجھ سے دور رہنا ہے۔۔

ہاں۔۔ پر تم میرے قریب آرہی ہو خود۔۔ اواز میں
جزبے گھلنے لگے تو ساوری سٹیٹائی۔

میں نے تو بس ایسے ہی آپ کو ہگ کیا ہے۔۔ تیزی
سے پیچھے ہوئی کہیں ہی کا پھر موڈ نا بن جائے۔۔

مائے بے بی۔۔ میں ہگ کی بات نہیں کر رہا۔۔ میں
اس کی بات کر رہا ہوں۔۔ اپنی گردن پہ اسی جگہ
انگلیاں رکھیں جہاں کچھ دیر پہلے ساوری نے لب
رکھے تھے۔۔

آپ بھی تو کرتے رہتے ہیں۔۔ میں نے کر لیا تو کیا
۔۔۔

تم نہیں کر سکتی۔۔ میں کر سکتا ہوں نا۔۔ مسکراہٹ
سمیٹی۔۔ ساوری کی آنکھیں خوف سے پھیل رہی
تھیں۔۔

اس وقت اور ایسی سیچونشن میں کچھ نہیں کرتے۔۔
تمہیں بس ایک یہی بات یاد ہے ڈاکٹر کی۔۔ حلانکہ
میں۔۔

پتہ ہے پتہ ہے۔۔ اپ ایکسپیرینس ہیں۔۔ آپ اگر
کچھ کریں گے بھی تو کچھ نہیں ہو گا۔۔ پر میں آپ
کو پھر بھی اپنے قریب نہیں آنے دینے والی۔۔
جانے کیوں ہر بات میں آپ کو گھر بلا لیتی ہوں اور
آپ میرے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں۔۔ تیزی

سے کہتے وہ بیڈ کے دوسری طرف سے نیچے اتر گئی

--

سالار ہونٹ دانتوں میں دباتے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ جو

دوپٹے سے بے نیاز اسے بہکا رہی تھی۔۔ پھر سر

جھٹکتے دوسری طرف نظریں پھیریں۔۔ تو ایک جگہ

اٹک گئیں۔۔

ہیلیمٹ۔۔ وہ تیار کر چکی تھی۔۔ دیکھتے گھوم کے

ہیلیمٹ کے پاس آیا اور اٹھا کے اپنے سر پہ رکھا۔۔

یہ۔۔ میں گھر میں پہن کے بانک چلاؤں گا۔۔ ٹھیک
ہے۔۔

نو۔۔ آپ یہ افس پہن کے جایا کریں گے۔۔ تاکہ
لڑکیاں آپ کی طرف نا دیکھیں۔۔

ایسے تو زیادہ دیکھیں گی۔۔ بلکہ ہو سکتا ہے وہ اب
بات کرنے کی بھی کوشش کریں۔۔

جی نہیں۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔ لڑکیوں کو ہاٹ اور

ڈیشنگ بوائز پسند ہوتے ہیں۔۔

یعنی میں ویسا نہیں ہوں۔۔

ہیں نا۔۔ بلکہ تو آپ بہت ہیں۔۔ آنکھیں بند کرتے
شدت سے کہتے سرخ ہوئی۔۔ اپ بانگ پہ اور بھی
اففففف لگتے ہیں۔۔ ہنوز آنکھیں بند تھیں۔۔ سالار
اسے دیکھ رہا تھا ہیلمٹ اتارتے بے اختیار اس کی
ٹھوڑی سے پکڑتے لبوں پہ لب رکھے۔۔

میں صرف تمہیں ایسا لگتا ہوں۔۔ ورنہ باقی لڑکیاں تو
مجھے انکل کہتی ہیں۔۔ شدت بھرا لمس چھوڑتے پیچھے
ہوا تو ساوری کا چہرا گلال ہوا۔۔

ہونٹوں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے نہی ختم کی

--

آپ---

ہاں میں پہن لوں گا۔ فکر نہیں کرو تمہاری محنت
ضائع نہیں ہونے دوں گا۔

تھینکیو۔۔ آواز اتنی دھیمی تھی کہ سالار اس کی
طرف متوجہ نہ ہوتا تو سن نا پاتا۔

کہیں جانے کی تیاری ہے۔۔ کافی دیر بعد اس کی نظر
کمرے کی طرف گئی تھی۔

نہیں۔۔ میں اپنی چیزیں آپ کے روم میں رکھ رہی
ہوں اور کل میرا برتھ ڈے ہے۔۔ اس کے لیے
بھی تیاری کرنی ہے۔۔

تم نہیں کرو گی۔۔ میں کروالوں گا سب ارینج۔۔
ٹھیک ہے لیکن۔۔ ہمیں ابھی زوہا اور ہادی بھیا کو بھی
اینوائٹ کرنا ہے۔۔

اوکے۔۔ وہ بھی ہو جائے گا۔۔ سالار اسکے کندھوں
کے گرد حصار بنائے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔۔ ساوری کی جب

سے پر یگنسی سٹارٹ ہوئی تب سے اسے استھما کی
اتنی پروبلم نہیں ہوئی تھی۔۔ بس بچہ ٹھیک ہو۔۔
ہم لوگ دوبارہ چیک اپ کے لیے نہیں گئے۔۔ ذہن
میں خیال آیا تو اسے دیکھا۔۔
پرسوں جانا ہے۔۔

آج چلتے ہیں۔۔ اب وہ گھر آگیا تھا تو یہی کام نبٹا لیتے
ہیں۔۔ پرسوں کا دن بھی بچ جاتا۔۔ کل ویسے ہی سارا
دن مصروف گزرنا تھا۔۔ فوراً ارادہ کیا۔۔
نہیں۔۔ مجھے کام کرنے ہیں۔۔

ہو جائیں گے کام بھی۔۔

ٹھیک ہے۔۔ پھر واپسی پہ مجھے ڈریس بھی دلائیں گے

--

کس خوشی میں۔۔ پہلے ہی بڑا خرچہ کر چکا ہوں

تمہارے لیے۔۔ اسے گھورا۔۔

مجھے نہیں پتہ۔۔ مجھے لینا ہے۔۔ اس کے پاس سے

اٹھتے وہ چینج کرنے چلی گئی۔۔ سالار گہری سانس بھر

کے رہ گیا۔۔ پانچ کروڑ کا بندوبست اس نے کیسے کیا

تھا وہی جانتا تھا۔۔

اب کل برتھ ڈے کی ارینجمنٹ اور ساوری کا ڈریس
۔۔ پھر اس کا گفٹ اور ڈاکٹر کا خرچہ۔۔ سوچتے اپنا
موبائل نکالا۔۔ ٹائم دیکھا تو بارہ بجنے والے تھے۔۔
تمہارے پاس سیونگنز ہیں۔۔ وہ چینج کر کے باہر آئی
تو سالار نے اسے دیکھا۔۔

نہیں۔۔ میں پیسے جمع نہیں کرتی۔۔

بہت اچھا کرتی ہو۔۔ سالار نے سر جھٹکا۔۔ پھر اسے
ساتھ لیے باہر آیا۔۔

آنٹی کو بتا کے وہ لوگ گھر سے نکل آئے تھے۔۔

گاڑی میں سارے راستے وہ حساب کتاب ہی کرتا رہا
تھا۔۔ ساوری کے بابا کی جو سیونگنز تھیں وہ یوز کر
سکتا تھا۔۔

ساوری۔۔ تمہارے بابا نے جو جو تمہارے لیے چھوڑا
ہے۔۔ اس میں سے اگر میں کچھ سیل کرنا چاہوں تو
کر سکتا ہوں۔۔ جانے کیا سوچ کے اس نے ہو چھ لیا
تھا۔۔

کیا کیا یے۔۔ وہ جو باہر دیکھ رہی تھی اس کی طرف
گھومی۔۔

جو تم لوگوں کا گھر تھا وہ تو تمہاری ماما کے پاس ہی
ہے۔۔ اس کے علاوہ اس دن جس گھر میں گئے تھے
وہ۔۔ تمہارے بابا نے تمہارے لیے بنوایا تھا۔۔ تب
سٹارٹنگ میں تھا۔۔ ابھی کچھ عرصہ ہی ہوا ہے
کمپیٹ ہوئے۔۔

یہ سب آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔ حیرانگی سے
آنکھیں پھیلیں۔۔

کیونکہ بتانا ضروری نہیں تھا۔۔

اوکے اس کے علاوہ کیا ہے۔۔ پھر پوچھا۔۔

اور بزنس کے آدھے شیئرز اور کچھ زیورات جو ولی
کو اپنی فیملی سے وراثت میں ملے تھے۔۔

اوہ۔۔۔

آپ کو پیسوں کی ضرورت ہے تو آپ بیچ دیں کچھ
جو ضروری نہیں ہے۔۔

ضروری تو سبھی کچھ ہے۔۔ تمہارے بابا کی نشانی ہے
سب۔۔

کوئی بات نہیں۔۔ اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں ان
کی۔۔ آپ زیورات میں سے کچھ کر لیں۔۔ آپ کو
کتنے پیسے چائیں۔۔

مجھے اپنے لیے کچھ نہیں چاہیے اور ابھی چھوڑو۔۔ میں
کچھ نا کچھ کر لوں گا۔۔ وہ لوگ کلینک پہنچ چکے تھے
۔۔ گاڑی روکتے سالار نے بات ختم کر دی۔۔

اندر آتے وہ لوگ ڈاکٹر کے روم میں آئے۔۔
روبینہ انہیں پہلے ہی دیکھ کے حیران ہوئی تھیں۔۔
کھڑے ہوتے ساوری کو دیکھا۔۔

سب ٹھیک ہے۔۔ سلام دعا کے بعد پوچھا۔۔

جی۔۔ ٹائم تھا تو آج ہی چلے آئے ہیں۔۔

ہمم۔۔ آجاؤ۔۔ وہ اپنے پیشنٹس کو لے کے کافی فکر

مند ہوتی تھیں۔۔ ایک اچھے ڈاکٹر کو ہونا بھی چاہیے

--

ساوری ان کے ساتھ دوسرے روم میں چلی گئی تو

سالار وہیں بیٹھا رہا۔۔

اس کا الٹر اساونڈ کرنا تھا۔۔ ڈاکٹر کر رہی تھیں اور

پھر وہ شاکڈ ہوئیں۔۔

انہیں پہلے لگا تھا ہو سکتا ہے دو ہوں۔۔ لیکن یہ بات
انہوں نے ابھی سالار سے ڈسکس نہیں کی تھی۔۔ پر
ساوری کے پیٹ میں ایک نہیں دو نہیں تین تین۔۔
یعنی ٹریپٹ تھے

ایک نظر سوری کو دیکھا جو نارمل بیڈ پہ لیٹی تھی۔۔
اٹھ جاؤ۔۔ گلوں اتارتے اس کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور
باہر آئی۔۔ چہرے پہ شریر سی مسکراہٹ تھی۔۔
گیاروہ ویک سٹارٹ ہے۔۔ اور ایک نیوز بھی۔۔
ساوری سالار کے ساتھ والی چئیر پہ جا کے بیٹھ گئی۔۔

ڈاکٹر فائل تیار کرنے لگی ساتھ۔۔ سالار منتظر تھا کہ
کیا نیوز ہے۔۔ ڈاکٹر نے بتانے کی بجائے فائل اسے
تھمائی۔۔ سالار اچنبھے سے دیکھتے پڑھنے لگا اور اور پھر
آنکھیں پھیلیں۔۔ سر اٹھا کے ساوری کو دیکھا۔۔ چہرہ
شدت جزبات سے سرخ ہو چکا تھا۔۔ ڈاکٹر اسے ہی
دیکھ رہی تھی مسکراہٹ چھپا گئی۔۔

یہ نارمل ہے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ بس
کنٹرول کرنا ہے خود پہ۔۔ سالار کو نظروں میں رکھتے

اس پر سکرپشن تیار کرنے لگیں۔۔ ساوری کو ان کی
باتوں کی بلکل سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔

سلار داڑھی کھجاتے تھوڑا شائے ہوا۔۔ پھر نارمل
ہوتے ساوری کو دیکھا۔۔ یہ خبر تو وہ ساوری کو گھر جا
کے ہی دے سکتا تھا۔۔

آپ کو پہلے کیوں نہیں پتہ چلا۔۔ اب ڈھائی منٹ بعد
آپ کو یہ سب۔۔

آئی ایم سو سوری۔۔ شاید پچھلی بار الٹرا ساؤنڈ میں
کچھ گڑ بڑ ہو گئی ہو۔۔ اپ نے بھی تو ایک بار ہی
چیک اپ کروایا ہے ابھی۔۔

ہاں۔۔ اور یہ بھی ہمارا فالٹ ہے۔۔

افکورس۔۔ سارے آپ کے ہی ہیں۔۔ پیپر اسے
دیتے مسکرائی۔۔ سالار نے سر جھکٹے پکڑ لیا۔۔
چلو۔۔

مجھے تو کچھ بتائیں نا۔۔ ٹھیک ہے سب۔۔ ساوری
روہانسی ہوئی۔۔

ہاں۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔ فکر کی کوئی بات نہیں ہے
۔۔ داکٹر نے اس کا ہاتھ مصافحہ کرتے تھپتھپایا۔۔

واپسی پہ سارے راستے ساوری فائل کو گھورتی آئی
تھی پر اسے کچھ سمجھ نہی آیا۔۔ اور سالار بھی اسے
نہیں بتا رہا تھا۔۔ آخر منہ پھلاتے باہر دیکھنے لگی

صبح صبح آٹھ بجے کے درمیانی وقت میں اپنے روم
میں آئینے کے سامنے کھڑا بال سیٹ کر رہا تھا۔ آئینے
میں ایک دوسرا عکس بھی نمایاں تھا

وہ جو بیڈ پر بیٹھی زلفیں شانوں پر پھیلائے گلابی
رنگ کا دوپٹہ کندھے پر لٹکائے بیڈ شیٹ پر مسلسل
انگلیاں چلائے جا رہی نظریں اور سر ہنوز جھکا تھا
وہ آج بھی کوئی بات نہیں کر رہی تھی۔

اسکا ناراض ناراض سا سراپا وہ نوٹ کر رہا تھا۔
زوہا میری ٹائی نکال دیں۔۔۔۔۔ حالانکہ وہ بہت کم ٹائی
پہنتا تھا۔۔۔۔۔ پر اسے متوجہ کرنے کے لیے یہی بہانہ
بنایا۔۔۔

جب زوہا یو نہی خاموشی سے اٹھتی الماری سے ٹائی
نکال کر یو نہی بیڈ پر رکھتی خاموشی سے باہر نکل گئی
تھی۔

وہ نوٹ کر رہا تھا وہ پچھلے کچھ دنوں سے ناراض
ناراض سی تھی آج تو وہ بالکل خاموش تھی اس سے
کوئی بات نہیں کر رہی تھی بس خاموشی سے اسکے
سارے کام کر دیتی مگر بات کرنا اس نے آج مکمل
بند کر دیا تھا۔ اس رات کے بعد وہ دونوں قریب
بھی نہیں آئے تھے۔

اسے باہر جاتا دیکھ کے زیب نے ایک سرد آہ بھری
تھی

وہ آئینے سے ہٹتا اب بیڈ کی جانب آتے ٹائی اٹھائے
باندھنے لگا پھر آخری نظر خود کو آئنے میں دیکھا
۔۔ زوہا کی خاموشی کا خیال اتے ہی دل جیسے بے
چلن ہوا۔۔

زوہا۔۔۔! اس نے پھر سے زوہا کو آواز دی۔

ہاں بولو۔۔۔! وہ روم میں داخل ہوتی اپنا گلابی رنگ کا
دوپٹہ جو کہ شانوں پہ بکھرا تھا سر پہ درست کرنے
لگی

آج کالج نہیں جانا کیا۔۔۔؟ اس پہ نظر ڈالتے
پوچھا۔۔

جانا ہے۔۔۔! وہ منہ پھلائے بولی تھی۔
ابھی تک ناراض ہو۔۔۔؟ وہ اسکے پاس آتے اسے
کھینچ کر اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولا۔

تمہیں کیا۔۔۔؟ تم رہو مصروف۔۔۔! وہ غصے سے

ناک پھلا گئی زیب کو بہت معصوم لگی تھی بے

اختیار زیب کو اس پہ ٹوٹ کہ پیار آیا تھا وہ اسکی

ناک سے اپنی ناک کو مس کرتا ایک ہاتھ اسکی کمر

میں ڈالے اسے بے چین کر گیا تھا۔

زوہا کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی۔۔ ایک دم سے اسے

کیا ہو گیا تھا۔۔

زیب نرمی سے اسکے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لیتا

بڑی بے باکی سے اپنے ہاتھوں کو اسکے وجود پہ پھیر

[illegible]

زیب اسکی آواز سنتا اس میں مگن سا ہوا تھا وہ اسکی
صراحی دار گردن پہ اپنے لب رکھتا اب اسکے
کندھے سے شرٹ تھوڑی سی سرکا کہ وہاں اپنے
ہونٹ رکھتا اسے مزید بے چین کر رہا تھا۔

کک کالج جانا ہے۔۔۔! وہ جیسے اسے روکنے کا بہانہ
ڈھونڈ رہی تھی۔ بے تابی سے اسے دور کرنا چاہا۔
اچھا ٹھیک ہے لیکن رات کو تیار رہنا آج تمہارے
ساتھ وقت سپینٹ کرنا ہے۔۔۔!! وہ اسکے گالوں پہ
کس کرتا پیچھے ہوا

تم مصروف ہی رہو کیوں آ رہا ہے میرا خیال۔۔۔؟
ہنہ۔۔۔! وہ غصے سے کہتی روم سے واپس چلی گئی
تھی۔

وہ ایک بار پھر سرد آہ بھر کہ رہ گیا تھا

مصروفیات بھی لازم ہوتی ہیں مگر اپنے سے جڑے
لوگوں کے لیے تھوڑا سا وقت نکال لینا چاہیے۔

اسے احساس ہوا تھا

زوہا اس سے ناراض تھی وہ اچھے سے اسکی ناراضگی کا
سبب جانتا تھا لیکن آج وہ ٹھان چکا تھا کہ وہ زوہا کو
منا کر ہی دم لے گا۔

زیب روم سے باہر آیا تو وہ اسے کچن میں کام کرتی
دکھائی دی تھی۔

وہ اپنے قدموں کا رخ کچن کی جانب موڑتے اندر آیا
تھا

میں چلتا ہوں زوہا مجھے لیٹ ہو رہا ہے۔۔۔

مجھے کالج چھوڑ دو گے۔۔ زوہا کے پاس اور کوئی چارہ

نہیں تھا۔۔ سو اسی کے ساتھ ہی جانا تھا۔۔۔

ہاں آ جاؤ جلدی۔۔

دو منٹ رکو میں بیگ لے کر آتی ہوں وہ کہتی روم

کی طرف گئی تھی زیب بھی باہر آتا گاڑی میں بیٹھ

کے اسے اسٹارٹ کرتا زوہا کا انتظار کرنے لگا تھا۔

ہم چلو۔۔۔! وہ گاڑی میں بیٹھتی سرسری سا بولی
تھی۔

پورا راستہ خاموشی کی نظر ہوا۔

کالج کے گیٹ کے پاس رکتے اس نے زوہا کو دیکھا
تھا۔

اپنا خیال رکھنا۔۔۔! وہ اسے گاڑی سے نکلتا دیکھ کے
بولا

رکھ لوں گی بتانے کی ضرورت نہیں ہے وہ تلخی سے
کہتی باہر نکل آئی۔۔

اسکے بس میں ہوتا تو وہ صدیوں اسکے پاس رکا رہ
سکتا تھا مگر۔۔۔۔۔ وہ نہیں رک سکتا تھا سو اسے خدا
حافظ کہتا گاڑی اگے بڑھا گیا۔۔

آفس۔ میں بیٹھا وہ کسی فائل پر جھکا تھا بار بار اسکے
سامنے زوہا کا ناراض چہرہ آرہا تھا۔

وہ سختی سے آنکھیں میچ گیا

اسنے کلائی میں بندھی گھڑی سے وقت دیکھا تو 1:45
کا وقت ہو رہا تھا

زوہا کا کالج سے آنے کا وقت ہو رہا تھا

سب کچھ سمیٹ کر وہ اٹھتا موبائل پاکٹ میں ڈالتا
کار کی چابی اٹھاتا آفس سے باہر نکل آیا۔

اور اگلے دس منٹ تک وہ زوہا کے کالج کے سامنے
کھڑا تھا

گاڑی میں بیٹھے بیٹھے وہ زوہا کو اپنی آمد کی اطلاع کا
ٹیکسٹ کر دیتا اور پھر خود اسکے باہر آنے کا انتظار
کرنے لگا تھا۔۔۔

زوہا واپسی پہ اسفر انکل کے ساتھ آتی تھی لیکن آج
زیب خود اسے پک کر رہا تھا۔۔ اسے حیرت بھی
ہوئی اور اچھا بھی لگا۔۔

چھٹی ہوتے ہی باہر نکلی تو زیب گاڑی سے ٹیک
لگائے کھڑا تھا۔۔

اچھے لگ رہے ہو لیکن اتنے بھی نہیں کے یوں
شوخیاں مارو۔۔ اس کے لیے دروازہ کھولتے سائڈ پہ
ہوا تو زوہا نے ٹونٹ کیا۔۔

تم ایمپریس ہو جاو نہیں ماروں گا شوخیاں۔۔

مجھے ایمپریس کر کے اب تم نے کیا کرنا ہے۔۔۔ متھے
لگ ہی گئے ہو اب تو۔۔۔۔

ہاں۔۔۔ یہ تو ہے۔۔۔ وہ اپنی طرف آ کے بیٹھا۔۔۔ اور
گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

آج ٹائم کیسے مل گیا۔۔۔

نکال لیا بس۔۔۔ کام جائے بھاڑ میں بس تم ناراض
مت ہو۔۔۔ آدھی زندگی بنا بیوی کے گزار دی ہے
اب باقی کی بیوی کو ناراض کر کے گزاروں گا کیا۔۔۔
ویری فنی۔۔۔ زوہانے منہ ٹیڑھا کیا۔۔۔

ہنسی تو پھر بھی نہیں ہو۔۔ شہر سے گزرتے گاڑی
ایک طرف روکی۔۔

زوہا کچھ نہیں بولی۔۔ زیب اتر کے شاپ کے اندر چلا
گیا تھا جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں دو باکس
تھے۔۔

یہ کیا ہے۔۔

کھول کے خود دیکھ لو۔۔

شاپ فاسٹ فوڈ کی تھی۔۔ زوہا نے باکس کھولا تو اس
میں بڑا پاؤ تھا۔۔

ویری نائیس۔۔ تم نے اپنے منہ جیسی چیز لا کے دی
ہے۔۔

شکریہ۔۔ لیکن تم کب سے میری انسلٹ کر رہی ہو
۔۔

کوئی نہیں۔۔ آدھی زندگی آنٹی سے کروائی ہے
آدھی میرے سے ہی کروانی ہے۔۔ اس کے انداز پہ
زیب ہنس دیا۔۔

چلو اسی بہانے تم نے ناراضگی تو ختم کی۔۔
جی نہیں۔۔ میں ابھی بھی ناراض ہی ہوں۔۔

تو پھر کیسے ختم ہو گی ناراضگی میری۔۔۔

سٹاپ اٹ۔۔۔۔ نوالہ لیتے سختی سے گھورا۔۔ جان تو

نہیں کہنا تم۔۔ بہت واحیات لگو گے۔۔

اوکے۔۔ انتہائی بری طرح بے عزت کر رہی ہو خیر

۔۔ وہ اپنا بڑا پاؤ کھا چکا تھا ساتھ ساتھ۔۔ گاڑی

سٹارٹ کرتے آگے بڑھائی۔ سارے راستے وہ چھوٹی

موٹی نوک جھونک کرتے آئے تھے۔۔

شام کو بابا کی طرف جانا ہے ساوری کی برتھ ڈے

سیلبریشن کے لیے۔۔

میرا جانا بھی ضروری ہے۔۔

افکورس۔۔ تم اب اس گھر کے داماد ہو اور ساوری
کے کزن برادر بھی۔۔

ہم۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔ اس نے ہامی بھر لی۔۔

ہبی جان۔۔ میری بات مانیں اور مجھے ہیلپ کروانے
دیں۔۔ وہ صوفے پہ پاؤں پسارے گود میں فروٹ
چاٹ کا باؤل رکھے کھا رہی تھی۔۔

تم میری مانو اور آرام سے بیٹھی رہو یہاں میں کر
لوں گا اکیلے۔۔ سالار گول ٹیبل کے گرد پھولوں کی
لڑیاں لگا رہا تھا۔۔

آپ مجھے ہلنے بھی نہیں دے رہے حد ہے۔۔ کیا باقی
سارا وقت بھی میں ایسے ہی گزاروں گی۔۔ اس کا
اشارہ اگلے سات ماہ کی طرف تھا۔۔

ہاں۔۔ بلکل۔۔ سلار نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا

--

اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ روٹھے پن سے ہامی بھری۔۔
سالار کل سے اوور پوزیسو ہو رہا تھا۔۔ ہر بات پہ
روک ٹوک۔۔ آرام سے چلنا ہے یہ نہیں کرنا وہ نہیں
کرنا۔۔ بلا بلا بلا۔۔ اور ساوری کو معلوم بھی نہیں تھا
یہ اب ہو کیوں رہا ہے۔۔ شاید کل ڈاکٹر نے کوئی
مسئلہ بتایا تھا۔۔

کافی دیر خاموشی کے بعد سالار نے کام سے فارغ
ہوتے اسے دیکھا۔۔ وہ مسلسل کھانے میں مصروف
تھی۔۔

اب میں اٹھ جاؤں۔۔ اسے دیکھتے پا کے ساعری نے
منہ بسورا۔۔

ہاں۔۔ سالار نے گھورا۔ اب اٹھنے سے پہلے پوچھنے والی
بات مطلب وہ اس سے سے عاجز آ چکی تھی۔۔
ایسا کیجیے گا میرا کیک بھی آپ ہی کاٹ لینا کہیں چاقو
کا وزن مجھ سے برداشت نا ہو۔۔

نہی۔۔ وہ میں ساتھ پکڑ لوں گا۔۔ سالار بے ساختہ
مسکرایا۔۔

سولہ ہزار کا تو بس کیک تھا جو ساوری نے سلیکٹ
کیا تھا۔۔ پہلے اس کا ارادہ تھا وہ کسی اور سے
اریجنٹ کروالے گا۔ پر کیک کی سلیکشن کے بعد
اس نے خود ہی لیونگ روم سجانا پر یفر کیا تھا ورنہ
پچاس ہزار تو بس ایک شام پہ ہی ضائع ہو جانا تھا۔۔
آنٹی نے بھی کافی ہیلپ کروائی تھی۔۔ ہادی نے آنا
نہیں تھا البتہ ہدہ اور اس کی فیملی کو سالار نے
اینوائٹ کیا تھا۔۔ داجی اور دادو بھی آرہے تھے۔۔
ان لوگوں کے پہنچنے میں ابھی کچھ وقت تھا۔۔

کام سے فارغ ہو کے سالار ساوری کے پاس آ کے
بیٹھ گیا۔۔

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔۔ اس کا ہاتھ نرمی سے
پکڑتے پوچھا۔۔

ٹھیک ہوں۔۔ آنکھوں میں ناراضگی تھی۔۔

تمہیں اپنا خیال رکھنا ہے بہت سارا ہمارے بچوں کے
لیے۔۔ اس کی ہتھیلی ہونٹوں سے لگافے بڑبڑایا۔۔ وہ
خوف زدہ بھی تھا۔۔ یہ سب کتنا مشکل ہونے والا تھا
ساوری کے لیے وہ نہیں جانتی تھی۔۔

میں چیلنج کر لوں۔۔ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچتے
دوسرے ہاتھ سے مسلا۔۔

ٹھیک ہے آجاؤ۔۔ سالار نے اٹھتے اسے اٹھنے میں مدد
دی۔۔

کمرے میں آ کے ساوری نے اپنی فل فلر والی باربی
فراک اٹھائی تو سالار کی آنکھیں سکڑیں۔۔
یہ پہنو گی۔۔

جی۔۔ کیوں۔۔

نہی۔۔۔ یہ نہیں یہ تمہیں ڈسٹرب کرے گی۔۔۔ اس
کے ہاتھ سے لیتے وہ خود ڈریسنگ روم میں آیا پھر
وارڈروب کھولتے اس کے کپڑے دیکھے۔۔۔۔
سارے ہیوی کپڑے تھے۔۔

تمہارے پرانے کپڑے کہاں ہیں۔۔۔ سر باہر نکالتے
اسے دیکھا جو منہ پھلائے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی
۔۔

کون سے۔۔۔ سارے خراب تھے میں نے پھینک
دیے۔۔

ساوری۔۔ سالار نے ٹھک سے وارڈروب بند کی
۔۔ پھر اپنی وارڈروب کھولی اور اپنی ایک نرم سی
شرٹ نکالی۔۔

یہ پہنو گی تم۔۔ پھر دوسری وارڈروب کھولتے ساوری
کا ہی ٹراوزر نکالا۔۔

یہ۔۔ برا سا منہ بناتے وہ رو دینے کو تھی۔۔
ہاں۔۔ اور باتھ روم کا دروازہ بند نہیں کرنا۔۔
کیوں۔۔ میں بچی نہیں ہوں۔۔ مجھے اپنے آپ کو
سنجھالنا انا ہے۔۔

ہاں مجھے پتہ ہے۔۔

میں یہ کپڑے نہیں پہنوں گی۔۔ دس منٹ کی بات
ہے ہبی میں اتنے برے حلیے میں وہاں کھڑے ہو
کے دس پونڈ کا کیک کٹ کروں گی۔۔

تم نے ویسے بھی کیک کے پیچھے سے نظر نہیں انا۔۔
فکر نا کرو۔۔

ہبی۔۔ آپ بہت بتمیز ہوتے جا رہے ہیں۔۔ غصے
سے پاؤں پٹخا تو سالار نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں

-- غصہ بتمیز کہنے پہ نہیں بلکہ پاؤں پٹخنے پہ آیا تھا

--

اچھا۔۔ ٹھیک ہے۔۔ صرف دس منٹ کے لیے پہنو
گی اور کیٹ کاٹ کے پکس بنا کے تم چینج کر لو گی

--

اوکے۔۔ چہرے پہ کچھ آسودگی آئی تو کپڑے اٹھا
کے بڑھ گئی۔۔ دروازہ بند کرنے لگی تو یاد آیا دروازہ
نہیں بند کرنا۔۔ سالار اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

دروازہ تھوڑا سا کھلا چھوڑ کے اندر ہو گئی تو سالار
اپنے کپڑے نکالنے لگا۔

جب تک وہ فریش ہو کے آئی سالار اس کی باقی
چیزیں بھی نکال چکا تھا۔

اب جب تک میں باہر نا آؤں۔۔ تم نے یہیں بیٹھنا
ہے۔ اسے بیڈ پہ بیٹھاتے دیکھا۔۔۔ بال خشک
ہونگے کچھ اتنی دیر تک۔۔

اوکے۔۔ پر اب آپ بھی دروازہ لاک نہیں کریں
گے۔۔ ساوری نے اسے ویسے ہی منع کیا۔۔

میں کیوں نہیں کروں گا۔۔ سالار نے گھورا۔۔

کیونکہ میں نے بھی نہیں کیا تھا۔۔

تم ایکسپیکٹ کر رہی ہو۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔

آپ بھی حصے دار ہیں اس سب میں۔۔ اس لیے

آپ بھی اب دروازہ کھول کے شاور لیں گے۔۔

سالار آئی برو اچکائے اس کی اکڑی گردن دیکھ رہا

تھا۔ پھر سر نفی میں ہلاتے ہاتھ روم کی طرف بڑھ

گیا۔۔ دروازہ بند نہیں کیا تھا۔۔

ساوری کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی۔۔ پھر جب پانی گرنے
کی آواز آنے لگی تو چپکے سے اٹھ کے باتھ روم کے
دروازے تک آئی۔۔ چھپ کے دیکھا تو نظر
کندھوں اور پیٹھ پہ پھسلتے پانی کے قطروں پہ ٹھہر سی
گئی۔۔ مسکاتے ہونٹ کاٹے۔۔

میں نے تمہیں چھپ کے دیکھا نہیں تھا۔۔ اس سے
پہلے کے نظریں اور پھسلتیں سالار بڑبڑایا۔۔ اونچا اس
لیے نہیں کہا کہ وہ ڈر کے پیچھے ہٹتی اور وہ اسے
ڈرانا نہیں چاہتا تھا۔۔

ساوری کچھ دیر وہیں کھڑی رہی پھر واپس آ کے اپنی
جگہ پہ بیٹھ گئی۔۔۔

بالوں سے پانی نچڑ گیا تھا۔۔

سالار باہر آیا تو وہ شریف بچوں کی طرح بیٹھی تھی

--

آپ نے اتنی دیر لگائی ہے۔۔ چہرے پہ الوہی سی
چمک تھی۔۔ سالار نے بمشکل نظریں پھیریں۔۔۔ چلو
۔۔ اجاو۔۔ اپنے بال ٹاول سے رگڑتے اسے اٹھنے کا
کہا۔۔ ساوری نے پھر باقی کی تیاری کی۔۔

ہلکا پھلکا میک اپ اور کانوں میں اویزے ڈالے۔۔

بالوں کا اونچا سا جوڑا بنایا۔۔ کچھ اٹھکھیلیاں کرتی

لڑیں کانوں اور گردن پہ چھوڑ دیں۔۔

ڈارک مہرون کلر کے باری فراک میں وہ گڑیا لگ رہ

تھی۔۔ سالار بلیک پینٹ اور بلیک شرٹ تھا۔۔

بازو کہنوں تک فولڈ کرتے گھڑی پہن۔۔

وہ دونوں آسنے کے سامنے کھڑے تھے۔۔ ساوری

سالار کے کندھوں تک آنے لگی تھی۔۔ وہ اس سے

بائیس سال بڑا تھا۔۔ دل میں ٹیس اٹھی۔۔ اگر ان کی

عمر ستر سال ہوتی تو وہ اس سے بائس سال پہلے مر
جاتا۔۔

ہبی۔۔ یہ دیکھیں۔۔ ساوری نے اپنی کلائی آگے
کرتے اپنا گنگن اسے دیکھایا۔۔

یہ دادو نے مجھے دیا تھا۔۔

اچھا۔۔ بہت پیارا ہے۔۔ سالار نے اس کا ہاتھ پکڑتے
کلائی پہ لب رکے تو مسکائی۔۔

آپ کو پتہ ہے انہوں نے کہا تھا کہ یہ تب تک ہے
میرے پاس جب تک ہادی بھیا کی شادی نہیں ہو
جاتی۔۔ پھر یہ وہ آپ کی بہو کو دے دیں گی۔۔
اچھا۔۔

ہاں جی۔۔

بابا۔۔ اس سے پہلے کے سالار کچھ کہتا۔۔ زوہا دروازہ
ناک کرتے اندر داخل ہوئی۔۔ اسلام و علیکم۔۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔ سالار اسے دیکھتے مسکرایا۔۔ اور چلتا
ہوا قریب آیا۔۔ پھر خود سے لگاتے سر پہ بوسہ دیا
۔۔

کیسی ہو۔۔ زیب نہیں آیا۔۔

میں ٹھیک ہوں آپ سنائیں۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں۔۔ سالار پیچھے ہوا تو زوہا ساوری
سے ملی۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔

تم بھی۔۔ زوہا پرپل لانگ شرٹ اور ٹراؤزر میں تھی
۔۔

تھینکیو۔۔۔ پھر وہ تینوں باہر آئے۔۔ زیب لیونگ

روم میں بیٹھا تھا سالار کو دیکھ کے کھڑا ہوا۔۔

کاروبار کیسا چل رہا ہے۔۔ اس سے ملتے پوچھا

اچھا جا رہا ہے فلحال تو۔۔ باتیں کرتے وہ لوگ وہیں

بیٹھ گئے۔۔ کچھ وقفے کے بعد داجی اور دادو بھی آگئی

تھیں۔۔ ان سے ملتے ملا تے باقی گیسٹ بھی آنے

لگے۔۔ سالار کا سارا دھیان ساوری کی طرف ہی تھا

-- اتنے لوگوں کے درمیان بھی وہ وقتاً فوقتاً اسے
ٹوک رہا تھا۔ ساوری کی پوری کوشش تھی وہ یہاں
بھی اچھل لے اور وہاں بھی۔

سات بجے کیک کاٹا گیا۔ اس کے بعد سب کو کیک
دیا گیا۔

سالار اسے سب کے بیچ میں سے لے آیا تھا۔
تم اب کپڑے چینج کرو۔ گرمی لگ رہی ہے تمہیں
--

نہیں۔ میں کتنی اچھی لگ رہی ہوں نا۔

ہاں۔۔ تمہیں نظر لگ جائے گی۔۔ چلو جلدی سے
چینج کرو۔۔ خود ہی اس کی زپ کھولی۔۔ ساوری منہ
بسورے کپڑے اٹھا کے ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔۔
جب تک چینج کر کے باہر آئی سالار وہیں رکا رہا۔۔
مجھے صرف کپڑے ہی نہیں یہ بھی چبتا ہے۔۔ بلی
بٹن پہ ہاتھ رکھتے ناراضگی سے بتایا۔۔

کوئی مسئلہ نہیں یہ بھی نکال دیتے ہیں۔۔ سالار فوراً
اس کی شرٹ اوپر کرتے اس کے سامنے پنچوں کے

بل بیٹھا۔۔ پھر نرمی سے اس کا ہک نکالتے کھول کے
اپنی پاکٹ میں ڈالتے کھڑا ہوا۔۔

اب۔۔

ٹھیک ہوں۔۔ اس کی شرٹ میں اور ٹراؤزر میں اس
وقت وہ بہت کیوٹ سی بچی لگ رہی تھی۔۔

سالار اسے لیے باہر آیا۔۔ کیک ختم کرنے کے بعد
لوگ باقی ریفریشمنٹ انجوائے کر رہے تھے۔۔ زیادہ
لوگ نہیں تھے۔۔ بس اپنی فیملی ہی تھی تقریباً

۔۔ اس کے بعد سالار نے ہدہ کے پیرنٹس سے ہادی

کے لیے ہدہ کا ہاتھ مانگا تھا۔ انہیں کیا اعتراض ہو
سکتا تھا۔ پہلے بھی باتوں باتوں میں سالار ان سے
اس حوالے میں بات کر چکا تھا۔ اج داجی اور دادو
کی موجودگی میں بات بھی پکی کر دی گئی تھی۔
رات گئے تک جب سبھی گیسٹ چلے گئے تو صرف
داجی دادو اور سالار ساوری رہ گئے تھے۔ تب سالار
نے انہیں وہ خبر دی تھی جو کل ڈاکٹر نے اسے بتائی
تھی۔

آپ لوگوں سے ایک بات شئیر کرنی ہے۔۔ ساوری
کے پاس بیٹھتے اپنی امی کو دیکھا۔
کیا۔۔ سب متوجہ تھے۔۔۔

ساوری کے پیٹ میں ٹرپلٹ ہیں۔۔۔
مطلب۔۔ تینوں کو سمجھ نہیں آئی۔۔

مطلب کے اس کے پیٹ میں تین بچے ہیں۔۔
آسان لفظوں میں سمجھایا تو جہاں دادو کا چہرا خوشی
سے کھلا تھا وہیں ساوری کا رنگ فق ہوا۔۔

تین۔۔ پیٹ پہ ہاتھ رکھتے بے یقینی سے سالار کو
دیکھا۔۔

ہاں۔۔ کوئی۔

آپ سے کہا تھا میں نے تین نہیں ہونے چاہیے
۔۔ آپ نے کیوں کیا یہ سب۔۔

م۔۔ میں نے کیا کیا میرا قصور نہیں ہے۔۔

آپ کا ہی ہے۔۔ سارا قصور۔۔ وہ رو دینے کو تھی۔۔

آپ کو منع کرتی تھی نا میں۔۔ پر آپ کو بس

رو مینس کرنا تھا۔۔ آپ کو بس اپنی خواہش۔۔

ساوری۔۔ دادو نے اسے ٹوکا۔۔ وہ شاید بھول رہی
تھی کے سالار کے علاوہ بھی وہاں لوگ موجود ہیں
۔۔ داجی اپنا چشمہ سیدھا کرتے اپنے روم میں چلے
گئے۔۔

دادو۔۔ آپ کو نہیں پتہ۔۔ انہوں نے میرے ساتھ
کیا کیا یے میں نے انہیں کہا تھا پر۔۔
سالار کا چہرہ ایتک سے سرخ ہو چکا تھا۔۔

دادو۔۔ آپ کو نہیں پتہ۔۔ انہوں نے میرے ساتھ
کیا کیا ہے میں نے انہیں کہا تھا پر۔۔

سالار کا چہرہ ایتک سے سرخ ہو چکا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اور کچھ بولتی سالار نے اس کا
ہاتھ پکڑتے کھڑا کیا۔۔

مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ۔۔ میں دادو کے ساتھ
گاؤں جاؤں گی۔۔ اپنا ہاتھ سختی سے چھڑواتے آنسو
ٹپکے۔۔

سالار نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔۔

سالار۔۔ بیٹا تم جاؤ میں اسے دیکھ لوں گی۔۔ دادو نے
سالار کو وہاں سے بھیجا وہ تن فن کرتا وہاں سے چلا
گیا تو ساوری باقاعدہ ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی۔۔

میری زندگی برباد ہو جائے گی دادو۔۔ میں تین تین
بچے۔۔ ہو سکتا ہے ڈاکٹر کو غلط فہمی ہوئی ہو۔۔

ناشکری نہیں کرتے۔۔ اور یہ کیا بات ہوئی زندگی
برباد ہو گئی ہے۔۔ لوگ دس دس بچے پالتے ہیں اور
تم تین سے پریشان ہو رہی ہو۔۔

میں بھی دس پال لوں گی پر ایک ساتھ تین یہ
میرے پیٹ میں کیسے رہیں گے۔۔ سانس کھینچتے
آنکھوں کی نمی صاف کی۔۔

پیٹ میں تم نے نہیں اللہ نے رکھنے ہیں۔۔ فکر کیوں
کرتی ہو۔۔ اللہ کسی انسان پہ اس کی برداشت سے
زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔۔ اسے نرمی سے اپنے قریب
کرتے خود سے لگایا تو ساوری ٹھندی آغوش میں
جاتے شدت سے رو دی۔۔

اندر سالار بے چینی سے ان کی باتیں سن رہا تھا اس
کے رونے پہ تیزی سے باہر آیا۔

رونے سے کیا ہو گا۔ آنکھوں میں سرخی کے ساتھ
نمی ابھری۔ اس کا دل جیسے کوئی مٹھی میں بھینچ رہا
تھا ساوری کا رونا اسے تکلیف دے رہا تھا۔

تم پھر سے آگئے ہو۔ اسے سامنے دیکھ کے دادو نے
گھورا۔ تو ساوری نے بھی آنکھیں پھیرتے اسے
دیکھا جس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا ماتھے پہ تین چار

شکنیں بھی تھیں۔۔ جبرے بھینچے۔۔ وہ اس کی
آنکھوں میں دیکھتی تو یقیناً پتھر ہو جاتی۔۔

سارا قصور انہی کا ہے دادو۔۔ مجھے کہتے ہیں
ایکسپیرمنسٹ ہوں ایکسپیرمنسٹ ہوں۔۔ اور ان کے اس
چکر میں میں اتنی مشکل میں پڑ گئی ہوں۔۔ وہ اسے
دیکھ کے پھر سے شروع ہوئی۔۔

رات کو مجھے اپنے روم میں سونے نہیں دیتے۔۔
لوگ آئی لوو یو کہتے ہیں شادی کے لیے پریپوز کرتے
ہیں اور انہوں نے مجھے اپنے روم میں شفٹ ہونے

کے لیے کہا۔۔ سالار کی آنکھیں پھیل رہی تھیں دادو
بس سن رہی تھیں۔۔ اسے سالار کی شکایتیں لگانے
سے اگر سکون ملنا تھا تو ایسے ہی سہی۔۔

جب زوہا کا ولیمہ تھا اس دن بھی سب سے لیٹ ہم
تھے اور وجہ آپ کو پتہ ہے۔۔ یہ مجھے ساڑھی میں
دیکھ کے پاگل۔۔

ساوری۔۔ سالار نے دانت پیسے۔۔

تم جاؤ گے یا میں اسے لے کے جاؤں۔۔ دادو نے
سالار کو ٹوکا۔۔

ساوری چپ کر جاؤ ایک لفظ بھی بولا نا اور تو میں
اٹھا کے تمہیں باہر پھینک آؤں گا۔ دادو کی بات
اگنور کرتے اسے بازو سے پکڑتے اپنے سامنے کھڑا
کیا۔ آنسوؤں کی نمی کے ساتھ چہرے پہ بال چپکے
ہوئے تھے۔ آنکھیں رونے کی وجہ سے لال ہو گئی
تھیں ننھی ناک سوسوسو کرتے لب بھنچتے ساوری
نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے پیچھے دھکا دیا۔

اب آپ کو کس بات کا ڈر ہے۔۔ آپ نے جو کرنا
تھا کر لیا۔۔ اب مجھ سے سو قدم کے فاصلے پہ رہنا
۔۔ کپکپاتی انگلیاں اٹھاتے اسے وارن کیا۔۔

میں اب اپنے روم میں رہوں گی اور آپ میرے
کمرے میں نہیں آسکتے۔۔ اس کی شرٹ پہنے اسی کو
غصے سے گھورتے وہ اپنے کمرے کی طرف مڑ گئی۔۔
وہاں بلیک سکورپیو ہیں۔۔ سالار نے اسے روکنے کے
لیے اونچی آواز میں کہا۔۔ تو ساوری کے قدم رکے
۔۔ جھر جھری لیتے واپس پلٹی۔۔

دادو۔۔ انہوں نے میرے روم میں بیڈ کے نیچے اتنے
گندے گندے اور ڈراونے انسیکٹس رکھے ہیں۔۔
زہریلے بھی۔۔ دوبارہ روہانے ہوتے یاد آیا تو دادو کو
شکایت لگائی۔۔

تم لوگ بچے ہو کیا۔۔ سالار تم سے یہ امید نہیں تھی
۔۔ دادو بھی ان کی تو تو میں میں سے عاجز آ گئیں
۔۔ تو دونوں کو ڈپٹا۔۔

اب میں کیا کروں کہاں سوؤں گی میں۔۔

سارے کمروں میں ایسا ہی کروں گا اگر تم نے کہیں
اور رہنے کا سوچا بھی۔۔ شرافت سے میرے روم
میں آجاؤ۔۔

دیکھ لیں۔۔ ایسے زبردستی کرتے ہیں میرے ساتھ۔۔
ساوری۔۔ بیٹا۔۔ وہ تمہارا شوہر ہے۔۔ وہ تمہاری فکر
کرتا ہے۔ پرواہ کرتا ہے۔۔ اس لیے وہ ایسا کرتا ہے
۔۔ وہ تم سے پیار۔۔

یہ پیار ہے۔۔ اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھتے افسردگی سے
پوچھا۔۔ مجھے ایسے پیار کی نہیں ضرورت۔۔ مجھے نہیں
رہنا اب ان کے ساتھ۔۔

امی آپ سو جائیں۔۔ اس بے وقوف کو سمجھاتے
سمجھاتے آپ کی ساری رات یہیں گزر جانی ہے۔۔
سالار نے ساوری کو ہی اگنور کیا اور امی کو ان کے
روم میں چھوڑ کے آیا داجی سو چکے تھے۔۔ ان کے
لیٹنے کے بعد لائٹ بند کی اور دروازہ بند کر کے باہر
آیا تو ساوری وہیں صوفے پہ نیم دراز ہو چکی تھی۔۔

مجھے یہی سونا ہے۔۔ یہ نا ہو اگلی بار ڈاکٹر کے پاس
جائیں اور ڈاکٹر کہے چار بچے ہیں۔۔

شٹ اپ۔۔ ایسا نہیں ہوتا۔۔ اسے اٹھنے کا کہنے کے
بجائے خود ہی جھک کے اسے بازوؤں میں اٹھا لیا۔۔
ہبی۔۔ وہ چیخی۔۔ مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ آپ
بہت ظالم ہیں۔۔

اس سے بھی زیادہ بری طرح سے پیش آؤں گا اگر
اب یہ بچوں والی حرکتیں کی تو۔۔ اپنے روم میں
آتے اسے بیڈ پہ ڈالا اور دروازہ لاک کیا۔۔

چپ چاپ سو جاؤ میں نے کل آفس بھی جانا ہے
تمہاری وجہ سے ابھی تک سویا نہیں ہوں۔۔ اس پہ
کفر ٹر درست کیا۔۔

ساوری خاموش ہو گئی۔۔ آنکھوں میں ابھی بھی نمی
تھی۔۔ سالار نے وہیں کھڑے کھڑے بیلٹ کھولا۔۔
میں چیلنج کرنے جا رہا ہوں اگر تم نے کوئی حرکت
کی تو بہت مار پڑے گی اب۔۔

وہ خاموشی سے کوئی جواب دیے بنا آنکھیں بند کر
گئی۔۔

سالار اسے دیکھتے ڈرینگ روم میں چلا گیا۔۔ پھر
نائٹ ڈریس پہنتے باہر آیا تو ساوری ویسے ہی لیٹی تھی
۔۔

سالار اپنی جگہ پہ آ کے لیٹ گیا۔۔ لائٹ بند کرتے
خود اس کے قریب سر کا اور اس کا سر اپنے بازو پہ
رکتے اپنے ساتھ لگایا۔۔

سآوری نے اسے سختی سے پیچھے دھکیلا۔۔
میرے قریب آنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

صرف اوپر اوپر سے ٹچ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا
۔۔ وہ ہنس دیا۔۔

ہنسیں نہیں اور دور رہیں مجھ سے۔۔ خبردار جو مجھے
چھونے کی بھی کوشش کی تو۔۔ ہاتھ توڑ دوں گی آپ
کے۔۔ اپنے اور اس کے درمیاں تکیے رکھتے چت لیٹی
۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ سالار نے اسے اور ہانپیر نہیں
ہونے دینا تھا سو خاموشی سے اس کی بات مان لی۔۔
اور آنکھیں بند کر لیں۔۔ ساوری کچھ دیر چپکے سے

اسے دیکھتی رہی کہ وہ سویا ہے یا نہیں۔۔ پھر جب
وہ سو گیا تو ساوری بھی سو گئی۔۔

وہ سر سے پیر تک پانی میں بھیک چکی تھی۔۔ شبِ نیم
نے واشنگ مشین لگائی ہوئی تھی اور کپڑے دھو رہی
تھیں۔۔ جب زوہا کالج سے واپس آئی۔۔

جلدی سے کپڑے چینج کرو پہلے اور لاؤ دھو دوں۔۔
اس کے سفید یونی فارم کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔
زوہا نے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔

ہاں۔۔ ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔ ابھی شروع کرنے لگی
ہوں۔۔ پہلے ڈال دوں گی تو اچھے سے صاف ہو
جائیں گے۔۔ انہوں نے سارے کپڑوں کی الگ الگ
ڈھیریاں بنا کے الگ کیے ہوئے تھے۔۔

میں خود دھو لوں گی آنٹی۔۔ زوہا شرمندہ ہوئی۔
تم دھو لو گی۔۔ شبیم نے جیسے مزاق اڑایا۔۔ جا کے
چینج کرو اور لا کے دو اب دھو رہی ہوں تو تمہارے
بھی دھو دوں گی

اوکے۔۔ وہ اندر چلی گئی۔۔ پھر اپنے اور زیب کے
کیڑے اٹھا لائی۔۔ دونوں ساس بہونے مل کے
سارے کیڑے دھوئے تھے۔۔ ساتھ زوہانے کھانا
بھی کھا لیا تھا۔۔ اس وقت گھر پہ صرف وہ دونوں ہی
موجود تھیں۔۔

زوہا دھلے کیڑوں کا ٹب اٹھا کے چھت پہ آئی تو
سامنے کچھ لڑکے دوسری چھت پہ کھڑے تھے۔ جو
شاید کبوتر پکڑ رہے تھے۔۔

کچھ دیر مونٹی کے اندر ہی رک کے انتظار کیا۔۔ اس
کے کپڑے بھی سارے بھگے ہوئے تھے۔۔ پانچ منٹ
وہیں کھڑے رہنے کے بعد بھی ان لڑکوں کا وہاں
سے جانے کا کوئی ارادہ نہیں لگ رہا تھا۔۔ ٹب وہیں
چھوڑ کے وہ نیچے چلی آئی۔۔

اوپر لڑکے کھڑے ہیں۔۔ نیچے آتے پھپھو کو بتایا۔۔
کیا۔۔ کون سے لڑکے۔۔ وہ مشین دوبارہ چلا رہی
تھیں۔۔۔

پڑوس کے شاید مجھے کیا پتہ۔۔ پرندے پکڑ رہے ہیں

اوہ فرید لوگ۔۔ اچھا چلو تم یہاں دیکھو میں پھیلا

آتی ہوں کپڑے

اوکے۔۔ زوہا سر ہلا کے مشین کے پاس چلی آئی۔۔

پھر پھپھو اوپر گئیں اور کپڑے پھیلا کے واپس آئیں

--

شام کو کیا بنانا ہے۔۔

آج تمہارے انکل سے کہوں گی باہر سے کھانا لے
آئیں ہمت نہیں ہے اب کچھ پکانے کی۔۔

ٹھیک ہے۔۔ عصر تک وہ کپڑے دھوتی رہیں پھر
فارغ ہو کے زوہا نہائی تھی کپڑے چینج کر کے اپنے
روم میں ہی لیٹ گئی۔۔

زیب کے بہت سارے میسیجز آئے ہوئے تھے۔۔
پوسٹری اور پوچھ رہا تھا گھر پہنچی۔۔

اور پھر فوراً کال آنے لگی۔۔

چینج گئی ہوں۔۔ پک کرتے ہی پہلے بتایا۔۔

تو کب سے میسج کیا ہوا یہ اب یاد آیا ہے خود سے
زحمت نہیں کوئی۔۔ وہ اچھا خاصا چڑا ہوا تھا۔۔

مصروف تھی۔۔ اس لیے ٹائم نہیں ملا۔۔

ہاں۔۔ ٹھیک ہے۔۔ اتنا کہہ کے کال کاٹ دی۔۔

بس یہی پوچھنا تھا۔۔ منہ بسورتے اس نے موبائل
رکھ دیا۔۔

رات کو جب وہ واپس آیا تو اس کا منہ سو جا ہوا تھا

--

ناراضگی کی وجہ تو بتاؤ۔۔

وہ خاموشی سے شاور لینے چلا گیا زوہا دل مسوس کے
رہ گئی رات کو کھانا کھاتے بھی وہ اس سے بات نہیں
کر رہا تھا۔

شبہم پھیو اور اسفر انکل کے ساتھ نارمل بیہیو کر رہا
تھا۔

رات کو جب وہ سونے کے لیے لیٹا تو زوہا کی
برداشت جواب دے گئی۔

تم مجھے بتانا پسند کرو گے آخر ناراض کیوں ہو۔

میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔ سنجیدگی سے جواب دیا

--

کیوں۔۔ کیا کرنا ہے۔۔

سونا ہے۔۔ دو بدو جواب آیا۔۔

زیب۔۔ مجھے پتہ ہے تم مجھ سے بدلہ لے رہے ہو

ہے نا۔۔

کس چیز کا بدلا۔۔ وہ تھوڑا اوپر ہوتے بیڈ کراؤن سے

ٹیک لگا گیا۔۔

جب تم بڑی تھے تب میں ناراض تھی آج میں بڑی
تھی تمہیں میسج نہیں کر سکی اس لیے تم ناراض ہو
رہے ہو نا۔۔ اس کے پاس بیٹھتے آواز میں نمی گھلی۔۔

زیب نا چاہتے ہوئے بھی پگھل گیا۔۔

جب پتہ چل گئی ہے وجہ تو منالو۔۔

ٹھیک ہے کیسے مانو گے۔۔

کیسے مناتے ہیں۔۔ تمہیں نہیں معلوم۔۔

نہیں۔۔ سوری۔۔ معاف کر دو۔۔ اتندہ پہلے تمہیں

رپلائے دوں گی پھر کوئی کام کروں گی۔۔

ایسے نہیں مناتے۔۔ وہ بد مزہ ہوا۔۔

اچھا۔۔ تو پھر تم ہی منا لو۔۔ مجھے نہیں پتہ پہلی شادی
ہے میری۔۔

ہاں میں تو چوتھی کر رہا ہوں۔۔ اس کا ہاتھ تھامتے
ہلکے سے دبایا۔۔

کیا پتہ ہو۔۔

پہلی ہی جیسے ہوئی ہے اللہ نا کرے میں دوسری
تیسری چوتھی کا بھی سوچوں۔۔ جھر جھری لیتے سائڈ
پہ ہوا اس کے لیے جگہ بنائی تو زوہا بھی پاؤں اوپر

کرتے اس کے پاس ہی لیٹ گئی۔۔ کافی دیر تک
دونوں چھوٹی موٹی باتیں کرتے وہیں سو گئے تھے۔۔

Olive بلیک فارمل پینٹ کے ساتھ اس نے
شرٹ پہنی تھی۔۔ کف لنکس نکال کے Green
سامنے رکھتے ایک نظر پیچھے مڑ کے ساوری کو دیکھا
وہ گہری نیند میں تھی۔۔ کل کی اتنی مصروفیت کے
بعد اتنا سونا تو بنتا تھا۔۔ اس کے رکھے گئے تکیے ابھی
تک وہیں پڑے تھے۔۔

سیرم لگاتے اس نے گالوں کو دونوں ہاتھوں کی
انگلیوں سے مسلا۔۔

پھر بالوں کو اچھے سے برش کرتے کف لنکس اٹھا
کے پاکٹ میں ڈالے۔۔ پھر جوتے پہن کے لیپ
ٹاپ اٹھایا۔۔

باہر آیا تو قدسیہ بیگم صوفے پہ بیٹھی تسبیح کر رہی
تھیں۔۔

اسلام و علیکم۔۔ ان کے قریب آتے جھکا تو انہوں
نے سلام کا جواب دیتے پیٹھ پہ ہاتھ رکھا۔۔

ساوری ٹھیک ہوئی۔۔

ٹھیک ہی ہے سو رہی ہے ابھی تو جاگنے کے بعد پتہ
چلے گا۔۔

بچی ہے ٹھیک ہو جائے گی تم فکر نہیں کرو۔۔

بچی ہے۔۔ سالار نے محظ سوچا پھر بنا ناشتہ کیے ہی چلا
گیا۔ سآوری کافی دیر بعد اٹھ کے باہر آئی تو دادو اور
داجی واپس جانے کی تیاریوں میں تھے۔۔

دادو۔۔ آپ جا رہی ہیں۔۔

ہاں جی۔۔

پر کیوں۔۔ آپ کو پتہ میں یہاں اکیلی نہیں رہ سکتی
پھر بھی۔۔ روہانے ہوتے گھورا۔۔

جانا تو ہے نا ہمیں۔۔ یہاں کیسے رہ لیں۔۔

آپ کے بیٹے کا گھر ہے آپ رہ سکتے ہیں۔۔ پلیز دادو
۔ ان کے کندھے سے لگتے منت بھرے انداز میں
کہا تو وہ جزر بزر ہو گئیں۔۔ داجی عینک کی اوٹ سے
اسے دیکھ رہے تھے۔۔

تم ہمارے ساتھ آ جاؤ گاؤں۔۔ داجی نے مشورہ دیا

سچ میں۔۔ وہ ایک دم خوش ہو گئی

نہیں۔۔ دادو نے منع کیا۔۔

کیوں دادو۔۔ میں آپ کے ساتھ رہ لوں گی نا وہاں

--

اپنے ہی سے پوچھو پہلے۔۔ اگر اس نے اجازت دی
تو۔۔ ورنہ نہیں۔۔

وہ تو کبھی نہیں دیں گے۔۔ صوفے پہ ڈھتے پریشانی
سے چہرہ لٹکایا۔۔

تم یہیں رہو بہتر ہے۔۔ خدا نخواستہ اگر تمہاری
طبعیت ناساز ہوتی ہے تو کہاں لے کے بھاگیں گے
ہم بوڑھے۔۔

اچھا ایک دن کے لیے لے جائیں۔۔ پھر سنڈے کو
لے آئیں گے ہی۔۔

میرا موڈ اچھا ہو جائے گا نا۔۔ ان کی خاموشی پہ
دوبارہ کہا تو دادو کچھ نرم پڑیں۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے۔۔ لیکن سالار کو بتا دو۔۔

ٹھیک ہے۔۔ میں پوچھ لیتی ہوں۔۔ خوشی سے چہکتے
وہ روم میں واپس چلی گئی۔۔ پھر اپنی تھوڑی بہت
پیکنگ کی اور واپس باہر آئی۔۔

ناشتہ جلدی سے کیا اور دو گھنٹے کی راستے میں پیٹ
پوجا کے لیے چیزیں بھی سمیٹ لیں۔۔

سالار کو پوچھنا تو کیا بتانا بھی یاد نہیں رہا تھا۔۔

اگلے ڈھائی گھنٹے میں وہ گاؤں پہنچ چکی تھی اور سالار
کو معلوم ہی نہیں تھا۔۔

اوف کتنے مزے کے دن تھے یہاں۔۔ سوچتے اس
نے وہی چارپائی دیکھی جہاں پہ وہ اور سالار سوتے
تھے وہ لمحات سوچ کے چہرا بلا وجہ گلال ہوا۔۔

تم لیٹ جاؤ۔۔ دادو نے اسے تاکید کی تو وہ لیٹ گئی
۔۔ داجی اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔۔ برآمدے
میں لگا پنکھا ہلکی کھڑکی کی آواز پہ شور پیدا کر رہا تھا
جس میں ساوری کو فوراً نیند آگئی تھی۔۔

آنکھ تب کھلی جب پاس رکھا موبائل رنگ ہوا۔۔ اٹھا
کے دیکھا تو سالار کی کال تھی۔۔ دل زور سے دھڑکا
۔۔

اٹھائے یا نا اٹھائے کے سوچنے کے درمیان میں ہی
کال بند ہو گئی۔۔

کچھ سیکنڈ بعد دوبارہ آنے لگی تو فوراً پک کی۔۔

کہاں تھی کال کیوں نہیں اٹھائی فوراً۔۔

و۔۔ وہ میں لاونج میں تھی اور موبائل روم میں۔۔

ہم۔۔ طبعیت کیسی ہے۔۔ اس کے طبعیت پوچھنے کے
لیے فون کیا تھا اس نے۔۔

ٹھیک ہوں۔۔ آپ بتائیں۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں۔۔ سالار نے لیپ ٹاپ کی
سکرین فولڈ کرتے وال کلاک پہ ٹائم دیکھا۔۔ دوپہر
کے دو ہونے والے تھے۔۔

کیا کر رہی تھیں۔۔

کچھ نہیں۔۔ بس کھانا کھانے لگی ہوں۔۔

اوکے۔۔ امی لوگ چلے گئے ہیں۔۔

جی۔۔ ساوری دانت دبائے اس کا جواب دے رہی
تھی۔۔

ٹھیک ہے۔۔ میں گھر چکر لگاؤں گا کچھ دیر میں اگر
کچھ منگوانا ہے تو بتا دو۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ آپ نے کیوں آنا ہے۔۔ گھبراہٹ سے
کھڑی ہوئی۔۔

کیا مطلب کیوں آنا ہے۔۔

ہ۔۔ ہاں کیوں آنا ہے کوئی کام نہیں ہے تو۔ ایویں
پیٹرول خرچ ہو گا۔۔

کیا ہو گیا ہے۔۔ طبعیت تو ٹھیک ہے تمہاری۔۔

ہاں جی۔۔ ٹھیک ہوں میں۔۔ گھبراہٹ میں وہ کیا
بول رہی تھی اسے خود بھی اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔۔
ا۔۔ آپ نا آئیں۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔ سالار نے فکر مندی سے کہا۔۔
پھر کچھ دیر بعد کال بند کر دی۔۔ ساوری کو اب ڈر
لگنے لگا تھا۔۔ سالار کو بتا بھی نہیں سکی تھی۔۔ اوف
اگر وہ شام کو گھر آتا اور اسے نا دیکھتا تو کیا حال
کرتا وہ اس کا۔۔ سوچتے دل میں خوف نے ڈیرے

جمائے۔۔ دادو دوسری چارپائی پہ سو رہی تھیں۔۔

آرام سے جوتے پہنتے وہ اپنے اور سالار کے روم میں
آئی۔۔

یا اللہ۔۔ میں بھی ناکتنی پاگل ہوں جزبات میں بہہ
کے کچھ بھی کر دیتی ہوں اب ہی مجھے کتنا ڈانٹیں
گے۔۔ پریشانی سے سوچتے چہرے کا رنگ پھیکا پڑنے
لگا۔۔

رات تک بے سکونی میں ہی رہی۔۔ دس بجے کے
قریب دوبارہ سالار کی کال آئی تو دل حلق میں آیا
--

تم کس کی اجازت سے گاؤں گئی ہو۔۔ کرخت آواز
فون میں گونجی تو ساوری کی ریڑھ کی ہڈی سنسا اٹھی
--

و۔۔ وہ دادو۔۔

جسٹ شٹ اپ۔۔ امی کبھی نہیں کہہ سکتیں ایسا۔۔
تم خود گئی ہو اور اب وہیں رہنا۔۔

فون بند کرتے وہ اس سے سخت ناراض ہو گیا تھا اور
ساوری کی رہی سہی جان بھی نکل گئی۔۔

اوقف۔۔ اللہ میں کیا کروں اب۔۔ سوچتے بیڈ پہ
لیٹ گئی۔۔ ادھی رات تک کروٹیں بدلتی رہی پر نیند
نہیں آئی۔۔ پھر اٹھ کے باہر آئی تو نظر دوبارہ چار
پائی پہ پڑی۔۔ داجی اور دادو کی الگ چارپائیاں تھیں
۔۔

اندر آتے موبائل اٹھایا نا کوئی میسج نا کال۔۔ دل میں
اداسی چھائی۔۔

سالار کا حال بھی اس سے کچھ کم نہیں تھا رات کا
آخری پہر تھا اور وہ ساوری کو سوچے جا رہا تھا
۔۔ چھٹانک بھر کی لڑکی اس سے قابو نہیں ہو رہی
تھی اب۔۔ اوندھے منہ ہوتے اس نے وہ تکیہ اٹھا
کے اپنے بازوؤں میں دبایا جو ساوری رکھ کے سوئی
تھی۔۔ اس کی خوشبو کا جھونکا ناک سے ٹکرایا تو ایک
انجانا سا سکون دل کی گہرائیوں میں اتارا۔۔

بے وقوف لڑکی۔۔ بڑبڑاتے تکیے سے بیرڈ رگڑی۔۔
اب اگر وہاں اسے کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو کون

کام کرتا اس کے۔۔ دادو اور داہی ویسے بوڑھے تھے
اور کام والی بھی بس دن میں ہوتی تھی۔۔ دل میں
بہت سے خیال آرہے تھے اسے لے کر۔۔

ساوری بھی بے چینی سے اٹھ کے واپس باہر آئی
۔ ہلکی چاندنی اور صحن میں پڑی ان کی چارپائی۔۔ اس
پہ آ کے لیٹتے انکھیں موندیں کہ شاید نیند آ جائے
۔۔ پر نیند آنے کی بجائے اسے ایسے محسوس ہوا جیسے
سالار کا نرم سالمس اس کی کمر پہ دوڑ رہا ہے۔۔
سانس کھینچتے اسے محسوس کیا تو ہونٹوں کے کونے

بے ساختہ پھیلے۔۔ بے چینی سے اپنے پیٹ پہ ہاتھ
رکھتے کسمپائی۔۔

اس کا رومینس کرنے کا دل کر رہا تھا۔۔ آنکھیں
موندے شاید وہ کسی اور دنیا میں گم تھی جہاں سالار
اس کے پاس تھا اس کے ساتھ جان لیوا شرارتیں
کرتا اس کی بہکتی سانسیں کھینچتا ہوا۔۔ بے ساختہ
ایک میٹھی سی سسکاری نکلی تو آنکھیں کھولیں۔۔ اس
پاس دیکھا تو کچھ نہیں تھا۔۔ شرم سے لال ہوتے چہرا
ہاتھوں میں چھپا لیا۔۔ شکر ہے رات تھی۔۔

اوقف اللہ آئندہ کبھی ان سے دور نہیں آؤں گی۔۔
اب وہ پاس نہیں ہیں ورنہ میں انہیں بتاتی رومینس
کیا ہوتا ہے۔۔ اسی کے بارے میں سوچتے فجر کی
اذانوں سے کچھ دیر پہلے اس کی آنکھ لگ گئی تھی

یونیورسٹی میں چاروں طرف ہلا گلا مچا تھا۔۔ آج ان
کی یونیورسٹی میں کنسرٹ تھا اور بے تحاشہ لوگ جمع
تھے۔۔ گیسٹس اور سٹوڈنٹس۔۔ ہادی کانوں میں میں
ہینڈ فری ٹھونسے کوریڈور میں چل رہا تھا جب ایک

لڑکی تیزی سے اس کی طرف آتے ٹکرائی۔۔

موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے بچا تھا۔۔

اوہ ہیلو۔۔ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اپنا

موبائل دیکھا۔۔ پھر اسے اپنے سینے سے لگایا۔۔ لڑکی

حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ موبائل سے اتنی

محبت۔۔

سوری۔۔ مجھے وہ لسٹ دیکھنی تھی۔۔ انگلی سے اشارہ

کرتے منہ ٹیڑھا کیا اور چشمہ سیدھا کرتے اسے

کر اس کرتے آگے بڑھ گئی۔۔

ہادی کندھے اچکاتے دوبارہ موزک لگاتے اگے چلا
آیا۔۔

جیسی۔۔ یار یہاں نہیں ہے تیرا نام۔۔ ابھی وہ
سونگ سلیکٹ کر رہا تھا جب اسے اپنے پیچھے سے
آواز آئی۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی پلٹ کے دیکھا۔۔
ایک اور لڑکی اس چشمے والی لڑکی کے پاس کھڑی
کچھ بات کر رہی تھی۔۔

یہ کیسا نام تھا جیسی۔۔ ہونٹ ٹیڑھے کرتے وہ پھر
سے لا پرواہی برتنے اگے بڑھ گیا۔۔

یار۔۔ تم کتنی بتمیز ہو۔۔ جیسی نے مشی کو غصے سے
دھپ رسید کی۔۔ وہ لڑکا کیا سوچے گا میرے بارے
میں۔۔

کچھ نہیں سوچے گا۔۔ بس تم دیکھتی جاؤ۔۔ کیسے ہم
اسے پھنساتے ہیں۔۔
مشی ریلیکس تھی۔۔

ساری رات جاگنے کے بعد اب آنکھوں کے ڈورے
سرخ ہو رہے تھے۔۔ اس کے باوجود وہ آفس چلا آیا

-- ساوری کو کال کرنے کی دوبارہ کوشش نہیں کی
تھی۔۔ جسے اس کی فکر نہیں تھی وہ کیوں کرتا۔۔ سر
جھٹکتے اپنی چمیر پہ بیٹھا اور لیپ ٹاپ کھولا۔۔
آج پھر گاڑیوں کا نیو سٹاک آنا تھا اور بہت
مصروفیت تھی۔۔

ابھی وہ لوکیشن چیک کر رہا تھا۔۔ کہ اس کے موبائل
پہ بیپ ہوئی۔۔
سآوری کا میسج تھا۔۔

اسلام و علیکم ہی جان۔۔ آگے ایک کس والا ایموجی
تھا۔۔

وعلیکم السلام۔۔ سالار نے منہ میں ہی جواب دیا پر
رپلائے نہیں کیا۔۔

تھوڑی دیر بعد کال آنے لگی۔۔ سالار نے وہ بھی
اگنور کی۔۔

ہیبیبی۔۔ میری طبیعت خراب ہے پلیز لے جائیں
مجھے یہاں سے۔۔ پھر اس نے ایک اور میسج لکھ کے

بھیجا جس پہ سالار کا دل بے چین ہوا۔۔ فوراً کال کی

--

طبعیت کو کیا ہوا ہے۔۔ میں آرہا ہوں لینے۔۔ لیپ

ٹاپ وہیں کھلا چھوڑ کے ہی وہ اٹھ آیا تھا۔۔

مجھے نہیں پتہ کیا ہوا ہے بس پیٹ میں درد ہے۔۔

اوکے۔۔ امی کہاں ہیں ان سے بات کرو او۔۔ وہ

پریشانی سے تقریباً بھاگتے ہوئے بانک تک آیا۔۔ پھر

بانک سٹارٹ کرتے موبائل کندھے اور گال کے

درمیان دباتے پوچھا۔۔

وہ گھر نہیں ہیں۔۔ آپ کب تک ائیں گے۔۔

مجھے آنے میں ٹائم تو لگے گا نا اب۔۔ دو گھنٹے کا سفر

ہے کس نے کہا تھا منہ اٹھا کے چلی جاؤ۔۔ عجیب

لڑکی ہو تم۔۔۔

اچھا اب ڈانٹیں نا۔۔ اجائیں۔۔

آ رہا ہوں۔۔

آرام سے انا۔۔ پیٹ کا درد ٹھیک ہو گیا ہے۔۔ ہنسی

ضبط کرتے ہ مسکائی۔۔

یار۔۔ سالار اب نکل آیا تھا۔۔ گردن نفی میں ہلاتے
کال بند کی۔۔ وہ کبھی نہیں سدھر سکتی تھی۔۔

پھر پہلے گھر آیا گاڑی نکالی اور اس پہ وہ اسے گاؤں
لینے آیا تھا۔۔

وہاں پہنچتے ہیں ساوری کی اتری ہوئی شکل دیکھنے کو ملی
۔۔

ائی ایم سوری۔۔ اور ائی مس یو۔۔ داجی کہیں گئے
ہوئے تھے اور دادو اپنے روم میں تھیں۔۔ انہیں نہیں
پتہ تھا سالار اسے لینے آنے والا ہے۔۔ سو ساوری

اکیلی ہی اسے باہر ملی تو ہمیشہ کی طرح ہگ کرتے
بڑے بیٹھے انداز میں کہا۔۔ سالار کا غصہ جھاگ کی
طرح بیٹھا تھا۔۔

میشی۔۔ تم یہاں بیٹھی ہو اور میں تمہیں پوری یونی
میں ڈھونڈھ چکی ہوں۔۔ جیسی اپنی بکس اٹھائے
اس کے پاس دھپ سے بیٹھی۔۔ اس کے ہاتھ میں
لابریری سے لائی ہوئی بکس کا ایک پورا بندل تھا۔۔

یہ پکڑو اور یہ ہمارے گھر پہنچانے کی ذمہ داری
تمہاری ہے۔۔

واٹ۔۔ تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔۔ میں یہ۔۔ اتنا ڈھیر
۔۔ اور وہ بھی تمہارے اس گھر میں۔۔ جہاں سائیکو
لوگ رہتے ہیں۔۔

مانڈ یوور لینگویج۔۔ میری فیملی سائیکو نہیں ہے۔۔
اسے برا لگا۔ ناک سے چشمہ اوپر کرتے گھورا۔ وہ بس
پوزیسو ہیں۔۔

کون سی ٹائپ کی پوزیسیونس ہے یہ کے بکس پڑھنے
سے روکتے ہیں تمہیں۔

بکس نہیں۔۔ ناول۔۔ جیسمن نے فوراً تصحیح کی۔۔

واٹ ایور۔۔ میں نہیں لے کے جاؤں گی۔۔ میں نے
مار نہیں کھانی تمہاری ممی سے۔۔

پلیز پلیز۔۔ دیکھو تمہارا بیگ بھی اتنا بڑا ہے۔۔ اس
میں تم ڈال لینا۔۔

تم میرا بیگ لے جاؤ ایک دن کے لیے۔۔ میشاء نے
مشورہ دیا۔۔

نا پھر تم رہنے دو۔۔ میں کوئی اور جگاڑ لگا لوں گی
۔۔ وہ ساتھ ساتھ بکس کھول کے دیکھ رہی تھی۔۔
اسے ناول پڑھنے کا کریز تھا۔۔ سمجھو وہ سانس لینا تو
چھوڑ سکتی تھی لیکن ناول پڑھنا نہیں چھوڑ سکتی
تھی۔۔۔

میشی خاموش ہو گئی۔۔ پھر نظریں گھماتے اس کے
ذہن میں آئیڈیا آیا۔۔

کیوں نہ ہادی جیجو کو یہ کام سونپا جائے۔۔۔

بکواس بند کرو۔۔ جیسی نے چشمہ اتارتے گھورا۔۔ تم
چاہتی ہو میرے گھر والے مجھے گھر سے نکال دیں
اب۔۔

نہیں نا۔۔ گھر سے کیوں نکالیں گے۔۔ دیکھو میرے
ذہن میں ایک آئیڈیا ہے۔۔ جو یہ بکس بھی تمہارے
گھر پہنچا دے گا اور ہادی کی نظر کرم بھی تمہاری
طرف ہو جائے گی۔۔

ہمممم کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ راضی ہو گئی۔۔

اوکے۔۔ پہلے اسے ڈھونڈتے ہیں۔۔

میشی نے سارے ناول اٹھا کے اپنے بیگ میں ڈالے
۔۔ وہ اتنا وزنی ہو گیا تھا کہ بمشکل ہی وہ بیگ اٹھا
پائی تھی۔۔

یار۔۔ یہ مجھ سے نہیں اٹھایا جانا تم بھی ہاتھ لگاؤ۔
۔ اب بکس کا اتنا وزن بھی نہیں ہے جتنا تم ناٹک کر
رہی ہو۔۔ جیسمن نے گھورا۔۔

دونوں ایک ایک ہاتھ سے بیگ اٹھائے ہادی کے
ڈیپارٹمنٹ کی طرف آئیں۔۔ پھر انتھک محنت کے

بعد انہوں نے ہادی کے دوست ڈھونڈھے اور انہیں
ساری بات سمجھائی۔۔

بیگ ان کے حوالے کر کے واپس چلی آئیں۔۔
دوسری طرف ہادی کینیٹین میں کھانا کھا رہا تھا۔
جب واپس آیا تو فصیح اس کا منتظر تھا۔۔

یار یہ لڑکی دیکھی ہے تم نے کبھی۔۔ اس بیگ سے
نکالا ہوا پاؤچ ہاتھ میں پکڑے اس نے آئی ڈی کارڈ
اس کے سامنے کیا۔۔

نہیں۔۔ اس کے پاس بیٹھتے بغور چہرا دیکھا۔۔ اس نے
نہیں دیکھا ہوا تھا اسے۔۔

یار۔۔ پتہ نہیں میری جگہ پہ یہ کس کا بیگ پڑا ہے
۔۔ کب سے کوئی لینے بھی نہیں آرہا۔۔ اور وزنی بھی
کافی ہے۔۔

کھول کے دیکھو اندر کیا ہے۔۔ یہ نا ہو کوئی تمہیں
پھنسانا چاہ رہا ہو۔۔

مجھے کوئی کیوں پھنسائے گا۔۔ فصیح نے بیگ کی زپ
کھولی تو اندر بکس ہی تھیں۔۔ ایک بک نکالتے ان
کے چہروں پہ ہنسی آئی۔۔

یہ کوئی ناول لوور ہے۔۔ چلو۔۔ جلدی آ جائے گی
لینے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

تمہیں کیسے پتہ لینے آ جائے گی۔۔ فصیح نے اسے
گھورا۔۔

ایسی لڑکیوں کو جان سے پیارے ناول ہوتے ہیں
۔۔۔ وہ مرنا تو پسند کر لیں گی لیکن ناول نہیں بھولیں
گی۔۔۔۔

تمہیں بڑا پتہ ہے۔۔۔ وہ مشکوک ہوا۔۔ تو ہادی ہنس
دیا۔۔

بس ایسے ہی۔۔ جس چیز کا نشہ لگ جائے وہ کب
چھوٹی ہے۔۔۔۔ اس کے سامنے ہدہ کا معصوم چہرا
لہرایا۔۔

اچھا تم کہتے ہو تو ایسا ہی ہوتا ہو گا۔ ان کا پلین
فیل ہو چکا تھا۔ فصیح اب زبردستی اسے کنوینس بھی
نہیں کر سکتا تھا کہ وہ لازمی بیگ جیسمین کے گھر
پہنچائے۔۔

سالار کے آفس میں اس کا لیپ ٹاپ ایسے ہی کھلا
پڑا تھا جب مینجر اندر داخل ہوا۔۔
ان کی لوکیشن شو ہو رہی تھی۔۔ اور وہ پہنچنے والے
تھے۔۔

سر کہاں گئے ہیں۔۔ لیپ ٹاپ کی سکرین کچھ حد تک
نیچے کرتے وہ باہر نکلا پھر سامنے بیٹھے ایمپلائے سے
پوچھا۔۔

پتہ نہیں۔۔ تیزی سے گئے ہیں بتایا بھی نہیں۔۔ فون
پہ بات کر رہے تھے کسی سے۔۔ حفصہ نے فائل
سیدھے کرتے بتایا۔۔

ہممم۔۔۔ باسٹ اپنی پاکٹ سے موبائل نکلتے واپس
آفس میں آیا۔ اور سالار کو کال کی۔۔

سالار ساوری کو لے کے واپس آرہا تھا۔۔ موبائل بجا
تو نکال کے کال پک کی۔۔۔

آپ کہاں ہیں سر۔۔۔ گاڑیاں پہنچنے والی ہیں۔۔۔
کتنا ٹائم ہے میرے پاس جلدی بتاؤ۔۔۔ موبائل
سامنے کرتے ٹائم دیکھا۔۔۔

پندرہ سے بیس منٹ۔۔۔

اوکے۔۔۔ تیس منٹ تک انہیں ہینڈل کرو۔۔۔ میں پہنچ
جاؤں گا۔۔۔ اور میرے لیپ ٹاپ سے ساری ڈیٹیلز
نکال لینا۔۔۔

او کے سر۔۔ باسط فون بند ہوتے واپس آیا۔ اور کام
کرنے لگا۔۔

تمہاری وجہ سے میں لیٹ ہو جاؤں گا۔۔ کال بند
کرتے سالار نے ساوری کو دیکھا۔۔ جو مسلسل اسے
ہی دیکھ رہی تھی۔۔

سوری۔۔ افسردگی سے کہا۔۔ میں آپکے مسئلوں میں
اضافہ کرتی ہوں۔۔ اسے افسوس ہوا۔۔

نہیں۔۔ بس تم بچوں والی حرکتیں کرتی ہو۔۔ اب
بڑی ہو جاؤ۔۔ ماں بننے والی ہو۔۔ سالار نے نرمی سے

جواب دیا گاڑی کی سپیڈ لمحہ بل لمحہ تیز ہو رہی تھی
۔۔ اسے بیس منٹ میں آفس پہنچنا تھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ میں آئندہ ایسا کچھ بھی نہیں کروں گی
جس سے آپ کو مشکل ہو۔۔

مجھے مشکل نہیں ہوتی۔۔ بس کبھی کبھی حالات ایسے
ہوتے ہیں جس وجہ سے میرے لیے مینج کرنا مشکل
ہو جاتا ہے۔۔۔ اب اگر تم گھر پہ ہوتی تو میں ساری
ڈیٹیل خود دیکھتا۔۔ وہاں سارا کچھ خود چیک کرتا۔۔

ایم سوری نا۔۔

سوری نا کہو۔۔ سالار نے اس کا ہاتھ تھامتے خفگی سے
کہا۔۔ ایک لمحے کے لیے اس کی نظر ساوری کی
طرف اٹھی تھی جو سامنے دیکھ رہی تھی۔۔
ہی۔۔ سامنے دیکھیں۔۔ ساوری نے ٹوکا۔
تم بھی تو کب سے دیکھ رہی ہو۔۔ وہ مسکرایا۔۔
میں ڈرائیو نہیں کر رہی۔۔ اور سپیڈ بھی کم کریں۔۔
نہیں۔۔ سالار نے سنجیدہ ہوتے اس کا ہاتھ چھوڑا اور
ساری توجہ ڈرائیونگ کی طرف مبذول کروائی۔۔

اسے گھر چھوڑنے کی بجائے وہ سیدھا شوروم آیا تھا
فواد اینڈ سنز کے لوگ پہلے ہی آچکے تھے۔

بیرون ملک سے جو مال آرہا تھا وہ ابھی تک نہیں
پہنچا تھا۔

تمہارا اندازہ غلط نکلا۔ مینجر کو گھورتے وہ باہر نکلا۔
ساوری اندر ہی بیٹھی رہی۔۔۔

کچھ دیر بعد ہی بڑی بڑی گاڑیاں انہیں دور سے آتی
دکھائی دیں جن پہ اور چھوٹی گاڑیاں رکھی ہوئی تھیں

ساوری اشتیاق سے سب دیکھتی رہی ساتھ ساتھ ٹماٹر
بھی کھا رہی تھی (آج کل اسے لذیذہ کھیر کے بادام
چھوڑ کے کھٹے میٹھے ٹماٹر کھانے کا بہت من کرتا تھا
۔۔)

کافی دیر لگ گئی تھی انہیں۔۔ پھر جب وہ لوگ لہج
کرنے چلے گئے تو سالار اس کی طرف آیا۔۔ شرٹ
پسینے سے بھیگ چکی تھی۔۔

پانی پئیں گے۔۔ سامنے رکھی بوٹل اٹھا کے اس کی
طرف کی جو سالار نے پکڑ لی۔۔

تم پیچھے لیٹ جاتیں۔۔۔

نہیں۔۔ میں دیکھ رہی تھی آپ کو۔۔ مسکراتے اس کا
چہرا دیکھا۔۔ آپ سب سے ہینڈ سم لگ رہے تھے۔۔
اس کا انداز اتنا دلفریب تھا کہ بے اختیار سالار کی
دھڑکنوں میں شور برپا ہوا۔۔

اچھا۔۔ ایک لفظی جواب دیتے اس کا چہرا دیکھا۔۔
اب گھر چلتے ہیں۔۔

اوکے۔۔ وہ ابھی بھی مسکرا رہی تھی۔۔ گاڑی ٹرن
کرتے سالار نے ماتھے سے بازو کی پشت سے پسینہ
صاف کیا۔۔

لنچ گھر جا کے کرو گی یا یہیں ہوٹل میں کرتے ہیں
۔۔

نہیں گھر جا کے۔۔ مجھے سونا بھی ہے۔۔

اوکے۔۔ رات بھر کیا کیا ہے۔۔

رو مینس۔۔ بے ساختہ منہ سے نکلا اور سالار کا پاؤں

بریک پہ پڑا۔

واٹ۔۔

نہیں کیا نہیں ہے۔۔ میرا مطلب ہے۔۔ اس نے
آنکھیں سختی سے بند کیں۔۔ ایکچولی رات کو میں آپ
کو مس کر رہی تھی تو بس ایسے ہی۔۔

ایسے ہی کیا۔۔ گاڑی دوبارہ نارمل سپیڈ پہ دوڑنے لگی
۔۔

کچھ نہیں۔۔ بس میں نے آپ کو مس کیا۔۔

سالار اس کی باتیں سمجھ گیا تھا پھر بھی کریدا۔۔

بتاؤ مجھے ٹھیک سے۔۔ تم نے اکیلے رومینس کر لیا
مجھے بھی ٹرک۔۔ اس کی باتوں سے ساوری کا چہرا
سرخ گلال ہو رہا تھا۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے ہی۔۔ بس آپ کو سوچا اور کچھ
نہیں۔۔ سوچنا بھی تو رومینس ہی ہے نا۔۔
ہاں۔۔ تمہارا مجھے مسلسل دیکھنا بھی رومینس ہی ہے

ابھی آپ بس فری ہو گئے ہیں یا واپس آنا ہے افس
۔۔ ساوری نے بات بدلی۔۔

آؤں گا۔۔ ابھی تو بس مال اتر وایا ہے۔۔ حساب کتاب
باقی ہے۔۔

اوکے۔۔ باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا۔۔ گھر آکے
سالار نے شاور لیا تھا دونوں نے مل کے کھانا کھایا ور
پھر وہ واپس چلا گیا۔۔
ساوری بھی سو گئی تھی۔۔

آدھا گھنٹہ چار گھنٹے کے برابر ہوتا ہے یہ مجھے آج "

معلوم ہوا۔ "زیب جو بالکل تیار تھا بن سنور کے

صوفے پر بیٹھے زوہا کی طرف دیکھ کر کہا۔

جو آئینے کے سامنے پچھلے دو گھنٹوں سے بیٹھی تیار

ہو رہی تھی۔ کپڑے منتخب کرنے سے لے کر واش

روم سے نکلنے تک کے سفر میں وہ پہلے ہی دو گھنٹے لگا

چکی تھی۔ اب کبھی میک اپ کو درست کرنا تو کبھی

ہیئر اسٹائل کو زیب کی بات زوہا کا دھیان کھینچنے میں

ناکام رہی تھی اس لئے اس نے دوبارہ اپنی بات
دہرائی۔

زوہا میڈم! "مجبوراً نرم لہجے میں کہا۔"
ہممم "سنگار میز کے سامنے میک اپ کرنے میں"
مصروف زوہا نے جواب دیا۔

تم نے فرکس میں کون سے وقت کے بارے میں "
پڑھا تھا جہاں چار گھنٹے گزرنے کے بعد آدھا گھنٹہ
گزرتا ہے؟" زیب کے غیر متعلقہ سوال کو زوہا نے

نظر انداز کیا اور اپنی توجہ اپنے بناؤ سنگھار پر مرکوز
کئے رکھی۔ زیب کچھ بھی کرنے سے قاصر تھا کیونکہ
ایک تو زوہا کے سامنے اسکی چلتی نہیں دوسری بات
یہ کہ بہت کم ہی ایسے مواقع ہوتے ہیں کہ زوہا کسی
کام سے مطمئن ہو جائے۔ ہر بار ہر چیز کو بہتر سے
بہتر بنانے میں لگی رہتی ہے اور یہ چار گھنٹے لگانا، اس
کی فطرت کو ظاہر کر رہے تھے۔ زیب اب اکتا کر
موبائل میں مصروف ہو گیا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد بلاختر
اُسے وہ جملہ سنائی دیا جس کا اُسے زوہا کی دنیا کے

حساب سے پچھلے آدھے گھنٹے سے انتظار تھا اور وہ
"جملہ تھا،" بس لپ سٹک لگا لوں تو بس میں تیار۔
زیب نے اب موبائل جیب میں رکھ دیا تھا اور وہ
اب زوہا کی طرف مکمل متوجہ ہو چکا تھا۔ زیب
صوفے پر بیٹھا کچھ ایسے زاویے سے زوہا کو دیکھ رہا
تھا جہاں سے اُس کی شکل نظر نہیں آرہی تھی ایک
سائڈ دکھائی دے رہا تھا جو کافی نہیں تھا زوہا کی
تیاری کا اندازہ لگانے کے لئے۔

سنگھار میز پر میک کے اتنے سارے پروڈکٹس کے
بیچ اُسکے لئے اگلا کٹھن مرحلہ تھا لپ اسٹک کا شیڈ
منتخب کرنا۔ آخری مگر سب سے مشکل مرحلہ جس
میں چھوٹی سی کوتاہی سے بھی زوہا کے صبر کا پیمانہ
لبریز ہو جاتا ہے۔ شیڈ کے لئے وہ تین چار شیڈز اٹھا
کر سب کا بغور مشاہدہ کرنے کے بعد وہ طے کر چکی
کا استعمال کرنے لگی ہے۔ neon red تھی کہ وہ
باقی شیڈز کو رکھ کر وہ انتہائی نرمی سے شیڈ کو اپنے
ہونٹوں پر اتارنے لگتی ہے۔ زیب خاموشی سے یہ

سارا منظر دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل میں وہ شاید
fingers crossed کر چکا تھا کیونکہ یہ مرحلہ اب
ایسا تھا کہ زوہا کے موڈ کا سارا دار و مدار اسی پر تھا۔
اچھا اور میچنگ شیڈ مطلب ایک خوشگوار موڈ اور
تھوڑا سا اگر مزاج کے خلاف لگے تو موڈ خراب
ہونے میں دیر نہیں لگتی۔

لیپ سٹک لگ چکی تھی اور اب وہ اپنا مشاہدہ کرنے
لگی تھی۔ سب پاس تھا مگر لیپ سٹک شیڈ سے وہ
زیادہ مطمئن نہیں تھی وہ بار بار آئینے میں دیکھ کر

کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ زیب کو اندازہ ہونے لگا تھا کہ
زوہا کو شاید لیپ سٹک پسند نہیں آئی۔ اور وہی ہوا
زوہا نے ٹشو پیپر نکال کر اپنی لیپ سٹک مٹانا چاہی
جسے بروقت کاروائی پر کچھ حد تک زیب نے ناکام بنا
دیا تھا۔ زیب یوں اچانک اُسکے سامنے آیا تھا اور اس
کو اتنا تیار دیکھ کر کچھ لمحے کے لیے مسمرائز ہوا۔
اُس کی خوبصورت چہرے کے ہر ایک پہلو کو اس نے
چند لمحوں میں ہزار بار آنکھوں سے گزار لیا تھا

یار مجھے نہیں پسند یہ شیڈ۔ میں مٹا رہی ہوں "۔
اسے۔ "قدرے غمگین انداز میں بولی تھی۔

زیب ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے، "یار اتنی پیاری تو
"لگ رہی ہو۔ لیپ سٹک بھی بالکل میچ کر رہا ہے۔

نہیں مجھے نہیں پسند بس میں مٹا رہی ہوں۔ "زوہا"
نے اتنی محنت کی تھی اور اب اسے رونا آرہا تھا۔
آنسو بالکل پلکوں کے نہج پر کھڑے آزاد ہونے کو
تیار تھے۔

اچھا لاؤ مجھے دو ٹشو میں مٹا دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر "

زیب نے اس کے ہاتھ سے ٹشو لے لیا اور اس کے

ہونٹوں سے لپ اسٹک ہٹانے لگا۔ زوہا کی آنکھوں

سے آنسو نکلے تو زیب اور اسکے قریب آیا

ارے رونا نہیں میری جان۔ اتنی سی تو بات ہے "

بس تھوڑی دیر اور پھر تم دوسرا شیڈ لگا لینا۔" زیب

نے اسکے گالوں سے آنسو پونچھ لئے مگر ان سب

میں وہ اتنا کھو چکا تھا کہ اُس نے ٹشو زوہا کے ہاتھ

میں پکڑا کر خود دستبردار ہو گیا۔

کیا ہوا زیب؟" زوہا نے فکر مندی سے پوچھا۔"

یار میری نیٹ تھوڑی سی خراب ہو گئی ہے۔ بہتر "

ہے تم خود ہٹا دو اسکو۔ نہیں تو۔۔۔۔!" وہ چند قدم

پیچھے ہٹتے ہوئے مسکرایا تھا۔

نہیں تو کیا؟" زوہا نے اسکی آنکھوں میں شرارت "

کو بھانپ لیتا۔

نہیں تو تمہاری لیپ سٹک اترنے کی بجائے "
تمہارے چہرے پر پھیل بھی سکتی ہے۔" شرارت اور
رومانس کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اس نے
اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا۔

اتنا بھروسہ ہوتا خود پر تو پیچھے نہیں ہٹتے۔ "زوہا"
نے اُسے گرین سگنل دے کر زیر لب مسکرا دیا تھا۔
میں کسی کے دُکھ کا فائدہ اٹھاتے اچھا تھوڑی لگوں "
گا۔" زیب نے خود اپنی تعریف کرتے ہوئے خود کو

بہت معصوم ظاہر کرنا چاہا مگر زوہا کے اگلے عمل سے
اسکی معصومیت ہوا میں زائل کر دی

دُکھ کو سکون میں بدلنے کا ہنر آنا چاہئے بس۔۔۔"
کہتے وہ زیب کے بالکل قریب آکر اسکی آنکھوں میں
وہ شدت تلاش کر رہی تھی جو اسے اس خاص وقت
میں مطلوب تھی۔ زیب کے لئے اب پیچھے ہٹنا نا
ممکن ہو چکا تھا۔ مگر پھر بھی اُس نے ایک آخری بار
کنفرم کرنا چاہا، "ہمارا پلان کینسل ہو سکتا ہے سوچ

لو؟" اُسکے گال پر نرمی سے انگوٹھا چلاتے ہوئے وہ
بولی۔

زوہا جو اب آنکھوں کو بند کر کے محسوس کرنے لگی
تھی، "فرق نہیں پڑتا یہ پل سب سے بہتر ہے ہر
"ایک پلان سے۔

اتنا سننا تھا کہ زیب نے اُسکے ہونٹوں پر بوسا دیا،
"جو حکم شہزادی صاحبہ۔

ماحول اب مکمل بدل چکا تھا۔ فضا میں صرف محبت کی
شدت تھی اور اُس پر شدت فضاء میں دو لوگ اپنی

مرضی سے اپنا آپ ایک دوسرے کو سونپ چکے
تھے۔ زوہا جس کے ہونٹوں پر لپ سٹک پھیلی ہوئی
تھی وہ اب زیب کے ہونٹوں سے چہرے اور چہرے
سے ہوتے ہوئے گردن تک پھیل چکی تھی۔ زیب
کے ہونٹوں کو لپ اسٹک لگ چکی تھی اور وہ ہر
گزرتے لمحے کے ساتھ زوہا کے بدن پر اپنی محبت
کی نشانی چھوڑتا چلا جا رہا تھا۔

رک جاؤ "زوہا نے اُسے روک کر ایک بار آئینے "
میں دیکھا اور بے اختیار ہنس دی۔ زیب بھی دیکھ کر

ہنس دیا تھا کیونکہ اُسکے پورے چہرے اور گردن پر
نشان پڑ چکے تھے۔

تمہاری قربت ہر مسئلے کو دور کر دیتی ہے۔ " "
دونوں ہاتھ زیب کے گردن کے گرد لپیٹ کر وہ
انتہائی رومانوی انداز میں بولی تھی۔

اور میرا یہ نشان لگانے کا ہنر؟ " اُسے اب اپنی "
تعریف سننی تھی۔

ہممم ٹھیک ہے مگر اس پر اور محنت کرنا ہوگی۔ " "
لہجے میں شرارت لئے اس نے زیب کو چھیڑا تھا۔

ابھی محنت کر کے ٹھیک کر دیں گے" یہ کہنا تھا کہ "
زیب نے زوہا کو اٹھا کر بیڈ پر پھینک دیا تھا۔ منظر
شدید ترین ہو چکا تھا اور اب پلان مکمل طور پر
کینسل ہو چکا تھا۔

جیسمن سارا دن انتظار ہی کرتی رہی تھی۔۔ اسے
ناول تو کیا خالی بیگ بھی نہیں ملا تھا۔
میشی کو کال کی تو اس نے بھی کال پک نہیں کی۔
پتہ نہی کیوں اسے ہادی اتنا اچھا لگتا تھا۔ پچھلے دو

سال سے وہ بس دور دور سے اسے دیکتی آئی تھی۔۔
پھر میشی اس کی زندگی میں آئی۔۔ میشی سے اس کی
فرینڈ شپ دو تین ماہ پہلے ہی ہوئی تھی اور اتنی
گہری ہو گئی تھی کہ دونوں نے اپنے تمام راز ایک
دوسرے کو بتا دیئے تھے۔۔

اس کے پاس ہادی کا نمبر بھی تھا لیکن کبھی کال
کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔۔ پر آج ناولز کی وجہ سے
اس کی جان نکل رہی تھی سو دل کڑا کر کے اس کا
نمبر نکالا اور کال ملائی۔۔

ہادی اپنے موبائل پہ میچ دیکھ رہا تھا۔۔ ان نون نمبر

سے کال آئی تو پہلے اگنور کر دیا۔۔ پھر دوبارہ کال

آنے لگی تو پک کرتے موبائل کان سے لگایا۔۔

اسلام و علیکم۔۔ ایک نسوانی آواز سپیکر پہ گونجی تو وہ

سیدھا ہوا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔ جی کون۔۔

اس کی آواز پہ جیسمن کا دل زور سے دھڑکا۔۔

و۔۔ وہ میرے ناولز کہاں ہیں۔۔ ہچکچاتے پوچھا۔۔

کون سے ناول۔۔

وہی جو کالے رنگ کے بیگ میں تھے۔۔ آپ کے
دوست نے آپ کو دیئے تھے۔۔ پلیز مجھے دے جائیں
۔۔

او بہن۔۔ آپ کون بات کر رہی ہیں۔۔ اور کیسے
ناولز۔۔ اس کے زہن سے بالکل نکل چکا تھا کون سے
ناولز کی بات کر رہی ہے۔۔

بہن ہو گی تمہاری ماں۔۔ میں جیسی ہوں۔۔ اور
آئندہ مجھے بہن کہا تو تھو بڑا توڑ دوں گی تمہارا آئی
سمجھ۔۔ ایک دم وہ ہتھ سے اکھڑی اور اونچی آواز

میں ہادی کو بنا لگی لپٹی کے سنا دیں۔۔ ہادی حیرانی
سے موبائل کو دور ہٹاتے سکرین دیکھنے لگا

م۔ معذرت پر میرے پاس آپ کے کوئی ناول نہیں
ہیں۔۔ مجھے دوبارہ کال کر کے تنگ نا کریں۔۔

بھاڑ میں جاؤ۔۔ جیسی نے غصے سے کال کاٹ دی۔۔

ہادی حیرت سے ہونٹ ٹیڑھے کرتے جیسی نام

سوچنے لگا اس نے کہاں سنا تھا یہ نام۔۔ پھر چھپاک

سے ایک چہرا لہرایا۔۔

اوہ۔ پھر آئی ڈی کارڈ والا چہرا۔۔ چشمہ اسے کیسے
بھول سکتا تھا۔۔

مطلب وہ بیگ اس لڑکی کا تھا۔۔ چہرے پہ بلا وجہ
مسکراہٹ آئی۔۔

رات دیر گئے سالار گھر واپس آیا تو ساوری سو رہی
تھی۔۔ پہلے فریش ہوا پھر کھانا کھا کے واپس روم
میں آیا۔۔

کل جب آیا تھا تو اسے ناپا کے وہ کتنا پریشان ہوا تھا
صرف وہی جانتا تھا۔۔ بیڈ پہ بیٹھتے لیپ ٹاپ کھول
کے سامنے رکھا۔۔

میلز آئی ہوئی تھیں۔۔ سارا کام احسن طریقے سے
نمٹ گیا تھا۔۔ اب اگلا آرڈر چار دن بعد آنا تھا تب
تک کچھ دن کام کا اتنا برڈن نہیں تھا۔۔ واپس لیپ
ٹاپ بند کرتے سیدھا ہو کے لیٹ گیا۔۔ سآوری
کروٹ کے بل پر سکون سو رہی تھی۔۔

قریب ہوتے اس کے بال پیچھے کیے اور نرم سا
ہونٹوں پہ لمس چھوڑا۔ پھر اسی کے تکیے پہ سر رکھے
آنکھیں موند لیں۔۔ اس کی خوشبو حواسوں پہ چھاتے
وہ جلدی ہی نیند کی وادی میں چلا گیا تھا۔

رات کے تین چار بجے کا وقت تھا جب اس کی آنکھ
کسی احساس کے تحت کھلی۔

انگوٹھے اور بڑی انگلی سے آنکھوں کے کونے مسلتے
اس نے سامنے دیکھا تو مدھم روشنی میں ساوری اس
کی شرٹ اوپر کیے پیٹ پہ کچھ گرا رہی تھی۔

ساوری یہ کیا کر رہی ہو۔۔ وہ دو زانوں بیٹھی تھی۔۔
کہنیوں کے بل اوپر ہو کے سالار نے پیٹ کی طرف
دیکھا جہاں آئل کی لکیر پھسل کے نیچے ٹراوڑ میں
گم ہوئی تھی۔۔

ک۔۔ کچھ نہیں۔۔ ساوری مسکرائی۔۔ آپ سوئے
رہیں۔۔

تم پاگل ہو گی ہو کیا۔۔ سالار نے پیٹ سے آئل
صاف کرتے اسے سخت گھوری سے نوازا آدھی رات
کو ایسی حرکتیں کون کرتا ہے۔۔

مجھے رو مینس کرنا ہے ہی۔۔ میرا بہت دل کر رہا ہے
۔۔ ساوری نے روہانے ہوتے اسے دیکھا۔۔ آنکھوں
میں فوراً نمی ابھری تھی۔۔

سالار گہری سانس لے کے رہ گیا۔۔ اس پیریڈ میں
موٹلی عورتوں کا موڈ سپونل ہوتا تھا اور شاید
ساوری بھی انہی میں سے تھی۔۔

اچھا ادھر آؤ۔۔ اسے اپنے پاس بلاتے اپنے ساتھ
لٹایا۔۔

اپ میرا مزاق نہیں اڑائیں گے۔۔

نہیں۔۔ مذاق کیوں اڑاؤں گا بھلا میں اپنے بے بی کا
۔۔ اس کی ناک سے ناک رگڑتے اس نے ہنسی دبائی
۔۔

آپ ہنس رہے ہیں۔۔ آنسو ایک طرف سے نکلتے
کنپٹی میں جرب ہوا تو سالار سنجیدہ ہو گیا۔۔

ابھی ہمیں دور رہنا چاہیے کچھ عرصے کے لیے میری
جان۔۔ اگر ہم خود پہ کنٹرول نہیں کریں گے تو
ہمارے بچوں کو نقصان ہو سکتا ہے۔۔ اسے نرمی سے
سمجھاتے سر کندھے سے لگایا۔۔

پھر میرا اتنا دل کیوں کر رہا ہے۔۔ میں کیا کروں

ہم لوگ کچھ اور کرتے ہیں۔۔ مووی دیکھ لیتے ہیں

۔۔ سالار نے سوچتے اسے مشورہ دیا۔۔

نہی۔۔ وہ بورنگ ہے۔۔ کچھ ایسا جو مجھے ریلیکس

کرے۔۔

ادھی رات کو کس چیز نے تمہیں بے چین کر دیا۔۔

سالار بڑبڑاتے سیدھا ہوا اور لائٹ جلائی۔۔ پھر واپس

ساوری کو دیکھا جس کا چہرہ ایک دم روشن ہوا اٹھا تھا

-- جزبات کی سرخی گالوں پہ جھلملا رہی تھی جیسے

-- بے اختیار نیچے ہوتے اس کے گالوں پہ لمس

چھوڑا۔۔ اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں

بھرتے گالوں کی سرخی کو جیسے مسلا۔۔

تم بتاؤ تمہیں کیا کرنا ہے۔۔

مجھے بس رومینس کرنا ہے۔۔ ساوری نے اپنے ہاتھ

اس کے ہاتھوں پہ رکھے۔۔

اس کے علاوہ۔۔

آپ پھر میرے لیے بڑے مزے دار ٹماٹر والی پونم
گنگنا دیں۔۔ پلکیں چھپکاتے سانس کھینچا۔۔

وہ۔۔ چہرے کے تاثرات بدلے اسے تو آتی ہی نہیں
تھی۔۔

ہاں جی۔۔

مجھے نہیں اتی۔۔ میں سنوں گا پھر۔۔

آپ کوئی کام نہیں کر رہے۔۔ جائیں سو جائیں۔۔ اس

کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے وہ سائنڈ پہ ہو گئی

۔۔ مطلب اب وہ ناراض ہے۔۔

اچھا چلو رو مینس کرتے ہیں۔۔ سالار نے ہار مانی۔۔

آپ کا موڈ نہیں ہے اور اب میرا بھی نہیں ہے۔۔

وہ اس کی سائڈ پہ ہو گئی تھی اور سالار ساوری کی

جگہ پہ لیٹا تھا۔۔

کچھ دیر خاموشی چھائی تو ساوری واپس سو گئی تھی۔۔

پر سالار باقی کی رات کانوں میں آئر پوڈز لگائے لال

ٹماٹر بڑے مزے دار سنتا رہا تھا۔۔۔۔

ساوری صبح اٹھی تو سالار پاس نہیں تھا۔۔ اٹھ کے
فریش ہوئی۔۔ کافی دیر ہو گئی تھی۔۔ باہر آئی تو آنٹی
لاونج کی صفائی کر رہی تھیں۔

ناشتہ لا دوں۔۔

جی۔۔ وہیں صوفے پہ بیٹھ کے پاؤں اوپر کیے۔ ابھی
بھی سستی چھائی تھی۔۔ دس منٹ میں ناشتہ کر کے
وہیں نیم دراز ہو گئی۔۔ پھر آنٹی سے کہہ کے موبائل
منگوایا۔۔

سالار کے میسیجز آئے ہوئے تھے گڈ مارنگ کے
اور ساتھ ہگ والے ایمو جی۔۔

اس نے میسج سین کیے ہی تھے کہ کال بھی آگئی۔۔
اٹھ گئی۔۔

ہاں جی۔۔ آپ مجھے جگاتے کیوں نہیں ہیں مجھے ملنا
ہوتا ہے آپ سے۔۔ غصے سے کہتے آنٹی کو دیکھا جو
کچن میں برتن دھو رہی تھیں اب۔۔

رات کو تم جاگتی رہی ہو اس لیے نہیں جگایا۔۔ اسندہ
جگا دوں گا۔۔

بس رہنے دیں میں الارم لگا لوں گی اب۔۔ اللہ حافظ
--

ساتھ ہی کال کاٹ دی۔۔

سالار پیشانی مسل کے رہ گیا۔۔۔۔ پھر دن کو دو بجے
اس نے ساوری کو ایک وائس نوٹس بھیجا تھا۔
ساوری اپنے روم میں تھی۔۔ اس کا میسج آیا تو کھول
کے سنا۔۔

آہا ٹماٹر بڑے مزے دار

واہ ٹماٹر بڑے مزے دار

مجھے ہے تم سے بہت زیادہ پیار۔۔

لال ٹماٹر بڑے مزے دار۔۔

ساوری کے چہرے پہ اجلی سی مسکراہٹ آئی
۔۔ دانتوں کی نمائش کرتے تین چار بار سنا۔۔

آہاں ٹماٹر بڑے مزے دار۔۔

واہ ٹماٹر بڑے مزے دار۔۔

میں ہوں آپ سے ابھی بھی ناراض۔۔

آجائیں اپنی حرکتوں سے باز۔۔

ساوری نے کچھ دیر سوچنے کے بعد اسے وائس نوٹس
بھیجا۔۔ جسے سن کے سالار بھی مسکرایا تھا۔۔

کیسے دور ہو گی پھر ناراضگی۔۔ میسج ٹائپ کرتے سینڈ
کیا۔۔

مجھے کیا پتہ۔۔

اوکے۔۔ شام کو ریڈی رہنا۔۔ ہم لوگ اپنی پرانی جگہ
جائیں گے۔۔ آخری میسج کرتے اس نے موبائل کی
سکرین اوف کر دی۔۔

ساوری نے بھی بس ہارٹ رٹیکٹ کر دیا تھا۔۔

شام کو جب وہ آیا تو ساوری پہلے سے تیار تھی۔۔
سالار بنا چینج کیے ہی اس کے ساتھ گاڑی میں گھر
سے نکل آیا تھا۔۔

وہ لوگ اسی سنسان سڑک پہ آئے تھے جسے گھنٹے
درختوں نے گھیرا ہوا تھا۔۔ جہاں ساوری سالار بینچ پہ
لکھا ابھی بھی ان کا منتظر تھا۔۔

وہاں وہ لوگ کتنی دیر باتیں کرتے رہے تھے۔۔
اندھیرا چار سو پھیل گیا تو واپس آئے تھے۔۔ ساوری
کا موڈ ٹھیک ہو ہی گیا تھا۔۔

وقت آہستہ آہستہ گزرنے لگا۔۔ تین سے چار ماہ
گزرے تو ساوری کا پیٹ بڑھ کے غبارہ بننے لگا تھا
۔۔ اس کا چھٹا منٹھ سٹارٹ ہو چکا تھا۔۔ سالار حتی
الامکان کوشش کرتا تھا اس کے ساتھ زیادہ وقت
گزارے۔۔ وہ اتنی سینسٹیو ہو رہی تھی ہر چھوٹی
چھوٹی بات پہ انسو نکل آتے۔۔ دادو کو بھی وہیں
شفٹ کروا لیا تھا اس نے رورو کے۔۔ زوہا ہر
سنڈے چکر لگاتی تھی۔۔ اس کا رویہ ساوری کے
ساتھ بہت اچھا ہو گیا تھا۔۔

سالار جتنی دیر آفس رہتا اسے ساوری کی ہی فکر لگی
رہتی تھی۔۔ ہر تھوڑی دیر بعد ویڈیو کال کر کے اس
کا حال پوچھتا تھا۔۔ انٹی کو بھی سختی سے تاکید کی
ہوئی تھی کہ ہر وقت ساوری پہ نظر رکھنی ہے
۔۔ اب اسے سانس لینے میں بھی دشواری ہونے لگی
تھی۔۔

یہ کھا لو۔۔ دادو نے سیب اس کے پاس بیٹھ کے
کاٹتے ایک پیس پکڑایا۔۔

دادو۔۔ میں موٹی ہو گئی ہوں۔۔ وہ سالار کے بیڈ روم
میں ہی نیم دراز تھی۔۔

ظاہری سی بات ہے موٹا تو ہونا ہی ہے۔۔

ہاں۔۔ جن کا ایک بے بی ہوتا ہے وہ اتنی موٹی ہو
جاتی ہیں۔۔ میں نے تو ڈرم بن جانا ہے سوچ کے منہ
بسورا۔۔

دادو اس کے انداز پہ ہنسی۔۔ تم بہت پیاری ہو گئی ہو

ہاں۔۔ میرا دل بہلا رہی ہیں بس۔۔ ورنہ میں بہت
بھدی لگتی ہوں گی۔۔

ہر گز نہیں بیٹا۔۔ اس حالت میں عورت بہت
پرکشش ہو جاتی ہے۔۔ عجیب سا حسن اس کے
سراپے سے چھلکتا ہے۔۔

تم بھی بہت پیاری لگتی ہو۔ بس ہمت اور حوصلے سے
کام لینا۔۔۔

وہ لوگ چیک اپ کے لیے آئے ہوئے تھے جب
ڈاکٹر نے اس کے پیٹ اور ساوری کی حالت کو دیکھتے
بیلٹ سنجیسٹ کیا تھا۔۔ بہت کم عورتوں کو استعمال
کروایا جاتا تھا لیکن ابھی چھٹے منٹھ میں ہی وہ اتنی
مشکل میں تھی کہ ڈاکٹر کو بیلٹ پریسکراپ کرنا پڑا
۔۔ جو کندھوں سے گزرتے پیٹ کو سہارا دیتا تھا۔۔
دن میں تین چار بار واک لازمی کرنی تھی۔۔

سیڑھیاں چڑھنا اترنا۔۔ گاڑی میں احتیاط سے بیٹھنا
اور بھی بہت ساری چھوٹی چھوٹی چیزیں جو ڈاکٹر سالار

کو بتا رہی تھی ساوری فائل منہ کے آگے رکھے بس
سن رہی تھی۔۔

کچھ دیر میں نرس الٹرا ساؤنڈ کی رپورٹ لے کے انی
تو ڈاکٹر نے انہیں بتایا تھا۔۔

دو بے بی بوائے اور ایک بے بی گرل ہے۔۔

سالار محظ مسکرا دیا۔۔ بٹ ساوری کو گدگدی ہو رہی
تھی۔۔ مسکراتے ڈاکٹر کو فائل کی اوٹ سے دیکھا۔۔
اسے کیا معلوم تھا لڑکے تو آفت ہوتے ہیں۔۔۔

واپسی پہ سالار کا ہاتھ پکڑے وہ آہستہ آہستہ چل
رہی تھی جب ایک چھوٹا سا بچہ بھاگتا ہوا اس کے
ساتھ ٹکرانے لگا لمحے کے ہزارویں حصے میں سالار
نے بچے کو پکڑ کے پیچھے کھینچ کیا تھا۔

بے وقوف۔۔ اسے دور کر کے کھڑا کرتے سختی سے
گھورا۔۔ بچہ ڈر کے پیچھے دیکھتے شرمندہ ہوا اور سائڈ
پہ ہو کے کھڑا ہو گیا۔۔

ساوری کا رنگ خوف سے پیلا ہو گیا تھا۔ اگر وہ بچا
اسے آکے لگتا وہ بھی سیدھا پیٹ پہ اس کا سر لگنا تھا

اٹس اوکے۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔ سالار نے اس کے
کندھے کے گرد حصار بناتے ساتھ لگایا۔۔

بچے سنبھالے نہیں جاتے تو پیدا کیوں کرتے ہیں
۔۔ ساوری نے بڑبڑاتے اس بچے کو گھورا۔۔

کوئی بات نہیں بچہ ہے۔۔ اسے کیا معلوم تھا آگے ہم
آ رہے ہیں۔۔ سالار نے اسے ریلیکس کیا۔۔ پھر اسے

تھامے گاڑی تک آیا پہلے اسے بیٹھنے میں مدد دی پھر
اپنی طرف آیا۔۔۔

مجھے سارے کپڑے تنگ ہو گئے ہیں یہی۔۔ اور لے
کے دیں۔۔۔

ابھی دو ماہ پہلے جو لیے تھے وہ بھی۔۔ سالار نے ایک
نظر اس کے پیٹ کی طرف دیکھا۔۔۔

ہاں جی۔۔ یہ دیکھیں۔۔ ساوری نے اپنی شرٹ کھینچتے
بتایا جو اسے کمر سے تنگ ہو رہی تھی۔۔۔

اوکے۔۔ سالار نے بحث نہیں کی اسے ضرورت تھی
تو اس کا فرض تھا اس کی ضرورتیں پوری کرنا۔
پندرہ منٹ میں وہ لوگ گھر پہنچ گئے تھے۔۔ زوہا بھی
آئی ہوئی تھی۔۔

سب ٹھیک ہے۔۔ انہیں آتے دیکھ کے پہلے پوچھا
ساتھ انکے پاس آتے ساوری کو تھاما۔۔

ہاں جی۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔ بس احتیاط اور زیادہ
کرنی ہے۔۔ سالار نے میڈیسن کا شاہر سائڈ پہ رکھا
۔۔ ساوری وہیں صوفے پہ بیٹھ گئی تھی۔۔

آنٹی نے جوس لا کے دیا۔۔ جو غٹا غٹ چڑھا گئی۔۔

مجھے بھوک بھی لگ رہی ہے آنٹی۔۔ اس نے منہ

بسورا۔۔ سالار دوسرے صوفے پہ بیٹھ کے اسے دیکھ

رہا تھا۔۔

آپ رات کو نہیں رک سکتی کچھ عرصہ۔۔ آنٹی اسے

فروٹ دینے آئیں تو سالار نے آنٹی سے پوچھا۔۔

میں۔۔ سوچا۔ رک تو سکتی ہوں پر میری بیٹی رات کو

اکیلی کیسے رہے گی۔۔

آپ اسے بھی یہیں لے آئیں۔۔ گیسٹ روم آپ
لوگ یوز کر سکتے ہیں۔۔ جب تک ڈلیوری نہیں ہو
جاتی۔۔

اوکے۔۔ میں اپنے شوہر سے پوچھ کے بتاؤں گی۔۔
ٹھیک ہے۔۔ سالار کچھ پر سکون ہوا۔۔

پھر کچھ دیر بعد انہوں نے کھانا کھایا تھا۔۔ زوہا شام
کو چلی گئی تھی۔۔

زیب کا کام چل پڑا تھا۔ مصروفیت پہلے سے کافی کم
ہو گئی تھی اور اب تو اس کے ساتھ دو اور پارٹنر
بھی تھے۔ ابھی وہ گھر آیا تو زوہا واپس آچکی تھی۔
شبّہم اور اسفر صاحب عمرہ کرنے کے لیے گئے ہوئے
تھے۔

گھر آیا تو زوہا باہر صوفے پہ ہی سو رہی تھی شاید
اس کا انتظار کرتے کرتے آنکھ لگ گئی تھی۔
زوئی۔۔ پیار سے اس کے قریب آتے پکارا۔

جی۔۔ وہ نیند میں ہی تھی کسمساتے بمشکل آنکھیں
کھولیں تو زیب اس پہ جھکا ہوا تھا۔۔

اٹھ کے روم میں سو جاؤ۔۔

تم آگئے۔۔ اٹھ کے سیدھے ہوتے بے چینی سے
اسے دیکھا۔۔

ہاں۔۔ آگیا ہوں۔۔ اس کے بال درست کرتے نرمی
سے دوپٹہ کندھے پہ رکھا۔۔

کھانا لگاؤں۔۔؟

نہیں میں کھا آیا ہوں۔۔ اگر تم۔۔

مجھے بھی بھوک نہیں ہے بس نیند آرہی ہے۔۔ سونا
ہے۔۔ اٹھ کے کھڑے ہوتے وہ اس کے ساتھ
اندر چلی آئی۔۔

زیب چینج کرنے چلا گیا تو وہ آ کے سو گئی تھی۔۔
زیب کچھ دیر بعد باہر آیا تو وہ بکھری سی حالت میں
اڑی ترچھی پوری نیند کی آغوش میں تھی۔۔
یار۔۔ بند اتنا بھی نیند کا پکانا ہو۔۔ بڑبڑاتے وہ
قریب آیا اور جھک کے اپنے گیلے بال اس پہ
چھڑکے وہ دوبارہ ہڑبڑا کے سیدھی ہوئی۔۔

مجھے بھوک لگ رہی ہے کھانا لگاؤ شاباش۔۔

کیا۔۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے نہیں ہے بھوک۔۔

ہاں پر اب ہے۔۔ اٹھو۔۔ اسے زبردستی اٹھایا۔۔ کھانا
کھاتے زوہا کی مکمل نیند ٹوٹ چکی تھی۔۔

ماما بابا گھر نہیں ہیں تو ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ
ایک اچھا ٹائم سپینٹ کرنا چاہیے تم گدھے بیچ کے
سو رہی ہو۔۔

اچھا ہی تو کر رہے ہیں۔۔ اب کیا ڈانس کروں۔۔

ہاں۔۔ کر کے دکھا دو۔۔

مجھے لگتا ہے تمہارا دماغ خراب ہو گیا۔۔

اب اپنی بیوی سے بھی بند کچھ ایکسپیکٹ نہیں کر
سکتا۔۔ پھر تم عورتیں ہی کہتی ہو مرد باہر منہ مارتے
ہیں۔۔

واحیات ڈانس دیکھنے کا ارادہ ہے کیا۔۔

نہیں بس رومینٹک سا۔۔ برتن اس کے ساتھ سمیٹتے
زیب نے ہاتھ دھوئے۔۔

زوہانے منہ بناتے حامی بھر لی۔۔ ٹھیک ہے روم میں
چل کے۔۔

بہیں۔۔ لاؤنج میں پورا گھر ہمارا ہے۔۔ صوفے پہ
ایزی ہو کے بیٹھتے اسے دیکھا۔۔

زوہا کا کون سا ڈانس آتا تھا۔۔ دو تین جھٹکے ادھر
مارے دو ادھر مارے اور پھر دونوں پاگلوں کی طرح
ہنستے۔۔

اب نیند اڑ گئی ہے تو تھوڑا سا۔۔

کچھ نہیں۔۔ اس کی بدلتی ٹون دیکھ کے سٹیٹائی پر اس
سے پہلے کہ وہ بھاگتی زیب اسے قید کر چکا تھا۔۔
گھسیٹ کے صوفے پہ لٹاتے اپنے نیچے دبایا۔۔

زیب۔۔۔ تمہیں شرم کرنی چاہیے۔۔

اوکے کبھی وقت ملا تو کروں گا۔۔ اس کی گردن پہ
نشان چھوڑتے وہ بہکنے لگا۔۔

زوہا مچلتی رہی پر زیب نے اسے اپنی باہوں سے
آزاد نہیں کیا۔۔

شدت سے اسے خود میں سموتے لبوں پہ جھکتا اسے
کراہنے پہ مجبور کر گیا۔۔

کب آئیں گی شبِ نیمِ انٹی۔۔ وہ رونے کو تھی۔۔

تمہیں بہت یاد آرہی ہے ان کی۔۔ اس کی گردن
سے سر اٹھاتے گھورا۔۔

نہیں۔۔ مجھے تم سے ڈر لگ رہا ہے فلحال۔۔ تم بہت
بتمیز ہوتے جا رہے ہو۔۔

اوہو۔۔ اسے بتمیزی نہیں پیار کہتے ہیں والہانہ پیار۔۔
قمیض میں ہاتھ ڈالتے اس کی دھڑکنیں شدت سے
رب کیں۔۔ زوہا کی جان ہوا ہو رہی تھی۔۔ بے چینی
سے اس کی جان لیوا شرارتیں برداشت کرتے وہ
اس کی باہوں میں مچلتی رہی تھی۔۔ جب تک زیب

نے اسے چھوڑا وہ ادھ موئی ہو چکی تھی پھر اسے
بازوں میں اٹھائے اندر لایا۔

سو جاؤ۔۔ اس پہ کمفرٹر درست کرتے خود باتھ لینے
چلا گیا۔۔

واپس آیا تو وہ گہری نیند میں تھی۔۔ اسے کچھ کام
کرنا تھا لیپ ٹاپ کھولتے فائلز کھولیں۔۔ ابھی گھنٹہ
گزر رہا تھا کہ زوہانے کروٹ بدلتے اس کی طرف
رخ کیا۔ اس کی ڈیپ گلے کی وجہ سے نیک لائن
ایک دم واضح ہوئی۔۔

زیب نے سر جھٹکتے دوبارہ توجہ کام کی طرف مبذول
کی پر۔۔

وہ نا چاہتے ہوئے بھی بار بار اسے دیکھ رہا تھا جو سوئی
ہوئی کوئی معصوم پری معلوم ہو رہی تھی وہ ابھی کچھ
دیر پہلے ہی اسکی شدتیں سہہ کر سوئی تھی۔ اور اب
دوبارہ۔۔

زوہا۔۔۔! اس نے سرگوشی نما آواز میں کہا۔ وہ ہنوز
اب بھی سوئی ہوئی تھی۔۔ زیب لیپ ٹاپ بند
کرتے اس کے قریب ہوتے لیٹ گیا۔۔

زوبا۔۔۔؟ اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسکے وجود کو
مزید اپنے قریب کیا تھا۔

کیا ہے زیب۔۔؟ نیند سے چور آواز میں کہتی وہ
زیب کو مزید پاگل کر رہی تھی۔

بیشک عورت اپنی باتوں سے ہی مرد کو پاگل کرنے
(کا ہنر رکھتی ہے)

زیب کی زوبا تمہاری اس آواز نے مجھے تم پہ مزید
ظلم کرنے پہ مجبور کر دیا ہے۔۔۔۔! وہ کہتے اسکے
ماتھے کو چومتے اسکے گالوں پہ پھر اسکے پورے

چہرے پہ اپنا لمس چھوڑتے شدت سے اسکے کپکپاتے
ہوئے ہونٹوں پہ جھک آیا تھا۔

زز زیب۔۔۔! اس نے بمشکل اسے پکارا تھا زوہا کی
نیند سے چور آواز زیب کو مزید اس میں گھل جانے
پہ آمادہ کر رہی تھی۔

وہ اسکی گردن کو چومتے بے اختیار اپنے دانتوں کو
گاڑھ گیا تھا زوہا کی سسکی کو اس نے جلدی سے اپنے
ہونٹوں میں قید کیا تھا۔

اسکے نازک سے کندھے جو کہ شام کی اسکی شدتوں
کا پتہ دے رہے تھے وہ ان پہ بھی اپنے لب رکھتا
زوہا کو مزید بے چین کر گیا

اسکے سینے پہ لب رکھتے وہ شدت سے انہیں اپنے
ہونٹوں سے سک کر رہا تھا۔

وہ اب بے چین ہوتی زیب کے بالوں میں انگلیاں
پھنسا گئی تھی۔

زیب نیچے کی طرف آتے اسکی بلی بٹن پہ اپنے لب
رکھتا اسے اور پاگل کر رہا تھا وہ کسماتی ہوئی اپنے
ہاتھوں کے ناخن زیب کی کمر میں گاڑھ گئی تھی۔

اففف۔۔۔! یہ چڑیلوں والے ناخن ہیں تمہارے۔۔۔!
اب دیکھو میں بدلا لوں گا وہ کہتے اسکے پیٹ پہ اپنی
زبان پھیرتا اسے مدہوش کر رہا تھا۔

آہہہہ۔۔۔!! اسکی ایک سسکی گونجی تھی۔

ارے ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں وہ کہتے اپنے اگلے کام
میں مصروف ہو گیا۔۔

زوہا کچھ گھنٹوں میں دوسری بار اس کی بے رحم
شدتیں برداشت کر رہی تھی

اگلی صبح زوہا کی جب آنکھ کھلی تو خود کو زیب کی قید
میں پایا رات کا منظر چھناک کر کے اسکی آنکھوں کے
آگے سے گزرا وہ شرماتی ہوئی اپنے گلال بکھیرتے
گالوں پہ ہاتھ رکھتی انہیں سہلا رہی تھی۔

زوہا آرام سے اس سے دور ہوئی اور واشروم میں
فریش ہونے چلی گئی۔

وہ نہا کر باہر آئی اس نے بے بی پنک کلر کا ڈریس
پہنا تھا اس پہ وائٹ دوپٹہ اوڑھے وہ معصوم سی
گلاب کی کلی لگ رہی تھی۔

بالوں کو خشک کر کے اس میں کیچر لگایا پنک کلر کی
لپ گلو لگاتے اس نے اپنے ہونٹوں کو ملایا تھا اس
دن لپ اسٹک والے واقعے کو یاد کرتی وہ بیڈ پہ
سوئے زیب کی طرف دیکھتی ہلکی سی مسکرائی تھی۔
اپنے شانوں پہ دوپٹہ پھیلانے وہ کمرے سے باہر نکلتی
سیڑھیاں اتر کر نیچے آگئی تھی۔

ہیلو ایوری ون۔۔۔! وہ ابھی نیچے ہی آئی تھی کہ
کوئی لڑکی بلیک جینز وائٹ شرٹ وئیر کیے کھلے بالوں
میں ریڈ لپ اسٹک لگائے لاؤنج میں داخل ہوئی
تھی۔

آپ کون۔۔۔؟ زوہانے اسے دیکھتے خاصی ناگواری
سے سوال کیا تھا۔

اوو و تم مجھے نہیں جانتی۔۔۔؟ زیب کے ایکس باس
کی بیٹی وہ ایک ادا سے اپنے بالوں کو پیچھے کی جانب
جھٹکا دیتی ہوئی بولی تھی۔

سیرت۔۔۔۔؟ زوہا نے جیسے کنفرم کرنا چاہا تھا۔

!Obviously....! سیرت۔۔۔

خیر بتائو کیسی ہو؟ وہ اب سامنے رکھے صوفے کی

طرف بڑھتی اس پہ بیٹھ کر اپنی ایک ٹانگ پہ

دوسری ٹانگ رکھتی بڑے مغرور انداز میں بیٹھی

تھی۔

الحمد للہ میں بالکل ٹھیک آپ کیسی ہیں۔۔۔؟ اس نے

پر تکلف لہجے میں کہا تھا۔

ارے میں آلوئز بہت اچھی ہوں۔۔۔! تم بتائو زیب
کیسا ہے کہاں ہے وہ۔۔۔؟ اس نے جانچتی نظروں
سے زوہا کی گردن کی جانب دیکھا جہاں زیب کی
محبت کی مہر لگی تھی۔

!! وہ بھی بالکل۔۔۔۔

لگتا ہے رومینٹک ہے وہ۔۔۔۔! سیرت نے اسکی
بات کو بیچ میں کاٹتے ہوئے کہا تھا۔

کیا مطلب۔۔۔؟ زوہا نے ایک آئی برو اوپر کی جانب
اٹھاتے سیرت کو دیکھا تھا۔

وہ تمہاری گردن پہ لو بائیٹ ہے نا۔۔۔! اس نے اپنے
ہاتھوں کے ناخنوں پہ لگی نیل پینٹ کی جانب دیکھا
تھا۔

اچھا تو۔۔۔؟ شوہر ہے میرا میں شادی شدہ ہوں۔
زوہانے جیسے جتاتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔
افکورس تم شادی شدہ ہو لیکن۔۔۔۔

زوہا۔۔۔؟ بے بی گرل ویئر آر یو۔۔۔! زیب اسے
آوازیں دیتا اب ہال کی جانب آ رہا تھا زوہا کے گال

لال ٹماٹر جیسے ہو رہے تھے اسکے چہرے پہ خوشی
دیکھتے سیرت کا خون کھول اٹھا تھا۔

او ہیلو زیب۔۔۔۔! وہ اٹھتی ہال میں داخل ہوتے
زیب کی جانب بڑھی تھی۔

ہیلو۔۔! آپ یہاں۔۔۔؟ وہ آج اسے اتنے وقت بعد
اپنے سامنے دیکھتا ہوا حیران در حیران ہوا تھا۔

ہاں تمہاری چاہت یہاں کھینچ لائی ویسے باڈی اچھی
ہو گئی ہے تمہاری۔۔۔! وہ اسکے ہاتھ کی ابھرتی نس پہ

اپنی انگلی پھیرتے ہوئے بولی تھی زیب نے جلدی
سے اپنے ہاتھوں کو پیچھے کی جانب لیا تھا۔

زوہا غصے سے لال سرخ ہو چکی تھی اب اسکا پارہ ہائی
ہوا تھا۔

تم دور رہو میرے شوہر سے۔۔۔۔!! وہ غصے سے
کہتی اسکے ہاتھ کو پیچھے جھٹکتی تیز لہجے میں بولی تھی۔
ہے۔۔۔!! ہو آر یو۔۔۔؟ بلڈی بچ۔۔۔!! سیرت نے
غصے سے کہا تھا۔

زیادہ انگریزی میم نانو بھوتنی کہیں کی کالی
ماتا۔۔۔! شکل دیکھی ہے سو سو کلو کا بیز تھوپا ہوا
ہے اور دو روپے کی انگریزی بول کر خود کو کیا
سمجھتی ہو ہاں۔۔۔؟ سیرت کا بازو موڑتے زوہانے
دانت پیسے تھے زیب کے لیے ہنسی روکنا مشکل ہو
رہا تھا۔

تم تم۔۔۔!! ایڈیٹ۔۔۔!! چھوڑو مجھے۔۔۔!! زوہانے
اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا۔

یو ایڈیٹ یور پورا خاندان ایڈیٹ پورا محلہ ایڈیٹ
تمہارے اماں ابا کے اماں ابا بھی ایڈیٹ بے شرم
---! زوہانے اب اسکے ہاتھ کو مزید موڑا تھا۔

پلیز میرا ہاتھ چھوڑ دو۔۔۔! سیرت اب رونے جیسی
ہوئی تھی۔

دیکھ بہن میرا تیرے ساتھ کوئی غلط معاملہ نہیں
ہے لیکن یہ۔۔۔! اس نے زیب کی طرف انگلی سے
اشارہ کیا۔۔! یہ میرا شوہر ہے اور میں اسکے لیے
پاگل بلکل پاگل۔۔۔! تیری جیسی کمینیوں کا خون پی

جاؤں گی اگر اسکے پاس بھی بھٹکی تو۔۔۔! لہذا میرے
شوہر سے سو فٹ دور رہنا تم۔۔۔! آئی سمجھ۔۔۔؟ وہ
اسے وارن کر رہی تھی فل وقت سیرت نے اسکی
بات ماننے میں ہی عافیت سمجھے وہ زوہا سے ہاتھ
چھڑواتی تیز تیز چلتی ہال سے نکل گئی تھی اپنا کتنی
دیر سے روکا ہوا قہقہہ زیب نے اب قہقہہ لگایا تھا۔
ادھر آؤ میری اینگری برڈ۔۔۔! زیب کو اس پہ بہت
پیار آیا تھا۔

پاس نا آو میرے منحوس انسان اسے چھونے کیسے دیا
تم نے ہاں۔۔۔؟ زوہانے اسکے بال کھینچے تھے۔

زیب نے مسکراتے ہوئے اسے اپنی بانہوں میں
بھرتے روم کی طرف رخ کیا تھا

نوماہ۔۔

رات کا درمیانہ پہر تھا جب ایک دن اس کی سانسیں
اکھڑیں۔۔ ہانپتے ہوئے اس نے کروٹ لینے کی

کوشش کی۔۔ پھر لیٹے لیتے ہاتھ بڑھا کے لائٹ اون
کی۔۔

ہی۔۔ ماتھا رگڑتے سالار کو آواز دی جو پاس ہی لیٹا
تھا۔۔

ہی۔۔ آواز دھیمی تھی۔۔ پر سالار نے فوراً آنکھیں
کھولیں۔۔ تیزی سے اٹھتے قریب ہوا۔

کروٹ لینی ہے۔۔ روہانے ہوتے اسے دیکھا تو سالار
نے اسے سہارا دیتے کروٹ چنچ کروائی تھی۔۔ پھر

مخصوص پلو (تکیہ) اس کے پیٹ کے نیچے رکھتے اس
کے بال سمیٹے۔۔

مجھے پانی پینا ہے۔۔ آواز اتنی دھیمی تھی کہ اتنی
خاموشی میں بھی سالار بمشکل سن پایا۔۔ پھر اپنی
طرف رکھی بوتل میں سے پانی نکال کے دوبارہ سہارا
دے کے سیدھا کیا اور پانی پلایا۔۔
کتنے دن رہتے ہیں ابھی۔۔

تھوڑے سے میری جان۔۔ بس کچھ دن پھر سب
ٹھیک ہو جائے گا۔۔ اسے اب سانس لینے میں بہت

دشواری ہوتی تھی۔۔ پیٹ کے ساتھ ہمہ وقت بیلٹ
لگا رہتا۔۔ بس سونے کے وقت اتارتی تھی۔۔

سالار کافی دیر اس کے ساتھ جاگتا رہا۔۔ پھر جب
دوبارہ وہ سوئی تو سالار بھی سو گیا۔۔

اگلے کچھ دن بہت مشکل تھے دادو اور داجی بھی
آگئے تھے۔۔ شبنم اور صباء کے بھی روز چکر لگتے زوہا
روز آتی تھی۔۔ بس جسے آنا چاہیے تھا وہی نہیں آتی
تھی۔۔ اور وہ تھی فرح ساوری کی ماں جو ابھی بھی

اس کے باپ کے گھر رہائش پذیر تھی اپنے نیو ہربنڈ
کے ساتھ۔۔

سالار بھی بس ایک دو گھنٹے ہی آفس جاتا تھا پھر
واپس گھر۔۔

صبح صبح اس کی طبیعت بہت خراب ہو رہی تھی۔۔۔
دادو اور سالار پاس ہی تھے آنٹی ناشتہ لے کے آئیں
تو سالار خود اسے نوالے بنا بنا کے کھلاتا رہا تھا۔۔ وہ
بلکل ہاتھ پاؤں چھوڑ رہی تھی جیسے۔۔

جوں جوں وقت قریب آرہا تھا زیادہ ٹینشن ہو رہی
تھی۔۔ آپریشن ہونا تھا جس سے اور بھی خوف زدہ
تھی۔۔

بیگ وغیرہ تیار کر لیے ہیں۔۔ دادو نے آنٹی سے
پوچھا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔
اچھا وہ سالار کو دے دو گاڑی میں رکھ دے گا۔۔ کیا
پتہ ہمیں آج ہی جانا پڑے۔۔ ساوری کی حالت دیکھ
کے وہ اندازہ لگا رہی تھیں۔۔ ان کی بات سنتے
ساوری کا رنگ زرد پڑا۔۔

کچھ نہیں ہوتا۔۔ بس آدھے گھنٹے کی بات ہے میری
جان۔۔ سالار نے اس کا ہاتھ دباتے تسلی دی۔۔

دس بجے کے قریب شبنم اور صبا آئی تھیں۔۔

کیسی طبعیت ہے میری بیٹی کی۔۔ شبنم نے چادر ایک
طرف کندھے سے اوپر کرتے اسے خود سے لگایا۔۔
وہ۔ بیڈ پہ ہی بیٹھی تھی۔۔

میں ٹھیک ہوں پھپھو۔ پر مجھے ڈر لگ رہا ہے بہت۔۔
ڈر کس بات کا۔۔ اللہ یہاں تک لے آیا ہے تو ان
شاء اللہ آگے بھی خیریت سے لے جائے گا۔۔

پلیز آپ دعا کریں میرے بے بی ٹھیک رہیں۔۔ میں
نے بڑی مشکل سے نائین منتھ انہیں سنبھالا ہے
۔۔ آنکھوں میں نمی ابھرتے اس نے گہری سانس لی
۔۔ ہر تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنا
شروع ہو جاتے تھے۔۔

سالار باہر چلا گیا تھا۔۔

مجھے لے جائیں آج ہی ہی۔۔ کچھ دیر گزری تو اس
کے موبائل پہ میسج موصول ہوا۔۔ سالار جو ابھی لیپ

ٹاپ کھول رہا رہا واپس اندر آیا۔۔ پہلی نظر ساوری
کے سرخ ہوتے چہرے پہ گئی۔۔

امی۔۔ اسے لے کے جاتے ہیں۔۔ بنا سوچے سمجھے وہ
اس کے قریب چلا آیا۔۔ پھر احتیاط سے اٹھاتے باہر
آیا۔۔

سبھی اس کے پیچھے آئے تھے۔۔

اتنے جلدی کیوں۔۔ ابھی تو طبعیت۔۔

بس باقی کے جو بھی دن ہیں ہو اسپتال میں ہی گزار
لیں گے۔۔ پلیز میرے دل کو بھی تسلی رہے گی

-- انہیں کنونینس کرتے گاڑی تک آیا۔۔ صباء نے
آگے ہو کے دروازہ کھول دیا تھا۔۔ آرام سے ساوری
کو پچھلی سیٹ پہ بیٹھایا۔۔ شبنم پھپھو ساتھ آرہی
تھیں وہ بھی ساتھ بیٹھ گئیں۔۔ ساتھ آنٹی تھیں۔۔
ساوری کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور ساتھ سالار کے
بھی۔۔ دل بس ایک ہی دعا کر رہا تھا سب خیریت
سے ہو جائے۔۔ کوئی مسئلہ نا ہو۔۔ نارمل سپیڈ پہ
ڈرائیو کرتے وہ ہو سپیڈل پہنچے ہی تھے کے ساوری کا
رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑنے لگا۔۔

فوراً اسے آپریشن کے لیے لے گئے تھے۔۔ کچھ دیر
چیک اپ کیا پھر تین گھنٹوں کا ٹائم دیا تھا یورین وین
بھی لگا دی گئی تھی۔۔ اور وہ تین گھنٹے صدیوں سے
بھی لمبے لگ رہے تھے وہاں موجود چاروں نفوس
بس دعا کیے جا رہے تھے۔۔۔۔ سالار وہیں اس کے
پاس تھا۔۔ تین گھنٹے بمشکل گزرے تو ڈاکٹرز کی ٹیم
آگئی۔۔ سالار وہیں تھا۔۔ دونوں ہاتھوں پہ ڈرپس لگائی
گئیں۔۔ ریڑھ کی ہڈی پہ انجیکشن لگا کے کچھ دیر
ویٹ کیا پھر چیک کیا اس کا نچلا دھڑسن ہوا ہے یا

نہیں۔۔ تسلی کر کے انہوں نے کرٹن گرا دیا تھا۔۔
ساوری بس سالار کو دیکھ رہی تھی۔۔ سالار کھڑا تھا
اور وہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ اس کے
پیٹ کا کٹنا۔۔ بلڈ وینز۔۔ لو تھڑے۔۔ ماتھے اور گردن
پہ پسینہ چمکنے لگا تھا۔۔ ساوری کو دیکھا اسے بس
محسوس ہو رہا تھا۔۔ درد نہیں ہو رہا تھا۔۔ چند منٹوں
میں ایک بچہ نکالا گیا تھا پھر اس کی وین کاٹی گئی
۔۔ ساتھ موجود نرسز پھرتی سے بچے کو پکڑ کے سائڈ
پہ رکھے سٹینڈ پہ رکھ گئیں پھر دوسرا اور تیسرا بچا۔۔

ڈاکٹر ایسے لگے ہوئے تھے جیسے بہت نارمل سی بات
ہے۔۔۔ اور سالار کی جان حلق میں آرہی تھی۔۔۔
ساوری کا ہاتھ سختی سے اپنے ہاتھ میں لیے جیسے وہ
ساری تکلیف اپنے جسم پہ محسوس کر رہا تھا۔
آنکھوں میں سرخی کے ساتھ نمی بھی ابھر رہی تھی
۔۔۔ پندرہ منٹوں میں پیٹ کا کٹا ہوا حصہ دوبارہ بند کر
دیا گیا۔۔۔ پھر سٹیچز لگائے گئے۔۔۔ بچوں کو نرسز
وینٹیلیشن میں لے گئی تھیں۔۔۔ سالار نے بس ایسے
ہی بچوں کو دیکھا تھا۔۔۔ ساوری کی آنکھیں ابھی بھی

کھلی ہوئی تھیں۔۔ جب سالار نے اس کی طرف
دیکھتے جھک کے ماتھے پہ لب رکھے۔۔ اس کا دل کر
رہا تھا وہ اسے خود میں بھینچ لے۔۔ نو ماہ یہ دورانیہ
انتہائی مشکل تھا۔۔ اور مشکل کے بعد تو آسانی ہوتی
ہے۔۔

اس کے بالوں پہ نرمی سے انگلیاں رب کرتے وہ
اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔ ڈاکٹر کال کر کے
چلے گئے تھے۔۔ ساوری کو کچھ دیر بعد سکون اور
انجیکشن دیا گیا تھا۔۔

بچوں کو شبنم اور آنٹی دیکھ رہی تھیں وہ کیسے تھے
کہاں تھے۔۔ سالار بس ساوری کے پاس تھا۔۔
آنکھوں کو مسلتے وہ وہیں پڑے بیچ پہ بیٹھ گیا۔۔
ساوری سو گئی تھی۔۔

بارہ گھنٹے بعد اسے ڈاکٹرز نے اٹھ کے چلنے کے لیے
کہا تھا اور ساوری کے ساتھ ساتھ سالار کا دماغ بھی
گھوم گیا تھا۔۔ بھلا اس حالت میں وہ چل سکتی تھی

--

دیکھیں پلینز یہ ان کی صحت کے لیے بہت ضروری
ہے۔۔ اگر یہ چلیں گی نہیں تو کیسے پتہ چلے گا سب
نارمل ہے۔۔ بس کچھ قدم چلنا ہے۔۔ ڈاکٹر نے نرمی
سے سمجھایا۔۔

نو۔۔ ہی۔۔ اسے شدید درد ہو رہا تھا۔۔ آنکھوں میں
آنسو لیے اسے دیکھا۔۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے بن
رہے تھے

آرام سے چلیں گے تھوڑی سی کوشش کرو۔۔ اگر
اس کی مکمل صحت یابی کی بات تھی تو سالار کمپرومائز

نہیں کر سکتا تھا۔۔ سو آرام سے اسے سہارا دیتے
پاؤں خود سے اٹھاتے نیچے کیے پھر کندھوں سے
تھامتے اسے اپنے سہارے کھڑے کیا۔۔ نرس قریب
آنے لگی تو سالار نے اسے روک دیا۔۔

مشکل سے ساوری کو تین چار قدم چلائے تھے پھر
واپس بیڈ پہ لٹا دیا۔۔

ڈاکٹر مطمئن ہو کے چلا گیا۔۔

بچوں کو ابھی لیکٹوجین سے ہی فیڈ کروایا جا رہا تھا۔۔

تین دن وہاں گزرنے کے بعد وہ لوگ گھر آئے تو
ہر چیز الگ ہی روپ میں تھی۔۔ بچوں کے بڑے
بہن بھائیوں نے ان کے ویل کم کے لیے پورا گھر
سجا دیا تھا۔۔ لیونگ روم میں داخل ہوتے ہی خوشبو کا
جھونکا ناک سے ٹکرایا تو ساوری کی طبعیت کئی گنا
بہتر ہوئی تھی۔۔ سامنے فین بورڈ لگے تھے جن پہ
نام کے ساتھ ویلکم لکھا ہوا تھا یعنی وہ لوگ نام بھی
سوچ چکے تھے۔۔ سالار دل سے مسکرایا۔۔

Welcome Little siblings

شاہ ویر خان نیازی

شاہ ویز خان نیازی

اینڈ سلوا خان نیازی

ساوری سے ملتے زوہانے دو بچوں کو پکڑ لیا تھا۔
ایک کو ہادی نے اٹھا لیا تھا وہ بھی کل شام کو ہی آیا
تھا۔ ویک اینڈ تھا تو موقع مل گیا۔ دادو نے بھی
ساوری اور سالار کو خوب پیار کیا تھا۔ سالار ساوری
کو روم میں لاتے لٹا گیا۔ بچے ابھی باہر ہی تھے۔
اس پہ کمفرٹر سیدھے کرتے جھک کے ماتھے پہ لب

رکھے۔۔ سارا خون نچڑ گیا تھا۔۔ سالار خود بھی کافی
تھکا ہوا تھا تین دن سے ناسکون کی نیند آئی تھی اور
نا کوئی ٹائم ملا تھا آرام کرنے کا۔۔

ہوسپٹل میں ایسے ہی دن گزرتے ہیں۔۔ بچوں کی
چیزیں ایک طرف پڑی ایزی چیئر پہ رکھتے کرٹنز
ہٹائے۔۔

ساوری خاموشی سے لیٹی اسے دیکھتی رہی۔۔
میں شاور لے لوں تم آرام کرو۔
بچے۔۔ لب ہلکے سے ہلے۔۔

وہ باہر ان کے بہن بھائی سنبھال لیں گے۔۔ ان کچھ
دنوں میں سالار اس کے ہونٹوں کی چھوٹی سی جنبش
سے بھی پوری بات سمجھ جاتا تھا۔۔

ساوری نے بھی مطمئن ہوتے آنکھیں بند کر لیں
۔۔ دوبارہ وہ شام کو اٹھی تھی۔۔ سالار روم میں ہی
تھا۔۔

کچھ کھاؤ گی۔۔

نہیں بھوک نہیں ہے۔۔

بھوک نا بھی ہو تو کھانا ہے۔۔ میں لے کے آتا ہوں
۔۔ سالار لیپ ٹاپ بند کرتا اٹھ گیا کچھ دہر بعد آیا
تو اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی۔۔ بھنا ہوا دیسی مرغ
اور نرم سی چپاتی۔۔ جس کے نوالے بنا بنا کے وہ خود
اسے کھلاتا رہا۔۔ ساوری نے مشکل سے ہی کھایا تھا
۔۔ پھر میڈیسن لے کے لیٹ گئی۔۔ بچے باہر ہی سو
رہے تھے۔۔

یہ شاہ ویر ہے۔۔

یہ شاہ ویز ہے۔۔ اور یہ سلوا۔۔ تینوں کی شکلیں
ایک جیسی تھیں۔۔ زوہانے ریڈ مارکر سے تینوں کے
ہاتھوں پہ ان کا نام لکھا۔۔ دادو پاس بیٹھی ہنس رہی
تھیں۔۔ شبنم کچن میں آنٹی کے ساتھ ساوری کے
لیے پرہیزی کھانا بنا رہی تھیں۔۔

ان لوگوں کے نام مکس ہو جائیں گے دادو۔۔ مجھے لگتا
ہے۔۔ کوئی پکا بندوبست کریں۔۔

ہاں گلے میں تعویذ لٹکا دو۔۔ ہادی نے مزاق اڑاتے
سلوا کے ہاتھ کو نرمی سے رب کیا۔۔

نہیں جیسے بابا نے ساوری کو اپنے نام کا نیکلس بنوا
کے دیا ہے ایسے ہی میں انہیں بنوا کے دوں گی۔۔
مسکراتے اسے اپنے ارادے سے اگاہ کیا۔۔

ہاں اب تو تم بھی امیر یو۔۔

اللہ کا کرم ہے۔۔ آپ بس جلیں مت بھیا۔۔

میں کہاں جل رہا ہوں اپنی چڑیا سے۔۔ وہ صوفے
کے بازو پہ بیٹھا تھا۔۔

کافی دیر دونوں بچوں کے ساتھ بیٹھے رہے۔۔ پھر
سالار انہیں اٹھا کے ساوری کے پاس لے آیا تھا۔۔

اب تھوڑا تھوڑا وہ مدر فیڈ بھی کرتے تھے۔۔ ساوری
کو بیٹھنے میں مشکل ہوتی تھی۔۔ مشکل سے وہ انہیں
پکڑتی تھی۔۔

بچوں کے ہاتھ پہ نام دیکھ کے مسکرائی۔۔
یہ کس نے لکھے۔۔ شاہ ویر کے ہاتھ کو دیکھتے پوچھا
۔۔

ان کی آپا جان نے۔۔ سالار بھی مسکرایا۔۔ جیسے
انہیں ساوری کی پریگنسی پہ شک لگا تھا سالار کو
نہیں لگا تھا کہ وہ لوگ اتنے خوش ہونگے بچوں کی

پیدائش پہ۔۔ پر وہ بہت خوش تھے جو سالار کے دل
کو پر سکون کر گیا تھا۔۔

رات کو سالار ہی بچوں کا زیادہ دھیان رکھتا تھا۔۔

بچوں کو نہلانا دھلانا سارا آنٹی دیکھ رہی تھیں۔۔

ابھی ساوری تکیے کے سہارے سیدھی ہوئی تو سالار

نے شاہ ویر کو اس کی گود میں رکھا۔۔

سلوا سو رہی تھی۔۔ شاہ ویز کسماتے انگڑائی لے رہا

تھا۔۔

شاہ ویر کو فیڈ کروانے کے بعد اسے سائڈ پہ لیٹایا۔۔

مجھے واش روم جانا ہے۔۔ سالار شاہ ویر کے منہ سے
دودھ کی بوتل لگائے بیٹھا تھا۔
خود اٹھو۔۔

نہیں۔۔ منہ بسورتے اس نے مشکل سے پاؤں
سیدھے کرتے لٹکائے۔۔ سالار فیڈر رکھ کے اس کے
پاس آیا اور اسے سہارا دے کے کھڑا کیا۔۔ اندر وہ
خود چلی جاتی تھی بس اٹھنے میں مسئلہ ہوتا تھا۔۔

دو تین ہفتے لگے تھے زخم ٹھیک ہونے میں۔۔ سالار
نے آفس جانا شروع کیا تو بچوں کو آنٹی دیکھنے لگیں

-- ساوری بھی سنبھالنے کی ہوری کوشش کرتی تھی
پر پہلی بار سمجھ آتے آتے ہی آتی ہے۔۔

چھلے میں ہی زوہانے ان تینوں کے نام کے چھوٹے
چھوٹے نیکلس بنوا کے دیئے تھے۔۔

کتنا عجیب لگے گا لڑکوں نے گلے میں ہار پہنے ہیں۔۔
ہادی نے لاکٹ دیکھتے ہنسی دبائی۔۔ اب وہ ہر ویک
اینڈ پہ آجاتا تھا۔۔

بھیا۔۔ بس کچھ ماہ پھر ہم اتار دیں گے جب ان کی
ہوں گی۔۔ ورنہ ہماری لٹل inhance شکلیں تھوڑی

مام کو ہی بھول جانا ہے شاہ ویر کون سا ہے اور شاہ
ویز کون سا ہے۔۔

جی نہیں۔۔ بس ایک بار بھولا تھا۔۔ ساوری مسکرائی
۔۔ آج سنڈے تھا اور سالار کی مکمل فیملی جمع تھی۔۔
دادو ادھر ہی تھی اور داجی بھی آئے ہوئے تھے۔۔
زوہانے چھوٹے چھوٹے نیکلس انکی گردنوں میں
ڈالے۔۔

پھر ہادی نے تینوں بچوں کے ساتھ ان کی آپا جان
کی تصاویریں کلک کیں۔۔ چھلہ گزرتے ہی بچے

ہوشیار ہو گئے تھے۔۔ سب سے مشکل مرحلہ انہیں
فیڈ کروانا ہوتا تھا۔۔ کبھی تینوں ایک ساتھ رونے لگ
جاتے۔۔ ساوری کا سارا دن کام ہی یہی رہ گیا تھا۔۔
ان کی وجہ سے اسے خود بھی بہت بھوک لگتی تھی
۔۔ ہر چیز پہ احتیاط چبا چبا کے کھاؤ۔۔ یہ مت کھاؤ
۔۔ بچے کے پیٹ میں درد ہو گا۔۔ دادو ٹوکتی رہتیں
وہ سنتی رہتی۔۔ ایسے ہی کرتے کرتے چار ماہ گزر گئے
جوں جوں وہ بڑے ہو رہے تھے۔۔ ان کے کام بھی

بڑھ رہے تھے۔۔ ابھی وہ شاہ ویر اور شاہ ویز کو سلا
کے سلوا کو اٹھائے باہر آئی۔۔

سالار بھی آفس سے آنے والا تھا۔۔

آج کیا بنایا ہے۔۔۔ سلوا کو صوفے پہ ڈالتے آنٹی
سے پوچھا۔۔

کدو کی سبزی۔۔ آنٹی نے چپاتیاں بناتے اسے بتایا۔
مجھے تھوڑا سا ڈال دیں۔۔

روکھا سالن نہیں کھانا۔۔ آنٹی نے گھورا۔۔

پلیز تھوڑا سا بریڈ کے ساتھ کھاؤں گی۔۔ پلیٹ انہیں
پکڑاتے منہ بسورا۔۔ تو آنٹی نے گھوری سے نوازتے
اسے تھوڑا سا سالن ڈال دیا تھا۔۔

تھینکیو۔۔ ان کا گال کھینچتے وہ بریڈ اٹھا کے باہر چلی
آئی۔۔ سلوا صوفے کی بیک کو غور سے دیکھتے ہاتھ
پاؤں چلا رہی تھی۔۔

ساوری وہیں پاس بیٹھے کھانے لگی۔۔ کچھ دیر بعد
سالار آیا تو اسے سامنے دیکھ کے چہرے پہ مسکراہٹ
آئی۔۔

آج تو میرا بے بی فارغ لگ رہا ہے۔۔ اس کی نظر
سلوا پہ نہیں پڑی تھی اسے چھیڑتے لیپ ٹاپ
صوفے پہ رکھا۔۔ پھر سلوا کو دیکھ کے رکا۔۔
اب کبھی فارغ نہیں ہو سکتی میں۔۔ ساوری نے
افسردگی سے کہا۔۔

نہیں۔۔ جب تک یہ دو تین سال کے نہیں ہوتے
تب تک پھر انہیں الگ کر دیں گے۔۔ پھر ہم۔۔

ہم اس کے بعد کچھ بھی نہیں کریں گے۔۔ ساوری
نے اس کی بات درمیان میں کاٹ دی۔۔ سالار سلوا
کو اٹھائے وہیں بیٹھ گیا تھا۔۔

پھر میں تیسری شادی کر لوں۔۔

کیا آپ کو بچوں کی ٹیم بنانی ہے ہبی۔۔ یہ تین
تھوڑے ہیں۔۔ پہلے بھی دو ہیں۔۔

نہیں اب بچے نہیں ہونگے نا۔۔ بس۔۔

آپ کو پتہ ہے نہیں ہونگے۔۔ ان کی بار بھی آپ کو
نہیں پتہ تھا تین ہو گئے۔۔ میرا دماغ نہیں خراب جو
میں اب آپ کو اپنے قریب آنے دوں۔۔

ٹھیک ہے۔۔ سالار سنجیدہ ہوا۔۔ پھر مجھے صبر کرنا
چاہیے۔۔

ہاں جی بلکل۔۔

کاش میں تم سے تھوڑے سال بڑا ہوتا بس۔۔ آج
پہلی بار اسے یہ چیز بری لگی تھی۔۔

ساوری کا دل زور سے دھڑکا۔۔

اچھا جا کے چینج کر لیں۔۔ خالی پلیٹ اٹھا کے کھڑے
ہوتے وہ وہاں سے کھسک آئی۔۔ سالار سلوا کو لے
کے اندر چلا آیا۔۔

سنو۔۔! اس نے روم میں داخل ہوتے بیڈ پہ بیٹھے
زیب کو پکارا تھا۔

بولو۔۔! اس نے لیپ ٹاپ سے سرسری سی نظر
ہٹاتے زوہا کو دیکھا تھا۔

اس لپ ٹاپ کے بچے کو سائیڈ میں رکھو وہ غصے سے
ناک پھیلاتی ہوئی بولی تھی۔

لیپ ٹاپ کا بچہ نہیں ہے پورا لیپ ٹاپ ہے وہ اب
بھی لیپ ٹاپ پہ ٹامپنگ کر رہا تھا۔

دیکھو۔۔۔!! وہ دانت پیستے بولی۔

دکھاو۔۔۔! وہ ایک نظر اسکے سراپے پہ ڈالتا اسے
گھبرانے پہ مجبور کر گیا۔

زیب میں بور ہو گئی ہوں یار وہ چڑچڑی سے انداز
میں بولی تھی۔

آؤ رو مینس کرتے ہیں ساری بوریت دور بھاگ
جائے گی وہ لیپ ٹاپ کو سائیڈ پہ کرتا اسے اپنے
پاس آنے کا اشارہ کرتا ہوا بولا تھا۔

زیب انسان بنو۔۔۔! وہ اسے گھورتی ہوئی بولی تھی۔

یار انسان ہی ہوں جانور کہاں سے لگتا ہوں میں
تمہیں۔۔۔؟ وہ بھی اب اسے گھور رہا تھا۔

زیب پلیز مجھے شاپنگ پہ لے جاؤ۔۔۔! وہ اب اسے
پاس آتے اس کے بالوں سے کھیلنے لگی تھی۔

اچھا لے جاتا ہوں لیکن مجھے بھی بدلے میں کچھ
چاہیے وہ اب پوری طرح اسکی طرف متوجہ تھا۔
جو چاہیے ملے گا لیکن پلیز مجھے شاپنگ پہ لے جاؤ
۔۔۔۔! وہ منت بھرے لہجے میں بولی تھی۔

اچھا پھر ادھر آؤ۔۔۔!! وہ اسے ایک جھٹکے سے کھینچتا
بیڈ پہ گراتے اسکے اوپر آیا تھا وہ اسکے اتنے قریب آ
چکا تھا کہ زوہا کی سانسیں اب اسکی سانسوں سے
الچھنے لگی تھیں۔

وٹ پیپن مائی ڈارلنگ۔۔۔!! وہ اسکے نازک سے
ہونٹوں پہ جھکا تھا۔

ان پہ شدت بھرا بوسہ دیتے وہ اپنی زبان کو اسکی
زبان سے الجھائے ایک ہاتھ سے اسکے بال سہلاتے
اسے پاگل کر رہا تھا۔

وہ کوئی ردِ عمل نہیں دے رہی تھی شاید شاپنگ کی
وجہ سے ہی وہ خاموشی سے اسکا ساتھ دے رہی
تھی۔

وہ اسکے ہونٹوں کو رہائی بخشا اسکی گردن پہ آیا تھا
وہاں اپنے دانت گاڑتے وہ اسکے کندھے سے شرٹ
سرکانے لگا تھا۔

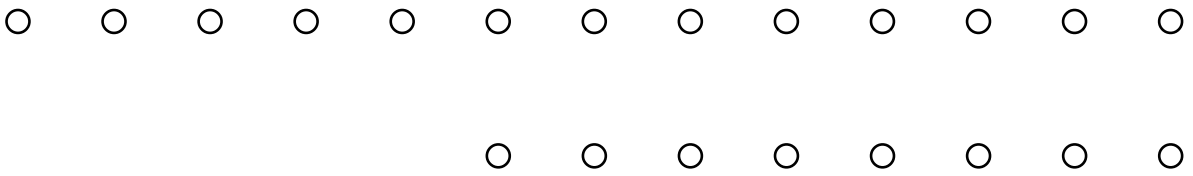
نن نہیں۔۔! پہلے شاپنگ کروائو رات کو کرنا یہ
سب۔۔۔! وہ اپنی شرٹ کو پکڑتی ہوئی بولی تھی۔
آہاں۔۔!! ایسا نا ہو کہ تم مکر جائو۔۔۔! وہ ابھی بھی
اسے رہائی بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

نہیں مکر تی میں پکا۔۔! وہ اب بھی اسکا وزن
برداشت کر رہی تھی۔

ہممم ٹھیک ہے جانِ من وہ اسکے ہونٹوں پہ بوسہ
دیتے پیچھے ہوا تھا۔

وہ گہرے گہرے سانس لیتی جلدی سے اٹھتی واشروم
کی جانب گئی تھی۔

زیب بھی اپنی شرٹ ٹھیک کرتا گاڑی کی چابیاں
اٹھاتے روم سے باہر آیا تھا۔



پھر زرے زرے میں دیدار آیا ہے۔۔۔۔۔

پھر زرے زرے میں دیدار آیا ہے۔۔۔۔

بے حد اور بے شمار آیا ہے۔۔۔۔

آج پھر تم پہ پیار آیا ہے۔۔۔۔

آج پھر تم پہ پیار آیا ہے۔۔۔۔

بے حد اور بے شمار آیا ہے۔۔۔۔

وہ اپنے کندھوں پہ دوپٹہ پھیلائے ہینڈ بیگ پکڑے
گاڑی کی طرف آئی تھی۔

یہ کیا بے ہودہ گانا ہے اسے بند کرو زیب میرے
سر میں ویسے ہی درد ہو رہا ہے۔۔۔! وہ گاڑی میں
بیٹھتی بولی تھی زیب نے گانا بند کرتے اسکی طرف
دیکھا تھا۔

تم ٹھیک تو ہونا۔۔۔؟ اسے فکر ہوئی تھی زوہا کی۔
ہاں میں ٹھیک ہے اب چلو شاپنگ مال۔۔۔! وہ گاڑی
سے باہر کی طرف دیکھنے لگی تھی زیب نے گاڑی
اسٹارٹ کرتے پارکنگ ایریا سے باہر نکالی تھی۔

: بیس منٹ بعد

وہ شاپنگ مال میں داخل ہوئے تھے زوہا نے کپڑوں
کی سائیڈ جاتے اپنے لیے دو تین ڈریس لیے تھے۔
زوہا یہ کتنی پیاری لگے گی تم پہ۔۔۔۔! زیب نے ایک
پرپل کلر کی ساڑھی اسکے لیے پسند کی تھی جسکا گلہ
تھوڑا ڈیپ تھا لیکن خوبصورتی میں وہ اپنی مثال آپ
تھی۔

ہاں ویسے یہ پیاری تو ہے لیکن اسکا گلہ۔۔۔۔

ارے ہاں میرا کام آسان ہو جائے گا اسی لیے اس
ساڑھی کو پسند کیا ہے وہ ایک آنکھ ونک کرتے
ہوئے بولا تھا۔

بے شرم۔۔۔!! وہ لال سرخ ہوتے گالوں سے بولی
تھی

شکریہ شکریہ۔۔۔! وہ اپنے سر کو خم کرتا جیسے اس
لفظ کو اعزاز سمجھ رہا تھا۔

اچھا میں یہ پیک کروا کے آتی ہوں وہ کہتی کاؤنٹر کی
جانب گئی تھی زیب وہیں کھڑا فون استعمال کر رہا
تھا۔

کیسے ہو۔۔۔؟ آج وہ اردو میں زیب سے مخاطب
ہوئی تھی آج وہ بلیو شارٹ شرٹ اور وائٹ کیپری
میں دوپٹے سے بے نیاز اس کے سامنے موجود تھی۔
آپ یہاں۔۔۔؟ وہ سیرت کو اپنے سامنے پھر سے
دیکھتا شاک ہوا تھا۔

ہاں بیکاز تمہارے گھر پہ وہ تمہاری جنگلی بیوی رہتی
ہے نا۔۔۔! وہ اسکے قریب ہوتے اسکے سینے پہ ہاتھ
دھرتی بولی تھی۔

دور رہیں مجھ سے۔۔۔!! زیب نے اسے دور کرنا چاہا
تھا۔

آج یہ دوریاں مٹا دو۔۔۔!! وہ ابھی اپنے لبوں سے
اسکی گردن پہ معدوم ہوتی ہڈی کو چھوتی کہ پیچھے
سے کسی نے زور سے اسکے بالوں کو کھینچا تھا۔

تمہاری دوریاں تو میں مٹاتی ہوں۔۔۔!! چھوٹی دنیا
چھوٹی فسادن محلے کی آنٹی۔۔!! وہ زور زور سے
اسکے بال کھینچتی اسے تلملانے پہ مجبور کر چکی تھی
آس پاس رش بڑھنے لگا تھا۔
لیکن کوئی بھی اس غصے میں بھری ہوئی لڑکی کو
روکنے کیلئے آگے نہیں آ رہا تھا۔
زوہا زوہا چھوڑ دو۔۔۔!! زیب نے اسے پکڑنا
چاہا تھا۔

کیوں چھوڑوں یہ کالی بلی یہ گٹر کا ڈھکن میں اسکا سر
پھاڑ دوں گی وہ اسکے بازو کو زور سے موڑتی اب اسکے
بالوں کو دوسرے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھی۔

!بچ چھوڑ دو پلیز میں آئندہ۔۔۔

آئندہ کی بچی کالی ناگن۔۔۔!! شیشا شونیا کی کالی
ماتا۔۔۔!! تم آئندہ مجھے نظر آؤ میرے شوہر کے
قریب بھی۔۔۔!! وہ اب بھی اسکے بال کھینچ رہی
تھی زیب نے آگے بڑھتے اسے سیرت سے الگ
کرتے خود میں زور سے بھینچا تھا۔

چھوڑو چھوڑو مجھے۔۔۔۔! اسکی ہمت کیسے ہوئی تمہیں
چھونے کی وہ اب زیب کے سینے میں منہ دیئے
رونے لگی تھی۔

سیرت نے موقع دیکھتے وہاں سے دوڑ لگائی تھی۔
زوہا میرا بچہ بس بس بس۔۔۔۔!! کام ڈائون۔۔۔۔!!!
وہ اسکے سر پہ بوسہ دیتے ہوئے بولا تھا لیکن زوہا کی
گرفت ڈھیلی پڑ چکی تھی وہ خاموش ہو گئی تھی زیب
نے دو لمحوں کیلئے اسے خود سے جدا کیا تو وہ زیب
کی بازوؤں میں لہرا گئی تھی۔

زوبا۔۔۔! زوبا۔۔۔!! اٹھو پلیر اٹھو۔۔۔!! وہ اسکی گال
تھپتھپاتے ہوئے بول رہا تھا زوبا کو بازوؤں میں
بھرتے وہ شاپنگ مال سے نکلتے ہاسپٹل کی طرف
گاڑی موڑ گیا تھا۔

اسے بازوؤں میں ہی اٹھائے وہ ہاسپٹل میں داخل
ہوا تھا ڈاکٹر اسے اسٹریچر پہ لٹاتی اپنے روم میں لی
گئی تھیں وہ زوبا والوں کی فیملی ڈاکٹر تھی۔

کتنی ہی دیر زیب جلے پیروں کی بلی کی طرح باہر
چکر کاٹتا رہا وہ درود شریف پڑھ رہا تھا ماتھے پہ
شکینیں اور ہلکا ہلکا پسینہ نمودار تھا۔

اکسیوزمی۔۔۔!! آپ کو ڈاکٹر اندر بلا رہی ہیں ایک
نرس باہر آتے اسے پریشان کھڑا دیکھ بولی تھی وہ
جلدی سے روم میں داخل ہوا تھا۔

کیا ہوا ہے میری بیوی کو وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔؟ وہ
جلدی جلدی بولا تھا۔

جی جی آپ کی بیوی اور آپ کا بچہ دونوں ٹھیک ہیں
مسٹر زیب۔۔۔! وہ ڈاکٹر مسکرا کر بولی تھیں

او شکر۔۔! کیا۔۔۔؟ کیا؟؟؟ کیا!!؟ بچہ..؟ میرا

میرا بچہ۔۔۔؟ سچ میں؟ کیا واقعی میں میرا

بچہ۔۔۔؟؟؟ وہ پاگلوں کی طرح بار بار ایک ہی سوال

دہرا رہا تھا ڈاکٹر بھی مسکراتی ہوئیں اسکے چہرے پہ

خوشی دیکھ رہی تھیں۔

جی جی آپ کا بچہ۔۔۔! آپ کی بیوی ڈاٹر آف سالار
خان نیازی پریگنٹ ہیں۔۔۔! وہ ایک بار پھر سے
پیشہ وارانہ مسکراتی ہوئی بولی تھیں۔

اماں۔۔۔! وہ ہاتھوں کے اشارے سے ڈاکٹر کی
طرف کس اچھالتے زوہا کے بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔

وہ تینوں سو رہے تھے صبح ساڑھے چار بجے کا ٹائم تھا
جب ساوری کا موبائل واٹبرٹ ہوا۔۔۔ فجر کا الارم
تھا۔۔۔

سالار مسجد نماز پڑھنے گیا ہوا تھا۔ اس نے بھی اٹھ
کے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ پھر سورہ یاسین کی
تلاوت۔۔ یہ سب تب سے معمول بنا تھا جب وہ
سیون منتھ پر یگننسی میں تھی۔ اسے صبح پھپھونے کہا
تھا وہ نماز اور قرآن باقاعدگی سے پڑھا کرے دل کو
بہت سکون ملتا ہے۔۔ تب سے پہلے وہ خود پڑھتی
تھی۔۔ پھر سالار کو زبردستی اٹھانے لگی اب دونوں کا
معمول بن گیا تھا۔۔ انسان پہ جب مصیبت آتی
ہیں تو وہ اللہ کی طرف دوڑتے ہیں۔۔ اللہ کو اپنے

بندوں کا یہ عمل بہت پسند ہے۔۔ وہ دھتکارتا نہیں
ہے بلکہ اپنے بندے کو اپنی رحمت میں سمیٹ لیتا
ہے۔۔ اسے بھی لگتا تھا اگر وہ تین بچوں کے ساتھ
سروائیو کر آئی تھی تو سب اللہ کی مدد تھی اسی کی
رحمت تھی ورنہ اس جیسی لڑکی وہ بھی پہلی بار میں
یہ سب کبھی بھی وہ نارمل نارہتی۔۔ یا تو وہ خود مر
جاتی یا بچوں کو کوئی نقصان ہو جاتا۔۔ قرآن مجید بند
کرتے دعا مانگتے اٹھی اور بچوں پہ پھونکا۔۔ پھر دوپٹہ
تھوڑا ڈھیلا کرتے قریب ریک پہ رکھا۔۔۔

سالار کو آنے میں ابھی کچھ ٹائم تھا۔۔ وہ اس کے
آنے سے پہلے دوبارہ سو جاتی تھی۔۔ ابھی بھی آنکھ
لگی ہی تھی جب سالار دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا
۔۔

چاروں کو سویا دیکھ کے وہ سٹڈی روم میں چلا آیا تھا
۔۔ آج اس نے لاہور جانا تھا دو دن کے لیے
۔۔ ساوری کو ابھی نہیں پتہ تھا اس کے جانے کا۔۔
اپنی فائلز اور کمپیوٹر سے ضروری ڈیٹیلز پن ڈرائیو
میں کیں۔۔ ادھے گھنٹے بعد باہر آیا۔۔ اپنی پیکنگ کی

چھوٹا سا بیگ بناتے سائڈ پہ رکھا۔۔ پھر ساوری کے
پاس آیا۔۔ ایک دل کیا جگائے اور ایک کہ نا جگائے
۔۔ سارا دن اس کا مصروفیت میں گزر جاتا تھا۔۔ بس
یہ صبح کا کچھ وقت ملتا تھا سونے کے لیے جب تینوں
بچے پر سکون نیند سو رہے ہوتے تھے۔۔

ساوری۔۔ پھر کچھ سوچتے اس کے ماتھے سے دوپٹہ
پیچھے کیا۔۔

بے بی۔۔ دوبارہ پکارا تو اس نے سر جھٹکا۔۔ اسے لگا
شاید سالار اسے خواب میں پکار رہا ہے۔۔

ساوری۔۔ میں لاہور جا رہا ہوں۔۔

جائیں۔۔ اس نے بھی جواب دیا۔۔

کیا۔۔ سچ میں۔۔ سالار کو اچنبھا ہوا۔۔ وہ بھلا اتنی

آسانی سے مان گئی۔۔ ایک تو صبح کی نیند بھی اتنی

حاوی ہوتی ہے کہ انسان کو اٹھنا ایسے لگتا ہے جیسے

قبر سے اٹھ رہا ہو۔۔۔۔

میں لاہور جا رہا ہوں۔۔ اس کے پاس بیٹھتے اس کے

گلے کو پکڑتے چہرا اپنی جانب موڑا تو ساوری نے

جھٹ سے انکھیں کھولیں۔۔

ک۔۔ کیا ہوا۔۔

اٹھ کے باہر آؤ۔۔ سالار اسے گھورتے اٹھ گیا۔۔ پھر
باہر نکل گیا تو ساوری پریشانی سے جوتے اڑیستے
جھوکتے دوپٹے کے ساتھ باہر آئی۔۔

کیا ہوا۔۔ سالار دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا۔۔

میں آج لاہور جا رہا ہوں۔۔ پوچھ رہا ہوں تم سے
کب سے اور تم نیند میں ہی لگی ہوئی ہو۔۔

لاہور کیوں جانا ہے۔۔ میں یہاں اکیلی کیسے رہوں گی

زوہا اجائے گی کچھ دنوں کے لیے۔۔

نہیں۔۔ میں نہیں مجھے بھی ساتھ لے کے جائیں۔۔

پریشانی سے وہ چلتے ہوئے صوفے تک آئی۔۔

میں بنا بتائے چلا جاتا تو پھر۔۔

پھر میں آپ کو دیکھ لیتی۔۔ جمائی روکتے وہ صوفے پہ

ڈھے گئی۔۔ جیسے اسے پورا یقین تھا سالار اس کے

منع کرنے پہ رک جائے گا اور وہ پر سکون تھی۔۔

بہت امپورٹینٹ ڈیل ہے ہماری۔۔ میرا وہاں جانا
بہت ضروری ہے ساوری بے بی۔۔ سالار بھی نرم
پڑتا اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔

سآوری نے رخ اس کی طرف کرتے بغور چہرا دیکھا
۔۔

اپنے مینجر کو بھیج دیں وہ کس لیے ہے۔۔
مینجر پہ بھروسا نہیں کر سکتا میں۔۔ وہ سنجیدہ تھا۔۔
مجھے نہیں پتہ۔۔ پھر ہمیں بھی ساتھ لے جائیں۔۔

ہاں میرا دماغ خراب ہے۔۔ سالار نے سر جھٹکا اور
اٹھنے لگا جب ساوری نے تیزی سے اس کے تھائز پہ
ہاتھ رکھتے روکا۔۔

مجھے ساتھ لے جائیں بچوں کو یہیں آنٹی کے حوالے
کر جاتے ہیں۔۔ ساوری نے سوچتے آئیڈیا دیا۔۔
ماں بن گئی ہو عقل ابھی بھی نہیں آئی۔۔
وہ چھوٹے ہیں رہ لیں گے۔۔۔

فیڈ کون کروائے گا۔۔ سالار نے آئی برو اچکائے
وہ دوسرا دودھ پی لیتے ہیں پلینز۔۔

ٹھیک ہے۔۔ وہاں جا کے پھر یہ مت کہنا ابھی واپس
چلتے ہیں۔۔ سالار کا کوئی ارادہ نہیں تھا اسے ساتھ
لے کے جانے کا۔۔ پر راضی ہو گیا ساوری کی خوشی
کے لیے۔۔

آنٹی کو ویسے بھی سب پتہ ہے زوہا کو بلا لیتے ہیں وہ
سنجھال لے گی۔۔

تمہارا دماغ گھوما ہوا ہے بس۔۔ سالار اس کا ہاتھ
ہٹاتے اٹھ گیا۔۔

ہبی ہماری شادی تو ہوئی نہیں ہنی مون پہ ہی لے
جائیں یار۔۔ منہ بسورتے وہ بھی اٹھ کے اس کے
پیچھے آئی۔۔ سالار ان سنا کرتے اندر اگیا۔۔ بچے ہنوز
پر سکون سو دہے تھے
پلیز۔۔ پلیز۔۔

میں نے غلطی کر دی ہے تمہیں بتا کے۔۔
آپ اب مجھ سے تنگ آگئے ہیں۔۔ وہ روہانسی ہوئی
۔۔ سالار ڈریسنگ روم میں جاتے جاتے ٹھہر گیا۔۔
کیا کہا۔۔

آپ اب مجھ سے تنگ ہوتے ہیں نا۔۔ میں آپ کو
وقت نہیں دے پاتی اس لیے۔۔ چلتے چلتے پاس آئی
۔۔

ارے نہیں تو۔۔ میرا بے بی مجھے پتہ ہے تم بچوں
میں لگی رہتی ہو تھک جاتی ہو۔۔ اسے خود سے لگاتے
خود میں سمویا۔۔

پھر مجھے ساتھ لے جائیں۔۔ ہنی مون بھی منائیں گے
۔۔ گال اس کے سینے سے ٹکاتے دل کے مقام پہ ہاتھ
رکھا۔۔ سالار گہری سانس لے کے رہ گیا۔۔ وہ آسمان

سمجھ رہی تھی پر وہاں جا کے اس کا اپنا بچوں کے بنا
دل نہیں لگنا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔ زوہا سے بات کر لو۔

ہرے رے وہ ایک دم چیخنے لگی تھی جب سالار
نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھتے آواز دبائی۔

تھینکیو سو مچ ہی جان۔۔ سالار کے گرد بازو کا حصار

سخت کرتے اوپر ہوئی اور اس کی گردن پہ لب

رکھے۔۔ سالار مسکرا دیا۔۔ اسے بھی ریلیکس ہونے کا

موقع ملنا چاہیے تھا۔

پھر بچوں کے اٹھنے تک ساوری نے اپنی پیکنگ بھی
کر لی تھی۔۔ بچوں کی ساری ضرورت کی چیزیں
سامنے رکھ دیں۔۔ باقی آنٹی کو پتہ تھا۔۔

پھر صبح آٹھ بجے زوہا کو کال کر کے ان لوگوں نے
بلا لیا تھا۔۔ زوہا کی اپنی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اوپر
سے یہ سب اسے مشکل لگ رہا تھا پر مان گئی آنٹی
بھی تھیں ساتھ بعد میں وہ صبا پھپھو کو بھی بلا لیتی

سالار اور ساوری اپنی ہی گاڑی میں نو بجے نکلے تھے

--

The Nishat Hotel Lahore

وہ لوگ دوپہر دو بجے ہوٹل پہنچے تھے۔۔۔ ریسپشن

چوتھے فلور پہ تھا۔۔ لفٹ کے ذریعے وہ لوگ اوپر

اے۔۔

Good afternoon sir and mam.

انہیں دیکھ کے ریسپشنر نے استقبال کیا۔۔

وہاں کی لابی بڑی یونیک اور ماڈرن تھی ڈیزائننگ
زبردست تھی۔۔ ساوری پہلی بار وہاں آئی تھی اس
لیے اشتیاق سے اب دیکھ رہی تھی۔۔

آپ کی بکنگ کس نام سے ہے سر۔۔

سالار خان نیازی کے نام سے پیٹینم روم۔۔۔ سالار
کے ہاتھ میں سوٹ کیس اور موبائل تھا جبکہ ساوری

اپنا چھوٹا سا بیگ کندھے اور کمر سے کرا اس کیے آس
پاس دیکھ رہی تھی۔۔

بنگ کنفرم ہوتے ہی انہیں چابی اور کارڈ دے دیا گیا
تھا جس میں وائی فائی پاسورڈ اور سروسز کا نمبر لکھا
تھا۔۔ اندر کی جانب آتے ہیلپر نے ان کے ہاتھ
سے لگج پکڑا اور ان کے سائڈ پہ چلنے لگا۔

آپ یہاں پہلے بھی آئے ہیں۔۔ ساوری نے اپنے
موبائل کا کیمرہ اون کرنے کی کوشش کی تو سالار
نے گھورتے اس کے ہاتھ سے موبائل لیا۔۔

بہت بار۔۔ سنجیدگی سے دیکھتے اس کا ہاتھ پکڑا اسے
بچوں کی فکر ہو رہی تھی پر ساوری ریلیکس اور خوش
تھی گاڑی میں بھی تین چار بار اس نے زوہا کو میسج
کر کے پوچھا تھا اور اس نے سب ٹھیک ہے کہہ دیا
تھا۔۔

روم میں آتے ہی ویٹر بیگ رکھ کے چلا گیا۔۔ ساوری
آکے بیڈ پہ بیٹھ گئی تھی۔۔
آپ نے کب جانا ہے کام پہ۔۔

کون سا کام۔۔ سالار نے آئی برو اچکائے۔۔ اسے یاد
تھا کہ وہ وہاں کام کے لیے آیا ہے۔۔

ڈیل کرنی تھی نا آپ نے کوئی۔۔ ساوری بیڈ پہ نیم
دراز اسے دیکھ رہی تھی۔۔ جو موبائل چارج پہ لگانے
کے بعد اب جوتے اتار رہا تھا۔۔

ہم لوگ ہنی مون کے لیے آئے ہیں۔۔ نیچے جھکے
جھکے جواب دیا تو ساوری کا رنگ سرخ ہوا۔

کون سا ہنی مون کیسا ہنی مون۔۔ میں یہاں صرف
سونے کے لیے آئی ہوں۔۔

سونے دوں گانا میں تمہیں۔۔ جوتے ریک میں رکھتے
مسکراہٹ ضبط کی۔۔ ساوری بس اسے سن رہی تھی
اس کا چہرہ دیکھتی تو ضرور رونے لگتی۔۔

میں سونے لگی ہوں بس۔۔ آپ اپنے کام کے لیے
آئے ہیں وہ کریں جا کر۔۔ سیدھے ہو کے لیٹتے
آنکھیں موند لیں۔۔ سالار ہاتھ روم چلا گیا تھا۔۔
واپس آیا تو ساوری موبائل یوز کر رہی تھی۔۔

سالار نے اسے پانی ڈال کے دیا تو اٹھ کے بیٹھی۔۔
پھر شرمندہ ہوتے اس کے لیے جگہ بنائی۔۔

میں شام کو چھ بجے جاؤں گا۔ اور تم یہاں اکیلی
کیسے رہو گی۔ فکر مندی سے دیکھا۔
کتنی دیر لگے گی آپ کو۔
دو تین گھنٹے۔

اوکے میں اتنی دیر بچوں سے بات کر لوں یا سو لوں
گی۔ ابھی بھوک لگی ہے لہجہ کرنے چلتے ہیں۔
ہمم ٹھیک ہے۔ سالار اٹھا تو ساوری بھی اس کے
ساتھ اٹھ کے باہر چلی آئی۔

(Bistro) وہاں دو ریسٹورانٹ تھے وہ لوگ بیسٹرو
کی طرف آئے تھے۔۔

بہت سارے کلر فل کارٹ اور جیسے دنیا جہان کی
تمام ڈیشیز وہاں موجود تھیں۔۔ ساوری نے اپنی
مرضی سے پلیٹ بنائی تھی۔۔ سالار نے بھی سائڈ
میں لگے کارٹ سے بریڈ فیش اور چائٹز کے ساتھ
چکن لیا تھا۔

لنچ کرتے ساوری اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں ہوٹل
کے بارے میں باتیں پوچھتی رہی تھی۔۔

آپ مجھے لاہور نہیں گھمائیں گے۔۔ ایک کام کرتے
ہیں ابھی ہم فری ہیں تو کیوں نا باہر چلیں۔۔

نہیں۔۔ سالار نے سختی سے منع کیا۔۔ کل صبح جائیں
گے ابھی آرام کر لو تھوڑا سا۔۔ واپس روم میں آتے
دروازہ لاک کیا۔۔

ساوری شرافت سے اس کی بات مانتے سونے کے
لیے لیٹ گئی تھی۔۔ سالار وہیں سٹڈی چیئر پہ بیٹھے
کام کرنے لگا۔۔ اس کے سامنے فروٹ باسکٹ اور
نمکو کر کرے وغیرہ کی باسکٹ رکھی تھی جس پہ ابھی

تک ساوری کی نظر نہیں گئی تھی۔۔ چپکے سے
کر کرے اور نمکو والی باسکٹ اٹھا کے اس نے نیچے
رکھی تاکہ وہ دیکھ ناسکے۔۔

زوہا بچوں کے پاس اکیلی تھی آنٹی مارکیٹ گئی ہوئی
تھیں گروسری کے لیے۔۔ تینوں بچے مسلسل روئے
جا رہے تھے ان تینوں کی آوازوں سے زوہا اپنے
کانوں پر ہاتھ رکھنے پر مجبور ہو چکی تھی۔۔

یا خدا یہ اتنا کیوں رو رہے ہیں میں کیا کروں۔۔۔
میں انہیں کیسے چپ کرواؤں وہ پریشانی سے ان
تینوں کو دیکھا۔۔۔

شاید انہیں بھوک لگی ہو ایسا کرتی ہوں ان کے لیے
سری لیک بنا لیتی ہوں وہ خود سے کہتی اٹھتی ہوئی
کچن میں گئی۔۔۔ بچوں کے رونے کی آوازیں کچن
تک مسلسل آ رہی تھیں

اسے زیب کی شدت سے یاد آئی کاش زیب یہاں
ہوتا ہے تو کم از کم ان بچوں کو چپ تو کروا ہی لیتا

یا اللہ یہ اتنا کیوں رو رہے ہیں پلیر پلیر چپ
کر جاؤ وہ کچن سے ہی چلائی تھی۔۔۔

جبکہ وہ تینوں اس کی بات کو سمجھنے سے قاصر تھے
اس نے جلدی جلدی سری لیک کا ڈبہ نکالا اور
چھوٹے باؤل میں بنانے کی بجائے بڑے میں ہی
تینوں کے لیے زیادہ مقدار میں بنا دیا۔۔

دو منٹ میں وہ سری لیک اور چچ لیے باہر۔۔ پھر
بچوں کو سیدھی طرح لٹاتے چھوٹے نیپکین ان کے
ساتھ سیٹ کیے۔۔

زوہا خود بھی پریگنٹ تھی ایسی حالت میں زیادہ
برڈن لینا بھی اسکی صحت کے لیے خطرے سے خالی
نہ تھا

اب اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ تینوں کو کیسے کھلائے
پہلے کس کو کھلائے کیونکہ تینوں ہی زور و شور سے
رو رہے تھے۔۔۔

سب سے پہلے اس نے ایک چچ لیتے شاہ ویر کے
منہ میں ڈالی۔۔ منہ میں کچھ آتے ہی وہ خاموش ہو
گیا۔۔

جب کہ باقی دو تو ایسے ہی رو رہے تھے پھر اس نے
دوسری چچ شاہ ویز کے منہ میں ڈالی پہلے والا شاید
کھا چکا تھا دوسرے کو کھلانے سے پہلے ہی وہ پھر سے
رونے لگا

اب دوسرا چپ تھا اور پہلا اور تیسرا رو رہا تھا تم تو
چپ کرو ابھی نہیں میں نے تمہیں کھلایا تمہارے

باقی دو بھی تو بہن بھائی ہیں انہیں بھی تو کھلانا ہے نا

وہ شاہ ویر کو کہتے روہانسی ہوئی۔۔ تو وہ مزید رونے
لگا۔ اس نے پھر سے ایک چچج بھرتے سلوا کے منہ
میں ڈالی۔۔ اور ساتھ ہی دوسرے نے دوبارہ سے
رونا سٹارٹ کر دیا

او خدایا میں کیا کروں اس کا دل چاہا اپنے سر پیٹ
لے وہ واپس پہلے والے کے منہ میں سے سری لیک
کا چچج ڈالتی ہے۔۔ دوسرا اور تیسرا مسلسل رو رہے

ہوتے۔۔۔ پہلے والا سری لیک لے کر چپ کرتا تو
دوسرا رونے لگ جاتا دوسرے کو دیتی تو پہلے والا
دوبارہ سے رونے لگ جاتا جب کہ تیسرا پہلے سے ہی
رو رہا ہوتا ہے باری باری وہ تینوں کے منہ میں چچ
ڈالتی لیکن دوسرے تیسری کو کھلانے تک پہلے والا
دوبارہ سے رونا شروع ہو جاتا۔۔۔

ایسی سچویشن وہ پہلی بار ہینڈل کر رہی تھی اس کا
دل چاہ رہا تھا وہ خود بھی ان کے ساتھ رونے لگ
جائے اچھا رونا ہے تو روتے رہو میری بلا سے

-- آخر تنگ اکے اس نے باول ہی سائڈ پہ رکھ دیا

--

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کے دماغ سائیں سائیں
کرنے لگا۔

چپ کر جاؤ۔۔ آپا کی بات نہیں مانو گے۔۔ آخر کار وہ
ڈانٹنے لگی۔۔

اس کی زور سے بولنے پر تینوں بچے ایک دم خاموش
ہوئے

واہ یہ تو خاموش ہو گئے گڈ بے بیز اپنی آپا کی
بات مانی ہے اچھی بات ہے وہ انہیں داد دیتی
نظروں سے دیکھتی بولی۔۔۔

وہ صرف ایک منٹ کے لیے ہی خاموش ہوئے تھے
اور پھر اگلے ہی لمحے وہ تینوں ایک ساتھ رونا شروع
ہوئے

زوہانے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسی اب تم
تینوں ایسے ہی روتے رہو گے

تو میں پھر کس کو پہلے کھلاؤں گی خدا کا نام ہے
تینوں چپ کر جاو میں باری باری تینوں کو کھلاؤں گی
وہ انہیں ایسے سمجھا رہی تھی جیسے وہ اس کی بات
سمجھنے کی قابل ہوں پھر اس نے سوچا کہ پہلے ایک
کو کھلا لے باقی دو بے شک روتے رہیں اور پھر اس
نے ایسے ہی کیا تھا سب سے پہلے اس نے شاہ ویر
کو چچ بھر بھر کے سری لیک کھلانا شروع کیا جبکہ
باقی دو تو مسلسل روئے ہی جا رہے تھے زوہا انہیں
بھی باری باری چپ کرواتی تھی

چپ ہو جاؤ چپ ہو جاؤ میری جان چپ ہو جاؤ کبھی
وہ کھلونے دکھائے چپ کرواتی تو کبھی کچھ کبھی اپنے
منہ کے ٹیڑھے زاویے بناتی کبھی زبان نکال کر
انہیں ہنسانے کی کوشش کرتی مگر وہ تھے کہ مسلسل
روئے ہی جا رہے تھے جب کہ پہلے والے کا پیٹ
اب کچھ بھرا تھا تو اس نے رونا بند کیا تھا ایسا کرتی
ہوں اس کو اچھے طریقے سے کھلا لیتی ہوں پھر باقی
دونوں کے ساتھ بھی ایسے ہی کروں گی پہلے والے
کو چپ ہوتا دیکھ وہ خوش ہوئی تھی اس نے اسے تو

پیٹ بھر کر کھلا دیا تھا جیسے ہی بچے کا کچھ پیٹ بھرا
وہ خوش ہوا تھا اور اب وہ کھیلنے لگا تھا زوہانے اس
کے ہاتھ میں کھلونا پکڑا دیا تھا تو وہ رونا بھول کر
خوشی خوشی اس کھلونے کے ساتھ کھیلنے لگا تھا کیونکہ
اس کا پیٹ تو بھر ہی چکا تھا اب وہ باقی دونوں کی
جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

اس نے باول میں دیکھا تو سری لیک ختم ہو چکا تھا
وہ جلدی سے کچن میں گئی تھی اور دوبارہ سے باول
بھر کر لائی۔۔۔۔

دونوں بچے ایسے ہی رو رہے تھے اس نے دوسرے
والے کو اپنی گود میں اٹھایا تھا اور اب اسے سری
لیک کھلانے لگی۔۔ جبکہ تیسرا والا اس کے سامنے پڑا
یوں ہی رو رہا تھا اور پہلے والا اس کے پہلو میں
کھلونے سے کھیل رہا تھا ایک کی جانب سے تو وہ
مطمئن تھی دوسرے بھی ابھی کھا کر خاموش ہو جاتا
جبکہ تیسری کے حصے میں زیادہ رونا آیا تھا اپنی گود
میں لیٹے بچے کو بھر بھر کر سری لیک کا چمچ کھلا
رہی تھی اور تھوڑی ہی دیر بعد اس نے سری لیگ

کا چیچ تیسرے کی منہ میں بھی ڈالا تھا تاکہ تھوڑی
دیر کے لیے صحیح خاموش ہو جائے لیکن ایسا لگتا تھا
کہ سلوا کو اب غصہ آگیا تھا اور اس نے شدید رونا
شروع کیا تھا چپ ہو جاؤ چپ ہو جاؤ میری جان آیا
کیا کرے تم لوگوں کا پلینز چپ ہو جاؤ میں تمہارے
بھائی کو کھلا لوں پھر تمہیں کھلاتی ہوں وہ اسے ڈانٹ
رہی تھی

اسے ایسے ہی روتا چھوڑ وہ دوسرے کو سری لیک
کھلانے میں مصروف ہو گئی وہ ایک کے بعد ایک

اسے چیخ بھر کر کھلاتی تھوڑی دیر بعد اس نے پہلے
والے کی طرف نظر دوڑائی تو وہ سوچکا تھا بے اختیار
اس نے شکر ادا کیا تھا تھوڑی دیر بعد دوسرے
والے کا بھی پیٹ بھرا تو اس نے رونا بند کیا تھا شکر
ہے دو بلائیں تو ٹلی وہ ہنستے ہوئے بولی تھی
اس نے دوسرے والے کو اپنی گود سے اٹھاتے پہلے
والے بچے کے پہلو میں لٹایا تھا اور اس کے ہاتھ میں
بھی کھلونا پکڑایا تھا اب وہ کھلونے سے کھیل رہا تھا
وہ اب تیسرے کی جانب متوجہ ہوئی تھی

اسے ہاتھ میں اٹھائے گود میں لٹا چکی تھے اب باقی
دو بچے رو نہیں رہے تھے صرف تیسری ہی تھی جو
اس کی گود میں رو رہی تھی۔۔

وہ کچھ ریلیکس تھی کے چلو پہلے دو تو خاموش ہوئے
نا اب وہ تیسرے والے کو آرام سے کھلا تو سکے گی نا
وہ خود بھی تو پریگنٹ تھی نا اس کو اپنی طبیعت
بوجھل ہوتی محسوس ہوئی ظاہر ہے ایسی حالت میں
تین بچوں کو سنبھالنا آسان تھوڑی نہ تھا اور پھر وہ
اکیلی تھی آنٹی بھی گھر نہیں تھی۔۔ سلوا کے منہ

میں اس نے سری لیک کی ایک چیچ انڈیلی تو وہ رونا
بند کر چکی تھیں اس نے سمجھا کہ اب اس کی باری
آ چکی ہے تو کیوں نہ میں رونا بند کر دوں زوہانے
اسے پیٹ بھر کر سری لیک کھلایا

جبکہ شاہ وہر اور شاہ ویز سو چکے تھے۔۔

تو اس نے سلوا کو بھی ان دونوں کے ساتھ لٹا دیا۔۔
بے اختیار اس نے سکون کا سانس لیا

شکر ہے شکر ہے وہ تینوں رونا بند کر چکے تھے

ان تینوں کو یوں ہی صوفے پر لٹاتی وہ کھڑکی کی
جانب آئی

اس نے موبائل اٹھاتے زیب کو کال کی۔۔

لیکن شاید وہ آفس میں مصروف تھا اس لیے وہ
کال پک نہیں کر سکا وہ مسلسل اسے کالز ٹرائی کرتی
رہی مگر اس نے کال پک نہیں کی تھی تو وہ بھی
موبائل کو سائیڈ پہ رکھتی بیڈ پر ان بچوں کے ساتھ
آ کر لیٹی تھی سلوا بھی سو گئی تھی۔ وہ بھی ان کے
ساتھ اکے لیٹ گئی۔۔ انٹی پتہ نہیں کب اتیں۔۔

بابا کو بھی وہ میسج کر کے یہی کہہ رہی تھی کہ یہاں
سب ٹھیک ہے حالانکہ اس کی چند گھنٹوں میں مت
ماری گئی تھی وہی جانتی تھی۔۔

وہ ساوری کو روم میں چھوڑنے کے بعد اب ڈبل
ٹینشن میں تھا ایک تو بچے پتہ نہیں کس حال میں
تھے اوپر سے ساوری کو اکیلے روم میں چھوڑنا اس
کے لیے مسئلہ تھا کہ اسے استھما تھا جس کا اٹیک
کسی بھی وقت ہو سکتا تھا۔۔

میٹنگ میں بھی اس کا سارا دھیان ان کی طرف ہی
لگا تھا بار بار موبائل کو دیکھنا وہاں بیٹھے باقی لوگ بھی
نوٹ کر رہے تھے۔

سرفراز نے اسے دیکھتے فائل سامنے لگی سکرین میں
اوپن کی۔ وہ اپنا شو روم لاہور میں بھی بنانا چاہتا تھا
لیکن اس کے لیے اسے وہاں کچھ کمپینوں کی پاٹر
شپ کی ضرورت تھی۔ جس سلسلے میں وہ وہاں
سب ڈسکس کر رہے تھے۔

ایک گھنٹے تک کافی لوگوں نے ہامی بھر لی تھی۔۔ اس
کے پاس بہترین پروجیکٹ تھے جو سب کو پسند آئے
تھے۔۔ ساڑھے نو بجے وہ جتنی بے چینی سے وہاں
سے نکلا تھا وہی جانتا تھا۔۔ ہوٹل پہنچتے اس کی پہلی
نظر ساوری پہ پڑی جو فوراً تھ فلور پہ سامنے لابی میں
سٹنگ ایریا میں بیٹھی پیکرز لے رہی تھی۔۔
تیز قدموں سے چلتے اس کے پاس آیا۔۔
شکر ہے، بی بی آپ آگئے۔۔ ساوئی اسے دیکھتے فوراً
اٹھی۔۔

یہاں کیا کر رہی ہو۔۔ سالار نے اس کا ہاتھ تھامتے
فکر سے اس کا چہرا دیکھا۔۔

آپ کا ویٹ کر رہی تھی۔۔ کافی بھی پینی تھی اور
میں روم میں بور ہو رہی تھی۔۔

اوکے۔۔ زوہا کو کال کی۔۔ اسے بازو کے حصار میں
لیتے وہ اپنے روم کی طرف چل دیا۔۔

نہیں ان سے بات ہی نہیں ہو سکی بچے اور وہ سو
گئے تھے۔۔

اوکے۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔ اندر داخل ہوتے دروازہ بند کیا۔۔

جی۔۔ مجھے کیا ہونا تھا۔۔ لگیج کی طرف آتے اس نے سالار کے کپڑے نکالے۔۔

چینج کر لیں پھر کھانا کھانے جاتے ہیں۔۔۔

ہمم۔۔ سالار اپنی چیزیں وہیں سٹڈی ٹیبل پہ رکھتا باتھ روم چلا گیا۔۔

ساوری پنک اور ہاف وائٹ کمینشن کی شرٹ کے ساتھ ہاف وائٹ کیپری میں تھی اس کا جسم پہلے

سے کافی ہیلدی ہو گیا تھا۔۔ آپریشن کے بعد تو بہت
ساری چیزوں میں مشکل ہو رہی تھی ایک دم سے
اٹھنا۔۔ کبھی چلتے چلتے ہانپ جاتی۔۔ ابھی ابھی ایک
دم اس کا سانس پھولا تھا۔۔ پاس پڑی پانی کی بوتل
اٹھاتے منہ سے لگائی۔۔ اسے بھوک بھی لگ رہی
تھی۔۔

بیڈ پہ بیٹھتے موبائل اون کر لیا۔ سالار کا ویٹ کر رہی
تھی سالار شاور لے کے باہر نکلا۔۔ بال وہ اندر ہی

خشک کر آیا تھا۔۔ پرفیوم سپرے کرتے بالوں کو
سیٹ کیا۔۔

تم اگر ابھی سو جاتی تو اب جاگنے میں پروہلم نا ہوتی
۔۔ اس کا بھرا بھرا سراپہ آنے میں دیکھتے کہا۔۔
اب جاگنا کیوں ہے۔۔ اس کا دھیان سارا موبائل کی
طرف تھا۔۔

شاید تم بھول رہی ہو ہم یہاں ہنی مون کے لیے
آئے ہیں۔۔ ساوری کی پلکیں لرزیں۔۔

نو۔۔ اتنے عرصے بعد۔۔ دل زور سے دھڑکا۔۔

کیا نو۔۔ سالار برش رکھتے اس کے قریب آیا۔۔ سفید
شلوار قمیض میں وہ بہت ڈیسنٹ سا مغرور شہزادہ
لگ رہا تھا۔۔ کانوں کے قریب بال ہلکے ہلکے سفید ہو
رہے تھے۔۔

ساوری اس کے مضبوط ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے کھڑی
ہوئی۔۔

کھانا کھانے کے بعد رو مینس نہیں کرتے۔۔ اس کی
کمر میں ہاتھ ڈالتے قریب کیا تو ساوری کے ہاتھ سے
موبائل چھوٹے چھوٹے بچا۔۔

کیوں نا کھانا بعد میں کھالیں اور۔۔

د۔۔ دیر ہو جائے گی ہی۔۔ حواس باختہ ہوتے اس کا

رینگتا ہاتھ پکڑا جو کمر سے نیچے جا رہا تھا۔۔

نہیں ابھی گھنٹہ ہے ڈنر کے لیے۔۔

نو۔۔ نو نو۔۔ اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔۔

اوکے۔۔ سالار گردن ہلاتے اسے چھوڑ گیا۔۔ جب

تک وہ خود سے راضی نہیں ہوتی وہ صبر کر سکتا تھا

۔۔ سو وہ زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ ڈنر کرتے بھی

ساوری نروس ہی رہی تھی۔۔ سالار اسے خود کھانا
نکل کے دیتا رہا۔۔

آدھے گھنٹے بعد وہ لوگ واک کر کے واپس آئے
تھے روم میں انٹر ہوتے ساوری نے بڑی سی جمائی لی
۔۔ جیسے نیند زوروں سے آئی ہو۔۔

سالار نے گردن پھیر کے اسے دیکھا۔۔۔۔

گڈ نائٹ۔۔ ساوری کن اکھیوں سے اسے دیکھتے بیڈ کی
دوسری جانب جا کے لیٹنے لگی۔۔۔۔

سالار بھی موبائل چارج پہ لگا کے آ کے بیٹھ گیا۔۔

شاہ ویر رو رہا ہو گا۔۔ جانے کیوں اس کے زہن میں
خیال آیا تو سالار کو دیکھا۔۔

اب کیوں خیال آرہا ہے۔۔

یار۔۔ موبائل اٹھا کے زوہا کو کال ملائی تو وہ جاگ
رہی تھی فوراً پک کی۔۔

آپ اپنی اولاد اپنے ساتھ ہی لے جاتے تو بہتر تھا
ایک دن میں ناکوں چنے چبوا دیئے ہیں۔۔ ایک کو
سنجھالتی ہوں تو دوسرا رونے لگتا ہے۔۔ غصے سے

کہتے وہ چیخی تھی۔۔ ساوری نے بے اختیار موبائل
کان سے دور ہٹایا۔۔

تینوں کو دودھ دے دو۔۔ وہ سوئے رہیں گے۔۔

جی نہیں۔۔ محترمہ سلوا صاحبہ آنکھیں پھاڑے لائٹ
کو دیکھ رہی ہیں اور شاہ ویز صاحب ٹاں ٹاں لگا کے
میرا دماغ گھما رہے ہیں۔۔

مجھے دو۔۔ سالار نے اگے ہو کے ساوری کے ہاتھ
سے موبائل لیا۔۔

بس آج کی رات ہینڈل کر لو کل صبح ہی ہم واپس
آجائیں گے۔۔

نہیں نہیں۔۔ میں سنبھال لوں گی بابا۔۔ آپ کام
ختم کر لیجیے۔۔

میں دوبارہ آجاؤں گا ساوری کو وہاں چھوڑ کے۔۔ وہ
اس کے بغیر نہیں رہ سکتے۔۔

رہ رہے ہیں۔۔ انہیں کیا پتہ ان کی ماما کون سی ہیں

کیوں نہیں پتہ۔۔ ساوری نے تڑپ کے کہا۔۔

ہاں۔۔ جب ممّا کو فکر ہی نہیں ہے تو انہیں بھی
نہیں پتہ نا۔۔ زوہا نے غصے سے کہا۔۔ سالار سے بات
کرتی تھی نرمی آ جاتی۔۔

اچھا۔۔ پریشان نا ہو زیب کو بلا لو۔۔ شاید وہ ہینڈل
کر لے۔۔ آنٹی کہاں ہیں۔ سالار نے پھر پوچھا۔۔
وہ گیسٹ روم میں ہی ہیں۔۔

انہیں بلا لو آجائیں گی۔۔

اوکے۔۔ زوہا نے فون بند کر دیا۔۔۔

ساوری کی تو ساری نیند اڑ چکی تھی۔۔ فکر مندی سے
سالار کو دیکھا۔۔ اب کیا ہو گا۔۔

کچھ نہیں۔۔ ریلیکس کرو بس۔۔ بلکہ ادھر او۔۔ ہنی
مون منائیں۔۔

یہ ہنی مون کیا ہوتا ہے۔۔ انکھیں پھاڑتے گھورا۔۔
وہی جو میں ابھی تمہارے ساتھ کروں گا۔۔

نہی، بیبی بچے ہمارے رو رہے ہیں اور ہم لوگ۔۔

سالار نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنی جانب گھسیٹا
تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کے سینے سے آ لگی تھی

--

کچھ نہیں کر رہا بس سو جاؤ چپ کر کے۔۔ اسے اپنے
ساتھ لگاتے وہ آنکھیں موند گیا تو ساوری بھی سو گئی

--

وہ کافی جلدی ڈرائیو کر کے آفس پہنچا تھا آج کی
میٹنگ اسکے بزنس کو اونچائیوں تک پہنچا سکتی تھی وہ
اس ڈیل کیلئے کچھ بھی کر سکتا تھا۔

ہیلو سر۔۔! وہ ابھی آفس میں داخل ہوا جب اسٹاف
کے کئی لوگ اس سے ہیلو ہائے کرتے اپنے کاموں
میں مگن ہوئے تھے وہ سب کے جواب میں اپنے سر
کو خم کرتا میٹنگ ہال میں داخل ہوا تھا۔

صدیق شیرانی کی اسسٹنٹ پہلے سے ہی وہاں موجود
تھی لیکن صدیق شیرانی کا کوئی آتا پتا نہیں تھا۔

آئی ایم سوری ایم گیٹنگ لیٹ وہ معذرت کرتے
اپنی کرسی کی طرف بڑھا تھا اپنا کورٹ اتارتے سیٹ
کی پشت پہ ٹکاتے وہ چمیر پہ بیٹھا تھا۔

اٹس اوکے سر۔۔! انفیکٹ ابھی تک بوس بھی نہیں
آئے وہ کہتی ہلکا سا مسکرائی تھی۔

اٹس اوکے میں انتظار کر لوں گا (اسکے سوا اسکے پاس
(کوئی چارہ بھی نہیں تھا

ارے نہیں مسٹر زیب آپ کو انتظار کروا کے مجھے
کسی کو ناراض نہیں کرنا۔۔۔“ صدیق شیرانی تھری

پس میں ملبوس میٹنگ روم میں داخل ہوتے زیب
سے گویا ہوا تھا۔

اسلام علیکم سر۔۔۔! ہائو آر یو۔۔؟ وہ پیشہ وارانہ کھڑا
ہوتا اپنے دائیں ہاتھ کو انکی جانب بڑھاتے ہوئے بولا
تھا۔

وعلیکم السلام آئی ایم فائین ینگ مین تم کیسے ہو
۔۔۔؟ وہ چتیر پہ بیٹھتے ہوئے زیب سے بولے تھے۔

میں بھی الحمد للہ ٹھیک ٹھاک ہوں۔۔۔! وہ اب بھی
انکے احترام میں کھڑا ہوا تھا۔

ہیو آ سیٹ ینگ مین۔۔۔! صدیق شیرانی اسے کافی
خوشگوار انسان معلوم ہوئے تھے۔

تھینک یو سر۔۔۔! وہ مسکراتے ہوئے بیٹھا تھا۔

نائو تم اپنے سیمپلز دکھاؤ وہ کہتے کام کی باتوں میں
مشغول ہو گئے تھے۔

تقریباً تیس منٹس تک میٹنگ چلتی رہی تھی زیب
نے پوری کوشش کی تھی کہ یہ کنٹریکٹ اسے ہی
ملے۔

سو مسٹر زیب آفر آ لونگ ڈسکشن میں اس نتیجہ پہ
پہنچا ہوں کہ آپ کی ٹیم اور آپ اس پروجیکٹ
کیلئے بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ سو ڈیل ڈن۔۔۔! صدیق
شیرانی کھڑے ہوتے زیب کی طرف ہاتھ بڑھا گئے
تھے۔

آہ تھینک یو سو میچ سر تھینکیو سو میچ۔۔۔!! وہ انکے
بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھامتے خوشی سے بولا تھا اس کا
بس چلتا تو وہ ہواؤں میں اڑتا خوشیاں مناتا۔

اومائی گاڈ تم ہستے ہوئے سیرت شیرانی کی جان (
 لیتے ہو ظالم انسان۔۔۔۔!) کیمرہ سے کسی کی دو
 آنکھوں نے اس شخص کی خوشی دیکھی تھی۔

زوہا۔۔۔۔!! زوہا۔۔۔۔!! زیب چاکلیٹ کیک اور گلاب
 کے پھول کا بنا ہوا خوبصورت سا بکے لیے گھر میں
 داخل ہوا تھا۔

آنٹی زوہا کہاں ہے۔۔۔؟ وہ ہال میں آنٹی کو دیکھتے
ان سے پوچھتے اب نظریں پورے گھر میں گھما رہا
تھا۔

جی وہ تو بہت تھک گئی تھیں بچے سو گئے ہیں تو وہ
!بھی انکے پاس ہی سو گئی انکے روم میں۔۔۔

ٹھیک ہے وہ کہتا سیڑھیاں چڑھتے بچوں کے روم میں
آیا تھا۔

زوہا ہے۔۔۔! وہ سوئی ہوئی زوہا کو دیکھتے اسکے پاس آیا
تھا تینوں بچے آڑھے ترچھے انداز میں سوئے ہوئے

تھے اور زوہا کے پیٹ پہ سلوا کی ٹانگیں تھیں زیب
نے مسکراتے اسکی ٹانگیں زوہا پہ سے ہٹاتے زوہا کو
آرام سے اپنی بانہوں میں اٹھایا تھا اس نے آنکھیں
کھولتے زیب کو دیکھا تھا۔

ششششش۔۔! بچے سو رہے ہیں اس نے اسے بازوؤں
میں اٹھائے روم سے باہر قدم نکالے تھے۔

زیب بچے اکیلے ہیں۔۔! زوہا نے اسکی گردن کے
پاس بازو حائل کیے ہوئے تھے۔

میں بھی تو اکیلا ہوں میں بھی اپنی اماں کا بچہ ہوں
۔۔۔! وہ معصوم ہونے کی ایکٹنگ پہ اتر آیا تھا۔

اپنے کمرے کے پاس پہنچتے اس نے پیروں سے
دروازہ کھولا تھا۔

آئی ہیو سم تھنگ فار یو زوہا کو بیڈ پہ لٹاتے اس نے
زوہا کی آنکھوں پہ پھونک ماری تھی زوہا کی پلکیں
لرزی تھیں۔

دس از فار یو مائی بیوٹیفل وائیفی۔۔۔! اس نے بکے
اسکے پاس رکھتے ہوئے کہا تھا اور یہ تمہارا فیورٹ

چاکلیٹ کیک وہ کیک کو اسکے سامنے رکھتے سائیڈ

ڈرار سے نائف نکالتے بیڈ پہ آیا تھا۔

ہائے تھینکیو زیب۔۔۔! اس نے خوشی سے اٹھتے بیڈ
کرائون کے ساتھ ٹیک لگائی تھی۔

موسٹ ویلکم ڈارلنگ۔۔۔! اس نے کیک کا ایک پیس
کاٹتے اسکے منہ میں ڈالا تھا۔

یہ بہت ٹیسی ہے زیب۔۔۔! سچ میں۔۔۔! وہ ایک
بائیٹ لیتی بغیر تعریف کیے نارہ سکی تھی۔

ہاں اور یہ بھی وہ اسکے ہونٹوں پہ جھکتے ہوئے بولا
تھا۔

زیب پیچھے پیچھے۔۔۔!! مجھے کیک کھانا ہے۔۔۔! وہ
کیک کی طرف حسرت بھری نظروں سے دیکھتی
ہوئی بولی تھی۔

لیکن مجھے تو تمہیں کھانا ہے وہ کیک کو تھوڑا اور دور
دھکیلتے زوہا کی کلائیوں کو جکڑتے اس پہ جھکا
تھا۔۔۔۔

سالار بارہ بجے واپس آیا تو ساوری سامنے کہیں نظر
نہیں آئی۔۔ شاید باتھ روم میں تھی۔۔۔ کوٹ
اتارتے سائڈ پہ رکھا۔۔ آج وہ جگہ دیکھنے گیا تھا۔۔ دو
تین جگہیں اچھی جگہ پہ تھیں لیکن ایریا کم تھا۔۔ جو
اسے پسند آئی تھی وہ شہر سے تھوڑا باہر تھی۔۔۔
لیکن کام چل جاتا۔۔

ساوری۔۔ باتھ روم کا دروازہ بند تھا۔۔ اسے پکارا تو
اندر سے کوئی آواز نہیں آئی۔۔ دروازے کا لاک
بھی اندر کی جانب تھا۔۔

ساوری تم ٹھیک ہو۔۔ سالار نے فکر مندی سے
دروازہ ناک کرتے پوچھا۔۔

جی۔۔ اندر سے آواز آئی تو وہ کچھ ریلیکس ہوا۔۔ پھر
جوتے وغیرہ اتار کے بیڈ پہ بیٹھنے کے لیے کمفرٹر ہٹایا
تو حیران رہ گیا۔۔ جلدی سے دوبارہ کمفرٹر سیٹ کیا
اور چہرے پہ اٹڈنے والی مسکراہٹ ہونٹوں کے
کونوں میں دبائی۔۔

یعنی آج ساوری تیاریوں میں تھی۔۔ مونچھوں اور
داڑھی پہ ہاتھ پھیرتے وہ ہنس دیا۔۔

بے بی۔۔ دوبارہ دروازے کے قریب آتے پکارا۔۔ جی
۔۔ دوبارہ آواز آئی۔۔

میں باہر جا رہا ہوں گھنٹے تک آ۔۔۔

نو۔۔ اس کی بات ابھی بیچ میں ہی تھی جب کلک کی
آواز سے دروازہ کھلا۔۔

ریڈ ساڑھی زیب تن کیے وہ اس کا ایمان ڈگمگائی
۔۔ بھرے بھرے سراپے میں تنگ انر گہرا سینہ اور
پلو سے چھلکتی دودھیا رنگت۔۔

و۔۔ وہ میں نے سوچا ہم لوگ ہنی مون کے لیے
آئے ہیں تو۔۔

اچھا۔۔ سالار ہونٹوں کے کناروں کو کھجاتے سائڈ پہ
ہوا۔۔ بے باک نظریں اس کے بدن پہ پھسل رہی
تھیں۔۔ ساوری نے بے اختیار آگے ہوتے اس کی
آنکھوں پہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں جمائی۔۔

آپ کو شرم نہیں آتی ایسے دیکھ رہے ہیں۔۔
اپنی محرم بیوی کو دیکھ رہا ہوں جیسے دیکھنے کا چھونے
کا پورا حق رکھتا ہوں میں۔۔ اس کی کلائیوں سے

پکڑتے ہاتھ ہٹاتے مروڑ کے اس کی کمر پہ پن کیا تو
ساوری نا چاہتے ہوئے بھی اس کے سینے سے آ کے
لگی۔۔ خود کو پیچھے رکھنے کی کوشش میں سینے سے
ریشمی پلو سرک کے سالار کے بازو پہ جا اٹکا تھا۔۔
ا۔۔ آپ جلدی کیوں آگئے۔۔ میں ابھی سیٹ کرنی
تھی۔۔ پلو کو روہانسی نظروں سے دیکھتے سالار کو
دیکھنے کوشش کی۔۔ انکھوں میں بے پناہ جزبے مچل
رہے تھے۔۔

سیٹ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا ویسے بھی میں
اسے اتارنے والا ہوں۔۔ اسے ایسے ہی اوپر اٹھاتے
بیڈ تک لایا۔۔

ہبی جان نہیں۔۔ میں تو بس مزاق کرنا تھا۔۔
بٹ میں سیریس ہو جاتا ہوں نا جانم۔۔ اس کے لہنگے
کی ڈوریوں میں انگلیاں الجھاتے تھوڑا ڈھیلا کیا تو جو
چونٹس بنائی تھیں وہ ساری پھسل کے نیچے جا گریں
۔۔ ساوری بے اختیار سانس کھینچتے اس کے گلے سے
لگی۔۔ تقریباً سال ہو گیا تھا۔۔ اب پھر اس کی قربت

جھیلنے کے لیے وہ خود کو تیار نہیں کر پا رہی تھی۔۔
سالار کی بے باک نظریں اور ان میں مچلتی خواہش
اسے بہت کچھ باور کروا رہی تھی۔۔

کوئی کب تک صبر کر سکتا ہے۔۔ سالار کی گھمبیر
آواز اسے کانوں کے قریب سنائی دی۔۔ ساتھ ہی
اس کی مضبوط انگلیوں کا لمس کمر پہ ریگتا ہوا محسوس
ہوا۔۔

میری جان نکل رہی ہے۔۔ اس کے ساتھ چمٹتے
ساوری نے بے بسی سے کہا۔۔

ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں۔۔ اس کے ہاتھوں کو آزاد
کرتے کمر کو اپنی کلائی کے شکنجے میں لیا۔۔ پھر ٹھوڑی
کو اپنے دوسرے ہاتھ میں دبوچتے چہرہ سامنے کیا تو
ساوری کی آنکھوں میں خوف نظر آیا۔۔

سالار نے آگے ہوتے اس کے پھڑپھڑاتے لبوں پہ
گہرا لمس چھوڑا۔۔

تڑپانا کوئی تم سے سیکھے۔۔ بے باکی سے گردن پہ
دانت گاڑتے گہرا گھاؤ دیا۔۔ وہ سسک اٹھی تھی۔۔

ساوری لال ہوتے ضبط سے آنکھیں بند کر گئی۔۔

سالار اس پہ جھکا اپنی شدتیں نچھاور کر رہا تھا جب
جھٹکے سے اسے بیڈ پہ پھینکا۔۔ ہلکی سی ٹیس اسے پیٹ
سے نیچے کی طرف جاتی محسوس ہوئی تھی۔۔

سالار کف لنکس نکالتے بنا بٹن کھولتے ایسے ہی بازو
اوپر کرتے شرٹ اتارنے لگا۔۔ ساوری نے موقع کا
فائدہ اٹھاتے ساڑھی اٹھا کے گلے کے گرد لپیٹی
۔۔ سالار کے بازو ہوا میں ہی تھے۔۔

مائے بے بی۔۔ یہ کرنے کا کوئی فائدہ ہے۔۔ پرسکون
طریقے سے شرٹ اتار کے سائڈ پہ رکھی۔۔
ا۔۔ آپ رک جائیں۔۔

تم خود چاہتی ہو میں نارکوں۔۔ اس پہ جھکتے بلی بٹن
پہ انگلی مس کرتے نیچے تک آیا۔۔ پھر ناٹ میں
انگلیاں پھنساتے اسے اپنی جانب کھینچا تو ساوری اگے
آئی۔۔

میری شدتیں آج تمہیں بے حال کر دیں گی یہاں
کوئی تمہاری سسکیاں بھی نہیں سننے والا۔۔ کان کے

قریب و سپرنگ کرتے کان کی لو کو دانتوں میں دبایا

--

ایک ہاتھ سے وہ اس کے سینے سے ساڑھی ہٹا رہا تھا
-- پھر سیدھے ہوتے پلو کی لمبائی جانچی اور اسے رسی
کی شکل دیتے ساوری کے دونوں ہاتھ باندھ دیئے۔
ساوری اتنی گھبرائی ہوئی تھی کہ مزاحمت بھی نا کر
پائی۔۔ سالار کے سامنے اس کا شفاف ابھرا سینہ اور
خم کھاتا پیٹ قیامت برپا کر رہا تھا۔۔ بلی بٹن پہ انگلی
رب کرتے لو دیتی نظروں سے دیکھا۔۔ جنونیت اس

کی آنکھوں میں اٹھکھیلیاں کر رہی تھی جیسے۔۔ نیچے
ہوتے بلی بٹن پہ کاٹا۔۔ سینے کا ابھار ایک دم سانس
کھینچنے سے اوپر ہوا تھا جو اس نے اسی زاویے سے
نظریں پھیرتے دیکھا۔۔ پھر جھک کے دوبارہ وہیں
کاٹا تو ساوری نے ویسے ہی سانس کھینچا۔۔ دوبارہ وہی
پروسیجر ہوا تو اسے مزا آنے لگا۔۔ تیسری بار اور پھر
کئی بار۔۔ ساوری بے چینی سے سانس روکے اسے
محسوس کر رہی تھی۔۔

اس کی کمر پہ ہاتھ رکھتے اوپر اٹھایا اور جا بجا لمس
چھوڑا۔۔

ہ۔۔ ہی بس۔۔ خود کو سائڈ پہ کھسکاتے دور ہونا چاہا
۔۔ سالار رکنے والا کہاں تھا۔۔ نرمی سے اسے چھوتے
وہ اس کی دھڑکنوں تک آیا۔۔ جو سرخ غلاف میں
لیٹی تھیں۔۔

ایک کنارے سے انگلی مس کرتے کرتی میں پھنسنائی
اور اسے نیچے کھینچا۔۔

چھوڑ دیں۔۔ آنکھیں سختی سے میچتے وہ بہت گھبرا گئی
تھی۔۔

ریلیکس۔۔ ریلیکس۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔ بغور کھلے سینے
کی جانب دیکھتے سختی سے دانت گاڑے تو وہ بلبلا
اٹھی۔۔

سالار۔۔ تکلیف کی شدت اس کے چہرے پہ نمایاں
ہوئی تھی۔۔

جی جان سالار۔۔ منہ بھر کے جیسے وہ اس کا حصہ کھا
گیا تھا۔۔

مجھے درد ہو رہا ہے۔۔

پورے سال کا درد ہے۔۔ شدید ہو گا۔۔ اور
برداشت بھی کرنا ہے۔۔ دوسری طرف سے بھی
کرتی ہٹاتے وہ اسے بے پردہ کر گیا۔۔

ساوری بے چینی سے مچل رہی تھی اگر ہاتھ کھلے
ہوتے تو وہ اسے دور ہٹا چکی ہوتی۔۔

ساوری اب اس کے سامنے چھوٹی موٹی سی پڑی تھی

--

سالار اس پہ جھکا اسے محسوس کر رہا تھا۔۔ اس کی
خوشبو جو ماں بننے کے بعد اور دلفریب ہو گئی تھی
۔۔ بدن کی نرمی اور رعنائیاں اس میں شدت بھر
رہی تھی۔۔ ہاتھوں کی بے باک خطائیں جو بہکتی پیٹ
سے نیچے گہرائیوں تک گئیں۔۔ اس کی انگلیوں کا
لمس ساوری کی جان نکال گیا۔۔

گہری سانس بھرتے اس نے سسکی بھری۔۔ سالار
اس کے سرخ ہوتے چہرے کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔
سارا خون سمٹ کے گالوں پہ اتر آیا تھا۔۔

ہ۔۔ہی۔۔ آنکھیں نیم وا ہوئیں تو بے بسی سے پکارا
۔۔پر کیسے وہ خود کو روک پاتا۔۔ سرخ گلاب جو
کفر ٹر کے نیچے تھے ایسے ہی مسلے گئے۔۔ سالار نے
ہاتھ باہر نکالتے اسے سانس لینے کا موقع دیا۔
ریلیکس۔۔ اس کے ہاتھ کھولتے اوپر کر کے سیدھا کیا
۔۔ وہ بیڈ کی چوڑائی کی جانب لیٹے تھے۔
ہاتھ کھلتے ساوری نے فوراً اس کی جانب کروٹ لیتے
خود کو چھپانا چاہا۔ اس کے سینے سے اسے اپنی ہی
خوشبو آئی تھی۔

سالار نے اسے چند لمحے ہی سانس لینے کا موقع دیا
تھا اور پھر دوبارہ اس کے لہنگے کی ڈریاں مکمل ڈھیلی
کرتے اسے ہر پردے سے آزاد کر گیا۔

ساوری ابھی حیران بھی نا ہو پائی تھی جب پھولوں
والی سفید چادر اسے اور سالار کو ڈھک گئی۔

سالار کی سانسیں بھی اودھم مچا رہی تھیں۔ اپنا
بیلٹ کھولتے اس کے اوپر آیا۔

ساوری کی دھڑکنیں کانوں میں سنی جا سکتی تھیں۔
بے ہنگم سانسوں سے اس نے سالار کو خود میں

پیوست ہوتے محسوس کیا تھا۔۔ جیسے جان نکلنے والی
تھی سالار نے جھکتے اس کے ہونٹوں کو قید کیا۔۔ اس
کی سسکی سالار کے گلے میں دب گئی تھی۔۔

سانسوں کے ساتھ ان کے بدن بھی ایک ہو چکے
تھے۔۔ دس سے کب دو ہوئے پتہ ہی نہیں چلا۔۔

اس کا بے باک جنون ساوری کو مزا دینے لگا تھا
۔۔ اس کی شدتیں اسے سکون دے رہی تھیں

۔۔ دھڑکیں تیز سے تیز تر ہوتی گئیں اور چہرا ضبط
سے سرخ ہوا۔۔ سالار کی کی حالت بھی کچھ ایسی ہی

تھی ماتھے اور گردن پہ آئے ننھے پسینے کے قطرے
ایک دوسرے کی جسموں کی حدت کا پتہ دیتے تھے
--

آنکھوں کی خماری ایک دم بڑھ کے معدوم ہوئی تو
وہ سائڈ پہ ہوا۔۔

ساوری کی سانسیں جیسے وہیں پھنس گئی تھیں۔۔ اس
کے سینے میں چہرا چھپاتے لڑتے لب رکھے
۔۔ آنکھوں سے ننھے قطرے ٹوٹ کے کنپٹیوں میں
جذب ہو گئے تھے۔۔۔

صبح الارم کی اواز پہ اس کی آنکھ کھلی تھی سب سے
پہلا خیال بچوں کی طرف گیا تو بے چینی سے
آنکھیں وا کرتے دیکھا۔۔ سامنے سالار نماز پڑھ رہا
تھا۔۔ لمحے میں سارا کچھ دماغ کے پردے میں تازہ
ہو گیا۔۔

وہ اپنے گھر نہیں تھی گہرا سانس لیتے اٹھی پھر شاور
لے کے نماز پڑھی۔۔ سالار دوبارہ الارم لگا کے سو
گیا تھا۔۔

ساوری نے سورہ یاسین کی تلاوت کر کے زوہا کو میسج
کیا۔۔

کب آنا ہے آپ لوگوں نے یار۔۔ ساری رات نہیں
سوئی میں میری اپنی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔۔ وہ
کال کرتے پھٹ پڑی۔۔ ساوری آہستہ سے روم سے
باہر نکل آئی تھی۔۔

کوریڈور میں کوئی بھی نہیں تھا۔ ایک طرف ہوتے
کھڑی ہوئی۔

آج دو بجے تک ان شاء اللہ نکل آئیں گے۔ صبر
سے کام لو۔

ہاں۔ میں ہی رہ گئی تھی نا۔ اپنا حال برا چل رہا
ہے میرا۔

کیا ہوا تمہاری طبیعت کو۔

کچھ نہیں۔ تم واپس آؤ پھر بتاؤں گی۔

اچھانچے سو رہے ہیں۔۔ وہ کال بند کرنے لگی تھی
ساوری نے تیزی سے پوچھا۔۔

سو رہے ہیں تینوں۔۔ شاہ ویر زیادہ تنگ کرتا ہے
۔۔

بس کچھ گھنٹے ہیں۔۔ میں آجاؤں گی مجھے خود سکون
نہیں مل رہا۔۔ بس نہیں چل رہا اڑ کے واپس
آجاؤں ہر ہی کو کہا تو انہوں نے ڈانٹ دینا ہے۔۔
روہانسی شکل بناتے اسے بتایا۔۔

کچھ دیر بعد کال بند کرتے وہ واپس آگئی تھی

-- سونے کی بجائے فروٹ باسکٹ سے کیلا اٹھا کے

کھایا۔۔ پھر ٹی وی چلاتے نیوز اون کیں۔۔

ہر چینل پہ اجکل ایک ہی نیوز چل رہی تھی۔۔ ارشد

ندیم پاکستان کے ہیر و جیولن تھرو گولڈ میڈلسٹ

لوگوں کے مسکراتے چہرے اور ارشد ندیم کو

مبارک باد دینا۔۔ کچھ دیر تو دیکھتی رہی پھر بند کر

دی۔۔ کرنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔۔ پہلے تو رات

سوتے جاگتے میں گزرتی تھی وہ بعد میں بھی سو جاتی

تھی۔۔۔ پر آج سکون سے بنا ڈسٹربنس کے سوئی تھی

--

ساڑھے اٹھ دوبارہ سالار اٹھا تو وہ لوگ ناشتہ کرنے
کے لیے ریسٹورینٹ آئے تھے۔۔

آج کہیں جانا ہے۔۔۔ بریڈ کو فولڈ کرتے فورک میں
پھنساتے سالار کو دیکھا۔۔۔ وہ کہیں اور دیکھ رہا تھا اور
وہ بھی سخت نظروں سے۔۔۔

ساوری اولیو گرین اور گولڈن لمینشن کے ڈریس
میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔ اس کی نظروں کے
تعاقب میں سائڈ پہ دیکھا تو دل دھک سے رہ گیا۔۔
سامنے دو دیو ہیکل آدمی بیٹھے بڑی بے باکی سے اسے
دیکھ رہے تھے۔

ہبی۔۔ چھوڑیں۔۔ بے اختیار سآوری نے ہاتھ اس کے
ہاتھ پہ رکھتے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔

ناشتہ کر لیں۔۔ آنکھیں سختی سے میچتے بے بسی سے
اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں لمحہ بلمحہ سرخی اتر

رہی تھی۔۔ گردن کی رگیں ابھر کے پھڑپھڑانے لگی
--

ایک آدمی ساوری کو اشارے کرنے کی کوشش کر
رہا تھا شاید وہ اندھے تھے جو سالار کو دیکھ نہیں
پائے تھے۔۔

اٹھو یہاں سے۔ اس کی پلیٹ اٹھاتے ساوری کا ہاتھ
پکڑتے اٹھایا۔۔

سآوری بمشکل اپنا بیلنس برقرار رکھ سکی تھی۔۔

اسے اپنے ساتھ لاتے قدرے ویرانے میں لایا۔۔

یہاں بیٹھو اور اپنی جگہ سے ہلنا بھی نہیں۔۔ سرد

آواز میں کہتے وہ واپس پلٹا

ا۔۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔

ان کی آنکھیں نکالنے۔۔ شدید اشتعال سے مٹھیاں

بھینچتے وہ واپس ان آدمیوں کے پاس آیا جو اب

آپس میں باتیں کر رہے تھے شاید ساوری کو ہی

ڈسکس کر رہے تھے سالار نے بنا لمحہ ضائع کئے

نزدیک والے کو بھاری ہاتھ سے جبراً ہلا دیا۔۔

اوی۔۔ دوسرا اٹھ کے تیزی سے اس کی طرف
بڑھا دیکھتے ہی دیکھتے بہت سارے لوگ ان کی
طرف متوجہ ہو گئے تھے۔۔

مینجر بھی دوڑتا ہوا ان کے پاس آیا تھا۔۔

سر پلیز۔۔ ہمارے ہوٹل کی ریپوٹیشن خراب ہو رہی
ہے۔۔ اسے روکنے کی کوشش میں وہ کھسیانا سا ہوا۔۔

جب سالار نے ایک قہر آلودہ نظر اس پہ ڈالی۔۔

اگر اس ہوٹل میں عورت محفوظ نہیں ہے تو بند ہو

جانا چاہیے اسے۔

آئی ایم ریٹی سوری۔۔ ہم انہیں ابھی نکالتے ہیں۔۔
وہ دونوں آدمی ابھی بھی تڑ کے کھڑے تھے زرا بھی
خوف نہیں تھا۔۔ ان کی شکل دیکھتے سالار کو ایک بار
پھر عود کے غصہ آیا۔۔ آؤ دیکھنا تاؤ پھر سے ان کو
چار پانچ جڑ دیے۔۔ ساوری جو کب سے صبر کر کے
بیٹھی تھی دوڑتی ہوئی پاس آئی۔۔

دوبارہ ان انکھوں میں ہمت نہیں ہو گی کسی کو دیکھنے
کی۔۔ اگر اپنے گھر میں ماں بہنیں نہیں ہیں تو اس کا

مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر لڑکی کو کتوں کی طرح
دیکھو گے۔۔

ہی دو تین میری طرف سے بھی لگائیں۔۔ بھرے
مجھے میں ساوری کی آواز گھونجی تو سب نے پیچھے مڑ
کے اسے دیکھا۔۔

سالار کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔۔ پر اس کے کہنے
پہ واقع اس نے ان سوجی آنکھوں کو اور سجا دیا تھا
۔۔ مینجر بیچارہ کیا کرتا اگر سالار کو روکتا تو بھی غلط تھا
اگر ناروکتا تب بھی لوگوں نے کہنا تھا اسی شہ پہ

یہاں اس طرح کے لوگ آتے ہیں۔۔ بہر حال آخر
ان دونوں لفنٹروں کو اچھا سبق مل گیا تھا۔۔ سالار
نے ہاتھ کھڑا کرتے باقی سب کو اپنے جگہوں پہ بھیجا
۔۔ ساوری تیزی سے اس کے قریب آئی۔۔

میں نے شروع سے کیوں نہیں دیکھی فائٹ۔۔ اس
کے ہونٹوں پہ جیم لگا تھا۔۔ سالار نے بمشکل نظریں
پھرتے اسے آس پاس دیکھا۔۔ پھر واپس اسی جگہ پہ
آ کے بیٹھ گیا جہاں پہلے بیٹھے تھے۔۔

ہونٹ صاف کرو۔۔

او کے۔۔ ساوری کا دل بلیوں اچھل رہا تھا کہ اس کے
ہبی جان نے اس کے لیے فائٹ کی تھی وہ بھی
تگڑی اتنے لوگوں کے سامنے۔ چہرے پہ پیاری سی
مسکان سجائے وہ سالار کو دیکھ رہی تھی۔۔ سالار نے
ناشتہ کیا کرنا تھا جوس کا گلاس خالی کرتے اٹھ گیا
۔۔۔ ساوری کو ساتھ لیے وہ وہ روم میں چلا آیا تھا

وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ سے نکل رہا تھا اس کے ہاتھ میں
بلو کلر کی بک تھی جس پہ صلاح الدین ایوبی سرخ

رنگ سے لکھا ہوا تھا۔۔ بک کافی موٹی تھی۔۔ اسے
تاریخی کتابیں پڑھنا اچھا لگتا تھا۔۔ کبھی ٹائم ملتا تو وہ
ضرور مطالعہ کرتا۔۔

سامنے دیکھتے وہ چل رہا تھا جب ایک دم پیشی اس
کے سامنے آ کے رکی۔۔

جیجو جی۔۔ آپ کو میری دوست بہت یاد کر رہی
ہے کیا آپ ان سے دو منٹ بات کرنا پسند کریں
گے۔۔ چہرے پہ مسکینت سجاتے ہادی کو دیکھا۔۔

واٹ ڈو یو مین بائے جیجو۔۔۔ میں تمہاری دوست کا
شوہر یا فیانسی نہیں ہوں جو تمہیں منہ بھر کے کہہ دیتی
ہو۔۔ ہادی نے اسے سختی سے ڈپٹا۔۔

سوری۔۔ ہادی بھیا۔۔ بس وہ میں جیسی کو چھیڑتی رہتی
ہوں تو نکل گیا آئی ایم سوری۔۔ پلیز آپ اس سے
بات کر لیں وہ بہت بیمار بھی ہے۔۔

ہادی پچھلے کچھ ماہ سے انہیں سختی سے اوائڈ کر رہا تھا
پر کہیں نا کہیں سے ٹپک ہی پڑتی تھیں۔۔

تم میری مانو تو اپنے اس دوست سے جا کے کہو کہ
کسی اور پہ ٹرائے کرے۔۔ میں کتنی بار بتا چکا ہوں
میں پہلے ہی انگیجڈ ہوں۔۔

کوئی بات نہیں۔۔ انگیجمنٹ ٹوٹ بھی جاتی ہے۔۔
اسے اپنے پیچھے سے جیسی کی آواز آئی تو دل بے
اختیار دھڑکا۔۔

ایسے ہی ٹوٹ جاتی ہے۔۔ تم لوگوں کا دماغ تو نہیں
خراب میں اس سے محبت بھی کرتا ہوں۔۔ اور اس

کے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچنا بھی گناہ
سمجھتا ہوں۔۔

پھر تو تم بڑے گناہ گار ہو۔۔ مجھے تو تمہاری آنکھوں
میں اپنے لیے محبت نظر آرہی ہے۔۔ بے باقی سے
کہتے جیسی اس کے عین سامنے آئی۔۔

تمہاری آنکھوں کا دھوکا ہے محض۔۔ میں جس سے
کمٹمنٹ کر چکا ہو اس سے مر کے بھی نہیں توڑوں
گا۔۔ انڈر سٹینڈ۔۔ آنکھوں میں وحشت لیے اسے

دیکھا اور تیز تیز قدموں سے کینیٹین کی طرف بڑھ گیا۔۔

اللہ نا کرے تم مرو۔۔ مرنا تو اس کرم جلی کو چاہیے
۔۔ اور وہ مرے گی بھی۔۔ آنکھوں میں بے رحم سا
تاثر نمایاں ہوا تھا۔۔ میٹھی کی ساری توجہ ہادی کی بک
سے نکلے اس کانڈ کے گتے کی طرف تھی جو زمین پہ
پڑا تھا۔۔ اسے اٹھا کے سامنے کیا تو شدید حیرت کا
جھٹکا لگا۔۔ پھر اسے مٹھی میں دباتے مروڑ دیا

وہ لابی میں ایک طرف چٹیر پہ بیٹھی۔۔ صبح کے دس
بج رہے تھے۔۔ سامنے ہی سالار اور تین آدمی بیٹھے
ڈسکشن کر رہے تھے۔۔ آج سالار اسے اکیلے چھوڑ
کے نہیں گیا تھا بلکہ باقی لوگوں کو بھی وہیں بلا لیا تھا
۔۔

ساوری موبائل پہ بچوں کی آپا جان سے بات کر رہی
تھی۔۔۔۔ ہر طرف سے بے خبر بیٹھی کب اس کے
سر سے دوپٹہ سر کا اسے محسوس ہی نہیں ہوا۔۔
سامنے اس کی جاب رخ کیے بیٹھے سالار کی نظریں

گا ہے بگا ہے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔۔ موبائل
اٹھاتے اسے کال کی۔۔ ساوری نے موبائل کان سے
ہٹاتے دیکھا تو سالار کا نام جگمگا رہا تھا فوراً نظریں اس
کی جانب گئیں۔۔ سالار نے غیر محسوس طریقے سے
اسے اشارہ کر کے بتایا کہ اس کا دوپٹہ اتر چکا ہے
۔۔ ساوری لمحے کے ہزارویں حصے میں سمجھتے تیزی
سے دوپٹا سر پہ اوڑھا۔۔ اس پاس دیکھا اسے کوئی
دیکھ نہیں رہا تھا۔۔ شکر کا سانس لیتے دوبارہ کال میں
مصروف ہو گئی۔۔ گھنٹے بعد سالار لوگ اٹھے تھے۔۔

باقی تینوں کے جانے کے بعد وہ اٹھ کے اس کے
پاس آیا۔۔

آئی ایم سوری مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔۔

اچھا اٹھو۔۔ اب اتنی سی بات پہ اسے کیا ڈانٹتا۔۔

ابھی اس کی سیکھنے کی عمر تھی۔۔ ویسے بھی صبح والی

بات کو لے کے اس کا موڈ کافی خراب تھا وہ بس

جلد از جلد وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔۔

ساڑھے گیارہ بجے وہ لوگ ہوٹل سے نکلے تھے۔۔

ساوری خود بہت بے چین تھی بچوں سے ملنے کے
لیے۔۔ سو اور کوئی فرمائش نہیں کی۔۔

تین بچے زیب سالار کے گھر آیا تو زوہا لاؤنج میں
تینوں بچوں کے ساتھ بیٹھی تھی اس نے تینوں بچوں
کو صوفے پر لٹا رکھا تھا

اس نے آتے ہی زوہا کو پیچھے سے تھام کر اس کے
گال پر ایک بوسہ دیا تھا

زیب مت کرو بچے پہلے ہی رو رہے ہیں اور تمہارا
رومانس شروع ہو گیا ہے

وہ غصے سے بولی تھی تو وہ اس کی حالت نوٹ کرتا
پیچھے ہٹا تھا

اس نے اپنا آفس بیگ ٹیبل پہ رکھا اور صوفے پر آ
کر بیٹھا

کیوں رو رہے ہیں بچے اس نے بیٹھتے ہی پوچھا۔

پتہ نہیں کیوں رو رہے ہیں تمہیں پتہ ہے زیب

انہوں نے کل مجھے بہت زیادہ تنگ کیا تینوں ایک

ساتھ رونا شروع ہو گئے ان کو بھوک لگی تھی ایک
کو کھلاتی تو دوسرا رونے لگ جاتا دوسرے کو کھلاتی تو
پہلا رونے لگ جاتا جب کہ تیسرے بیچارے کی تو
باری ہی نہیں آنے دیتے تھے دونوں وہ اسے اداسی
سے بتاتے بولی تھی

اس کے بتانے پر وہ ہنستا چلا گیا۔۔

ہاں ہاں ہنس لو تمہیں کیا پتہ۔۔ میں ہی جانتی ہوں
کہ میں نے انہیں کتنی مشکل سے سنبھالا ہے

وہ اسے گھورتی ہوئی بولی

اچھا اب تم ایسا کرو کہ آرام کرو تمہاری اپنی بھی
طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس کے چہرے پر تھکن کے
آثار وہ واضح دیکھ سکتا تھا

میں کیسے آرام کر لوں زیب دیکھو تینوں رو رہے
ہیں وہ ان بچوں کی جانب اشارہ کرتے بولی تھی
شاید انہیں پھر سے بھوک لگی ہو
زب نے کہا۔۔

نہیں ابھی تینوں کو میں نے فیڈر پلایا ہے ماشاء اللہ
ان کے پیٹ سہی فل ہیں انہیں بھوک نہیں لگی

پھر ناجانے یہ کیوں رو رہے ہیں

شاید اپنی ماما کو مس کر رہے ہوں وہ ان کے ساتھ

صوفے پر بیٹھتی بولی تھی نہیں

نہیں زوہا اتنے چھوٹے بچوں کو کیا پتا کہ کسی کو

مس کرنا ہے یا نہیں

اچھا پھر کیوں رو رہے ہیں یہ

پلیز زیب انہیں چپ کرواؤ

اوکے اوکے ریلیکس تم پریشان نہ ہو میں دیکھتا

ہوں وہ اٹھتے ہوئے ان بچوں کی جانب آیا تھا اس

نے بچوں کو ادھر ادھر کر کے دیکھا تو اسے محسوس
ہوا کہ شاید ان کے ڈائپر خراب ہو چکے ہیں
چیک کرنے پر پتہ چلا کہ واقعی ہی ان کے ڈائپر
گندے ہو چکے ہیں اور تینوں کے ایک ساتھ ظاہر
ہے تینوں بہن بھائی جو تھے جو بھی کام کرتے تھے
مل کر کرتے تھے

انکا ڈائپر خراب ہو گیا ہے زوہا وہ اب زوہا کو بتاتے
بولا تھا

تو میں کیا کروں چلیج کرو

وہ کندھے اچکاتے بولی تھی

میں چہنچ کروں وہ حیران ہوا تھا

ظاہر ہے ایسی حالت میں ، میں تو بالکل بھی نہیں

چہنچ کروں گی وہ چہرا دوسری طرف کر گئی تھی

اچھا میں ہی کرتا ہوں وہ پہلے والے بچے کی طرف

بڑھا تھا اس نے اس کا ڈائپر اتارا تھا اور پھر

دوسرے والے کا سلوا کو زوہانے آنٹی کے حوالے

کر دیا تھا۔۔

وہ پہلا ایسا بہنوئی تھا جو اپنی سالوں کے ڈائپر چینج " " کر رہا تھا

ساتھ ہی وہ آنکھیں بند کیے ناک سکیڑے کھڑا تھا
زوبا کو اس کی حالت دیکھ ہنسی آئی تھی اب پتہ چلا
بچے سنبھالنا کتنا مشکل ہے نہ جانے اپنا بی بی ہوگا تو
کیا کرو گے وہ بے اختیار بولی

اپنا بی بی آ جائے گا تو دیکھا جائے گا ویسے بھی وہ
ایک ہوگا تین تو نہیں نا۔ بمشکل اس نے شاہ ویر
اور شاہ ویز کے ڈائپر بدلے تھے۔

زوہا ناک پہ ہاتھ رکھے ہنس رہی تھی چلو اسی بہانے
وہ ہنسی تو سہی۔۔ پریشانی سے اس کا رنگ بھی پیلا پڑ
گیا تھا۔

آنا کب ہے ان لوگوں نے۔۔ زیب ہاتھ دھو کے
واپس آیا تو اس سے پوچھا۔۔
بس پہنچنے والے ہونگے۔۔

شکر اللہ کا۔۔ میں بھی اپنا گھر خالی دیکھ دیکھ کے پاگل
ہو گیا ہوں۔۔

میں بھی یہاں سکون سے نہیں رہ پا رہی۔۔ وہاں
شبم پھو ہوتی ہیں ساتھ تو دل لگا رہتا ہے یہاں انٹی
سے ہم کیا بات کریں۔۔

ہمم۔۔ چلو اپنی پکنگ کرو۔۔ بلکہ میں کر دیتا ہوں تم
انہیں دیکھو۔۔

پھر زیب نے ان کے آنے تک زوہا کا سارا سامان
بیک میں ڈال دیا تھا۔۔ سالار لوگ سات بجے گھر
پہنچے تھے

بچوں کو دیکھ کے بے اختیار ساوری رو پڑی تھی وہ
انہیں کتنا مس کر رہی تھی وہی جانتی تھی۔۔

ہاں اب جاؤ گی ان کے بنا کہیں۔۔ سالار نے سلوا کا
گال چومتے لطیف سا طنز کیا تو اس نے تیزی سے
نفی میں سر ہلا دیا۔۔ زیب اور زوہا کے ساتھ آنٹی
بھی ہنس دیں۔۔

زوہا لوگ ساڑھے ساتھ وہاں سے واپسی کے لیے
نکل ائے تھے

اس کے سامنے سے جنازہ گزر کے گیا تھا۔۔ خود کو
بے بسی کی انتہا پہ محسوس کر رہا تھا۔۔ جب سالار نے
اسے کندھے سے تھامتے پیچھے کیا تھا۔۔

وہ رونا چاہتا تھا پر آنسو نہیں نکل رہے تھے۔۔
ساکت منجمد۔۔ وہ ایک غیر محرم کو دیکھنے کی خواہش
بھی ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔۔

وہ لوگ آگے بڑھ گئے۔۔ وہ کلمہ پڑھنے والوں میں
تھا پر وہ پڑھ نہیں پایا۔۔ اپنی آنکھوں کے سامنے
سب دیکھ رہا تھا۔۔

پھر نماز جنازہ ادا کی گئی اور اس کا وجود اس کے
سامنے منوں مٹی تلے سلا دیا گیا۔۔ آنکھوں کی اذیت
ہر دیکھنے والا دیکھ سکتا تھا۔۔

ساوری اور زوہا عورتوں کی مجھے میں کھڑی تھیں۔۔ ہر
طرف آہ و بکا تھی ہدہ کی بہنیں اور اس کی ماما بار
بار حواس کھو رہی تھیں۔۔

رات گئے وہ لوگ گھر واپس آئے تھے۔۔ زیب زوہا
کو لینے آیا تھا۔۔

زوہا چلیں۔۔؟ زیب نے اسے پکارا تھا جو گم سم سی
صوفے پہ سر ٹکائے چھت کو گھور رہی تھی۔

زوہا۔۔؟ زیب نے اسے پاس آتے ایک اور بار
آواز دی لیکن وہ ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی۔

ہاں۔۔۔؟ ہاں بولو زیب وہ ایک دم سیدھی ہو کر
اپنی ٹانگیں خود میں سمیٹتی زیب کی طرف متوجہ ہوئی
-

گھر چلیں۔۔۔؟ اس نے پھر سے اپنی بات دہرائی
تھی

ہاں تم بیٹھو گاڑی میں میں ہادی سے مل کر آتی ہوں
وہ کہتی کھڑی ہو کر پیروں میں چپلیں اڑیستی ہادی
کے کمرے کی طرف گئی تھی۔ زیب بھی اٹھتے باہر
قدم بڑھا گیا تھا۔

ہادی۔۔۔؟ کیا میں آجاؤں؟؟؟ زوہانے دروازے پہ
دستک دیتے اندر آنے کی اجازت لی تھی لیکن آگے
سے خاموشی نے ہی اسکا استقبال کیا تھا۔

ہادی۔۔۔؟ وہ اسے آواز دیتے کمرے کے دروازے
کو کھولتی اندر آئی تھی پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا
ہوا تھا۔ سوئچ بورڈ کی طرف آتی ایک ہاتھ بڑھا کر
لائٹ آن کی

بند کرو اسے۔۔۔!! ہادی بھاری اور سرد آواز میں بولا
تھا اسکی آواز سے معلوم ہوتا تھا وہ کب سے رو رہا
ہے۔

ہادی بھیا۔۔۔!! اسکی لال آنکھیں دیکھی تو اسے اپنا
کلیجہ پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔

زز زوہا۔۔۔!! وہ وہ چلی گئی۔۔۔!! کیوں زوہا وہ
کیوں۔۔۔؟ کیوں گئی۔۔۔؟؟ کیا میرا خیال نہیں
آیا۔۔۔؟؟؟ وہ مضبوط اعصاب والا مرد پھوٹ
پھوٹ کر رو رہا تھا

زوہا وہ وہ مم مجھے ظالم دنیا میں اکیلا چھوڑ گئی۔۔۔!!
زوہا وہ چلی گئی۔۔۔!!!! ہادی کے سینے میں درد اٹھنے لگا
تھا وہ کراہتا ہوا نیچے کی جانب جھکا تھا۔

ایک ایک بار بسس ایک بار مجھے پکارتی میں اسے
بچا لیتا۔۔۔!!! مجھے علم بھی نہیں ہوا اور وہ مجھے چھوڑ
کے چلی گئی۔۔۔ میں کہاں تھا کیوں نہیں پہنچ سکا
۔۔۔ کتنے خواب تھے اس کے۔۔۔ وہ روتے ہوئے اپنے
ہاتھوں کو اسکے سامنے کر گیا زوہا بھی رو دی تھی اس

نے ہادی کے ہاتھوں کو پکڑتے اپنی آنکھوں سے لگایا
تھا۔

دیکھو میرے خالی ہاتھ۔۔۔ میں نہیں بچا پایا۔۔۔! کاش
میں وہاں ہوتا۔۔۔!!! بھیا بس۔۔۔!! زوہا نے اسے
چپ کروانا چاہا

زوہا تمہارا بھائی تمہارا بھائی کتنا بد نصیب ہے میں
اسے آخری بار دیکھ بھی نہیں پایا۔۔۔!! وہ زور سے
قہقہہ لگاتے ہنسا۔۔۔!! مشہور ڈیلر سالار خان نیازی کا
منحوس بیٹا بد نصیب بیٹا اپنی محبت کا آخری دیدار

بھی نہیں کر پایا وہ ہنستے ہنستے ہچکی لیتے زور سے
دھاڑیں مارتا رو پڑا تھا۔

ہادی بھیا۔۔۔۔۔!!! ساوری جو کہ باہر سے گزر رہی
تھی اسکی آواز سنتے فوراً کمرے میں آئی۔۔۔
میرے شہزادے بھیا بس کر دیں جانے والوں کے
ساتھ جایا نہیں جاتا ساوری نے اسے کندھے سے
سہلایا۔۔

لیکن وہ کیوں گئی۔۔ اسے میرا خیال نہیں تھا۔۔
زوہا تمہیں زیب بھائی بلا رہے ہیں۔۔

اور ہادی بھیا آپ باہر آئیں ہی آنے والے ہیں
پھر ہم بات کرتے ہیں ٹھیک ہے۔۔۔؟ ساوری نے
ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا تھا وہ اتنی
سمجھدار تو نا تھی لیکن آج ناجانے اس میں اتنی
سمجھداری کہاں سے آگئی تھی۔



زیب۔۔۔! گاڑی میں بیٹھتے زوہانے زیب کو دیکھا
تھا جو کسی گہری سوچ میں گم تھا

ہاں تم آگئی چلو۔۔۔! وہ تینوں لفظ ٹھہر ٹھہر کر کہتے
گاڑی اسٹارٹ کرتے ریورس لے کر گھر سے باہر
نکال گیا۔

تم ٹھیک تو ہونا زیب۔۔۔؟ زوہانے زیب کو
خاموشی سے ڈرائیو کرتے دیکھ پوچھا تھا۔
ہاں بس تھوڑے سکتے میں ہوں ایسی جوان موت کو
دیکھ کر اور اوپر سے ہادی کی حالت۔۔۔! زیب کو
کافی افسوس ہو رہا تھا۔

ہاں سکتے میں تو میں بھی ہوں تمہیں پتا ہے ہدہ بہت
زیادہ اچھی تھی زیب۔۔۔! ناکسی سے لڑنا ناکسی کو
تنگ کرنا وہ بس اپنی ذات میں مگن رہتی تھی وہ ہدہ
کا سوچتی مسکرائی تھی۔۔۔ ان کی ملاقات بھی میں
نے ہی کروائی تھی۔۔۔ مجھے کیا پتہ تھا۔۔۔ یہ سب ہو
جائے گا۔۔

ہممم۔۔! زیب خاموشی سے اسکی باتیں سن رہا تھا۔
وہ تو ہر طرف محبتیں بکھیر کر رکھنے والی لڑکی تھی
تمہیں پتا ہے کافی چیزوں سے تو اسے میں ٹوک بھی

دیتی تھی لیکن کالج میں مجھے سب سے زیادہ وہی پسند
تھی اور پھر ہادی کو بھی وہ پسند آگئی لیکن۔۔۔۔!! وہ
اداس ہوئی تھی اسکے چہرے پہ اداسی کے رنگ
آگئے تھے۔

اللہ پاک جو بھی کرتے ہیں اس میں کوئی نا کوئی
مصلحت ہوتی ہے میری جان تم ٹینشن مت لو زیب
اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولا تھا۔

کاش وہ نا جاتی۔۔۔! زوہا کی آنکھیں نم ہوئی تھی اسکی
نم آنکھوں کو صاف کرتے زیب نے اسکے سر پہ
بوسہ دیا تھا۔

گھر کا ماحول مکمل سو گوار تھا۔ ہادی دو دن سے روم
میں ہی بند تھا نا کچھ کھا رہا تھا نا پی رہا تھا۔۔۔ بے دلی
سے اگر بلاتا تو جواب دے دیتا۔ ابھی بھی ساوری
بچوں کو سلا کے اس کے روم میں آئی۔۔ دروازہ
ناک کیا تو کوئی جواب نہیں آیا۔۔

ہادی بھیا۔۔ پلیر دروازہ تو کھولیں۔۔ اندر جامد خاموشی
تھی۔۔۔ ساوری کچھ دیر کھڑی رہی پھر واپس آگئی۔۔
موبائل اٹھا کے سالار کو کال کی۔۔

ہبی ہادی بھیا سے کہیں باہر نکلیں۔۔ مجھے ٹینشن ہو
رہی ہے۔۔

ابھی تک جاگا نہیں ہے۔۔ سالار نے ٹائم دیکھا۔۔
مجھے کیا پتہ مجھے ٹینشن ہو رہی ہے وہ کچھ کرنا لیں
اپنے ساتھ۔۔

نہیں نہیں۔۔ فضول مت بولو میں کال کرتا ہوں۔۔
سالار نے اسے ڈپٹے کال بند کر دی۔۔

پھر ہادی کو کال کی۔۔ وہ ریسو نہیں کر رہا تھا۔۔
تین۔ چار بار مسلسل وہ کرتا رہا۔۔ پر وہ اٹھا نہیں رہا
تھا دل میں گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی۔۔ دوبارہ
ساوری کو کال کی۔۔

ڈبلیکٹ چابیاں نکالو اور دروازہ کھولو اس کا۔۔ اور مجھے
جلدی انفارم کرو وہ ٹھیک ہے۔۔

اوکے۔۔

ساوری فون کان سے لگائے فوراً اٹھ گئی تھی
۔۔ ڈبلیٹ چابیاں کچن میں رکھی تھی۔۔ اٹھاتے ہادی
کے روم کی چابی ڈھونڈھی اور دروازہ کھولا۔
وہ سامنے بیڈ پہ خاموشی سے بیٹھا تھا۔
ٹھیک ہیں۔۔ سو رہے ہیں میں بعد میں بات کرتی
ہوں۔۔ کال بند کرتے آگے آئی۔
ہادی بھیا۔۔ اس کے قریب آتے پکارا تو ساوری کا
دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔۔ سرخ
آنکھوں میں نمی لیے ہادی نے اسے دیکھا تھا۔

ہادی بھیا آپ ٹھیک ہیں۔۔

نہیں۔۔ میں کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا اب۔۔

نہیں۔۔ ایسا مت کہیں۔۔ وہ پریشانی سے اس کے

سامنے بیٹھی۔۔ جو چیز ہمارے لیے نہیں ہوتی وہ

ہمارے بہت قریب آ کے بھی واپس چلی جاتی ہے۔۔

یہ سب تو اللہ کی حکمتیں ہیں جو ہم سمجھ نہیں پاتے

--

مجھے تکلیف ہو رہی ہے میرا دل پھٹ رہا ہے۔۔ مجھے

سکون نہیں مل رہا۔۔

آپ کے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا۔۔ یہ ایسا ہونا ہی تھا۔
پلیز خود کو سنبھالیں۔۔ دیکھیں اللہ جانتا ہے سب
جس کی دو انگلیوں کے درمیان ہمارا دل ہے وہ
ہماری تکلیف کو نہیں سمجھتا ہو گا آپ اس سے دعا
کریں وہ آپ کو صبر دے گا۔۔ آپ کے دل میں
سکون اتارے گا۔۔

ساورى كو سمجھ نہيں آرہا تھا وہ اسے كيسے تسلي دے

ہادی خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔۔ ساوری کے پاس
زیادہ الفاظ نہیں تھے کہ وہ اس کا دکھ کم کر سکتی۔۔
کچھ وقت لگتا۔۔ وہ ٹھیک ہو جاتا۔۔ پر یہ جو تھوڑا سا
وقت تھا یہ بڑا تکلیف دہ تھا جو کسی پل اسے چین
نہیں لینے دے رہا تھا۔۔

میں کیا کروں۔۔ مجھے رات کو نیند نہیں آتی۔۔ دل
ہولتا ہے سوچ سوچ کے۔۔ آنکھوں کی نمی پلکوں کی
باڑ توڑ کے باہر آئی۔۔ ساوری بھی رو پڑی تھی۔۔

وہ ان کا دکھ کیسے کم کرتی۔۔ ہادی بھیا نے اسے ہر
جگہ سپورٹ کیا تھا۔۔ ہر بار اور آج وہ ان کے دکھ
کو ختم نہیں کر پا رہی تھی۔۔

تم کیوں رو رہی ہو۔۔ اسے شدت سے روتا دیکھ کے
ہادی کو ہوش آیا تھا جیسے اس کا۔ جھکا سر اوپر اٹھاتے
گھورا۔۔

آپ مت روئیں نا۔۔ لڑکے بھلا روتے ہیں۔۔

ہاں جب وہ تکلیف میں ہوں تو روتے ہیں۔۔ اور
تکلیف بھی ایسی جو کسی پل چین نالینے دے رہی ہو
۔۔ آبدیدہ ہوتے اس کے آنسو صاف کیے۔۔
آپ چپ کر جائیں میں بھی چپ کر جاؤں گی۔۔ پلیز
۔۔

ٹھیک یے۔۔ ہادی نے بمشکل گہرا سانس لیا۔۔
پھر ساوری اسے اپنے ساتھ باہر لے کے آئی۔۔
وہ۔ کچھ دیر بچوں کے ساتھ کھیلتا رہا تو دل بہل گیا تھا
۔۔

ساوری نے بھی سالار کو میسج کر دیا تھا کہ وہ ٹھیک
ہے اب

زوہا اٹھ جائو گھر آگیا ہے زیب نے آرام سے گاڑی
پارک کرتے۔۔۔ سوئی زوہا کے سر پہ ہاتھ پھیرا تھا
وہ لوگ منتہلی چک اپ کروا کے آرہے تھے۔۔ اس
کے ہلانے پہ بھی زوہا نے کوئی حرکت نہیں کی تھی
وہ اب بھی سوئی ہوئی تھی زیب نے آرام سے اپنا

سیٹ بیلٹ کھولتے زوہا کو اپنی بازوؤں میں اٹھاتے
گاڑی کے دروازے کو آرام سے کہنی سے بند کیا۔۔
جھولے۔۔ جھولے۔۔۔۔ وہ نیند میں بڑبڑائی۔۔ زیب
اسکے ہونٹوں کی جنبش دیکھتے مسکرایا۔۔ اور جھک کے
اسکے ہونٹوں پہ ہلکی سی جسارت کرتے اپنے چہرے
کو اوپر کی جانب کرتا سیدھ میں دیکھتے اپنے روم کی
طرف چلا آیا۔۔ شبنم اپنے روم میں ہی تھیں۔۔

ایک منتھ کمپلیٹ ہونے والا ہے لیکن میڈم کا کوئی
خاصا وزن نہیں بڑھا۔! وہ خود سے بڑبڑاتے بول رہا
تھا۔

زوہا کو بیڈ پہ لٹاتے وہ اسکے پیروں سے سینڈل نکالتے
اسکے پیروں کو ہلکا ہلکا دبانے لگا تھا تھوڑے سے سفر
سے ہی اسکے پیر پھول گئے تھے۔

تھوڑی دیر اسکے پیروں کو دباتے وہ اے سی آن
کرتے زوہا پہ کمفرٹر ڈالتے وہ اسکے سامنے ہی صوفے
پہ بیٹھتے اپنے جوتوں کے تسمے نکال رہا تھا۔

اسکا فون وائبریٹ کر رہا تھا وہ ایک جوتا نکالتے
دوسرا جوتا پہنے کال اٹینڈ کرتا بالکونی کی طرف آیا
تاکہ اسکی آواز سے زوہا کی نیند میں خلل نا پڑے۔
کیسے ہو شہزادے۔۔۔۔؟ لڑکی کی آواز گونجی تو
زیب کے عصاب تنے۔۔

بچہ تو تمہارا ابھی ایک ماہ کا ہوا ہو گا۔۔۔؟ ہیں
نا۔۔۔۔؟

تمہارا مطلب کیا ہے۔۔

چلو بس یہی بتانے کیلئے فون کیا تھا کہ اپنی بیوی کا
خیال رکھنا ایسا نا ہو کہ وہ بھی کہیں

چلو خیر خیال رکھنا۔۔۔! وہ جو کوئی بھی تھا اپنی
سناتے کال کاٹ چکا تھا کال تقریباً آٹھ سیکنڈ ہی چلی
تھی۔

کون کون۔۔۔؟؟ کون ہو تم۔۔۔؟؟؟ وہ اس بھاری
اور عجیب و غریب سی آواز کو پہچاننے کی کوشش کر
رہا تھا۔

ہیلو۔۔۔! زیب نے کسی جاننے والے کو کال کی تھی۔

میں تمہیں ایک نمبر دے رہا ہے اسکا ڈیٹا

نکلو او۔۔۔!! اسکے ماتھے پہ پسینے کی کچھ بوندیں تھیں

شکلیں پڑتا تھا آنکھیں بار بار جھلملا رہی تھیں وہ

واپس سے روم میں آیا تھا بیڈ کی ایک سائیڈ پہ بیٹھتے

اپنے دوسرے جوتے کو اتارتے اپنی شرٹ کے

اوپری دو بٹن کھولتے اس نے آرام سے زوہا کو اپنے

نزدیک کرتے جیسے خود میں بھیینچا تھا کچھ ہی دیر

میں وہ خود نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔ کافی دیر

بعد زوہا کی آنکھ کھلی تو خود کے پیٹ پہ زیب کا ہاتھ

محسوس کرتے وہ ہلکی سی مسکرائی پھر اچانک اسکا دل
برا ہونے لگا وہ اٹھتی واشروم کی طرف بھاگی تھی
زیب ابھی بھی سو رہا تھا وہ کتنی ہی دیر واش بیسن پہ
! جھکی رہی۔۔۔

دل بھاری ہو رہا رہا۔۔ اور شدید گرمی محسوس ہو
رہی تھی اس نے وہیں کھڑے کھڑے شاور آن کیا
تھا ٹھنڈے پانی نے اسکی روح کو سرایت بخشی تھی
لیکن کچھ ہی لمحوں میں اسے ٹھنڈے آگھیرا۔۔

وہ کپکپاتے دانتوں کے ساتھ شاور کو بند کرتی باہر
آئی تو اسکے کپڑے بھگیے ہوئے تھے اسکی آواز سنتے
زیب کی نیند میں خلل پڑا۔۔ وہ جلدی سے اٹھا تھا۔
زوہا۔۔! یہ یہ کیا کیا۔۔۔؟ وہ جلدی سے اٹھتے اسکے
پاس آیا تھا آنکھوں میں نیند کی لال ڈوریاں رات
جگے کا پیغام دیتی تھیں

وہ مم مجھے تھوڑی سی گھبراہٹ ہوئی تو۔۔۔۔! وہ
دانت کچکچا رہی تھی۔

اچھا رکو۔۔۔! وہ جلدی سے الماری سے اسکا ڈریس
نکال لایا تھا۔

پاس آؤ تھوڑا یا بلکہ میں خود ہی۔۔۔۔۔ اسے بیڈ پہ
بیٹھاتے وہ قریب آیا۔۔

نہیں زیب میں کرلوں گی۔۔۔۔

نہیں بلکل نہیں وہ اسکی شرٹ کی زپ کھول چکا تھا

زوہا کو ڈھیروں شرم نے آگھیرا تھا اسکا برہنہ سینہ

زیب کے سامنے تھا۔۔ زوہا نے شرم سے لال ہوتے

اپنے ہاتھ اگے باندھے جو زیب نے نرمی سے تھامتے

کھول دیے۔۔ پھر جھکتے اسکے سینے پہ اپنے لب رکھتے
بوسہ دیا۔۔ ان کی نرمی اس کے ہونٹوں راحت بخش
رہی تھی۔۔

زز زیب۔۔!! اس نے زور سے بیڈ شیٹ کو ہاتھوں
میں جکڑا۔۔

جی میری جان۔۔! وہ اب بھی اسکے سینے میں منہ
دیئے اپنے کام میں مصروف تھا۔

سردی ہے۔۔! وہ اور کچھ نا کہہ پائی تو اتنا ہی کہہ
دیا۔

اچھا میں مٹاتا ہوں وہ اسکے سینے میں ہاتھ ڈالے انکو
زور زور سے مسلتے زوہا کو سکون دے رہا تھا زوہا بھی
اب اسکا ساتھ دیتی بیڈ پہ لیٹ چکی تھی اسکی
آنکھوں میں مدہوشی اتر آئی تھی جو زیب کو مزید
اکسارہی تھی۔

کچھ حرارت محسوس ہوئی۔۔۔؟ زیب نے اسکے
پورے جسم پہ اپنی انگلیاں پھیرنا شروع کیں۔۔۔
ہاں۔۔۔! بہت۔۔۔! وہ گہرے سانس لے رہی تھی
اسکے سینے کا اوپر نیچے ہونا زیب کو مزید بہکا رہا تھا۔

زیب مجھے اور سکون دو۔۔۔۔۔!!! عیش۔۔۔۔۔! وہ

ابھی کہہ ہی رہی تھی کہ زیب کے دانتوں میں اپنے
نرم سینے کو محسوس کرتے اسکی سسکی نکلی تھی۔

میں دیتا ہوں نا سکون میری جان کو۔۔۔۔۔!! اپنی
شرٹ اتارتے وہ اس کے پاس بیٹھا۔ بیڈ شیٹ بھی
کافی بھیک چکی تھی۔۔

اسے ہر کپڑے سے آزاد کرتے اپنے ساتھ لگائے
اپنے وجود کی حدت بخشی تو زوہا کے پورے جسم میں
سکون اترتا چلا گیا۔۔

زوہا کے جسم میں بھی اب کافی فرق آگیا تھا زیب
اسکا بالکل بچوں کی طرح خیال رکھ رہا تھا اسکا ہر کام
وہ تقریباً خود ہی کر رہا تھا۔

زیب۔۔۔؟ زوہا کمرے میں داخل ہوتے زیب کو
آواز دیتی ہوئی بولی تھی پوری رات بھی وہ زوہا کے
پیٹ میں درد کی وجہ سے جاگتا رہا تھا اب صبح صبح
زوہا میڈم باہر سے واک کر کے واپس آئی تھی۔

زیب اٹھو نا۔۔۔!! زیب کو اب بھی سویا ہوا دیکھ

کر زوہا نے اسے پھر سے پکارا

آہ۔۔۔! وہ صوفے پہ بیٹھتی اس سے پہلے اسکا ہلکا سا

پیر مڑا تھا لیکن وہ سنبھل چکی تھی۔

کیا ہوا کیا ہوا؟؟؟ زیب

جلدی سے اٹھتے اسکے پاس آیا۔۔ زوہا صوفے پہ بیٹھی

--

ہاں میں ٹھیک ہوں بس پیروں میں درد ہو رہا ہے

وہ اسکی توجہ اپنے پیروں کی طرف مبذول کروائی۔۔

اوو خدایا یہ کتنے سوج گئے ہیں زیب نے اسکے
پیروں کو دیکھا تھا جو واقعی سو جے ہوئے تھے۔

رکو ذرا وہ اٹھتے ڈریسنگ ٹیبل سے آئل اٹھاتے اب
زوہا کے پیروں میں بیٹھتا اسکے پیروں کو اپنی گود میں
رکھتے تیل کی بوتل کا ڈھکن کھولتے تھوڑا سا اپنی
ہتھیلی پہ ڈالتے زوہا کے پیروں پہ لگاتے انہیں ملنے لگا
زوہا کو اس سے کافی راحت پہنچ رہی تھی زیب نے
تقریباً بیس منٹ اسکے پیروں کی مالش کی پھر اٹھ گیا

میں آتا ہوں۔۔۔! وہ کہتے کچن میں آیا پانی نیم گرم کرتے وہ ٹپ میں ڈالتے روم میں لے آیا تھا۔

اس میں پیر ڈالو زوہا۔۔۔! اس کے سامنے نیچے بیٹھے ٹب رکھا۔ اور اسکے پیروں کو خود ہی آرام سے پکڑتے انہیں نیم گرم پانی میں ڈالا۔ پھر نرمی سے انگلیوں سے انکی مساج کرنا شروع کی۔

زوہا خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی وہ ان دنوں زوہا کو بے پناہ چاہنے لگا تھا بلکہ صرف ان دنوں نہیں وہ

شخص واقعی میں اس لڑکی سے بے حد محبت کرتا تھا
۔۔ شاید نکاح کے بعد خود ہی دل بدل جاتے ہیں۔۔

زیب اب بس کرو میں ٹھیک ہوں نا وہ اب
جھنجھلاہٹ کا شکار ہوئی۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے رکو۔۔ اس کے پاؤں اٹھاتے
سائڈ پہ رکھے اور ٹپ کو باتھروم میں رکھ آیا
۔۔ پھر واپس آ کے زوہا کے پیروں کو ٹاول سے
صاف کرتے وہ اسکے پیروں کو صوفے کے اوپر کر
گیا۔۔

بھوک لگی ہے۔۔۔؟ وہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے

بولا

ہاں بہت زیادہ لیکن میرے بال الجھ رہے ہیں۔۔۔!

وہ معصوم سا منہ بناتی ہوئی بولی

میں ناشتہ بناتا ہوں پھر میں تمہارے بال بنا دوں گا
ٹھیک ہے۔۔۔؟ اس نے پیار بھری نظروں سے زوہا
کو دیکھا۔۔

ٹھیک ہے میرا فون دے دو میں ہادی سے بات
کر لوں وہ صوفے پہ نیم دراز ہوتی ہوئی بولی تھی۔

ہاں یہ ٹھیک ہے جب تک میں بریک فاسٹ بنا لیتا
ہوں میری پیاری سی وائف کیلئے وہ اسکے بالوں پہ
بوسہ دیتے سائیڈ سے موبائل اٹھا کر دیتے باہر نکل
گیا تھا۔ کچن میں داخل ہوتے اس نے کچن میں لگے
سنک سے ہی منہ دھویا۔۔

اب جا کر اسکی آنکھیں پوری طرح کھلی تھی وہ
ایپرن پہنتے ناشتہ بنانے لگا۔۔۔

زوہانے ہادی کو کال کی۔۔

ہائے ہادی بھیا کیسے ہیں۔۔۔؟؟؟ تیسری بیل پہ زوہا
کی کال ریسیو ہوئی تھی۔۔

ہائے کیسی ہو...؟ وہ ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا۔۔

میں بالکل ٹھیک کیا کر رہے ہیں۔۔؟؟ وہ اس سے
ڈھیر ساری باتیں کرنا چاہتی تھی۔

ڈرائیو کر رہا ہوں زوہا۔۔۔! وہ ان ڈھائی مہینوں میں
کافی سنبھل چکا تھا لیکن یوں لگتا تھا زخم اب بھی
تازہ ہے۔

او چلو دیہان سے ڈرائیو کریں اور اپنا بہت سارس
!خیال رکھنا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ تم بھی۔۔

اوکے۔۔

اللہ حافظ وہ آخر میں مایوس سی بولی تھی۔۔

میری گڑیا۔۔! بتاؤ سب ٹھیک ہے نا۔۔؟ ہادی نے
اسکے لہجے میں مایوسی کو کیا۔۔

ہ بس میرا دل کرتا ہے میں بہت زیادہ روؤں کچھ
سمجھ نہیں آ رہی زوہانے نم ہوتی آواز میں بولا۔۔

کیوں۔۔

پتہ نہی۔۔ میرا بس نہیں چلتا میں سب ٹھیک کر

دوں۔۔

سب ٹھیک ہے زوہا۔ تمہیں میری فکر کرنے کی

ضرورت نہی یہ تم بس اپنا خیال رکھو بہت سارا۔

وہ اسے سمجھا رہا تھا اور وہ خاموشی سے اس کے باتیں

سن رہی تھی۔

ہاں ٹھیک کہہ رہے ہیں اپ اچھا میں جا رہی ہوں
زیب اکیلے ناشتہ بنا رہا ہے اور اپ بھی سنبھل کے
!ڈرائیور کرنا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ وہ۔ مسکرایا۔۔۔

اللہ حافظ۔۔۔! وہ بھی مسکرا کر بولی

۔۔۔ پھر کال بند کرتے وہ زیب کے پاس اتنی جو کچن

کا حال۔ کافی بیگاڑ چکا تھا۔۔۔

ہی۔۔ مجھے باجا تو لے دیں۔۔ وہ سیکنڈ فلور کے ٹیرس
پہ کھڑی سامنے دیکھ رہی تھی۔۔ سالار وہیں سائنڈ پہ
رکھی چئیر پہ بیٹھا لپ ٹاپ گود میں رکھے کام کر رہا
تھا۔۔

کیا۔۔ سالار کو لگا شاید سننے میں غلطی ہوئی ہے۔۔
باجا۔۔ جس سے پاں پاں کرتے ہیں۔۔۔
بچی ہو کیا۔۔ وہ تو چھوٹے بچے بجاتے ہیں۔۔
ہاں۔۔ میں بھی بچی ہوں ابھی۔۔ پلیز لے دیں۔۔
دماغ نا گھماؤ میرا۔۔ کام کر رہا ہوں میں۔۔

پلیز پلیز پلیز۔۔۔ میں کس سے کہوں پھر۔۔

تو لینا ہی کیوں ہے۔۔ چھوٹے بچوں کے کھیلنے کی چیز
ہے تمہارے لیے تھوڑی ہے۔۔ تم خود تین بچوں کی
ماں ہو اب بھول رہی ہو شاید۔۔

جلدی ماں بن گئی ہوں تو کیا ہوا۔۔ ابھی دل تو بچہ
ہے نا۔۔۔

سالار اس کے انداز پہ بے ساختہ مسکرایا۔۔

اچھا ایک شرط پہ لا کے دوں گا۔۔ لیپ ٹاپ بند
کرتے سائنڈ پہ رکھی چھوٹی ٹیبل پہ رکھا اور اسے ہاتھ
سے تھامتے اپنی گود میں بٹھایا۔۔

کون سی۔۔ ساوری باجے کی لالچ میں آرام سے بیٹھ
گئی۔۔

میرے ہونٹوں کو نیچرل ہانڈریشن چاہیے۔۔۔ کافی
ڈرائے ہو رہے ہیں۔۔۔ سنجیدگی سے کہتے اس کی
نظریں ساوری کے گلابی نرم و ملائم ہونٹوں کی
طرف تھیں۔۔

نیچرل ہانڈریشن کیسے دیتے ہیں۔۔ اس کی آنکھوں
میں حیرت تھی۔۔

سالار نے اسے اوپر اٹھاتے اس کی دونوں ٹانگیں
دائیں بائیں جانب کیں اور دوبارہ گود میں بیٹھا۔
ساوری کا دل دھڑکنا شروع ہو چکا تھا۔

نیچرل ہانڈریشن ایسے ملے گی جب تمہارے یہ نم
ہونٹ میرے ڈرائے ہونٹوں سے ملیں گے۔۔ اس
کی ٹھوڑی سے تھامتے وہ خود ہی تھوڑا سا اوپر ہوا اور

اس کے ہونٹوں سے ہونٹ ٹچ کیے۔۔۔ ساوری کا
چہرا ایک دم سرخ ہوا تھا۔

سالار نے لمحے کے لیے پیچھے ہوتے اس کے
اٹھکیلیاں کرتے لمبے بال پیچھے کیے اور دوبارہ سے
لبوں کی نرمی محسوس کی۔۔ دانتوں میں دباتے وہ
مسلسل مصروف سا تھا جب اندر بیڈ پہ سوئی سلوا
کے رونے کی آواز نے اسے روکا۔

رونے دو۔۔ سالار نے اب کی بار اس کی شہہ رگ پہ
زبان کی نوک رکھتے اس گڑھے کو۔ محسوس کیا۔۔

س۔۔ سامنے کوئی دیکھ لے گا۔۔

کوئی نہیں دیکھتا۔۔ سب باجے بجانے میں مصروف ہیں۔۔ وہ بہت مصروف تھا۔۔ چھوٹے چھوٹے مسلسل

بوسے ساوری کی جان نکال رہے تھے ان میں اتنی شدت تھی کہ ساوری نے اٹھ کے سائڈ پہ ہونا چاہا پر وہ اس کی کمر پہلے ہی جکڑے ہوئے تھا۔۔ اس کے گریبان کے بٹن ایک ہاتھ سے کھولتے مسکرایا۔۔ وہ بچوں کو فیڈ کرواتا تھی تو تمام کپڑوں کے گلے

بٹنوں یا زیپ والے بنوائی تھی تاکہ مشکل نا ہو۔۔
لیکن ایسے مشکل آن پڑے کی سوچا بھی نہیں تھا۔۔
ہبی۔۔ وہ دیکھیں۔۔ سامنے بچے ہیں۔۔ سلوا خود ہی رو
رو کے خاموش ہو گئی تھی شاید۔۔
نہیں دیکھ رہے وہ۔۔

د۔۔ دیکھ رہا ہے بچا۔۔ واقع ایک بچہ چھپ چھپ
کے دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ سالار نے اس بچے
کو گھورا تو وہ بھاگ گیا۔۔ پر تھوڑی ہی دیر بعد زور

سے کسی نے جیسے ان کے قریب پانچ سو سو کی
تھی۔۔

ضبط کے مارے مٹھیاں بھینچتے ساوری کو گود سے
اتارا اور ریلنگ کے قریب اتے اسے بچے کو گھورا جو
اب دانت نکال رہا تھا۔

انگل شرم کر لیں۔۔۔ بچہ کچھ زیادہ ہی جتمیز تھا۔۔

ساوری سالار کا چہرا دیکھ کے کھکھلا کے ہنسی۔۔

تمہارے باپ میں شرم ہوتی تو تم آج یہاں نا ہوتے
 -- کرخت آواز میں کہتے وہ چلایا۔

ہبی۔۔ بس کر دیں۔۔ ساوری نے اس کے کندھا
تھامتے پیچھے دھکیلا۔۔ پر سالار کا بس نہیں چل رہا تھا
اس چھٹانک بھر کے بچے کا حلیہ بگاڑ دے۔۔
روم میں آتے بچوں کو دیکھا۔۔ سلوا جاگ رہی تھی
پر رو نہیں رہی تھی۔۔ ساوری نے اسے گود میں
لیے چوما۔۔

یہ میرا حق تھا۔۔ سالار اندر تک جلا ہوا تھا شاید۔۔
لیپ ٹاپ چارج پہ لگاتے گھورا۔۔

آپ اپنا حق کھو چکے ہیں اب۔۔۔ وہ پہلے سے کھلے
گریبان کو سائڈ پہ کرتے رخ پھیر گئی۔۔

کرتی تو ایسے ہو جیسے میں نے کچھ دیکھا ہی نہیں ہے
۔۔ ساوری کا رخ دوسری طرف تھا شرمندگی سے
آنکھیں سختی سے میچیں۔۔ ایسی بات نہیں ہے۔۔ بس
میں ایزی ہوتی ہوں ایسے۔۔

مجھے ان ایزی کر کے ایزی ہوتی ہو۔۔

ہبی۔۔ کیا ہے آپ کو آپ نے مجھے باجالے کے
دینا ہے یا نہیں۔۔ چڑتے بے دھیانی میں رخ اس کی
طرف کر گئی۔۔

نہیں۔۔ سالار نے خود ہی نظریں پھیر لی تھیں۔۔
کیوں۔۔۔ کیوں۔۔ مجھے نہیں پتہ۔۔ روہان سے ہوتے ہلکا
سا چنچنی۔۔

کیونکہ میں نہیں چاہتا تم بھی کسی کا مومنٹ خراب
کرو۔۔ جیسے اس جاہل بچے نے کیا ہے۔۔

اس جاہل بچے نے بہت اچھا کیا آپ کے ساتھ ایسا
ہی ہونا چاہے۔۔ غصے سے کہتے وہ پھر سے رخ پھیر
گئی۔۔ سالار بھی کوئی جواب دیئے بنا شاہ ویز کو
کھلانے لگا جو ہلتے چوں چوں کر رہا تھا۔۔

زیب۔۔۔؟ وہ اسے آواز دیتی کچن میں آئی۔۔۔ جو
ایپرن پہنے ناشتہ بنانے میں مصروف تھا۔
ہاں کہو۔۔۔! وہ اپنے ماتھے پہ آٹے والا ہاتھ مارتے
زوہا کی طرف متوجہ ہوا اسکے ماتھے اور پورے

چہرے پہ آٹا لگا ہوا تھا زوہا کا بے ساختہ قہقہہ نکلا تھا
وہ اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھتی زور زور سے ہنس دی۔۔
ہلکی سی کھانسی نے اسکی ہنسی کو جیسے بریک لگایا۔۔
یہ کیا کر لیا تم نے۔۔۔؟ وہ زیب کے معصوم سے
چہرے کو دیکھتی سنجیدہ ہوئی۔۔

یار میں ناشتہ بنا رہا تھا اس نے زوہا کی طرف پیٹ
کرتے آملیٹ فرائے کرنے کیلئے انڈہ پھینٹا۔۔

زیب یہ سارے انڈے توڑ دیے تم نے۔۔؟ وہ
فرش پہ ٹوٹے ہوئے ایک درجن انڈوں کو دیکھتی
گہرے صدمے آئی۔۔

میں نے نہیں توڑے خود ٹوٹے ہیں۔۔! زیب نے
نقلی آنسو پونچھے۔۔

ایک نمبر کے ڈرامے باز ہو تم۔۔! ہٹو میں بناتی
ہوں وہ آگے ہوتی باؤل کو دیکھا۔۔ جس میں چینی
پتی لال مریچ اور ٹماٹر ڈالے وہ اس میں انڈا ڈال چکا
تھا۔۔۔

زیب یہ کیا بنا رہے تھے۔۔؟ وہ ایک اور صدے
سے دو چار ہوئی۔۔

آملیٹ بنا رہا تھا تمہارے لیے۔۔۔! اس نے آنکھیں
پٹیٹاتے زوہا کو دیکھا۔۔

اچھا یہ کونسے ملک کا آملیٹ ہے۔۔۔؟ جس میں
چینی اور پتی بھی ڈالی جاتی ہے۔۔ وہ دانت پیستی بولی

--

یہ یہ میرے اپنے بنائے ہوئے ملک زیہا(زیب اینڈ
زوہا) کنٹری کی ڈش ہے وہ فرضی کالر جھاڑتے ہوئے
مسکرایا۔۔

فوراً سے پہلے نکلو کچن سے ورنہ سر پھاڑ دوں گی
تمہارا وہ بیلن اٹھائے ہاتھ میں پکڑتی اسکی طرف
اشارہ کر گئی۔۔ اتنا گند دیکھ کے اسے ابکائی آرہی تھی

!لیکن میں ناشتہ۔۔۔۔

میں بنا لیتی ہوں پھر صفائی والی آنٹی سے کہہ دوں
گی وہ کچن صاف کر لیں اب تم جائو وہ اسے جانے کا
کہتی فریج سے انڈے نکالتی شیف کی طرف آئی
تھی۔

لیکن تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے نا۔
ٹھیک ہوں میں۔۔ اس کا دماغ گھوم رہا تھا۔
اچھا میں یہی کھڑا ہوں جو کام تمہیں ٹھیک لگے
میں وہ کر لوں گا اور یہ برتن دھو دیتا ہوں
میں۔۔۔! وہ کہتے سنک کے پاس چلا آیا

زیب دھیان سے کچھ توڑ مت دینا اب۔۔

ہاں ہاں دھیان سے دھوؤں گا تم بس آملیٹ بناؤ

میں بریڈ کے سلائیز خود گرم کر لوں گا پھر ناشتہ

کرتے ہیں وہ زوہا سے کہتے برتن دھونے میں

مصروف ہو گیا۔۔۔ چند منٹ وہ سکون سے دھوتا رہا

لیکن پھر۔۔۔ پتہ نہیں کیسے۔۔۔

او تیری۔۔۔!! کانچ کا نیا ڈونگا اس کے ہاتھ سے

چھوٹا سنک میں ہی گرا اور دو ٹکڑے ہو گیا۔۔

زیب! زوہا نے اپنے ماتھے پہ زور سے ہاتھ مارا۔۔

زوہا یہ بھی خود ہی ٹوٹا ہے میں نے جان پوچھ
کر۔۔۔۔۔

ہاں ہاں انڈے بھی فریج سے نکل کر خود زمین پہ
گرے اور فرش پہ چھلانگ لگاتے ٹھا۔۔ جی بابجی ہم
ٹوٹ گئے۔۔ اور یہ باؤل بھی کہہ رہا ہو گا زیب میں
جا رہا ہوں روک سکو تو روک لو ہیں نا؟؟؟ منہ
ٹیڑھا کر کے بولتے اس نے سوالیہ نظروں سے
زہیب کو گھورا۔۔

ہاں نا۔۔۔! اس نے بھی جیسے معصومیت کے تمام
ریکارڈ توڑنے تھے اج۔۔

اب کچھ نا کرنا وہ اسے سنک کی طرف ہاتھ بڑھاتے
دیکھ زور سے بولی لیکن اس سے پہلے ہی کانچ زیب
کے دائیں ہاتھ میں لگ چکا تھا۔۔ اور خون بہت
تیزی سے بہتے ٹوٹے ڈونگے کے کانچ پہ گرنے لگا
۔۔ وہ اپنے ہونٹوں کو بھینچے ضبط کر گیا۔۔

زیب بی یہ خنخ خون۔۔۔ گھبراہٹ سے وہ جلدی سے
آگے بڑھتی اسے ہاتھ سے کانچ نکالتی اسکے ہاتھ کو

سنگ کھولتی پانی کے نیچے کر گئی۔۔ چہرے پہ ازیت
کے آثار نمایاں تھے۔۔

ہاتھ دھو کے جہاں سے خون نکل رہا تھا وہاں اپنا
دوپٹہ رکھا اور اسے باہر لائی۔۔

ادھر بیٹھو میں آتی ہوں ڈائننگ ٹیبل کی طرف آتی
اسے کرسی پہ بٹھاتی کمرے کی طرف گئی۔۔

جلدی جلدی سے فرسٹ ایڈ باکس الماری سے نکالتی
وہ باہر آئی۔۔۔ خون کا بہاؤ اب تھوڑا کم ہو گیا تھا

ڈیٹول سے اسکی ہتھیلی صاف کرتی اس نے پھونک
مارتے اس پہ پائیوڈین لگائی۔۔

تمہیں درد ہو رہا ہے۔۔ اس نے آنسوؤں سے بھری
ہوئی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا۔۔

نہیں مجھے بڑا مزہ ہے انفیکٹ میں تو انجوائے کر رہا
ہوں اس مومنٹ کو کہ میری روڈ سی وائفی کو میرا
اتنا خیال ہے۔۔! وہ سچ میں مسکرا دیا۔۔

اس کے ہاتھ پہ پٹی باندھتی زوہانے حیرت سے
آنکھیں پھیلاتے اسے دیکھا تھا پھر پٹی کو تھوڑا زور
سے کھینچا

آؤچ۔۔۔!! وہ جو ابھی مسکرا رہا تھا یکدم سنجیدہ ہوا
۔۔

ہر وقت تم سے فلرٹ کروالے بندہ بس۔۔!!
ہنہہ۔۔۔!! وہ پٹی باندھتی غصے سے ناک پھلاتی بولی
ہاں تو اپنی بیوی سے ہی فلرٹ کرتا ہوں کسی
!! اور۔۔۔۔۔

میں تمہارا قتل کردوں گی زیب اگر کسی اور کا نام
بھی لیا تو۔۔۔!! وہ ہاتھوں سے مُکا بناتی ہوئی بولی
نن

ارے ارے مزاق کر رہا ہوں۔۔۔! وہ اسکے ہاتھ کو
پکڑتے پیار سے بولا

تمہارے مزاق کی ایسی کی تیسری یہیں بیٹھو تم میں
ناشتہ لاتی ہوں اور تمہیں بھی کرواتی ہوں۔۔۔!!
ہنہہ بڑے آئے مسٹر پرفیکٹ وہ کہتی کچن میں چلی
گئی

آملیٹ پہلے سے ہی تیار تھا بریڈ گرم کرتے وہ چائے
کے پانی کو چولہے پہ رکھتی ہلکی آنچ کرتے ناشتہ کی
ٹرے باہر لے آئی تھی۔۔۔

پھر دونوں نے مل کے بلکہ زوہانے ہی زیب کو
نوالے بنا بنا کے کھلائے تھے۔۔ موصوف اپنا ہاتھ جو
کٹوا بیٹھے تھے۔۔

ساوری شام تک اس کا سر کھاتی رہی کہ مجھے باجا لا
کے دیں۔۔ سالار اسے لا کے نہیں دے رہا تھا۔۔

اب بھی وہ بچوں کو جھولے 2 ڈمیں ڈال کے جھولا ہلا رہی تھی۔۔

جھولا بڑا تھا اور اس کے اندر ہی تین حصے بنے تھے۔۔ جہاں تینوں بچے آرام سے لیٹ سکتے تھے۔۔

سالار لاؤنج میں ہی صوفے پہ پاؤں اوپر کیے نیم دراز نیوز سن رہا تھا۔۔ کل چودہ اگست تھی اور ساوری کو افسوس ہو رہا تھا کہ ابھی نے اس کی یہ خواہش پوری نہیں کی۔۔

مغرب کا وقت تھا۔۔ شاہ ویز سونے کا نام نہیں لے
رہا تھا وہ کب سے اس کی وجہ سے جھولا ہلا رہی تھی
آخر تنگ آ کے اسے جھولے سے اٹھایا اور اپنے ساتھ
لگاتے سالار کے عین سامنے پڑے صوفے پہ بیٹھی
۔۔

ہی آپ کب جا رہے ہیں باہر۔۔
کیوں جانا ہے یار۔۔ کبھی گھر بھی بیٹھ لینے دیا کرو
مجھے سالار نے ریموٹ پیٹ پہ رکھتے اسے گھورا۔
مجھے باجالا دیں۔۔

تم میرا اور بچوں کا سر کھاؤ گی نہیں لا کے دوں گا

نہیں کھاتی۔۔ پکا پلینز۔۔

ضد مت کرو فضول۔۔ وہ سنجیدہ ہوا۔۔ ساوری اپنا سا

منہ لے کے رہ گئی۔۔ شاہ ویز آنکھیں پھاڑے اسے

ہی دیکھ رہا تھا۔۔ اسے خود میں زور سے بھینچتے

ہلانے لگی۔۔ شکل سے لگ رہا تھا بس رونے والا ہے

--

میری شرط پوری کرو پھر لا دوں گا۔۔ سالار کو اس
پہ ترس آیا۔۔

مجھے نہیں چاہیے۔۔ اپنے پاس رکھیں اپنی شرطیں۔۔
آنکھوں کی نمی بمشکل اندر دھکیلتے وہ زور زور سے
ہل رہی تھی۔۔ شاہ ویز حیران ہو رہا تھا کہ آخر وہ ہل
کیوں رہا ہے اتنا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ سالار واپس سیدھا ہوا اور نیوز کی آواز
تیز کر دی۔۔ کچھ دیر تو کچھ نہیں ہوا پر اونچی آواز

کی وجہ سے کچھ ہی دیر میں سلوا اور شاہ ویر بھی
جاگ گئے۔۔

ساوری کو شدت سے رونا آیا پر خود پہ ضبط کرتے وہ
اتھ کے جھولے کے پاس آئی۔۔ بچے کچی نیند سے
جاگنے کی وجہ سے رو رہے تھے۔۔

شاہ ویز کو قالین پہ ڈالتے سلوا کو اٹھایا۔۔ ساتھ ہی
مشکل سے شاہ ویر کو اٹھایا۔۔ دونوں کو دونوں بازوؤں
میں اٹھائے جھلانے لگی۔۔ شاہ ویز شکر ہے نہیں رو
رہا تھا۔۔

سلوا اور شاہ ویر کو اٹھا کے کچن میں آئی۔۔۔ پر اب
دونوں ہاتھ بزی تھے وہ دودھ کیسے بناتی۔۔۔ پھر کچھ
سوچتے وہ وہیں پڑی چٹیر پہ بیٹھی اور گریبان کی زپ
کھولتے فیڈ کروانے لگی۔۔۔ سالار جان بوجھ کے ڈھیٹ
بن کے بیٹھا تھا۔۔۔ جب سے وہ لوگ واپس آئے
تھے ایک بار بھی ساوری نے اسے قریب نہیں آنے
دیا تھا۔۔۔ کبھی کوئی بہانا بنا لیتی کبھی کسی وجہ سے
کہیں کھسک جاتی یا بچے ڈسٹرب کر دیتے۔۔۔

کچھ دیر اس کے باہر آنے کا ویٹ کرتا رہا پر جب
نہیں آئی تو اٹھ کے دیکھا۔ سامنے گلاس وال سے وہ
اسے فیڈ کرواتے ہوئے نظر آئی ساوری سر جھکائے
بچوں کو دیکھ رہی تھی۔ واپس بیٹھتے اس کے ذہن
میں خیال ہی نہیں آیا کہ ایک عدد تیسرا بھی ہے
۔۔

ساوری کافی دیر بعد باہر آئی تو سالار وہیں صوفے پہ
لیٹا خراٹے لے رہا تھا۔ ایک دم غصہ عود کے آیا
اب ٹی وی کا والیم بھی کم ہو چکا تھا۔

سلاتی ہوں میں آپ کو۔۔ میرے بچوں کو جگا کے
خود سو رہے ہیں نواب زادے۔۔ تیش کے عالم میں
سوچتے بچوں کو جھولے میں ڈالا۔۔ شاہ ویز زمین پہ
پڑا پڑا سو گیا تھا۔۔ اسے بھی اٹھا کے جھولے میں
ڈالا اور باہر آئی۔۔ سامنے واچ مین انکل کھڑے تھے
۔۔

انکل۔۔ ان کے قریب اتے متوجہ کیا۔۔
جی بیٹا۔۔

مجھے باجا تو لا دیں۔۔

ہیں۔۔

کیا میں نے کوئی انوکھی بات کی ہے۔۔ میں نے کہا
ہے مجھے باجلا دیں۔۔ جس سے پاں پاں کرتے ہیں

--

ٹھیک ہے بیٹا۔ وہ سر ہلا کے باہر چلا گیا۔۔ ساوری
وہیں کھڑی رہی۔۔ پانچ منٹ بعد وہ سب سے بڑا باجا
لے آئے۔۔

اب سلاتی ہوں اپ کو۔۔ منہ سے باجا لگاتے ہلکی سی
 اواز میں پاں کیا۔۔ پھر مسکراتے اندر آئی۔۔ سالار
 ویسے ہی سو رہا تھا۔۔

اس کے پاس بیٹھتے کان کے قریب باجا رکھا اور
پورے زور سے ہوا دی۔۔

[illegible]

کون ہے۔۔ سالار ہٹ بڑا کے اٹھا۔۔

آپ کی ون اینڈ اونلی کیوٹ سی لٹل سی وائف۔۔

انکھیں چڑھاتے مزے سے اپنا تعارف کروایا۔۔ سالار

کا دماغ سن ہو گیا تھا۔۔ حیرت سے اسے دیکھتے
آنکھیں مسلیں۔۔ اس کا دل کر رہا تھا وہ ساوری کو
ایک لگا ہی دے۔۔ پتہ نہی باجا کہاں سے مل گی تھا
اسے۔۔

میرے بچوں کو جگا کے خود مزے سے سو رہے تھے
۔۔ اور میں آپ کو سونے دیتی نا ہے نا۔۔ اترا کے
کہتے دوپٹہ جھٹک کے کندھے پہ ڈالا۔۔ سالار سر تھام
گیا۔۔

پھر گہرا سانس لیتے اٹھ کے اندر چلا گیا۔۔ ساوری
اسے تنگ کرنے کی پوری ٹھانے ہوئے تھی۔۔ اس
کے پیچھے پیچھے اندر چلی آئی۔۔ سالار اندر آ کے
دروازہ بند کرنے لگا تو ساوری نے باجا اگے کرتے
ایک بار پھر پالااااں کی۔۔

سالار نے اب کی بار باجا اپنے پنچوں میں دبوچتے زور
سے دبایا تو وہ ٹوٹ گیا۔۔

ساوری کا دل تھم سا گیا۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا تھا ہوا
کیا ہے۔۔ آنکھوں میں نمی ابھرنے لگی تو سالار کو

اپنی غلطی کا احساس کو اتیزی سے اسے اپنے ساتھ
لگاتے بھینچ لیا۔۔

میں اور لا دوں گا پلیر رونا نہیں۔۔

پر ساوری کی تو آواز ہی بند ہو گئی تھی صدمے سے
جیسے اس کے حواس چھین لیے ہوں۔۔

سالار نے کتنی دیر اسے خود میں بھینچے رکھا پر وہ ذرا
بھی نہیں ہلی۔۔

بے بی۔۔ آخر اسے پیچھے کرتے چہرا سامنے کیا تو
انکھوں سے موٹے موٹے قطرے بہتے گال بھگو چکے

تھے اور پھر ساوری سالار ہچکیوں سے رونا شروع
ہوئی۔۔ روتے روتے اس کی آواز اونچی ہونے لگی
تھی۔۔

ا۔۔ آپ نے باجا نہیں لا کے دیا پہلے اور اب آپ
نے توڑ دیا۔۔ دکھ کی شدت سے اس کی ناک اور
انکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔ سالار نے فوراً اسے
دوبارا ساتھ لگایا اور سر چوم لیا۔۔

یار میں بس تنگ کر رہا تھا۔۔

آپ نے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے سالار۔۔
آپ کو مجھ پہ ذرا بھی ترس نہیں آتا میں آپ کی
اولاد کو بھی سنبھالتی ہوں اور آپ کی بے اعتنائی
بھی برداشت کر رہی ہوں۔۔

آئی ایم ریلی سوری میری جان۔۔ میں بس تمہیں
تنگ۔۔

یہ تنگ تھا۔۔ انکل نے مجھے باجالا دیا پر آپ نے
میری خواہش پوری نہیں کی۔۔ مجھے امید نہیں تھی

آپ کے اپنے بچے جو آگئے ہیں اب میری فکر کہاں
ہو گی۔۔

میرا اصل بچہ تو تم ہو میری جان۔۔ اس کے ماتھے
پہ لب رکھتے نرمی سے کہا۔۔ ساوری کی ہچکیاں رکنے
کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔۔ سالار نے بمشکل
اسے چپ کروایا۔۔ پھر رات کو وہ اسے اور بچوں کو
ساتھ لے کے آیا تھا تاکہ وہ باجائے سکے۔۔

پھر اس نے صرف باجا نہیں لیا تھا بلکہ کلکیرز اور
جھنڈیاں اور جانے اس حوالے سے اور کیا کیا لیا تھا

--

سالار بچوں کو پریم میں لیے اس کے پیچھے پیچھے چلتا
رہا تھا

وہ مکمل سفید رنگ کا غرارہ پہنے ہلکے پھلکے میک اپ
میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔ سالار بچوں کو

سنجھالے ہوئے تھا تو وہ تسلی سے تیار ہو رہی تھی
اس کا ارادہ تھا آج وہ لوگ ہادی کو سرپرائز دیں
گے۔۔ ویسے بھی وہ آج کل گھر کم ہی رابطہ رکھ رہا
تھا۔۔

میک اپ کر کے اس نے سفید چوڑیاں پہنی اور
ساتھ گرین کڑے۔۔ سفید نگ والی ایک عدد انگوٹھی
بھی پہن لی۔۔

اوہ ساوری۔۔۔ بس تم موٹی نا ہوتی تو اس وقت بہت
پیاری لگتی۔۔ سالار سلوا کو کہنی میں دبائے اندر

داخل ہوا تو اس کا بھرا بھرا سراپا دیکھ کے
مسکراہٹ سجائی۔۔

ک۔۔ کیا مطلب میں پیاری نہیں لگ رہی۔۔ فوراً
آنے میں خود کا جائزہ لیا۔ اتنی بھی موٹی نہیں ہوں
بس پیٹ تھوڑا سا بڑا لگ رہا ہے۔۔

مجھ سے پوچھو پہلے اتنی نرم و نازک سی تم۔۔ چھوتے
بھی ڈر لگتا تھا اور اب۔۔

زور زور سے پٹخنے کا دل کر رہا ہو گا۔۔ ساوری کا پارہ
ہائی ہونے لگا۔۔ چوڑیاں دبوچتے اتار کے واپس

ڈرینگ ٹیبل پہ رکھیں۔۔ سالار سلوا کو بیڈ پہ لیٹا رہا
تھا اسے دیکھ کے رکا۔۔

رکو۔۔ مزاق کر رہا ہوں یار۔۔

میرا موڈ نہیں پے اب کچھ کرنے کا آپ جائیں اکیلے
ہادی بھیا کے پاس۔۔ غصے سے ناک پھلاتے اس نے
بالوں سے کیچر اتارا تو گھنی براؤن آبشار کمر سے
نیچے تک جھول گئی۔۔ سالار تو جیسے مسمرا کر ہو گیا تھا

--

اگر تم نہیں جاو گی تو میں کیا کروں گا وہاں جا کے
۔۔ اس کے قریب چل کے آتے عین پیچھے کھڑا ہوا
۔۔ وہ بلیک ٹی شرٹ اور وائٹ ٹراؤزر میں تھا۔۔
مجھے مسکے مت لگائیں۔۔ میں نہیں جا رہی۔۔ انکھوں
میں آتی نمی کو پیچھے دھکیلا۔۔

یار تم اتنی چڑچڑی ہو گئی ہو تم سے مزاق کروں تو
رونے بیٹھ جاتی حد ہے ویسے۔۔ نہیں جانا تو نا جاؤ میں
چلا جاؤں گا اکیلے۔۔ سالار بھی سنجیدہ ہوا۔۔ ساوری

سوں سوں کرتے وہیں ساکت کھڑی تھی سالار روم
سے باہر نکل گیا۔۔

میری لائف برباد کر دی ہے بابا آپ نے۔۔ کاوچ پہ
بیٹھتے اذیت سے سوچا۔۔ کسی ہم عمر آدمی سے شادی
ہوتی تو وہ مجھے سمجھتا میری مدد کرتا۔۔ انہیں بس
اپنے کام کرنے ہیں اور بچوں کو پیار کر کے بری ہو
جانا ہے۔۔۔ میں سارا دن ان کی وجہ سے پاگل ہوتی
رہتی ہوں۔۔ جوتے اتار کے پھینکتے بیڈ پہ آ کے لیٹی

اپنی اولاد ہے خود سنبھالیں۔۔ پتہ چلے ناکتنا تنگ
کرتے ہیں۔۔ کفر ٹر خود پہ تان کے رخ بدلا۔۔ اور
آنکھیں موند لیں۔۔

سالار کافی دیر بعد اندر آیا تو سلوا جاگ کے کھیل
رہی تھی البتہ ساوری دوسری طرف رخ کیسے سو رہی
تھی۔۔

وہ سلوا کو اٹھا کے باہر نکل آیا۔۔

شاہ ویز اور شاہ ویر بھی جاگ رہے تھے۔۔ آج تو
انٹی کی بھی چھٹی تھی اور وہ ساوری کو ناراض کر چکا

تھا۔۔ تینوں نے اب بھوک سے رونا تھا۔۔ اس لیے
پہلے ہی ان کے فیڈر بنا کے قریب رکھ لیے تاکہ
جو نہی رونا شروع کریں تو وہ انہیں پلا دے گا۔۔ پر
یہ اس کی خام خیالی ہی تھی کہ وہ تینوں کو ایک
ساتھ سنبھال سکتا تھا۔۔

شاہ ویر جو آنکھیں مٹکاتا اگے پیچھے دیکھ رہا تھا جو نہی
اس کی نظر دودھ کی بوتل پہ پڑی تو ٹیسیں بلند
ہوئی۔۔۔ سالار نے جلدی سے ڈھکن اتارتے اس

کے منہ کے ساتھ بوتل لگائی۔۔ سلوا جو ساتھ لیٹی
تھی وہ بھی رونا شروع ہوئی۔۔

یار۔۔ لب بھینچتے اس نے دوسری بوتل کھول کے
اس کے منہ سے لگائے۔۔ دونوں ہاتھوں میں دو فیڈر
تھامے وہ انہیں دودھ پلا رہا تھا۔۔ شاہ ویز خاموشی
سے تماشا دیکھ رہا تھا۔۔ سات سات ماہ کے ہو گئے
تھے تینوں اب ہر چیز آبرور کرتے تھے۔۔ ہنستے
تھے اور بیٹھتے بھی تھے۔۔

شاہ ویز کی خاموشی اسے کھٹک رہی تھی لیکن پہلے وہ
تسلی سے انہیں دودھ پلاتا رہا۔۔ دونوں نے آدھے
سے زیادہ دودھ کی بوتل ختم کر کے باہر نکال دیا تھا
۔۔

پھر باری باری دونوں کو اٹھا کے کندھے سے لگا کے
ڈکار دلوائی۔۔ پھر واپس فلور بیڈ پہ بٹھایا۔۔
شاہ وہر اب رونے کی تیاری کر رہا تھا۔۔

تم لوگوں نے سونا نہیں ہے۔۔ سالار نے شاہ ویر اور
سلوا سے پوچھا تو دونوں ہونکوں کی طرح اسے دیکھنے
لگا۔۔

بونگے ہی رہنا ماں کی طرح۔ دونوں کو لٹا کے تھپکیاں
دینی شروع کر دیں۔۔ پر دونوں کو نیند کہاں آرہی
تھی۔۔ دونوں الٹے ہو گئے۔۔

شاہ ویز منہ بسور رہا تھا سالار نے اسے اٹھا لیا۔۔ پھر
گود میں لیتے اس کے فیڈر کی بوتل کھول کے

ہونٹوں سے لگائی تو اس نے منہ ٹیڑھا کرتے جھٹک
دی۔۔

پی لے نایار۔۔ مجھے ابھی کام بھی کرنا ہے۔۔ سالار
نے اسے گھورتے زبردستی فیڈر ٹھونسنا چاہا تو اس نے
گلا پھاڑ کے رونا شروع کر دیا۔۔

عجیب ہے تم اٹے انسان ہو وہ دونوں دودھ پی کے
چپ ہو گئے ہیں اور تم دودھ دیکھ کے رو رہے ہو
۔۔ اسے گھورتے وہ اٹھا کے کھڑا ہوا۔۔ پر وہ اور
شدت سے رونے لگا تھا۔۔

اندر ساوری کا دل بیٹھا۔۔ پر ضدی ہو کے وہیں پڑی
رہی آج خود سنبھالیں۔۔

اچھا سریلیک کھاو گے۔۔ اسے خود سے لگاتے وہ کچن
میں آیا۔۔ ایک ہاتھ سے ہی باؤل شلف پہ رکھتے
کیبنٹ سے سریلیک کا ڈبہ نکالا۔۔ پھر بمشکل کھولا۔۔
وہ بھی خالی ہوا پڑا تھا۔۔

دوسرا کیبن کھولا تاکہ دوسرا نکال سکے لیکن لگتا تھا
ختم ہوا ہے۔۔

کوئی حل نظر نہیں آرہا تھا۔۔ فریج کھول کے دیکھا تو
وہاں کیک بھی نہیں تھا۔۔ نا ہی فروٹس۔۔ اتنی چیزیں
نہیں ہیں اور ساوری نے بتانا ضروری نہیں سمجھا حد
ہے لاپرواہی کی۔۔

شاہ ویز مسلسل روئے جا رہا تھا۔۔ ماتھے پہ شکنیں
سجائے وہ باہر آیا۔۔ شکر ہے دوسرے دونوں کھیل
رہے تھے۔۔

شاہ ویز کو چپ کروانے کا ایک ہی حل تھا کہ
ساوری اسے فیڈ کروا دیتی۔۔ پر وہ ناراض ہو کے
بیٹھی تھی۔۔

لب بھینچتے اندر آیا تو وہ ہنوز اسی پوزیشن میں تھی
۔۔

بیٹا دو منٹ چپ کرو کوئی جگاڑ لگاتے ہیں۔۔ شاہ ویز
کا گال چومتے اسے نرمی سے اپنی گردن سے لگایا۔۔
شاہ ویز اس کی بات سمجھ گیا تھا یا ساوری کو دیکھ چکا
تھا سو خاموش ہو گیا۔۔ سالار آہستہ سے چلتے ساوری

کے سامنے آیا۔۔ پھر اس کے سامنے بیٹھتے اس کا بازو
نرمی سے اٹھا کے تھائز پہ رکھا۔۔ پھر گلے سے بٹن
کھولنے کے لیے شاہ ویز کو کسی طرح کر کے گود
میں لیا اور دونوں ہاتھوں سے آرام سے بٹن کھولے
۔۔

ساوری ہنوز آنکھیں موندے سب محسوس کر رہی
تھی پر کوئی حرکت نہیں کی۔۔ چہرے پہ شرم سے
کتنی لالی آئی تھی یہ بس سالار ہی دیکھ سکتا تھا۔۔

اس کے گریبان کے بٹن کھولتے شاویز کو اس کے
ساتھ لیٹایا۔۔

ساوری کا دل بس باہر آنے کو تھا۔۔ پلکیں ہولے
سے لرزیں تو سالار نے بے ساختہ اس کا چہرا دیکھا
۔۔ جہاں گلاب کے رنگ بکھرے تھے۔۔ ہونٹوں
کے کونوں پہ مسکراہٹ معدوم ہوئی۔۔

ٹھیک ہے بیٹا ایسا تو ایسا ہی سہی۔ سوچتے اب کی بار
تھوڑا ریلیکس ہو کے گریبان کی ایک سائڈ ایک
طرف کی اور شاہ ویز کو اس سے اور قریب کیا۔۔

ساوری اس کی انگلیوں کی نرمی اپنے سینے پہ محسوس
کرتے سمٹ سی گئی۔۔ اس سے پہلے کے انکھیں
کھولتی سالار اپنا کام کر چکا تھا۔۔

عجیب مصیبت ہے ناراض ہوں تب بھی بند ا خود ہی
پھنس جاتا ہے۔۔ دکھی ہو کے سوچتے وہ ویسے ہی
ساکت پڑی تھی۔۔ سالار سامنے بیٹھا تھا اور شاہ ویز
کو دیکھ رہا تھا جو تیزی سے ہونٹ چلاتے خود کو
سیراب کر رہا تھا۔۔

جب تک اس کا پیٹ نہیں بھر گیا وہ وہیں بیٹھا رہا
۔۔ پھر سائڈ سے ٹشو اٹھاتے پہلے ساوری کا سینہ

صاف کیا پھر اسی ٹشو کو تھوڑا فولڈ کرتے شاہ ویز کا
منہ صاف کیا۔۔

پھر اس کا گریبان بند کر کے واپس اٹھ گیا۔۔ شاہ
ویز اب خاموش ہو گیا تھا۔۔ باقی دو نمونے باہر پتہ
نہیں کس حال میں تھے اٹھ کے باہر آتے پہلی نظر
فلور بیڈ پہ گئی۔۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف منہ
کیے ہنس رہے تھے۔۔

اسے بھی ساتھ کھلاؤ شہاباش۔۔ شاہ ویز کو ان کے
قریب لٹاتے کہا۔ میں تمہاری ماں کو راضی کر لوں
۔۔ بڑبڑاتے واپس اندر آیا دروازہ کھلا رہنے دیا تاکہ
ان پہ بھی نظر رکھ سکے۔۔

اندر آیا تو ساوری کروٹ بدل چکی تھی۔۔
سالار نے اسے جگانے کے لیے اگے آیا تو ساوری کی
پلکیں ایک بار پھر لرزیں۔۔ مطلب ابھی بھی جاگ
ہی رہی تھی۔۔

شاہ ویز تو اپنا حق لے گیا ہے اب میری باری ہے
۔۔ ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے وہ اس کے چہرے پہ
نظریں مرکوز کیے ہوئے تھا۔ ساوری کا رنگ لٹھے کی
مانند سفید ہوا۔۔ جب وہ اپنی بات پہ عمل کرتے اس
کے پاس نیم دراز ہوا تھا اس کا رخ سیدھا کرتے
شرٹ میں ہاتھ ڈالا۔۔ انگلیاں اپنی پسندیدہ جگہ پہ
آ کے تھم گئیں۔۔ بیلی بٹن کے گرد شہادت کی انگلی
سے سرکل بناتے ہلکا سا دبایا۔۔

وہ اتنی دیر ناٹک کر کر کے تھک چکی تھی اس کی
بس ہو رہی تھی جب ہاتھ ایک بار پھر سرکنا شروع
ہوا اور اوپر کی طرف آیا۔۔ حدت بھرا لمس
دھڑکنوں تک آ کے رک گیا تھا۔۔

سالار مسلسل اس کا چہرہ ہی دیکھ رہا تھا جس کے
رنگ بدل رہے تھے۔۔

جب تک آنکھیں خود نہیں کھولو گی میں تو کرتا
رہوں گا۔۔ سوچتے ہاتھ کو بے دردی سے مسلا تو
ساوری کے ہونٹ کھلے۔۔

آنکھیں ابھی بھی بند ہیں۔۔ سالار نے جھکتے اس کہ
گردن پہ لب رکھے۔۔ اور دانت گاڑتے سسکنے پہ
مجبور کر دیا۔۔ ہاتھ کی بے رحمی کے ساتھ دانتوں کی
یہ بے باکی ساوری کی آنکھیں ہی نہیں چودہ طبق
روشن کر گئی تھی۔۔۔

ہ۔۔ ہی۔۔ بمشکل کہتے سالار کے بالوں کو دیکھا
۔۔ کیونکہ جس حالت میں وہ تھا صرف بال ہی نظر آ
سکتے تھے۔۔ دانتوں کو آہستہ سے کھولتے اس کی
گردن آزاد کی۔۔

کب سے جاگ رہی ہو۔۔ سالار نے اوپر ہوتے پوچھا
--

ک۔۔ کیا مطلب۔۔ ابھی آپ نے جگایا۔۔ چوری
پکڑے جانے پہ چہرا سرخ ہوا۔۔

بس مستیاں سو جھ رہی تھیں تمہیں کب سے جاگ
رہی ہو تم۔۔ سالار نے اس کے پھولے گال پہ
ہونٹ رکھتے شدت سے چوما۔۔

مجھ سے ناراض نا ہوا کرو مجھے منانے کا بس ایک ہی
طریقہ آتا ہے۔۔ اس کے گال سے بیرڈ رگڑتے

سنجیدگی سے دیکھا۔۔ ایک ہاتھ ابھی بھی شرٹ کے
اندر تھا۔۔

میں نہیں ہوں ناراض۔۔ پلینز پیچھے ہوں۔۔
اب تو ممکن نہیں ہے۔۔

ہ۔۔ ہی پلینز مجھے چھوڑیں۔۔ بچے رو رہے ہیں۔۔

کوئی نہیں رو رہا ابھی فیڈ کروایا ہے شاہ ویز کو۔۔

لہجے میں شوخی کا عنصر نمایاں تھا۔۔ ساوری اس کی

اتنی بے باقی پہ بس بے ہوش ہونے والی تھی جب

اس کے شرٹ ایک جھٹکے سے اوپر ہوئی۔۔

میری باری۔۔ جھکتے دھڑکنوں میں نرمی سے لمس
چھوڑا۔۔

سالار میں نے پھر کبھی بات نہیں کرنی آپ سے۔۔
میں دوبارہ منالوں گا۔۔

میں ماما کے گھر چلی جاؤں گی۔۔ میں سچ بتا رہی
ہوں۔۔

کون سی ماما۔۔ وہ جو کب سے تمہیں بھولے بیٹھی
ہیں۔۔

جو بھی ہیں۔۔ میں چلی جاؤں گی میں سچ کہہ رہی
ہوں۔۔

اوکے۔۔ ایک بار کر لیتے ہیں پھر میں خود ہی چھوڑ
آؤں گا اپنے سویٹ سے بے بی کو۔۔ اس کے سینے
کو رب کرتے کان کی لو کاٹی۔۔ ساوری بے بسی سے
آنکھیں میچ گئی۔۔ سالار سے وہ کبھی نہیں جیت سکتی
تھی۔۔ سالار کافی دیر اسے چومنے کے بعد اوپر ہوا تو
وہ رو رہی تھی۔۔ گہرا سانس لیتے چھوڑ دیا۔۔ پیچھے
سیدھے ہو کے لیٹتے چھت کو گھورا۔ چہرا پتک سے

سرخ ہو گیا تھا۔۔۔ ساوری اس کی قربت سے اکتا گئی
تھی۔۔۔ انکھوں میں اذیت تھی ساوری دوسری طرف
کروٹ بدل گئی۔۔۔

وہ اس کی خواہشیں مار کے صرف اپنی خواہش پوی
کر رہا تھا۔۔۔ اور یہی چیز اسے کھائے جا رہی تھی۔۔۔
وہ سالار خان نیازی جو بچوں سے پہلے اس کے
نخرے اٹھاتے نہیں تھکتا اب مصروف ہو گیا تھا۔۔۔ یا
وہ خود اتنا زہنی طور پہ تھک گئی تھی۔۔۔

یونیورسٹی میں ہر طرف سبز اور سفید رنگ بکھرا تھا
۔۔ ہادی بھی وائٹ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے سینے پہ
چھوٹا سانچ لگائے کوریڈور میں آیا۔۔

کافی دنوں سے میثی نظر نہیں آرہی تھی۔۔ جیسی بھی
الگ ہی گھومتی نظر آتی۔۔ شاید دونوں میں کوئی
جھگڑا ہوا تھا۔۔

وہ اپنے دوستوں کے پاس چلا آیا۔۔ بڑے پیمانے پہ
فنکشن تھا۔۔ چیف گیسٹ کے طور پہ بڑی سیاسی
پارٹیاں آنے والی تھیں۔۔

ہادی۔۔ تیرے پاس کوئی چٹائی ہے۔۔ رمیز نے
اسے دیکھتے پوچھا۔۔

ہاں آئی تھی میں نے پاس کر دی۔۔
یار۔۔ مجھے دکھاتا تو۔۔

کیوں۔۔ موبائل پاکٹ سے نکالتے ٹائم دیکھا دس بج
رہے تھے۔۔

جو میرے پاس آئی ہے اس میں نغمہ ہے اور میری
آواز اتنی بھیانک ہے کہ کوئی بھی فوت ہو جائے۔۔

اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔ ہادی نے گھورا۔۔ وہ پہلے ہی کمزور تھا ہدہ کی ڈیتھ کے بعد تو اور کمزور ہو گیا تھا۔۔ پتہ نہیں وہ زندہ کیسے تھا۔۔

اتنی پیاری آواز ہے تمہاری۔۔ لڑکیاں دل ہار جائیں گی۔ عارض نے مسکا لگانا ضروری سمجھا۔۔ نہیں تو یہ چٹ اس کے متھے ماری جاتی۔۔

ہاں جانتا ہوں۔۔ تیری بہن تو پہلے دل دے گی مجھے

--

تمیز سے۔۔ منہ توڑ دوں گا اگر اس کا نام لیا تو۔۔

تمیز سے ان کا نام لیا جاتا ہے جن کی کوئی عزت
بھی ہو۔۔ وہ جو جگہ جگہ منہ ماری کر رہی ہوتی ہے
اس کا نام لینے سے تم مجھے روک رہے ہو۔۔ رمیز
نے تمسخرانہ انداز میں کہا تو عارض کا چہرہ ایتک سے
سرخ ہوا۔۔ ہادی نہیں جانتا تھا ان کے درمیان کون
سامسلہ ہے۔۔ خاموشی سے کنارہ کشی کرتے زوہا کی
کال پک کی۔۔ وہ آج کل اسے ہر تھوڑی دیر بعد
کال کرتی تھی اس کا حال پوچھنے کے لیے۔۔

اسلام وعلیکم۔۔ وہ فون کان سے لگاتا سائڈ پہ چلا آیا

--

وعلیکم اسلام۔۔ بابا لوگ پہنچے۔۔

نہی۔۔ وہ لوگ آرہے تھے کیا۔ ہادی کو معلوم ہی
نہیں تھا۔۔

ہاں کل ساوری سے بات ہوئی تھی وہ بتا رہی تھی بابا
اور وہ آئیں گے تم سے ملنے۔۔

نہیں۔۔ ابھی تک تو نہیں پہنچے۔۔ گیٹ کی طرف نگاہ
گئی۔۔

پتہ نہیں شاید راستے میں ہوں۔۔ آپ بتائیں کیا کر
رہے ہیں۔۔ اج فنکشن تھا نا۔۔

ہاں بس وہیں کھڑا ہوں ابھی تک گیسٹ نہیں آئے
۔۔ کافی ہلا گلا ہے پر میرا دل نہیں کر رہا۔۔

کب تک دکھی رہیں گے ہادی بھائی۔۔ موو اون کریں
۔۔ زندگی ہے یہ رکتی نہیں ہے جانے والوں کے
ساتھ۔۔

بس میرا دل نہیں کرتا اب کچھ کرنے کا۔۔ میں
ٹھیک ہوں۔۔ آخر میں جیسے خود کو یقین دلایا ہو۔۔

اچھا گھر کب آئیں گے۔۔

کوئی پتہ نہیں۔۔ اب ایگزیمینز کے بعد ہی دیکھوں گا
۔۔ تم بتاؤ زیب کیسا ہے اور تم۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں اور زیب بھی۔۔ آنٹی لوگ
عمرے سے واپس آنے والے ہیں ایک دو دن میں
بس انہیں کے ویلکم کی تیاریوں میں لگے ہیں۔۔

ہم چلو۔۔ ٹھیک ہے میں بعد میں بات کرتا ہوں لگتا
ہے گیسٹ آگئے۔۔ وہ کال بند کرتا واپس مڑ گیا۔۔

زوہا بھی بالکنی سے روم میں چلی آئی۔۔

زیب گھر پہ نہیں تھا اس وقت وہ اکیلی تھی۔۔۔ روم
سے باہر آتے کچن میں گئی اور اپنے لیے فروٹس
باسکٹ میں ڈالتے وہیں لاؤنج میں پڑے صوفے پہ
بیٹھ گئی۔۔

اکیلی بیٹھی ہوئی تھی تو سوچا ساوری لوگوں کو کال کر
کے پوچھ لے وہ لوگ کہاں پہنچے ہیں۔۔

جیسے ہی اس نے فون ملایا ڈور بیل ہوئی۔۔ اٹھ کے
دروازے پہ آئی جانے کیوں اس نے آئی ہول سے

باہر نہیں دیکھا تھا۔۔ ایسے ہی دروازہ کھولتے اس کی
چینج نکل گئی۔۔

ک۔۔ کون ہو تم لوگ۔۔ باہر کھڑے تین آدمیوں
کو دیکھ کے اس کی آنکھیں ابل پڑی تھیں۔۔ دیو
ہیکل آدمی ہاتھوں میں پستول لیے جو اس پہ تانے
ہوئے تھے۔۔

تمہاری موت۔۔ ایک آدمی اسے دیکھتے اندر آیا۔۔ وہ
تیزی سے اندر کی طرف بھاگی تاکہ لیونگ روم میں
جاتے دروازہ لاک کر دے۔۔

تیر کی تیزی سے وہ بھاگتی اندر آئی اور دروازہ لاک
کر دیا۔

وہ آدمی ابھی سمجھ نہیں پائے تھے کہ وہ کہاں گئی
ہے۔۔۔ زوہا بھاگتی ہوئی موبائل تک آئی۔۔۔ پہلے ہی
کال چل رہی تھی۔۔

س۔۔۔ ساوری۔۔۔ بابا کو بھیجو پلیز۔۔۔ پوری بات بتائے
بنا کال کاٹ دی۔۔۔ جلدی سے زیب کا نمبر نکالا اور
اسے کال کی۔۔

زیب باہر آیا ہوا تھا۔۔ اس کی کال دیکتے فوراً اٹھائی
۔۔

ز۔۔ زیب۔۔ تین آدمی۔۔ وہ اتنی خوف زدہ تھی کہ
بات بھی پوری نہیں نکل رہی تھی۔۔

زوئی۔۔ کیا ہوا۔۔ وہ جو چل رہا تھا وہیں سے واپس
پلٹتے گاڑی تک گیا اور گاڑی سٹارٹ کرتے گھر کی
طرف موڑی۔۔

پتہ نہیں کون ہیں۔ تین لوگ مجھے مارنا چاہتے ہیں
شاید۔۔ پلیز مجھے نہیں مرنا۔۔ آخر میں وہ رو پڑی۔۔

زیب کے زہن میں کل والی فون کال آئی۔۔۔ جو
بھی تھا وہ زوہا کو ہی نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔ گاڑی
ہواؤں سے باتیں کرنے لگے۔۔۔ وہ شہر سے باہر گیا
ہوا تھا۔۔۔

زوہا کی کال چل رہی تھی جب ایک آدمی نے گولی
سے لاک اڑیا۔۔

اااا اس کی چیخ بلند ہوئی تو گاڑی میں بیٹھے زیب کے
ہاتھ لرز گئے۔۔

زوبا۔۔ پلیز اپنے روم میں جاؤ۔۔ وہ وہیں سے چنجا۔۔
پر زوبا کہاں سن رہی تھی وہ تو بس ان آدمیوں کو
دیکھ رہی تھی۔۔

پ۔۔ پلیز۔۔ نہیں۔۔ ایک ادنیٰ خباثت سے اس کے
قریب آرہا تھا۔۔

بس ایک ایک بار عزت لوٹیں گے مزے لیں گے
اور واپس چلے جائیں گے۔۔

نہیں۔۔ پلیز نہیں۔۔ میرے ق۔۔ قریب مت آنا۔۔
م۔۔ میں ماں بننے والی ہوں۔۔ پلیز۔۔ وہ کر لائی۔۔

چلو اس بچے میں ہمارا حصہ بھی شامل ہو جائے گا۔
دوسرا آدمی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہنسا۔

دیکھو۔۔ میں تمہیں مار دوں گی۔۔ زوہا نے فروٹ کی
باسکٹ اٹھاتے اسے دیکھائی تو وہ تینوں ایک دوسرے
کو دیکھ کے ہنسنے لگے۔۔ زوہا تڑپ گئی تھی۔۔ وہ خود
کو کیسے بچائے۔۔ دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔۔
صوفی پہ بیٹھتے اس نے خود کو سمیٹ لیا۔۔ پہلا
آدمی اس کے قریب آچکا تھا۔۔ گلے سے دوپٹہ اتار
کے ہوا میں اچھالا تو دوسرے نے کیچ کر لیا۔۔ پھر

اسے فولڈ کرتے ناک سے لگا کے زوہا کی خوشبو
سو نگھی۔۔

آہ۔۔ قاتل مہک۔۔ جلدی کرو صاحب۔۔ کہیں ہم
رہنا جائیں۔۔ اس میں شاید کچھ زیادہ کمینگی تھی۔۔
پہلے والے نے جلدی سے اس کی قمیض سے پکڑ کے
کھینچنا چاہا تو زوہا نے اس کے منہ پہ تھوک دیا۔۔
م۔۔ مجھ سے دور رہو۔۔ ساتھ ہی چلائی۔۔

آدمی کا چہرہ ایتک سے لال ہوا اس سے پہلے کے وہ
بدلہ لینے کے لیے زوہا پہ سختی کرتا سالار بھگتا ہوا
اندر آیا تھا۔

چھوڑو اسے۔۔ قریب آتے زوہا کے سامنے آیا اور
پہلے والے آدمی کے منہ پہ مکہ جڑ دیا۔
وہ آدمی لڑکھڑا کے سائڈ پہ ہوا۔
تم کون ہو۔۔ اس کے یا۔

باپ ہوں اس کا۔ آنکھوں میں اشتعال لیے اس
نے تینوں کو دیکھا۔ زوہا تھر تھر کانپ رہی تھی۔
اگر اسے ساوری فوراً بتاتی تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔
انکل۔۔ یہاں سے ہٹ جائیں آپ ہمارا مقابلہ نہیں کر
سکتے۔۔ تیسرا آدمی جو کب سے چپ کھڑا تھا اس کا
تمسخر اڑاتے ہنسا تو سالار نے سامنے پڑا کانچ کا ٹیبل
پاؤں سے لڑکھاتے اس کے گھٹنوں پہ دے مرا۔ وہ
کراہتے نیچے گرا تھا۔۔

نگلو یہاں سے۔۔ ورنہ زندہ نہیں رہو گے۔۔ دوسرے
کا بھی جبراً ہلا دیا۔۔

تینوں کافی حد تک ڈر گئے تھے۔۔ سالار نے یکے بعد
دیگرے تینوں کی اچھی پٹائی کر دی تھی۔۔ پر شاید
قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔
تینوں ڈر کے بھاگ گئے۔۔

سالار نے پلٹ کے زوہا کو دیکھا جو بے ہوشی کے
عالم میں پڑی تھی۔۔ ابھی وہ نیچے جھک رہا تھا جب

ایک اڑتی ہوئی گولی اس کے جسم سے پار ہوتی چلی
گئی

گولی اس کی کمر سے ہو کے گزری تھی۔۔
وہ تینوں آدمی اسے گرتے دیکھ کے بھاگ گئے۔۔
زیب ریش ڈرائیونگ کے بعد ابھی پہنچا تھا سامنے
سالار کی گاڑی دیکھ کے دل کو تھوڑا سکون ملا۔۔
اتنے میں ہی تین آدمی بھاگتے باہر نکلے۔۔ اسے لمحہ

لگا تھا سمجھنے میں گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے ان کے
سامنے کی۔۔ ان میں سے دو تو بھاگ گئے پر ایک
گاڑی سے زور دار طریقے سے ٹکرایا۔۔ زیب تیزی
سے اتر کے اس کے پاس آیا اور گریبان سے پکڑتے
گھسیٹ کے اندر لے آیا۔۔

تم میری بیوی کو نقصان پہنچانے آئے تھے۔۔ سیدھے
ناک پہ مکا جڑتے اسے دیوار کی طرف پھینکا۔۔
م۔۔ میں نہیں جانتا۔۔ تم کون۔۔ وہ باقی دونوں
ساتھیوں کے چھوڑ جانے سے کافی گھبرا گیا تھا۔۔

اچھا۔۔ جانتے نہیں ہو تو یہاں کیا لینے آئے تھے
۔۔ کمینے انسان بتاؤ کیوں آئے تھے۔۔ اس کا گریبان
سختی سے جکڑتے دوبارہ کھڑا کیا۔۔

و۔۔ وہ سیرت باجی نے بھیجا تھا آپ کی بیوی کی
عزت؟۔۔۔

سیرت کا نام سن کے اس کی رگیں پھڑپھڑا اٹھیں
۔۔

تمہاری تو۔۔۔ ایک رکھ کے تھپڑ مارا۔۔۔

جا کے اپنی سیرت باجی سے کہنا۔۔ ہنت ہے تو مجھ
سے ملے۔۔ کسی معصوم کو نقصان پہنچا کے کچھ اس
کے ہاتھ نہیں آئے گا۔۔ سرد آواز میں کہتے اسے
لات مارتے گیٹ سے باہر کیا۔۔

وہ ڈر کے بھاگ گیا تھا۔۔ گیٹ بند کرتے زیب اندر
آیا تو اندر کا ماحول دیکھ کے اس کی جان نکلی تھی
۔۔ زوہا بے ہوش پڑی تھی اور سالار کی کمر سے
خون نکل کے فرش پہ بہہ رہا تھا۔۔

بھاگ کے سالار کے پاس آتے اسے چیک کیا۔
آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔۔

انگل۔۔ آنکھیں کھولیں۔۔ گھبراتے اس نے اس کا
چہرہ تھپتپایا۔۔ پر وہ شاید حواس کھو چکا تھا۔۔ زوئی۔۔
پھر اٹھ کے زوہا کو ہلایا۔۔ وہ ہنوز بے ہوش تھی۔۔
کیا کروں۔۔ جلدی سے موبائل نکالتے ریسکیو کو کال
کی اس کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔۔ پانچ منٹ
میں ریسکیو والے پہنچ گئے تھے۔۔

سالار کو سٹیجر پر ڈالتے زیب ان کے ساتھ تھا پھر
زوہا کو اپنے بازوؤں میں لیے وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔
ہوسپٹل پہنچتے سالار کو آئی سی یو میں لے گئے تھے

--

ابھی کسی کو بھی نہیں پتہ تھا۔ زیب کو خیال ہی
نہیں آیا اسے زوہا کی زیادہ ٹینشن تھی۔

دوسرے روم میں زوہا کا چک اپ ہو رہا تھا تو وہ
موبائل لیے وہیں سائنڈ پہ ہوا۔

پھر ہادی کو فون ملایا۔۔۔ پر شاید وہ بڑی تھا۔۔۔ جو کال
نہیں اٹھا رہا تھا۔۔۔

کچھ دیر ٹرائے کیا۔۔۔ اتنی دیر میں زوہا کے روم سے
ڈاکٹر باہر نکلی۔۔۔

آپ ان کے ساتھ ہیں۔۔۔

جی جی۔۔۔

سب ٹھیک ہے۔۔۔ بلڈ پریشر ہائی ہونے کی وجہ سے
حواس چھوڑ گئیں تھیں۔۔۔ ایسی سیچو میشن میں آپ کو
ان کا دھیان رکھنا چاہیے۔۔۔ اور سٹریس سے دور

رکھیں۔۔ مصروف سے انداز میں کہتے سر اٹھا کے

اسے گھورا۔۔ پھر ایک پریسکریشن اسے دی اور

احتیاط کرنے کی سختی سے تاکید کرتے چلی گئی۔۔

وہ روم میں آیا تو زوہا ہوش میں تھی۔۔

شکر ہے تم ٹھیک ہو۔۔ اس کے قریب آتے نرمی

سے ہگ کیا۔۔

بابا کہاں ہیں۔۔ اس کے کندھے پہ سر رکھتے زوہا کو

سالار کا خیال آیا تو پوچھا۔۔

انہیں سٹریس سے ڈور رکھیں۔۔ اچانک سے ڈاکٹر کی
سات ذہن میں آئی۔۔

وہ بھی آئے تھے پر واپس چلے گئے ہیں انہیں کچھ
کام تھا۔۔ ابھی وہ ٹھیک نہیں تھی۔۔ پتہ نہی سالار کو
گولی کہاں تک لگی تھی۔۔

تم آرام کرو میں یہ دوائیاں لے کے آتا ہوں
۔۔ اسے خود سے الگ کرتے ماتھا چوما تو زوہا سیدھی
ہو کے لیٹ گئی۔۔ پتہ نہیں کیوں دل گھبرا رہا تھا۔۔

زیب باہر آیا۔۔ ائی سی یو سے ابھی کوئی خبر نہیں ائی
تھی۔۔ اکے گلاس سے دیکھا ڈاکٹرز اپنا کام کر رہے
تھے۔۔

زیب نے جیب سے موبائل نکالتے دوبارہ ہادی کو
کال کی۔۔۔

بیل جا رہی تھی وہ چلتا ہوا کلینک کی طرف آیا
۔۔ اب بھی نہیں اٹھائی۔۔ بڑبڑاتے آخر اس نے
ساوری کا نمبر ملایا۔۔ اس نے دوسری بیل پہ ہی کال
اٹھالی تھی شاید وہ سالار کی کال کی منتظر تھی۔۔

کیا ہوا ہبی سب ٹھیک ہے۔ کال پک کرتے ہی فوراً
پوچھا۔ وہ سالار کے لیے تیار ہو رہی تھی۔۔ تیکھا سا
میک اپ کیے قاتلانہ حسن اور معصومیت کے ساتھ
وہ سالار کی ناراضگی کم کرنے کا سوچ رہی تھی پر

نہیں۔۔ میں زیب بول رہا ہوں۔۔ سالار انکل کو گولی
لگی ہے۔۔

ک۔۔ کیا۔۔ ساوری کے ہوا اس معطل ہوئے۔۔ ہاتھ
سے چوڑیاں زمین بوس ہوئی۔۔

ہم لوگ ابھی ہو سہیٹل میں ہیں۔۔ اگر آپ سکتی ہیں
تو آجائیں۔۔

ک۔۔ کون سے ہو سہیٹل میں ہیں۔۔ اس نے جوتے
بھی نہی پہنے تھے ابھی۔۔

زیب نے پھر اسے ہو سہیٹل کا بتایا۔۔ تو وہ ایسے ہی
تیزی سے باہر نکلی۔۔

ا۔۔ انکل گاڑی منگوا دیں۔۔ مجھے ہو سہیٹل جانا ہے۔۔
کیوں۔۔

ساوری نے تیزی سے اسے ساری بات بتائی۔۔

بچے بھی ساتھ لے کے جانے ہیں۔۔

بچوں کا تو خیال ہی نہیں رہا تھا بچوں کو اکیلے نہیں
چھوڑ سکتی تھی سوتیلیوں کو ساتھ لے آئی۔۔

واج مین نے اسے اوپر منگوا دی تھی۔۔

دس منٹ میں وہ ہو سپٹل پہنچ گئی تھی۔۔ بچوں کو
بمشکل اٹھائے تیزی سے اندر آئی۔۔ سامنے ہی زیب
مل گیا جس نے شاہ ویز اور شاہ ویر کو اس سے پکڑ
لیا۔۔۔

ک۔۔ کیسے ہیں ہبی۔۔ اس کی جان نکل رہی تھی

۔۔ تیزی سے اگے آتے اس کا روم ڈھونڈا۔۔

ائی سی یو میں ہیں ابھی تک کچھ معلوم نہیں۔۔

ک۔۔ کیسے لگی گولی۔۔ آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا

۔۔

پتہ نہیں۔۔ میں خود بعد میں پہنچا تھا۔۔

ساوری نے سلوا کو بھی زیب کے حوالے کر دیا

۔۔ خود آئی سی یو کے دروازے کے ساتھ آ کے

کھڑی ہوئی۔۔ ڈاکٹرز شاید کام کر چکے تھے۔۔ گلوں
اتارتے ایک باہر آیا۔۔

اپ پیشٹ۔۔

جی میں ان کی وائف ہو۔۔

اوہ۔۔ اسے دیکھ ہے ہونٹ سکڑے۔۔ گولی نکال دی
ہے۔۔ لیکن چوبیس گھنٹوں میں اگر ہوش نا آیا تو
ہمیں انہیں کھونا بھی پڑ سکتا ہے۔۔

ن۔۔ نو نہیں۔۔ ساری نے بے ساختہ ہاتھ ہونٹوں
پہ رکھا۔۔ زیب بھی پاس کھڑا تھا۔۔ وہ اس کی

حالت سمجھ سکتا تھا۔۔ زوہا کے لیے اس کی بھی یہی
سیچویشن تھی۔۔

بارہ گھنٹے آئی سی یو کے سامنے گزرانا بارہ صدیوں
کے برابر تھا۔۔

میں دیکھ سکتی ہوں ان سے۔۔

جی گھنٹے بعد۔۔ بٹ دھیان رہے شور نہیں کرنا۔۔

اوکے۔۔

ڈاکٹر چلا گا اندر نرسیز تھیں جو چیزیں سمیٹ رہی
تھیں ساوری شیشے سے دیکھتی رہی۔۔ ایک گھنٹہ اس
نے پنچوں کے بل کھڑے وہیں گزرا تھا۔۔

اتنے عرصے میں بچے زیب کے پاس ہی تھے اسے
کوئی فکر نہیں تھی وہ رو رہے ہیں یا بھوکے ہیں۔۔
انکے دودھ کی بوتلیں بھی نہیں لائی تھی۔۔ زیب
کچھ دیر وہاں رہا پھر بچے لے کے زوہا کے پاس چلا
آیا۔۔

ساوری آئی ہے۔۔ بچوں کو دیکھ کے زوہا نے اچنبھے
سے دیکھا۔۔

زوہا۔۔ تمہارے بابا کو گولی لگی ہے۔۔

ک۔۔ کیا۔۔ وہ ایک دم اٹھ کے بیٹھی۔

اب ٹھیک ہیں وہ۔۔ پلیز ٹینشن نہیں لو۔۔ عجیب

سچویشن تھی۔۔ سب کو ہینڈل کرنا تھا۔۔

م۔۔ مجھے جانا ہے ان کے پاس۔۔ پلیز۔۔ وہ اٹھنے لگی

تو زیب نے روکا۔۔

ابھی نہیں۔۔ ابھی ڈاکٹر نہیں ملنے دیں گے۔۔ وہ
ٹھیک ہیں بس تم دعا کرو اور انہیں سنبھالو۔ مجھ سے
نہیں سنبھل رہے۔۔

م۔۔ میں کیسے سکون میں رہوں۔۔

زوہا۔۔ بس اچھے کی دعا کرو۔۔ وہ تو انا مرد ہیں مجھے
یقین ہیں وہ سروائیو کر لیں گے تم ٹینشن کیوں لیتی
ہو ان کی۔۔

ائی نو۔۔ بٹ۔۔

کچھ لیکن ویکن نہیں۔۔ آرام سے ان کے ساتھ دل
بہلاؤ۔۔ تمہارے ننھے منھے بہن بھائی دیکھو کتنے
پریشان ہیں۔۔

ا۔۔ اوکے۔۔ اسے سکون نہیں مل رہا تھا لیکن پھر
بھی وہ شاہ ویز اور شاہ ویر کے ساتھ مصروف ہو گئی
۔۔ سلوا سو گئی تھی۔۔

ان کا فنکشن زور و شوروں میں چل رہا تھا۔۔ اونچی
آواز سے نغمے پوری یونی میں گونج رہے تھے۔۔

وہ اپنی سیٹ پہ بیٹھا سکرو لنگ کر رہا تھا جب پاس آ
کے ایک لڑکی بیٹھی۔۔ اس نے نظر اٹھا کے دیکھا تو
وہ جیسی تھی۔۔

کہاں گم ہوتے ہیں آج کل ہادی صاحب کوئی لفٹ
ہی نہیں۔۔ دوستانہ انداز میں کہتے وہ ہلکا سا مسکرائی
۔۔ آنکھوں کا چشمہ پوری آب و تاب سے چمک رہا
تھا۔۔۔

ہادی نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔ موبائل بند کرتے
ٹراؤزر کی پاکٹ میں اڑیسا اور اٹھنے لگا جب جیسی نے
اس کا ہاتھ تھاما۔۔

تم مجھ سے کب تک بھاگو گے

جب تک تم میرے سر پہ منڈلاتی رہو گی۔۔ ہادی
نے اپنا ہاتھ کھینچا۔

اب تو تمہاری فیانسی بھی چل بسی ہے اب تو میری
جانب دیکھ لو نا۔۔ وہ روہانسی ہوئی۔۔ ہادی نے اذیت
سے لب بھینچے۔۔

اپنی حد میں رہو۔۔ بکواس کی تو منہ توڑ دوں گا
تمہارا۔۔

بکواس نہیں ہے یہ۔۔ سچ یہ تو ہے وہ مر گئی ہے اب
کیا تم بھی اس کے ساتھ قبر میں جاؤ گے۔۔

ہاں۔۔ ضرور جاؤں گا۔۔ تمہیں کوئی تکلیف ہے۔۔

غصے سے کہتے وہ تیزی سے پلٹ گیا۔۔ آنکھوں میں

نمی جمع ہونے لگی تھی۔۔ محبت سے بچھڑنا شاید اتنا

مشکل نا بھی ہو۔۔ لیکن تکلیف تب زیادہ ہوتی ہے

جب جاننے والے آپ کا مزاق بناتے ہیں۔۔ جب وہ

آپ کو ٹونٹ کرتے ہیں۔۔ انسان بھولنے کی کوشش
میں ہو بھی تو ایسے لوگ بار بار آپ کا ماضی آپ
کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔۔

ہادی فنکشن چھوڑ کے اپنے روم میں آگیا تھا۔۔ اس
کا دل پھٹتا تھا جب وہ یہ سوچتا تھا ہدہ اب نہیں رہی
۔۔ وہ اسے بھلا نہیں پا رہا تھا۔۔ سر تکیے پہ رکھتے
چھت کو گھورا۔۔ کنپیٹوں میں آنسوؤں کی لائین بننے
لگی تھی۔۔ وہ کبھی کسی لڑکی کو اب ویسے نہیں چاہ
سکتا تھا جیسے اس نے ہدہ کو چاہا تھا۔۔

ہدہ کا مقام وہ کبھی کسی کو نہیں دے سکتا تھا۔ پھر
جیسی کس خوش فہمی میں تھی۔۔ وہ کبھی شادی ہی
نہیں کرے گا۔۔ سوچتے اس کے عصاب کمزور پڑ
رہے تھے۔۔ کتنی خوش تھی ہدہ اس کی خوشیوں کو
قسمت کھا گئی تھی۔۔ پوری ہدہ کو ہی موت کھا گئی
تھی۔۔ اس کا معصوم سا چہرہ آنکھوں کے سامنے
گھوم رہا تھا۔۔

اللہ اس کی مغفرت کرنا اسے جنت میں اعلیٰ مقام
نصیب فرمانا۔۔ دل کی گہرائیوں سے دعا نکلی۔۔

زندگی بس اتنی سی ہے۔۔ ایک لمحہ لگتا ہے دنیا سے
بچھڑنے میں۔۔ وہ لمحہ کب کسی انسان کی زندگی میں
کب آجائے کوئی پتہ نہیں ہوتا۔۔ جوان جو اپنے
فیوچر کو کہاں تک سوچ کے بیٹھے ہوتے ہیں۔۔ وہ
بھی مر جاتے ہیں۔۔ ان کا مستقبل ہوا میں معلق رہ
جاتا ہے۔۔

ہادی اس کے خیالوں میں بھٹکتا وہیں سو گیا تھا

گھنٹے بعد اسے دیکھنے کی اجازت دی گئی تو وہ اندر آئی
۔۔ سرمئی آنکھوں سے سیال بہہ رہا تھا اور شہد رنگ
آنکھیں بند تھیں۔۔

وہ اس سے ناراض تھی۔۔ اس کے قریب آتے بے
ساختہ ہونٹوں ہونٹ رکھے۔۔

مجھے نیچرل ہانڈریشن چاہیے۔۔ ساوری کا دل شدت
سے کر لایا۔۔

آئی ایم سوری ہی میں آئندہ کبھی آپ سے دور
نہیں جاؤں گی۔۔ اس کا چہرہ دیکھتے سسکی لی۔۔ کمر پہ

سفید رنگ کی پٹی چپکی تھی۔۔ گولی پسلی توڑ کے
گزری تھی شکر ہے دل بچ گیا تھا۔۔ ورنہ پتہ نہیں
کیا ہوتا۔۔ اس کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھتے ہاتھ تھاما
۔۔ دوسرے میں ڈرپ لگی ہوئی تھی۔۔

پلیز جلدی ہوش میں آجائیں۔۔ میرا دل بند ہو جائے
گا۔۔ اسے دیکھتے وہ باقی سب کچھ بھلا چکی تھی۔۔ کتنی
دیر وہ ایک ہی حالت میں اس کے پاس بیٹھی رہی
۔۔ پھر نرس اس کا چیک اپ کرنے آئی تو وہ اٹھ
کے سائنڈ پہ ہوئی۔۔

کب تک ہوش آئے گا انہیں۔۔ پلیز کچھ کریں یہ
نہیں کھول رہے آنکھیں۔۔

مسز سالار پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔۔ ایسے
پیشنٹ کو ہوش آ جاتا ہے بس انتظار کریں۔۔

ایسا کوئی طریقہ نہیں ہے کے جلدی آجائیں۔۔ مجھے
سکون نہیں مل رہا۔۔

نہیں۔۔ اگر ایسا ہو بھی تو کسی خطرے سے خالی نہیں
ہو گا۔۔ پلیز ویٹ کریں اور دعا کریں۔۔ ان شاء اللہ
جلدی ہوش میں آجائیں گے۔۔

ہممم وہ خاموش ہو گئی۔۔ پھر نرس کے جانے کے بعد
وہ واپس سالار کے پاس آ کے بیٹھی۔۔

مجھے آپ کے بنا نہیں رہنا ہی پلینز جلدی سے اٹھ
جائیں۔۔ مجھے دیکھیں نا میں آپ کے لیے تیار ہوئی
ہوں۔۔ آنکھیں رو رو کے بے تحاشا سرخ ہو چکی
تھیں۔۔ لپ سٹک مدھم پڑنے لگی تو اس کے بازو
سے اپنے آنسو رگڑے۔۔ ایسے ہی اسے دیکھتے
کندھے پہ سر رکھا۔۔

ائی لو یو سالار۔۔ روتے گہری ہچکی لی۔۔ اس سے
سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔۔ پر سالار کی مدھم کلون
کی خشبو نتھنوں کو جلا بخش رہی تھی۔۔ بے بسی سے
وہیں سر رکھے وہ جانے کب سو گئی۔۔

سالار کو چھ گھنٹے بعد ہوش آیا تھا۔۔ آنکھیں روشنی
سے آشنا ہوئیں تو سب سے پہلے من پسند رنگ
آنکھوں میں کھلے تھے۔۔ ساوری اس کے کندھے پہ
سر رکھے سو رہی تھی۔۔ کچھ دیر ایسے ہی اسے دیکھتا

رہا۔۔ اس کا دل نہیں کر رہا تھا وہ اسے اٹھائے کتنا
پریشان ہوئی ہو گی۔۔

کافی دیر ایسے ہی گزر گئی۔۔۔ نرس دوبارہ چیک
کرنے آئی تو ساوری کو دیکھ کے مسکرائی۔۔ سالار نے
تیزی سے آنکھیں بند کر لیں کہیں وہ اسے ہوش
میں دیکھ کے ساوری کو نا جگا دے۔۔

اسے چیک کر کے ڈرپ اتاری۔۔ جو کہ ختم ہو گئی
تھی۔۔ پھر باہر چلی گئی۔۔ سالار نے آنکھیں کھول

کے دوبارہ ساوری کو دیکھا جس کی پلکیں ہلکی ہلکی لرز
رہی تھیں۔۔

پھر اچانک اس کا رنگ سفید پڑا جیسے اسے یاد آیا تھا
سب۔۔ تیزی سے سر اٹھاتے سالار کو دیکھا۔۔

ا۔۔ اپ کو ہوش اگیا۔۔ آنکھیں خشک تھیں لیکن
دل لرز رہا تھا۔۔ جلدی سے اس کا چہرا تھامتے وہ
کھڑی ہوئی۔۔

ہاں۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔ اس کے
ہاتھوں کو تھامتے ہونٹوں سے لگایا۔۔

میں ڈر گئی تھی ہی۔۔ میری جان نکل گئی تھی۔۔

میں ٹھیک ہوں اب۔۔۔ پریشان نا ہو۔۔ سالار اس
کے مٹے مٹے میک اپ پہ نظریں جماتے اذیت سے
مسکرایا۔۔ زخم میں ٹیس سی اٹھی تھی۔۔

ڈاکٹر کو بلاؤ وہ چیک کر لیں۔۔ وہ اسے وہیں چھوڑ
کے باہر کی طرف لپکی۔۔۔۔ باہر نکلی تو سامنے زیب
کھڑا تھا اسے دیکھ کے یاد آیا وہ بچوں کو بھی ساتھ
لے کے آئی ہے۔۔

بچے کہاں ہیں۔۔

اندر زوہا کے پاس ہیں۔۔ انکل ٹھیک ہیں اب۔ زیب
اسے دیکھ کے کھڑا ہو گیا تھا۔۔

ہاں۔۔ ٹھیک ہیں۔۔ ہوش آگیا ہے انہیں پلینز ڈاکٹر کو
بلا دو۔۔ رو رو کے آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔۔

زیب ڈاکٹر کو بلانے چلا گیا تو وہ اندر واپس آئی۔۔

مجھے لگا تھا زوہا نے ویسے ہی آپ کو بلایا ہو گا شاید

کوئی کام ہو گا ارجنٹ۔۔ پر یہ سب کیسے ہو گیا میرا

تو دماغ ہی سن ہو گیا ہے۔۔

پلیز زیادہ باتیں نہیں کریں۔۔ اس سے پہلے کہ سالار
جواب دیتا ڈکٹر اندر داخل ہوا۔۔ پروفیشنلی انداز میں
چلتے اس نے سالار کا معائنہ کیا۔۔

ابھی تین دن اور رکھنا ہے۔۔

نہیں۔۔ میں بس ٹھیک ہوں۔۔ خود دیکھ لوں گا باقی
۔۔ اب وہ وہاں تین دن تو ہر گز نہیں رہ سکتا تھا۔۔
دیکھیں یہ ڈینجرس ہے آپ کے لیے۔۔

میں خیال رکھ لوں گا آپ بس دوائیں دیں۔۔ سالار
نے شرٹ سائڈ پہ کرتے زخم دیکھا۔۔ زیادہ نہیں تھا

-- بس درد ہو رہا تھا وہ برداشت کر لیتا۔۔ وہاں
مریضوں کی طرح رہنا ہر گز افورڈ ایبل نہیں تھا۔
ساوری کو اس کی فکر تھی پر جیسے وہ آسانی سمجھتا ویسا
ہی کرنا بہتر تھا۔۔

رات دس بجے وہ لوگ واپس گھر آئے تھے زوہا اور
زیب بھی ساتھ تھے ان کے۔۔ بچے سارا وقت زوہا
کے پاس ہی رہے تھے بس فیڈ کروانے کے لیے
ایک بار اس نے لیے تھے۔۔

راستے میں سالار نے انہیں سارا واقعہ بتا دیا تھا۔ شکر
ہے گولی زوہا کو نہیں لگی۔۔۔ ورنہ زیادہ نقصان ہوتا وہ
تو مرد تھا برداشت کر گیا تھا لیکن اگر زوہا کو لگتی تو
بچے کے ساتھ ساتھ زوہا کی بھی جان جاتی۔۔
ہادی بھیا کو پتہ ہے۔۔۔ گھر پہنچ کے زوہا نے زیب
سے پوچھا۔۔

اسے کال کرتا رہا ہوں اٹھائی نہیں۔۔۔ اب بتا دوں۔۔

نہیں نہیں۔۔ ابھی نہیں بس ٹھیک ہیں نا بابا انہیں
پریشان کرنا ٹھیک نہیں ہے ویسے بھی ابھی وہ اتنے
مشکل دور سے گزرا ہے۔۔

ہمم کہہ تو ٹھیک رہی ہو۔۔ زیب بھی کافی سنجیدہ تھا
۔۔ جس کا یہ سارا پھیلا یا ہوا گند تھا وہ کہاں چھپ
کے بیٹھی تھی اسے ابھی ڈھونڈنا باقی تھا

زوہا کی اپنی طبعیت بھی ٹھیک نہی تھی۔۔ گھر پہ کوئی
نہی تھا اس لیے وہ وہیں رک گئی تھی۔۔ ویسے بھی

ساوری بچوں کو دیکھتی یا سالار کو۔۔ چلو وہ کچھ مدد
ہی کروا دیتی۔۔

زیب گھر واپس چلا گیا تھا۔۔

شاہ ویر اور سلوا زوہا کے پاس ہی سوئے تھے۔۔ البتہ
شاہ ویز ساوری کے ساتھ ان کے روم میں سویا
تھا۔۔۔۔

رات کا جانے کون سا پہر تھا جب درد کی بے شمار
ٹیسیں ایک ساتھ اٹھی تھیں۔۔ سالار نے بمشکل
اٹھنے کی کوشش کی پر وہ سیدھا بھی نہیں ہو سکا۔۔

کیا ہوا۔۔۔ ابھی اس کی نظر ساوری پہ نہی گئی تھی
لیکن ساوری جاگ رہی تھی۔۔

شاید خون رس رہا ہے۔۔ ہاتھ لگا کے دیکھا تو نمی سی
محسوس ہوئی۔۔

سآوری تیزی سے اٹھ کے قریب ہوئی۔۔ واقع خون
نکل رہا تھا۔۔ ہاتھ لزر سے گئے۔۔

بہت خون نکل رہا ہے۔۔ روہان سے ہوتے دیکھا۔۔ پھر
کچھ سمجھ نہی آیا تو سفید کمفرٹر اٹھا کے زخم پہ رکھا۔۔

میری میڈسن کہاں ہے اس میں کاٹن ہو گا دیکھو۔۔
سالار نے لحاف پہ زور دیتے کہا تو ساوری اٹھ کے
شلیف کے پاس آئی جہاں اس کی میڈیسنز رکھی تھیں
۔ اس میں سے کاٹن کا گولا اور پٹیاں نکال کے
قریب آئی۔۔

میں کرتی ہوں۔۔ اس کا ہاتھ اٹھاتے پہلے روئی رکھی
خون رک گیا تھا۔۔ سائڈوں سے صاف کرتے
چھوٹے سیزر سے پیٹی الگ کی۔۔

کافی گہرا زخم تھا جیسے دیکھ کے ساوری نے لب بھینچے
تھے۔۔

وہیں رہ لیتے۔۔ اب مجھے کیا پتہ کیسے کرنا ہے۔۔ اس
کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔۔ پھر سالار اسے بتاتا گیا تو
اس نے سہی کر کے دوبارہ بینڈج کی تھی۔۔

زیادہ ہلیں نہیں نا اس لیے کھلتی ہے۔۔ چیزیں پاس
سے اٹھاتے ساوری نے صدمے سے چور ہوتے کہا

--

کہاں ہل رہا ہو۔۔ سیدھا بھی نہی ہو رہا۔۔ ازیت اس
کے چہرے سے عیاں ہو رہی تھی۔۔

پین کلر دوں۔۔ ساوری ہاتھ دھو کے ائی تو پوچھا۔۔

ہاں۔۔ اسے واقع درد ہو رہا تھا بہت زیادہ۔۔

پھر ساوری نے اسے پین کلر دی تھی۔۔ رات کے
تین بج رہے تھے۔۔

ادھے گھنٹے بعد کہیں جا کے اس کا درد کم ہوا تو
دوبارہ نیند ائی۔۔ ساوری بھی اس کے سونے کے بعد
سو گئی تھی۔۔

اگلے دن صبح انٹی امیں تو انہوں نے ناشتہ بنایا تھا

-- ساوری سالار کے ڈسٹرب ہونے کے ڈر سے

خاموشی سے شاہ ویز اور اس کی چیزیں اٹھا کے باہر
نکل آئی۔

شاہ ویر زوہا کی گود میں پڑا سو رہا تھا وہ فلور بیڈ پہ
بیٹھی ہل رہی تھی۔

سو نہیں رہا۔ اس کے قریب اتے پوچھا۔

رو رہا ہے پتہ نہیں کیوں رات کو ٹھیک سے سویا بھی
نہی۔ ساوری کو دیکھتے شاہ ویز کے لیے جگہ بنائی

-- جہاں ساوری نے اسے لیٹایا اور شاہ ویر کو گود
میں لیا۔۔

کیا ہوا میرے بیٹے کو نیند نہی آئی۔۔ اسے اپنے
کندھے اے لگایا ہی تھا کہ وہ سختی سے اس کے
ساتھ چمٹ گیا۔۔

سآوری نے اسے خود میں بچتے نرم اغوش میں لیا
۔۔ شاید وہ اسے مس کر رہا تھا۔۔ پھر کتنی دیر اسے
گود میں لیے بہلاتی رہی۔۔

نہند پوری نا ہونے کی وجہ سے اب اس کی طبعیت
خراب نہی ہوتی تھی اب عادت ہو گئی تھی رات کو
اٹھنے کی۔۔

ناشتہ۔ لگاؤں۔۔ یا سالار صاحب کے ساتھ ہی کریں
گی۔۔ وہ کچن میں ائی تو انٹی نے اسے دیکھتے پوچھا۔۔
نہی۔۔ لگا دیں میں اور زوہا کر لیتے ہیں۔۔ زوہا کے
کیے بھی بھوکا رہنا ٹھیک نہی ہے۔۔۔ ہی اٹھیں گے
تو پھر کر لیں گے۔۔

شاہ ویر کا دودھ بناتے اسے کمر پہ اٹھائے ہوئے تھی
--

شاہ ویر اب خاموشی سے اس کے ہاتھوں کو دیکھ رہا
تھا۔۔۔

دودھ بوٹل میں ڈالتے وہ باہر چلی آئی پھر صوفے پہ
الٹی پالتی مار کے بیٹھتے شاہ ویر کو سیدھا کیا اور اسے
دودھ پلانے لگی۔۔۔

زوہا بھی روم میں چلی گئی تھیں۔۔ اتنے میں ڈور بیل
ہوئی۔۔ تو ساوری نے باہر دیکھا۔۔

تھوڑی دیر بعد ہی زیب لیونگ روم میں داخل ہوا
۔۔ واچ مین نے دروازہ کھول دیا تھا۔۔

وہ افس جانے کے لیے تیار ہو کے آیا تھا شاید زوہا
سے ملنے آیا تھا۔۔

اسلام و علیکم۔ انکل کیسے ہیں۔۔ اسے سامنے دیکھ کے
پوچھا۔۔

ٹھیک ہیں سو رہے ہیں ہبی۔۔

اوکے میں زوہا سے مل کے جاتا ہوں۔۔

ناشتہ کر کے جائیے گا۔۔ ساوری نے اواز دی۔۔ تو وہ
سر ہلاتے زوہا کے روم میں چلا گیا۔۔

کسی طبعیت ہے میری وانفی کی۔۔ اپنا افس بیگ بیڈ
پر رکھتے اس کے قریب آیا وہ جو ابھی فریش ہو کے
ائی تھی اسے اچانک سامنے دیکھ کے کھل ٹھی۔۔
میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ۔۔

زیب نے اسے ہگ کرتے اپنے ساتھ لگایا۔۔ میں نے
تمہیں رات بھر بہت مس کیا۔۔ اس کے سر پر بوسہ
دیتے پیچھے ہوا۔۔

میں نے بھی کیا۔۔ زوہانے اس کی ٹائی درست
کرتے کالر سیدھے کیے۔۔

مما لوگ اج شام کو آجائیں گے۔۔ میں تین بجے
تمہیں لینے اوں گا ٹھیک ہے۔۔

اوکے۔۔ کیا کیا سوچا تھا پر۔۔ گھر کی حالت کیا ہو گئی

--

میں نے ٹھیک کر دیا تھا رات کو فکر نہی کرو۔۔ تین
بجے جائیں گے تو ویلکم کے لیے کچھ نا کچھ کر لیں

گے تم فکر نہیں کرو بس اپنا خیل رکھو بہت سارا۔

باتیں کرتے وہ باہر چلے آئے۔۔

پھر تینوں نے ناشتہ کیا تھا۔۔

زیب ناشتہ کر کے وہاں سے سیدھا سیرت کے گھر

ایا۔۔

اس کی ڈیل ہو چکی تھی پر ڈیل سے زیادہ اسے اپنی

بیوی اور بچے کی زندگی پیاری تھی۔۔ سیرت کو مزہ تو

چکھانا بنتا ہی تھا۔۔ عجیب اس کے سر پڑ گئی تھی وہ

لڑکی۔۔

ان کے گھر کے سامنے گاڑی روکتے ڈر بل بجائی

-- گارڈ نے دروازہ کھول دیا تھا وہ پہلے بھی

ڈیل کے سلسے میں ان کے گھر اچکا تھا۔۔ سیرت

اپنے روم کے ٹیرس پہ کھڑی تھی اسے دیکھ کے

مسکرائی۔۔

واہ۔۔ اج تو بڑے بڑے لوگ ائے ہیں۔۔ بال

درست کرتے شرٹ کا گلا تھوڑا نیچے کیا۔۔ زیب کے

گیسٹ روم تک پہنچنے سے پہلے سیرت پہنچ چکی تھی

--

ویکم ٹو مائے ہوم۔۔ اس کے سامنے ہاتھ کرتے ہلکا
سا جھکی۔۔ زیب اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔
ہاتھ تھامنے کی بجائے مسکرایا۔۔

کل تم نے تین ادمی بھیجے میرے گھر میری بیوی کا
ریپ کرنے کے لیے۔۔؟ انداز سوالیہ سے زیادہ
جتانے والا تھا۔۔

واٹ۔۔ سیرت کی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔ کیا وہ جانتا
تھا کہ سیرت نے ہی بھیجے ہیں۔۔

معصوم مت بنو۔۔ مجھے کل ہی پتہ چل گیا تھا جو کتے
تم نے بھیجے تھے وہ تو پیسوں کے وفا دار بھی نہی
نکلے۔۔

کیا بکو اس ہے۔۔ سیرت دانت پیستے اس پہ چھٹی تو
زیب پیچھے ہوا۔۔

تمیز سے۔۔ دور رہو مجھ سے۔۔ انگلی اٹھاتے وارن کیا
۔۔ ورنہ برا بننا مجھے بھی اتا ہے۔۔

میں تمہیں اور تمہاری بیوی کو چھوڑوں گی نہی۔۔ تم مجھے انڈر اسٹیمیٹ کر رہے ہو۔۔ تمہیں میں بتاؤں گی سیرت کون ہے۔۔

جب تم بتاؤں گی دیکھا جائے گا فلحال میں تمہیں بتانے آیا ہوں۔۔ تمہارے بابا کی ڈیل کو کینسل کر رہا ہوں۔۔ اور تمہاری ساری بکواس میں ریکارڈ کر چکا۔۔ اسندہ میری فیملی کے ساتھ کچھ بھی ہوا سیرت تو سیدھا جیل میں جاو گی۔۔

سرد اواز میں کہتے وہ اسے جامد کر گیا تھا۔۔ سیرت
تو وہیں شل ہو گئی۔۔ زیب اسے وارن کرتے واپس
چلا آیا۔۔

تم ایک ریکارڈنگ سے کچھ نہیں کر سکتے۔۔ غصے سے
چینتے وہ رو پڑی۔۔ کیوں۔۔ آخر کیوں اس کا دل اس
ظالم انسان پہ اٹک گیا تھا۔۔ اچھی بھلی زندگی گزر
رہی تھی اس کی۔۔

زیب اسے تین بجے لینے آیا تھا۔۔ زوہا باہر لان میں
کھڑی تھی۔۔ اس کی گاڑی کے ہارن پہ آہستہ
قدموں سے چلتے گیٹ تک آئی۔۔ واج مین نے
دروازہ کھول دیا تھا۔۔

ویٹ کر رہی تھی۔۔ اسے سامنے دیکھ کے زیب
مسکرایا۔۔

ہاں ایسا ہی سمجھو۔۔ زیب کے ہاتھ سے فروٹ کے
تھیلے لینے چاہے تو زیب نے ہاتھ پیچھے کیے۔۔
میں اٹھالوں گا۔ انکل کی طبیعت کیسی ہے۔۔

زخم ٹھیک ہونے میں وقت تو لگے گا ہی نا کچھ۔۔۔
ہم۔۔۔ وہ دونوں چلتے اندر آئے۔۔۔ ساوری فلور بیڈ
پہ آڑی تر چھی بیٹھی بلونز دیوار کے بالکل اینڈ پہ چپکا
رہی تھی۔۔۔ ایک طرف شر شر کرنے والی کلیاں لگی
ہوئی تھیں جنہیں ہاتھ یا پاؤں مارنے سے آواز آتی
تھی۔۔۔ وہ بچوں کو وہیں لٹا دیتی تھی اس شر شر کی
آواز سے ان کا دل بھی بہلا رہتا اور ساوری کام بھی
کر لیتی۔۔۔ ابھی دو بلونز پھٹ گئے تھے وہی سیٹ کر
رہی تھی۔۔۔ زیب کو دیکھ کے سیدھی ہوئی۔۔۔

زیب نے ابھی اسے دیکھا نہیں تھا اس کے دیکھنے
سے پہلے ساوری نے دوپٹہ اور خود کو درست کر کیا
تھا۔۔

وہ لوگ سالار کے روم میں جا رہے تھے۔۔
ان کے اندر غائب ہونے کے بعد وہ کچن میں آئی
۔۔ انٹی کو ریفریش منٹ کا کہہ کے وہ بھی روم میں
چلی آئی۔۔

سالار نیم دراز تھا بچے اس کے پاس ہی کھیل رہے
تھے۔۔

بس تکلیف ہوتی ہے تھوڑی بہت ٹھیک ہوں باقی۔۔
سالار زیب کو دیکھ کے بول رہا تھا۔۔

پر مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی وہ لوگ تھے کون
اور زوہا کو نقصان کیوں پہنچانے آئے تھے تمہاری کسی
سے کوئی دشمنی ہے۔۔

میری دشمنی۔۔ زیب نے لب بھینچے۔۔ ایکچولی میں
ایک دفعہ جاب کے لیے انٹرویو دینے گیا تھا تو وہاں
مجھے ایک لڑکی ملی سیرت نامی۔۔ جس نے میرا جینا
حرام کیا ہوا تھا اب تک۔۔ لیکن اب وہ میری بیوی

کے پیچھے لگ گئی ہے۔۔ زیب نے گہرا سانس لیتے سچ
بتایا۔۔

تم۔ نمبٹ لو گے اس سے یا میں مدد کروں۔۔ زوہا کا
چہرا دیکھا۔۔ جہاں تناؤ اگیا تھا یعنی وہ سیرت کو جانتی
تھی۔۔

جی۔۔ میں کر لوں گا۔۔ اور میں معذرت خواہ ہوں
آپ کے ساتھ یہ حادثہ ہو گیا۔۔

ڈونٹ وری۔۔ یہ گولی تو میں نے اپنی بیٹی کے لیے
کھائی ہے۔۔ زوہا کو اپنے پاس بلاتے بیٹھایا۔۔ زوہا
مسکرائی۔۔

ساوری بچوں کے پاس بیٹھی تھی۔۔

کچھ دیر بیٹھ کے وہ لوگ باتیں کرتے رہے اتنی دیر
میں آنٹی ریفریشمنٹ لے آئیں تو زوہا نے سب کو
سرو کی۔۔

جاتے جاتے زیب نے انہیں دعوت دی تھی پر
سالار نے نرمی سے معذرت کر لی وہ لوگ نہیں جا
سکتے تھے۔۔

ساوری کا ارادہ تھا وہ بعد میں پھپھو کی گرینڈ دعوت
کر لیں گی۔۔

ان دونوں کے جانے کے بعد ساوری دوبارہ سے
اپنے کام میں مصروف ہو گئی تھی۔۔

زیب زوہا کو گھر لانے کی بجائے شاپنگ کے لیے
لے گیا تھا۔۔

دو تین تازہ پھولوں کے ہار لیے تھے اور کچھ گھر
سجانے کے لیے چیزیں۔۔ واپسی پہ آئس کریم بھی
کھلائی تھی زیب نے۔۔ زوہا کا ارادہ پانی پوری کھانے
کا تھا پر زیب نے سختی سے منع کر دیا۔۔

واپس گھر پہنچتے پہنچتے انہیں پانچ بج گئے تھے۔۔

لیونگ روم میں داخل ہوتے جیسے کل کا سارا منظر
آنکھوں کے سامنے دوڑ گیا تھا۔۔ خوف کی لہر پورے
وجود میں دوڑ سی گئی۔۔

زیب نے سامان صوفے پہ رکھتے اسے دیکھا۔۔

کیا ہوا۔۔

ک۔۔ کچھ نہیں زیب۔۔ یہ گھر سیو نہیں ہے میرے
لیے۔۔ ذہن میں کیا کیا چل رہا تھا زیب نہیں جانتا
تھا پر وہ اسکا خوف سمجھ سکتا تھا۔۔

آج بابا لوگ اجائیں گے پھر گارڈ رکھ دوں گا انشاء
اللہ۔۔ اور سیرت کا کام بھی تمام کرتا ہوں۔۔ وہ
سالار انکل کو قتل کی کوشش کرنے میں جیل جا سکتی
ہے۔۔

اسے خود سے لگاتے کمر سہلائی تو زوہا کو تھوڑا سکون
ملا۔۔۔

پھر زیب اسے صوفے پہ بٹھا کے اس کے لیے پانی
لے آیا تھا جو اس نے ایک ہی سانس میں ختم کر دیا
۔۔

چلو یہ سب اپنے دماغ سے نکالو اور میری ہیلپ
کرو۔۔ تم یہ سارے پھول سیٹ کر کے بناتی جاؤ میں
لگاتا ہوں۔۔

زیب نے اسے ریلکس کیا۔۔ تو زوہا نے بھی سر جھٹکا
۔۔ پھر وہ پھولوں کو ترتیب دیتی رہی تھی۔۔ اور

زیب دیواروں سے چپکاتا رہا۔۔ آخر میں ایک بڑی
پھولوں کی لڑی بچی تھی۔۔ سفید موتیے اور سرخ
گلابوں کی خوشبو پورے ماحول کو معطر کر رہی تھی
۔۔

زوہا دوپٹہ سائڈ پہ رکھے آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی
جب زیب کام ختم کر کے اس کے پاس بیٹھا۔۔



چ لیا۔

— ٦ —

سا یہاں لیونگ روم میں رو مینس کرنا ہے۔۔

ہاں۔۔۔ پر ریلیکس ہو کے تو بند اکیلے میں ہی کر
سکتا ہے۔۔

سر پھاڑ دوں گی میں تمہارا۔۔ نکلویہاں سے۔۔ زوہا
نے سخت نظروں سے گھورا تو زیب ہنس دیا۔۔

سات بجے وہ لوگ شبنم اور اسفر صاحب کو
ایئرپورٹ سے لینے گئے تھے۔۔ ادھر سے صباہ پھپھو
اور ارحم چاچو لوگ بھی آگئے تھے۔۔ سب نے
انہیں ریسو کیا تھا۔۔

رات گئے تک ان کی محفل سچی رہی تھی

مغرب کا وقت تھا کالی آندھی جنوب کی طرف سے
تیزی سے چڑھی آرہی تھی۔۔ آج کل برسات کا
موسم تھا تو آندھی طوفان اور بارش عروج پہ تھے۔۔
ہادی کی پریزنٹیشن تھی اور پروفیسر نے پروجیکٹ
دیا تھا اس سلسلے میں ابھی بھی وہ لیپ ٹاپ کھولے
ریسرچ ورک کر رہا تھا جب ڈور ناک ہوا۔۔

اس نے سر اٹھا کے دروازے کو ایسے دیکھا جیسے بندہ
اندر آ رہا ہو۔۔ پھر گود سے لیپ ٹاپ اٹھاتے سائڈ
پہ رکھا اٹھ کے دروازہ کھولا۔۔

ہادی۔۔ کیا میں تم سے کچھ دیر بات کر سکتی ہوں۔۔
سامنے میشری کھڑی تھی۔۔

ہاں آ جاؤ۔۔ ہادی سائڈ پہ ہوا تو وہ اندر آئی۔۔ دروازہ
کھلا رہنے دیا۔۔

مجھے تم سے کچھ کنفیسیس کرنا ہے اگر نا کیا تو میں اس
گلٹ سے مر جاؤں گی۔۔

مطلب۔۔ میں سمجھا نہیں۔۔ وہ سائنڈ پہ کھڑا تھا۔۔
میشی سنگل صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔

میری تایا زاد کزن ہدہ جو تمہاری فیانسی تھی۔۔ مجھے
بہنوں کی طرح ہی عزیز تھی بلکہ فرسٹ کزن اور
فرسٹ فرینڈ۔۔ پر مجھے نہیں پتہ جیسی کو کیسے اور
کیوں میں نے کنوینس کر لیا کہ وہ تم سے اپنا رشتہ
بڑھائے۔۔ آئی ڈونٹ نو کیوں میں اس کا ساتھ دیتی
رہی اگر مجھے ذرا برابر بھی پتہ ہوتا کہ تم ہدہ کے منگیتر
ہو تو میں کبھی۔۔

اٹس اوکے میثی۔۔ اس میں تمہاری کیا غلطی ہے۔۔
ویسے بھی ہدہ کی ڈیتھ کا تم لوگوں سے تو کوئی تعلق
نہیں ہے۔۔

ہے۔۔ مجھ سے نہیں بٹ جیسمن سے ہے۔۔ شاید
مجھے لگتا ہے۔۔ جب اس دن تم نے اسے دھتکارا تھا
تب تم نے اسے کہا تھا تم مر بھی جاؤ تو جیسی کے
بارے میں نہیں سوچو گے۔۔ تب اس نے کہا تھا تم
نہیں ہدہ مرے گی۔۔ اور پھر وہ مر گئی۔۔

اگر کوئی اور موت ہوتی طبعی یا کچھ اور۔۔ تو شاید

مجھے ایسا فیل نا ہوتا۔۔ ایکسیڈنٹ ہادی وہ بھی اتنا

اچانک۔۔ اور ایکسیڈنٹ سے لوگ لازمی نہیں ہے مر

جائیں۔۔ بہت سارے بچ بھی تو جاتے ہیں۔۔ پھر وہ

ہی کیوں مر گئی۔۔ مجھے گڑ بڑ لگتی۔۔

ہادی خاموشی اور حیرانگی سے اسے سن رہا تھا۔۔

تمہیں لگتا ہے جیسی ایسا کر سکتی۔۔

ہاں۔۔ کیونکہ وہ بہت سٹرونک فیمیلی سے تعلق رکھتی

ہے۔۔ وہ کچھ بھی کروا سکتی ہے۔۔

کسی کا مرڈر بھی۔۔۔ ہادی کے حواس شل ہو رہے
تھے۔۔

ہاں۔۔ مروا سکتی ہے وہ ہدہ کو۔۔ اور اسی نے ہی
مروایا ہو گا۔۔

پکا ثبوت چاہیے ہمیں۔۔ پکا۔۔ ہادی کے ہاتھوں کی
رگیں ابھر رہی تھیں۔۔ اگر اس نے یہ سب کیا ہے
نا تو میں قسم سے اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اس
کی جان ویسے ہی لوں گا جیسے اس نے ہدہ کی لی ہے
۔۔ آنکھوں میں لہو اتر آیا۔۔

ثبوت کیسے ملیں گے۔۔ اب تو ہماری دوستی بھی نہیں ہے۔۔

تم دوبارہ فرینڈشپ کر لو۔۔ اور اسے ایک بار پھر
میرے قریب لے کے آؤ۔۔ اتنا کہ وہ خود مجھے
بتائے گی وہ خود مانے کہ اسی نے ہدہ کو مارا ہے۔۔
ٹھیک ہے۔۔ میں کوشش کروں گی۔۔ میٹھی اٹھی۔۔ پر
یہ باتیں ہمارے علاوہ کسی کو نہیں پتہ چلنی چائیں۔۔
پلیز میں نہیں چاہتی کوئی جانے کہ میں بھی اس میں
ملوث ہوں۔۔

بے فکر رہو۔ بس تم جیسی کو دوبارہ کنوینس کرو۔

اگر اس سے شادی کرنی پڑی نا تو وہ بھی کر لوں گا

--بٹ ایک لمحہ سکون سے نہیں رہنے دوں گا میں

اس لڑکی۔۔ انکھوں میں عجیب سرد تاثر تھا۔۔ ہدہ کی

موت کے بعد بدل تو وہ ویسے ہی گیا تھا۔ طبعیت

میں سنجیدگی بھی در آئی تھی۔۔

میشی واپس چلی گئی تو وہ دروازہ بند کر کے اپنے جگہ پہ

آ کے بیٹھا۔۔

ریسرچ ورک اب کہا ممکن تھا

شاہ ویر۔۔ یہاں آؤ۔۔ سالار بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا پاس ہی
سلوا اور شاہ ویر اٹے لیٹے ٹکر ٹکر ساری چیزیں دیکھ
رہے تھے۔۔

شاہ ویر۔۔ اسے دوبارہ متوجہ کیا تو دونوں نے سالار کو
دیکھا۔۔

چھی چھیچ۔۔ سالار نے ہونٹ پھیلاتے انگلیوں سے
اپنی طرف انے کا اشارہ کیا۔۔

پھھھھھ۔۔ سلوانے سالار کے ہونٹوں کو دیکھتے ویسے

ہی منہ بنایا ہوا تھا۔۔

چھی چھیچ۔۔ دوبارہ کیا تو شاہ ویر کھکھلا کے ہنسا

۔۔ سلوا حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔۔

آپ نے شرٹ چینج کرنی ہے۔۔ اتنی دیر میں

ساوری باتھ روم سے شاہ ویز کو اٹھائے باہر آئی تو

سالار کو متوجہ کیا

نہیں بس صاف ہیں کپڑے۔۔

کہاں صاف ہے۔۔ کل سے پہنی ہوئی ہے سمیل
آرہی ہے۔۔ شاہ ویز کو بیڈ پہ بیٹھاتے نکر پہنائی۔۔
پھر ڈریسنگ روم سے سالار کے کپڑے نکالے۔۔
یہ نہیں پہنوں گا مشکل ہوتی ہے ان میں۔۔ واش
اینڈ وئزر کے ہاف وائٹ سوٹ کو دیکھ کے منہ بنایا۔۔
نرم ہیں۔۔ ساوری رک گئی تھی۔۔
شرٹ لے آؤ بس۔۔ اور بلیک والا ٹراؤزر۔۔

ہممممم وہ واپس گئی اور سالار کے بتائے ہوئے کپڑے
لے کے آئی۔۔ سالار سیدھے ہو کے شرٹ اتارنے
کی کوشش کر رہا تھا۔۔

میں کر دیتی ہوں۔۔ قریب آتے اس کی مدد کی پھر
دوسری شرٹ پہنا کے پہلے والی واشنگ ایریا میں
رکھی۔۔

ٹراؤزر چینج کر لیں میں انکے لیے ڈونٹس لاتی ہوں
۔۔

میرے لیے بھی لے آنا۔۔

آپ بچے نہیں ہیں۔۔ ساوری نے جاتے جاتے
گھورا۔۔

سالار اجل گھر پہ تھا تو جو جو بچے کھا رہے تھے وہ
بھی اٹھا کے کھا لیتا تھا۔۔ بس سریلیک ٹرائے نہیں
کیا تھا ابھی۔۔

ساوری کچھ دیر بعد واپس آئی تو پلیٹ میں بہت
سارے ڈونٹس تھے۔۔ سالار مسکرایا یعنی اس کے
لیے بھی ہیں۔۔

نو۔۔ اپ کے لیے نہیں لائی۔۔ یہ میرے بچوں کے
لیے ہیں تینوں دو دو کھاتے ہیں۔۔

سہی ہے۔۔ سالار نے منہ بسورتے واپس ٹیک لگالی
۔۔

ساوری سفید کلر کے شلوار قمیض میں تھی ریشم کا
دوپٹہ کندھے پہ جھول رہا تھا۔ بیڈ پہ بچوں کے سامنے
بیٹھتے تینوں کو سیدھا کر کے بٹھایا۔۔ پھر ایک ایک
تینوں کو پکڑایا۔۔ سالار انہیں دیکھ رہا تھا۔۔

ساوری نے ایک اٹھا کے خود بائٹ لیا۔۔ پھر کن
اکھیوں سے سالار کو دیکھا جو اس کے ہونٹوں کو دیکھ
رہا تھا جہاں چاکلیٹ لگی تھی۔۔

یعنی وہ خود کھا سکتی ہے اور سالار کے لیے نہیں ہیں
۔۔ بازو بڑھا کے اس کی گردن کی پچھلی طرف ہاتھ
ڈالتے اسے قریب کیا۔۔

تم ڈونٹ کھاؤ میں تمہارے یہ نرم سے ہونٹ کھاتا
ہوں۔۔ جہاں چاکلیٹ لگی تھی وہاں زبان کی نوک
سے ٹچ کرتے ذائقہ محسوس کیا۔۔

کل ہی آپ ہو سپٹل سے آئے ہیں ہی جان۔۔ اور
اب آپ کو رومینس سوچھ رہا ہے۔۔

کیوں میں نہیں کر سکتا۔۔ بیوی ہو تم میری حلال
رشتہ ہے ہمارا میرا جب دل کرے گا کروں گا۔۔
اس کے ہاتھ میں پکڑے ڈونٹ کو دیکھتے دوسرے
ہاتھ سے چاکلیٹ وہاں سے اتاری اور ساوری کے
کان کے نیچے گردن پہ مسلی۔۔۔

تمہارے لمس کے ساتھ چاکلیٹ کا زائقہ اور بھی
زبردست ہو جائے گا۔۔ جھک کے گھمبیر آواز میں

کہتے چاکلیٹ پہ لب رکھے۔۔ ساوری کا یک بارگی دل
دھڑکا۔۔

کل وہ تیار تھی پر اب پھر وہ نروس ہوئی۔۔
آپ ایسی سیچوئیشن میں کچھ نہیں کر سکیں گے ہبی
تو رہنے دیں۔۔ اویں موڈ بنا کے آپ نے ہٹ جانا
ہے اور میں بیچاری۔۔

اچھا۔۔ تمہیں لگتا ہے میں کام ادھورا کرنے والوں
میں سے ہوں۔۔

نہیں نہیں۔۔ آپ تو اتنا مکمل کام کرتے ہیں کہ یہ
تین تین نمونے ایک ہی بار کی پیداوار ہیں۔۔

یس۔۔ میری ہمت پہ کبھی شک مت کرنا۔۔ میں
ایک لمحے میں تمہیں نڈھال کر سکتا ہوں۔۔ سالار
کے ہونٹ ہنوز اس کی گردن سے ٹچ کر رہے تھے
۔۔ ساوری کانوں تک سرخ پڑی۔۔

ہی۔۔ چھوڑیں۔۔ آپ تو سچ مچ پھیل رہے ہیں۔۔
تو شروع کریں۔۔ سالار نے اس کی کمر میں ہاتھ
ڈالتے اسے درست کیا۔۔

ساوری نے ناچاہتے ہوئے بھی گھورا۔

ہامی بھرو میں تیار ہوں۔۔ جان لیوا شرارت کرتے
اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ ساوری نے تڑپ کے
اس کو پیچھے دھکیلنا چاہا پر اس کی گرفت سخت تھی
۔۔

بچوں کے سامنے کرنا ہے کیا۔۔

وہ نہیں دیکھ رہے ہمیں۔۔

نہیں۔۔ آپ پہلے ٹھیک ہو جائیں پھر۔۔

ہر بار نہیں نہیں۔۔ کبھی تو مان جایا کرو۔۔ سالار نے
اسے چھوڑ دیا۔۔ اب واقع میں نے تم سے کوئی توقع
نہیں رکھنی۔۔ اسے دور ہٹاتے بچوں کو دیکھا۔۔ وہ
لوگ خود کو گندہ کیے کھا رہے تھے۔۔

اچھا بھلا موقع تھا۔۔ سالار نے سوچا۔۔ پر چلو مرضی
ہے وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔۔

ساوری سائڈ پہ ہو کے باقی کا ڈونٹ کھا رہی تھی اور
سالار سر جھکائے اپنی بیرڈ کھجا رہا تھا۔۔

ویسے میں سوچ رہی ہوں کیوں نا آپ کا فائدہ
اٹھاؤں۔۔ کچھ دیر بعد سالار کی لٹکی صورت دیکھ کے
اس نے چمکتی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔
میرا فائدہ ہی تو اٹھا رہی ہو اب تک اور کون سا رہ
گیا ہے۔۔

اس کے علاوہ۔۔ دوسرے والا جو مرد عورتوں کا
اٹھاتے ہیں۔۔ سالار کو اس کے انداز پہ ہنسی آئی پر
کنٹرول کر گیا۔۔

شاہ ویز اپنا ڈونٹ ختم کر کے اب سلوا سے چھیننے کی
کوشش کر رہا تھا۔

کون سا زرا ایکسپلین کرو۔۔۔

مطلب رومینس۔۔ ساوری نے شاہ ویز کو دوسرا
ڈونٹ دیا۔۔

نو نو۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتی میں بیمار ہوں۔۔ سالار
نے جان بوجھ کے ڈرنے کی ایکٹنگ کی تو ساوری نے
بے ساختہ اسے دیکھا۔

ہاں۔۔ مجھے درد ہو گا بہت زیادہ۔۔ اوف

ہبیبی کیا کر رہے ہیں۔۔

مجھ سے برداشت نہیں ہو گا تم سمجھ نہیں رہی۔۔۔ میں
رونے لگ گیا تو چپ کون کروائے گا۔۔ آنکھوں میں
شرارت ہی شرارت تھی۔۔

ساوری نے لب بھینچ لیے۔۔ وہ ان کے پرائیویٹ
مومنٹ کا مزاق بنا رہا تھا۔۔

آپ مجھے ٹونٹ کر رہے ہیں نا۔۔ میں ایسے تو نہیں
کرتی۔۔

میں نے کب کہا تم ایسے کرتی ہو۔۔ میں تو اپنی بات
کر رہا ہوں دیکھو مجھے یہاں درد ہو گا۔۔ سالار نے
زخم سے تھوڑا نیچے انگلیاں مس کرتے بتایا۔۔
آپ کے ساتھ بات کرنا ہی فضول ہے بھاڑ میں
جائیں۔۔

ایسے ہی۔۔ بلکل ایسے ہی تم میرا موڈ خراب کرتی ہو
۔۔ سالار نے آخر عاجز آ کے شاہ ویز سے ہی ڈونٹ
لے لیا۔۔ شاہ ویر پریشانی سے آنکھیں پھاڑے اسے
دیکھنے لگا تھا۔۔

اب آپ بدلا لے رہے ہیں۔۔۔

نہیں تمہیں بتا رہا ہوں کتنا برا لگتا ہے بندے کو۔۔

ہو نہہ بھاڑ میں جائیں آپ۔۔ مجھے آپ کو خوش کرنا

ہی نہیں ہے۔۔ وہ ان تینوں کے سامنے سے چھوٹے

چھوٹے پیسز اٹھاتے پلیٹ میں رکھنے لگی۔۔

جب بچے سو جائیں پھر میرا فائدہ اٹھانے آنا۔۔ میں

بھی تمہارا ساتھ دوں گا۔۔ سالار نرم پڑا۔۔

نہیں۔۔ اب مجھے دیکھنا بھی نہیں آپ۔۔

چھو تو سکتا ہوں نااا۔۔ وہ اٹھ کے باہر چلی آئی تو
سالار کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔۔

ہاتھ توڑ دوں گی۔۔ وہیں سے بولتے وہ لاؤنج میں
چلی آئی۔۔ آنٹی سالار کے لیے سوپ بنا رہی تھیں
۔۔

وہ ڈونٹ کے ٹکڑے الگ باسکٹ میں رکھتے ان کی
ہیلپ کروانے لگی

اسی شام مشی جیسیمین کے گھر گئی تھی۔۔ پہلی
ملاقات جیسی کی ماما سے ہوئی جو اسے لیونگ روم
میں ہی مل گئی تھیں۔۔

اسلام و علیکم آنٹی۔۔ ان سے ملتے مسکرائی۔۔
وعلیکم السلام۔۔ اج تو بڑے دنوں بعد چکر لگایا۔۔
انہوں نے پیار بھرا شکوہ کرتے صوفے پہ بیٹھنے کا کہا

--

بس ریسنٹلی فیملی کچھ کراٹھیز کی وجہ سے بہت
اپسٹ تھی۔۔ جیسی بھی ناراض ہے شاید۔۔ اس لیے
آنا نہیں ہوا۔۔

اوکے۔۔ کوئی بات نہیں پتہ چلا تھا مجھے تمہارے تایا
کے انتقال کا۔۔ اللہ انہیں اور ان کی بیٹی کو جنت
میں جگہ دے۔۔

آمین۔۔ وہ بے دلی سے مسکرائی۔۔

کچھ دیر بعد آنٹی نے اسے جیسی کے روم میں جانے
کا کہا تو وہ وہاں چلی آئی۔۔

اندر آئی تو عجیب ہی منظر تھا۔۔ اس کے وہم و گمان
... میں بھی نہیں تھا جیسی ایسی حرکتیں

سالار سو رہا تھا ابھی اس نے دوائی لی تھی۔ جس میں
سکون اور دوا بھی شامل تھی۔۔ ساوری بچوں کو بھی
بیڈ پہ ڈالے سلا رہی تھی۔۔ شاہ ویز بار بار ایک
ٹانگ اٹھا کے اسے مار رہا تھا۔۔

سلوا سالار کی سائڈ پہ تھی اور شاہ ویز ہمیشہ کی طرح
درمیان میں سلوا اور شاہ ویز دونوں ایک دوسرے
کی طرف چہرہ کیے لیٹے تھے

سو جاؤ نا بیٹا۔۔ ساوری نے اس کی ٹانگ پکڑتے اپنے
تھائیز کے نیچے دبائی تو وہ اس کے منہ پہ ہاتھ مارتے
شرارت سے ہنسا۔۔

سو جاؤ نا بیٹا۔۔ تمہارے بابا کو جگانا ہے وہ مزے سے
سو رہے ہیں۔۔۔ سالار کو گھورا۔۔ شاہ ویز اس کے
ہونٹوں کو دیکھ کے کھکھلا کے ہنسا تو ساوری نے بے
اختیار اس کا سرخ گال چوما۔۔

چلو اب بہت ہوا۔۔ اسے اپنے سینے سے لگائے
اندھیرا کیا تو وہ آنکھیں موند گیا۔۔ کچھ ہی دیر میں

شاہ ویز سو گیا تو ساوری احتیاط سے اس کے پاس
سے اٹھی۔۔ اٹھ کے ڈریسنگ روم میں آئی۔۔ اسے
سالار کو بتانا تھا وہ بھی اس سے کم نہیں ہے۔۔ کبڈ
کھولتے اپنی پرپل ساڑھی کی کرتی نکالی۔۔ اج اسکا
ارداء صرف کرتی سے کام چلانے کا تھا۔۔ اسی سفید
چکن کے ٹراؤزر کے اوپر صرف ریڈ کرتی پہنی
۔۔ اور انہیں کپڑوں کے ساتھ کا سفید ریشمی دوپٹہ
ایسے پھیلا یا جیسے ساڑھی کا پلو پھیلا یا جاتا ہے۔۔۔
رومانس کا موحول بھی تو بناتے ہیں نا۔۔۔

گھنے بالوں کو اکٹھا کر کے اونچا کر کے جوڑا بنایا۔

انکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

باہر آئی تو سالار ہلکے ہلکے خراٹے لے رہا تھا۔

پہلے احتیاط سے بچوں کو ایک طرف کھسکایا۔ پھر خود

سالار کے قریب جا کے لیٹی۔

بلکل نارمل سیچو نمیشن تھی نادل سرپٹ دوڑ رہا تھا نا

ہی ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ صرف دو انگلیوں سے اس

کی شرٹ کے بٹن کھولنے شروع کیے۔ آخری بٹن

کھولتے دونوں اطراف سے شرٹ ہٹائی اور جھک کے
عین دل کے مقام پہ لب رکھے۔۔

ہبی جان۔۔ پھر گرن اٹھاتے پیار سے پکارا۔۔

میں آپ کی عزت سے کھیلنے والی ہوں کیا آپ جاگ
رہے ہیں۔۔

نہیں۔۔ سو رہا ہوں تم آرام سے کھیل لو۔۔ سالار

نے آنکھیں کھولتے اس کی سرمئی آنکھوں میں دیکھا

--

ا۔ آپ جاگ رہے ہیں۔۔۔ سب۔ ساوری کی سانس
اٹکی۔۔۔ پیچھے ہونے ہی لگی تھی کے سالار نے اس
کی کمر گرفت میں لی۔۔

نہیں بیٹا اب تو تم نہیں جا سکتی۔۔ اس کی صراحی دار
گردن پہ اپنی انگلیاں مس کرتے لب بھینچے۔۔
عزت لوٹنے آئی ہو تو ہمت دکھاو۔۔

آپ مجھے تیش دلا رہے ہیں نا۔۔ پر میں نہیں تیش
میں آؤں گی ہی۔۔۔ اپ۔۔

میرا بے بی۔۔ اب فرار کے راستے بند۔۔ اچھا تم یہ
سمجھو کے میں سو رہا ہوں۔۔

اب سمجھا ہی نہیں جائے گا نا۔۔ لب کاٹے۔۔ پھر
ہمت مجمع کرتے اس کی بیرڈ پہ لمس چھوڑا۔۔

تھوڑا اگے نشانہ خراب ہے۔۔ سالار کا اشارہ ہونٹوں
کی طرف تھا۔۔

میں کر لوں گی یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں ہے
۔۔ ساوری نے گردن اکڑاتے اس کے ہونٹوں پہ
ہونٹ رکھ دیے۔۔

سالار نے اس کے جوڑے میں انگلیاں پھنساتے
شدت سے ہونٹوں کی نرمی نچوڑی۔۔ کافی دیر تک
ساوری اس کے ہونٹوں پہ جھکی رہی تھی۔۔ سانس
ٹوٹنے لگی تو سالار نے رحم کھایا۔۔

ویسے یہ کپڑوں کا کمینیشن بہت پیارا لگ رہا ہے
کل ہی آنٹی کی چھٹی کرتا ہوں تاکہ تم گھر میں ایسے
ہی کپڑے پہن کے گھومو۔۔ ڈیپ کرتی اور ٹراووز
دیکھتے مسکراہٹ دبائی۔۔

جی نہیں۔۔ گھر کے کام پھر آپ کریں گے۔۔

ہاں کر دوں گا اگر تم اس حلیے میں میرے سامنے
پھرتی رہیں تو۔۔ دوبارہ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے
اس کا رخ چینج کرتے کروٹ لی۔۔ ایسے کے ساوری
کی پیٹھ سالار کے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔
اس کی برہنہ کمر پہ انگلیاں مس کرتے بلی بٹن پہ
ہاتھ رکا۔۔

تمہاری یہ پن بھی لگانے والی ہے ابھی ٹھیک ہو جاؤ
تو پورے اہتمام سے لگاؤں گا۔۔ کان کے قریب لب
رکھتے وسپرنگ کی۔۔

ساوری سمٹ سی گئی۔۔۔ سالار کا نرم گرم لمس اس
کے پورے وجود میں اتر رہا تھا۔

میں تمہیں کیسا لگتا ہوں۔۔۔ یہی سوال سوری نے
پوچھا تھا آج سالار پوچھ رہا تھا۔ ہاتھ کی حرکت اس
کے پیٹ پہ رینگ رہی تھی۔

آپ مجھے اپنے لگتے ہیں۔۔۔ سوری نے بنا تاخیر کے
جواب دیا۔

سالار دل سے مسکرایا۔۔۔

اور ہمارا رومینس۔۔

وہ بہت واہیات۔۔ جب آپ کو مجھ پہ ترس نہیں آتا
اور۔۔۔

اور۔۔ وہ اس کا جوڑا کھولتے بال ازاد کر گیا۔۔
اور۔۔ جب آپ میری دھڑکنوں سے کھیلتے ہیں۔۔
سالار ہنوز مسکرا رہا تھا۔۔

تمہاری دھڑکنوں میں رہتا کون ہے۔۔ پھر مسکراہٹ
سمیٹے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔۔

سالار خان نیازی۔۔ میرے بچوں کے والد صاحب۔۔
ساوری نے مضبوط لہجے میں کہا تو سالار نے اس کا
ماتھا چوم لیا۔۔

ساوری کچھ لمحے سوچتی رہی پھر تھوڑا اوپر ہوتے اس
کے کندھے پہ لب رکھے۔۔

اب تیار ہو جائیں ہی میں آپ کی عزت کا ستیاناس
مارنے والی ہوں۔۔ ہلکے بالوں والے سینے پہ جا بجا
لمس چھوڑتے وہ واقع اسے بے چین کر گئی تھی۔۔

میری جان۔۔ اگر اتنی نرمی سے کرو گی تو ساری
رات ایسے ہی گزر جانی ہے۔۔ سالار نے اس اس کی
مخروقتی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں پھنسانے ہاتھوں کو
سائڈ پہ ایسے پھیلایا کے ساوری کا سینہ ڈائریکٹ سالار
کے سینے سے ٹکرایا تھا۔۔

آپ آرام کریں میں کر رہی ہوں نا۔۔ ساوری نروس
ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے گریز کیا۔۔ اور
اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔۔

تم اپنی انگلیوں کا وزن میرے ہاتھوں پہ ڈالو۔۔ سالار
نے اپنے ہاتھ دائیں بائیں رکھتے اس کے ہاتھوں کو
مضبوطی سے پکڑا اور سیدھا ہوا۔۔

ساوری کا چہرا سرخ ہوا۔۔

مجھے فیل ہونا چاہیے میرا ریپ ہو رہا ہے۔۔ گردن
پیچھے کرتے ساوری کے سامنے کی تو ساوری نے جھک
کے ابھری ہڈی پہ لب رکھے۔۔

خود کو تھوڑی دیر مرد سمجھ رہی ہوں ٹھیک ہے
۔۔ ساوری نے آخر یہی سوچا اور اسے بتایا۔۔ پھر ہر

وہ انداز جو سالار استعمال کرتا تھا اسے بے چین
کرنے میں وہ کیا۔ کانوں کی لو کاٹتے اپنی دھیمی
گرم سانسیں بکھیریں۔۔

سالار چت لیٹا رہا۔۔

ساوری کانوں سے گردن تک آئی اور نرمی سے
چومتے لطیف سا احساس بخشا پھر کندھے اور سینے
سے نیچے آتے دھڑکنس چھوئیں۔۔

اب میں رب کروں۔ یاد آیا وہ کتنی بے باکی سے
اس کی دھڑکنیں مسلتا تھا۔۔

ہاں ٹرائے کرو۔ سالار نے اس کے ہاتھ آزاد کیے تو
ساوری نے پوری شدت سے اس کے سینے کو دونوں
اطراف سے مسلا۔۔

سالار کا قہقہہ بلند ہوا۔۔

یار تم بہت معصوم ہو۔۔ سالار نے بے ساختہ اس
کے ہونٹ چومے۔۔ اگر عشق سے بھی اوپر کا کوئی
لفظ ہوتا تو میں بیان کر سکتا کہ مجھے تم سے کتنی
انسیت ہے۔۔۔ اس کے گالوں کو تھامتے ناک سے
ناک رگڑیں۔۔

مجھے ڈسٹرب نا کریں۔۔ وہ بلش ہوئی۔۔ میں کر رہی
ہوں نا۔۔

اوکے۔۔ تم جاری رکھو اپنا کام۔۔ سالار سیدھا ہو گیا
۔۔ ساوری اسے کس کرتے بلی بٹن تک آئی۔۔ نگاہ
زخم پہ پڑی تو ایک لمس وہاں بھی چھوڑا۔۔
اب آگے۔۔ تھوڑا سا نیچے آئی تھی کے سر اوپر اٹھایا
۔۔ سالار اس کا سر ہی دیکھ رہا تھا۔۔
اب کرو۔۔ مسکراہٹ دبائی۔۔ پھر اس کی ہیلپ
کرتے ڈوری کھینچی۔۔

یار شرم کریں۔۔ انکھوں پہ ہاتھ رکھتے وہ شرم سے
لال ہو گئی۔۔

دیکھو شرم لوٹنے والی شائے ہے اور میں بے شرم
۔۔

نہیں ہوں میں۔۔ آپ سے زیادہ رومینٹک ہوں۔۔
اترا کے کہتے وہ دوبارہ جھک گئی۔۔ سالار اس کا لمس
محسوس کر رہا تھا۔۔

پھر اسے اوپر اٹھاتے چہرے کے قریب کیا۔۔
اپنا ڈریس کون ریمو کرے گا۔۔

آپ۔۔ ساوری نے ترنت جواب دیا۔۔

نہیں۔۔ میں کیوں کروں تم خود کرو۔۔

آپ کس لیے ہیں پھر۔۔ ساوری کی سانس اکھڑ رہی تھی۔۔

میں لٹنے کے لیے آیا ہوں۔۔ میری جان تم لگی رہو۔۔

سآوری نے آخر خود ہی خود کو اس کے حوالے کیا تھا۔۔ سالار نے صرف لیٹنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا تھا۔۔

ادھی رات تو ان کی ایسے ہی جاگتے گزر گئی
۔۔ ساوری سالار کے اوپر تھی۔۔ اور سالار نیچے۔۔
آج وہ روئی نہیں تھی۔۔
اب بتائیں۔۔

میری چیخیں تو نہیں نکلیں۔۔ سالار نے اسے رہا
کرتے نیچے اتارا۔۔ تو ساوری کا دل کیا اب وہ رو
دے۔۔ یہ بند اس سے کبھی راضی نہیں ہونے والا
تھا اس معاملے میں۔۔

کچھ دیر بعد شاہ ویز رونے لگا تو ساوری نے اسے فیڈ
کروایا۔۔ پھر دونوں ماں بیٹا سو گئے تو سالار بھی سو
گیا تھا۔۔۔

یونیورسٹی کی فضا ابر آلود تھی میشی صبح سے جیسی کے
ساتھ ہی تھی اور اسے بار بار ہادی سے ملنے کا کہہ
رہی تھی۔۔ پر پتہ نہیں کیوں جیسی ٹالے جا رہی تھی

--

ابھی بھی وہ اس کے ساتھ بیٹھی ناول پڑھ رہی تھی
جب جیسمن نے اسے مخاطب کیا۔

تمہارے ہادی بھائی کو اگر میرا اس کے پاس جانا
ناگوار گزرا تو۔۔ کچھ کنفیوژن میں انگلیاں چٹخائیں۔

اگر لگا بھی تو کیا۔۔ تم کیا ان سے محبت نہیں کرتی
۔۔ میشی نے سر اٹھاتے اسے گھورا۔

کرتی ہوں۔۔ بہت زیادہ۔

تو پھر جو محبت کرتے ہیں وہ تو بہت کچھ کرتے جان
بھی لے لیتے ہیں اور تم بس اتنا سا کام نہیں کر پا
رہی۔

ا۔ اوکے۔۔ جاؤں گی ابھی کلاس لے کے۔۔ میشی
جب بھی مرنے مرانے کی بات کرتی وہ ایسے ہکلا
جاتی تھی۔۔ اور پھر چپ لگ جاتی اب بھی یہی ہوا
۔۔ میشی بھی خاموشی سے ناول پر ہنسنے لگی۔۔ کافی دیر
بعد میم آئی تھیں۔۔

لیکچر لے کے وہ لوگ بارہ بجے روم سے نکلیں۔۔
پلین کے مطابق ہادی سامنے ہی کھڑا تھا اپنے
دوستوں کے ساتھ۔۔

وہ رہا ہادی۔۔ تم جاؤ گی نہیں اس سے بات کرنے
۔۔ میثی نے اسے یاد کروایا۔۔ یاد تو اسے ہادی کو
دیکھتے ہی آگیا تھا پر کترانا چاہتی تھی پھر سے۔
ج۔۔ جاتی ہوں نا۔۔ ابھی اس کے دوست کھڑے
ہیں۔۔

یار۔۔ حد ہے میں جاتی ہوں۔۔۔ میشی زبردستی اس کا

ہاتھ پکڑے ہادی کے پاس چلی آئی۔۔

ہادی۔۔ تم سے بات کرنی ہے۔۔

ہادی نے انہیں اگنور کیا۔۔

پلیز بات سن لو۔۔ میشی اب زرا اونچی آواز میں بولی

تو ہادی نے انہیں دیکھا۔۔

کیا ہے۔۔

آپ سے بات کرنی ہے پلیز سن لیں۔۔

میں ابھی دوستوں کے ساتھ ہوں نظر نہیں آرہا
۔۔۔ غصے سے دونوں کو گھورا۔

جیسی نے میشری کا ہاتھ پکڑا اور کھینچا۔۔۔ چلو یار رہنے دو
۔۔۔ بھاڑ میں جائے نہیں ہے مجھے اس سے محبت۔۔
کیوں نہیں ہے۔۔۔ یہ خود کو سمجھتا کیا ہے اسٹیوڈ تو
ایسے دکھا رہا ہے جیسے ہدہ کو تم نے مارا ہو۔۔۔ جاہل
انسان۔۔۔ اونچی آواز میں کہتے اس نے ہادی کو
سنائی۔۔۔ در حقیقت جیسی کو ہی سنایا تھا۔۔

ہادی دوستوں سے معذرت کرتے ان کی طرف چلا
آیا۔

کیا مسئلہ ہے آپ لوگوں کے ساتھ کیوں میرا دماغ
کھانے پہنچ جاتی ہو بار بار۔۔ جیبوں میں ہاتھ ڈالے
وہ ان کے پاس رکا۔۔

و۔۔ وہ یہ جیسی نے آپ سے بات کرنی تھی۔۔ میں
چلتی ہوں۔۔ میٹھی کہہ کے رفو چکر ہو گئی۔۔ جیسی
وہیں کھڑی رہی۔۔

کیا بات کرنی ہے۔۔

و۔ وہ مجھے کچھ نہیں کہنا بس بیشی ہی پیچھے لگی ہے۔۔
کہہ کے وہ مڑنے لگی تو ہادی نے تیزی سے اس کی
کلانی جکڑی۔۔ جیسی کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔ ڈری
سہمی محبت پھر سے شیر ہو گئی۔۔

مجھ سے اگر کچھ کہنا ہے تو تم کہہ سکتی ہو اب میں
سنگل ہوں۔۔ ہادی سنجیدہ تھا پر لہجہ نرم تھا۔۔

بیشی نے سر اٹھا کے اسے دیکھا۔۔ اس کا پلین
کامیاب ہو گیا تھا۔۔ اس دن اس نے کہا تھا وہ مر
جائے گی

کچھ ماہ پہلے۔۔

وہ یونیورسٹی سے نکلی تو اپنے بابا کے پرسنل سیکٹری کو
کال کی تھی۔۔ وہ پہلے بھی ایک بار اس کی مدد کر
چکے تھے اب بھی انہی کا خیال آیا۔۔

انکل مجھے ایک لڑکی کی ڈیٹیلز چاہیں ساری۔۔ ان
سے بات کرتے وہ تیز تیز سڑک پہ چل رہی تھی۔۔
سیکٹری نے آدھے گھنٹے میں اس کی ساری معلومات
اور اس کی موجودہ لوکیشن اسے سینڈ کر دی۔۔

پھر جیسمن نے اپنے کچھ اثر و رسوخ سے اپنے ایک
دوست کو ایکسیڈنٹ کا بولا تھا۔ اس نے بدلے میں
دو لاکھ مانگے تھے اس نے دے دیئے تھے۔

اسی شام ہدہ اور اس کے والد صاحب فوت ہو گئے
تھے

--

موجودہ زمانہ۔۔

بولو۔۔ ہادی نے اس کی کلائی چھوڑ دی تھی۔۔

ایکچولی تمہیں سب پتہ ہے میں تم سے محبت کرتی
ہوں اور شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔ جیسمین ڈر بھی
رہی تھی۔۔

ہم۔۔ میں بابا سے بات کروں گا۔۔ لیکن میں چاہتا
ہوں اس سے پہلے تم میرے ساتھ کچھ ٹائم سپینٹ
کرو۔۔

جیسمین نے بے یقینی سے اسے دیکھا کیا واقع یہ وہی
ہادی تھا۔۔

میں جانتا ہوں تمہیں حیرانگی ہو رہی ہے۔۔ بٹ اب
ہدہ کے بعد میری زندگی رک تو نہیں سکتی نا۔۔ اللہ
اسے جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔۔ اور جس نے
ایکسیڈنٹ کیا ہے اسے جہنم میں داخل کرے۔۔
آمین۔۔ خود ہی آمین کہا۔۔ جیسمین پہلو بدل کے رہ
گئی۔۔

پھر ہادی کچھ دیر اس کے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں
کرتا رہا۔ جب تک جیسمین کا دل اس کی طرف سے
کلیئر نہی ہو گیا اس نے جانے نہیں دیا تھا۔۔

جاتے جاتے وہ اسے کھینکس کہہ گئی تھی۔۔

اس کے جانے کے بعد ہادی نے بیشی کو ڈن کا میسج
کر دیا تھا۔۔

ہدہ مری نہیں تھی ہدہ کا قتل ہوا تھا۔۔ وہ اسے
ضرور سزا دے کے رہے گا۔۔ ارادہ اور مضبوط ہو
گیا۔۔ پھر واپس اپنی کلاس کی طرف جاتے وہ کچھ حد
تک پر سکون تھا

ساوری سالار کی ڈرینگ کر رہی تھی پاس ہی سلوا
بیٹھی اپنی چھوٹی چھوٹی شیشے کی چمکتی چڑیوں سے
کھیل رہی تھی۔۔

آپ کو درد نہیں ہو رہا۔۔ وہ دو تین بار جان بوجھ
کے اس کا زخم دبا چکی تھی پر وہ ہنوز موبائل پہ
مصروف تھا۔۔

نہیں۔۔

کیوں۔۔ اس نے ایک بار پھر دبایا تو سالار نے
گھورا۔۔

ہاتھوں میں زیادہ کھجلی ہو رہی ہے تو کچھ اور دبانے
کو دوں۔۔ وہ کام کر رہا تھا۔۔

شرم تو نہیں آتی چھوٹی سی بچی بیٹھی ہے ساتھ
ہمارے۔۔ ساوری نے شرمندہ ہوتے جلدی سے زخم
پہ ڈیٹول لگایا۔۔

وہ چھوٹی سی بچی کچھ نہیں سمجھتی۔۔ اس لیے شرمانے
کا کوئی فائدہ نہیں۔۔

ہو نہیہ۔۔ ساوری خاموشی سے کام کرنے لگی سالار
بھی مصروف تھا سو دوبارہ بات نہیں کی۔۔

کچھ دیر بعد وہ پاس سے اٹھ گئی تو سالار سیدھا ہو
کے لیٹ گیا۔۔

پھپھو کی دعوت کب کرنی ہے۔۔

کبھی نہیں۔۔ پہلے ہی میرے کام نہیں ختم ہوتے اور
جھنجھٹ پالنا ہے۔۔

ہبی۔۔ آپ کی بیٹی کا سسرال ہے وہ۔۔ کتنا برا لگے
گا۔۔ ہم لوگ گئے بھی نہیں ہیں۔۔

بیٹی کا ہے میرا تو نہیں ہے نا۔۔ اس کا موڈ جانے
کیوں خراب تھا۔۔

جی آپ کا بھی ہے۔۔ میری پھپھو ہیں۔۔ ساوری نے
سلوا کو گھسیٹ کے اٹھایا۔۔ سالار نے اس کے اٹھانے
پہ بھی اسے سخت نظروں سے گھورا تھا۔۔

میں جا رہی ہوں باہر اور ابھی جا کے پھپھو کو کال
کروں گی شام کی دعوت ہے ان کی ہماری طرف۔۔
اکیلی ہینڈل کر لینا۔ میں نے لاہور جانا ہے۔۔
کیوں۔۔ وہ باہر نکلتے نکلتے رکی۔۔

کام رکا ہوا ہے سرکاری مسئلے کی وجہ سے۔۔ جانا
ضروری ہے۔۔

اوہ۔۔ اوکے۔۔ بٹ آپ کا زخم نہیں ٹھیک ہوا ابھی
۔۔ وہ فکر مند بھی ہوئی۔۔

زخم ٹھیک ہے بس تم میری پیکنگ کر دو۔۔ کچھ دن
وہیں رکوں گا۔۔

میں اکیلی کیسے رہوں گی۔۔ سآوری واپس چلتے اس
کے پاس آ کے رکی۔۔۔

آنٹی ادھر ہی ہیں نا اکیلی کہاں ہو۔۔

پھر بھی۔۔ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔

آئی ایم سو سوری اس بار تمہیں نہیں لے کے جاؤں
گا۔۔ تم وہاں جا کے الٹے سیدھے کام کرو گی۔۔ اور
پھر بچے کہاں رہیں گے۔۔

اوکے اوکے۔۔ جائیں۔۔ نہیں جا رہی۔۔ وہ واپس
جوتے گھسٹتے باہر نکل آئی۔۔ دل بھرا رہا تھا۔۔ خیر
زندگی تھی ایسے ہی گزرنی تھی۔۔ سلوا کو اٹھائے وہ
دوسرے بیڈ روم میں آئی۔۔ شاہ ویر اور شاہ ویز
اسے گزرتے دیکھ کے چیخنا شروع ہو چکے تھے۔۔

سلوا کو وہی لٹا کے انہیں بھی لیے اندر چلی آئی۔۔ وہ
اس کا اپنا روم تھا۔۔ شدید فارغ تھی کچھ کرنے کے
لیے تھا نہیں تو سلوا کو تکیے کے سہارے لیٹا کے اس
کا فیشل کرنے کا سوچا۔۔

باقی دونوں کو سامنے لٹا دیا تھا جو کچھ ہی سیکنڈ میں
الٹے ہو گئے۔۔

ساوری اپنے ڈریسنگ ٹیبل کے ڈرار کھولتے اس میں
سے کچھ چیزیں برآمد کرنے لگی پھر ایک ہٹر کلپ
جو کپڑے کا تھا نکالا ساتھ کچھ صاف برشز اور کریمز

میرا بے بی یہاں آؤ تمہیں تیار کروں۔۔ سلوا بھی
الٹی ہو چکی تھی۔۔ اسے دوبارہ سیدھا کیا۔۔ پھر ہنر
کلپ کو اس کے سر پہ ایسے لگایا جیسے فیشل کے لیے
بالوں کو کور کرتے ہیں۔۔

پھر پہلے روز واٹر سے ہلکا سا مساج کیا۔۔ اور نارمل
سی کریم لگائی۔۔ شاہ ویز اور شاہ ویر سامنے اوندھے
منہ اپنی ماں کا کارنامہ ملاحظہ فرما رہے تھے۔۔

ساوری کچھ دیر کریم اور روز واٹر کے ساتھ لگی رہی
سلوا سکون سے لیٹی آنکھیں منٹکا رہی تھی۔۔۔ اس

کی آنکھوں کا رنگ بھی سرمئی تھا۔ جبکہ شاہ ویز اور
شاہ ویر کی آنکھوں کا رنگ سالار کی آنکھوں کے
جیسا تھا ہنی براؤن شیڈ تھا۔

وہ دونوں ٹکر ٹکر دیکھے جا رہے تھے۔

ساوری آدھے گھنٹے تک اسے مساج دیتی رہی پھر
ہونٹوں پہ ہلکی سی لپ سٹک لگائی۔

اوہ۔۔ سو سویٹ۔۔ میری گڑیا کتنی پالی لگ رہی ہے
۔۔ اس کو دیکھتے گال چومے۔۔ پھر اٹھائے سالار کے
پاس آئی۔۔ وہ۔۔ پیکنگ کر رہا تھا۔

میں کر دیتی ہوں نا آپ کون سا ابھی جارہے
ہیں۔۔

جارہا ہوں ابھی ہی۔۔ مجھے رات نو بجے سے پہلے
پہنچنا یے وہاں۔۔ وہ کافی سنجیدہ تھا۔۔ ساوری بھی سلوا
کو وہیں رکھ کے اس کی ہیلپ کروانے لگی۔۔ تین
چار دن ہو گئے تھے وہ سے بھی زخم اب کچھ مندمل
ہو گیا تھا۔۔

ڈرائیو کر لیں گے۔۔ شرٹ تہہ کر کے رکھتے یاد آیا
تو ساوری نے اس سے پوچھا۔۔

کوشش کرتا ہوں۔۔ ورنہ لوکل پہ۔۔

آفس میں کسی کو ساتھ لے جائیں۔۔ اس نے مشورہ
دیا۔۔ آپ کا اپنا شوروم ہے ایک ڈرائیور بھی نہیں
رکھا ہوا

ڈرائیور تو ہے لیکن وہ میرے لیے تھوڑی ہے اس
کی جاب ہے وہاں۔۔

تو بلا لیں نا ایکسٹرا پے کر دینا۔۔

اور اگر یہاں ضرورت پڑی تو۔۔ پھر۔۔

پھر کیا یہاں اور لوگ بھی ہیں وہ کر لیں گے ہینڈل
آپ بلا لیں۔۔

اوکے۔۔ دیکھتا ہوں۔۔ سالار نے بیگ کی زپ بند
کرتے سلوا کو دیکھا۔۔

یہ کچھ کیا ہے تم نے اس کے چہرے پہ۔۔ وائٹ
وائٹ چہرا چمک رہا تھا۔۔

ہاں۔۔ ابھی فیشل کیا ہے وہی دکھانے آئی تھی آپ
کو۔۔

واہ واہ۔۔ اسے بھی ان کاموں میں لگانا ہے کیا۔۔ اس
کا گال چومتے مسکرایا۔۔ ٹینشن دور جا سوئی تھی۔۔
باقی دونوں کہاں ہیں۔۔ پھر خیال آیا تو پوچھا۔۔
اوہ شٹ۔۔ وہ تو میں اپنے روم میں چھوڑ آئی ہوں
۔۔ کہتے وہ بھاگی تھی۔۔ اپنے روم میں آئی تو دونوں
ویسے ہی الٹے پڑے ایک دوسرے کو گھور رہے
تھے۔۔ اسے دیکھ کے دونوں ہنسنے۔۔

شکر ہے تم لوگ ٹھیک ہو۔۔ دونوں کو سکون سے
دیکھ کے تسلی ہوئی۔۔ پھر دونوں کو اٹھائے واپس آئی
۔۔ سالار سلو کی لپ اسٹک ریموو کر رہا تھا۔۔

یہ پٹھے سیدھے کام ابھی سے نا شروع کریں
معصومیت ختم ہو جاتی ہے۔۔ میک اپ سے زیادہ
کردار کی خوبصورتی پہ فوکس کرنا چاہیے۔۔

اوکے۔۔ سہی ہے۔۔ اتندہ خیال رکھوں گی۔۔

پھر کچھ دیر بعد سالار نکل گیا تھا۔۔ اپنے شو روم سے
ہی ڈرائیور کو منگوا یا تھا

ہادی اور جیسی آج کل ہر جگہ ساتھ پائے جاتے تھے
۔۔ لیکچر بھی آج کل کم ہی لے رہے تھے۔ ابھی بھی
ہادی اپنے روم میں تھا جب جیسی اندر داخل ہوئی۔۔
تم نے بلایا تھا۔۔ بیگ کندھے سے اتارتے بیڈ پہ رکھا

--

ہاں۔۔ میں نے سوچا ہم لوگ ویسے تو آگے پیچھے
گھومتے رہتے ہیں کیوں نا آج بند کمرے میں بھی
ملاقات رکھی لیں۔۔

ہاہاہا۔۔ جیسی اس کی بات پہ ہنسی۔۔ بند کمرے میں
بہت کچھ ہو جاتا ہے۔۔ پھر لوگ باتیں کرتے ہیں۔۔
کرنے دو۔۔ ویسے بھی ہم نے جلدی شادی ہی کرنی
یے۔۔ ہادی آنکھوں میں خمار بھرے اسے دیکھ رہا
تھا۔۔ دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے جیسی ابھی سکون
میں ہی تھی۔۔

شادی تو کریں گے ہی۔۔ لیکن کچھ چیزیں شادی کے
بعد تک کے لیے ہی چھوڑی جائیں تو بہتر ہے

-- سب کچھ اگر ابھی ہو جائے گا تو پھر شادی کا کیا
فائدہ۔۔

سب کچھ سے کیا مراد ہے تمہاری۔۔ وہ اٹھ کے
دروازے تک آیا اور دروازہ بند کر دیا۔

تم بچے نہیں ہو سمجھ رہے ہو کیا کہنا چاہتی ہوں میں
۔۔ جیسی نے نوٹ کر لیا تھا۔ بٹ کچھ کہا نہیں۔۔ ہو

سکتا ہے جو ڈر اس کے اندر ہو ویسا ہادی نا ہو اور
اس کے ریکشن پہ فضول میں ان کا جھگڑا ہو جائے

ہادی کچھ دیر دروازے کے پاس کھڑا رہا۔۔ وہ وہیں
فاصلے سے اس سے بات کر رہا تھا جب دروازے پہ
زور دار دستک ہوئی۔۔

بوائےز ہو سٹل تھا۔۔ جیسی کا دل خوف سے دھڑکا اگر
کسی نے اسے وہاں دیکھ لیا تو وہ بھی بند کمرہ۔۔ شٹ
۔۔ تیزی سے اٹھتے ہاتھ روم کی طرف جانے لگی
جب ہادی نے اسے روکا۔۔

ایک منٹ دیکھنے دو کون ہے۔۔ اس کا اپنا دل بھی
گھبراہٹ کا شکار ہوا تھا۔۔

ن۔۔ نہیں پلیز پہلے میں۔۔ رنگ زرد ہو رہا تھا ہادی
کا دماغ ماؤف ہوا۔۔ اگر وہ آج اس کی عزت اچھالتا
تو کل کو یہ اسے بھی بھگتنا پڑ سکتا تھا۔۔ وہ اسے
سزا تو دینا چاہتا تھا لیکن کیا وہ ایسا تھا۔۔ کل جب
اس کی بہن کے ساتھ یہ سب ہوا تھا تب کیا حال
ہوا تھا ان کا اور اگر اب وہ اس لڑکی کے ساتھ کرتا
تو کہیں منہ دکھانے کے قابل نارہتی۔۔ وہ بدلہ تو
لے لیتا لیکن اپنے ضمیر کو کیسے خاموش کرواتا۔۔

لمحہ لگا تھا اسے سوچنے میں اور پھر اس نے جیسی کو
خود کبڈ میں لاک کیا۔۔ وہ کسی کی عزت نہیں اچھا
سکتا تھا۔۔

پھر خود کو کمپوز کرتے دروازہ کھولا تو سامنے پی ٹی
صاحب کھڑے تھے۔۔

کیوں برخوردار اتنی دیر کیوں۔۔ اس پہ۔ کڑی نگاہ
ڈالتے کمرے کا جائزہ لیا۔۔

وہ میں باتھ روم میں تھا۔۔ اسی لیے۔۔

ہم۔۔ تمہارے والد صاحب کا نمبر چاہیے۔۔۔ بات
کرنی ہے ان سے۔۔

جی میں دیتا ہوں۔۔ پر کیا بات کرنی ہے۔۔ وہ چلتے
ہوئے اندر آیا اور نوٹ پیڈ سے چٹ نکالتے نمبر
لکھا۔۔

گاڑی لینی ہے۔۔ پی ٹی بتا کے واپس چلا گیا
تو ہادی نے دروازہ بند کرتے جلدی سے کبڈ کھولی
۔۔

چلا گیا۔۔

ہاں۔۔ باہر آ جاؤ چلے گئے ہیں۔۔

شکر ہے۔۔ تھنکیو تم نے بچا لیا۔۔ وہ کافی گھبرائی ہوئی

تھی پھر ایک منٹ بھی رکے بغیر باہر نکل گئی۔۔ اس

وقت اس پاس کوئی نہیں ہوتا تھا۔۔

ہادی گہرا سانس لیتے دروازے سے ٹیک لگا گیا۔۔

کتنا اچھا ہوتا نا اگر میں بھی تمہارے جیسا ہوتا۔۔

تمہیں زندگی ختم کرتے ہوئے خوف نہیں آیا اور

میں تمہیں بدنام تک نا کر سکا۔۔

ہدہ کا بدلہ تو لے کے رہوں گا۔ یہ طریقہ نا سہی
-- کوئی اور سہی --

پھپھو آپ نے یہ جائے نماز کس کے لیے رکھی تھی
-- زوہا شبنم کے روم کی چیزیں سیٹ کر رہی تھی
کب سے ایک طرف ایک پیکٹ پڑا تھا جس میں
ایک وائٹ دوپٹہ جائے نماز اب زم زم کی بوتل
تسبیح اور کھجوریں رکھی تھیں --

یہ ساوری کے لیے رکھیں ہیں۔۔ وہ آئی ہی نہیں۔۔
شبہم نے کبڈ کے اندر سے جھانکتے دیکھ کے بتایا۔۔
بابا لاہور گئے ہوئے ہیں واپس آئیں گے تو ہی آئیں
گے نا۔۔

ہاں لاہور جایا جا سکتا ہے۔۔ نہیں آ سکتے تو یہیں
نہیں آ سکتے۔۔

ارے نہیں۔۔ وہاں کوئی مسئلہ ہو گیا تھا تو جانا لازمی
تھا ورنہ وہ خود ڈرائیو بھی نہیں کر سکتے۔۔

اچھا۔۔ وہ کام میں مصروف ہو گئیں۔۔

زوہا بھی کام ختم کر کے اپنے روم میں چلی آئی
۔۔ عصر کی اذانیں ہو رہی تھیں۔۔ روم میں آتے
زیب کو میسج کیا کہ آتے ہوئے وہ پکوڑے اور
سموسے لے آئے۔۔ اس کا بہت دل کر رہا تھا کھانے
کا۔ زیب کا کوئی رپلائے نہیں آیا تو وہ موبائل لیے
واپس باہر آگئی۔۔ پھر سالن بنایا۔۔ کالج جانا اس نے
بھی چھوڑ ہی دیا تھا۔۔

تمہارے اسفر انکل اور میں آج ڈنر کے لیے جارہے
ہیں۔ ان کے دوست کے گھر تو دیکھ لو اگر سالن
رکھا ہے تو نا بناؤ۔۔

اوکے۔۔ ہے تو سہی پر صبح ناشتے میں کیا کریں گے
۔۔

ناشتے میں املیٹ بنا لیں گے۔۔ تم آرام کر لو کب
سے کام کر رہی ہو۔۔ شبنم اس کا کافی حد تک خیال
رکھتی تھی۔۔ ابھی بھی اسے آرام کے لیے کہا وہ

جو گو بھی کاٹنے لگی تھی واپس ٹوکری میں رکھ کے
فریج میں رکھ دی۔۔

رات کو زیب کے آنے کے بعد وہ لوگ ڈنر کے
لیے نکلے تھے۔۔

ہم لوگ بھی چلیں ڈنر کرنے۔۔ ان لوگوں کو گیٹ
سے نکال کے فوراً زوہانے اسے کہا۔۔

یہ جو سمو سے پکوڑے منگوائیں ہیں یہ کون کھائے گا
۔۔

یہ واپس آ کے کھالیں گے۔۔

نہیں کل جائیں گے ابھی تو ہم اکیلے ہوئے ہیں ہمیں
کسی اور چیز کے بارے میں سوچنا چاہیے ڈیر وانفی
۔۔ آواز میں شرارت گھولی تو زوہا کی ہارٹ بیٹ مس
ہوئی۔۔

اگر رومینس کرنا ہے تو ٹھیک ہے پہلے وہ کرتے ہیں
پھر ڈنر پہ۔۔ وہ راضی ہو گئی۔۔

پکا۔۔

ہاں جی۔۔ سو فیصد پکا۔۔ زوہا نے تیزی سے سر

ہلایا۔۔

کھانے کے لیے تمہیں کچھ بھی کرنا پڑے ہے نا۔
زیب نے آئی برو اچکائے۔

ہاں۔۔ آج کل۔۔ بہت دل کرتا ہے کچھ نا کچھ کھاتی
رہوں۔۔ پر۔۔

گھر میں فروٹس سے فریج بھرا ہوا ہے وہ کھایا کرو
۔۔ یہ پکوڑے سمو سے گرم ہوتے ہیں نقصان دہ
ہونگے۔۔ وہ لوگ چلتے چلتے اندر اچکے تھے۔۔

ہر روز تو نہیں کھاتی۔۔ کبھی کبھی بہت زیادہ والا دل
کرتا ہے۔۔ جیسے آج۔۔

اوکے۔۔ چلو اب رو مینس شروع کرتے۔۔

کیسے کرتے ہیں۔۔ بورنگ بورنگ لگ رہا ہے سب۔۔

آہا۔۔ پھر میں ڈانس کر کے تمہیں انٹرٹین کروں کیا

۔۔۔ زیب نے گھورا۔۔

ہان نا۔ یہ اچھا آئیڈیا ہے۔۔ تم ڈانس کرو۔۔ بلکہ

۔۔ ایک کام کرو تم میرے کپڑے پہن کے ڈانس

کرو۔۔ زوہا کے دماغ میں آئیڈیا آیا تو فوراً کہا۔۔

جی نہیں۔۔

جی ہاں۔۔ اور اب تم ڈانس کرو گے۔۔ وہ خوشی
سے مسکرائی پھر اپنے کپڑوں میں سے جو سب سے
کھلے تھے وہ باہر نکالے۔۔

یہ شرٹ پہنو۔۔ سرخ اور سفید کمینشن کی شرٹ
سلک کی فراک اس کی طرف اچھالا۔۔

اور اپنا ہی ٹراؤزر پہنو میرا تو تمہیں انا نہیں۔۔ بلکہ
لہنگا پہنو گے۔۔ سوچتے اس نے دوسری کبڈ کھولی جس
میں اس کا پہلے دن کا بھاری لہنگا رکھا تھا۔ اس کا
نچلا حصہ نکال کے اسے دکھایا۔۔

زیب آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ تو کچی
لسی کی طرح پھیلتی ہی جا رہی تھی۔۔

پہنونا۔۔ یہ پکڑو۔۔ زوہانے دوبارہ اٹھا کے اسے
پکڑائے تو زیب دونوں کو دیکھتے ایسے گھور گیا۔۔
تم رہنے دو۔۔ ویسے بھی ان کا کوئی کام نہیں ہے
رومینس میں۔۔

اب تم ٹائم ویسٹ کر رہے ہو ڈیئر ہنر بنڈ۔۔ پھپھو
لوگ آجائیں گے پھر ہمارے سارے کام ادھورے
رہ جانے ہیں۔۔ زوہانے اسے ڈرایا۔۔

سہی سہی۔۔ ایک کام کرو انر بھی لا دو۔۔ میں پوری
عورت بن جاتا ہوں۔۔

ن۔۔ نہیں۔۔ بس تم ایسے ہی۔۔ شرم سے سرخ
ہوتے وہ اس کی آنکھوں میں بھی نا دیکھ سکی۔۔
تم سونگ لگاؤ میں چنچ کر کے آتا ہوں۔۔ زیب
مسکراہٹ چھپاتے ہاتھ رم میں چلا گیا تو زوہا نروس
ہوتے سونگ ڈھونڈھنے لگی۔۔ جب تک وہ چنچ کر
کے آیا وہ سونگ ریڈی کر چکی تھی۔۔

اب بتاؤ کیسا لگ رہا ہوں۔۔ اس کے سامنے آتے
بھاری لہنگے کو گھمایا جو اس کے گھٹنوں تک آتا تھا۔
قمیض کندھوں سے پھنسی ہوئی تھی۔۔ اسے دیکھ کے
کچھ دیر تو زوہا شکڈ رہ گئی۔۔ پھر ہنسی اور ہنستی ہی
چلی گئی۔۔

زیب۔۔ تم اتنے کیوٹ لگ رہے ہو۔۔ بمشکل ہنسی
روکتے جلدی سے موبائل اٹھایا۔۔

تھوڑی سی پکس لیتے ہیں۔۔ کیمرہ کھولتے سامنے آئی
تو زیب نے اس کے ہاتھ سے موبائل چھینا۔۔

نہیں۔۔ ہر گز نہیں۔۔ سختی سے گھورا۔۔ بعد میں وہ

اس کا مزاق اڑتا

پلیز۔۔ اچھا صرف ایک لوں گی۔۔

نہیں۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔ وہ اڑ گیا

ٹھیک ہے۔۔ پھر میں بھی نہیں کروں گی کچھ۔۔ زوہا
منہ بناتے باہر چلی آئی۔۔ زیب گہری سانس لے کے
رہ گیا۔۔

چلو لو اچھا۔۔ اس کے پیچھے آتے موبائل اسے پکڑایا

پھر زوہانے اس کے ساتھ کافی ساری پکس لی
تھیں۔۔

چلو اب ڈانس کی باری۔۔ سونگ لگاتے صوفے پہ
بیٹھی۔۔

ہادی کا آخری سیمیٹر بھی ختم ہونے والا تھا اس کے
بعد اس نے بابا کے ساتھ ہی افس جوائن کرنا تھا۔
وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ پہلے اس کی اور مشی
کی تھوڑی بہت بات چیت ہو جاتی تھی اب وہ بھی

بلکل بند تھی۔۔ پتہ نہی مشی اس سے جان بوجھ کے
دور بھاگتی تھی۔۔۔ اسے تو ایسا ہی لگتا تھا۔۔

جیسی جے ایکسیڈینٹ کے بعد کچھ عرصہ تک وہ اپ
سیٹ رہی تھی پھر نارمل ہو گئی تھی۔۔

ہادی۔۔ تمہارے بابا کے شوروم میں میرے لیے جگہ
ہو گی۔۔ وہ لائبریری کی طرف جا رہا تھا جب پیچھے
سے باسٹ نے اسے الیا۔۔

جاب کے لیے۔۔ ہای نے ائی برو اچکائے۔۔

ہاں۔۔ پلیز دلوا دے نا جاب۔۔ میرے گھر کے
حالات کچھ خراب چل رہے ہیں بہن کی شادی ہے
تین ماہ بعد اور۔۔

اوکے میں بابا سے بات کر کے بتاؤں گا۔۔ اندر
داخل ہوتے آواز اہستہ کی۔۔

بہت شکریہ۔۔ لازمی ان سے کہنا کہ بہت ضرورت
ہے۔۔

اوکے۔۔ وہ سر ہلاتے ایک کورنر کی طرف آیا۔۔
جہاں سے پوری لائبریری نظر آتی تھی۔۔ اپنے بیگ

سے بکس نکالتے لیپ ٹاپ بھی سامنے رکھا اور اسے
اوپن کیا۔۔

اسے کام کرتے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب لائبریری
میں میٹھی اپنی کسی دوست کے ساتھ اندر داخل ہوئی
۔۔ وہ بالکل بدل گئی تھی ہادی نے اتنے دن اسے
کیوں نہیں دیکھا تھا۔۔ سات ماہ گزر گئے تھے۔۔ شاید
اس نے ڈیپارٹمنٹ چینج کر لیا تھا۔۔ وہ کچھ لمحوں
کے لیے اس سے نظر ہٹا نہیں سکا۔۔

پھر سر جھٹکتے دوبارہ نظری۔ لیپ ٹاپ پہ مرکوز کیں
۔۔ وہ شاید کچھ بکس ایشو کروانے آئی تھیں جو اب
ریک کے پاس کھڑی دیکھ رہی تھیں۔۔ پھر اس میں
سے بلیک کوور والے موٹی کتاب نکال کے اسے
کھول کے دیکھا۔۔ پھر مسکرائی۔۔ اور واپس چلی گئی
۔۔

ہادی لیپ ٹاپ پہ ہی مصروف رہا۔۔ سب اگے بڑھ
جاتے ہیں زندگی کسی کے لیے بھی نہیں رکتی تو اس
کے لیے کیسے رک جاتی۔۔ اسے اب کوئی بھاتی ہی

نہی تھی وہ کچھ دیر کے لیے اگر کسی پہ ٹھہر بھی جاتا
تو اگلے ہی پل اسے یادداشت واپس حقیقت میں
پھینک دیتی۔۔ اسے دوبارہ محبت نہی ہو سکتی تھی۔۔۔

وہ تینو اپنی فیڈر کی بوتلیں منہ سے لگائے صوفے پہ
اڑے ترچھے لیٹے ہوئے تھے۔۔ ساوری کچن میں ان
کے لیے کیک کوکیز نکال رہی تھی۔۔ سالار کو ابھی
آنے میں تھوڑا وقت تھا۔۔

چھوٹے چھوٹے تین باؤلز میں اس نے کوکیز اور
چھوٹی چھوٹی گول چوکلیٹس ڈال کے لاتے تینوں کے
سامنے ایک ایک رکھی۔۔

شاہ ویز اپنی فیڈر کی بوتل ایسے ہی نیچے لڑکاتا باؤل
کی طرف بڑھا اور اس میں سے ایک چوکلیٹ اٹھا
کے اپنے ننھے ہاتھ میں دبائی۔۔ ساوری موبائل پہ
میج دیکھ رہی تھی۔۔

تینوں ابھی سکون سے لیٹے تھے ورنہ سارا دن انہیں
سنجھالتے وہ ہلکان ہو جاتی تھی۔۔

۱۱۱۱۱۔۔ ابھی وہ موبائل کی سکرین کو دیکھ رہی تھی

جب سلوا کی کراہ بلند ہوئی۔۔ شاہ ویر اس کی ٹانگ
پکڑ کے اپنی طرف گھسیٹنے کی کوشش کر رہا تھا ساوری
نے موبائل چھوڑتے شاہ ویر کا ہاتھ ہٹایا۔۔

آآآ۔۔ اب اس کا رونا شروع۔۔

میرے بچو۔۔ پلیز نہیں رونا۔۔ روہان سے ہوتے اس نے
سلوا کو گود میں اٹھایا۔۔ اس کے آنسو اب گالوں پہ
بہہ رہے تھے اور بار بار ٹانگ پہ ہاتھ رکھ رہی تھی

-- ساوری نے جھک کے وہاں لب رکھے تو اسے کچھ
حوصلہ ہوا۔۔ تینوں چودہ ماہ کے ہو گئے تھے۔۔

ما۔۔ ما۔۔ شاہ ویز نے اتنی دیر میں اپنے باول کی کوکیز
اور چو کلیٹس ہاتھوں سے کچرہ کچرہ کر کے صوفے پہ
انڈیل دی تھیں۔۔ ساوری نے ایک نظر اس کی
حرکت دیکھی پھر سلوہ کو اپنی گود میں اٹھائے کھڑی
ہوئی۔۔

نیچے اتر دو دونوں۔۔ شدید تپے ہوئے انداز میں دونوں
کو بازو سے پکڑ کے نیچے اتارا۔۔

اب مجھے تمہارے رونے کی آواز آئی تو تھپڑ لگاؤں
گی۔۔ سلوا کو بھی ان کے ساتھ کھڑا کرتے ڈپٹا۔۔
تینوں ایک ہی آواز پہ سہم گئے تھے۔۔

پھر اس نے سارے بسکٹس کو واپس باول میں ڈالا
اور باقی دونوں بھی سامنے ٹیبل پہ رکھے۔۔

ایک تو میں تم لوگوں کو چیزیں لا کے دیتی ہوں اوپر
سے تم لوگ زیادہ سر چڑھتے جا رہے ہو۔۔ خبردار جو
بابا کے آنے تک یہاں سے ہلے بھی تو۔۔

صوفے کو ہتھیلی سے جھاڑتے صاف کیا۔۔ اور ساتھ
انہیں گھورا۔۔ تینوں دم سادھے اس کا غصے سے بھرا
چہرہ دیکھ رہے تھے۔۔ ایک منٹ اس نے موبائل
اٹھایا تھا اور ان کی یہ حرکتیں شروع ہو گئی تھیں۔۔
آئی بھی چلی گئی تھیں ورنہ پھر کچھ آسانی ہو جاتی
تھی۔۔ موبائل اٹھا کے سالار کو کال کی۔۔

راستے میں ہو۔۔ آرہا ہوں۔۔ سالار جانتا تھا وہ اس
کے آنے کا ہی پوچھے گی ساوری نے بھی کچھ کہے بنا
کال بند کر دی۔۔ پانچ منٹ بعد سالار آگیا تھا۔۔

تینوں بچے ابھی وہیں کھڑے تھے بابا کو دیکھ کے اور
منہ بسورا۔

کیا کیا ہے تم نے ان کے ساتھ۔۔ تینوں کو سٹیچو بنے
دیکھ کے اس نے اپنا لیپ ٹاپ اور کوٹ سائڈ
صوفے پہ رکھا اور کف لنکس نکالتے اوپر فولڈ کیے
۔۔

اپنی فوج کو خود سنبھالا کریں یار ہی دماغ کھا جاتے
ہیں سارا دن میرا میں تھک گئی ہوں اب۔ وہ ان

سے پہلے رونے کی تیاری پکڑ چکی تھی۔۔ سالار کی تو
ساری عمر بچے سنبھالنے میں ہی گزر گئی تھی۔۔

باا۔۔ باا۔۔ سلوا دو قدم چل کے اس کے قریب آئی
اور اس کی ٹانگ سے لپٹی۔۔

شوی (شاہ ویر)۔۔ وہ شکایت لگا رہی تھی۔۔

کیا کیا ہے شاہ ویر نے۔۔ ناراض سی ساوری کو دیکھتے
سالار صوفے پہ بیٹھ چکا تھا۔۔

ٹانگ کھینچ رہا تھا اس کی۔۔ شاید ناخن لگا ہو گا۔۔

تو کاٹ دو نا ان کے ناخن۔۔

میرے پاس ٹائم نہیں ہوتا۔۔ ایک سوتا ہے تو دوسرا
جاگتا ہے۔۔ ایک کو چپ کرواتی ہوں تو تیسری
رونے لگتی ہے۔۔ میرا سارا دن انہیں میں گزر جاتا
ہے۔۔

اچھا اچھا۔۔ یہاں آؤ۔۔ سالار نے سلوا کو دوسرے
بازو پہ منتقل کرتے ساوری کو اپنے ساتھ بیٹھایا۔۔ شاہ
ویز اور شاہ ویر بھی اس کے گھٹنے سے الگے تھے۔۔
مما کو تنگ مت کیا کرو۔۔ تینوں کو گھورتے ساوری
کے سرخ ہوتے گال پہ انگوٹھا رب کیا۔۔

ما۔۔ ما۔۔ شاہ ویر کھسک کے اس کی گود میں چڑھا تو
شاہ ویر دیکھنے لگا اب اسے کون اٹھائے گا۔۔ سالار
نے آگے ہوتے اسے اپنے دوسرے تھائیز پہ بیٹھایا
۔۔

آپ کل سے انہیں اپنے ساتھ لے کے جائیں گے
۔۔ مجھے بھی چھٹی دے دیا کریں۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔ صبح انہیں تیار کر دینا۔۔ سالار
سلوا اور شاہ ویر کے ساتھ چھوٹی چھوٹی شرارتیں
کرنے لگا۔۔

میں کر دوں گی پھر نا کہنا۔

اوکے مائے بے بی۔۔ سالار نے گردن پھیر کے اسے
دیکھا۔ شاہ ویز ساوری کے سینے پہ ہاتھ رکھے اس
کے اندر گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔

یہ بتمیزی کر رہا ہے اب۔۔ سالار کی آنکھوں میں
ہلکی سی سرخی گھلی تھی شاہ ویز کو نیچے اتارتے شاہ
ویز کو پکڑا۔ وہ ابھی بھی فیڈ کرتا تھا۔ باقی دونوں
نے چھوڑ دیا تھا۔

ساوری اٹھ کے کچن میں چلی آئی۔۔ سالار انہیں
سنمبھال رہا تھا۔۔

ساوری کھانا لگانے لگی تھی۔۔

با۔۔ با تھا۔۔ سلوانے خوشی سے تالی بجائی تو سالار
ناچاہتے ہوئے بھی مسکرایا۔۔

تم لوگ یہاں آرام سے بیٹھو میں تمہاری ماما کی
ہیلپ کرواتا ہوں۔۔ تینوں کو واپس صوفے پہ بیٹھا
کے کچن میں ساوری کے پاس آیا۔۔

وہ دوسری طرف رخ کیے رونے میں مصروف تھی
۔۔۔ ہر دوسرے تیسرے دن یہی ہوتا تھا۔۔۔ اب
بھی سالار نے اسے پیچھے سے ہگ کرتے چہرا اپنی
طرف موڑا۔۔۔

ان آنسوؤں کو کیوں بے مول کرتی ہو یا۔۔۔ اس کی
آنکھوں پہ لب رکھتے سیدھا کیا۔۔۔

مجھے نہیں رہنا اس گھر میں۔۔۔ یہاں میں پاگل ہو
جاؤں گی۔۔۔

بچوں کے ساتھ ریلیکس رہا کرو وہ جو بھی کریں تم
ٹینشن کیوں لیتی ہو۔۔ وہ بچے ہیں انہوں نے ایسا کرنا
ہی ہے۔۔ تم پریشان ہو جاؤ گی حوصلہ چھوڑ دو گی تو
پھر کون دیکھے گا انہیں۔۔

مجھے نہیں پتہ ایک فل ٹائم میڈ رکھ دیں۔۔ یا بے بی
سٹر۔۔

اوکے۔۔ رکھ دوں گا لیکن پہلے والا کام نا ہو۔۔
نہیں ہو گا۔ پکا۔۔ پر سکون ہوتے اس کے سینے پہ سر
ٹکا دیا۔۔

-- اتنی سی دیر میں Both Love ما۔۔ بوتھ لو۔۔

ہی شاہ ویر کی انٹری ہو چکی تھی۔۔ تینوں چھوٹی

چھوٹی باتیں کرتے تھے۔۔ آدھی دھوری۔۔ پر وہ

پوری بات کا مطلب سمجھ جاتے تھے۔۔

یس۔ بوتھ لو۔۔ سالار نے سر ہلاتے ساوری کو خود

میں بھینچا اور چھوڑ دیا۔۔

پھر واپس مڑتے ہاٹ پاٹ اور سالن کا ڈونگہ اٹھا

کے باہر چلا آیا۔۔ باقی کی کچھ چیزیں ساوری رکھ چکی

تھی۔ پانی کی بوٹل اور گلاس لاتے۔۔ دونوں نے کھانا

کھایا۔۔ پھر سالار شاور لینے چلا گیا تھا۔۔ ساوری
تینوں کی چیزیں سمیٹ کے برتن دھو کے فارغ ہوئی
۔۔ تب تک بچے آپس میں ہی کھیلتے رہے تھے۔۔
کبھی کبھی تو ایک دوسرے کے بال تک نوچنے پہ
آجاتے تھے اور کبھی اتنے پیار سے رہتے تھے ہنستے
مسکراتے۔۔

سالار شاور لے کے ان تینوں کو ساتھ اندر لے آیا
۔۔ تینوں ان کے ساتھ بیڈ پہ ہی سوتے تھے۔۔ تینوں

کو ترتیب سے لٹایا۔۔ شاہ ویز ساوری کے پاس لیٹتا تھا
پھر شاہ ویر اور پھر سلوا سالار کے ساتھ۔۔

ساوری دونوں کی دودھ کی بوتلیں لے آئی تھی روم
فریزر میں رکھتے اپنے کپڑے چینج کیے اور ان کے
ساتھ آ کے لیٹ گئی۔۔ سالار اب اپنا سارا کام آفس
میں ہی ختم کر کے آتا تھا۔۔ گھر اسے بالکل بھی ٹائم
نہیں ملتا تھا۔۔ تینوں آگے پیچھے سو گئے تو ساوری بھی
ان کے ساتھ ہی سو گئی تھی۔۔ وہ دونوں ایک

دوسرے کو ویسے وقت نہیں دے پا رہے تھے جیسے
پہلے دیتے تھے۔۔

آدھی رات کو شاہ ویز ہلا تو ساوری جو دوسری طرف
رخ کیے لیٹی تھی فوراً سیدھی ہوئی۔۔ بارہ بجے کا ٹائم
تھا۔ سارا سلوا کو ہگ کیے ہوئے تھا۔۔ سوئے سوئے
شاہ ویز کو فیڈ کروانے لگی۔۔ ابھی وہ دوبارہ سویا بھی
نہیں تھا جب سلوا کسماتے رونے لگی۔۔ سالار نے
آنکھیں مسلتے اسے دیکھا۔۔ ساوری کی آنکھیں بند
تھیں شاہ ویز کو دیکھ کے اندازہ ہو گیا تھا وہ جاگ

رہی ہے۔۔ اٹھ کے سلوا اور شاہ ویر کی دودھ کی
بوتلیں نکال کے لے آیا۔۔ شاہ ویر کو سوتے میں ہی
پلا دیا۔۔ سلوا بھی پیتے پیتے سو گئی تھی پر شاہ ویر
ابھی بھی لگا ہوا تھا۔۔ سالار نے آگے ہو کے اسے
ساوری سے الگ کرتے سیدھا کیا پھر اس کی شرٹ
سیدھی کرتے سوئی ساوری کو دیکھا۔۔ چہرے پہ تھکن
اور معصومت واضح تھی۔۔

واپس سیدھے ہوتے وہ بھی آنکھیں موند گیا۔۔

صبح الارم کی اواز پہ انکھ کھلی تو پہلے اٹھ کے ساوری
نے نماز پڑھی۔۔ سالار بھی اٹھ کے مسجد چلا گیا تھا
۔۔

جب تک وہ واپس آیا ساوری بچوں کی ضروری اشیاء
ایک بیگ میں رکھ کے زپ بند کر رہی تھی۔۔
یہ انج اپ کے ساتھ جائیں گے اور میں آرام کروں
گی۔۔۔ بیگ بیڈ پہ رکھتے ڈریسنگ روم میں اتنی اور
بچوں کے کپڑے نکالے۔۔

سالار جو یہ سمجھ رہا تھا ساوری بھول جائے گی پر اب
وہ پھنس چکا تھا۔۔۔۔۔ دل کڑا کرتے اثبات میں سر
ہلا دیا۔۔

بچے کچھ دیر بعد اپنے وقت پہ اٹھے۔۔ شاہ ویز کو پہلے
فیڈ کرنا تھا باقی دونوں ایسے ہی اٹھ کے بیٹھ جاتے
تھے۔۔

سالار سر پہ نماز والی ٹوپی کیے پریشان بیٹھا سوچ رہا
تھا آج اس کے ساتھ کیا ہو گا۔۔

تو ہے لاجواب تیرے جلوے ہزار
میرا بھی پتہ ہے میں نامانوں کبھی ہار
تیری میری دنیاں میں بے حساب پیار
میں ہوں ایک اینجل اور ڈیول میرا یار۔۔

گانا شروع ہوا تو زیب نے پروفیشنل لڑکی کی طرح
ڈانس کرنا شروع کیا۔۔۔ زوہا سامنے صوفے پہ بیٹھی
اسے آنکھیں سکیڑے دیکھ رہی تھی۔۔

زیب سٹیپ بائے سٹیپ کرتا اس کے پاس آیا۔۔۔
کیا تم تیار ہو۔۔۔ زرا اونچی آواز میں پوچھا۔۔
کس چیز کے لیے۔۔

رومینس کے لیے۔۔ اور کس چیز کے لیے۔۔
پہلے سونگ مکمل کرو۔۔

او کے۔۔ زیب دوبارہ پیچھے ہوتے ٹھمکے لگانے لگا۔۔
زوہا کا ہنس ہنس کے برا حال ہو گیا تھا۔۔ کتنی دیر وہ
ایسے ہی اچھلتا کودتا رہا۔۔ پھر زوہا نے بھی اس کا
ساتھ دینا شروع کر دیا۔۔ وہ دونوں ڈانس کرنے
میں اتنے مصروف تھے کہ انہیں پتہ ہی نہیں چلا
شبیم اور اسفر گھر آگئے۔۔ ہوش تو تب آیا جب شبیم
نے اپنے پاؤں سے جوتا اتار کے رکھ کے زیب
کو مارا تھا۔۔

بے غیرت انسان۔۔۔ یہی رہ گیا تھا کرنے کو۔۔ اسے
لڑکیوں والے حلیے میں دیکھ کے چلائیں۔۔ اسفر
صاحب کھسیانے ہو کے اندر نکل لیے تھے۔۔ زوہا
بجاری دھڑکتے دل کے ساتھ ایک طرف کھڑی ہنسی
روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اگر دعوت کینسل نا ہوتی تو میں تو اپنے بیٹے کا یہ
روپ دیکھ ہی نا سکتی۔۔ شرمندگی سے سرخ ہوتے
اسے گھورا۔۔ کافی دیر اس کی درگت بنتی رہی تھی

--بچاروں کو بنا رومینس کے ہی اچھی خاصی برداشت
کرنی پڑ گئی۔۔

ہادی اپنی کلاس میں بیٹھا اسائنمنٹ کے پوائنٹس نوٹ
کر رہا تھا۔۔ پچھلے دو تین دنوں سے جیسی اسے نہیں
ملی تھی۔۔

میشی کی ایک بار ہی ملاقات ہوئی تھی اس سے۔۔
آج پھر ان کا جیسی کو پھنسانے کا پلین تھا۔۔ پوائنٹس

بنا کے وہ باہر آیا۔۔ سامنے اس کے دوستوں کا ٹولا
کھڑا تھا جنہوں نے آج کلاس سکپ کر دی تھی۔۔۔
یار۔۔ تم نے جو نوٹ کیا ہے ہمیں بھیج دینا۔۔ ایک
نے اسے دیکھتے فوراً کہا تو وہ سر ہلا گیا۔۔
اس کے پاس ٹائم نہیں تھا ان سے ملنے کا۔۔ اپنے
روم میں سیدھے آتے میشری کو کال کی۔۔۔
تم کب تک لے کے آرہی ہو اسے۔۔ ٹائم دیکھتے
پوچھا۔۔

بس آدھا گھنٹہ۔۔ میں اسے ابھی ملی نہیں ہوں۔۔

اوکے۔ جلدی کر لو مجھے آج شام گھر کے لیے بھی
نکلنا پئے۔۔

اوکے۔۔ بس پندرہ منٹ دو۔۔ کہ کے اس نے کال
کاٹ دی۔۔

ہادی بھی اپنے کپڑے چینج کرنے چلا گیا۔۔

پھر پندرہ منٹ بعد اپنے دوست کے فلیٹ میں پہنچ
گیا تھا۔۔۔

جیسی۔۔ بات سنو۔۔ میثی ہادی سے بات کرنے کے
پانچ منٹ بعد اس کے پاس آئی۔۔ تم میرے ساتھ
ایک جگہ چلو گی مجھے وہاں کچھ کام ہے واپسی پہ۔۔
کہاں جانا ہے۔۔ جیسی نے بکس بیگ میں ڈالتے اسے
دیکھا جو کافی پریشان نظر آرہی تھی۔۔

وہ یار لبنا اپنی دوست کے فلیٹ میں گئی ہے اس
نے کہا تھا واپسی پہ میں اسے پک کر لوں۔۔ پر ابھی
اس کی کال آئی ہے کہ جلدی آؤں۔۔

ہاں۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہیں کچھ غلط نا ہو جائے
۔۔ پلیز تم آو میرے ساتھ میں اکیلی نہیں جا سکتی۔۔
اوکے۔۔ وہ فوراً اٹھ گئی۔۔

اگلے دس منٹ میں وہ لوگ فلیٹ کے سامنے تھیں
اور فلیٹ کے اندر سے مار دھاڑ کی آوازیں آرہی
تھیں۔۔

دونوں خوف زدہ ہوتے رک گئیں۔۔

میرے خیال میں ہمیں اندر جانا چاہیے۔۔ مشی نے
ہمت دکھاتے دروازہ دھکیلا۔۔ پیچھے جیسی بھی داخل

ہوئی۔۔ اور دروازہ خود ہی بند ہو گیا۔۔ سامنے دو

کیمرے لگے تھے اور ایک کرسی پڑی تھی۔۔ جس پہ

میشی نے جیسی کو دھکیل کے زبردستی بٹھایا اور

رسیوں سے باندھ دیا۔۔ جسیمین کو تو کچھ سمجھ ہی

نہیں آرہا تھا اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔۔

میں مشیل ہدہ کی کزن۔۔ جانتی ہو ہدہ کو۔ دونوں

بازوؤں پہ ہاتھ رکھتے مثل اس کے سامنے جھکی۔۔

کیمرہ چل رہا تھا۔۔

کیا تم ہدہ کو جانتی۔ ہو۔۔ میثی نے دوبارہ اُونچی آواز

میں پوچھا تو اس نے خوف سے سر ہلا دیا۔۔

اس کا ایکسیڈنٹ نہیں۔۔ بلکہ مرڈر ہوا ہے۔۔

عین اسی وقت ہادی نے پیچھے سے ہاتھ پستل اس کی
کنپٹی پہ رکھی۔۔

م۔۔ میں نے نہیں کیا۔۔ م۔۔ میں نے ہی کیا ہے

۔۔ اصل میں۔۔ وہ۔۔ مجھ سے ہو گیا۔۔ وہ اتنی خوف

زدہ ہو گئی تھی پستل کی نوک سے کہ اس کے پسینے

چھوٹ گئے۔۔

کیسے ہو گیا۔۔ جان بوجھ کے۔۔ ہادی کی بھاری آواز
اس کے کانوں میں پڑی تو اس کا دل سمٹ گیا۔۔
یعنی وہ کب سے بے وقوف بنائی جا رہی تھی۔۔ میشی
اور ہادی ملے ہوئے تھے انہیں پتہ تھا کہ یہ سب
اس نے کیا ہے۔۔

میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ تم لوگ مجھے پھنسانے کی
کوشش کر رہے ہو۔۔

اچھا۔۔ چلو دیکھتے ہیں ہم لوگ تمہیں پھنسانے کی
کوشش کر رہے ہیں یا سچ میں ہی تم نے کیا ہے۔۔

ہادی نے اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتے کھولا اور چند سیکنڈ
انگلیاں چلانے کے بعد ایک ویڈیو اس کے سامنے کی
۔۔ جو کہ سڑک کی سی سی ٹی وی فوٹیج تھی۔۔ جس
میں ایک کار کو ایک ٹرالر بری طرح ہٹ کرتا ہے
۔۔ اور تیزی سے آگے گزر جاتا ہے۔۔ جو نہی وہ
ٹرالر آگے بڑھا اس کا نمبر سامنے شو ہوا۔۔ جسے
روک کے زوم کیا گیا۔۔

یہ گاڑی کا نمبر ہم نے ٹریس کیا۔۔ اور پتہ ہے جس آدمی کی یہ گاڑی ہے اس نے کیا کہا ہے۔۔ بلکہ خود ہی سن لو۔۔

ہادی نے دوسری ویڈیو اوپن کی۔۔ جس میں ایک بھاری وجود والا آدمی کرسی پہ اسی جگہ بیٹھا تھا اور اس نے ایکسیڈنٹ کا اعتراف کرتے جیسمن کا نام لیا تھا۔۔ جس سے اس نے پیسوں کی عوض دو لوگوں کی جان لی تھی۔۔ وہ بول رہا تھا اور جیسمن کا رنگ اڑ رہا تھا۔۔

اب تمہاری باری ہے۔۔ یا تو خود کو شرافت سے
پولیس کے حوالے کر دو۔۔ یا ہم ابھی تمہاری جان
لیتے ہیں۔۔ گن دوبارہ اس کی طرف کرتے سرد آواز
میں ہادی نے کہا تو زوہا کی جان نکلی۔۔
م۔۔ میں پولیس کے حوالے نہیں کروں گی خود کو
۔۔ اگر وہ کر دیتی تو کتنی بدنامی ہوتی۔۔
ٹھیک یے۔۔ پھر ہمارے ہاتھوں مرو۔۔

م۔۔ مار دو۔۔ پھر تم میں اور مجھ میں کیا فرق رہے گا
۔۔ تم بھی قاتل اور میں ں بھی۔۔ اس نے زہن
دوڑاتے اسے ایمو شنل بلیک میل کرنے کا سوچا۔۔
اوہ۔۔ میثی ہم نے یہ کیوں نہیں سوچا۔۔ ہادی سر
کھجاتے مسکرایا۔۔ پھر ہم لوگوں میں اور اس میں کیا
فرق رہ جاتا۔۔۔

ہاں۔۔ یار۔ ہم لوگ جو اتنے دنوں سے اس کے پیچھے
خوار ہو رہے ہیں وہ سب تو بیکار گیا۔۔ نا یہ پولیس

کے پاس جانا چاہتی ہے اور نا ہی یہ ہمارے ہاتھوں
مرنا۔۔

ہم اسے آزاد کر دیتے ہیں۔۔ کچھ سوچتے ہادی نے
مشورہ دیا۔۔ جیسی خوف سے دونوں کو دیکھ رہی تھی
۔۔

ہاں۔۔ یہ ٹھیک ہے۔۔ بس ہم نے اس سے اعتراف
ہی تو کروانا تھا۔۔ جو اس نے کر لیا ہے تو اب اسے
آزاد کر دیتے ہیں۔۔ کہتے اس نے رسیاں کھولنی

شروع کیں اور اسے آزاد کر دیا۔۔۔ لیکن آزاد
ہونے ہیں جیشی اپنی پرانی ٹون میں آئی۔۔

مجھے پہلے دن سے شک تھا تم دونوں پہ۔۔ تم دونوں
کا ہی افیر چل رہا ہے نا۔۔ ہدہ تو فضول میں ماری گئی
۔۔ مرنا تو تمہیں چاہیے تھا۔۔ اصل مجرم تو تم ہو۔۔
اونچی آواز میں کہتے وہ دونوں کو حیران کر گئی۔۔
میشی نے ہادی کو دیکھا تو وہ بھی حیران تھا۔۔ ایک
ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔۔

اب تم نے بکو اس ہی کرنی ہے۔۔ اپنے دل کو تسلی
دے لو یہی سوچ کے اور نکلو یہاں سے۔۔ ہادی
نارمل رہا۔۔ جیسی موقع پا کے فرار ہو گئی۔۔ پر یہ
اس غلط فہمی تھی کے اسے آزاد کیا گیا ہے۔۔ بلکہ
اسے اس کے بعد ایک ایسی قید سے دوچار کر دیا گیا
تھا کہ وہ کبھی اپنے گھر سے بھی نکل سکی۔۔
جو نہی پہ وہ ڈرائیو کرتے مین سڑک پہ آئی۔۔ ایک
تیز رفتار ٹرالر اس کی گاڑی سے ٹکرایا تھا۔۔ اس کی
گاڑی ہواؤں میں اڑتے دور جا گری۔۔

جیسی کے گھر میں کہرام آ گیا تھا۔ کسی نے سوچا بھی نہیں تھا اس لڑکی کے ساتھ اتنا بھیانک حادثہ ہو گا نا زندوں میں اور نا ہی مردوں میں۔۔

ایکسیڈینٹ اتنا خطرناک تھا کہ اس کے دونوں پاؤں گھٹنوں سمت کٹ گئے تھے۔ ایک بازو چھ جگہ سے ٹوٹا تھا۔ چہرے کی حالت بگڑ گئی تھی لیکن جان باقی تھی۔۔ دماغی توازن بگڑ گیا تھا۔ چھ دن قومہ میں رہنے کے بعد اسے ہوش آیا تھا۔ خود کو ایسی حالت

میں دیکھ کے وہ بس چیختی تھی۔۔ اس کی فیملی اسے
بمشکل سمجھانے کی کوشش کرتی ہر کیا زندگی رہ گئی
تھی۔۔

یا تو وہ ہدہ کی طرح مر جاتی۔۔ اس کی نسبت ہدہ
اچھی رہ گئی تھی۔۔۔

سالار کو گئے دو ہفتے ہو گئے تھے ساوری اکیلے بچوں
کو سنبھال سنبھال کے تھک گئی تو خود ہی ایک بے

بی بسٹر کا انتظام کر لیا۔۔ جو چوبیس گھنٹے ساتھ رہتی
تھی۔۔

ابھی بھی وہ شاہ ویز کو فیڈ کروا رہی تھی باہر صوفے
پر بیٹھی جب سالار کی کال آئی۔۔ صبح سے دوپہر ہو
گئی تھی سالار نے اب کال کی تھی۔۔ موبائل کو
دیکھتے کال پک کی۔۔

اسلام و علیکم۔۔ سالار دھوپ میں کھڑا تھا فون
سامنے کرتے اس کا چہرا دیکھنا چاہا جو سورج کی روشنی
میں بالکل بھی صاف نظر نہیں آیا۔۔

کہاں گھوم رہے ہیں۔۔ ساوری نے سلام کا جواب
دیتے اس کے بیک گراؤنڈ پہ نظر دوڑائی۔۔ پیچھے
کنسٹرکشن کا کام ہو رہا تھا۔۔ بلو کلر کے ہیلمٹ پہنے
کچھ لوگ وہاں اوپر چڑھے ہوئے تھے۔۔

کہیں نہیں۔۔ یہاں بلڈنگ پہ آیا ہوا ہوں۔۔ ابھی
واپس جاؤں گا کچھ دیر تک۔۔ وہ چلتا ہوا بلڈنگ کے
اندر آیا۔۔ لنٹر ڈال چکے تھے اس لیے وہاں اسے
ساوری کا چہرا نظر آگیا۔۔

بچے کیسے ہیں۔۔ پھر سالار نے خود ہی پوچھا۔۔

وہ ٹھیک ہیں۔۔۔ پر میں ٹھیک نہیں ہوں۔۔۔ بال اس
کے اجرے ہوئے تھے۔ دوپٹہ کہاں تھا کوئی پتہ
نہیں تھا۔۔۔

کیوں۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ طبعیت ٹھیک ہے۔۔۔
میں آپ کو مس کر رہی یوں۔۔۔ منہ بسورتے شاہ ویز
کو پیچھے ہٹایا۔۔۔ تو وہ پھر سے رونے لگا۔۔۔
کیا ہوا ہے اسے۔۔۔ سالار نے اس کی رونے کی آواز
سنی تو پوچھا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔ آپ کے بچے بہت بگڑتے جا رہے ہیں
۔۔ سارا دن چھوڑتا ہی نہیں ہے اسے کچھ اور پسند
ہی نہیں آتا۔۔

اچھی بات ہے نا۔۔ لوگ چاہتے ہیں ان کے بچے مدر
فیڈ کریں اور ایک تمہارا کرتا ہے اور تم۔۔

باقی دونوں سوتیلے ہیں پھر۔۔ اسے غصہ آیا۔۔ اسے
انہیں دیکھنے کا ٹائم ہی نہیں مل رہا تھا پچھلے تین چار
دن سے۔۔

اچھا پریشان نا ہو۔۔ میں بس ایک دو دن تک آنے
کی کوشش کرتا ہوں۔۔ ایک جاننے والے کو کہا ہوا
ہے کہ وہ یہاں ٹھہر جائیں کچھ دن۔۔ باقی دیکھو جو
اللہ بہتر کرے۔۔

وہاں بھی اپنا گھر لے لیں تاکہ آپ جب وہاں جائیں
تو ہمیں بھی ساتھ لے جائیں۔۔

میرا دماغ خراب ہے نا۔۔ سالار بے ساختہ بڑبڑایا۔۔
اچھا دیکھتا ہوں۔۔ تم شاہ ویز کو چپ کرواؤ۔۔ وہ ابھی
تک روں روں کر رہا تھا۔۔

پھر ساوری نے کال بند کرتے اسے گھورا۔۔ رونے
کی وجہ سے موٹی موٹی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔
میرا بچہ ماما کو اور کام بھی تو کرنے ہوتے ہیں نا
۔۔ اس کا گال چومتے سیدھا کیا۔۔

چلو آؤ دوسرا دودھو پیتے ہیں۔۔ وہ اٹھ کے اسے
کندھے سے لگا گئی تو اس نے بڑی سی ڈکار لی۔۔ اور
سارا دودھ اس کے کندھے پہ نکال دیا۔۔
سآوری نے اسے پیچھے کرتے دیکھا۔۔ شاید اس کا
پیٹ خراب تھا۔۔

اسے صوفے پہ لٹاتے آنٹی کو ڈھونڈھا لیکن شاید وہ
گھر نہیں تھیں۔۔

زارا۔۔ پھر بے بی سٹر کو آواز دی۔۔

جی میم۔۔ وہ دو منٹ میں حاضر ہوئی۔۔ تھوڑی دیر

اسے سنبھالو میں روم سے سیرپ لے آؤں۔۔ وہ

اسے شاہ ویز کے پاس چھوڑ کے اندر چلی گئی۔۔ کچھ

دیر بعد واپس آئی تو شاہ ویز اوندھے منہ ہو کے

گال سستی سے صوفے پہ ٹکائے ہوئے تھا۔۔

میرا بیٹا۔۔ کیا ہو گیا ہے ماما کی جان کو۔۔ اسے اٹھا
کے اپنی گود میں بٹھایا۔۔ ہر اسے سیرپ کے کچھ
ڈراپس دیئے وہ پھر بھی ٹھیک نہیں ہوا۔۔ رنگ پیلا
پڑ گیا تھا۔۔

پتہ نہیں انٹی کب آئیں گی۔۔ موبائل اٹھاتے ٹائم
دیکھا۔۔ وہ دو بجے کا کہہ کے گئی تھیں اور اب تین
بج رہے تھے۔۔ شاہ ویز کو اٹھائے وہ باہر لان میں
نکل آئی اس نے ابھی خود اپنے کپڑے کلیں کرنے
تھے۔۔

پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔۔ باہر آتے اس کے پیٹ
پہ ہاتھ رکھ کے دبایا تو اس نے منہ بسورا۔۔ یعنی وہیں
درد تھا۔۔ میں کیا دوں اب آپ کو۔۔ اسے اٹھائے
واپس روم میں آئی جو ڈراپس دیے تھے اس سے زرا
فرق نہیں پڑا۔۔ آدھے گھنٹے تک شاہ ویز برداشت
کرتا رہا پھر رونا شروع ہو گیا۔۔

اللہ۔۔ میرا پیارا بچہ۔۔۔ اس کے ہونٹوں پہ پیار
کرتے وہ خود بھی بہت پریشان ہو گئی تھی۔ جو

دوائیاں تھیں ان میں سے وہ فلحال کوئی نہیں دینا
چاہتی تھی۔۔

اچھا ایک کام کرتے ہیں ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں
۔ اس کے آنسو اپنی ہتھلیوں سے صاف کرتے اپنی
چادر اٹھائی اور بے بی سٹر کو بتا کے باہر نکل آئی۔۔
واچ مین انکل سے اوپر منگواتے وہ باہر نکلی پانچ
منٹ میں گاڑی آگئی تھی۔۔

گاڑی میں بیٹھتے ڈرائیور کو دیکھا وہ ایک لڑکی تھی
شکر ہے کچھ تسلی والی بات تھی۔۔

شاہ ویز مسلسل رو رہا تھا۔ اتنا تو وہ تب روئے تھے
جب پہلی بار ون منتھ کے بے بی کو حفاظتی انجیکشن
لگتے ہیں دونوں تھائز پہ۔۔

تب کا وقت یاد کر کے ابھی بھی اس کے رونگٹے
کھڑے ہو جاتے تھے۔۔

اس کی اپنی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی اس وقت
اور تینوں بچوں کے انجیکشن لگے تھے۔۔ وہ روتے
تھے تو ان کے ساتھ ساوری بھی رونے لگتی۔۔ ایک
کو شبنم پھپھو نے ایک کو سالار نے اور ایک کو آنٹی

نے سنبھالا تھا۔ ایک دن اور ایک رات وہ لوگ
بچوں کو گود میں اٹھا کے بیٹھے رہے تھے۔۔ پھر کہیں
جا کے ان کی تکلیف کوئی کم ہوئی تھی۔۔ اوپر سے
روتے بھی اتنے دکھی تھے کہ کسی کا بھی دل پیچ
جاتا۔۔

دس منٹ میں وہ کلینک پہنچ گئی تھی۔۔

ڈاکٹر رضوی چائلڈ اسپیشلسٹ وہ ان کے ہاں پہلے
بھی بچوں کا چیک اپ کرواتے رہتے تھے۔۔

کیا ہوا اسے۔۔ وہ بچے کا معائنہ کر رہے تھے ساوری
کو دیکھ کے پوچھا۔۔ سالار کے اچھے دوست بھی تھے

--

پتہ نہیں رو رہا ہے کب سے۔۔ پیٹ میں درد ہے
پلیز آپ پہلے اسے چیک کر لیں۔۔ وہ خود رو رہی
تھی۔۔ ڈاکٹر رضوی نے دوسرے بچے کو فارغ کر
کے شاہ ویز کو اٹھایا۔۔

بے بی کو کیا ہوا یے ابھی پتہ چل جائے گا۔۔ اسے
سائیڈ پہ پڑے بیڈ پر لٹاتے نرمی سے پیٹ کو دبایا
۔۔ تو منہ بسورتے سانس کھینچی۔۔

جب یہ سوتا ہے تو اس کی سانس لینے کی آوازیں
آتی ہے مینز گھر گھر ٹائپ کی۔۔ انہوں نے
باقائدہ آواز نکال کے بتائی۔۔

ہاں جی۔۔ بہت زیادہ اتی ہے کبھی کبھی تو۔۔ کیوں۔۔
آئی ہوپ سو کے سب ٹھیک ہو پر مجھے لگتا ہے اس
کی سانس کی نالی تنگ ہے۔۔ انہوں نے پیشہ ورانہ

انداز سے اس کی پسلیوں پہ ہاتھ رکھتے تین انگلیوں
سے دبایا۔ اتنے چھوٹے بچے کا الٹرا ساونڈ تو نہیں ہو
سکتا تھا۔ پھر کچھ دوائی دیں۔ ابھی ابھی اسے سانس
لینے کی پرابلم ہو رہی تھی۔

مجھے لگا پیٹ میں درد ہے۔۔ وہ حد سے زیادہ ٹینشن
میں آئی۔ اسے بھی تو استھما تھا شاید شاہ ویز کو
بھی۔۔

اللہ نا کرے اپنی سوچوں کو جھٹکا۔

پیٹ میں بھی درد ہے۔۔ لیکن وہ بس گیس وغیرہ ہو
جاتی ہے بچوں کو اس لیے۔۔ آپ یہ دوائیں لے لیں
انشاء اللہ ڈیڑھ دو سال تک بالکل ٹھیک ہو جائے گا
۔۔ آپ کو احتیاط کرنی ہے بس۔۔

کوئی استھما وغیرہ۔۔

نہیں نہیں۔۔ بچہ ماشاء اللہ بالکل ٹھیک ہے۔۔ بس
سانس کی نالی باریک ہے جو جلدی ٹھیک ہو جائے گی
۔۔ ڈاکٹر نے پرچی اسے پکڑائی تو ساوری نے پکڑی

میرے پاس پیسے نہیں ہیں جلدی میں نکلی آئی تو۔۔
اوکے سالار سے ملاقات ہو ہی جائے گی۔۔ وہ دھیمے
سے مسکرا دیئے۔۔۔

پھر ساوری اسی کیب میں واپس آئی تھی۔۔ ڈاکٹر نے
شاہ ویز کو میڈیسن دے دی جس سے اب وہ
خاموشی سے لیٹا تھا اس کی گود میں۔۔۔ سستی ابھی
بھی تھی۔۔

اللہ جی میرے بیٹے کو جلدی سے صحت یاب کریں
۔۔ وہ اس کے اندر گھس رہا تھا تو ساوری نے چادر
پوری پھیلاتے اسے اپنے اندر چھپا لیا

صبح کا سورج اپنی خوبصورت سی کرنیں ہر سو بکھیرتا
شفق کے رنگ نمایاں کر رہا تھا وہ سفید رنگ کی کھلی
فراک پہنے ہاتھ میں پانی کا پائپ لیے جو کہ لان
میں لگے نل سے جڑا ہوا تھا پودوں کو پانی دے رہی
تھی ہلکی ہلکی سی دھوپ اسکی روح کو سکون پہنچا رہی

تھی ایک ہاتھ کمر پہ ٹکائے وہ سیدھے ہاتھ سے گلاب
کے پودے پہ پانی نچھاور کرتی لبوں کو واہ کرتی
مسکرائی۔۔ اس کا پیٹ کافی بڑھ گیا تھا۔۔ ساتواں
منتھ سٹارٹ ہو چکا تھا۔۔

زیب

کسی کی ہنسی کی آواز سنتے۔۔ نیم بیدار ہوا ہوش کی
وادیوں میں آتے وہ پہچان چکا تھا کہ یہ آواز زوہا کی
تھی صبح صبح اسکی کھکھلاتی آواز اسکی سماعتوں سے
ٹکراتی اسے بھی مسکرانے پہ مجبور کر گئی اپنے اوپر

سے کبل ہٹاتے کہنیوں کے بل اٹھتے وہ بیڈ پہ ہی
سیدھا ہو بیٹھا۔۔

میڈم صبح صبح اٹھ گئی ہیں آج۔۔۔! وہ نفی میں سر کو
جھٹکتے اپنے پیروں میں چپلیں اڑیستا کبل کو ایک
سائیڈ پہ کرتے آرام آرام سے چلتے کمرے سے نکلا۔
لاونج عبور کرتے وہ باہر کے لان کی جانب آیا۔
میری کیوٹ سی ڈارلنگ۔۔۔! وہ زوہا کے قریب
آتے اسکے پیٹ پہ اپنے دونوں بازو باندھتا اسے اپنے
نزدیک کرتا اسکے کندھے پہ اپنا سر ٹکا گیا۔۔۔

زیب تم اٹھ گئے۔۔۔! وہ خوشی سے چہکی۔

دیکھو یہ گلاب کے پھول کتنے کھل اٹھے ہیں وہ
مسکرا کر کہتی اب چنبیلی کے پھولوں پہ پانی نچھاور کر
رہی تھی پانی کا بہاؤ کم تھا اس وجہ سے وہ پودوں پہ
چھڑکاؤ آسانی سے کر رہی تھی۔

ہاں تمہارے گالوں کی طرح وہ اسکے گالوں سے اپنی
داڑھی رگڑتے اسے تلملانے پہ مجبور کر گیا۔

زیب کے بچے۔۔۔!! وہ غصے سے ناک پھلاتی پائپ
کا رخ اپنے پیچھے کھڑے زیب کے اوپر کرتی اسے
بھگو گئی۔۔

زویسی۔۔ نہیں کرووو۔۔۔

زیب ایک ہاتھ سے اسکی کلائی پکڑے دوسرے
ہاتھ سے پانی کا پائپ اس سے کھینچا۔۔

پھر پائپ کا رخ اس کی جانب کرتے اس پہ بھی پانی
ڈالتا اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کر
گیا۔

!ز ز ز ی ب چھوڑو مجھے پانی بند کرو۔۔۔۔۔

کیوں چھوڑوں؟ خود ہی شروع کیا تھا نا اب بھگتو وہ
اسے خود میں بھینچے پانی کے پائپ کا رخ آسمان کے
طرف کرتا سیدھے ہاتھ کی شہادت انگلی آگے کرتے
پانی پھوار کی طرح خود پہ برسانے لگا۔

زیب بب بس نا سردی لگ رہی ہے۔۔۔! پہلے ہی
موسم کتنا ٹھنڈھا ہو رہا ہے۔۔

اوو آئی ایم سوری زوہا۔۔۔! وہ میں۔۔۔! وہ اسکی
حالت دیکھتے گبھراتے ہوئے بولا تھا۔

زوہا تم چلو اندر۔۔۔“ وہ پانی کے پائپ کو لان میں
چھوڑتے زوہا کو لیے اندر کی طرف بڑھا
سردی۔۔۔! لگ رہی ہے مجھے گرمی میں بھی۔۔۔!
وہ اس کے ساتھ چلتی بول رہی تھی۔
زیب نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھا لیا۔
لاؤنج میں داخل ہوا۔۔۔ اسکا وجود اب بھاری ہو
رہا تھا آرام سے چلتے وہ کمرے کی طرف آیا۔
تم بیٹھو میں کپڑے۔۔۔! وہ کمرے میں داخل ہوتے
اسے بیڈ کی طرف لے جاتے بولا۔

نہیں زیب میں کوئی بچی تو نہیں ہوں نا جو روز تم

مجھے کپڑے چینج کروائو۔۔۔! وہ منہ بُھلاتی ہوئی

گردن دوسری طرف موڑ گئی زیب کو بے اختیار اس

پہ ٹوٹ کہ پیار آیا۔۔۔ وہ اب بھی اسکی بانہوں میں

تھی اسکے گال کو چٹاچٹ چومتے زیب نے جیسے اسے

اپنے پیار سے متعارف کروایا۔

گندے۔۔۔۔!! وہ اپنے گال کو رگڑتی واپس اپنے

ہاتھ کو اسکے گلے میں ڈال گئی۔

اچھا تم خود ہی چینج کر لینا لیکن ابھی تو نہیں۔۔۔!! وہ

ذو معنی کہتے اسے بیڈ پہ لٹاتے اسکے پیروں سے

سلیپرز اتارتے اسکے اوپر آیا تھا لیکن اپنا وزن اس

نے زوہا پہ کم ہی ڈالا

میری پیاری سی وائفی تم کتنی خوبصورت ہو۔۔۔! وہ

اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں کہتے زوہا کو

دیوانہ کر گیا۔۔ پچھلے۔ کچھ دنوں سے وہ مصروف تھا

اور زوہا کی بھی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اس لیے

وہ جلدی سو جاتی تھی اور زیب دیر سے آتا تھا۔۔

انج صبح وہ اس کے جاگنے سے پہلے جاگ گئی تھی اور
اب زیب کی بے باکیوں کا نشانہ بننے والی تھی۔۔

جاناں۔۔۔!! جانِ جاں۔۔۔۔! وہ ہلکی ہلکی آواز میں
کہتے اسکے ماتھے پہ بوسہ دیتا اسکے گالوں کو چومتے
اسکے ہونٹوں پہ آیا تھا۔

زیب مم مت کرو۔۔! وہ اپنے سر کو نفی میں ہلا
رہی تھی زیب کی یہ آواز اسے پاگل کر رہی تھی۔

کیوں۔۔۔؟؟ وہ عالم مدہوشی میں کہتے اسکے کانوں کی

لو کو چومتے اسکے بالوں کی خوشبو خود میں اتارتے

اس میں مگن ہوا

زیب۔۔۔!! وہ اپنے سینے پہ اسکے ہاتھوں کا لمس

محسوس کرتی جی جان سے کانپی۔۔

جی جانِ زیب۔۔۔! وہ اسکے نرم ملائم وجود کو اپنے

لبوں سے چھوتے اسے بے چین کرتا اسکے نازک

سے سینے کو چومتا اسے بے بس کرنے لگا۔۔

ایک ہاتھ اسکے بالوں میں پھنسائے وہ اس کے لبوں
کو اپنے ہونٹوں میں دباتا چومنے لگا ایک ہاتھ سے
اس کے سینے کو سہلاتا تو کبھی دباتا جس پر وہ سسکنے
کی کوشش کرتی مگر وہ اس کی سسکی ہونٹوں میں دبا
لیتا وہ اسکی بلی کو چومتا کبھی سکن کو کس کرتا اس
پر زبان پھیرتا اسے مزید بے چین کر گیا۔ وہ آہستہ
آہستہ نیچے کی جانب بڑھ رہا تھا اور اس کے نازک
حصے کو ہاتھ سے سہلاتا مسکرا نے لگا جس سے اس کا

وجود جھٹکے کھاتا اس کا ابھرتا سینہ اسے پاگل کر رہا
تھا۔

آہ جانم۔۔۔!! وہ اسکے سینے کو چومتے اس میں سے
رس بھی نچوڑنا چاہ رہا تھا اسکے سینے کو اپنے ہاتھوں
سے مسلتے نیچے کی جانب ہوتے اسکے تھائیز کو چومتے
اس کو بھی مدہوش کر گیا۔

زیب اور زور سے کرو۔۔۔!!! وہ اپنی مٹھی میں بیڈ
شیٹ کو جکڑتے اسے مزید جنون دلواتی بولی۔
واقع۔۔ اسے اچھا لگا لگ رہا

اور زور سے اچھا۔۔۔!! وہ اسکے نازک حصے کو زور
زور سے جھٹکے دے رہا تھا لیکن اس عمل میں وہ
آہستگی میں لا رہا تھا۔

زیب زور۔۔۔!! وہ سسکی۔

اتنے زیادہ زور سے نہیں کر سکتا۔۔۔! ورنہ تم جانتی
تو ہو میرا اسٹیمنا کتنا اسٹرانگ ہے۔۔۔! وہ مسکراتے
ہوئے اس پہ اپنی نیم شدتیں واضح کر رہا تھا۔

ساوری شاہ ویز کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔۔ ڈاکٹر نے
دس دن کی میڈیسن دی تھی اور آج اٹھواں دن تھا
۔۔ وہ کافی بہتر تھا پہلے سے لیکن ساوری کو نہیں
چھوڑ رہا تھا۔۔ باقی دونوں بچوں کی نسبت وہ کمزور
بھی ہو گیا تھا۔۔

زارا۔۔ ان کا سری لیک بنا دو میں اسے کھلاتی ہوں
پھر۔۔ شاہ ویز کو خود سے لگائے وہ فلور بیڈ پہ بیٹھی
تھی۔۔ سلوا اور شاہ ویر پاس ہی بیٹھے کھلونوں سے
کھیل رہے تھے۔۔

میں کھلا دوں گی میم۔۔ آپ شاہ ویز کو دیکھیں۔۔ ان دنوں اس نے واقع بہت ہیلپ کی تھی اس کی۔۔ سالار نے جس ادمی کا کہا تھا وہ آیا ہی نہیں تھا جس وجہ سے اسے اور دن لگ رہے تھے۔۔ ڈاکٹر رضوی دو بار گھر آ کے شاہ ویز کو چیک کر کے گئے تھے۔۔ کچھ دیر بعد زارا بھی سریلیک کا بڑا باؤل بنا کے وہیں آگئی۔۔ اس نے کافی کام سمیٹ لیے تھے۔۔

میم آپ ان بچوں کو لے کے اتنی ٹینشن کیوں لیتی
ہیں۔۔ چھوٹے بچے تو بیمار ہوتے رہتے ہیں۔ شاہ ویز
بھی ٹھیک ہو جائے گا۔

ان کے بابا گھر نہیں ہیں۔۔ انہیں کچھ ہو گیا تو میں
انہیں کیا جواب دوں گی۔۔

ان کے بابا کب آئیں گے۔۔ زرا نے پوچھا۔۔

کوئی پتہ نہیں۔۔ ان کا کام ختم ہو گا تو نا۔۔

چلیں اللہ جلدی ان کے کام ختم کروائے۔۔ سلوا کے
منہ میں سری لیک کا چیچ ڈالتے کہا۔۔

ابھی وہ لوگ وہیں بیٹھی تھیں جب باہر لیونگ روم کا
دوازہ کھولتے سالار اندر داخل ہوا۔

اسلام و علیکم۔۔ اونچی آواز میں کہتے متوجہ کیا تو
ساوری شاک ہوئی۔۔

میں ہی ہوں سچ میں۔۔ سالار بیگ رکھتے قریب چلا
آیا تھا زارا سر جھکائے کھڑی ہو گئی۔۔ ساوری شاہ ویز
کو فلور بیڈ پہ رکھتے سالار سے چمٹ گئی تھی۔۔

مجھے یہ سرپرائز بہت اچھا لگا۔۔ کتنی دیر وہ اس کے
سینے سے لگی رہی پھر سر اٹھاتے اس کے ہونٹوں پہ
ہونٹ رکھے۔۔ زارا وہاں سے چلی گئی تھی۔۔

ساوری پیچھے ہٹی تو سالار نے دوبارہ اس کے ہونٹوں
پہ ہونٹ رکھتے لمس محسوس کیا۔۔

میں بتا نہیں سکتی آپ کو کتنا مس کیا۔۔ خوشی سے
آنکھیں نم ہونے لگی تو سالار نے اسے پھر سے خود
میں بھینچ لیا۔۔

بچوں کو بھی مل لوں۔۔ اسے ساتھ لگائے مسکراہٹ
دبائی وہ بچوں کی طرح اسے پکڑے کھڑی تھی۔۔
نہیں۔۔ وہ بعد میں آئے ہیں۔۔

ہاں بعد میں تو آئے ہیں پر۔۔ اسے نرمی سے ہٹایا
پھر گال چوما۔۔

لو۔۔ تمہیں ہنسنا چاہیے اور تم رو رہی ہو۔ اس کی نم
آنکھیں دیکھتے گھورا۔۔

آپ کو دیکھ کے خوشی سے آنسو آئے ہیں۔۔ وہ
جلدی سے مسکرائی۔۔ پھر سالار کی توجہ بچوں کی

طرف ہوئی تھی۔۔ شاہ ویز سستی سے لیٹا تھا۔۔ پہلے
اسے اٹھا کے چوما۔۔

کیسی طبعیت ہے میرے بیٹے کی۔۔ اسے سینے سے
لگاتے نرمی سے پوچھا۔۔

ٹھیک ہے اب پہلے سے۔۔ کچھ دن بہت بیمار رہا ہے
۔۔

شام کو پھر چلیں گے ڈاکٹر کے پاس۔۔ اسے اٹھائے
سلوا کو بھی پیار کیا۔۔ شاہ ویر اپنے پاؤں تھامے بیٹھا

تھا۔ سالار کو دیکھتے چپکے چپکے مسکرا رہا تھا۔ وہ اب
سالار کو پہنچاتے تھے۔

سالار وہیں ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ کافی دیر پانچوں
ساتھ بیٹھے کھیتے رہے۔

ساوری انہیں سری لیک کھلاتی رہی۔

اب میں چینج کر لوں فریش ہو لوں۔

اوکے۔ ساوری نے اس کی گود سے شاہ ویز کو لیا۔

پھر سالار اٹھ کے اندر چلا گیا۔ ساوری بھی سری

لیک کھلا چکی تھی۔

زارا کو آواز دے کے بچوں کو اس کے پاس چھوڑا
اور خود سالار کے پیچھے روم میں آئی۔۔

اسے کپڑے نکال کے دیئے سالار جوتے اتار رہا
تھا۔۔

آپ کا زخم ٹھیک ہو گیا ہے۔۔

ہاں۔۔ ٹھیک ہوں اب تو۔۔ سیدھے ہوتے شرٹ اٹھا

کے دیکھا اب بس نشان رہ گیا تھا۔ ساوری نے

کپڑے بیڈ پہ رکھتے بے ساختہ نشان کی طرف دیکھا

--

یہ داغ نہیں جائے گا اب۔۔ اسے افسوس ہوا

داغ تو اچھے ہوتے ہیں۔۔ سالار نے بے ساختہ کہا تو
ساوری ہنس دی۔۔

وہ کپڑوں کے لیے اچھے ہوتے ہیں۔۔۔

جہاں بھی ہوں۔ سالار نے اپنی پینٹ کی پاکٹ سے
کف لنکس نکال کے اس کے ہاتھ میں دیئے پھر
کپڑے اٹھا کے باتھ روم میں چلا گیا۔۔ ساوری نے
اس کے جوتے اٹھا کے ریک میں رکھے۔۔ کف
لنکس باکس میں ارینج کیے پھر اس کا ویٹ کرنے لگی

-- کچھ دیر بعد سالار فریش ہو کے باہر آیا تو وہ ابھی
وہیں کھڑی تھی۔

اس کا دل کر رہا تھا وہ بس سالار کو دیکھتی رہے
۔۔ تقریباً مہینہ تو ہو ہی گیا تھا اسے گئے۔۔ جب تک
وہ بال بناتا رہا ساوری روم میں ہی گھومتی رہی۔
وہ لڑکی کون ہے۔۔ سالار نے آئے سے اسے دیکھا

بے بی سٹر رکھی ہے بہت اچھی لڑکی ہے۔۔

کہاں سے مل گئی۔۔ وہ بھی بہت اچھی لڑکی۔۔ آج
کل کے دور میں ڈھونڈنا بہت مشکل ہے۔۔

آئی نے ڈھونڈھی ہے۔۔ شکر ہے اچھی ہے ورنہ پتہ
نہیں میں کیسے ہینڈل کرتی۔۔ اس دن بھی شاہ ویز کو
جب لے کے گئی تھی ڈاکٹر کے پاس باقی دونوں کو
اسی کے پاس چھوڑا تھا۔۔

پھر بھی نظر رکھنا۔۔ ایسے لوگ پہلے اعتماد جیتتے ہیں
پھر بڑا ہاتھ مار کے جاتے ہیں۔۔ اور ابھی میں ایسی
سیچویشن میں نہیں ہوں کہ نقصان افرڈ کر لوں۔۔

بلکہ اب میں اگیا ہوں تو اسے فارغ۔۔۔

میم۔۔ سالار کی بات بچ میں ہی تھی جب دروازہ
ناک ہوا۔۔

ہاں اجاو۔۔ ساوری نے خود ہی دروازہ کھول دیا۔۔
میم یہ شاہ ویز رو رہا ہے۔ روتے شاہ ویز نے اسے
دیکھ کے منہ بسورا۔۔

ساوری اسے پکڑ کے بیڈ پہ آئی۔۔ زارا سالار کو دیکھ
رہی تھی۔۔

اتنا ہینڈ سم بندہ۔۔ وہ ساوری سے بڑی تھی۔۔ تو اس
کی بات بن سکتی تھی۔۔ امیر بھی تھا۔۔ اسے دیکھتے
جانے کون سی سوچوں میں گم تھی جب سالار نے
اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔۔

مانا کے خوبصورت ہوں پر اتنا بھی نہیں کے تم اپنے
ہوش و حواس کھو دو۔۔ لطیف سا تنز کرتے سنجیدگی
سے کہا۔۔

س۔ سوری سر ایچولی میں کچھ اور سوچ رہی تھی۔۔

جلدی سے خود کو کمپوز کرتے نظریں پھیریں

۔۔ ساوری اچنبھے سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

اصل میں مجھے پانچ ہزار روپے کی ضرورت ہے۔۔

کیا آپ مجھے میری پے منٹ سے ایڈوانس دے دیں
گے ابھی۔۔

پانچ ہزار۔۔ سالار نے آئی برو اچکائے۔۔

جی۔۔

اوکے۔۔ سالار واپس مڑ کے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس
آیا جہاں اس کا والٹ رکھا تھا اسے کھولتے پیسے
نکالے اور زارا کو پکڑائے۔۔ وہ خاموشی سے لے کے
باہر نکل گئی۔۔

کتنی پے فکس کی ہے۔۔

تیس ہزار منتھلی۔۔ ساوری شاہ ویز کو فیڈ کروانے لگی
تھی۔۔

دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔۔ کرنا کیا ہوتا ہے اس نے
بس سری لیک کھلاتی ہے بچوں کو۔۔ پیپر بھی تم

چیلنج کرتی ہو سلاتی بھی تم ہو فیڈ تم نے کروانا ہے
ان کے کپڑے سب کچھ تم کرتی ہو تو اسے تیس
ہزار کس خوشی میں۔۔ اس کا پارا چڑھا۔۔

ایمانداری سے کام کرنا بھی کسی چڑیا کا نام ہے۔۔ وہ
میرے بچوں کو دیکھتی ہے یہی کافی ہے۔۔۔

نہی۔۔ یہ کافی نہیں ہے اور مجھے یہ کچھ بھائی بھی
نہیں ہے اسے فارغ کرو آج ہی۔۔

ہبی۔۔ آپ نے آتے ہی اپنا حکم چلانا شروع کر دیا
ہے۔۔ وہ چڑ گئی۔۔ شاہ ویز اس کے انداز پہ چہرہ باہر
نکال کے اسے دیکھنے لگا تھا۔۔

اپنا حکم نہیں چلا رہا۔۔ میں نے دنیا دیکھی ہے اور
جانتا ہوں کون کیسا ہے۔۔ مجھے یہ ٹھیک نہیں لگ
رہی اسے فارغ کرو میں خود ڈھونڈھ کے دوں گا

کیا پتہ وہ ایڈجسٹ کرے ہمارے ساتھ یا نا۔۔ اس
نے خدشہ ظاہر کیا

جن لوگوں نے کام کرنا ہوتا ہے وہ خود کو ہر جگہ
ایڈجسٹ کر لیتے ہیں۔۔ ڈونٹ وری۔۔ اسے کتنے دن
ہو گئے ہیں آئے۔۔ ساتھ پوچھا۔۔

یہی کوئی بیس دن۔۔

ٹھیک ہے۔۔ پانچ ہزار لے گئے ہیں باقی پندرہ ہزار
دے کے فارغ کرو۔۔

پندرہ۔ کیوں۔۔ پچیس۔۔ وہ احتجاجا چیخی۔۔

بیس دن ہوئے ہیں اسے آئے۔۔ یہ بھی غنیمت
جانوں کے بیس ہزار دے رہا ہوں ورنہ کام اس

نے پانچ ہزار کا بھی نہیں کیا ہو گا۔ اس کا موڈ بگڑ چکا تھا۔

اچھا نا۔ اب موڈ نا خراب کریں۔ دے دوں گی۔
ہم سالار سر جھٹکتے باہر نکل آیا۔ وہ بچوں کے ساتھ
بیٹھی ہل ہل کے کچھ گا رہی تھی۔ اسے دیکھ کے
مسکراتے سائڈ پہ ہو گئی۔

سالار دونوں کو اٹھا کے اندر لے آیا۔

آئی کب سے نہیں آرہی ہیں۔ اندر آتے دوبارہ
سوالوں کا سلسلہ جاری کیا۔ ساوری نے تیزی سے

شرٹ کا گلہ درست کیا۔۔ سالار نے نوٹ کرتے
ہوئے بھی اگنور کیا۔۔

آج ہی نہیں آئیں۔۔ ان کی طبعیت ٹھیک نہیں
تھی۔۔

اب وہ بھی لا پرواہی کرنے لگ گئی ہیں۔۔ بچوں کو
اس کے پاس رکھتے شاہ ویز کو لیا۔۔

ساوری نے اسے پکڑایا تو اس نے اٹھا کے کندھے
سے لگایا۔۔

شاہ ویز کی وجہ سے سلوا اور شاہ ویر اس کا فیڈ کرنا
بہت کم کر گئے تھے۔۔

آنکھیں اور دماغ کھلی رکھا کرو۔۔ فیل کیا کرو اس
پاس کچھ معمول سے ہٹ کے تو نہیں ہو رہا۔۔ سب
کچھ ملازموں کے حوالے نہیں کر دیتے۔۔

اچھا نا۔۔ اب بس بھی کر دیں۔۔ وہ بیچاری کتنی
ضرورت مند تھی آپ ایسے ہی اس کے پیچھے پڑ گئے

--

اس کی شکل سے تو نہیں لگتا وہ ضرورت مند ہے۔۔
مجھ دیکھ کے ایسے مسکرا رہی تھی جیسے۔۔

وہ۔ مسکرائی آپکو دیکھ کے۔۔ ساوری کو جھٹکا لگا فوراً
اس کی طرف گھورتے دیکھا۔۔

ہاں۔۔ اور حرکت ایسے کی ہے جیسے میں اس کا شوہر
ہوں۔۔ ایسے تو تم بھی نہیں کرتیں۔۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں۔۔ یا مجھے تنگ کر رہے ہیں۔۔
مشکوک نظروں سے دیکھتے وہ اٹھ گئی۔۔

سچ کہہ رہا ہوں۔۔ سالار کا جواب سننے سے پہلے وہ
باہر نکل آئی تھی۔۔ اور محترمہ زارا صاحبہ ایک شو
پیس کے سامنے کھڑی اپنے بال درست کر رہی تھی
۔۔ جیسے خود کو فٹ دکھانے کی کوشش میں ہو۔۔ اور
ساوری کو چڑھ گیا غصہ۔۔

زارا باجی۔۔ اپ فارغ ہیں آج سے۔۔

ک۔۔ کیا مطلب۔۔ اسے واقع ساوری کی بات نہیں
سمجھ آئی۔۔

آج ہی میرے ہی آئے ہیں اور تم ان پہ ڈورے
ڈالنے لگی ہو۔۔ دماغ خراب ہے نا ان کا جو تم سے وہ
ایمپیرس ہونگے۔۔

ارے ارے۔۔ صبر کریں آپ کیا بول رہی ہیں مجھے
کچھ سمجھ نہیں نہی آرہا۔ وہ فوراً معصومیت خود پہ
طاری کرتے روہانسی ہوئی۔۔ پر ساوری اس کا آتے
ہی جو انداز دیکھ چکی تھی اب اس پہ اعتبار کرنا نا
ممکن تھا۔۔

سالار بھی ان کی آواز سن کے باہر چلا آیا۔۔ ساوری
شدید غصے سے زارا کو گھور رہی تھی بے ساختہ سالار
کے ہونٹ پھیلے۔۔ سالار کے معاملے میں باقی
عورتوں کے ساتھ اس کا الگ ہی روپ ہوتا تھا اور
ابھی بھی وہ اسی روپ میں تھی آنکھوں میں اشتعال
لیے کچھ بھی کر جانے کے لیے تیار۔۔
پر سالار نے بر وقت زارا کو اس کی پے منٹ دے
کے بھگا دیا۔۔

ابھی تو شکر کرو پیسے مل رہے ہیں۔۔ ورنہ اس کے
بس میں ہو تو صرف ٹوٹا ہوا منہ لے کے جاؤ۔۔ اس
نے پکڑنے سے انکار کیا تو سالار نے اسے رسائیت
سے باور کروایا۔۔ ناچار وہ پیسے لے کے نو دو گیارہ ہو
گئی۔۔۔

لیونگ روم کا دروازہ بند کرتے وہ واپس مڑا تو ساوری
اسے گھور رہی تھی۔۔

بس اب تمہیں کوئی بھی کام ہو تو مجھے کہہ دیا کرو
ایسے ہی فضول لوگوں کو رکھنے کی ضرورت نہیں ہے
--

شکریہ۔۔ آپ نے مجھے نقصان سے بچا لیا۔
اور خود کو بھی۔۔ سالار نے دبدو جواب دیا۔۔ اگر
میں اس کے جھانسنے میں آجاتا تو دو دو بیویوں کا۔
جسٹ شٹ اپ ہی۔۔ زیادہ خوش فہمیاں ناپالیں
آج نہیں تو کل پتہ چل ہی جاتا مجھے۔۔ پھر آپ کو
پتہ ہی ہے آپ کی ایکس وائف کا کیا حال ہوا تھا۔

پاؤں پٹختے اسے دھمکایا اور تن فن کرتی روم میں چلی
گئی۔۔

سالار گہرے انداز میں مسکرایا۔۔ محبوب عورت
صرف محبت نہیں کرتی بلکہ ڈرا کے رکھنے کا بھی ہنر
جانتی ہے۔۔

دل اندر تک سرشار ہو گیا تھا۔ کتنا مس کر رہا تھا وہ
یہ سب اکیلے رہ کے دماغ بھی شل ہو گیا تھا اس کا
تو۔۔

میں ابھی جیسی سے مل کے آرہی ہوں۔۔ قسم سے
اس کی حالت دیکھ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں
۔۔

ہادی لائبریری میں بیٹھا تھا وہ اسے ڈھونڈھتی وہاں
چلی آئی۔۔

تم سے کس نے کہا تھا اس کے پاس جاؤ۔۔ ہادی نے
ناگواری سے بک سے نظریں ہٹائیں۔۔

میرا دل کر رہا تھا دیکھنا چاہ رہی تھی اس کا کیا حشر
ہوا ہے۔۔

اور مجھے گلٹ فیل ہو رہا ہے اس دن سے ہم لوگوں
نے اس کی زندگی برباد کر دی ہے۔۔ اگر اس نے
جرم کیا ہے تو اس کی سزا اسے اللہ دیتا ہم کیوں۔۔
اوہو وون۔۔ ابھی ہادی بول رہا تھا جب لائبریرین
نے انہیں بولنے پہ گھورا تو وہ خاموش ہو گیا۔۔

تمہیں اس کے لیے گلٹ فیل ہو رہا ہے ہادی جو ہدہ
کو مارنے کے بعد بھی پرسکون تھی۔۔ جس نے بڑے
فخر سے اعتراف کیا ہے کہ وہ ہی ہدہ کی قاتل ہے
۔۔ ہم نے اسے مارا نہیں ہے بس سزا دی ہے۔۔

بھیانک سزا۔۔ ہادی نے ٹکڑا جوڑا۔۔

جو بھی۔۔ ابھی کچھ عرصہ لگے گا ٹھیک ہونے میں
۔۔ ویسے بھی بہت امیر ہے نکلی ٹانگیں لگوا لے گی
تمہیں دکھی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ جانے
کیوں اسے برا لگا تھا۔۔ کہتے اپنا بیگ کاندھے پہ
ڈالے باہر نکل گئی۔۔

ہادی بھی سر جھکائے بک پڑھنے لگا

زوبا اور زیب ایک دوسرے کے ساتھ اتنے خوش
ہونگے کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں تھا۔ ان کی
بونڈنگ اتنی اچھی بن گئی تھی جیسے دونوں بچپن سے
ساتھ رہے ہوں۔۔

ابھی وہ گھر پہ نہیں تھا زوبا شبنم پھپھو کے پاس بیٹھی
مٹر چھیل رہی تھی۔۔۔

زیب سے کہو وہ آج تمہیں چک کرا لائے۔ اس کا
رنگ زردی مائل ہو رہا تھا۔ فکر مندی سے دیکھتے
شبنم نے کہا۔۔

دو دن پہلے تو گئے تھے۔۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔۔

پھر رنگ کیوں پھیکا پڑ رہا ہے تمہارا۔۔۔ جیسے بہت
تکلیف میں ہو۔

نہیں۔۔۔ میں ٹھیک یوں۔۔۔ زوہا نارمل تھی۔۔۔

دودھ پیتی ہو۔۔۔

جی۔۔۔ صبح روز ایک مگ پیتی ہوں۔۔۔

اچھا۔۔۔ پھر تم یہ چھوڑ دو اور لیٹ جاو۔۔۔ ایسی حالت

میں زیادہ دیر بیٹھنا بھی ٹھیک نہیں ہوتا۔

میں ٹھیک ہوں پھپھو۔۔ اگر گڑ بڑ ہوتی تو آپ کو
بتاتی نا۔۔ وہ لیٹ لیٹ کے بھی تھک گئی تھی۔۔

اگر تم ٹھیک ہو تو ایسی رنگت نہیں ہونی چاہیے تھی
۔۔ زیب کو فون کرو اور اسے کہو ابھی لے جائے۔۔
یہ نا ہو کوئی مسئلہ بن جائے۔۔

چلو اٹھو شاباش۔۔ اس کی گود سے باسکٹ اٹھاتے
اپنے پاس رکھی۔۔

زوہا منہ بسورتے سیدھی ہوئی اور ہاتھوں کا دباؤ
صوفے پہ ڈالتے اٹھ گئی۔۔

اس کے چلنے کے انداز میں بھی تبدیلی تھی جو شبنم
نے اس کے روم میں جاتے وقت نوٹ کی پھر خود
ہی زیب کو کال کر کے گھر بلایا۔

مجھے لگتا ہے زوہا کی طبیعت خراب ہے تم اگر آ جاؤ تو
اچھا ہے۔۔ وہ آفس میں پھنسا ہوا تھا ان کی بات سن
کے ایک کولیگ کو پاس بلایا پھر اسے کام سمجھا کے
وہ جلدی سے نکل آیا تھا۔

کچھ الٹا سیدھا تو نہیں کھایا اس نے۔۔ کال ابھی چل
رہی تھی گاڑی میں بیٹھتے پوچھا۔

نہیں۔۔ صبح سے ایسا ویسا کچھ نہی کھایا اس نے۔۔ بس
کھانا کھایا ہے ایک بار۔۔

اوکے۔۔ میں آرہا ہوں آپ اسے تیار کر دیں
۔۔ اسے شدید ٹینشن ہونے لگی تھی ریش ڈرائیونگ
کر کے وہ گھر پہنچا تو شبنم زوہا کے نانا کرنے کے
باوجود اسے تیار کر چکی تھیں۔۔

آجائیں۔۔ زوہا کو تھامتے شبنم کو بھی کہا۔
میں بھی آؤں۔۔ اس نے گھورا۔۔

ہاں جی۔۔ آئیں نا۔۔ مجھے کچھ اچھا نہیں فیل ہو رہا
۔۔ زوہانے ان کا ہاتھ پکڑا۔۔ وہ اب ڈر رہی تھی۔۔
اچھا چلو۔۔ شبنم نے منع نہیں کیا وہ بھی ان کے
ساتھ ہو سپٹل چلی آئی تھیں۔۔

اس کے سات ماہ کمپیٹ ہو چکے تھے اور اب
آٹھواں سٹارٹ تھا۔۔

ڈاکٹر کے روم میں داخل ہوتے زیب باہر ہی رک
گیا تھا کیونکہ اندر مردوں کو جانے کی اجازت نہیں
تھی۔۔

ڈاکٹر انہیں دیکھ کے فوراً متوجہ ہوئی۔۔

خیریت پرسوں تو آئے تھے آپ لوگ۔۔ ہریشانی
سے اس کا چہرا دیکھا۔۔ زوہا بیڈ پہ بیٹھ گئی تھی۔۔

رنگ پیلا ہو رہا ہے اس کا دیکھیں کتنا۔۔ مجھے تو
گھبراہٹ ہو رہی تھی اس لیے لے آئی ہوں اب
چیک کر کے بتائیں۔۔ شبنم خود ہی ڈاکٹر سے بات کر
رہی تھی کچھ دیر میں ڈاکٹر نے چیک کیا اور فوراً
آپریشن کا کہا۔۔

ان کا ابھی آپریشن کرنا پڑے گا۔۔ ان کا پانی سوکھ
رہا ہے۔۔

م۔۔ مطلب۔۔ زوہا کی سانس اٹکی۔۔

ڈاکٹر اسے چیک کر رہی تھی۔۔ یوٹرس میں پانی ختم
ہے اور آرٹیفشل لگانے کا ٹائم بھی نہیں ہے۔۔ ابھی
تو شکر ہے آپ جلدی اگتے ہیں ورنہ زرا سی بھی دیر
ہو جاتی تو بے بی کو کھونا بھی پڑ سکتا تھا۔۔

اس نے تیزی سے نرسز کو آواز دی۔۔ شبنم سائڈ پہ
ہو گئیں تھی جب زوہا کو سٹیچر پہ ڈال کے لے گئے
تھے۔۔

یا اللہ خیر میرے گھر کی پہلی پہلی خوشی ہے حفاظت
کرنا اللہ۔۔ وہ بھی چلتی باہر آئیں۔۔

کیا ہوا۔۔ زیب ابھی وٹینگ ایریا میں ہی تھا۔۔
آپریشن کے لیے لے گئے ہیں۔۔ تم بس دعا کرو۔۔
ز۔۔ زوہا کی حالت کیسی تھی۔۔۔

گھبرا گئی ہے بچی بھی۔۔ بس سب ٹھیک ہو دعا کرو
۔۔ انہوں نے دل میں منت بھی مان لی۔۔

اللہ جی پلیز میری بیوی اور بچے کو صحت والی لمبی
زندگی دینا۔۔ پلیز سب ٹھیک ہو۔۔ آدھا گھنٹہ کیسے
گزرا تھا وہیں جانتا تھا۔۔

ایک پل چین نہیں مل رہا تھا سوچ سوچ کے پتہ
نہیں کیا حالت ہو گی۔۔

آدھے گھنٹے بعد نرس نے ایک ننھا سا وجود شبنم کو
آکے پکڑایا۔۔ مبارک ہو بیٹا ہوا ہے۔۔

شبہم مسکرائیں۔۔

لیکن اسے انکیوبیٹر میں رکھنا پڑے گا کچھ دن۔۔
نرس بچہ لے کے تیزی سے اگے چلی گئی۔۔ اس کے
بعد ایک اور نرس نکلی۔۔

زوہا کیسی ہے۔۔ زیب نے بے چینی سے دوسری
نرس سے ہو چھا۔۔

وہ بھی ٹھیک ہیں بس فائنل کر رہے ہیں۔۔ کچھ دیر
بعد آپ اس سے مل سکتے ہیں۔۔

شکر اللہ کا۔۔ زیب کا دل کچھ پر سکون ہوا

پھر جب تک وہ زوہا سے نہیں ملا تھا تب وہ بے
چینی سے ٹہلتا رہا۔۔

پندہ منٹ بعد زوہا کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔
کیسی طبعیت ہے۔۔ اس کے پاس آتے پہلے ماتھا چوما

--

ٹھیک ہوں۔۔ وہ یاسیت سے مسکرائی۔۔

مبارک ہو بہت بہت ماما بن گئی ہو۔۔ دوبارہ ماتھے پہ
بوسا دیا۔۔ وہ اس کے پاس بیٹھا تھا ابھی نچلے دھڑسن
تھا زوہا کا۔۔

تمہیں بھی تم بھی بابا بن گئے ہو۔۔

ہاں حالانکہ میری شکل نہیں تھی بابا بننے والی۔۔ ابھی
خود بچہ ہوں میں۔۔۔ اس کو ٹھیک دیکھ کے دل کو
سکون مل گیا تھا۔۔ پھر شبنم بھی اس کے پاس آئی
تھیں انہوں نے بھی اس کا ماتھا چوما تھا جس نے
انہیں دادی کے عہدے پہ فائز کر دیا تھا۔۔ بچے کے
لیے وہ لوگ پریشان تھے۔۔ پر اسے آکسیجن میں
رکھنا بہت ضروری تھا۔۔ وہ اہنا برتھ پریڈ پورا کر کے
ہی نارمل ہوتا۔۔

زیب اور شبنم اس کے ساتھ ہی رہے تھے۔۔۔ کافی
دیر بعد پھر شبنم باہر آئیں تو ساوری کو کال کی۔۔
اس کا فون مسلسل رینگ کر رہا تھا۔۔ وہ شاہ ویر کو
باتھ روم لے کے گئی تھی۔۔ موبائل بج بج کے بند
ہو گیا۔۔

جب تک وہ آئی موبائل دوبارہ بجنا شروع ہوا تو شاہ
ویر کو بیڈ پہ ایسے ہی لٹاتے کال پک کی۔۔
اسلام و علیکم پھپھو۔۔

وعلیکم السلام اتنی دیر بعد کال اٹھائی ہے کہاں تھی
--

میں شاہ ویر کو باتھ روم میں لے کے گئی تھی سوری
پتہ ہی نہیں چلا۔

اچھا چلو خیر مبارک ہو زوہا کا بیٹا ہوا ہے۔

کیا۔ اتنے جلدی کیسے ابھی تو اس کا آٹھواں مہینہ
تھانا۔۔۔ وہ۔ پریشان ہوا اٹھی۔

ہاں بس اس کی طبعیت نہیں ٹھیک تھی۔ آپریشن ہوا
ہے بچہ اور زوہا دونوں ٹھیک ہیں اللہ کا شکر ہے۔

بچہ زوہا کے پاس ہی ہے یا۔۔

نہیں۔۔ وہ شیشے میں رکھا ہے اسے۔۔ کہتے ہیں

پینتالیس دن تک رکھیں گے۔۔

اوہ۔۔ اللہ خیر کرے۔۔ میں سالار کو بتا دیتی ہوں۔۔

ہمم ٹھیک یہ بس دعا کرو اللہ بچے کو زندگی دے

--

آمین۔۔ اللہ خیر کرے گا۔۔ آپ پریشان نا ہوں بس

۔۔ ساوری نے انہیں تسلی دی۔۔ پھر کچھ دیر بات کر

کے کال بند کر دی۔۔

شاہ ویر کو نیکر پہنا کے وہ اسے اٹھائے باہر چلی آئی
-- سالار سلوا کو گود میں لیے سلا رہا تھا۔

مبارک ہو آپ نانا بھی بن گئے ہیں۔

زوہا کا بے بی ہو گیا ہے۔۔ زہن لمحوں میں زوہا کی
طرف گیا۔

ہاں۔۔ لیکن اسے انکیوبیٹر میں رکھا ہے فوٹی فائیو ڈیز
کے لیے۔

اوہ۔۔ ابھی چلنا چاہیے ہمیں پھر۔

جی بلکل۔۔ میں تیار ہو کے آتی ہوں۔۔ وہ شاہ ویر کو
اس کے پاس ڈال کے اندر چلی گئی۔۔ پھر پانچ منٹ
بعد وہ تیار ہو کے واپس آئی۔۔ سالار بھی بچوں کی
چیزیں پیک کر چکا تھا۔۔ دو کو اس نے اٹھایا اور شاہ
ویز کو ساوری نے اٹھایا۔۔

آدھے گھنٹے بعد وہ لوگ ہو سپٹل پہنچ چکے تھے۔۔
زیب خوش نہیں تھا پر پر سکون تھا۔۔ زوہا بھی
پریشان تھی شبنم پھپھو اسے تسلیاں دے رہی تھیں
۔۔۔ جو اللہ کو منظور تھا وہی ہوا تھا۔۔

اگلے پینتالیس دن ان سب کے لیے بہت مشکل
تھے۔۔ بچے کو مکمل حفاظت میں رکھا گیا تھا۔۔

پورے دن ہوتے ہی اسے باہر نکالا تھا۔۔ اور وہ خود
سے سانس لے پا رہا تھا۔۔ یعنی وہ نو ماہ اپنے پورے
کرنے کے بعد ہی دنیا میں آیا تھا۔۔

زوہا کا زیب پہلے سے زیادہ خیال رکھنے لگا تھا۔۔
ساوری بھی دن میں ایک چکر لازمی لگاتی تھی۔۔
سالار بھی ہفتے بعد چکر لگاتا ہادی بھی کئی چکر لگا چکا
تھا۔۔

پینتلس دن بعد زیب اور زوہا دونوں بے بی کو لینے
گئے تھے اور پیچھے سے ساوری اور پھپھو نے مل کے
بے بی کے ویل کم کے لیے پورا گھر سجا دیا تھا۔

ان کے بچوں کے نام زوہا اور ہادی نے رکھے تھے
اور زوہا کے بیٹے کا نام ساوری نے سوچا ہوا تھا جو وہ
ان کے آنے پہ بتانے والی تھی۔

فرح اور ارحم چاچو بھی ان کے ساتھ گھر کی
ڈیکوریشن کر رہے تھے۔ ان کے بچے شاہ ویز شاہ
ویر اور سلوا کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے۔

لیونگ روم کے ایک کارنر کو ان لوگوں نے بے بی
کے لیے مختص کر لیا تھا جہاں بلونز اس کے گفٹس
اور کھلونے رکھے تھے۔ ایک فلور بیڈ لگایا تھا جس
کے چاروں طرف بارڈر بنا تھا جن پہ چھوٹی چھوٹی
چمکتی بٹر فلائیز اور کارٹون چسپاں تھے۔

بارہ بجے وہ لوگ گھر آئے تو گھر کا نقشہ ہی بدل چکا
تھا۔

سالار بھی آ چکا تھا۔

سب سے پہلے سالار نے ہی زوہا کو ہگ کیا تھا
۔۔ اصل تو تم اب ماں بنی ہو۔۔ اس کے ہاتھ سے
بے بی کو لیتے اس کا چہرا دیکھا۔۔

بہت بہت شکریہ مجھے اس عمر میں نانو بنانے کے
لیے۔۔ پھر ساوری زوہا سے ملی۔۔

اس کی بات پہ زوہا کھکھلا کے ہنس دی۔۔

سالار زیب سے مل رہا تھا۔۔ پھر بچے کے دادا جی اور
نانا جی دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کے ہنسنے۔۔

ویسے اچھا تیر مارا ہے زیب نے۔۔ مجھے امید نہیں
تھی اتنی سپیڈ ہو گی اس کی۔۔ اسفر صاحب نے
شرارت سے زیب کو دیکھ کے کہا تو وہ شرمندہ ہو
گیا۔۔

پھر نیومی پایا نے کیک کاٹا تھا جسے فرح اور ساوری
نے سب میں تقسیم کیا۔۔

مجھے بھول گئے تھے آپ لوگ۔۔ ایک دم سے
دروازہ کھول کے ہادی اندر داخل ہوا۔۔

اوہ آپ بھی ہو۔۔ زوہا اسے دیکھ کے کھکھلائی۔۔

تمہارے بے بی کا ون اینڈ اونلی ماموں۔۔ بھول گئی
مجھے افسوس۔۔ اس کے قریب آتے سر پہ پیار کیا۔۔
باقی سب مسکرا دیئے۔۔

وہ بھی بے بی کے لیے گفٹس لایا تھا۔۔ ہر طرف
مسکراہٹیں ہی بکھری تھیں۔۔ جب سالار نے اپنی
پاکٹ سے ایک چھوٹا سا گولڈ کا بریسلٹ نکال کے
بے بی کے بازو میں باندھا۔۔ جس کے اوپر پیارا سا
یوسف لکھا تھا۔۔

یوسف۔۔ زوہا پڑھ کے مسکرائی۔۔

یہ نام رکھنے کی ایک وجہ ہے۔۔ ساوری نے بے بی کا
بازو چوما۔۔

اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام بھی اپنے والد سے
کافی انتظار کے بعد ملے تھے۔۔ اور یہ بے بی۔۔ اس
لیے میں نے سوچا اس کا نام بھی یوسف ہونا چاہیے
۔۔

گڈ۔۔ آپ تو بڑی سمجھدار ہیں لٹل موم۔۔ ہادی کو
بھی نام اچھا لگا تھا۔۔

سالار اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ ماں بننے کے بعد وہ
سیانی ہو ہی گئی تھی تھوڑی بہت۔۔۔

پھر سب کافی دیر بیٹھے خوش گپیاں کرتے رہے
۔۔۔ رات گئے تک وہ لوگ وہیں رہے تھے۔۔۔ ڈنر
اسفرانکل کی طرف سے تھا۔۔۔ رات گیارہ بجے سالار
لوگ گھر واپس آئے تھے

ہادی کا آخری سمیسیٹر بھی ختم ہونے والا تھا اس کے
بعد اس نے بابا کے ساتھ ہی افس جوائن کرنا تھا۔۔۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ پہلے اس کی اور مشی
کی تھوڑی بہت بات چیت ہو جاتی تھی اب وہ بھی
بلکل بند تھی۔۔۔ پتہ نہی مشی اس سے جان بوجھ کے
دور بھاگتی تھی۔۔۔ اسے تو ایسا ہی لگتا تھا۔۔

جیسی جے ایکسیڈینٹ کے بعد کچھ عرصہ تک وہ اپ
سیٹ رہی تھی پھر نارمل ہو گئی تھی۔۔

ہادی۔۔ تمہارے بابا کے شوروم میں میرے لیے جگہ
ہو گی۔۔ وہ لائبریری کی طرف جا رہا تھا جب پیچھے
سے باسٹ نے اسے الیا۔۔

جواب کے لیے۔۔ہائی نے ائی برو اچکائے۔۔

ہاں۔۔پلیز دلوا دے نا جواب۔۔میرے گھر کے
حالات کچھ خراب چل رہے ہیں بہن کی شادی ہے
تین ماہ بعد اور۔۔

اوکے میں بابا سے بات کر کے بتاؤں گا۔۔اندر
داخل ہوتے اواز اہستہ کی۔۔

بہت شکریہ۔۔لازمی ان سے کہنا کے بہت ضرورت
ہے۔۔

اوکے۔۔ وہ سر ہلاتے ایک کورنر کی طرف آیا۔۔

جہاں سے پوری لائبریری نظر آتی تھی۔۔ اپنے بیگ سے بکس نکالتے لیپ ٹاپ بھی سامنے رکھا اور اسے اوپن کیا۔۔

اسے کام کرتے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب لائبریری میں پیشی اپنی کسی دوست کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔۔ وہ بالکل بدل گئی تھی ہادی نے اتنے دن اسے کیوں نہیں دیکھا تھا۔۔ سات ماہ گزر گئے تھے۔۔ شاید

اس نے ڈیپارٹمنٹ چینج کر لیا تھا۔۔ وہ کچھ لمحوں
کے کیے اس سے نظر ہٹا نہی سکا۔۔

پھر سر جھٹکتے دوبارہ نظری۔ لیپ ٹاپ پہ مرکوز کیں
۔۔ وہ شاید کچھ بکس ایشو کروانے آئی تھیں جو اب
ریک کے پاس کھڑی دیکھ رہی تھیں۔۔ پھر اس میں
سے بلیک کوور والے موٹی کتاب نکال کے اسے
کھول کے دیکھا۔۔ پھر مسکرائی۔۔ اور واپس چلی گئی

--

ہادی لیپ ٹاپ پہ ہی مصروف رہا۔۔ سب اگے بڑھ
جاتے ہیں زندگی کسی کے لیے بھی نہیں رکتی تو اس
کے لیے کیسے رک جاتی۔۔ اسے اب کوئی بھاتی ہی
نہی تھی وہ کچھ دیر کے لیے اگر کسی پہ ٹھہر بھی جاتا
تو اگلے ہی پل اسے یادداشت واپس حقیقت میں
پھینک دیتی۔۔ اسے دوبارہ محبت نہیں ہو سکتی تھی۔۔

وہ تینو اپنی فیڈر کی بوتلیں منہ سے لگائے صوفے پہ
اڑے ترچھے لیٹے ہوئے تھے۔۔ ساوری کچن میں ان

کے لیے کیک کو کیز نکال رہی تھی۔۔ سالار کو ابھی
آنے میں تھوڑا وقت تھا۔۔

چھوٹے چھوٹے تین باؤلز میں اس نے کوکیز اور
چھوٹی چھوٹی گول چوکلیٹس ڈال کے لاتے تینوں کے
سامنے ایک ایک رکھی۔۔

شاہ ویز اپنی فیڈر کی بوتل ایسے ہی نیچے لڑکاتا باؤل
کی طرف بڑھا اور اس میں سے ایک چوکلیٹ اٹھا
کے اپنے ننھے ہاتھ میں دبائی۔۔ ساوری موبائل پہ
میج دیکھ رہی تھی۔۔

تینوں ابھی سکون سے لیٹے تھے ورنہ سارا دن انہیں
سنجھالتے وہ ہلکان ہو جاتی تھی۔۔

ااااا۔۔ ابھی وہ موبائل کی سکرین کو دیکھ رہی تھی
جب سلوا کی کراہ بلند ہوئی۔۔ شاہ ویر اس کی ٹانگ
پکڑ کے اپنی طرف گھسیٹنے کی کوشش کر رہا تھا ساوری
نے موبائل چھوڑتے شاہ ویر کا ہاتھ ہٹایا۔۔

آآآ۔۔ اب اس کا رونا شروع۔۔

میرے بچو۔۔ پلیز نہیں رونا۔۔ روہانے ہوتے اس نے
سلوا کو گود میں اٹھایا۔۔ اس کے آنسو اب گالوں پہ

بہہ رہے تھے اور بار بار ٹانگ پہ ہاتھ رکھ رہی تھی
۔۔ ساوری نے جھک کے وہاں لب رکھے تو اسے کچھ
حوصلہ ہوا۔۔ تینوں چودہ ماہ کے ہو گئے تھے۔۔

ما۔۔ ما۔۔ شاہ ویز نے اتنی دیر میں اپنے باول کی کوکیز
اور چو کلیٹس ہاتھوں سے کچرہ کچرہ کر کے صوفے پہ
انڈیل دی تھیں۔۔ ساوری نے ایک نظر اس کی
حرکت دیکھی پھر سلوہ کو اپنی گود میں اٹھائے کھڑی
ہوئی۔۔

نیچے اتر دو دونوں۔۔ شدید تپے ہوئے انداز میں دونوں
کو بازو سے پکڑ کے نیچے اتارا۔۔

اب مجھے تمہارے رونے کی آواز آئی تو تھپڑ لگاؤں
گی۔۔ سلوا کو بھی ان کے ساتھ کھڑا کرتے ڈپٹا۔۔
تینوں ایک ہی آواز پہ سہم گئے تھے۔۔

پھر اس نے سارے بسکٹس کو واپس باول میں ڈالا
اور باقی دونوں بھی سامنے ٹیبل پہ رکھے۔۔

ایک تو میں تم لوگوں کو چیزیں لا کے دیتی ہوں اوپر
سے تم لوگ زیادہ سر چڑھتے جا رہے ہو۔۔ خبردار جو
بابا کے آنے تک یہاں سے ہلے بھی تو۔۔

صوفے کو ہتھیلی سے جھاڑتے صاف کیا۔۔ اور ساتھ
انہیں گھورا۔۔ تینوں دم سادھے اس کا غصے سے بھرا
چہرہ دیکھ رہے تھے۔۔ ایک منٹ اس نے موبائل
اٹھایا تھا اور ان کی یہ حرکتیں شروع ہو گئی تھیں۔۔
آئی بھی چلی گئی تھیں ورنہ پھر کچھ آسانی ہو جاتی
تھی۔۔ موبائل اٹھا کے سالار کو کال کی۔۔

راستے میں ہو۔۔ آرہا ہوں۔۔ سالار جانتا تھا وہ اس
کے آنے کا ہی پوچھے گی ساوری نے بھی کچھ کہے بنا
کال بند کر دی۔۔ پانچ منٹ بعد سالار آگیا تھا۔۔
تینوں بچے ابھی وہیں کھڑے تھے بابا کو دیکھ کے اور
منہ بسورا۔

کیا کیا ہے تم نے ان کے ساتھ۔۔ تینوں کو سٹیچو بنے
دیکھ کے اس نے اپنا لپ ٹاپ اور کوٹ سائڈ
صوفے پہ رکھا اور کف لنکس نکالتے اوپر فولڈ کیے

اپنی فوج کو خود سنبھالا کریں یار ہبی دماغ کھا جاتے
ہیں سارا دن میرا میں تھک گئی ہوں اب۔ وہ ان
سے پہلے رونے کی تیاری پکڑ چکی تھی۔۔ سالار کی تو
ساری عمر بچے سنبھالنے میں ہی گزر گئی تھی۔۔
باا۔۔ باا۔۔ سلوا دو قدم چل کے اس کے قریب آئی
اور اس کی ٹانگ سے لپٹی۔۔
شوی (شاہ ویر)۔۔ وہ شکایت لگا رہی تھی۔۔
کیا کیا ہے شاہ ویر نے۔۔ ناراض سی ساوری کو دیکھتے
سالار صوفے پہ بیٹھ چکا تھا۔۔

ٹانگ کھینچ رہا تھا اس کی۔۔ شاید ناخن لگا ہو گا۔۔

تو کاٹ دو نا ان کے ناخن۔۔

میرے پاس ٹائم نہیں ہوتا۔۔ ایک سوتا ہے تو دوسرا

جاگتا ہے۔۔ ایک کو چپ کرواتی ہوں تو تیسری

رونے لگتی ہے۔۔ میرا سارا دن انہیں میں گزر جاتا

ہے۔۔

اچھا اچھا۔۔ یہاں آؤ۔۔ سالار نے سلوا کو دوسرے

بازو پہ منتقل کرتے ساوری کو اپنے ساتھ بیٹھایا۔۔ شاہ

ویز اور شاہ ویر بھی اس کے گھٹنے سے الگے تھے۔۔

مما کو تنگ مت کیا کرو۔۔ تینوں کو گھورتے ساوری
کے سرخ ہوتے گال پہ انگوٹھا رب کیا۔۔

ما۔۔ ما۔۔ شاہ ویر کھسک کے اس کی گود میں چڑھا تو
شاہ ویر دیکھنے لگا اب اسے کون اٹھائے گا۔۔ سالار
نے آگے ہوتے اسے اپنے دوسرے تھائیز پہ بیٹھایا
۔۔

آپ کل سے انہیں اپنے ساتھ لے کے جائیں گے
۔۔ مجھے بھی چھٹی دے دیا کریں۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔ صبح انہیں تیار کر دینا۔۔ سالار
سلوا اور شاہ ویر کے ساتھ چھوٹی چھوٹی شرارتیں
کرنے لگا۔۔

میں کر دوں گی پھر نا کہنا۔۔

اوکے مائے بے بی۔۔ سالار نے گردن پھیر کے اسے
دیکھا۔۔ شاہ ویز ساوری کے سینے پہ ہاتھ رکھے اس
کے اندر گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

یہ بتمیزی کر رہا ہے اب۔۔ سالار کی آنکھوں میں
ہلکی سی سرخی گھلی تھی شاہ ویر کو نیچے اتارتے شاہ

ویز کو پکڑا۔۔ وہ ابھی بھی فیڈ کرتا تھا۔۔ باقی دونوں
نے چھوڑ دیا تھا۔۔

ساوری اٹھ کے کچن میں چلی آئی۔۔ سالار انہیں
سنمبھال رہا تھا۔۔

ساوری کھانا لگانے لگی تھی۔۔

با۔۔ با تھا۔۔ سلوانے خوشی سے تالی بجائی تو سالار
ناچا ہتے ہوئے بھی مسکرایا۔۔

تم لوگ یہاں آرام سے بیٹھو میں تمہاری ماما کی
ہیلپ کرواتا ہوں۔۔ تینوں کو واپس صوفے پہ بیٹھا
کے کچن میں ساوری کے پاس آیا۔۔

وہ دوسری طرف رخ کیے رونے میں مصروف تھی
۔۔۔ ہر دوسرے تیسرے دن یہی ہوتا تھا۔۔ اب
بھی سالار نے اسے پیچھے سے ہگ کرتے چہرا اپنی
طرف موڑا۔۔

ان آنسوؤں کو کیوں بے مول کرتی ہو یا۔۔ اس کی
آنکھوں پہ لب رکھتے سیدھا کیا۔۔

مجھے نہیں رہنا اس گھر میں۔۔ یہاں میں پاگل ہو
جاؤں گی۔۔۔

بچوں کے ساتھ ریلیکس رہا کرو وہ جو بھی کریں تم
ٹینشن کیوں لیتی ہو۔۔ وہ بچے ہیں انہوں نے ایسا کرنا
ہی ہے۔۔ تم پریشان ہو جاؤ گی حوصلہ چھوڑ دو گی تو
پھر کون دیکھے گا انہیں۔۔

مجھے نہیں پتہ ایک فل ٹائم میڈ رکھ دیں۔۔ یا بے بی
سٹر۔۔

اوکے۔۔ رکھ دوں گا لیکن پہلے والا کام نا ہو۔۔

نہیں ہو گا۔ پکا۔۔ پر سکون ہوتے اس کے سینے پہ سر
ٹکا دیا۔۔

۔۔ اتنی سی دیر میں Both Love ما۔۔ بوتھ لو۔۔

ہی شاہ ویر کی انٹری ہو چکی تھی۔۔ تینوں چھوٹی

چھوٹی باتیں کرتے تھے۔۔ آدھی دھوری۔۔ پر وہ

پوری بات کا مطلب سمجھ جاتے تھے۔۔

یس۔ بوتھ لو۔۔ سالار نے سر ہلاتے ساوری کو خود

میں بھینچا اور چھوڑ دیا۔۔

پھر واپس مڑتے ہاٹ پاٹ اور سالن کا ڈونگہ اٹھا
کے باہر چلا آیا۔۔ باقی کی کچھ چیزیں ساوری رکھ چکی
تھی۔ پانی کی بوٹل اور گلاس لاتے۔۔ دونوں نے کھانا
کھایا۔۔ پھر سالار شاور لینے چلا گیا تھا۔۔ ساوری
تینوں کی چیزیں سمیٹ کے برتن دھو کے فارغ ہوئی
۔۔ تب تک بچے آپس میں ہی کھیلتے رہے تھے۔۔
کبھی کبھی تو ایک دوسرے کے بال تک نوچنے پہ
آجاتے تھے اور کبھی اتنے پیار سے رہتے تھے ہنستے
مسکراتے۔۔

سالار شاور لے کے ان تینوں کو ساتھ اندر لے آیا
۔۔ تینوں ان کے ساتھ بیڈ پہ ہی سوتے تھے۔۔ تینوں
کو ترتیب سے لٹایا۔۔ شاہ ویز ساوری کے پاس لیٹتا تھا
پھر شاہ ویر اور پھر سلوا سالار کے ساتھ۔۔

ساوری دونوں کی دودھ کی بوتلیں لے آئی تھی روم
فریزر میں رکھتے اپنے کپڑے چنچ کیے اور ان کے
ساتھ آ کے لیٹ گئی۔۔ سالار اب اپنا سارا کام آفس
میں ہی ختم کر کے آتا تھا۔۔ گھر اسے بالکل بھی ٹائم
نہیں ملتا تھا۔۔ تینوں آگے پیچھے سو گئے تو ساوری بھی

ان کے ساتھ ہی سو گئی تھی۔۔ وہ دونوں ایک
دوسرے کو ویسے وقت نہیں دے پا رہے تھے جیسے
پہلے دیتے تھے۔۔

آدھی رات کو شاہ ویز ہلا تو ساوری جو دوسری طرف
رخ کیے لیٹی تھی فوراً سیدھی ہوئی۔۔ بارہ بجے کا ٹائم
تھا۔ سارا سلوا کو ہگ کیے ہوئے تھا۔۔ سوئے سوئے
شاہ ویز کو فیڈ کروانے لگی۔۔ ابھی وہ دوبارہ سویا بھی
نہیں تھا جب سلوا کسماتے رونے لگی۔۔ سالار نے
آنکھیں مسلتے اسے دیکھا۔۔ ساوری کی آنکھیں بند

تھیں شاہ ویز کو دیکھ کے اندازہ ہو گیا تھا وہ جاگ
رہی ہے۔۔ اٹھ کے سلوا اور شاہ ویر کی دودھ کی
بوتلیں نکال کے لے آیا۔۔ شاہ ویر کو سوتے میں ہی
پلا دیا۔۔ سلوا بھی پیتے پیتے سو گئی تھی پر شاہ ویز
ابھی بھی لگا ہوا تھا۔۔ سالار نے آگے ہو کے اسے
ساوری سے الگ کرتے سیدھا کیا پھر اس کی شرٹ
سیدھی کرتے سوئی ساوری کو دیکھا۔۔ چہرے پہ تھکن
اور معصومت واضح تھی۔۔

واپس سیدھے ہوتے وہ بھی آنکھیں موند گیا۔۔

صبح الارم کی اواز پہ انکھ کھلی تو پہلے اٹھ کے ساوری
نے نماز پڑھی۔۔ سالار بھی اٹھ کے مسجد چلا گیا تھا
۔۔

جب تک وہ واپس آیا ساوری بچوں کی ضروری اشیاء
ایک بیگ میں رکھ کے زپ بند کر رہی تھی۔۔
یہ انج اپ کے ساتھ جائیں گے اور میں آرام کروں
گی۔۔۔ بیگ بیڈ پہ رکھتے ڈریسنگ روم میں اتنی اور
بچوں کے کپڑے نکالے۔۔

سالار جو یہ سمجھ رہا تھا ساوری بھول جائے گی پر اب
وہ پھنس چکا تھا۔۔۔۔۔ دل کڑا کرتے اثبات میں سر
ہلا دیا۔۔

بچے کچھ دیر بعد اپنے وقت پہ اٹھے۔۔ شاہ ویز کو پہلے
فیڈ کرنا تھا باقی دونوں ایسے ہی اٹھ کے بیٹھ جاتے
تھے۔۔

سالار سر پہ نماز والی ٹوپی کیے پریشان بیٹھا سوچ رہا
تھا آج اس کے ساتھ کیا ہو گا۔۔

شاہ ویر کو ریشیز ہوئے ہیں۔۔۔ اسے پیپمر نہیں پہنا
رہی۔۔ گھنٹے بعد اسے ہاتھ روم لے جانا۔۔ بچوں کے
اٹھتے ہی وہ انہیں تیار کر رہی تھی۔۔۔ سالار بھی
تیاری کر رہا تھا کف لنکس بند کرتے ہاتھ رکے۔۔
اسے اپنے پاس ہی رکھ لو میں کہاں بار بار اسے ہاتھ
روم لے کے جاؤں گا۔۔۔ ماتھے پہ شکنیں آئیں۔۔

جی آپ کے افس میں ہی ہے زیادہ دور نہیں جانا
پڑے گا۔ ساوری نے مزے سے کہتے شاہ ویز کو
چوماتینوں کو اس نے سفید شرٹ اور بلو جینز کی نکر
پہنائی تھی جس کے بلٹ کندھوں سے ہو کے آگے
کی طرف بند ہوتے تھے۔ شاہ ویر اور شاہ ویز کے
گلے میں بو بھی لگائی تھی۔ اور سلوا کے گلے میں
ایک پیارا سا رومال باندھا تھا۔ پھر تینوں کو جوگر
پہنائے اور نیچے کھڑا کیا۔

ماشاء اللہ۔۔ سالار نے ان تینوں کو دیکھ کے بے
ساختہ کہا۔۔

ماشاء اللہ۔۔ ساوری نے بھی اس کے پیچھے کہا
۔۔ کتنے کیوٹ لگ رہے ہیں نا یہ۔۔

ہاں۔۔ اپنی ماما کی طرح۔۔

بے شک۔۔ ساوری کچھ زیادہ ہی خوش تھی۔۔ پھر

سالار کو دیکھا جو بلیک پینٹ اور سفید شرٹ میں تھا

۔۔

آپ بھی بلو جینز پہن لیں۔۔ کچھ سوچتے اسے مشورہ
دیا۔۔

عجوبہ لگوں گا میں۔۔ سالار نے بال سیٹ کرتے
آنے سے اسے گھورا۔۔

کیوں۔۔ پہلے بھی تو پہنتے ہیں نا آج پہن لیں گے تو
کیا ہو جائے گا۔۔

ان بچوں کے ساتھ میں میچنگ کر کے جاؤں۔۔ میرا
دماغ نہیں خراب پہلے ہی سوچ رہا ہوں انہیں
سنجھالوں گا کیسے۔۔

تنگ نہیں کرتے زیادہ فکر نا کریں۔۔ ساوری نے
اسے حوصلہ دینا چاہا۔۔

تو تم خود کیوں نہیں رکھ لیتیں۔۔ رو کیوں رہی ہوتی
ہو مجھ سے نہیں سنبھالے جاتے۔۔ سالار نے باقاعدہ
نکل اتاری۔۔

آپ نے نہیں لے کے جانے تو بتا دیں۔۔ مجھ پہ
احسان نا کریں ہی۔۔ اسے غصے سے گھورتے سلوا
کی پنیں ٹھیک کیں جو اس نے ہاتھ مار مار کے
خراب کر دی تھیں۔۔

اب پھر سے شروع ہو جاؤ گی۔۔ سالار پرفیوم سپرے
کرتے پلٹا پھر نیچے بیٹھ کے ان تینوں کو بھی تھوڑی
تھوڑی لگائی۔۔

تم لوگوں کی ماما بہت ڈرامے باز ہیں۔۔ اب رونا
شروع کر دے گی پھر مجبوراً مجھے لے کے جانا ہی
ہڑے گا تم لوگوں کو۔۔ ان کے قریب بیٹھ کے
بڑبڑاتے ایسے بتایا جیسے وہ اس کی بات کو سہی طرح
سے سمجھ رہے ہیں۔۔ تینوں اسے دیکھتے حیران ہو
رہے تھے۔

ساوری ان تینوں کے فیڈر بھی لے آئی۔۔

سالار نے ایک آخری نظر ساوری کو دیکھا کہ شاید وہ کہہ دے نالے کے جائیں پر نہیں۔۔ پھر وہ کیوں منع کرتی بھئی۔۔ سلوا کو جھک کے اٹھاتے سالار نے باقی دونوں کو اپنے آگے لگایا۔۔

ساوری ان کا دوسرا بیگ اٹھاتے ان کے پیچھے باہر آئی۔۔

تم لوگوں نے مجھے تنگ کیا نا تو تم لوگوں کا بھیجا وہیں
کھول دوں گا میں۔۔ آواز ذرا اونچی رکھی۔۔ تاکہ
ساوری بھی سنے۔۔

خبردار جو آپ نے میرے بچوں کو ہاتھ بھی لگایا۔۔
وہ واقع سن رہی تھی۔۔ درشتگی سے کہا۔۔

اپنے بچوں کو پھر اپنے پاس ہی رکھو۔۔ میرے ساتھ
کیوں بھیج رہی ہو۔۔

ہبی۔۔ اب آپ ڈرامے نا کریں۔۔ جلدی کریں نو
بجنے والے ہیں۔۔ شاہ ویر اور شاہ ویز کو ان کی چیئرز

پہ بیٹھاتے ساوری بھی ساتھ بیٹھی۔۔ آنٹی ناشتہ لگا
چکی تھیں۔۔ سب نے مل کے ناشتہ کیا۔۔ بچوں کو وہ
ناشتے کے وقت بنانا کھلاتی تھی اور ساتھ ایک کپ
دودھ کا۔۔ پھر بارہ بجے۔۔ دوبارہ فروٹ کا مل شیک بنا
دیتی۔۔ اس بیچ وہ فیڈر بھی پی لیتے تھے۔۔ دوپہر دو
بجے وہ انہیں روٹی کھلاتی تھی۔۔

سالار نے بے دلی سے ہی ناشتہ کیا تھا۔۔

یہ تینوں بانک پہ کیسے بیٹھیں گے۔۔ پھر کچھ سوچتے
ساوری کو دیکھا۔۔

گاڑی پہ جائیں بانک پہ کیوں جانا یے۔۔ اس نے
کلس کے گھورا۔۔

گاڑی خراب ہوئی ہے۔۔ بانک پہ ہی جانا پڑے گا۔۔
اب اور کوئی بہانہ نہیں مل رہا تو یہی سوچ لیا
۔۔ کیب کروالیں۔۔ اگر آپ انہیں گھر چھوڑ کے
گئے نا تو آپ کے انے تک انہیں باہر سڑک پہ چھوڑ
دوں گی۔۔

آ ظالم عورت چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ ایسا
کرو گی تم۔۔

ہاں۔۔ اگر آپ نالے کے گئے تو۔۔ اس کا پارا ہائی
ہوا۔۔

تم لوگوں کی ماما بہت ظالم ہیں۔۔

ہوں بے شک۔۔ ساوری نے گردن اکڑائی۔۔

رات کو بتاؤں گا پھر میں تمہیں کر لینا آرام جتنا کرنا

ہوا۔۔ رات کو ساری تھکاوٹ تم میں اتاروں گا۔۔ پھر

چینیں نا تو گلا دبا دوں گا تمہارا۔۔ خطرناک دھمکی سے

نوازتے وہ شاہ ویز اور سلوا کو اٹھا کے باہر لے آیا

پھر انہیں گاڑی میں بٹھایا واپس آ کے شاہ ویر اور

بیگ اٹھایا۔۔ ساوری آرام سے بیٹھی چائے پیتی رہی

--

اب ان کو سیٹ تو کروا دو گاڑی میں۔۔ سالار کو غصہ

آیا

کیا سیٹ کرنا ہے چیزیں تھوڑی ہیں بچے ہیں۔۔ تینوں

کو پیچھے بٹھا دیں بیٹھے رہیں گے۔۔ وہ بھی تسلی سے

بیٹھی رہی۔۔ سالار ایک افسوس بھری نگاہ اس پہ

ڈالتے باہر نکل آیا۔۔

ایک دن لے جانا پڑ رہا ہے نا تو کتنی الجھن ہو رہی
ہے۔۔ اب سمجھ لگے گی کیسے گزرتا ہے ان کے
ساتھ دن۔۔ ساوری بھی چپکی بیٹھی رہی

میرا پیارا سا گڈا۔۔ ماما خیال ہی نہیں رکھتیں سارا
دن کمرے میں کاموں میں لگی رہتی ہے یا بابا سے
۔۔ بہت بری ماما ہیں۔۔ ہے نا۔۔ شبنم اپنے روم میں
یوسف کو لیے کپڑے میں لپیٹ رہی تھیں اور ساتھ

ساتھ زوہا کی برائیاں بھی جاری تھیں۔۔ یوسف
مزے سے اسے دیکھتے مسکرا رہا تھا۔۔

دیکھو کتنا خوش ہوا ہے سچی باتوں پہ۔۔ اللہ میرے
بیٹے کو لمبی عمر دے۔۔ اسے لپیٹ کے اوپر اٹھاتے
چوما۔۔ پھر باہر چلی آئیں۔۔

زوہا۔۔ اسے پکڑو۔۔ وہ کچن میں آٹا گوندھ رہی تھی
اسے دیکھ کے منہ بسورا۔۔

میں گوندھ کے پکڑتی ہوں۔۔

اوکے۔۔ وہ اسے لیے واپس چلی آئیں۔۔

یہ ٹائم ہے تمہاری ماں کے پاس تمہارے لیے
-- اسے بیڈ پہ ڈالتے بتایا۔ ان کا سارا دن یوسف کے
ساتھ گزرتا تھا۔۔ زوہا کے کام بڑھ گئے تھے پہلے
صرف گھر کے ہوتے تھے اب ساتھ یوسف کے بھی
چھوٹے چھوٹے کام تھے جو اسے مصروف رکھتے۔۔
جب وہ آٹا گوندھ کے انی تو یوسف سو چکا تھا۔۔
اسے ان کے پاس ہی چھوڑ کے اپنے روم میں آگئی
۔۔ یوسف کے گندے کپڑے اٹھا کے واشنگ ایریا
میں رکھے۔۔ اپنے کمرے کی تھوڑی بہت صفائی کی

اور سو گئی۔۔ اسے ابھی سوئے کچھ ہی دیر گزری تھی
اور یوسف صاحب جاگ گئے تھے جسے پھپھو اٹھائے
کے روم میں لے آئیں۔۔

اسے سوئے دیکھ کے گھورا اور پھر یوسف کو لیے باہر
چلی گئیں۔ خود ہی اس کا فیڈر بنا کے اسے پلایا۔۔
زوبا دوبارہ ڈھائی بجے اٹھی تو پھپھو شدید غصے میں
تھیں۔۔

جب بچہ سنبھالا نہیں جاتا تو پیدا کیوں کیا تھا۔۔ میں
نے تو کچھ نہیں کیا آپ کے اپنے بیٹے کے کارنامے

ہیں۔۔ زوہانے ناک چڑھاتے یوسف کو ان سے لیا
۔۔

شرم ہی ختم ہو گئی ہے آج کل کی نسل میں تو
۔۔ اس کے جواب پہ ان کے کانوں سے دھواں نکلنے
لگا تھا۔۔

کیا ہو گیا پھپھو۔۔۔ رات کو بھی جاگتی ہوں اور دن
میں بھی۔۔ ان کے پاس ہی دھپ سے بیٹھتے منہ
بسورا۔۔

رات کو سوتا نہیں ہے ٹھیک سے۔۔

سوتا یے۔۔ لیکن تین چار بار اٹھتا ہے۔۔ پھر مجھے بھی
جاگنا پڑتا ہے۔۔ نیند بار بار ٹوٹے تو پوری نہیں ہوتی
۔۔

خیر ہے کچھ عرصہ لگے گا پھر ٹھیک ہو جائے گا۔۔
ابھی چھوٹو سا تو ہے میرا گڈا۔ اس کا ہاتھ انگوٹھے
سے رب کرتے مسکرائیں۔۔

شبّہم پھپھو اور زوہا میں تھوڑی بہت لڑائی چلنے لگی
تھی آج کل انہیں شکوہ تھا زوہا یوسف کو کم وقت

دیتی ہے اور ازوہا کو شکوہ تھا وہ گھر کے کام کرے یا
یوسف کو سنبھالے۔۔

زیب آج کل اپنے کاروبار میں ہی بزی تھا۔۔ سیرت
سے دوبارہ اس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی شاید
وہاں ڈرگئی تھی پکڑے جانے پہ۔۔ یہ بگڑی لڑکیاں
جتنی بے شرم ہوتی ہیں اتنی ہی ڈرپوک بھی ہوتی
ہیں۔۔

تینوں بچوں کو پچھلی سیٹ پہ بیٹھا کے بیلٹ سے
باندھا ہوا تھا پھر بھی وہ تینوں شرارتیں کرتے ادھر
ادھر لڑکھنے لگے تھے۔ سلوا اپنے ننھے ہاتھوں کا
استعمال کرتے اپنی پنیں اتار کے سیٹ کے نیچے
پھینک کے اب خوشی سے تالیاں بجا رہی تھی۔ شاہ
ویز بیلٹ کے اندر ہی اوندھے منہ ہو چکا تھا۔ اور
شاہ ویر مسلسل من بسورے ہپ پہ خارش کر رہا تھا
۔۔ سالار کا دھیان سامنے کم اور پیچھے زیادہ تھا۔
گاڑی کی سپیڈ اس نے حتہ المقدور کم ہی رکھی۔

آدھے گھنٹے میں وہ آفس پہنچا اور پیچھے مڑ کے تینوں
کو دیکھا۔

با۔با۔ سلو اس کے دیکھنے میں جمپ لگاتے اگے
ہوئی۔۔ اگر بیلٹ نا لگا ہوتا تو سیدھا نیچے گرنا تھا۔
سالار نے تیزی سے ہاتھ بڑھاتے اسے پکڑا۔
اس سے اچھا تھا میں آج افس نا آتا۔۔ چلو خیر۔۔
اسے وہیں سے اٹھاتے باہر نکلا۔۔ پھر پچھلا دروازہ
کھول کے باقی دو نمونوں کو بھی اتارا۔

پھر وہیں کھڑے کھڑے گارڈ کو اشارے سے بلایا تو
وہ بھاگتا ہوا پاس آیا۔۔

یہ ان دونوں کو اٹھا کے اندر لے او۔۔ شاہ ویز اور
شاہ ویر کی طرف اشارہ کیا خود ایک کندھے پہ ان کا
بیگ ڈالا اور اسی پہ سلوا کو پکڑا۔۔ دوسرے ہاتھ میں
اپنا لیپ ٹاپ پکڑا اور پاؤں سے دروازہ بند کر کے
اندر آیا۔۔

انہیں سیدھا میرے آفس میں لے کے جانا۔۔ گارڈ
کو کہا جو اس سے چھ قدم اگے تھا۔۔

گارڈ جو نہی اندر داخل ہوا سب نے مڑ کے بچوں کو
دیکھا تھا۔۔ پھر پیچھے آتے سالار کو۔۔

سر یہ آپ کے بچے ہیں۔۔۔ حفصہ سے رہا نہیں گیا تو
فورا پوچھا۔۔ سالار نے محظ اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

کیا میں انہیں پکڑ لوں۔۔۔ بے چینی سے کھڑی ہوئی
تو سالار نے گھورا۔۔ پھر کھسیانی ہو کے بیٹھ گئی۔۔

ایک ایمپولائے نے اٹھ کے دروازہ کھول دیا تھا اس
کے افس کا۔۔ کیونکہ گارڈ نے بھی ان دونوں کو
اٹھایا ہوا تھا۔۔

بچوں کو اندر چھوڑ کے وہ واپس چلا گیا تو سالار نے
ان تینوں کو گھورا۔

آپ لوگوں نے اگر یہاں اچھل کود کی تو تھپڑ لگاؤں
گا میں۔۔ سختی سے کہتے اسے شاہ ویر کو اٹھا کے
تھری سیٹر صوفے پہ بٹھانا چاہا ابھی وہ اس کے بازو
میں تھا اور اس نے سوسو کر دیا۔۔

سالار کو تو کتنی دیر سمجھ ہی نہیں آیا ہوا کیا ہے۔۔۔
تمہاری ماں نے کہا تھا ایک گھنٹے بعد کرو گے اور تم
نے ابھی کر دیا وہ بھی میرے کپڑوں پہ۔۔ ایک دم

غصے سے آواز بلند ہوئی تو کھلے دروازے سے باہر بھی
گئی ایمپلائز نے اندر دیکھا۔ سالار شاہ ویر کو سخت
نظروں سے دیکھ رہا تھا اور شاہ ویر سہمے موٹی موٹی
آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔ اسے فیل ہوا تھا کہ
اس کے بابا نے اسے ڈانٹا ہے۔ کچھ سیکنڈ وہ منہ
بسورتا رہا اور پھر پوری شدت سے رویا۔۔۔ باقی
دونوں حیرانگی سے کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔
سالار کو اس پہ بالکل بھی ترس نہیں آیا۔ اسے نیچے

کھڑے کرتے پاکٹ سے موبائل نکالا تاکہ سادری کو
کال کر سکے۔۔

پر نمبر ہی بند جا رہا رہا۔۔ واٹس اپ اوپن کیا تو اس
کا میسج آیا ہوا تھا

میں اپنا موبائل بند کر رہی ہوں۔۔ لینڈ لائن کی بھی
تار اتار دی ہے اور آنٹی کو بھی کہہ دیا ہے وہ آپ
کی کال پک نہیں کریں گی۔۔ اور اب میں سونے لگی
ہوں بچوں کو خود ہینڈل کرنا سیکھیں۔۔ جب میں

نہیں رہوں گی تو کیا کریں گے پھر۔۔" اور آخری لائن

پہ سالار کی آنکھیں سرخ ہوئیں۔۔ دل کیا موبائل اٹھا
کے دیوار پہ مارے۔۔

پھر تحمل سے شاہ ویر کو دیکھا جو رو رو کے گال
سرخ کر چکا تھا اس کے سامنے بیٹھتے کندھوں سے
کر اس کرتے بیلٹ اتارے اور نکر اتار کے سائڈ پہ
رکھی۔۔۔

بیٹا میں تمہیں پیپر باندھ رہا ہوں۔۔ اگر درد ہوتا
ہے تو برداشت کرنا۔۔ بیگ کھول کے اس میں سے

پیمبر نکالا اور اسے صوفے پہ لیٹا کے باندھ دیا۔۔ پھر
وہی نکر پہنا کے سائڈ پہ کھڑا کیا۔۔

کچھ دیر یہیں کھڑے رہو خود ہی سوکھ جائے گی
سوسو۔۔ اتنی دیر باقی دونوں اس کے آفس میں
چھوٹے چھوٹے قدموں سے چہل قدمی کرتے رہے
۔۔

سالار کی شرٹ بھی خراب ہوئی تھی انہیں وہیں
چھوڑ کے خود باتھ روم گیا اور شرٹ کو وہاں وہاں
سے دھویا جہاں جہاں اس کی سوسو لگی تھی۔۔

با۔۔با۔۔باتھ۔۔سلوانے اس کے گیلے کپڑے دیکھتے
فورا کہا۔۔

ہاں تم لوگوں کی وجہ سے یہ حالت ہوئی وہ بھی صبح
صبح۔۔اگر آج میٹنگ نا ہوتی تو گھر ہی رہ لیتا۔۔

پھر گیارہ بجے تک بچے ادھر ادھر کھیلتے گھومتے رہے
حفصہ زبردستی اٹھا کے لے گئی تھی اتنی دیر سالار
بھی پرسکون کام کرتا رہا۔۔انہیں کچھ کھلانا پلانا بھی
ہے یہ وہ بالکل بھول گیا تھا۔۔اور بچوں کو بھی

بھوک نہیں لگ رہی تھی جو خوش باش باہر سب
کے ساتھ لگے تھے۔۔

دو بجے اس کی میٹنگ تھی اور شاہ ویز نے ڈیڑھ بجے
گلا پھاڑنا شروع کیا۔۔ اب اسے بھوک لگی تھی۔۔
سالار نے کوفت سے اسے دیکھا۔۔
یار اب کیا چاہیے۔۔

دو۔ دو۔۔ اسے بھوک لگی تھی۔۔

اوہ۔۔ اسے یاد آیا۔۔ پھر جلدی سے بیگ کھول کے
اس میں سے ان کی دودھ کی بوتلیں نکالیں۔۔ ابھی

تک دودھ ٹھنڈا تھا۔۔ تینوں کو پکڑائی شاہ ویر اور
سلوا تو صوفی پہ چڑھ کے لیٹ گئے اور خود ہی پینے
لگے البتہ شاہ ویز کو مزہ نہیں آرہا تھا اور وہ جانتا تھا
کیوں مزہ نہیں آرہا۔۔ کچھ دیر تو شاہ ویز بوتل کو
کبھی منہ سے لگاتا کبھی اتار دیتا۔۔ پھر غصے سے پاؤں
زمین پہ مارا اور بوتل کو اچھال کے دور پھینکا۔۔ شکر
ہے ٹوٹی نہیں

سالار نے اسے واپس مڑ کے گھورا۔۔

اب تمہاری ماما کو کہاں سے لاؤں میں۔۔۔ یہ۔۔۔ نخرے
مجھے مت دکھاو پینا ہے تو پی لو ورنہ بھوکے رہو۔۔
نو۔۔۔ دانت پیستے شدت سے کہا۔۔

نو کے ہی رشتے دار ہو۔۔ سالار نے ناچار اسے گود
میں اٹھایا اور فیڈر بھی اٹھا کے اپنی چٹیر پہ بیٹھا۔۔
میرا اپنا دودھ ہوتا تو ضرور تمہیں پلاتا۔۔ پیار سے
پچکارتے اسے گود میں لیتے جھولے دیئے اور فیڈر
منہ سے لگایا۔۔ شاید وہ بھی سمجھ گیا تھا۔۔ اس لیے

خاموشی سے پینے لگا۔۔ کچھ ہی دیر میں وہ بھی سو گیا
۔۔ باقی دونوں بھی دودھ پیتے پیتے سو چکے تھے۔۔
سالار نے شکر کا کلمہ پڑھتے تینوں کو ترتیب سے
صوفے پہ لٹایا اور میٹنگ کی طرف چلا گیا پہلے ہی
لیٹ ہو رہا تھا

ساوری بچوں کے جانے کے بعد کچھ دیر تو سوئی رہی
۔۔ پھر جب آنکھ کھلی تو سب سے پہلا خیال بچوں کی
طرف ہی گیا۔۔ اٹھ کے ٹائم دیکھا تو بارہ بجنے والے

تھے۔۔ وہ سالار کو میسج تو کر چکی تھی پر اب دل بے
چین ہو رہا تھا۔۔

پتہ نہیں کیا حال ہو گا ان کا۔۔ انہیں فیڈر دیا بھی
ہو گا یا نہیں۔۔

انہوں نے کچھ کھایا ہو گا یا نہیں سالار انہیں سنبھال
رہا ہو گا یا نہیں۔۔ وہ کیا کر رہے ہونگے۔۔ ان کے
سونے کا وقت ہے۔۔ شاہ ویر کو وہ باتھ روم لے کے
گئے ہوں گے یا نہیں۔۔ بہت سارے خیالات
ذہن میں گڈ مڈ کرنے لگے۔۔ پھر اٹھ کے باہر آئی

تو آنٹی وہیں صوفے پہ نیم دراز ٹیوی دیکھ رہی تھی
اسے دیکھ کے سیدھی ہوئی۔۔

لیٹی رہیں۔۔ انہیں کہتے وہ کچن میں چلی آئی۔۔

اب اتنا بھی وہ فارغ نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔ منہ

بسورتے اسے رہ رہ کے بچوں کا خیال ستانے لگا۔۔

آنٹی میں ہی کو کال کر کے پوچھ لوں۔۔ لذیذہ کھیر

کے ڈبے ایسے ہی اٹھائے باہر آئی۔۔

نہیں۔۔ خود کو مضبوط کرو اب سکون سے گزار لو

دن۔۔ آنٹی نے تپے ہوئے انداز میں کہا کیونکہ

انہیں بھی بچوں کے بنا سب بہت بورنگ لگ رہا تھا
۔۔۔ پر ساوری نے ان کی یہ بات مشورہ سمجھ کے
ہضم کی اور سکون سے بیٹھ گئی۔۔۔

یعنی واقع اسے نہیں پوچھنا چاہیے۔۔۔ کتنی دیر وہیں
بیٹھی ڈرامہ دیکھتی رہی پھر کھانا کھا کے دوبارہ روم
میں آ کے سو گئی۔۔۔

دوسری طرف سالار کی ابھی میٹنگ میں آدھا گھنٹہ
ہوا تھا جب شاہ ویر چلتا ہوا میٹنگ روم میں داخل
ہوا۔۔۔ شاید اسے کو لیگز میں سے کسی نے راستہ بتایا

تھا۔۔ وہ سیدھا آ کے سالار کے پاس رکا۔۔ سالار جو
کنگ چتر پہ بیٹھا تھا اسے دیکھ کے سیدھا ہوا۔۔

با۔۔ با۔۔ اچنگ۔۔ (خارش ہو رہی ہے) وہ اپنی نکر
بار بار مسل رہا تھا۔۔

باہر جاؤ میں آتا ہوں۔۔ سالار نے اسے گھورا۔۔

نو۔۔ نو۔۔ باب۔۔ با۔۔ ہائی (درد ہو رہا ہے) وہ اسے
بھرائی آنکھوں سے الجھ کے دیکھنے لگا

باقی لوگوں نے مسکرا کے اس بچے کو دیکھا وہ یقیناً
سالار کا بیٹا تھا۔۔

سالار نے بگڑے تیوروں کے ساتھ اسے اٹھایا۔
کریں میں آتا ہوں۔ انہیں continue آپ لوگ
کہہ کے وہ باہر نکل آیا

ہائی ہو رہی تھی تو برداشت کرتے نازک ماں کی
اولاد۔ اسے غصے سے اٹھائے لمبے لمبے ڈگ بھرتا
اپنے افس میں آیا۔

باقی دونوں ابھی سو رہے تھے شاید اس نے سوسو کر
دیا تھا جس وجہ سے اسے پیپر تنگ کر رہا تھا۔
سالار اسے باتھ روم میں لے آیا۔ پھر واش بیسن

میں کھڑا کر کے اس کی نکر اتاری تو ایک بدبو کا تیز
بھبکا ناک سے ٹکرایا۔

تم نے پوٹی کی ہے۔۔ سالار نے بے چارگی سے پوچھا
تو اس نے تیزی سے اثبات میں سر ہلایا۔

تمہیں معلوم نہیں تھا باپ کے پاس تھوڑی دیر
روک نہیں سکتے تھے۔۔ اب کون دھوئے گا تمہیں
۔۔ مٹھیاں بھنچتے اس نے بمشکل خود پہ کنٹرول کیا۔

با۔ با۔ ہائی۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے تو

سالار نے اپنا موڈ کچھ سیدھا کیا۔۔ پھر ناچار اسکے

جوتے اتارے پہلے پھر پیسمیر اتار کے سائڈ پہ رکھا
اور اسے کموڈ کے اوپر کھڑا کر کے بمشکل اپنے آپ
کو بچاتے دھویا۔۔ ناک سیٹری ہوئی تھی۔۔

بے وقوف کہیں کا۔۔ اسے دھو کے سائڈ پہ لٹکتے
ٹشوز سے خشک کیا۔۔ واقع اس کی ہپ سرخ ہو رہی
تھی اور اسے درد ہو رہا تھا۔۔

اس کی کوئی میڈیسن نہیں دی ماما نے۔۔ اسے سے
ایسے پوچھا جیسے اسے پتہ ہو گا۔۔

شاہ ویر معصومیت سے نم آنکھوں کے ساتھ اسے
دیکھتا رہا۔۔ پھر سالار اس کی نکر اٹھائے باہر آیا۔۔
پھر بیگ سے نرم سے کپڑے نکال کے اسے پہنائے
۔۔

یہاں بیٹھو میں اسے اپنی چتر پہ بٹھا کے رومال سے
چہرا صاف کیا۔۔ پھر باتھ روم سے اس کے جوتے
لے کے آیا اور اسے پہنائے۔۔

ابھی ابھی درد ہو رہا ہے۔۔

یس با۔۔ با۔۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

اچھا۔۔ سالار نے اسے دوبارہ اٹھا لیا۔۔ پھر بیگ کھولا
شاید کچھ لگانے والا رکھا ہو ساوری نے پر نہیں تھا

--

پتہ نہیں کیا کرتی ہے ساوری۔۔ بچے کو اتنی تکلیف
ہے کم سے کم وہ کوئی ٹیوب ہی رکھ دیتی۔۔ غصے سے
بڑبڑاتے شاہ ویر کو صوفے پہ اوندھے منہ لٹایا۔۔ پھر
پاکٹ سے موبائل نکالنا چاہا تو یاد آیا وہ میٹنگ روم
میں چھوڑ آیا ہے۔۔

پھر اپنے لینڈ کائن سے آنٹی کا نمبر ملایا۔۔ تو انہوں
نے ان نو نمبر سمجھ کے کال پک کر لی۔۔
ساوری کہاں ہے۔۔ سنجیدگی سے دریافت کیا۔۔
جی وہ تو سو رہی ہیں۔۔

ہمم دانت پیسے۔۔ اچھا شاہ ویر کو ریشیز ہوئے وہاں
کیا لگانا ہے۔۔

پاؤڈر رکھا ہو گا وہ لگائیں۔۔ اور کچھ دیر نکر اتار دیں
اس کی ہوا لگے گی تو ٹھیک ہو جائے گا۔

میں یہاں اب اس کی نکر اتار کے رکھوں۔۔ سب کا
دماغ خراب ہے۔۔ سالار نے جھنجھناتے کال بند کر
دی۔۔ پھر پاؤڈر نکال کے اس کی نکر اتاری۔۔ پھر
پاؤڈر کو زور سے دبایا اور وہ ایک ہی دباؤ میں اتنا
زیادہ نکلا کے اس کے ہپ سے واپس گھوم کے
سالار کے چہرے پہ بھی اپنی سفیدی بکھیر گیا۔۔
شاہ ویر اس کا سفید چہرہ دیکھ کے کھکھلا کے ہنسا تھا
۔۔ سالار کا پارہ ہائی ہو ہی جاتا پر اس کی کھکھلاہٹ

کانوں میں رس گھول گئی وہ تو بچہ تھا چھوٹا سا اسے
کیا پتہ تھا اسے تو وہ بہت اچھا لگا تھا۔

سالار نے اسے ایسے ہی کھلا چھوڑ دیا۔ پھر اپنے
چہرے سے پاؤ صاف کیا۔

اب درد ہو رہا ہے۔۔ چیزیں سمیٹ کے بیگ میں
رکھتے پوچھا تو اس نے نو کہتے نفی میں سر ہلا دیا۔
میٹنگ کہاں گئی تھی اللہ جانے۔

پھر سالار بمشکل عصر تک افس میں رہ سکا تھا۔

جو نہی عصر کی آذان ہوئی وہ ان تینوں کو اٹھائے باہر
آیا۔ پی اے اس کے پیچھے بیگ اور باقی چیزیں اٹھا
کے لایا تھا۔ تینوں کو گاڑی میں پھینکتے وہ کافی اکتایا
ہوا لگ رہا تھا۔

اگر تم لوگوں نے اب کوئی حرکت کی سچ میں لگاؤں
گا۔ اس کی میٹنگ میں غیر حاضری کی وجہ سے
بہت کچھ اس کی انفارمیشن میں نہیں آ سکا تھا۔

جس کا صدمہ شدید تھا اس کے لیے اب دوبارہ
ساری ڈیٹیلز نکالنی پڑتیں اسے۔۔

واپسی پہ تینوں شرافت سے منہ میں انگلیاں ڈالے
بیٹھے رہے۔۔ سلوہ تو بس رونے والی تھی۔۔ شاید وہ
ساوری کو مس کر رہی تھی البتہ لڑکے دونوں
ریلیکس موڈ میں تھے۔۔

اب کی بار اس نے گاڑی کی اسپید بھی تیز ہی رکھی
تھی۔۔

گھر پہنچتے ہی واج مین نے گیٹ کھولا۔۔ تو گاڑی اندر
آئی۔۔

انہیں باہر نکالو۔۔

گاڑی پورچ کے باہر ہی روکتے واج مین کو اشارہ کیا
اور خود تیزی سے اندر آیا۔۔

ساوری سامنے ہی صوفے پہ نیم دراز اسی کے اتر
پوڈز لگائے شاید میوزک انجوائے کر رہی تھی۔۔
جنہیں سالار نے پیچھے سے آتے باہر نکالا۔۔

ہیلو مسز سالار۔۔ آپ کا اگر آرام پورا ہو گیا ہے تو
روم میں آجائیں۔۔ اپنی ٹائی گلے سے ڈھیلی کرتے
کھینچ کے اتاری۔۔ ساوری ہکا بکا اسے دیکھ رہی تھی
۔۔

میرے بچے کہاں ہیں۔ وہ اتھ کے تیزی سے باہر
جانے لگی جب سالار نے غصے سے اس کی کلائی
پکڑتے اپنی جانب گھسیٹا۔۔

بچوں کو بعد میں دیکھ لینا۔۔ پہلے مجھے تو دیکھ لو۔۔
اسے کمر سے پکڑتے اوپر اٹھایا اور روم میں لا کے
بیڈ پہ پٹکا۔۔

اے۔۔ ہبی۔۔ بس کر دیں۔۔ بچے پریشان۔۔۔
میری پریشانی کا کیا۔۔ سارا دن وہاں ان نمونوں کی
وجہ سے خوار ہوا ہوں میں۔۔ اس کی کوئی قیمت
وصول نہ کروں میں۔۔ آواز اتنی سرد تھی کہ
ساوری سہم گئی۔۔ وہ سچ میں غصے میں تھا۔۔

آپ سے کہا تھا نا کتنا تنگ کرتے ہیں۔۔۔ کبھ۔۔۔ بی

--

اس کی بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی جب سالار
نے اسے شرٹ کے گلے سے پکڑتے اپنے سامنے
کھڑا کیا اور ہونٹوں پہ سختی سے اپنے ہونٹ جمائے

--

ساوری بمشکل اس کی شرٹ پکڑے سنبھلی تھی۔۔
دروازہ کھلا ہوا تھا پر ساوری مکمل اس کے پیچھے چھپی
تھی۔۔

کئی لمحے وہ اس کی سانسیں جھنجھوڑتا رہا۔۔

د۔۔ دروازہ کھلا ہے۔۔ ساوری کی نظر پیچھے گئی تو بے

چینی سے کہا دل سکڑ کے مٹھی میں آیا تھا جیسے

۔۔ سالار نے دو قدم پیچھے لیتے زور سے پاؤں مارا تو

دروازہ بھی بند ہو گیا۔۔۔

Remove your dress

کف لنکس نکال کے شرٹ اتار کے زمین پہ پھینکی

۔۔ وہ بھرے شیر کی طرح اس پہ حاوی ہونا چاہتا تھا

۔۔

ن۔۔نو۔۔ابھی آپ۔۔

Hurry up baby ...

میٹھے الفاظ تھے پر ذائقہ ترش تھا۔۔ساوری نے بے
چارگی سے اپنی شرٹ اتاری۔۔

اچھا آئندہ نہیں بھیجوں گی۔۔وہ رونے والی ہو چکی
تھی۔۔

آج کا تو وصول کر لوں نا۔۔آئندہ کی دیکھی جائے
گی۔۔اس کے دودھیا بدن پہ نظریں گاڑیں۔۔

پھر انر کے ہک میں انگلی پھنساتے ایک سٹیپ کندھے
سے نیچے اتارا۔۔

ساوری سرخ چہرے سے اسے دیکھ رہی تھی جو بے
شرمی کی تمام حدیں پار کرتے بے باکی سے اسے
نظروں سے مسمار کرنے کی کوشش میں تھا۔۔ پھر
اسی طرح دوسری طرف سے بھی سٹیپ کندھے سے
نیچے سرکایا اور کمر سے اوپر جاتے تین مخصوص ہک
کھولے جس سے انر ڈھلکتی ہوئی ساوری کے بازوؤں
میں اٹک گئی تھی۔۔۔

ابھی نماز کا وقت ہے ہبی۔۔ بعد میں رات کو۔۔

میں ان تین نمونوں کی شکل دوبارہ نہیں دیکھنا چاہتا۔

اس لیے سب ابھی کرنا ہے اور رات کو میں اب

اس روم میں نہیں رہوں گا۔۔ وہ سختی سے کہتے اسے

اپنی جانب کھینچ گیا۔۔ پھر جھک کے اس کے سینے پہ

دھکتے لب رکھے۔۔ ساوری سمٹ سی گئی۔۔ اس کی

سانسیں جیسے سالار کے ہونٹوں پہ آ کے رک گئی

تھیں۔۔ اسکے بے رحم لمس نازک پنکھڑیوں کو نچوڑ

رہے تھے۔۔

ساوری اس کے کندوں پہ ہاتھ رکھتے تھوڑا اوپر ہوئی
تو سالار نے چہرا اٹھا کے اسے دیکھا۔

یہ بے چینی ختم کر دو اب۔۔ سات سال ہو گئے ہیں
ہماری شادی کو اور تم ابھی۔۔

آپ جو کر رہے ہیں وہی کریں زیادہ بک بک نا
کریں۔۔ ساوری خود پہ کنٹرول کرتے کرتے بھی
زبان نہیں سنبھال پائی۔۔

سالار نے حیران ہوتے اسے دیکھا واقع وہ ساوری
نے بولا تھا۔۔

تم اتنی ٹیڑھی کیوں ہو۔۔ اتنے سیریس ماحول میں
بھی اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آ کے معدوم ہوئی
۔۔ جھک کے اس کی کمر کے خم کو دیکھتے لب رکھے
۔۔

تم اتنی ٹیڑھی کیوں ہو۔۔ نرمی سے بلی بٹن میں
انگلی رب کرتے دریافت کیا۔۔

آپ کی پسلی سے بنی ہوں۔۔ ٹیڑھا تو ہونا ہی تھا
۔۔ وہ بھی اب غصے میں آ چکی تھی۔۔

سالار اس کے بدن کی راعنائیوں سے کھیل رہا تھا۔
ساوری کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اڑ کے بچوں کے
پاس پہنچ جائے پر شاید وہ اسے سزا دینا چاہتا تھا۔
نیچے پنچوں کے بل بیٹھتے سالار نے گھٹنوں سے اس کا
ٹراوڑر پکڑ کے کھینچا تو ساوری نے اوپر سے کھڑے
اس کے بال زور سے کھینچے۔۔
یہ سب رات کو بھی ہو سکتا ہے۔۔ مجھے بچوں کے
پاس جانا ہے۔۔

ساری رات بچوں کے ساتھ گزارانا اور اب شرافت
سے کھڑی رہو۔۔ سالار نے کڑے تیوروں سے اس
کی کلائیاں تھامتے اسے زبردستی بیٹھایا۔۔

ساوری کا کوئی احتجاج کامیاب نہیں ہو رہا تھا۔۔ اسے
کمر سے پکڑتے پیچھے کرتے اوپر آیا۔۔

مجھے آپ سے شدید نفرت ہو رہی ہے۔۔

آج لڑائی والا رومینس کرتے ہیں۔۔ شدت سے ہو گا

۔۔ ساوری نے سختی سے آنکھیں میچیں۔۔ سالار کیا

کرنے والا تھا بھلا۔۔

اوپر آتے سالار بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے بیٹھا اور
ساوری کو اپنی ٹانگوں کے بیچ کرتے اپنے دونوں
پاؤں اس کی ٹانگوں میں پھنسا لیں اور دائیں بائیں
کھینچیں۔۔

بچے رو رہے ہیں۔۔ آپ کو آواز نہیں آرہی ان کی
۔۔

مجھے تمہارے رونے کی آواز سننی ہے بس۔۔ بلی بٹن
پہ انگلیاں مس کرتے نیچے آئیں۔۔ پھر بدن کی گہرائی
میں سمائیں تو ساوری کی سسکی نکلی۔۔

ہ۔۔۔ہبی۔۔

سالار بازو اس کے سینے سے گزارے اسے قابو بھی
کیے ہوئے تھا۔۔ چند لمحوں کے رب سے ہی اس کی
آہوں میں بلندی آنے لگی۔۔

تمہاری کراہیں جتنا سکون بخش رہی ہیں اس وقت اور
کچھ اتنا سکون آدور نہیں ہو سکتا۔۔

اس کا لمس ساوری کے پورے جسم میں پھیری بھر
رہا تھا۔۔ کمر اٹھاتے وہ اسے روکنے کی کوشش کر رہی
تھی پر سالار رکنے والا تھوڑی تھا۔۔ اس کی بے

باک سرسراہٹ ساوری کی جان نکال رہی تھی۔۔
سارا خون چہرے پہ سمٹ آیا تھا۔۔ سالار اسے سختی
سے پکڑے بے چین کرتا رہا۔۔ اس کی جان نکل
رہی تھی جب ایک جھٹکا اسے پر سکون کر گیا۔۔
اس کی گہری سانسیں سالار کو سکون دے رہی تھیں
اس کی گردن پہ گہرے لمس چھوڑتے بلی بٹن پہ
انگلیاں مس کرتے ہاتھ سینے تک آئے۔۔ دھڑکنوں
کو شدت سے چھیڑتے ساوری کو ڈھیلا چھوڑا۔۔

وہ اپنا چہرا اس کی جانب موڑتے شدید تھکاوٹ کا
شکار ہوئی تھی۔۔

ابھی تو میری باری آنی ہے۔۔ سالار نے اسے اب کی
بار نرمی سے پکڑتے بیڈ پہ کروٹ کے بل لیٹایا۔۔

بچوں کی فکر ہی نہیں ہے آپ کو۔۔ ساوری بولی لیکن
اس کی آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔۔

سالار اس کے پیچھے لیٹا تھا۔۔ اسے اپنے بازوؤں میں
بھرتے کان کی لو کو نرمی سے کاٹا۔۔

ایک نئے جوش کے لیے تیار ہو جاو۔۔ اسے خود سے
لگاتے اپنا اپ اس کے اندر اتارا۔۔

ساوری نے لب بھینچے۔۔ رات کو میں آپ کو سکون
سے نہیں سونے دوں گی بتا رہی ہوں۔۔

دیکھیں گے۔۔ اس کی کمر پہ ہاتھ مسلتے دھڑکنیں
چھیڑیں۔۔ ساوری ہر حال میں ایسی سیچویشن میں ہار
ہی جاتی تھی اب بھی یہی ہوا تھا۔۔ سالار پر سکون
اس میں اپنی تھکاوٹ انڈیلتا رہا۔۔

گھنٹے بعد وہ اس سے الگ ہوا اور ہاتھ روم چلا گیا۔۔

ساوری کو نیند آرہی تھی پر بچوں کا سوچ کے اٹھ گئی
-- کپڑے پہن کے باہر آئی تو وہ تینوں فلور بیڈ پہ
بیٹھے کھیل رہے تھے۔۔ اسے دیکھ کے سلوانے باہیں
پھیلانیں۔۔ سوری نے بھاگ کے اسے اٹھا لیا تھا۔۔
میری گڑیا۔۔ کیسی ہے۔۔ چٹا چٹ اس کے گال
چومے۔۔

فائن۔۔ شاہ ویز نے خوشی سے جواب دیا۔۔ پھر
ساوری نے شاہ ویز اور شاہ ویر کو بھی ویسے پی چوما

میں نے آپ تینوں کو آج بہت مس کیا آئندہ ماما
آپ لوگوں کو کبھی اس کھڑوس آدمی کے ساتھ
نہیں بھیجے گی۔۔ انہیں سینے سے لگائے پچکارا۔۔

پھر شاہ ویر کو دیکھا جس نے پیسمپر پہنا ہوا تھا۔۔

بہت ظالم ہیں آپ لوگوں کے بابا یار۔۔ اسے وہیں
اپنی گود میں لٹاتے پیسمپر چیک کیا۔۔ بس سوسو کیا ہوا
تھا۔۔ پھر اسے گدے پہ لیٹا کے اس کا پیسمپر اتار دیا

ہائی ہوئی تھی۔۔ فکر مندی سے پوچھا تو اس نے
اثبات میں سر ہلادیا۔

او۔۔ میرا بے بی اسے اٹھا کے ایسے ہی اپنے ساتھ
بھینچا۔۔

آپ کے بابا سے سارے بدلے لیں گے۔۔ گن گن
کے لیں گے۔۔ ٹھیک ہے۔۔

اسے ان بچوں کو دیکھ کے رونا آرہا تھا۔۔ پھر انہیں
وہیں بیٹھا کے ان کے لیے کیلے لے کے اتنی تینوں
کو چھیل کے ایک ایک پکڑایا تو وہ کھانے لگے۔۔

ساوری کو خود پہ بھی غصہ آرہا تھا اب۔۔ کیا
ضرورت تھی بھلا ہی کے ساتھ بھیجنے کی۔۔ اس سے
اچھا تھا وہ خود ہی تنگ ہو لیتی۔۔۔ کم سے کم بچے تو
سکون میں رہتے۔۔

رات کو پہلے تو سالار ڈرائنگ روم میں سونے چلا گیا
۔۔ پھر بارہ بجے اٹھ کے روم میں آیا تو ساوری بچوں

کے ساتھ سو رہی تھی۔۔ اس کی جگہ پہ تکیہ لمبائی
میں پڑا تھا احتیاطاً کہ سلوا گرنا جائے۔۔

وہ خاموشی سے آ کے اپنی جگہ پہ لیٹ گیا۔۔

رات کو شاہ ویز کے ہلنے سے ساوری کی آنکھ کھلی تو
سالار کو دیکھ کے ماتھے پہ بل آئے۔۔ پر اس وقت
نیند اتنی آئی تھی کہ لڑنا پوسٹ پونڈ کر کے شاہ ویز
کو تھپکیاں دیتے دوبارہ سو گئی۔۔ بچے اب رات کو کم
ہی جاگتے تھے۔۔

صبح سالار اس کے اٹھنے سے پہلے اٹھ کے نماز پڑھنے
چلا جاتا تھا۔۔۔

ساوری نے بھی نماز پڑھی اور باہر نکل آئی۔۔ اس کا
استہما خود ہی ختم ہو گیا تھا شاید۔۔ باہر ٹھنڈی فضا
میں چہل قدمی کرتے وہ زمین پہ دیکھ رہی تھی جب
گیٹ کھلنے کی آواز پہ اس طرف دیکھا۔۔

سالار چلا آرہا تھا۔۔ ساوری نے اسے دیکھ کے قدم
اندر کی جانب بڑھائے۔۔

سنو۔۔ سالار نے اسے پیچھے سے آواز دے کے روکا
تو نا چاہتے ہوئے بھی ٹھہر گئی۔۔ وہ اس سے ناراض
تھی یقیناً۔۔

آئی ایم سوری۔۔ قریب اتے اس کے سامنے رکا۔۔
کس چیز کے لیے۔۔ انداز میں اکتاہٹ تھی۔۔
کل کے لیے۔۔

اٹس اوکے۔۔ ساوری نے دوپٹہ درست کرتے اندر
کی طرف بڑھ گئی۔۔

معاف کر دیا وہ بھی ایک بار میں ہے۔۔ سالار بھی
نفی میں سر ہلاتے اندر چلا آیا۔۔

میں سوچ رہا ہوں اپنا ریسپشن کر لیں۔۔ تمہاری
خواہش تھی۔۔

مرگئیں ساری خواہشیں اب۔۔ شکریہ آپ کا۔۔
لگتا ہے موسم کچھ زیادہ ہی خراب ہے۔۔ بڑبڑاتے
اس کے دوپٹے سے جھولتے بالوں کو دیکھا۔۔
بال پیارے ہو گئے ہیں۔۔ سالار نے کچھ سوچتے
دوبارہ کہا۔۔۔

پہلے بھی تھے نظر اب آئے ہیں آپ کو۔۔

پہلے چھوٹے نہیں تھے۔۔ لمبے کب ہوئے۔۔ جب
میں نے کہا تھا تب۔۔ وہ اسے چڑانے کی کوشش میں
تھا شاید۔۔

جی نہیں۔۔ اب میں بچی نہیں ہوں اس لیے بڑے
کیے ہیں۔۔ چڑ کے جواب دیتے پلٹ کے اسے
گھورا۔۔

اچھا آئی ایم سوری۔۔

معاف کر دیا ہے کہا تو ہے۔۔

مجھے نہیں لگ رہا۔۔ ایسا لگ رہا ہے تم بدلہ لینے کا
سوچ رہی ہو۔۔ فیلنگز آر ہی ہیں ایسی۔۔

جی نہیں۔۔ میں بڑوں کی عزت کرتی ہوں بدلہ نہیں
لیتی۔۔ اس کی عمر پہ طنز کیا۔۔

اچھا کرتی ہو۔۔ سالار بیرڈ کھجا کے رہ گیا۔۔

تم مجھے دل ہی دل میں حیوان جانور حوس کا پجاری
اور جانے جانے کیا کیا کہہ رہی ہو گی یقیناً۔۔ سالار
نے سامنے آتے اس کا چہرہ شہادت کی انگلی سے اوپر

اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔۔ جہاں بالکل
سرد تاثر تھا۔۔

ساوری نے کچھ نہیں کہا بس خاموشی سے اسے
دیکھتی رہی۔۔

تم کہہ سکتی ہو۔۔ مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا اس کے
لیے میں شرمندہ ہوں۔۔ وہ واقع شرمندہ تھا۔۔ بچوں
سے وہ اتنا تنگ ہو گیا تھا کہ اسے ساوری پہ غصہ
نکال دیا تھا۔۔

اٹس اوکے۔۔ سر جھٹکتے وہ پھر سے سائنڈ پہ ہو گئی۔۔
سالار نے دوبارہ اسے کچھ نہیں کہا۔ اس کا حق بنتا
تھا ناراض ہونے کا۔۔

سنڈے کو ریسپیشن ہے ہمارا۔۔ جنکو انوائٹ کرنا ہے
لسٹ بنا دینا۔۔

کیا ضرورت ہے ریسپیشن کی۔۔ بس ایک شوشا ہی ہو
گا اور کچھ نہیں۔۔

تم نے دلہن بننا تھا۔۔ اسی بہانے یہ خواہش۔۔

کہا تو ہے اب کسی چیز کی خواہش نہیں ہے۔۔ آپ
بس میرے بچوں کے ساتھ اپنا رویہ ٹھیک رکھ لیں
۔۔

وہ صرف تمہارے بچے نہیں ہیں میرے بھی ہیں۔۔
سالار کو اس کا انداز برا لگا۔

سمجھ بھی لیں یہ بات۔۔ کل شاہ ویر تکلیف میں تھا
آپ نے اسے پھر بھی پیسمپر پہنایا صرف اپنی مشکلوں
سے بچنے کے لیے۔۔ وہ تو چھوٹا سا بچہ ہے۔۔ اسے
رونا آگیا انکھوں میں نمی آئی۔۔

پہلے تھوڑی دیر پہنایا تھا پھر اس نے پوٹی کر دی وہ
صاف کیا پھر نہیں پہنایا۔۔۔۔ پھر دوبارہ گھر واپس
انے سے پہلے پہنایا تھا تاکہ گاڑی نا خراب کر دے
۔۔۔ پندرہ بیس منٹ بس۔۔

ہونہ۔۔ ساوری نے سر جھٹکا۔۔

یقین نہتی ہے تو واپسی پہ سی سی ٹیوی فوٹیج لے
آؤں گا دیکھ لینا۔۔

مجھے کچھ نہیں سننا۔۔ جائیں یہاں سے۔۔

میرا گھر ہے جہاں مرضی رہوں میں۔۔

میرا مانگہ ہوتا نا تو میں ہی چلی جاتی۔۔

روم تو ہے۔۔ وہاں چلی جاؤ۔۔ سالار نے مزے سے
کہتے صوفے پہ جگہ سنبھالی اور پاؤں پسار کے بیٹھ گیا
۔۔

میں کیوں جاؤں۔۔ غلط آپ کریں اور چھپوں میں۔۔
وہ بھی اس کے سامنے والے صوفے پہ آرام سے
جانکے ٹک گئی۔۔

میں نے تو کچھ غلط نہیں کیا۔۔ وہ چالس سے بیس کا
ہو گیا تھا جیسے۔۔ تم خود ہی اتنی پیاری ہو کے کسی کا

بھی دل بہک جائے۔۔ میں تو پھر تمہارا سگا شوہر
ہوں۔۔

آپ نے کل بس مجھے پریشان کیا ہے۔۔ اور کچھ
نہیں۔ اب اتنے شریف بننے کی ضرورت نہیں ہے
بن نہی رہا میں شریف ہی ہوں۔۔

جیسے میں تو جانتی ہی نہیں آپ کو کتنے شریف ہیں

--

اب تو بڈھا ہو گیا ہوں۔۔ شکر کرو جوانی میں نہیں
ملی۔۔ مسکراہٹ دباتے وہ مسلسل اسے نظروں کے
حصار میں لیے ہوئے تھا۔۔

شکر کریں کہ آپ سے چھوٹی ہوں اگر بڑی ہوتی تو
پھر بتاتی۔۔ ساوری نے اسی کے انداز میں کہا۔۔

ان کی ابھی توں توں میں میں جاری تھی جب آنٹی
اگئیں۔۔ صبح کے پانچ بج رہے تھے۔۔ انہیں یوں
بیٹھے دیکھ کے گڑ بڑ کا احساس ہوا۔۔

خیریت ہے سب ساوری بیٹا۔۔

نہیں۔۔ انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔۔ میرا
ماتکہ نہیں ہے اس لیے یہاں بیٹھی ہوں۔۔ ساوری
نے جھوٹ کا سہارا لیا تو آنٹی کی آنکھیں کھلی۔۔

اتنا بڑا پیلس میرے باپ نے بنوایا تھا نا میرے لیے
۔۔ شرافت سے اپنا بوریاں بستر سمیٹو اور اپنی

جائدادیں سنبھالو۔۔ سالار نے اس کی بات کی نفی
کرنے کی بجائے اسے سچ مچ بنا دیا ساوری نا منہ کھلا

--

کیا۔۔ آپ واقع مجھے گھر سے نکال رہے ہیں۔۔ آنٹی
دونوں کو دیکھ رہی تھیں وہ آخر کر کیا رہے ہیں۔۔
ہاں۔۔ میرے بچوں کو یہیں چھوڑ جانا اور انجوائے
کرنا وہاں۔۔ سالار نے اٹھتے اس پر اچھتی نگاہ اس پہ
ڈالی اور روم کی طرف بڑھ گیا اب آنٹی کے سامنے
وہ ساوری سے لڑتا اچھا تھوڑی لگتا۔۔
ساوری وہیں بیٹھی کلستی رہی۔۔

زیب رات کو گھر آیا تو زوہا یوسف کو فیڈ کروا رہی
تھی۔۔۔۔

یہ ابھی سویا نہیں۔۔ اپنا بیگ ایک طرف رکھتے اس
کا چہرا دیکھنا چاہا پر وہ اس کے سینے میں چھپا ہوا تھا
۔۔

نہیں۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جاگا ہے۔۔ اب رات کو
ہی سوئے گا۔۔ زوہا اسے دور کرنے کی کوشش میں
ناکام ہوئی تو منہ بسورا۔۔۔

میں نے ابھی روٹی بنانی ہے۔۔ پھپو ڈانٹیں گی اگر دیر
ہو گئی تو تم اسے سنبھال لو گے۔۔

میں کپڑے چینج کر لوں پھر پکڑتا ہوں۔۔

زیب جوتے اتار کے ریک پہ رکھتے اٹھ کے ہاتھ
روم چلا گیا۔۔ زوہا اسے تھپکیاں دیتے ساتھ خود بھی
جھول رہی تھی۔۔

جب تک زیب آیا۔۔ یوسف نا چاہتے ہوئے بھی سو
گیا تھا۔۔ اسے سائڈ پہ ڈال کے خود اٹھ کے باہر چلی

اٹی۔۔۔ اسفر انکل ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھے موبائل چلا رہا
تھے۔۔

روٹی بناؤں۔۔

ہاں۔۔ بہت بھوک لگی ہے۔۔

اوکے۔۔ وہ سر ہلاتے کچن میں غائب ہو گئی۔۔ کچھ

دیر بعد زیب اور پھپھو بھی بھی باہر آ گئے۔۔

کتنی روٹیاں بناؤں۔ ہاتھ میں پیڑا پکڑے وہ باہر آئی

--

میں دو کھاؤں گا۔۔ زیب نے جواب دیا۔۔ پھو ایک
ہی کھاتی تھی اسفر انکل کبھی دو کبھی ایک۔۔

خود ہی حساب لگاتے اس نے چھ روٹیاں بنائی تھیں
۔۔ اتنی دیر میں یوسف جاگ گیا۔۔

یوسف رو رہا ہے اندر اسے اٹھا لو۔۔ زوہانے
دروازے تک آتے زیب کو کہا۔۔ وہ اٹھ کے اندر
چلا گیا۔۔

ایک ہمارا زمانہ تھا ہم سب کچھ ایک ساتھ بیچ کرتی
تھیں پر آج کل کی نسل۔۔ سارا کام شوہروں پہ ڈال
دیتی ہے۔۔

اسفر انکل نے نظر اٹھا کے انہیں گھورا۔۔ پھر کچھ
سوچتے خاموش رہے۔۔

زوہا کھانا لگا چکی زیب یوسف کو باہر لے آیا تھا۔۔
سب کھانا کھانے لگے تو اسفر انکل نے گلا کھنکارا۔۔

جب ہماری نئی نئی شادی ہوئی تھی تو تمہاری پھپھو کو
کچھ بھی نہیں کرنا تھا۔۔ سارا کچھ میری اماں جان نے

ان کو سکھایا۔۔ اور بچے پالنا تو انہیں زرا بھی نہیں
آتا تھا۔۔ ایک بار کیا ہوا۔۔

شبہنم پھپھو انہیں گھور رہی تھیں کے خاموش ہو جائیں
پر وہ خاموش ہونے کے لیے تھوڑی شروع ہوئے
تھے۔۔ مزے سے ان کی گھوریاں اگنور کرتے قصہ
سناتے رہے۔۔

کیا ہوا کے ہم لوگوں کے پاس اس وقت ایک ہی
گاڑی تھی جو میرے بڑے بھائی اپنی بیگم اور بچوں
کو لے کے لے گئے تھے۔۔

ہم لوگوں نے بھی شبنم کے گھر جانا تھا۔۔ اور زیب
چھوٹا سا تھا۔۔ جانا بھی ضروری تھا اور گاڑی بھی نہیں
تھی سوچا لوکل پہ چلتے ہیں۔۔ پہلے تو شبنم مانی نہیں
۔۔ پھر جیسے تیسے کر کے انہیں راضی کیا۔۔

بس میں سوار ہوئے تو سیٹ بھی آخر میں ملی۔۔ خیر
گزارا تو کرنا تھا۔۔ زیب کو انہوں نے ہی پکڑا تھا۔۔
زیب اور زوہا دلچسپی سے سن رہے تھے۔۔

ابھی کچھ راستہ ہی گزارا کے زیب سو گیا۔۔ ساتھ والی
سیٹ خالی تھی تو زیب کو وہیں ڈال دیا انہوں نے۔

خیر جب ہم اتر گئے سٹاپ پہ کنڈیکٹر جلدی جلدی کا
شور مچاتے ہیں اور یہ اپنا بیٹا ہی وہیں بھول آئیں۔۔
بس سے اتر گئے بس کافی آگے چلی گئی تو انہیں یاد
ایا ان کا۔ ایک بیٹا بھی ہے۔۔ غلطی میری بھی تھی
میں نے بھی دھیان نہیں دیا۔۔

بتانے کا مقصد یہ ہے کہ نسلیں ساری ایک جیسی ہی
تھیں۔۔ بس آج کل کے بچے کرنے کی کوشش بھی
کریں تو بڑے انہیں ٹوک ٹوک کے آگے بڑھنے ہی
نہیں دیتے۔۔

آج کل کی نسل ہم سے زیادہ سمجھدار ہے۔۔۔ وہ
صاف لفظوں میں شبہم کو سنا رہے تھے۔۔

پھر زیب ملا کیسے۔۔۔ زوہا نے کھسیا نے ہوتے کہانی
آگے سنی چاہی۔۔

وہ پھر بس ٹکٹ لیا تھا تو اس میں نمبر لکھا تھا ڈرائیور
کا انہیں کال کر کے رکوایا اور پھر وہاں رکشے سے
پہنچ کے ہم نے زیب کو اٹھایا۔۔

زیب جاگا نہیں تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ یہ۔۔۔ مست لڑکا تھا سویا رہا۔۔

اب کھانا کھالیں اگر باتیں ہو گئی ہوں تو۔۔ شبنم نے
غصے سے انہیں دیکھتے گھورا تو وہ خاموش ہو گئے۔۔

پھر خاموشی سے کھانا کھایا۔۔ یوسف کو اسفر انکل نے
اٹھا لیا تھا۔۔ زوہانے برتن سمیٹے۔۔ زیب نے بھی
ہیلپ کی تھی۔۔

البتہ شبنم پھپھو ناراضگی سے بیٹھی رہیں۔۔

وہ لوگ شام کی بجائے رات کو چائے پیتے تھے جو
زوہانے روٹیاں بناتے بنالی تھی پھر سب کو چائے
دی۔۔

رات کو دس بجے تک فارغ ہو کے روم میں آئی تو
زیب لیپ ٹاپ پہ کام کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کے بند
کر دیا۔۔۔ یوسف دوبارہ سو گیا تھا۔۔

مجھے بھی کوئی جاب ڈھونڈھ دو یا اپنے آفس میں رکھ
لو۔۔

کیوں۔۔۔

میں سارا دن ایک ہی جگہ پہ رہ کے تھک گئی ہوں
۔۔ خود تو چلے جاتے ہو پیچھے سے یوسف اور پھپھو
دونوں مل کے تنگ کرتے ہیں۔۔

ماما کیا کہتی ہیں۔۔ زیب نے اس کا ہاتھ پکڑتے اپنے
پاس بٹھایا۔۔

کچھ نہیں کہتیں بس۔۔ طنز کرتی رہتی ہیں۔۔۔ ساسو
والی روح آئی ہوئی ہے آج کل ان میں۔۔ پہلے اتنی
کئیرنگ تھیں جب یوسف نہیں ہوا تھا اور اب۔۔
ہاں تو ٹھیک ہے نا۔۔ جب تمہیں کئیر کی ضرورت
تھی تب وہ ساتھ تھیں اور اب جب تمہیں
سدھرنے کی۔۔

واٹ ڈو یو مین بائے سدھرنے کی۔۔۔زوہا کی
آنکھیں ماتھے تک آئیں۔۔

ہاں۔۔کیا ہے سدھرنے کی ضرورت۔۔اسے اپنے
قریب کرتے اس کا سر اپنے کندھے پہ ٹکایا تو زوہا
نے نفی میں سر ہلایا۔۔

جو جو وہ بتاتی ہیں وہ کرنے دیتی نہیں ہیں۔۔پہلے سنا
دیتی ہیں۔۔اب میں یوسف کو پکڑتی یا روٹیاں بناتی

لڑکی تم میری ماں کی برائیاں کر رہی ہو میرے
سامنے۔۔ زیب نے مسکراہٹ دباتے اس کا بازو
سہلایا۔۔ مجھے میری ماں کے خلاف کرنا چاہتی ہو۔۔
نہیں نہیں۔۔ میں تو بس اپنا دل ہلکا کر رہی ہوں تم
پلیز ان سے کچھ مت کہنا اب۔۔

بے فکر رہو۔۔ ہمارے کمرے کی بات باہر کبھی نہیں
جائے گی۔۔ اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتے ریلیکس کیا

--

زوہا پھر کچھ دیر اس سے باتیں کرتی رہی اور اس
کے کندھے پہ سر رکھے سو گئی

سنڈے کو ہادی آ رہا ہے اور میرا ارادہ ہے ایک
پارٹی رکھ لیں۔۔۔ نا ہمارا ریسپشن ہوا ہے نا زوہا کے
بے بی کے لیے ہم نے کوئی پارٹی رکھی ہے اور نا ہی
ہادی کی گریجویشن کمپیٹ۔۔۔ سالار شام کو واپس آیا
تو وہ بچوں کے ساتھ لان میں گھاس پہ ہی آلتی پالتی
مار کے بیٹھی تھی۔۔۔ بچے ادھر ادھر گھوم رہے تھے

-- وہ بھی وہیں جینز اوپر کھینچتے اس کے سامنے زمین
پہ ہی بیٹھ گیا۔

ہادی بھیا کی ابھی گریجویشن کمپلیٹ نہیں ہوئی۔۔ اور
ہمارا ریسپشن بھی کچھ خاص ضروری نہیں ہے۔۔

ضروری ہے نا۔۔ تم نے کہا تھا پھر موقع ہی نہیں ملا
۔۔۔ اب حالات سیٹ ہیں سب سہی جا رہا ہے تو ہم
ٹائم نکال کے شادی ہی کر لیتے ہیں۔۔

ویری گڈ۔۔ بہت اچھا آئیڈیا ہے۔۔ پر اب کسی اور
سے کر لیں مجھے اب آپ سے شادی کرنے میں
کوئی انٹرسٹ نہیں۔۔

واہ یار۔۔ مطلب میں تو تمہارے لیے کہہ رہا ہوں
اور تم الٹا منہ اور پھلاتی جا رہی ہو۔۔

اور میں بھی آپ کو کہہ چکی ہوں مجھے نہیں
ضرورت ریسپشن کی۔۔ کیوں مذاق بنواتے ہیں اپنا
بھی اور میرا بھی۔۔ لوگ کیا کہیں گے۔۔

ان سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

آپ کو فرق نہی پڑتا پر مجھے پڑتا ہے۔۔ جب کوئی
کہے گا کیا ضرورت تھی اپنے بابا کے دوست سے
شادی کرنے کی تو میں کیا جواب دوں گی۔۔ اوپر سے
آپ کی عمر بھی اتنی ہے کہ مجھے ساتھ چلتے ہوئے
بچوں والی فیلنگز آتی ہیں۔۔ جیسے میں آپ کی بیوی
نہی بیٹی ہوں۔۔ وہ سر جھکائے کیا کیا بول رہی تھی
اسے کوئی خبر نہیں تھی اور سالار کا چہرا سبکی اور
میتک سے سرخ ہوا۔۔

زوہا اور زیب کا کپل کتنا پیارا ہے وہ دونوں کتنے
خوش بھی ہیں۔ اس کی حالت سے بے خبر ساوری
بولتی جا رہی تھی۔۔۔ پتہ نہیں میرے بابا کو آپ میں
کیا نظر آیا جو مجھے آپ کے حوالے کر گئے آپ کو
بس اپنی حوس پوری کرنی ہے چاہے کوئی بھی ٹائم ہو
۔۔۔ سالار کا ضبط جواب دے رہا تھا پر پھر بھی وہ بیٹھا
تھا۔۔۔

آپ نے تو زوہا کے ولیمے والے دن بھی نہیں چھوڑا
تھا مجھے۔۔۔ اتنے بوڑھے ہو۔۔۔ سر اٹھایا تو اس کی زبان

کو بریک لگا۔۔ سالار کی آنکھوں میں نمی تھی جو شاید
پلکوں پہ اٹک گئی تھی۔۔ گلے کی گلٹی ابھری ہوئی
تھی۔۔

ہ۔۔ ب۔۔ اس کے ہونٹ پھڑپھڑائے پر سالار تیزی
سے اٹھ کے اندر چلا گیا۔۔ لال چہرا اور شرمندہ نم
آنکھیں ساوری کے دماغ میں جامد ہو گئیں۔۔ کتنی
دیر وہ ہل نہیں پائی تھی۔۔ اسے تو یاد بھی نہیں تھا
اس نے کیا کیا بولا ہے۔۔ پر سننے والا ہمیشہ یاد رکھتا
ہے۔۔

ما۔۔ ما۔۔ سلوانے پیچھے سے آ کے اس کی گردن میں
بازو ڈالے۔۔ تو شاہ ویز بھی بھاگتا ہوا ان کی طرف
آیا۔۔

ساوری اٹھ کے جانا چاہتی تھی۔۔ وہ سالار کو فوراً
سوری کہنا چاہتی تھی پر بچوں کے پیچ پھنس کے وہ
وہیں بیٹھی رہ گئی۔۔

سالار نے اندر آ کے دروازہ بند کیا۔۔ اتنی زندگی
گزار آیا تھا وہ اس کے ساتھ۔۔ شاید ساری۔۔ صرف
ایک غلطی کی وجہ سے وہ اتنی بڑی سزا دے گئی تھی

اتنا بڑا گلٹ جس سے وہ کبھی باہر نہیں آ سکتا تھا
اب۔۔ آنکھیں انگلیوں سے رگڑتے نمی صاف کی۔۔
وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی۔۔ سب کچھ سچ تھا وہ واقع
اس سے بہت چھوٹی تھی اس کے ساتھ چلتے وہ اس
کی بیٹی ہی لگتی تھی۔۔ وہ اس کے ساتھ شرمندہ تھی
۔۔

ساوری سالار کے ساتھ نارمل لائف گزار ہی نہیں
سکتی تھی۔۔

ایک ہی حل تھا۔ اگر وہ اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا تو
اسے خود سے الگ کر دیتا اور کسی ہم عمر کے ساتھ
اس کی شادی کر دیتا۔ سٹی روم میں آتے اس
نے خود کو لاک کر لیا تھا۔۔۔

رات کا آخری پہر تھا جب زوہا کو اپنی کمر پہ کچھ
رینگتا ہوا محسوس ہوا۔ بے ساختہ ہاتھ بڑھا کے
زیب کا ہاتھ پکڑا۔

زیب۔۔ کیا کر رہے ہو۔۔

رومانس۔۔ ایک لفظی جواب دے کے اس نے زوہا
کی گردن میں چہرا گھسایا۔۔

یہ کون سا وقت ہے۔۔ اس کی طرف رخ پھرتے
بمشکل آنکھیں کھولیں۔۔ یوسف گہری نیند میں تھا۔۔

صبح کے تین بجنے والے ہیں۔۔ زیب نے مصروف
سے انداز میں جواب دیتے اس کے گلے میں ہاتھ

ڈالا۔۔

زیب۔۔ پیچھے ہٹو۔۔ زوہانے گھٹنا کھڑا کرتے اسے

پیچھے ہٹانے کی کوشش کی تو زیب نے اپنا گھٹنا اس
کے گھٹنے پہ رکھتے زور دیا۔۔

اچھی بھلی سو رہی تھی پتہ نہیں کیوں آنکھ کھل گئی
تمہاری۔۔ زیب نے اسے گھورا۔۔

تھوڑی سی دیر پھر سو جانا۔۔ ابھی مجھے خوش کرو
بس۔۔

اچھا۔۔ زوہا بھی ڈھیلی پڑی۔۔ تمہیں خوش کرنے کے
لیے میں تمہارا ساتھ دوں۔۔ آنکھیں وا کرتے
تصدیق چاہی تو زیب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔
میرے پیارے ہر بینڈ۔۔ اس کی شرٹ کے بٹن
کھولتے پیچھے سر کائی۔۔

ایک ہوٹ بیوی بھی اللہ کی نعمت ہوتی ہے۔۔ زیب
نے خود ہی اپنی شرٹ اتارتے اسے شکنجے میں لیا تو
زوہا کھکھلا کے ہنسی۔۔

بے شک۔۔ اور ایک رومانٹک شوہر بھی۔۔

زیب بھی مسکریا۔۔ پھر بھرپور شدت سے اس کے
گلے پہ کاٹا۔۔

۱۱۱۔۔

آہستہ۔۔ اس کی آواز بلند ہوئی تو زیب نے گھورا۔۔
ابھی اس کے دادا دادی آگئے تو انہوں نے نئے کی
پلینگ رکوا دینی ہے۔۔ یوسف کی طرف اشارہ
گرتے وسپرنگ کی۔۔

زوہا ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ گئی۔۔

زیب مزے سے اس کے جسم سے کھیلتا رہا۔۔۔ زوہا
بھی اس کی کمر پہ ناخن کھبو رہی تھی۔۔۔ جب یوسف
اٹھ گیا۔۔

اب اس نے فیڈ کرنا ہے۔۔۔ زوہا نے زیب کو ہٹانا چاہا
تو زیب پیچھے ہوا۔۔

زوہا نے اپنی شرٹ اوپر کی ہی تھی کہ زیب نے
ہاتھ بڑھا کے ساری اتار دی۔۔

ٹائم ویسٹ نہیں کرتے۔۔ وہ اپنے حصے پہ رہے گا
میں اپنے۔ نرمی سے اس کی دھڑکنوں کو چھوتے جان
لیوا شرارت کی تو زوہا گلال ہوئی۔۔

ایک ساتھ ایسے نہیں۔۔

کیوں نہیں۔۔ زیب نے یوسف کو سیدھے کرتے اس
کے ساتھ لگایا۔۔ تو یوسف فیڈ کرنے لگا۔۔

زیب اس کے بدن کی راعنائیوں کو چومتا رہا۔۔

ایک ایک حصے پہ اپنا لمس چھوڑتے وہ زوہا کو سانس
لینے کا بھی موقع نہیں دے رہا تھا۔ یوسف دوبارہ
سو گیا تو اسے اپنے بازوؤں میں بھرا۔

آئی لوو یو۔ اگر اس دن میں تمہارے ساتھ کچھ کر
دیتا تو کبھی نظریں نہ ملا پاتا۔ اس کا دھیان بھٹکاتے
پوری شدت سے اس میں سمایا۔

شکر ہے نہیں کیا تھا۔ اس کی گردن میں بازو ڈالتے
سانس روکی۔۔ زیب کے ہونٹ اس کے کندھوں
سے ٹچ ہو رہے تھے۔۔۔

یہ بات تمہارے بابا کو نہیں پتہ ابھی تک کہ میں کتنا
شریف ہوں۔۔ کبھی موقع دیکھ کے بتا ہی دو میری
عزت بحال ہو جائے گی ان کی نظروں میں۔۔ اس
کی دھڑکنیں اپنے سینے سے مسلتے کان کے قریب
جھک تھا۔۔

بابا سے ڈائریکٹ تو نہیں کہہ سکتی لیکن ساوری سے
کہوں گی وہ بابا کو بتائے۔۔ پر بتانے کی ضرورت نہیں
ہے۔۔ وہ تمہاری قدر کرتے ہیں۔۔

ہاں مجھے پتہ ہے انہیں دیکھ کے میری سانس ہی
نہیں نکلتی بلا وجہ کی شرمندگی سی ہوتی ہے۔۔ ہلکے
ہلکے جھولتے وہ زوہا کو کوور کیے ہوئے تھا۔۔

اچھا میں دیکھوں گی۔۔

ایک اور بات پوچھنی ہے اگر تم بتا دو تو۔۔ زیب نے
کچھ سوچتے دوبارہ پوچھا۔۔

ہوں۔۔ زوہا بمشکل اس کا وزن اور شدتیں برداشت
کر رہی تھی۔۔

تمہارا ساتھ کچھ نہیں ہوا تھا یہ بات تمہیں پتہ تھی نا
-- کیونکہ جس کے ساتھ سب ہو اسے تو پتہ چل ہی
جاتا ہے۔۔ تمہارے ساتھ نہیں ہوا تھا کچھ بھی تو
تمہیں پتہ ہی ہو گا۔۔۔

نہی پتہ تھا نا۔۔ مجھے تو یہ سب شادی کے بعد پتہ چلا
۔۔ اس وقت اگر تم مجھے بے ہوش نا کرتے تو شاید
پتہ ہوتا۔۔

آج کل کوئی اتنا معصوم کیسے ہو سکتا ہے زیب ماننے
کے لیے تیار نہیں تھا۔۔

ایسے کے میری ماما میرے ساتھ نہیں تھیں۔۔ اور
ساوری مجھ سے چھوٹی ہے۔۔ پھر اب اگر انٹرنیٹ
کے بارے میں سوچا جائے تو وہاں بھی اتنا کلیئر ایسا
کچھ نہیں بتایا جاتا۔۔ نا کبھی میرا ایسا دماغ خراب
ہوا ہے ہمارے ذہنوں میں بابا نے کبھی گندگی انے
ہی نہیں دی ہم لوگ تین تھے۔ ہماری لڑائیاں ہوتی
تھیں۔۔ لیکن ذہنیت بری نہیں تھی۔۔

زیب اس سے الگ ہوا تو زوہانے اس کی طرف
کروٹ لی۔۔

تم میرے لیے انعام ہو۔۔ جب مجھے ماما نے ساوری کا
بتایا تھا تب میں اتنا میچور نہیں تھا۔۔ مجھے اس سے
محبت نہیں تھی بس ضد تھی وہ بھی اپنے مامو کو لے
کے کہ انہوں نے اپنے خاندان پہ بھروسہ کرنے کی
 بجائے سالار انکل پہ کیا اور ایک بے جوڑ رشتہ بنا دیا
۔۔

رشتے تو اللہ ہی بناتا ہے زیب مجھے اب کیا پتہ تھا
میری شادی تمہارے ساتھ ہو گی۔۔ مجھے تو ساوری
زہر لگتی تھی۔۔ اسی کے کزن سے اور بابا کو بھی

شبم پھو بہت بری لگتی تھیں۔۔ پر قسمت۔۔ اس کے
کندھے پہ سر ٹکائے وہ باتیں کر رہے تھے۔۔ کتنی
دیر دونوں باتیں کرتے رہے پھر زوہا سو گئی تو زیب
بھی کچھ دیر بعد سو گیا تھا

سالار اگلے دن ناشتہ کیے بنا ہی آفس چلا گیا تھا۔
ساوری اس سے بات کرنا چاہتی تھی پر اس نے
موقع ہی نہیں دیا۔ سارا دن اسی چکر میں گزر گیا نا
اس کی کال اٹھا رہا تھا نا میج دیکھ رہا تھا۔

پھر ڈھائی بجے اسے سالار کے واٹس اپ میسج
موصول ہوئے جس میں تین تصاویر تھیں لڑکوں
کی۔۔ خوبصورت تھے ویل ایجوکیٹڈ بھی لگ رہے
تھے اچھے خاندان سے۔۔

ساوری نے آگے سوالیہ نشان بھیجا۔۔
ان میں سے کون سا اچھا لگا ہے تمہیں۔۔ سالار نے
کال کرتے فون کان سے لگایا۔۔ آواز سنجیدہ تھی۔۔
تینوں اچھے ہیں۔۔ کیوں۔۔
کوئی ایک بتاؤ۔۔

کوئی ایک۔۔ ساوری نے دوبارہ پکچر دیکھیں پھر پہلی
والی پکچر اسے دوبارہ سینڈ کی۔۔

یہ والی۔۔ لیکن کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔

تمہارے لیے کچھ اچھا ہی سوچ رہا ہوں۔۔ سالار نے
جواب نہیں دیا بس فون بند کر دیا۔۔

شام تک ساوری سوچتی ہی رہی آخر سالار نے کیوں
پوچھا اس سے۔۔۔

اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ کیا
سوچ رہا ہے۔۔

وہ اپنی کل والی حرکت پہ شرمندہ تھی۔۔۔ وہ اسے
ہرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی بس خود ہرٹ ہوئی تھی تو
اس کا غصہ نکال رہی تھی۔۔۔ پر۔۔

سوچوں میں گم وہ شاہ ویز کو فیڈ کروا رہی تھی جب
سالار لیونگ روم میں داخل ہوا۔۔۔ اس کے ہاتھ
میں تین چار شاپنگ بیگ بھی تھے۔۔۔

روم میں آؤ۔ اس پہ ایک نظر ڈالتے وہ سیدھا اندر
چلا گیا۔

ساوری حیرن ہوتی اٹھ کے اس کے پیچھے آئی۔ شاہ
ویز اس کی گود میں ہی تھا۔
یہ کیا ہے۔

بیڈ پہ بکھرے کپڑے اور جوتوں کو دیکھتے حیرت سے
منہ کھلا۔

تمہارے لیے تھوڑی سی شاپنگ کی ہے۔ سالار کا
انداز بالکل سپاٹ تھا۔

پر کیوں میں نے تو نہیں کہا تھا۔۔ ساور نے ایک
دوپٹہ اٹھا کے پھیلا یا کپڑے سارے ہی پیارے تھے

--

کل صبح گیارہ بجے کچھ گیسٹ آرہے ہیں امپورٹمنٹ
۔۔ تو تمہیں اچھے سے تیار ہونا ہے۔۔ وہ اپنے جوتے
اتار رہا تھا۔۔

اوہ۔۔۔ پر کون میں جانتی ہوں انہیں۔۔؟ انداز

سوالیہ تھا

نہیں۔۔ سالار اپنے کپڑے لے کے ہاتھ روم چلا گیا
۔۔ ساوری پیچھے شاہ ویز کو بیڈ پہ ڈال کے کپڑے خود
سے لگا کے دیکھنے لگی۔۔ اس میں ایک پرپل کلر کا تھا
جو بہت پیارا تھا۔۔ لائٹ پرپل جو پنک ساشیڈ بھی
دیتا تھا۔۔

پھر سارے کپڑے اٹھا کے وارڈروب میں ہینگ کیے
اور جوتے اٹھا کے ریک میں رکھے۔۔ اتنی دیر میں
سالار باہر نکل آیا تھا۔۔

ہی۔۔۔چہرے پہ اتنی سنجیدگی ساوری نے کبھی نہیں
دیکھی تھی اس سے بات کرتے ہوئے بھی اسے ڈر
لگا۔۔

جی۔۔ٹاول سے بال خشک کرتے اس نے ہمیشہ کی
طرح ایزی چئیر کی بیک پہ ٹاول رکھا۔۔

آئی ایم سوری۔۔کل میں غصے میں تھی بس اس
لیے۔۔آپ۔۔اس کا چہرہ دیکھ کے رکی۔۔شہد
رنگ آنکھوں میں سرخی جمع ہو رہی تھی۔۔ساوری کا
دل ڈوبا۔۔

اٹس اوکے۔۔ ریلیکس رہو میں ناراض نہیں ہوں تم
سے۔۔۔ وہ لیٹ ٹاپ کے پاس چلتا ہوا آیا۔۔۔

تو پھر موڈ سیدھا کریں مجھے آپ سے ڈر لگ رہا ہے
۔۔۔

ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔۔ سالار لیپ ٹاپ اٹھا
کے سٹڈی روم میں چلا گیا۔۔ ساوری بند دروازہ
دیکھتی رہی۔۔

مجھے پتہ ہے آپ ناراض ہیں۔۔ ساوری کو دل کو کچھ
ہو رہا تھا۔۔ عجیب سی بے چینی تھی جو بڑھتی جا رہی
تھی۔۔

اگلے دن صبح دس بجے وہ تیار ہو گئی تھی بچوں کو بھی
اچھے کپڑے پہنا دیئے۔۔ سالار بھی آفس نہیں گیا
تھا۔۔ یہ اسے تب پتہ چلا جب وہ بیسمنٹ سے نکلا۔۔
کافی دنوں بعد اسے ایسے سچے سنورے دیکھ دل میں
ہوک سی اٹھی۔۔ وہ بیچ میں موٹی ہو گئی تھی اب پھر

پتلی ہو رہی تھی۔۔ جسم متناسب زاویے میں ڈھل
رہا تھا۔۔

آپ افس نہیں گئے۔۔ اسے سامنے دیکھ کے ساوری
نے پوچھا۔۔

نہیں۔۔ نظریں پھیریں۔۔ جب کوئی آپ سے دور جا
رہا ہو تو تب دل شدت سے اس کی طرف ہمکتا ہے
۔۔

کیوں۔۔ وہ سلوا کو اٹھائے ہوئے تھی۔۔ جسے سالار
نے اس سے پکڑ لیا۔۔ جواب دیے بنا کچن میں چلا
آیا۔۔

آنٹی کباب تل رہی تھیں۔۔
کام ختم کر کے بچوں کو روم میں لے جایئے گا۔۔
سرو ساوری کر لے گی۔۔۔
اوکے۔۔ آنٹی نے سر ہلا دیا۔۔

ساوری کو اتنا بھاری بھاری سالگ رہا تھا۔۔ جیسے جو
کچھ ہو رہا ہے وہ اچھا نہیں ہے۔۔ پر جو سالار سوچ

رہا تھا اس کی طرف اس کا دھیان بالکل بھی نہیں گیا

--

ساڑھے دس بجے وہ لوگ آئے تھے۔۔ جن میں دو
عورتیں ایک سالار کا ہم عمر آدمی اور ایک زیب کا
ہم عمر لڑکا تھا۔۔

لڑکا وہی تھا جس کی تصویر سالار نے دکھائی تھی۔۔
اسے دیکھتے ساوری نے بے اختیار سالار کو دیکھا۔۔

آنٹیاں اس سے بہت پیار سے ملی تھیں۔۔ اس سے
پہلے کے بیٹھتی سالار نے اسے آنکھوں سے اشارہ کر
کے کچن میں جانے کا کہا۔۔

وہ خاموشی سے کچن میں چلی آئی۔۔ شاید انہیں اچھا
نہیں لگ رہا کہ وہ لڑکا مجھے دیکھے۔۔ دل میں سوچتے
مسکرائی۔۔ ہی ناراض ہوں تو بھی دھیان رکھتے ہیں
۔۔ مسکراتے وہ چیزیں ٹرائی میں سجانے لگی۔۔ باہر کیا
باتیں ہو رہی تھیں اس کا دھیان ہی نہیں گیا جب
تک وہ واپس باہر آئی۔۔ سب کچھ ڈن ہو چکا تھا۔۔

اس نے سب سے پہلے پلیٹ سالار کو سرو کی تو اس
نے گھورا۔۔ پر باقی سب مسکرائے۔۔

پھر اس نے باقیوں کو بھی کباب وغیرہ دیئے۔۔

کچھ دیر بیٹھے وہ لوگ باتیں کرتے رہے پھر ساڑھے
گیارہ بجے وہ واپس چلے گئے۔۔ سالار بھی ان کے
ساتھ ہی باہر نکل گیا تھا۔۔

ساوری کو کچھ پوچھنے کا موقع ہی نہیں ملا وہ واپس
نہیں آیا اور افس چلا گیا۔۔

ساوری بچی ہوئی چیزیں سمیٹ کے روم میں اتی تو
آنٹی بچوں کو سلا چکی تھیں۔۔

آپ بھی آجائیں اگر سو گئے تھے تو۔۔

سالار صاحب نے منع کیا تھا۔۔

اچھا۔۔ وہ سر ہلاتے وہیں بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔

آنٹی اٹھ کے باہر چلی گئی تھیں۔۔

پھر کچھ دن ایسے ہی ریزرو سے گزر گئے۔۔ سالار کو

وہ خود بلاتی تو بات کر لیتا تھا ورنہ خود سے نہیں کچھ

کہتا تھا۔۔ نا اس کے قریب آنے کی کوشش کرتا۔۔

سب کچھ نارم سے بھی نارمل تھا۔۔ اگر نہیں تھا تو
سالار کی آنکھیں جو ہمہ وقت سرخ رہتی تھیں۔۔
چہرے پہ چھائی سنجیدگی اور سرد پن چھٹنے کا نام ہی
نہیں لے رہا تھا۔۔ بچوں کے کچھ زیادہ قریب ہو گیا
تھا۔۔

ایسے کرتے کرتے دو ہفتے گزر گئے۔۔ اور پھر ہادی آ
گیا۔۔ اس کے ایگزیمز بھی ہو گئے تھے اب اس نے
واپس نہیں جانا تھا۔۔

اس سے ملنے کے لیے زوہا بھی آگئی گھر کی خاموشی
میں ایک بار پھر سرگوشیاں جنم لینے لگی تھیں۔

ساوری کا دل بہلنے لگا۔ سالار کا رویہ باقی سب کے
ساتھ اچھا تھا بس روم میں آتے ہی ایک خول سا

چڑھ جاتا جسے وہ چاہ کے بھی نہیں توڑ پا رہی تھی۔

بابا آج کل جلدی گھر آ جاتے ہیں خیریت۔۔ زوہا

یوسف کو اٹھائے ہوئے تھی ساوری کو دیکھا۔

ہاں پتہ نہیں۔۔ شاید کام کم ہوتا ہو گا۔

شاید۔۔۔۔۔

تم بتاؤ زیب بھائی کا بزنس کیسا جا رہا ہے۔

بہت اچھا اللہ کا شکر ہے۔۔ بس تمہاری پھپھو جان آج
کل ساس بنی ہوئی ہیں۔۔

کاش میری بھی کوئی ساس ہوتی۔۔ اسی وقت ہادی
باہر آیا۔۔

ساس ایسے ہی نہیں مل جاتی بھیا۔۔ بڑی بڑی
قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔۔ زوہانے جلے ہوئے انداز
میں کیا۔۔

ہاہا۔۔ میری پھپھو واقع تھوڑی سڑیل ہیں پر دل کی
بری تو نہیں ہیں۔۔

ہاں بالکل۔۔ ماحول دیکھ کے بدل جاتی ہیں۔۔

لٹل موم کی ساس نہیں ہیں اگر ہوتی تو انہیں بھی
پتہ چلتا ویسے۔۔ ہادی بھی مسکرا رہا تھا۔۔

ہاں میری ساس تو نہیں پر سوتن ضرور تھیں جنہیں
میں نے ٹھیشاؤں کر دیا۔۔ جزبات کی رو میں بہکتے
وہ وہ بول گئی تھی جو اسے کبھی نہیں بولنا تھا۔۔

ہماری ماما۔۔ زوہا کی آنکھیں پھیلیں۔۔

ساوری کی زبان تالو سے لگی۔۔ بول تو دیا تھا اب
ہینڈل کیسے کرنا تھا بات کو یہ سمجھ نہیں آیا۔۔ ہادی
کی طرف دیکھا وہ بھی بھی سوالیہ نظروں سے دیکھ
رہا تھا۔۔

کافی عرصہ ہو گیا ہے ماما سے رابطہ نہیں ہوا وہ کہاں
ہیں۔۔ زوہانے اپنا موبائل اٹھاتے ان کا نمبر ڈھونڈا
۔۔ پھر کال کی شاید اٹھالیں۔۔

بیل جاتی رہی پر کسی نے اٹھایا نہیں۔۔

ان کا بے بی ہونے والا تھا کیا پتہ وہ دوسرے شوہر
کے ساتھ ہوں۔۔ انہیں ڈسٹرب کرنا تھیک نہیں ہے
۔۔ ہادی نے مشورہ دیا۔۔

ٹھیک ہے بھیا لیکن ایک بار بات تو کریں نا۔۔
ساوری کا رنگ اڑا ہوا تھا۔۔ ہاتھ باقاعدہ لرزے
۔۔ ان لوگوں نے اس پہ ابھی غور نہیں کیا تھا۔۔
زوہا کافی دیر ٹرائے کرتی رہی لیکن کال پک نہیں
ہوئی۔۔

اب وہ کال کیوں اٹھائیں گی۔۔ انہیں تو ایک ہیپی
فیملی مل گئی ہے۔۔ زوہا کا دل سکڑا۔۔ جو بھی تھا وہ
ان کی ماما تھیں۔۔ انہیں اپنے بچوں کو خیال کرنا
چاہیے تھا۔۔

چھوڑو نا۔۔ کیوں موڈ آف کرتی ہو۔۔۔ ہم لوگ
ہادی بھیا کی شادی کرتے ہیں۔۔ گھر میں کوئی ہلا گلہ
ہو گا۔۔ ساوری نے تیزی سے اس کا دھیان بھٹکایا
جی نہیں۔۔ میں فل حال شادی نہیں کر رہا۔۔
کیوں۔۔ ہدہ۔۔

نہیں۔۔ ہدہ کو اللہ پاک کروٹ کروٹ جنت دے۔۔
لیکن ابھی میں ریڈی نہیں ہوں۔۔ جانتا ہوں شادی
تو کرنی ہی ہے۔ لیکن اب پہلے بابا کی طرح ویل
سیٹلڈ ہو جاؤں پھر۔۔

یہ بھی تھیک ہے۔۔ زوہانے تائید کی۔۔
ساوری کی سانسیں بہال ہوئیں۔۔۔ آج کل اس کی
زبان کچھ زیادہ ہی چل رہی تھی۔۔ دانتوں تلے
دباتے غصے سے سوچا۔۔

وہ لوگ وہاں بیٹھے کافی دیر گپ شپ کرتے رہے
تھے۔۔

اچھی۔ کوالٹی کا فرنیچر کہاں سے ملے گا۔۔ وہ لیپ
ٹاپ کھولے کام کر رہا تھا ساتھ موبائل پہ کسی سے
بات بھی جاری تھی۔۔

کچھ دیر اگلے کا جواب سنا پھر اس کا نمبر نوٹ کیا اور
کال بند کر دی۔۔

پھر نوٹ کیا ہوا نمبر ڈائل کیا۔۔ کچھ دیر بعد کال پک ہو گئی تھی۔۔

اسلام و علیکم۔۔ کال ریسیو ہوتے ہی آگے سے سلام کیا گیا۔۔

وعلیکم السلام۔۔ مجھے سب سے اچھا گھر کے لیے فرینچر چاہیے اپ ڈیزائنز بھیج سکتے ہیں۔۔
جی سر۔۔ آپ اپنا بجٹ بتائیں۔۔

اپ سب سے اچھا فرنیچر دیکھائیں۔۔ پیسے بعد میں
طے کر لیں گے۔۔ اور اپنا ایڈریس وغیرہ بھی بھیج
دیں اسی نمبر پہ۔۔

اوکے سر۔۔ اگلے کو سمجھ آگئی تھی وہ سامنے والا
جلدی میں ہے۔۔ اس لیے زیادہ بحث نہیں کی اور
کچھ ہی دیر میں بہت سے یونیک اور خوبصورت
فرنیچرز کے ڈیزائنز اسے بھیج دیے۔۔ جس میں سے
سالار نے اپنی مرضی کا ایک خوبصورت ساسیٹ آڈر

کیا تھا۔۔ پندرہ دنوں کے اندر اندر۔۔ پے منٹ کی
کوئی ٹینشن نہیں نہیں تھی۔۔

دوپہر دو بجے تک وہ آفس سے نکلا اور اس ایڈریس
پہ پہنچا۔۔

کافی بڑی مارکیٹ تھی۔۔ ہر چیز بہت خوبصورت اور
نفیس۔۔۔

وہاں کے مینجر سے ملاقات کر کے ریٹ بھی ڈن کر
لیا۔۔ اس کے پاس ٹائم کم تھا اور کام زیادہ تھا۔۔ وہ
اس کے لیے کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑنا چاہتا تھا

-- ساڑھے تین بجے وہاں سے نکل کے اس نے اور
کچھ شاپنگ کی تھی پھر واپس گھر آیا تھا۔

لاؤنج میں داخل ہوا تو سامنے زوہا اور ہادی بیٹھے
باتیں کر رہے تھے۔

السلام و علیکم بابا۔۔ ہادی نے پہلے سلام کیا۔
وعلیکم اسلام۔۔ سالار جواب دیتے ان کے پاس ہی
چلا آیا۔

بابا آج کل جلدی آرہے ہیں خیر تو ہے۔

ہاں۔۔ خیریت ہی ہے بس کام کم ہوتا ہے تو جلدی
آ جاتا ہوں۔۔ انکے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔ اس کی نظریں
ساوری اور بچوں کو تلاش کر رہی تھیں۔۔

ساوری کہاں ہے۔۔ پھر پوچھا۔۔

وہ روم میں۔۔ شاہ ویر رو رہا تھا تو اسے چنچ کروانے
گئی ہے۔۔

اچھا۔۔ سالار نے آگے ہو کے یوسف کو اس سے لیا
۔۔ وہ اتنا خاموش ہو چکا تھا کہ اب بولنے کا دل ہی
نہیں کرتا تھا۔۔

کچھ دیر یوسف کو اٹھائے رکھا۔۔ ہادی اسے یونیورسٹی
کی باتیں بتاتا رہا۔۔۔

پھر یوسف رونے لگا تو اسے زوہا کے حوالے کیا۔۔ وہ
اسے اٹھا کے روم میں چلی گئی۔۔ تو پیچھے ہادی اور
سالار رہ گئے۔۔

مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔ صرف ہمارے
درمیان رہے یہ بات۔۔

جی۔۔ کہیں۔۔ ہادی اٹھ کے ان کے قریب چلا آیا۔۔

تھوڑا عجیب ہے لیکن۔۔ میں ساوری کی شادی کرنا
چاہتا ہوں۔۔

مطلب۔۔ آپ اور ساوری۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آئی
۔۔

نہیں۔۔ میں اس کی شادی کسی اور سے کرنا چاہتا
ہوں۔۔ میری زندگی کا بھروسہ نہیں ہے۔۔ جانے
کب مر جاؤں۔۔ اس کے آگے اتنی زندگی پڑی ہے
وہ اکیلی نہیں گزار سکے گی۔۔

بابا۔۔ کیا ہو گیا اللہ نا کرے ایسا کچھ ہو۔۔ ہادی کا
دل بیٹھا۔۔ اس کے بابا ایسی باتیں کرتے تو نہیں تھے
۔۔ انہوں نے ہمیشہ انہیں مضبوط بنایا تھا اور آج خود
۔۔

جزبات سے نہیں دماغ سے سوچنا ہے ہادی۔۔ جب
میں ساٹھ کا یا ستر کا ہو جاؤں گا تو ساوری کی آدمی
زندگی بھی نہیں ہو گی۔۔ میں کتنا عرصہ اس کی
حفاظت کر سکوں گا۔۔ اور پھر۔۔ میں اس کی
خواہشات پوری نہیں کر سکتا۔۔ وہ ٹوٹ رہا تھا

کون سی خواہش پوری نہیں کی۔۔ ہر چیز تو لا کے دی
ہے بابا۔۔ پلیز ایسی باتیں نا کریں۔۔ میں سن نہیں پا
رہا تو ساوری یہ سب کیسے برداشت کرے گی۔۔
اسے پتہ ہے وہ چاہتی ہے ایسا۔۔ سالار بمشکل بول
پایا۔۔

کیا واقع۔۔ میں نہیں مان سکتا۔۔ وہ ایک لمحہ آپ کے
بنا نہیں رہ سکتی اور آپ۔۔

ہادی مجھے کمزور نہیں کرو۔۔ سالار بے چینی سے
اٹھ گیا۔۔ ماتھے پہ پسینہ چمکنے لگا۔۔

بابا پھر بھی آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے۔۔ میرا یہی
مشورہ ہے۔۔ ہادی اس کی سیچویشن سمجھ رہا تھا وہ
خوش نہیں تھا پر ساوری کے لیے یہ سٹینڈ لے رہا
تھا۔۔۔

سالار وہاں سے روم میں چلا آیا۔۔
ساوری سامنے بیڈ پہ بچوں کے ساتھ کھیل رہی تھی
۔۔ دروازہ کھلنے پہ اس کی طرف دیکھا۔۔

آج پھر جلدی آگئے ہیں آپ۔۔ اس سے پہلے کے
وہ اٹھ کے قریب آتی سالار لمبے لمبے ڈگ بھرتا
سٹڈی روم میں بند ہو گیا۔۔

ساوری منہ بسور کے رہ گئی۔۔ کتنے دنوں سے وہ ہی
کو ہگ نہیں کر پائی تھی۔۔ ایسے ہی واپس بیٹھ گئی
۔۔ دوبارہ بچوں کے ساتھ مصروف ہو گئی۔۔ سالار
نے اندر جاتے ہیں گہری سانس لی تھی۔۔

پتہ نہیں میرے بابا کو آپ میں کیا نظر آیا جو مجھے "
آپ کے حوالے کر گئے آپ کو بس اپنی حوس
"پوری کرنی ہوتی ہے چاہے کوئی بھی ٹائم ہو۔۔

ایک اذیت بھرا خیال دماغ کے پرے پہ چھایا تو اس
کی نسیں پھٹنے لگیں۔۔ سختی سے آنکھوں پہ ہاتھ
رکھتے اس نے منظر کو غائب کرنا چاہا۔۔

آپ تو بوڑھے ہو گئے ہیں آپ کے ساتھ چلتے بچوں
والی فیلنگز آتی ہیں۔۔ اذیت سے لبوں کو کھینچا۔۔
تاکہ وہ مسکرا سکے۔۔ یا اپنا مزاق اڑا سکے۔۔

کاش وہ زندگی کو پیچھے لے جاتا جہاں ولی شاہ مر رہا
تھا۔ وہ ولی میں اپنی جان ڈال دیتا اور اسے کہتا اپنی
بیٹی کی حفاظت کرو میرے حوالے نا کرو۔ چھوٹے
چھوٹے قدموں سے چلتے چمیر تک آیا۔ اور گرنے
والے انداز میں بیٹھا۔

ساوری کو خبر ہی نہیں تھی سالار کے دل میں کون
کون سے طوفان چل رہے ہیں۔

دن گزرتے رہے سالار نے کچھ حد تک خود کو میخ
کر لیا تھا۔ پندرہ دن بعد فرنیچر بھی آگیا جو اس نے
بیسمنٹ میں رکھوایا تھا۔

ساوری بس دیکھ کے حیران ہی ہو رہی تھی۔
ہبی یہ کر کیا رہے ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔
ہادی بھی وہیں تھا۔ اس کے کان کھڑے ہوئے۔
بابا نے تو کہا تھا اسے پتہ ہے بلکہ اس کی خواہش ہے
پھر۔۔ وہ ایسے لا علمی کا مظاہرہ کیوں کر رہی تھی۔
تمہارا جہیز ہے۔۔ شادی ہو رہی ہے تمہاری۔

کیا۔۔ سچ میں۔۔ ساوری کی نا چاہتے ہوئے بھی باچھیں

کھلیں۔۔ یعنی ہی اس کی یہ خواہش پوری کر رہے

تھے وہ لوگ شادی کر رہے تھے۔۔

ہاں۔۔ تمہیں نہیں پتہ۔۔

نہیں۔۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔

لڑکا دیکھا ہے تم نے۔۔ ہادی کو اچنچا ہوا کہیں اس

نے لڑکا بھی نا دیکھا ہوا تو سب کچھ بابا اپنی مرضی

سے پسند سے کر رہے ہوں۔۔

کیا مطلب لڑکا۔۔ ہبی سے ہی ہونی ہے نا میری
شادی۔۔

نہیں۔۔ بابا تمہیں ڈیورس دے رہے ہیں۔۔
بکو اس نہیں کریں۔۔ دل میں کسی نے کیل ٹھوکی
تھی۔۔

میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔ بابا تمہیں ڈیورس دے رہے
ہیں۔۔ اور تمہاری شادی کسی اور سے۔۔

ساوری کے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لی گئی۔۔

جھوٹ بول رہے ہیں آپ۔۔ میں پوچھتی ہوں۔۔ وہ
ننگے پیر بھاگتی ہوئی نیچے آئی تھی جہاں سالار مزدور
کو پیسے دے رہا تھا۔۔ اسے دیکھ کے گڑ بڑ کا احساس
ہوا۔۔

ہبی۔۔ آپ مجھے ڈیورس دے رہے ہیں۔۔
کس نے کہا۔۔ وہ اس کے قریب آیا۔۔
جس نے بھی۔۔ آپ بتائیں اپ مجھ سے شادی نہیں
کر رہے۔۔ اس کا دل پھٹ رہا تھا۔۔
نہیں۔۔ سالار نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔

ج۔۔ جھوٹ مت بولیں ہی۔۔ آپ مجھ سے شادی
کر رہے ہیں۔۔ و۔۔ وہ ہادی بھیا بکو اس کر رہے ہیں
۔۔ اس کی کی سانس اکھڑی۔۔ انکھیں دھندلا گئی
تھیں۔۔ رنگ لٹھے کی ماند سفید پڑا۔۔

ساوری۔۔ میری بات سنو۔۔

نہیں سننی یار۔۔ نہیں سننی مجھے آپ کی بات۔۔ مجھے
آپ کے ساتھ رہنا ہے مجھے پتہ ہے آپ مجھے اس
دن کی باتوں کی سزا دے رہے ہیں۔۔ دوپٹہ کندھے
سے جھول کے زمین بوس ہوا۔۔

نہیں۔۔۔ میں تمہیں کسی چیز کی سزا نہیں دے رہا
۔۔ حمزہ بہت اچھا لڑکا ہے۔۔

مجھے نہیں کرنی۔۔ کسی سے بھی نہیں کرنی۔۔ اگر
آپ میرے ساتھ خوش نہیں ہیں تو دے دیں
ڈیورس۔۔ اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے دور دھکا دیا۔۔
مجھے اتنی بڑی سزا مت دیں پلیز۔۔ اپنا دوپٹا وہیں
چھوڑ کر وہ بھاگ کے سیڑھیاں چڑ گئی۔۔
سالار اس کا دوپٹہ دیکھتا رہ گیا۔۔

اپنے بابا سے کہہ دیں مجھے کسی سے شادی نہیں کرنی
۔۔ اگر وہ مجھے چھوڑنا چاہتے ہیں تو چھوڑ دیں پر کسی
اور کے ساتھ مجھے مت بھیجیں۔۔ ہادی کے پاس
رکتے اسے اذیت بھری نظروں سے دیکھا۔۔ پھر
اپنے روم میں چلی آئی۔۔ پورے جسم سے جان کھینچ
لی گئی تھی۔۔ بیڈ پہ گرتے گہری سانس کھینچی۔۔
پھر دوسری۔۔ اسے استھما اٹیک ہو جائے وہ مر ہی
جائے۔۔ یہی اس کے لیے ایسا کیسے سوچ سکتے تھے
۔۔ اس کی باتوں کا اتنا غصہ تھا کہ اتنی بڑی سزا

دینے والے تھے۔۔ انکھوں کا سیال بہتا جاتا تھا۔۔

شام تک اس نے سب کو بتا کے اکٹھا کر لیا۔۔ شبنم

پھپھو۔۔ صبح پھپو ار حم چاچو اور فرح یعنی اپنی ماما کو

بھی۔۔ کیا پتہ سالار کسی کی بات مان لیتا۔۔ کسی کے

سمجھانے پہ سمجھ جاتا۔۔

سالار اس کے بعد ایک بار بھی اس کے سامنے نہیں

آیا تھا۔۔ ساوری نے پوری رات کانٹوں پہ گزاری

تھی۔۔ بچے رو رہے کیں بھوکے ہیں سن دماغ کے

ساتھ بس لگی رہی۔۔ اگلے دن صبح صبح شبنم پھپھو زوہا
سمیت وہاں چلی آئیں۔۔

سالار کو دیکھ کے شروع ہو گئیں۔۔ سالار کان۔۔ لیٹے
بیٹھا رہا۔۔ ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا۔۔ ابھی
ان سے بحث چل رہی تھی کہ صبح پھپھو اور ارحم
چاچو بھی آگئے۔۔

سالار بھائی۔۔ ہمارے سگے بھائی نے ہم سے زیادہ
آپ پہ بھروسہ کیا تھا۔۔ اور اب آپ اس بچی کو اتنی
بڑی سزا دے رہے ہیں۔۔ ساوری اپنے روم میں

جلے پیر کی بلی کی طرح گھوم رہی تھی۔۔ رات کو نیند
بھی نہیں آئی۔۔ جاگنے اور رونے کی وجہ سے آنکھیں
سوج چکی تھیں۔۔

آپ لوگ سب ابھی جذبات۔۔

جذبات گئے تیل لینے۔۔ اس کے تین بچے ہیں

چھوٹے چھوٹے۔۔ وہ کہاں جائیں گے۔۔ شبنم پھپو کا

عہدہ اب ان پہ بھاری تھا۔۔ وہ ان کی بیٹی کی ساس
بھی تھیں۔۔

اگر وہ چاہے تو ساتھ لے جائے اور اگر نہیں لے
جانا چاہتی تو چھوڑ بھی سکتی ہے۔۔ پہلے دو بچے پالیں
ہیں یہ بھی پال لوں گا۔۔ سفاکیت کی حد کر دی گئی
۔۔

ساوری اندر ان کی ساری باتیں سن رہی تھی۔۔
مجھے نہیں کرنی شادی کسی سے۔۔ میں آپ کو بتا چکی
ہوں۔۔ باہر اتے چیخنی۔۔

میں ڈیورس دے دوں گا پھر تو کرنی پڑے گی کبھی نا
کبھی تو۔۔ سالار کی بات پہ اس کا دل بند ہوا۔۔

اللہ جی میری زبان کاٹ دیں۔۔۔ میں گونگی ہو جاؤں
۔۔ ہاتھوں میں چہرا چھپاتے وہ حواس کھو رہی تھی۔۔
اس زبان کی وجہ سے ہی تو سالار اتنا سب کچھ کر رہا
تھا۔۔ نا یہ ہوتی تو نا حالات ایسے ہوتے۔۔

میں آپکے پاؤں پڑ کے معافی مانگتی ہوں۔۔ سالار
صوفے بیٹھا تھا جب ساوری اس کے پاس نیچے
بیٹھی۔۔ سالار کا وجود لزر گیا۔۔ لمحے کے ہزارویں
حصے میں اسے اٹھا کے سینے سے لگایا۔۔

بے وقوف لڑکی۔۔ دل میں جسے دھڑکن بہال ہونے
لگی۔۔ باقی سب ان کے مومنٹ سے اٹھ کے چلے
گئے۔۔

آپ کو مجھے جو سزا دینی ہے دے دیں۔۔ بے شک
میری زبان کاٹ دیں پر پلیز مجھے ڈیورس مت دیں
۔۔ میں نہیں رہ سکوں گی۔۔ سانس نہیں آرہی تھی
اسے وہ پھر بھی بول رہی تھی۔۔

سالار اسے خود میں بھینچے پیٹھ سہلا رہا تھا۔۔ جب اس
نے زور سے سانس کھینچی۔۔ اسے استھما کا اٹیک ہوا
تھا۔۔

ساوری۔۔ میرا بے بے۔۔

اسے تیزی سے صوفے پہ بیٹھاتے ان ہیلر گلدان
کے اندر سے اٹھایا۔۔

میرا اتنا خیال کون رکھے گا۔۔ سالار نے ان ہیلر اس
کے ہونٹوں سے لگاتے پمپ کیا تو ساوری مسکرائی
۔۔۔ سوچی آنکھیں اور ہونٹوں کی مسکراہٹ۔۔ سالار

کا دل ڈول گیا۔۔ اسے دوبارہ اپنے ساتھ لگاتے لمس
اپنے اندر اتارا۔۔

رہ تو وہ بھی نہیں پا رہا تھا۔۔

میں کسی سے نہیں کر رہا تھا تمہاری شادی۔۔ بس
تنگ کر رہا تھا۔۔ اعتراف کیا۔۔

جھوٹ۔۔ پھر یہ سارا فرنیچر اور سارا سامان۔۔

یہ تو تمہارے بابا کے پیسوں کا ہے۔۔ جو انہوں نے

تمہارے لیے چھوڑے تھے۔۔ سوچا تم کہہ رہی تھی

میرا مائیکہ نہیں ہے تو بیسمنٹ کو تمہارا مائیکہ ہی بنا

دیتے ہیں۔۔ اس کے گال پہ لمس جھوڑتے نرمی سے
آنکھوں کو انگوٹھوں سے چھوا۔۔

اور وہ لڑکا۔۔ وہ فیملی۔۔

وہ میرے فرینڈ ہیں۔۔ اور انہیں سب پتہ کے۔۔

مطلب وہ بھی پلین میں حصے دار تھے۔۔ ساوری نے
گھورا۔

ہاں۔۔ تھوڑے بہت۔۔ سالار نے آنکھیں سکیڑیں۔۔

آپ بہت برے ہیں ہی۔۔ میری جان نکل رہی تھی
کل سے اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو۔۔

ایسے ہی ہو جاتا۔۔ اس ہادی کے بچے نے بھانڈا پھوڑ
دیا۔۔ ورنہ شادی والے دن ہی تمہیں سر پر انز ملتا۔۔
وہ۔ کیسے۔۔ ساوری کا دل کچھ نارمل ہوا تھا۔۔

جب میں دلہا بن کے سامنے آتا تو تم کتنا خوش ہوتی
۔۔

ہاں۔۔ پر اب میں زیادہ خوش ہوں۔۔ آپ نے مجھے
ڈیورس دینے کی بات کیوں کی۔۔ پھر یاد آیا۔۔

میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی یہ ہادی نے خود
سے لگایا۔۔ بس یہ کہا تھا کہ تمہاری کسی اور سے
شادی کرواؤں گا۔۔

تو پھر ڈیورس ہوتی تو ہی شادی ہوتی نا۔۔

میں تمہاری شادی کسی اور سے کرواتا تو ڈیورس ہوتی
نا۔۔ اسی کے انداز میں جواب دیا تو وہ منہ بسور کے
اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔

آپ بہت برے ہیں ہی۔۔

اور تم بہت اچھی ہو میرا بے بی۔۔

بے بی بھی کہتے ہیں اور دکھ بھی دیتے ہیں۔۔ اس کی
شرٹ سے ہونٹ مس کرتے بڑبڑاپی۔۔

دکھ نا ہوت عین ٹائم پہ پتہ چلتا تو۔۔۔۔

ہمارے بچے کہاں جاتے۔۔ انہیں کو سنبھلاتا۔۔ پھر
دھک سے یاد آیا

تم اپنے بچوں کو سنبھلاتی اور میں اپنے بچے کو۔۔

آپ کا کون سا بچہ۔۔ ہم دونوں کے بچے ہیں وہ۔

تم ہو میرا بے بی۔۔ جس میں اتنی سی بھی عقل نہیں
ہے۔۔ اس دن اگر میری جگہ تمہاری ساس بیٹھی
ہوتی نا تو رکھ کے لگاتی۔۔

آپ نے بھی ساس سے کم والا کام نہیں کیا۔۔ رکھ
کے ہی لگائی سیدھا دل پہ۔۔

اچھا۔۔ سوری نا۔۔

نہیں۔۔ بدلہ لوں گی اس کا بھی۔۔ اب جب تک
شادی نہیں کرتے میری میں آپ کو سکون سے

نہیں بیٹھنے دوں گی۔۔ لاڈ سے کہا تو سالار مسکرا دیا

--

پھر اسی ڈیٹ کو ان کی شادی کا فنکشن ہوا جو پہلے

سالار نے ڈیسائڈ کیا تھا۔۔

سفید غرارہ جس پہ ڈارک پریل کام ہوا تھا اور دوپٹہ

لائٹ اور ڈارک پریل کے کمینشن سے بنا تھا۔۔

نفاست سے کیا میک اپ وہ بہت کیوٹ لگ رہی

تھی۔۔ ٹریپلٹس کی چھوٹی سی ماما اور پیاری سی

دلہن۔۔۔

سالار بلیک ڈنر سوٹ میں ہی تھا۔۔

ویسے اگر ہم ڈائریکٹ شادی کی خبر پھیلاتے تو سب
سے پہلے تمہاری پھپھو کو مرچیں لگنی تھیں۔۔ وہ
کہتیں اس عمر میں یہ شوشا چھوڑنے کی کیا ضرورت
ہے۔۔ ویڈنگ ڈے وہ ہوٹل میں دونوں ایک
دوسرے کا ہاتھ تھامے چل رہے تھے تو سالار نے
جھک کے سرگوشی کی۔۔

ہاں۔۔ اچھا ہی ہوا اس دن میں نے سب کو بتا دیا

ما۔۔ ما۔۔ شاہ ویز نے پیچھے سے اکے اس کا شرارہ تھاما

--

جی میری جان۔۔ اسے اٹھانے کے لیے جھکی تو دوپٹہ
ڈھلک کے سائڈ پہ گرا۔۔

فیڈو۔۔ آواز اتنی آہستہ تھی کہ وہ دونوں ہی سن
پائے۔۔

یار۔۔ اب میں تمہیں اپنی شادی والے دن فیڈ
کرواؤں گی۔۔

ما۔۔ ما۔۔ اس نے منہ بسورا۔۔

اسے کچھ اور کھلا دیں۔۔۔ پلیز۔۔۔

فیڈوووو۔۔۔ اب کی بار اس نے اپنی پوری جان لگا کے

غصے سے کہا۔۔۔ یعنی اسے اور کچھ نہیں کھانا تھا۔۔۔

بچے کی آواز پہ بہت سارے لوگوں نے ان کی

طرف دیکھا۔۔۔

اس کے فرینڈز تھے کچھ ساوری کے جاننے والے اور

ان کے فیملی کے میمبرز۔۔۔ فرح بھی اپنے ہر بند کے

ساتھ آئی تھی اس کی اور کوئی اولاد نہیں تھی۔۔۔ اور

اس کے شوہر یعنی فیاض نے دوسری شادی کر لی

تھی۔۔ کچھ لوگوں کو اللہ دنیا میں ہی سزا دے دیتا
ہے۔۔

سالار نے شاہ ویز کو اٹھا لیا۔۔

آجاؤ فیڈووو فیڈوو کرتے ہیں۔۔ اسے اٹھائے وہ
برائڈل روم میں چلا آیا۔۔ ساوری وہیں کھڑی رہی
۔۔

کچھ دیر بعد جب لوگوں کا دھیان ادھر ادھر ہوا تو
وہ بھی برائڈل روم میں چلی آئی۔۔

ہی۔۔ مجھے دیں اور آپ باہر جائیں۔۔ اندر داخل
ہوتے جلدی سے شاہ ویز کو لیا۔۔

پھر وہیں چٹیر پہ بیٹھ گئی۔۔ سالار باہر نکل گیا تھا۔۔
سامنے ہادی شاہ ویز اور شاہ ویز کو اٹھائے ادھر ادھر
گھوم رہا تھا۔۔

سالار خان نیازی۔۔

وہ نا بہت اچھا شوہر تھا۔۔ نا ہی بہت اچھا باپ تھا۔۔
بس وہ ذمہ داریاں نبھالیتا تھا۔۔

زوہا کے لیے وہ اس کی مصیبتوں میں اس کے ساتھ
کھڑا ہوتا تھا۔ اور ہادی کے لیے وہ اس کی
ضرورتوں میں۔۔

زوہا کی ضرورتیں اب اس کے شوہر نے پوری کرنی
تھی۔۔۔ اور ہادی کی مصیبتیں اس نے خود جھیلنی
تھیں۔۔ وہ مرد تھا اسے مرد بننا تھا۔

اگر ان کی ماں ہوتی تو وہ یقیناً اپنے بچوں کے سامنے
ڈھال بن کے کھڑی ہوتی۔۔

اور ساوری سالار خان۔۔ جو اس کی بیوی تھی۔۔۔ وہ
نا اس کے اگے کھڑا تھا نا پیچھے۔۔ بلکہ وہ اس کے
ساتھ کھڑا تھا۔۔ اس کی ضروریات بھی اسی نے
پوری کرنی تھیں اور اس کی مصیبتوں پہ بھی اسی نے
ساتھ کھڑے ہونا تھا۔۔ وہ اس کا کل جہان تھی
۔۔ اس کی زندگی۔۔ جو اس سے بائیس سال چھوٹی
ہونے کے باوجود ہر بات منوانے کا ہنر رکھتی تھی